

صدیوں کا بیٹا

از
ایم اے راحت

5

Scan and PDF By: Qamar abbas
@OneUrdu.com

صدیوں کا بیٹا از ایم اے راحت حصہ اول

صدیوں کا بیٹا جناب ایم اے راحت کا مشہور شہکار ہے۔ مکمل ناول پانچ جلدوں پر مشتمل ہے۔ لیکن میرے پاس جلد نمبر چار موجود نہیں۔ میں نے کافی ٹرای کیا مگر میں ارینج نہیں کر سکا۔ باقی چاروں حصے میں انشا اللہ جلد از جلد اپ لوڈ کر دوں گا۔

اگر کسی کے پاس کے پاس اس کی جلد نمبر چار موجود ہو تو مہربانی کر کے اسے اپ لوڈ کر دے تا کہ یہ لازوال سلسلہ مکمل ہو سکے۔ اور ڈیجیٹلی محفوظ ہو جائے۔

واسلام
قمر عباس
ون اردو ڈاٹ کام



ماہنامہ

جاسوسی ڈائجسٹ کراچی

جاسوسی ڈائجسٹ کا مشہور سلسلہ

صدیوں کا بیٹا



سید

جاسوسی ڈائجسٹ کا مقبول ترین سلسلہ

اس انسان کی کہانی جو صدیوں سے زندہ ہے اور شاید آج بھی کہیں موجود ہو

صدیوں کا بیٹا

ایم اے راحت



صدیق کبیر

مکملوں پر محیط ایک ناکستابل فراموش پاکستان ● ایک نئے راست

نوماس اور نورماز عقبے آتے تھے اور انہوں نے پچھڑی سکا راستہ استعمال نہیں کیا۔ اس کا مقصد صاف تھا کہ قافلہ زیادہ دور نہیں تھا اور ان لوگوں کو خطرہ تھا کہ اگر وہ پچھڑی سکا راستے آئے تو اوپر چڑھتے دیکھ لے جائیں گے۔

ہم کافی چھپے گئے تھے۔ ہمارا خیال تھا کہ قافلہ والے سست رفتار سفر کر رہے ہوں گے۔ لیکن وہ کافی آگے کل آئے ہیں اور اب اس علاقے سے زیادہ دور نہ ہوں گے؟ نوماس نے اطلاع دی۔

”ان کی تعداد وہی ہے؟“

”ہاں۔ چار سو سے زیادہ جوان نہ ہوں گے۔ لیکن ان کے ساتھ سامان بہت ہے۔“ نوماس نے جواب دیا۔

”یہ خوش خبری ہے۔ ہمیں بھی اس وقت زیادہ سے زیادہ سامان کی ضرورت ہے۔“ میں نے جواب دیا۔ نوماس اور اس کے ساتھی نے گھوڑے کافی دور پیچھے لے جا کر گھوڑوں سے باز رہ گئے اور پھر میں نے انہیں بھی اپنی ترکیب بتادی۔

زیادہ دیر نہیں گزری تھی کہ دور سے ہمیں بد نصیب قافلہ آتا نظر آیا۔ لوگ ہنس رہے تھے، تہنچہ لگا رہے تھے۔ ایک دوسرے سے گفتگو کرنے جا رہے تھے، لیکن میری نگاہ میں وہ بد نصیب تھے۔ کیونکہ ان کی زندگی کے لمحات ان کی ہر جنبش کے ساتھ مختصر موٹے جا رہے تھے۔ پیڑھے ہاتھ میں بھی پتھر تھا اور پھر جو پتھر وہ زبرد پر آئے، پہلا پتھر میرے ہاتھ سے ہی نکلا۔ اور جو شخص سب سے آگے تھا اس کے پیچھے کو بیٹھا ہوا دور جا گیا۔

لیکن اس میں ایک تباہی تھی۔ ان گھوڑوں سے گھوڑے بھی ہلاک اور زخمی ہو جاتے اور سلمان بھی خراب ہوتا جبکہ ہمیں ان دونوں چیزوں کی ضرورت تھی۔ تاہم اس کا ایک نعم البدل ہو سکتا تھا۔ چنانچہ میں نے اپنے مشیروں کو طلب کر لیا۔ اور وہ میرے سامنے پہنچ گئے۔

”ابھی گھوڑے وقت کے بعد وہ قافلہ یہاں سے گزرے گا جو ہمارا شکار ہو گا۔ ہم اگر چاہیں تو یہاں سے چٹانیں کر کر بھی انہیں ہلاک کر سکتے ہیں لیکن اس طرح ہمارا مقصد فوت ہو جائے گا۔ ہمیں ان کے گھوڑے اور دوسرا ساز و سامان درکار ہے؟“

”درست کہا تم نے راسن؟“

”لیکن اس کے ساتھ ہی میرے ذہن میں ایک اور ترکیب بھی ہے۔“

”وہ کیا؟“

”فوری طور پر عمل شروع کرادو۔ ایک مخصوص وزن کے پتھر تین کرلو اور جبکہ ان کی ڈھیریاں بنالو۔ اپنے آدمیوں کو مختلف جگہوں پر بٹھادو۔ اور جب قافلے والے زمین آجائیں تو ان پر سنگباری شروع کر دو۔ لیکن خیال ہے کہ نشانہ گھوڑے نہ بنیں۔ بلکہ ان پر پیچھے ہوئے سوار نشانہ ہوں۔ جتنی تیزی سے ہو سکے ان میں سے زیادہ سے زیادہ لوگوں کو زخمی کر دیا جائے اور اس کے بعد بچے کچے لوگوں کو سنبھالنا مشکل نہ ہو گا۔“

مشیروں نے تعمیری رنگا ہوں سے مجھے دیکھا اور پھر اپنی اپنی جگہوں میں چلے گئے اور پھر ان لوگوں کی پھرتی قابل دید تھی۔ زرا سی دریں چٹروں کے انبار لگا دیے گئے۔ اور پھر ہم انتظار کرنے لگے۔

اور اس کے بعد قافلے والوں پر پتھروں کی بارش شروع ہو گئی۔ نیچے کھرا بگ بگ مٹا۔ لوگ سمجھ بھی نہیں پاتے تھے کہ ہوا کیا۔ کوئی انسانی حرکت ہے یا کوئی اور آفت ناگہانی، لیکن سمجھنے کی کوشش میں ہی ان کا کام تمام ہو جاتا۔ قیدیوں نے وہ سنگباری کی کہ ان میں سے ایک بھی زخمی نہ ہو سکا۔ آٹھ سو پتھر ایک وقت ان کے ہاتھوں سے نکل کر گھڑ... سو اربوں پر پڑے۔ لیکن سائے کے سائے نشانہ باز نہیں تھے۔ بہت سے گھوڑے بھی زخمی ہوئے تھے۔ چند زخمی تکتے تھے۔

اور پھر میں نے سنگباری بند کر دی اور دوسرے لمحے ہمارے آدمی پہاڑی سے نیچے اترنے لگے۔ تباہ شدہ قافلے والے اب اس قابل نہیں تھے کہ مدافعت کرنے۔ وہ ہاتھ پاؤں بلائے بغیر خاموشی سے قتل ہو گئے۔ اور بہر حال یہ بات مجھے پسند نہیں آتی تھی۔

جو ہر چکا تھا اسے واپس نہیں لایا جاسکتا تھا۔ لیکن میں نے فیصلہ کر لیا کہ اس طرح آئندہ نہیں ہوگا۔ زخمی گھوڑوں کو چھوڑ دیا گیا اور سامان اور بچے گھوڑے تھپے میں کر لئے گئے۔ میرے ساتھیوں کی خوشی کی انتہا نہیں تھی۔ تمام لوگوں کے لباس بھی تانے لگے۔ ہمیں ان کی بھی ضرورت تھی۔ کھانے پینے کی بے شمار مشایخ موجود تھیں۔ اس کے علاوہ ہتھیار، تلواریں، ان لوگوں کے پاس بھی ساری اشیاء ضروریات کی تھیں۔ چنانچہ ہم انہیں لے کر اسی راستے سے واپس چل پڑے۔ ہاں خاص طور سے ہم نے اس بات کا خیال رکھا تھا کہ اپنے پیچھے ایسے نشانات نہ چھوڑ جائیں جن سے ہم تک پہنچا جاسکے۔ اور بالآخر ہم اپنی پناہ گاہ تک پہنچ گئے۔

ہمارے ساتھی خوشی سے اچھلنے لگے تھے۔ طویل ترین عرصے کے بعد انہیں وہ چیزیں ملیں جن سے وہ عرصہ دراز سے محروم تھے، میں نے نہایت انصاف سے وہ تمام چیزیں قیدیوں میں تقسیم کر دیں۔ اور چاروں طرف خوشیاں بکھرتی۔

میں اپنے دوست نوماں کے ساتھ بیٹھا ان کے دلچسپ مشغلے دیکھ رہا تھا۔ خون آلود کپڑے دھو کر خشک ہونے کے لئے لٹکا دیئے گئے تھے تب میں نے نوماں کو مخاطب کیا۔

اب گھوڑوں کے لئے چراگاہ کا بندوبست بھی کرنا ہوگا؟
ہاں یقیناً۔ لیکن یہ مشکل کام نہیں ہے؟
کیوں؟

جس راستے سے ہم گئے تھے وہ بے حد سرسبز ہے۔ وہاں سے گھوڑوں کی خوراک حاصل کی جاسکتی ہے؟ نوماں نے جواب دیا۔
ٹھیک ہے۔ لیکن میں زیادہ سے زیادہ آسانیاں چاہتا ہوں۔
میں ایک طویل ہم سفر اُتار دیتا ہوں؟
مثلاً؟

یہ تہیں بعد میں بتاؤں گا۔ فی الحال تو یہاں سبکی کے لئے تیار ہوں کر۔ ہمیں وہاں سے اناج کے ذخائر کی ضرورت ہے۔ اس کے علاوہ

جو کچھ ہاتھ لگے۔

تب کا ارادہ ہے؟

جس قدر جلد ممکن ہو سکے تاکہ اگر ان لاشوں کے بارے میں تحقیقات شروع ہو تو ہمارے پاس پوشیدہ رہنے کے لئے طویل وقت ہو۔
اور ٹھیک ہے اب تو ہمارے پاس گھوڑے ہیں اور ہم قافلے والوں کے لباسوں میں ہوں گے۔ اس لئے کوئی ہم پر شک بھی نہیں کرے گا۔ نوماں نے کہا۔
بالکل؟

تب میرے لئے کیا حکم ہے؟

ہم ان لوگوں کو تیار کر لو۔ تم جانتے ہو کہ ہمیں کیا کرنا ہے۔ اس بارے میں میرے شیر تہاڑی مدد کریں گے؟ چنانچہ تیار دیا ہونے لگیں۔ خوش خرم لگ بھری قیادت کی اس پہلی کامیابی پر بے حد سرور تھے دوسری بات یہ کہ انہیں عمدہ خوراک ہتھیار اور لباس مل گئے تھے۔ چنانچہ ہر شخص اس دوسری حکم کے لئے تیار تھا۔ لیکن میں نے مرث و سوز اور انداز اختیار کیا۔ ان تندرست و توانا لوگوں کو لے کر میں کل پڑا۔ نوماں میرا ہمراہ تھا۔ اس نے بے لوث پیچھے میں کہا تھا کہ اس کام کو وہ تنہا بھی انجام دے سکتا ہے۔ لیکن میں نے اسے سمجھایا اور کہا کہ ابھی میں کسی ہم کو تنہا نہیں چھوڑ سکتا۔ ہم لوگ توانا گھوڑوں کو دوڑاتے ہوئے لوٹیاں داخل ہو گئے اور نوماں کا کہنا بالکل درست تھا۔ لوٹیاں توانا گھوڑے تھے۔ انہیں غلط نشانہ زخمی تھے کہیں! چنانچہ ہم نے سبکی کو چاروں طرف سے گھیر لیا۔

اور پھر میں سبکی کے قلب میں پہنچ گیا۔ لوٹیاں کے لوگوں۔ میں ایمنوس کی طرف سے آیا ہوں۔ اور ایمنوس کے حکم سے ہمارے اناج کے ذخائر اور دوسری ضروریات کی اشیاء لے جایا جاتا ہوں۔ کیا تمہیں کوئی اعتراض ہے؟ سبکی کے لوگ خوف سے تنگ ہو گئے۔ تب میں نے ان میں سے کچھ بولنے والوں کو طلب کیا۔ اور سبکی کے بڑے میرے سامنے بیٹھ گئے۔

میں نے ایمنوس کا حکم تک پہنچایا کہ وہاں جاؤ۔
روستے میں رہنے والے کسی انسان کی مجال ہے کہ وہ شاہ ایمنوس کے حکم کے سامنے بولے۔ لیکن ہمیں بھی دوسری فصل تک زندہ رہنا ہے کم از کم ہماری زندگی کے لئے تو کچھ چھوڑ دیا جائے۔ اتنا کہ ہم دوسری فصل اگاسکیں؟

ہاں اس میں کوئی حرج نہیں ہے؟ میں نے جواب دیا۔ نوماں میری اس ترکیب کے بہت خوش ہوا تھا۔ سبکی کے معصوم لوگوں کی ہلاکت کسی کو پسند نہیں تھی اور سارے کامیاب کسری وقت کے پورے ہو گئے۔ ہاں سبکی والے اس ضرورت تھے۔ لیکن یہ آدمی موت سے بہتر تھی۔

اناج کے ذخائر غاروں میں منتقل ہو گئے۔ اب مجھے قیسرا کا اور اُتار دینا تھا اور اس کے بعد اپنی جد و جہد کا رخ بدلا دینا تھا۔ چنانچہ میں اور نوماں اپنے مشیروں کو ہدایت دے کر وہاں سے

چل پڑے۔ ہمارے پاس ایمنوس کا حکم نامہ موجود تھا۔ جسے ہم نے سبکی کے باغی گرو کو دکھایا۔ اور باغی گرو نے ہمیں خوش آمدید کہا۔
ایمنوس نے مجھے عزت بخشی۔ اس کے لئے میں شکر گزار ہوں۔ زخمی طور پر بندوبست کرنے کے لئے کچھ وقت درکار ہے۔
لیکن ایمنوس کی ہدایت پر ہم یہ کام جلد از جلد کیا جائے۔
میں نے اس کا حکم نامہ پڑھ لیا ہے اور میں اس پر جلد عمل کرنے کا خواہشمند بھی ہوں اگر وہ مجھ سے خوش ہے؟

اور پھر مقامی سردار نے زیادہ وقت نہ صرف کیا۔ لاقعد لوگوں نے ساز و سامان سے لیس کر دیئے گئے اور پھر مرث و س آدمی ہماری تحویل میں دیئے گئے۔ میں نے خود ہی اس کے لئے کہا تھا۔ اور ہم سامان لے کر چل پڑے۔ پروفیسر کوئی وقت نہیں ہوا تھا۔ اور میں عظیم الشان وغیرہ لے کر چل پڑا۔ ان دس آدمیوں کو بھی میں قتل نہیں کرنا چاہتا تھا اس لئے دو طبقہ سفر چاہا وہ تمام کرنے کے لئے لیئے تو ہم نے ان کی دیکھیں واکر انہیں بے چاروں کر لایا۔ اب جبکہ ہماری پناہ گاہ سے زیادہ دور نہیں تھی، چنانچہ ہمارے اشارے پر ہمارے شیر اپنے آدمیوں کو لے کر دوڑ پڑے اور تھوڑی دیر کے بعد یہ زخمی کسبھی غاروں میں منتقل ہو گئے۔ اس کے بعد ان دس آدمیوں کو گھوڑوں پر سوار کیا اور ہمارے آدمی انہیں لے کر چل پڑے۔

اس جگہ سے کافی دور انہیں ایک ہی جگہ ڈال دیا گیا جہاں سے ان پر ننگا میں پڑیں اور لوگ ان کی مدد کریں۔ اس کے بعد ہمارے آدمی واپس آ گئے۔ اب ہمارے پاس خوراک اور ضروریات زندگی کی ہر چیز اور مقدار میں موجود تھی اور میرے ساتھی سب جان تیار رہ گئے تھے۔ اب وہ مجھ سے والہانہ محبت کرنے لگے تھے۔

میں ان مطمئن لوگوں کو دیکھ رہا تھا کہ اب ان غاروں میں اس طرح خوش تھے جیسے اپنے مکانات میں ہوں۔

اور نوماں کے وسیع قیاد میں اب تک تیری اس سرشت کو نہیں سمجھ سکا۔ مجھے تو یوں لگتا ہے جیسے سب محنت انہیں میں ہی کوئی نمایاں تبدیلی واقع ہو چکی ہو۔ حالانکہ میں اس بار قہر سے بات کر چکا ہوں لیکن یقیناً نہیں آتا کہ تو اتنا سادہ چمکے ہے؟... نوماں نے کہا۔

اور نوماں میری بھی تیرے جیسے رائے ہے کہ اس موضوع پر گفتگو کرنا چھوڑ دے۔ اور وہ باتیں کر جو ہمارے لئے آئندہ بہتر ثابت ہوں گی؟
ہاں یہی بہتر ہے۔ مجھے تیری بدلی ہوئی شخصیت کو قبول کر رہی لگتا ہے اور یہ سوچ لینا چاہیے کہ اگر انسانی کی وادیوں میں ربط باند کے دلائل نہ تازہ اپنی ساری زندگی کا ذخیرہ ادا کر رہا ہے اور محنت انہری کے ماحول میں ایک نئی تبدیلی لانے کا خواہشمند ہے؟

ٹھیک ہے، تیری سوچ بے غور ہو چکی ہے سوچ۔ بہر صورت میرے ذہن میں ایک اور بات ہے جس کا ذکر میں تجھ سے کرنا چاہتا ہوں؟
ضرور اور یہ تو میری خوش نصیبی ہے کہ تو مجھے اس قابل سمجھتا ہے

نوماں ہم جوقین مہمات سرانجام دے چکے ہیں۔ کیا تیرے خیال میں وہ ساری باتیں ایمنوس سے پوشیدہ رہی ہوں گی؟
نہیں، وہ اتنے خبردار شاہ نہیں ہے؟
تب پھر یہ لازمی امر ہے کہ ایمنوس اپنی ساری قوتیں ان بات پر صرف کرنے کا ہمارے بارے میں معلوم کرے؟
یقیناً! نوماں نے جواب دیا۔
تو کیا اس سے قبل ضروری نہیں ہے کہ ہم اپنی اپنی حفاظت کا بندوبست کر لیں؟

یقیناً ضروری ہے اور میں تیرا یہی ارادہ جانتا چاہتا تھا کہ اب کوئی نیا کام کرنا ہے؟

نوماں ہمارے پاس خوراک اور دیگر ضروریات کا اتنا بڑا ذخیرہ موجود ہے کہ اگر اب ہم چاہیں تو ایک طویل عرصے تک ایک ہی جگہ بند رہ کر آرام سے وقت گزار سکتے ہیں؟

بے شک۔ یہ میرے طرز میں ہے راق؟

اس لئے میں دوسری جانب توجہ دینا چاہتا ہوں؟ میں نے کہا

اور نوماں مجھے دیکھتا ہوا بولا۔

بسک طرف؟ میں جاننے کا خواہشمند ہوں؟

نوماں۔ کیا ہم اس جگہ مرث و س قتل و غارتگری اور لوٹ مار کے لئے آئے ہیں؟

نہیں؟

تو پھر حکمیت، ابتدائی ضروریات پوری ہو چکی ہیں تو کیوں نہ ہم اپنا دوسرا کام شروع کر دیں؟

میں بھی جانتا ہوں؟ نوماں نے جواب دیا۔

اس سلسلے میں تیرے ذہن میں کوئی مشورہ یا کوئی خیال ہے نوماں؟

میں نے نوماں سے سوال کیا۔

ایمنوس کے خلاف مہمات کے سلسلے میں؟
نہیں۔ پہلے اس سے بھاؤ کے لئے؟ میں نے جواب دیا۔
ہاں۔ بے شک۔ تو کیا اس کے لئے اتنا کافی نہیں ہے کہ ہم ان غاروں میں پوشیدہ رہیں؟

نہیں۔ کیونکہ غار اور آدمی سم کی مچھلیں ہی ہم جیسے لوگوں کے چھپنے کے لئے ہوا کرتی ہیں اور یہ بات ایمنوس جیسا زبردست جانور ضرور سوچے گا۔ اس میں نہ صرف انسانوں کی صلاحیتیں موجود ہیں بلکہ جانور کی عادت بھی اس میں بدرجہ اتم موجود ہیں۔ یعنی کہ وہ دو آتشہ ہے۔ اس کے ذہن میں بہت ساری باتیں آسکتی ہیں اور وہ ان غاروں کی تلاشی بھی لے سکتا ہے؟

بالکل درست ہے۔ تو پھر تیرا کیا ارادہ ہے؟
میرے ذہن میں ایک ترکیب ہے نوماں؟

5

کیا؟

”یہ بڑی بڑی چٹانیں جو ہم دیکھتے ہیں انہیں ان کی جگہ سے ہٹا دیا جائے اور ان غاروں کے دہانے پر اس طرح جمادیا جائے کہ یہ غار ہی کا ایک حصہ معلوم ہوں، گویا ہم ان غاروں کے دروازے بند کر دیں اور چٹانوں کو اس طرح ان کے درخون میں نصب کر دیں کہ دیکھنے والوں کو یہ احساس ہو کہ یہاں کوئی غار موجود ہے۔ میں چاہتا ہوں کہ یہ کام اتنی ہی چالاک اور تندہی سے ہو تاکہ امینوزں کو کوئی کارندہ ہم تک پہنچ سکے“

”اوہ۔“ نورماس کی آنکھیں حیرت زدہ انداز میں پھل پھل گئیں پھر اس نے کہا: ”لیکن کیا ممکن ہے کہ چٹانوں کو ای انداز میں تراشا جائے؟“

”یقیناً ممکن ہے۔ میں اس کے لئے کارروائی کر سکتا ہوں“

”ہاں سوچا جائے تو زیادہ مشکل نہیں ہے۔ لیکن میرے عزیز دوست کیا پھر ہم ان غاروں کے تیسری بن کر رہ جائیں گے؟“

”نہیں۔ بلکہ ان چٹانوں کو ہم اس طرح نصب کر دیں گے کہ یہ ہماری مغزوں کی کوشش سے کھل سکیں“

”کیا یہ ساری باتیں اسی طور پر ممکن ہیں جیسے تم کہہ رہے ہو اس؟“ فریسا نے متعجبانہ انداز میں پوچھا۔

”ہاں۔ اگر تم چاہو تو میں تمہیں ایک غار کا دہانہ بند کر کے دکھا سکتا ہوں“

یقیناً تم ایہ کرنا اور اس کے بعد یہ میری ذمہ داری ہے کہ میں تمہارے اصول کے مطابق تمام غاروں کو اسی انداز میں بند کر دوں گا۔ نوامس کے کہا اور میں نے گردن ہلاتے ہوئے جواب دیا۔

”ٹھیک ہے نوامس میں جلد ہی یہ کام کر دوں گا“ اور نوامس تعجب سے میری شکل دیکھنے لگا۔

اس کے خیال میں یہ امر بے حد عقل متکا ان عظیم الشان غاروں کو چٹانوں کے ذریعہ بند کیا جاسکے۔ کیونکہ ان عظیم چٹانیں اکٹھا کر لانا ہی کارِ وارد تھا۔ لیکن نوامس شاید یہ سوچ رہا تھا کہ میں صرف رات کی قوت رکھتا ہوں۔ اپنی ذاتی حیثیت سے کوئی قوت نہیں رکھتا۔

اکیس آدمیوں کو قتل کرنا، اپنی طور پر کچھ کارنامے انجام دینا کوئی مافوق الفطرت بات نہیں ہے، شاید نوامس یہ سمجھتا تھا کہ یہ ساری معمولی باتیں ہیں۔

بہر حال اس بات کے ساتھ ہی میرے ذہن میں ایک اور بات آئی
 وہ یہ کہ نو ماس یا سائٹس کو یہ چہ نہیں چلنا چاہیے تھا کہ میں ماضی کے اس
 دور میں بھی اپنی قوت سے کالہ لے سکتا ہوں۔ اور میری قوتیں اسی حیثیت
 کے بحال ہیں جو میری حیثیت تھی۔

بہر حال میں کسی بھی طور ہار ماننا نہیں چاہتا تھا۔ سو میں نے
 انتخاب کیا ایک چوڑی ٹیڈن کا جو زیادہ مونی تو نہیں تھی لیکن جسے تراش کر
 اس کے ایک دو دانے پر بآسانی رکھا جاسکتا تھا۔ گروکار کا یہ دو دروازہ

خاصہ کشادہ اور وسیع تھا لیکن ایسا بھی نہیں تھا کہ اس کے برابر کی کوئی جہان دستیاب نہ ہو سکتی۔

ہم نے کام شروع کر دیا۔ میرے ساتھ میرے تقریباً سوساٹھی بیڑی
مدد رکھ رہے تھے۔ جبکہ کام چنان کو ترستا اور اس کے بعد اسے اٹھار
غار تک لانا تھا۔ سو میں نے اپنے ذہن میں غار کا نقشہ محفوظ کیا اور یہ عظیم
مصلحت تھی کہ میں اس کے بدلے غار کے ساتھ شیب و فرار کو اپنے ذہن میں
محفوظ کیا اور انہیں چنان کی تلاش میں منتقل کر دیا۔

لوہے کے تھیاماروں سے چٹان کو اسی انداز میں تراشایا اور پھر
 بے شمار لوگ اس چٹان کو لے کر غار کے دروازے کے نزدیک تک آگئے۔ اب
 صورتحال یہ تھی کہ غار کے دلہنے کے نچلے حصے میں ایک گہرا گڑھا تھا اور چٹان
 کی ایک مضبوط تھراس انداز میں تراشایا تھا کہ چٹان کا وہ حصہ غار کے
 دلہنے کے نچلے کھسے ہوئے حصہ میں آجاتا اور تھوڑا سا غار کے آخری
 نازوں سے اوپر ہوتا۔ اس طرح اگرچہ اندر کی اس چٹان کے اس حصے
 پر زور لگنے لگتا تھا اس ابھری ہوئی جگہ جو گڑھے میں گھونپتی تھی کہ وجہ
 سے آسانی سے گھوم سکتے اور اس کا دائرہ صرف اس جگہ پر ہوتا اور باقی چٹان
 سچی سے گھونپتی ہو۔

لوگ اس وقت نہیں سمجھ پائے تھے کہ میں کیا کرنا چاہتا ہوں، اور
 ہر شخص کو یہ ہے، لیکن جب میں نے جہان غار کے کمرے میں نصب کی تو
 اسے ششدر رہ گئے۔ کیونکہ اہل کے نشیب و فراز تری ہوئی جہان
 اس نسبت سے بالکل درست تھے اور جہان، اس طرح غار کے دہانے
 پر نصب ہو گئی تھی کہ اس کی بہت ہی معمولی سا رخ دی رہی جاتا تھا،
 کے باوجود میں کوئی سوچ بھی نہیں سکتا تھا کہ یہ رخ کھل بھی سکتا ہے۔
 جہان بے شمار لوگوں کی مدد سے اس کمرے میں آئی تھی اور بڑی
 سہولت سے نصب ہوئی تھی۔ پھر ہمارے دہانہ بند کیا اور دور سے دیکھنے والے
 ان کو گئے تھے۔

ان کا کہنا تھا کہ کوئی بھی امتلازہ نہیں لگا سکا کہ اس پہاڑ کے نیچے
فاروس جو ہے، باند کے اس رہنے کو معنوی طریقے سے بند کر دیا گیا ہے
بات پر لوگوں نے خوشی کے نعرے لگائے۔ فوراً اس نے میرے نزدیک
میری پشت چھتپائی تھی۔ پھر اس نے غلوں سے کہا۔
- میں اس کے سوا اور کچھ نہیں کر سکتا گا اور نہ ہی ان لوگوں سے
بغض الفاظ تیرے لئے ادا کروں گا۔ اس نے کہا اور میں نے سر کا
ان طرازی۔

اس کے بعد نور ماس بے شمار لوگوں کے ساتھ اس کام میں
روں ہوگا۔ میں ان کو خدا دل کے شفیق فرماؤں گے۔ ان کے لئے سمجھاؤں گا کہ اتنا
تقریب کے ایک چلے سے اپنی نشانیں نکال دیا کرتا تھا۔ یہ کام ان لوگوں کے
بے حد دلچسپ تھا اور سب کے سب اس کا کوثری تندی سے
وے رہتے۔ اور جب نئے افراد ایک کام کو انجام دے کر آتے

پوری لگن سے جمع ہو جائیں تو اس کا جلد سے جلد نہ ہونا کیونکر ممکن نہیں ہے۔ چنانچہ سارے غار بند کر دیئے گئے۔

اب صورتِ جمال یعنی کو اگر ان غامدوں کے دہانوں کو بند کر دیا جاتا تو صرٹ دیا جاردی چٹانوں کو گھمرا کر آسانی باہر نکل سکتے تھے۔ یعنی چٹان کو درسا گھمرا سے دروڑوں جانیٹ دروازے بن جایا کرتے تھے اور اگر انہیں باہر سے کھولنے کی کوشش کی جاتی تو یہ ایک ناممکن امر ہوتا ہے۔ چٹان کی طرف اس کی ترتیب دی تھی اور اس کے بعد ہم لوگ مطمئن ہو گئے۔ چنانچہ میں نے نوامس سے کہا۔

۱۰۔ نو ماس اب ہمیں دوسرا کام کرنا ہے :-
۱۱۔ نو ماس نے پوچھا۔

”وہ یہ کہ ان غاروں میں سورسرخ ہونے چاہیں تاکہ ان سورسرخوں سے ہوا دور و درگم اندر جاسکے“

یہ بھی زیادہ مشکل کام نہیں ہے راسن - لیکن -
لیکن کیا - ؟

میں نے کہا اور میں سر ہلانے لگا۔

سورہ مدثر میں طویل گفتگو کو مختصر کرنے کے لئے صرف آٹھ
 ہجروں کا کہ ان غاروں میں ایک عجیب و غریب دنیا آباد ہو گئی۔ بے شمار لوگ
 جن کے پاس کھانے کے لئے خوراک کے ذخائر تھے۔ وافر تعداد میں پانی کے
 کنوئیں کھودے گئے تھے اور مزید کنوئیں کھودے جا رہے تھے تاکہ پانی
 کی قلت نہ ہو۔

گواہیام باہر کی دنیا سے مکمل طور پر محفوظ ہو گئے تھے۔ لیکن ہم بھی انہیں جانتے تھے کہ باہر کی بات کہہ رہا ہے۔ حالانکہ یہ بات میرے ذہن میں بھی کیچ کر عرصے کے بعد اس سلسلے میں ہی کارروائی کروں اور میری کچھ آدمیوں کو یہی کچھ جھگڑا پر منتقل کروں جہاں سے وہ دینی کی خبریں لاسکیں۔ اس کے ساتھ ساتھ یہ ہونا اور اس کا بھی جاری رکھے ہوئے تھا۔

چنانچہ غاروں کی خوشگوار فضا میں کافی بہتر ہو گئیں۔ اب بھی غاروں کے باہر لگے تختیاں رہتے تھے لیکن مجھے یہ بھی پسند نہیں تھا۔ چنانچہ ایک وقت میں نے ٹیڈ کے ایک نقشہ ترتیب دیا اور پھر نقشہ کے مطابق غاروں کے اندر ہی اندر کھدائی کروادی۔ بڑا ہی عجیب و غریب کام تھا یہ پرونیسر ہم زیادہ طویل و عرصہ میں سران نہیں بنائے تھے، بس ان سرانوں کو

یہ چہرہ ان کی کسی رواداری یا ساقی ان سوراخوں سے نہڑے۔ یوں ہم نے
سوراخوں کا جال کھینچ لیا۔ اور چھوٹی چھوٹی ٹنگی بنی غاروں میں چھپنے
رہیں۔ یوں غاروں میں ایک دوسرے سے منسلک ہو گئے تھے۔ گویا ہم
چھپنے غاروں میں بیٹھ جہن میں ہمارے آدمی پوشیدہ تھے ان سارے غاروں
کو ایک دوسرے سے منسلک کر دیا تھا۔ ویسے اب ہمارا رابطہ باہر کی دنیا
مختصراً بن گیا۔ اب ہم باہر کی دنیا سے کسی طرح بھی رابطہ نہیں کر سکتے تھے۔

حق کو ماحول کی گولائی کرنے کے لئے بھی ہم نے کسی آدمی کو نہیں چھوڑا تھا۔
ہاں اگر کوئی غار مشتبہ ہو جاتا تو اس کے بعد باقی بائیں بیدیں سوچی جا سکتی
تھیں۔ غار کے سوراخوں کے ذریعہ لوگ ایک دوسرے سے ملنے جلنے آیا
جایا کرتے تھے۔ تو اس میں اس عجیب و غریب کام سے بے حد خوش تھا۔
تب میں نے کچھ اور قدم آگے بڑھائے۔ اب میں نے نقشے کے ذریعہ
میں تکس کھڈا مشتبہ کر دیں۔

یہ ننگیں دور دور تک جانی تھیں۔ اس سلسلے میں میرے ذہن میں یہ بات مقلی کر کم ان سرنگوں کے ذریعہ دور دور تک رسائی حاصل کریں گے اور اگر کبھی میں شہنشاہ ابدوس کی فوجی پر حملہ آور ہوا شکے تو میرا ہر اس سچے جاہل نہیں، جہاں تک پہنچنا بظاہر ناممکن ہے۔

کنا مشکل کا اٹھایا پر دوسرے اس بارے میں کم خود سوچا ہے۔
 طویل و عرضی سرنگوں کو کھودنا اور ان کی لمبائی کو ایک سمت لے جانے۔
 حقیقی کہ اس سمت کو ان کی تعیین نہ ہو، کوئی آسانی کام تھا لیکن طویل سرنگوں
 والے یہ کام آسانی کے لیے تھے۔ ان کے چرچوں پر چھٹکن کے آثار نہیں تھے
 وہ جانتے تھے کہ جو کچھ وہ کہتے ہیں ان کے لئے بہتر ہے اور اس کام میں
 وہ بہت خوش تھے۔ ہاں یہ دوسری بات تھی کہ میں ان کے دوسرے مسائل

سکھیں تجزیہ کرتا تھا یعنی خود اس کے ذخیروں کی وجہ سے بحال اور اسی قسم کے دور سے کام۔

مجتہد دیتے تھے۔ اس سلسلے میں ایک دوبارہ لوہا منے کے بعد سے بات ہوئی
 کی تھی۔
 وہ اس آج کل کے تمام ان مسئلوں میں کافی نرم دل ہو چکے ہیں۔ اس نے
 منہ سے جوئے سوال کیا تھا۔
 منہ سے نہ اس پر ہر مرد کی بات نہیں ہو سکتی۔ لیکن اس میں اس

بروقت شال بچے ہیں۔ اس وجہ سے کیا ضروری ہے کہ ہم ان لوگوں کو لیں
 بھی اور قتل بھی کریں۔ سو بھی سوچا ہے۔ اب میں نے کہ ان لوگوں کو نوٹ کر
 چھوڑ دیا جاتے۔ میں نے جواب دیا تھا اور نوماس نے کہ دن بھر لڑائی تھی۔
 ٹھیک ہے راتن۔ بہت اے فیصلے عام طور سے درست ہوتے
 ہیں۔ اس نے جواب دیا اور بات ختم ہو گئی۔

اسی طرح ہم نے ایک روز ایک فائے کروایا جس کا سارا سامان حاصل کر لیا۔ لیکن اچانک ایک شخص میرے ہاتھ لگا گیا۔ جس نے مجھے حرا کر لیا۔ یہاں یہ لوگوں میں سے ایک تھا جو ہماری قید خانہ سے فرار ہوتے تھے۔ میں نے اسے پہچان لیا تھا۔ لیکن ان قیدیوں میں سے ایک جو ہماری بات نہ مان کر فرار اختیار کر چکے تھے۔

اس شخص کو گرفتار کر لیا۔

نواس اس بات پر بہت حیران تھا کہ اس نے ایک اجنبی شخص کو اپنے غلام لانے کی کوشش کی تھی لیکن اس نے مجھ سے اس بارے میں کچھ نہ پوچھا۔ تب میں اس شخص کے لئے گرفتار کیا گیا تھا۔

گرفتار ہونے والا اس وقت بے ہوش تھا جب میں اسے ان غاروں میں لایا تھا۔ لیکن تھوڑی دیر کے بعد میں اسے بوشیا لے لیا۔ بوشیا میں ملنے کے بعد وہ شخص ان خونخوار غاروں کو دیکھنے لگا۔ پھر اس نے تعمیر انداز میں مجھے دیکھا اور میرے ہونٹوں پر مسکراہٹ پھیل گئی۔

”کیا آپ بہت بڑا؟“ میں نے سوال کیا۔

”شوگندہ“ اس نے جواب دیا۔

”مجھے پہچانتے ہو؟“

”نہیں۔“

”ہاں؟“

”نہیں۔“ اس نے گون ہلاتے ہوئے کہا۔

”کیا تم اس قیدی غلام میں نہیں تھے جہاں تھوڑے چٹانیں لڑی جاری تھیں اور جہاں سے تیرے لوگ نے پھر لوہار کی کوشش کی تھیں جن کی ہمت شامل تھی؟“ میں نے کہا اور وہ شخص مجھے حیرت سے دیکھنے لگا۔

”اوہ۔ اوہ۔ اب میں تمہیں پہچان گیا ہوں۔ آ۔ تم وہی ہونا اور اس کی وادی کے بریلڈ لارز۔“

”ہاں میں وہی ہوں۔ لیکن تم یہاں کہاں؟“

”میں اس قافلے کے ساتھ تھا، جسے لڑا گیا ہے۔“ شوگندہ نے جواب دیا۔ ”تمہیں یاد ہے نا میں نے تم لوگوں کو ایک پیش کش کی تھی لیکن تم میری پیش کش پر غور کرنے بغیر زور سے فرار ہو گئے۔“

”آہ۔ میرے عزیز دوست، میرے عزیز ساتھی، تم نے واقعی ہم لوگوں کو جو پیش کش کی تھی ہم تازہ دگی اس پر چکھتا رہیں گے۔“

”کیوں؟“ میں نے سوال کیا۔

”تم نے جدا ہونے کے بعد ہم لوگوں پر مصیبتوں کے پہاڑ ٹوٹ پڑے تھے۔ تم یقین کر جیتے ہو کہ ہم لوگ فرار ہوئے تھے ان میں سے شاید چند ہی ہوں گے جو اب حاکم بن چکے ہیں یا کامیاب ہوئے اور شاید میں بھی انہی میں سے ایک ہوں۔ انہیں دوبارہ گرفتار کر لیا گیا۔ پھر انہیں تلاش کر لیا گیا۔ (ان لوگ جو تمہارے ساتھ تھے وہ بچ گئے ہیں، وہ اب کچھ شادی دستوں کے ہاتھ نہیں لگ سکے اور قید خانے کے محافظ اہ ایڈیٹس کے آدمی آج تک ان مفرد قیدیوں کو تلاش کر رہے ہیں۔“ شوگندہ نے جواب دیا اور گہری گہری سانسیں لیتے لگا۔

میں نے شوگندہ کی گفتگو کو دہری دہری سے سنی۔ بلاشبہ اس کی کہانی میرے لئے کافی دلچسپ تھی اور اب میں اس سے دوسری باتیں معلوم کرنا چاہتا تھا۔

”تم اس قافلے میں کس طرح شامل ہونے شوگندہ؟“ میں نے پوچھا۔

”میری کہانی زیادہ طویل نہیں ہے، اگر تم کو تو سناؤ۔“

”ہاں میں تم سے بہت کچھ معلومت حاصل کرنا چاہتا ہوں۔“

”میں تیار ہوں۔“

”پہلے یہ بتاؤ تمہارے (اب) خاندان تم سے ملے؟“

”میرے کوئی نہیں ہے۔ پہلے ہی نہیں تھا؟“

”پھر تم وہاں سے کہاں گئے؟“

”میں آوارہ۔ پھر زار۔ ہمارے خاندان کے بعد ایڈیٹس نے اپنے علم سے معلوم کر لیا کہ قیدی غلام سے قیدی فرار ہو چکے ہیں۔ چنانچہ اس کے آدمی چاروں طرف پھیل گئے اور ہم میں سے بے شمار آدمی کھڑے گئے جو ہاتھ نہیں لگے ان کے عرض ان کے (اب) خاندان کو ہلاک کر دیا گیا میں جس جگہ پوشیدہ تھا وہاں بھی کئی آدمی کھڑے گئے تھے۔ میں اتفاق سے ہی بچ گیا تھا کیونکہ کچھ نہیں معلوم تھا کہ میں بھی وہاں موجود ہوں۔“

”پھر؟“ میں نے سوال کیا۔

”میں وہاں سے بھی بھاگ گیا۔ اس کے بعد چار بار ایڈیٹس کے سپاہی میری تلاش میں چھاپے مار چکے ہیں۔ لیکن میں چالاک سے نکل گیا اور اب بھی چھاپا چھاپا رہا ہوں۔ اس قافلے کے ساتھ چل رہا تھا۔ مقصد کچھ نہیں تھا اس سارے قافلے کا اعتماد حاصل کر لیا تھا؟“

”گو یا تمہیں سکون نہیں ہے؟“

”تمہارے علاوہ کسی کو نہ سکتا ہوں۔ تم تو پسوں نظر آ رہے ہو۔“

”نہ صرف تم کو بلکہ مکمل طور پر مطمئن بھی۔ اور وہ سب بھی جو میرے ساتھ آئے تھے۔“

”وہ سب بھی؟“ وہ حیرت سے بولا۔

”ہاں۔ تم ان سے مل چکے ہو۔“

”یعنی وہ جنہوں نے اس قافلے کو لڑا تھا؟“

”ہاں۔ ہم ایڈیٹس کے خلاف محاذ بنائے ہیں۔“

”اوہ۔ اوہ تو تم۔ آہ کیا تم لوگ وہی تو نہیں ہو۔ جنہوں نے ایک پوسے قافلے کو ہلاک کر لیا تھا۔ پھر لوہار کی گرفتار اور پھر شاہی احکامات لفظ استعمال کر کے بہت سی دولت لوٹ لے گئے۔“ وہ توجہ سے بولا۔

”ہاں۔ تمہارا خیال درست ہے؟“

”آہ۔ تب تو مجھے بڑی غلطی ہو گئی۔ کاش میں اس وقت تمہارے ساتھ ہی خیال ہو جاتا۔ لیکن مجھے یقین نہیں تھا کہ اور اس کا بریلڈ لارز ایک ناقابلِ شیعہ قوت بن کر ابھرے گا؟“

”تم اب بھی میں شامل ہو سکتے ہو؟“

”کیا واقعی؟ تب میں اس پر اعتراض نہیں ہوگا؟“

”پھر تو نہیں؟“

”تب میں خالص دل سے تمہاری پناہ میں آئے گا خواہشمند ہوں۔“

اور وہ کہتا ہوں جو احکامات تم دو گے اس کی تعمیل کروں گا؟“

”باہر کی دنیا میں ہمارے لئے کیا اثرات ہیں؟“

”تم نے جو کچھ کیا ہے وہ ابھی تک اور سرگردہ لوگوں تک محدود ہے۔ ایڈیٹس ایک شہر میں ضرور پہنچ چکے ہوں گی۔ لیکن اس نے ابھی خود اس مسئلے میں دلچسپی نہیں لی ہے۔“

”خوب۔ ایڈیٹس کے بارے میں تمہاری کیا معلومات ہیں؟“

”میں ترکش ہوا ہوں۔ وہاں میں نے دربار میں ایڈیٹس کو بھی دیکھا تھا؟“

”ترکش؟“ میں نے آہستہ سے پوچھا اور یہ بات میرے ذہن میں آئی کہ ایڈیٹس ترکش میں ہی رہتا ہے۔

”ہوں۔ تو ایڈیٹس کے اندر کوئی نمایاں تبدیلی نہیں ہوئی؟“

”نہیں وہ پہلے سے زیادہ تندرست ہے۔ پہلے سے زیادہ مضبوط ہے اور خود بخود بھی بھروسے دربار میں آئے وہ آدمیوں سے ناراض ہو کر ان کی ہانگیں چر رہی تھیں۔ البتہ غور کرتے ہیں وہ بے حد خوش رہتا ہے۔“

”ایڈیٹس؟“ میں نے توجہ سے پوچھا۔

”ہاں کیوں؟“

”کیا عورتیں اسے پسند کرتی ہیں؟“

”جی ہاں؟“ میں نے جواب دیا اور اس پر حیران رہتی ہیں؟ شوگندہ نے جواب دیا اور میں تجر تہ انداز میں اس کی شکل دیکھنے لگا۔ بہر حال میرے لئے یہ کافی دلچسپ بات تھی۔ اور پروفیسر۔ کافی عرصے کے بعد میرے ذہن میں عورت کا خیال آیا تھا۔ میں سوچنے لگا کہ طویل عرصے سے میں نے عورت کے بارے میں سوچا بھی نہیں ہے اور وہ بن مانس پیش کر رہے ہیں۔ جہاں واقعی طور پر میں نے اس خیال کو ذہن سے جھٹک لیا۔ اور پھر مجھے کچھ اور یاد آ گیا۔ میں نے اس کی طرف دیکھا اور کہا۔

”کیا تم ایڈیٹس کے دربار میں موجود تھے؟“

”ہاں۔“

”تم نے اس کی ہمت کس طرح کی؟“

”بیس زندگی کے خوف سے بھاگا بھاگا پھر رہا تھا۔ عجیب عجیب حرکتیں کی ہیں اس دوران۔ یعنی میں خاص طور سے ایسے لوگوں کے گھروں میں جا کر رہا ہوں جو میری تلاش پر مامور تھے۔ اور اسی چالاک سے ہان پناہ بھی کی وہ نہ اتنا کم ہشاشم تھا۔“

”کیا ایسی کس زندہ ہے؟“ میں نے سوال کیا۔

”پرانا حکمران؟“

”ہاں؟“

”نہ صرف زندہ ہے بلکہ مستند ہے۔ اس کی موت کی کوئی گمان نہیں نہیں ہے۔ دربار میں وہ ایڈیٹس کا شہر خاص ہے۔“

”خوب؟“ میں نے گون ہلائی۔ گو یا میرے دونوں حریفین زندہ تھے

اور درحقیقت ان کی موت کا تصور میری حماقت تھی۔ یہ بات تو میرے علم میں تھی کہ وہاں کی زندگیوں کے حدود طویل ہوتے ہیں اور موت یہاں ایک معمولی جھٹکا کا لفظ تھا۔

شوگندہ سے ملاقات کے بعد میرے ذہن میں بہت سی آرزوئیں جاگ اٹھیں۔ مثلاً عورت۔ اور اپنے دونوں حریفوں سے ملاقات۔ لیکن پروفیسر بہر حال میں ان باتوں سے تھا جو کسی بھی آرزو سے متاثر نہیں ہونے لگے وقت کا انتظار کرنا تھا۔ شوگندہ سے بہت سی قیمتی معلومات حاصل ہوئی تھیں۔

میں نے انہیں ذہن میں محفوظ کر لیا۔

اور پروفیسر اس کے بعد غماشی اختیار کر لی۔ لیکن میرے ذہن میں بے شمار خیالات چل رہے تھے اور میں بہت سے فیصلے کر رہا تھا میرے ساتھی دن رات لمبی سرنگیں کھینچ رہے تھے میں مصروف تھے اور اکثر سرنگیں لہتی لہتی ہوئی تھیں کہ اگر ہم ان سے دوسرے سرنگ تک جانا چاہتے تو ہمیں طویل وقت درکار ہوتا۔

اس کام سے میں مطمئن تھا اور اب یہ کام آخری منزل تک پہنچنے والا تھا۔ تب میں نے یہاں سے باہر نکلنے کا فیصلہ کر لیا۔ باہر کے کسی کام تھے میں نے اپنے شیئر لبر دوست لوداس کو طلب کر لیا۔

نواس غلام طویل وقت میں میرے پاس پہنچا تھا۔ کون سے علاقے میں تھے نواس۔؟“ میں نے سوال کیا۔

”تقریباً اس علاقے میں جہاں ہمارا قید خانہ تھا۔“

”اوہ کیا اس طرف کی سرنگ مکمل ہو گئی؟“

”ہاں۔ اس سے تھوڑے پچھلے تین دروازے بنائے گئے ہیں۔“

”ایک دروازہ دیکھنے والی کے لئے بنائے گئے پر رہے اور یہ وہ گناہ ہے جو اسانی سے پھینک دیتے ہیں؟“

”خوب۔ تب پھر وہاں سبزیوں کی کاشت شروع کر دو۔“

”میں خود بھی تم سے یہی مشورہ لینے کے لئے آ جا رہا تھا تھا۔ جہاں یہ شلے بے حد آمد ہے۔“

”ٹھیک ہے۔ اب ہمیں بہت جلد یہ کام بند کر کے نیا کام شروع کرنا ہے۔“

”اس سلسلے میں کوئی تفصیل معلوم ہو سکے گی؟“

”ہاں۔ ہمیں اب اپنے آدمیوں کو کاشت پر نکالنا ہے۔ دوسرا کام ہتھیاروں کی تیاری کا ہے لیکن اس کے لئے لوہا جمع کرنا ہوگا۔“

”یقیناً؟“

”ان لوگوں کے کچے اور سائل تو نہیں ہیں؟“

”نہیں۔ حالانکہ جب انسان کا پیشہ بھر جاتا ہے تو اس پر جنس کی بھوک سوار ہوتی ہے۔ ان میں سے چند نے سرسراہٹا تھا لیکن ان کے سرسراہٹوں نے ان کے دماغ درست کر دیے۔ انہوں نے انہیں وہ قید خانے یا دروازے جہاں وہ گئی اور موت کی کٹکٹ میں گرفتار تھے

انہوں نے ان سے یہ بھی کہا کہ وہ انتظار کریں اور اس وقت کے لئے خود کو تیار کریں جب وہ آزاد و غور و خوض میں جا سکیں گے۔
 "ہوں؟ میں نے گردن ہلائی۔ بات ٹھیک ہے۔ بہر حال نواس
 اس میں باہر جلد ہوں؟
 "باہر کہاں؟"

"میری عمارت ہے ان علاقوں سے باہر۔ مجھے دوسرے مسائل کی طرف بھی نگاہ دوڑانی ہے؟
 "کون سے مسائل؟"

"لو کہ تلاش۔ اس کے علاوہ یہ بھی جاننا چاہتا ہوں کہ اندر
 میرے خلاف کیا کر رہا ہے؟ چنانچہ مجھے دوسرے غاروں کے معاملات
 میں آج سے متہاسے سپرد کر رہا ہوں؟"

"میں خوشی سے یہ وقت داری سنبھالنے کو تیار ہوں، لیکن
 متہاسے بغیر بہت سی مشکلات پیدا ہو سکتی ہیں؟
 "مثلاً؟" "میں نے سوال کیا۔
 "میں میں الجھا ہوں گا؟"

"نہیں نواس۔ تمہیں پوری ذمہ داری سے سارے کام
 کرنا ہوں گے؟
 "اور اگر تم کسی الجھن میں پھنس گئے؟"

"میرے معاملے میں تم بے فکر رہو۔ میں آسانی سے ان لوگوں
 کے نرٹے میں نہیں آؤں گا۔ میں نے جواب دیا۔

"جیسی تمہاری مرضی؟ نواس نے کہا۔ اور پھر میں نے بہت
 سی بات و تبادلا۔ جنہیں نواس نے ذہن نشین کر لیا تھا۔ پھر میں نے
 مشیروں کو بل کر نواس کی نامزدگی کے بارے میں اطلاع دی اور اس کے بعد
 غاروں سے نکل آیا۔

بڑی کامیاب مقام پر و نمیر میں اپنے معاملات میں یعنی میں ایسا
 کر رہا تھا جو میری سرشت کہہ رہی تھی۔ میں نہیں جانتا تھا کہ انسانی کی طرف
 کہاں ہے اور ربط و تعلق کیا تھا۔ حالانکہ اگر میرے ہاتھ میں ربط آجائے
 تو میری انگلیاں اس سے نا آشنا ہوتیں۔ لیکن۔ میں کسی طور سے اس
 کردار کی گرفت میں نہیں تھا۔ یوں بڑی آسانیاں مل گئی تھیں مجھے اور
 میں ان مانی کر سکتا تھا۔

طویل تر فاصلے میں گھوڑے کی پشت پر طے کیا اور پھر ایک دے
 سے گزرا۔ ایک گھوڑے کا کھال اس کی پشت پر لپیٹ کر لیا تھا۔
 اور وہ ایک انسانی بدن کے پاس کھڑا تھا۔

میں نے اپنے گھوڑے کا کھال اس کی طرف کر دیا۔ تب میں نے ایک
 خوبصورت جوان کو دیکھا جس کے دونوں بازو شدید زخمی تھے اور وہ شاید
 موت کی طرف کا مڑ رہا تھا۔ وہ کون اور کیا ہے یہ دیکھنا تو بعد کی بات تھی
 اس وقت تو اسے کسی کی امداد کی ضرورت تھی۔ چنانچہ میں نے اس کو

حلق میں پانی ٹپکایا اس کا پورا بدن ہمارے تپ رہا تھا۔ میں نے اس کے
 بازوؤں کے زخم پر دیکھے یوں تھا تھا جیسے انہیں کسی نے جلا ہوا۔ اور تو
 کوئی چیز میرے پاس نہیں تھی البتہ میں نے سبز گھاس ٹوڑ کر اس کے
 بازوؤں پر رکھی اور پھر بازو مضبوطی سے کپڑے سے کس لیے۔ اس کے
 بعد میں نے اسے اٹھا کر اپنے گھوڑے پر بٹولا اور اس کے گھوڑے کی نگاہیں
 اپنے گھوڑے سے بانڈھ لیں۔ اور پھر میں اسے لے کر بستی کی تلاش میں چل پڑا
 راستے میں اسے دو تین بار دھنسا دیا اور اس نے پانی مانگا لیکن پانی کی کوہ پیر
 بے ہوش ہو جاتا تھا۔

پھر مجھے ایک بستی نظر آئی اور بتیوں میں داخل ہو کر میں نے کوشش کی
 کہ اس کے لئے کسی دور کا انتظار کروں اور مجھے ایک ایسا منزل گیا جو
 اس کے زخموں کا علاج کر سکتا۔ چنانچہ میں لوگوں سے پتہ پوچھ کر اس مندرجہ
 گھر پہنچ گیا۔

بڑے حکیم نے فوری طور پر زخموں کے زخموں کا علاج شروع کر دیا
 اور یہ علاج بھی عجیب تھا۔ ایک لمحے کے لئے تو میں بڑے پر گرا گیا۔ بڑے
 نے زخموں کے زخموں پر شراب ڈال کر ان میں آگ لگا دی تھی اور زخموں اس
 قدر زخمی ہوئے کہ باوجود میں طرح زمین پر لوٹنے لگا اس پر مجھے بے حد ترس
 آیا تھا۔

"اوپاگل بڑے۔ یہ تو نے کیا کیا۔"
 "علانیہ بڑے حاکم کو بے ہوش کر دیا۔
 "تجھے۔ تجھے اس سے کیا دشمنی تھی؟"

"اس سے نہیں۔ لیکن اس کے زخموں سے ضرورت تھی۔ میں دیکھتا
 ہوں اس کے بازوؤں پر یہ زخم کس طرح رہتے ہیں؟
 "اور اگر یہ گرا تو۔" "میں نے کہا، بڑے نے کوئی جواب نہیں
 دیا۔ اس نے اپنا پیش قبض نکال کر مجھے دے دیا اور بولا۔

"تو تم اس سے میری گردن کاٹ دینا میں اپنے اہل خاندان کو
 بلواتا ہوں۔ اور ان سے کہہ دیتا ہوں کہ میں نے شرط لگائی ہے اور پھر میرے
 منہ کرنے کے باوجود اس نے ایسا ہی کیا۔ اس کے اہل خاندان مسکندے تھے۔
 لیکن بڑے کا کہنا درست نکلا۔ اس نے بعد میں زخموں کے زخموں
 پر مرہم لگایا تھا۔ اور زخموں حیرت انگیز طور پر رپ ہو گیا تھا۔

پھر بہت مختصر وقت میں زخموں کی حالت سنبھلنے لگی میں اکثر
 اس کے پاس رہتا تھا۔ اس کی آنکھوں میں عنونیت کے آثار نظر آتے تھے۔
 اور پھر وہ بولنے لگا پہلی بار اس نے میرے لئے شکر کے الفاظ ادا کر دیے تھے۔
 "تم نے میرے لئے جو کچھ کیا ہے میں نے زندگی بھر نہیں بھولیوں گا؟"

"میں نے کیا کیا ہے؟"
 "گو میں شدید زخمی تھا لیکن لوگوں کا خیال ہے کہ میری ذہنی قوت
 عام لوگوں سے بہت زیادہ ہے اور میں سخت ترین حالات میں بھی اپنی
 ذہنی قوت نہیں کھوتا؟"

"اس کا کیا مطلب ہے؟"
 "مجھے زخمی ہونے کے وقت سے بعد کے حالات ہی معلوم ہیں اور
 میں جانتا ہوں کہ تم نے کس عہدہ کی عہدہ سے مجھے یہاں تک پہنچایا ہے؟
 اگر تمہاری جگہ میں زخمی ہوتا تو کیا تمہیں سلوک میرے ساتھ
 دیتے؟"

"یقیناً کرتا؟"
 "چنانچہ یہاں شکر گزار ہونے کا سوال ختم۔ ہاں یہ دوسری
 بات ہے کہ ہم اس رابطے سے اچھے دوست بن جائیں؟
 "یہ تو میری خوش نصیبی ہوگی۔ میں تمہاری طرف دوستی کا ہاتھ
 بڑھا رہا ہوں؟ اس نے کہا۔

"لیکن میں اس طرح تم سے ہاتھ نہیں ملا سکتا؟"
 "کیوں؟" "وہ تعجب سے بولا۔

"میں تمہارے ہاتھ میں کچھ نہیں جانتا۔ تم میرے ہاتھ میں کچھ نہیں
 جانتے۔ ممکن ہے کہ میں طرح ایک دوسرے دشمن نکل آئیں اس کے
 بعد ہماری دوستی کا کیا ہوگا؟"

"اوہ۔ سبھی ہماری کیا دشمنی ہو سکتی ہے؟ وہ مسکرا کر بولا۔
 "لیکن میری بات بھی غیر حتمی نہیں ہے؟"
 "چلو ٹھیک ہے، پھر بتاؤ میں کیا کرنا چاہتی ہے؟ اس نے پرستور
 مسکراتے ہوئے جواب دیا۔

"وہ میں سے ایک بات۔ یا تو یہ کہ ہم دوستی کا تصور ذہن سے
 نکال دیں یا پھر یہ بات طے کر لیں کہ خواہ بعد میں کچھ بھی ہو۔ لیکن ایک
 دوسرے کی دوستی اور مفاد کو نہیں چھوڑیں گے؟"
 "میں ایک تیسری ترکیب بھی بتا سکتا ہوں؟ اس نے مسکراتے ہوئے
 جواب دیا۔

"وہ کیا؟" "میں نے پوچھا۔
 "کیوں؟ پہلے ہم ایک دوسرے سے متعارف ہو جائیں اس کے
 بعد ہم دوستی کا آغاز کریں؟"

"اس میں ایک قباحت ہے میری نگاہ میں؟" میں نے جواب دیا۔
 "وہ کیا؟"
 "وہ یہ کہ اس طرح ہم ایک مشروط دوستی کریں گے اور اس
 دو طرفہ کوئی بے لوث جذبہ نہ ہوگا؟"

"ہاں یہ تو درست ہے؟ اس نے جواب دیا۔
 "میں تو بہتر سوچ رہی ہوں کہ میں نے تمہاری بخوشی مدد کی؟ تم نے
 اس کا شکریہ ادا کر دیا۔ بات ختم ہو گئی، ہم دونوں دوستی کے جھگڑے میں پڑیں؟
 "میرا خیال ہے کہ اس انداز سے تم مجھے نظر انداز کرنا چاہتے ہو۔ بہر
 صورت میں میں اس بات کو ذہن میں رکھوں گا کہ تم مجھے بر احسان
 کرنا چاہو اور کرشمہ کروں گا کہ میں یہ احسان میرے آثاروں، بانی رہی رہی

بات تو میں ہر شرط سے آزاد ہو کر تم سے دوستی کرنا چاہتا تھا۔ یعنی اس شرط
 پر بھی ہم دونوں ایک دوسرے کو اپنے ہاتھ میں باندھ لیں۔
 "ہاں میرے نزدیک اس میں کوئی تباہی نہیں ہے۔"
 "تب ٹھیک ہے۔ ہاتھ ملاؤ۔ ہم کچھ بھی ہوں، لیکن ایک دوسرے
 کے دوست رہیں گے۔"
 "اس نے ہاتھ اٹھ کر مجھ کو بڑھادیا۔ اور پھر میں نے بھی اس کا ہاتھ اپنے
 ہاتھ میں تھام لیا۔
 "میرا نام آئو ہے؟" میں نے اسے اپنے نام میں بخوشی تبدیلی
 کر کے بتایا۔
 "اور میرا نام ارمان ہے۔ میں اینڈرسن کے غفیلے سے تعلق رکھتا
 ہوں؟ اس نے کہا۔ اور میرے بدن میں ایک لمحے کے لئے گرم گرم ہوا چلی گئی تھی
 لگیں۔ چرطیف بات تھی کہ چند لمحات پہلے میں جو کچھ کہہ رہا تھا وہی سب کچھ
 نکال دیتی تھی۔ شخص سو فیصد ارمان تھا۔ لیکن یہ فیصلہ سب میں آنا تھی
 بھی نہیں تھا کہ اس دوستی کو ذہن میں رکھ کر اسے اپنے ہاتھ میں سب کچھ
 بتا دینا چنانچہ میں نے مسکراتے ہوئے کہا۔
 "اور میں ایک آواز دے رہا ہوں؟"
 "آواز دے دے تمہاری کیا مراد ہے؟"

"ایک سیاح ہوں جو زمین کے کونے کونے کو گھومتا ہے۔ یہاں
 وہاں ہر جگہ۔ ہر شہر میں۔ ہر بستی میں۔ میری زندگی کا کوئی مقصد نہیں
 ہے اور بعض اوقات اس کے مقصد نہ لگتی ہے۔ اور خوبصورت سے
 سچوں کل لگتے ہیں۔ ایسے پھول جن سے روح کو فرحت ہوتی ہے۔ اب جیسے
 تم۔ قطعی اتفاق تھا کہ اس وقت وہاں سے جلا رہا تھا اگر میں نہ آتا
 اور تم زخموں سے دم توڑ دیتے تو مجھے بے حد افسوس ہوتا، بشرطیکہ مجھے معلوم
 ہو جاتا اور اگر میری نادانی سے کسی شخص کی جان جاتی تو یہ بے حد افسوس
 ہوتی۔ میں نے مسکراتے ہوئے جواب دیا۔ "مجھے خوشی ہے کہ میں تمہارے ہی کسی
 کام آگیا؟"

"لیکن تم نے یہ عجیب بات بتائی کہ تم صحت ایک آواز دے رہو، اور پھر
 مقصد اس کے علاوہ کچھ نہیں کر زمین کی سیاحت کرو؟"
 "ہاں لیکن میں یہ عجیب بات کیا ہے؟"
 "یہ تو کہہ رہا تھا۔ اس طرح تو تمہاری دوستی کو اور جلا مل سکتی ہے۔"
 "وہ کس طرح؟"
 "میں تم سے اپنے ساتھ چلنے اور کچھ عرصہ قیام کی درخواست بھی
 کر سکتا ہوں؟"
 "اوہ۔ ہاں یہ آسانی ہے۔ لیکن اس طرح مجھے یہ احساس ہوگا کہ تم
 میرے اس چھوٹے احسان کی قیمت ادا کرنا چاہتے ہو؟"
 "محب تم نے احسان کا لفظ ہی درمیان سے آزاد یا تو میری قیمت کسی

ہاں میں بھول گیا تھا۔

اگر بات ہے تو پھر ہم مجلس جمہور قیام ٹرگش میں ہوگا۔

تم ٹرگش میں بیٹھے ہو۔

ہاں۔ میں نہیں جانتا کہ ہوں کہ میں اینبوس کے خفیہ محکمے کا سربراہ ہوں۔ اور اس کے اہم ترین کام کرتا ہوں۔

خفیہ محکمے سے تمہاری کیا مراد ہے؟

اینبوس کے دشمنوں پر نگاہ رکھنے کے لئے ایک حکمہ بنایا گیا ہے

ہم لوگ بعض اوقات ان دشمنوں کو گرفتار کر کے اینبوس کے سامنے پیش کرتے ہیں اور بعض اوقات کچھ ایسے دشمن بھی ہوتے ہیں جنہیں کوئی باقاعدہ

منزل نہیں دی جاتی بلکہ خاموشی سے ختم کر دیا جاتا ہے۔

خوب۔ اور تم اس کے سربراہ ہو۔

ہاں۔ میں نے سیکرٹری جنرل کے لئے جواب دیا۔

تب تو آپ نے خطرناک آدمی قرار دیا ہے۔

لیکن صرف دشمنوں کے لئے۔ دوستوں کے لئے نہیں؟ اس میں

جواب دیا اور میں خاموش ہو گیا۔ پھر اس نے ایک گہری سانس لے کر کہا: تو کیا

میں تیار ہوں؟

کیا تم سفر کے قابل ہو؟

میں جیسا مضبوط انسان ساتھ ہو تو سفر مشکل نہیں ہوگا۔ چھاپے

گھر پر بھی جانور آرام کروں گا۔ یوں بھی ایک طویل سفر کیلئے۔

میں بطور حاضر ہوں اس سفر گھوڑے پر کر کے؟

ہاں اگر میں جاؤں تو ٹرگش سے میرے لئے رشتہ آسکتا ہے۔ لیکن

میں اتنا بڑی دل نہیں ہوں؟ اس نے اور نے گردن ہلا دی۔

کچھ عرصے کے بعد ہم دونوں گھوڑوں پر سوار ہو کر چل پڑے۔ میں

بھی اس کی مصیبت سے خوش تھا۔ ارغماز کے زخم کا ایک حد تک ٹھیک ہو چکا

تھے۔ لیکن پھر بھی وہ ان دشمنوں پر پٹیاں کسے ہوتے تھا۔ اور خاصا

چاقو وچند نظر آتا تھا۔ گھوڑے کی ٹانگوں کو ہاتھوں میں پکڑ کر وہ خاصا

تیز گھوڑا جھٹکا سکتا تھا۔ میں نے اس شخص میں بے پناہ صلاحیتیں پائی تھیں

اس وجہ سے وہ مجھے پسند بھی آیا تھا۔

لیکن اس کے باوجود اس بات کو بھی نظر انداز نہیں کیا جاسکتا تھا کہ وہ

اس شخص کا بھی پرکار ہے جس کے خلاف میں ایک عظیم الشان بغاوت کے

منصور بننا چاہوں۔ البتہ وہ کسی ہم پر نکلا تھا اور اس کے بازوؤں

کی یہ کیفیت کیونکر ہوتی تھی۔ یہ سدا ہی انہی صلیب نما زینت تھیں۔

دوران سفر جب ہم نے ایک جگہ تیار کیا تو میں نے اس سے سوال کر دیا کہ وہ

تمہارے بازوؤں پر یہ زخم کیسے ہوا ارغماز۔ یوں لگتا ہے جیسے

کسی جانور نے انہیں جھاڑا ہو۔

ہاں بڑی خونخوار داستان ہے راتوں۔

تو کیا تم یہ داستان اپنے دوست کو سنا پند نہیں کر سکتے؟

ہاں کیوں نہیں ضرور۔ یوں سمجھ کر سنا جائے زندگی نے مجھے یہ

موقع کیوں عطا کیا۔ تمہارے دیگر دوستوں کو کیسے بول گئے۔

نہیں۔

اور۔ غیر ان کے باقی میں میں تمہیں بعد میں بتاؤں گا۔ دیگر دو

انسانی بدن کو پھر بچا کر رکھتے ہیں۔ اگر ان میں سے ایک آدھ جانور

کہیں نظر آجائے تو وہ انسان کو دیکھ کر نکالیں یا جالیاں۔ لیکن اگر ان کا

کوئی غولی تنہا انسان پر پڑے تو یوں سمجھ کر اس کے بعد زندگی کی گنجائش

نہیں ہوتی۔ وہ تو میرے گھوڑے کے پیر کی جان بچا دیتی تھی۔

اور۔ یہ تو دیگر کو سنا جانور نہیں ہے۔ میں نے پوچھا۔

تم دیگر دوسرے واقعات نہیں ہو عجیب سی بات ہے لیکن ہر گھنٹا

سے تمہیں کبھی واسطہ نہ پڑا ہو۔

ہاں یہی بات ہے دوست۔ میں نے کبھی دیگر کو نہیں دیکھا۔

غیر بڑا بڑا جانور ہے۔ ہمایہ تھا کہ میں ایک بار ڈوگڈوں کے غول

میں جا سمجھنا تنہا تھا اس لئے وہ مجھ پر دوڑ پڑے۔ انہوں نے میرے

گھوڑے کی ٹانگ زخمی کر دی، گھوڑا مارا کہ میں گھوڑے سے نیچے گر پڑا اور

اتفاق کی بات یہ تھی کہ گھوڑے نے سامنے کی طرف دوڑ نکادی تھی۔

اور ابھی ہوا اگر وہ نہ دوڑتا تو شاید دیگر دوڑ چکے ہوتے لیکن وہ

سب سے پہلے گھوڑے پر سوار ہوں اس لئے وہ گھوڑے کے پیچھے بھاگے

دوڑ کر وہ گئے تھے انہوں نے مجھ پر ہلکا اور میرے بازوؤں کو جھاڑا

بہر صورت کافی دیر کے بعد میں انہیں ہلاک کرنے میں کامیاب ہو گیا۔ لیکن

جوزم انہوں نے لگائے تھے وہ دم لگائے۔ میں نے مشکل تمام گھوڑے کو

پایا۔ لیکن پھر زیادہ صبر نہ کر سکا اور بے ہوش ہو گیا۔

اور۔ لیکن تم ان جنگلات میں کیوں بھاگ رہے تھے؟

اینبوس نے ایک خدمت میرے سپرد کی ہے۔ چند خطرناک لوگوں

نے تحت الشری کی اس سرزمین پر وہ کچھ شروع کیا ہے جو یہاں کی آریخ

میں کہیں نہیں ملتا۔

یعنی۔ میں نے تعجب کا اظہار کیا۔

لوٹ مار، قتل و غارتگری۔ انہوں نے دشت اور زندگی

کی وہ اعلیٰ مثال پیش کی ہے کہ اینبوس جیسا وحشی صفت بھی گہرا گیا ہے۔

کرنا لوگ ہیں وہ؟

اینبوس کے دشمن۔ یوں تو اینبوس کے ہتھیار دشمن ہیں۔ لیکن

یہ وہ لوگ ہیں جو اس کے قیدی تھے اور اس کے لئے دلیں بے پناہ نفرت

رکھتے ہیں۔

قیدی تھے۔ تو کیا وہ فرار ہو گئے؟

ہاں۔ وہ عیاظلوں کو ہلاک کر کے بھگتے۔

اور کتنی تعداد ہے ان کی؟

ہزاروں۔ اور وہ کچھ ہو گئے ہیں ورنہ اتنے مضبوط نہ ہوتے۔

لیکن وہ کہاں پوشیدہ ہیں؟

بہت سی جگہیں ہیں جہاں سکھاتے ہیں۔ اور یہاں سے نکل کر سی کام پر مامور کیا

گیا ہے۔ لیکن اب تک پتہ نہیں چل سکا کہ ان کی بڑی تعداد کہاں پڑھتی ہے۔

تعجب کی بات ہے۔ کیا تم اس سلسلے میں کوئی پتہ چلا گئے؟

نہیں۔

بہر حال دیکھ کر کہ۔ میرے شوق کے مطابق۔ تم ٹھیک ہو کر

حبیب دوبارہ اپنی ہم پر نکلو گے ہر دوسرا دیکھنا میں تمہاری مدد کرؤں گا۔

دشمنوں سے دیکھنا کہ تمہیں فوٹو سپر گری سے دیکھی ہے۔

بہت زیادہ۔

اگر تم چاہو تو میں تمہیں اینبوس کی سپاہ میں کوئی مقام

دلوں سکتا ہوں۔

کیا اینبوس تک تمہاری اس حد تک پہنچے؟

ہاں کیوں نہیں۔ یہ کسی ضرورت سے اس تک جاسکتا ہوں۔

خوب۔ اس کا مطلب ہے کہ تم اعلیٰ منصب پر فائز ہو میں ملازمت

کا شوق نہیں ہوں کافی مضبوط آدمی ہوں اور جب جانتا ہوں محنت

کر کے اپنے لئے فائدہ کی کیا کر سکتا ہوں۔ لیکن مجھے اس حیرت انگیز شہنشاہ کو

دیکھنے کا بہت شوق ہے۔

اور۔ ہاں دور دراز کے لوگوں نے اس حکمران بن مانس کو بھی نہیں

دیکھا۔ ارغماز نے سیکرٹری جنرل سے جواب دیا۔

ارغماز۔ تم اس کا نام اور کب نہیں لے رہے؟

اس وقت یہاں کون ہے؟

لیکن میں نے سنا ہے اس کا بار اور کچھ موجود ہوتا ہے اور اس کی

تو میں اس کے خلاف ہونے والی باتوں کی گواہی ہوں گی۔

تم صرف سنی سنائی باتوں کو دہرا رہے ہو حالانکہ حقیقت آتی

نہیں ہے۔

کیا مطلب ہے؟

اینبوس کی حکومت اس وقت تک چل رہی ہے جب تک پیر فون

کا باپ اپنی پس زندہ ہے۔ اپنی شش ختم ہو جائے تو پھر پناہ لینے کے

قابل ہے؟

کیوں؟ میں نے تمہارے اظہار کیا۔

اینبوس کی حرکات کے کچھ پیر فون کی زبان ہوتی ہے۔ یہ شخص

حکومت چھوڑنے کے بعد بھی ہے نہیں چھوڑ سکتا۔ اور اب اس جانور کی

آرام خود حکومت کر رہا ہے۔

اور۔ ارغماز۔ تم یہ باتیں اتنے سکون سے کہہ رہے ہو۔

کیوں؟ اس میں کیا حرافہ ہے؟

اگر ان لوگوں کو پتہ چل جائے؟

تم میرے دوست ہو کیا میرے ان خیالات کا ذکر تم کسی کے کر سکتے

رہے گی اینبوس کے حاد کی بات تو اگر اس کا بار دیکھا تو وہ اپنے دشمنوں کا

کھوٹ نہیں لگا سکتا تھا؟

ہوں؟ میں نے ایک گہری سانس لی۔ ہاں تو درست ہے اور ہم

خاموش ہو گئے۔ اب اسے بھی اتفاق ہی کہا جائے تو مناسب ہوگا کہ میرے

ساتھ ایک ایسا شخص لگ گیا تھا جو میری پیشکش کلمات کا حل تھا۔

اینبوس کے بارے میں یہ سکرٹری جنرل تعجب ہوا تھا لیکن مجھے اس

بات کو چھپا پڑا۔

میرے گھر کے ایک مہمان بہت عزت رکھتے تھے۔ خاص طور پر

میری ماں کو جب معلوم ہو گیا کہ تم نے اس طرح میری مدد کی ہے تو وہ تمہیں

مجھ سے کم نہ چاہے گی۔

تمہارے دوسرے رشتہ دار بھی ہوں گے؟

ہاں گھر میں ہاں ہے، ایک بہن ہے اور باپ۔ باقی ورکر

عزیز بہت سے ہیں۔ شاید ہم ٹرگش میں رہے ہیں؟ اس نے کہا اور میں بھی

دور سے ایک خوبصورت شہر کے آؤ دیکھنے لگا۔ ایب نوں کا شہر ٹرگش۔

انہیں بڑی نعمت ہیں

- * کیا آپ کی آنکھیں کھل چکی ہیں۔
- * کیا آپ کی آنکھیں کھل چکی ہیں۔
- * کیا آپ چشمہ نہ لگاتے ہیں۔
- * کیا آنکھوں کے کسی مرض کا شکار ہیں؟

نوکتا ہے۔

تم نظری اور اس کتاب

قیمت ۲۵ روپے۔ بڑا نمبر ۲۲ روپے

آپ کو یہ کتاب ملے گی کہ۔
یہ ایک نیا کتاب ہے جس کا نام کیا جاسکتا ہے۔ اینبوس اور اس کے
کے بارے میں اس شخص کی صورت مند جانی جا سکتی ہیں۔ اگر آپ
کی آنکھیں کھل جائیں تو انہیں پیش کر سکتے ہیں۔ بہت مستند
رکھا جاسکتا ہے۔

ہر شخص کے لئے یکساں طور پر مفید کتاب

مکتبہ نجات پوسٹ بکس ۹۹۳۳ کراچی۔

ایک عظیم شہر جو بے پناہ خوبصورت تھا۔ اس وقت کا یہ نہ تخت یہ شہر نہیں تھا جب میں یہی کی حیثیت اپنی لاش کے مقابلہ پر آیا تھا۔ یہ پانچ تخت پہلے یا تخت سے کہیں زیادہ خوبصورت تھا۔ یہاں میری دولت اور غناز تھے کہ لڑنے لگا گیا۔ طویل ترین مکان جو کافی خوبصورت بنا ہوا تھا لیکن افواہ خانہ بہت مختصر تھے۔ ایک بوڑھی لیکن خوبصورت عورت اور ایک مرد تھے ہمارا استقبال کیا لیکن ارغناز کو بھی دیکھ کر وہ دونوں فکرت مند ہو گئے تھے وہ میری سے اس کے نزدیک پہنچ گئے اور شکر ادا کر کے بیٹھے ہوئے۔

”آہ ارغناز! میرے بیٹے میرے بچے تیرے بازوؤں پر یہ پیش کیے بندھی ہوئی ہیں۔“ بوڑھی عورت نے کہا۔

”کوئی خاص بات میں بس زخمی ہو گیا تھا اور میرا باں اور میرے دوست رشتوں نے اس وقت میں میری وہ مدد اور خدمت کی کہ میں اگر آپ کو مجھ نظر آتا ہوں تو یہ بات رشتوں کی مرہون منست ہے۔“

”آہ۔“ ہو گیا تھا کیا ہوا تھا۔ ”بوڑھی عورت خاصی شکر اور طول نظر آدمی تھی۔“

”میں جنگل کے وحشی جانوروں نے حملہ کیا تھا اور میں ان کا شکار ہو گیا۔“ ارغناز نے جواب دیا۔

”اب کیسے ہو؟“ بوڑھے مرد نے اسے سہارا دیتے ہوئے پوچھا۔

”راشٹری تیار داری نے مجھے وقت سے کہیں پہلے صحت یاب کر دیا ہے۔ میرا خیال ہے پہلے آپ اس سے ملیں اور اس کے لیے کسی مناسب قیام کا کارندہ دست کر میں اور دست کچھ حصہ میرے ساتھ قیام کر لگایا۔“

”یقیناً۔“ بوڑھے مرد نے کہا اور پھر کچھ بڑھ کر میرے نزدیک بیٹھ گیا۔

”میں تم سے احسان مندی کے مخصوص الفاظ میں کہوں گا یوں سمجھو تم نے اپنے بھائی کی مدد کی ہے اور جب میرا بیٹا ارغناز بیمار ہوا ہے تو پھر تم ہی میرے بیٹے ہو۔ چنانچہ والدین اور اولاد کے درمیان تکلف کے رشتے نہیں ہوتے، آؤ یہ پورا گھر متاثر ہے جو سکون کی جگہ نظر آئے اسے اپنا لو۔“

”بوڑھے کے لیے میں بے پناہ اپنائیت اور خلوص تھا۔ میں اس سے متاثر ہوئے بغیر نہ رہ سکا اور میں نے گردن ہلا دی۔“

”تب ہمارا انداز عمل ہو گئے اور اسی وقت ارغناز نے آہستہ سے پوچھا ”شانہ کہاں ہے؟“

”وہ۔ وہ اندر ہے۔“ بوڑھے نے جواب دیا۔

”کیا حال ہے اس کا؟“

”حسب معمول۔ میں تو اس لڑکی سے خوفزدہ رہنے لگا ہوں۔“

”کیوں؟“

”بس حسب معمول وہی احمقانہ باتیں ہمیشہ شہنائی کی مخالفت کرتی رہتی ہے مجھے وہ خوف ہے کہ کسی دن وہ کسی جہاں میں نہ چھین جائے یا

”ہاں یہ مناسب نہیں ہے بابا۔ اسے علم ہے کہ اس کا بھائی رگاری ملازم ہے اور شاہ کا مقدر خاص۔“ مجھے آواز میں نہ ڈالا جلتے تو میرے ”میں نے محبت کرنے والے بھائی کی بات نہ لی لیکن یہ تو فرض سے غلطی ہے کہ اپنے شاہ کا خادم اور مقدر خاص کسی سے اس کے بائیں میں رہے۔“

”ہمارے درمیان کوئی نظریاتی اختلاف ہے؟“ وہ جوان ارغناز نے پوچھا۔

”بنیادی۔ میں تو اپنے بھائی ہونے کی حیثیت سے برتاؤ ہی تھی کہ تم ایسوس کے باغیوں میں شامل ہوتے اور اس کی سرکوبی کے لیے کام کرتے اس کے بغیر اس تم کے وفاداروں میں ہو۔“

”میں سوس سے متین کیا اختلاف ہے؟“

”وہی جو ہر عجب وطن کو ہو سکتا ہے۔ وہ جانور ہے جنگلوں میں سید کوئی کرنے والا ایک گویا اور تم اب اس جانور کے غلام ہو کیا یہ انسانی ہستی اس کی ذات کی توہین نہیں ہے کہ وہ ایک جانور کا مارج ہو گیا ہے لڑکی نے سر ہلے لیے میں کہا۔

”لیکن دعا پریشاں کا نور ہے اور پرسی فون کا شیلا۔ وہ اس تخت کا جواز و حقد ہے اور تخت الشری کے قانون کے مطابق بارہا خود کو اس کا اہل ثابت کر چکا ہے۔“

”میرا انسان کے خلاف ایک سازش ہے۔“

”آخر کیوں؟“ ارغناز نے پوچھا۔

”اسے ایک انسان نے اپنے چھینے ہوئے وقار کی بھائی کے لیے تربیت دی ہے۔ وہ جنگ کر سکتا ہے سوچ نہیں سکتا۔ بول نہیں سکتا اس کی آواز میں کوئی اور لوگ ہے۔“

”اور وقار یہ یہ معلومات ہمارے خاندان کی تباہی ہے ارغناز نے کہا۔

”بس یہ بنیادی اختلاف ہے مجھے تم سے۔ میں چاہتی ہوں انسان اگر وہ ملو تو اپنی برائیوں سے غفلت ہو۔ اچھا ہو تو ہر برائی کے خلاف آواز اٹھائے اس میں کوئی ایک صفت ہونی چاہیے۔ ہمارا صلح خاندان کی زندگی کے خوف سے حتیٰ کوئی بے خوف نہیں۔“

”شانہ نہ کہنا اور ارغناز نے اسے تھلنے لگا۔

”اب جاؤ۔ اب بتاؤ یا رکب تک اس سر بھری لڑکی کی حفاظت کرتے رہیں گے۔ اس نے کہا۔

”افسوس۔ تم لوگوں نے ملاو جو خود کو محافظہ رکھ رہے ہیں کسی کی پناہ میں نہیں ہوں خود مختار ہوں اور وقت کا انتظار کر رہی ہوں۔“

”اگر یہ خیالات اب اب نوس کو۔“ ارغناز نے کہنا چاہا لیکن شانہ نے درمیان سے اس کی بات کاٹ دی۔

”ایب نوس کو نہیں۔ اس کا نام لو۔“

”شانہ۔“ اس بوڑھے آدمی نے سر زلف کی۔

”میں منافقت کی زندگی نہیں بسر کر سکتی۔“ لڑکی نے کہا اور اٹھ کر تیزی سے باہر نکل گئی۔ کمرے میں خاموشی ہو گئی۔ سب کے چہرے دھواں

ہو رہے تھے۔ بوڑھی عورت اور مرد کبھی کبھی خوفزدہ نگاہوں سے میری شکل دیکھ لیتے تھے تب میں نے کہا۔

”آپ لوگ میری موجودگی کو عوس نہ کریں۔ ارغناز جانتا ہے کہ میں ایک آوارہ گرد ہوں اور تخت الشری کی حکومت اور اس کے مسائل سے مجھے کوئی تپسی نہیں۔“

”وہ شدت پسند ہے اور خواہ مخواہ اس کے ذہن میں اب نوس کے خلاف نفرت بیدار کی ہے۔“ بوڑھے نے بپتے ہوئے کہا۔

”اور یہ نفرت بالآخر ایک دن ہمارے خاندان کو تباہ کر دے گی۔“ ارغناز نے کہا۔

”میں کوشش کرتا ہوں کہ اسے باہر کے لوگوں میں نہ بیٹھے دوں۔“ اور اس کے خیالات دوسروں تک نہ پہنچنے دوں۔“

”آپ کب تک یہ کوشش کرتے رہیں گے بابا، اس کے ذہن کو آپ بدل نہیں سکتے۔“

”ہاں میں اس کے ذہن کو بدل نہیں سکتا۔“

”ٹھیک ہے پھر تم باہر کا انتظار کریں۔“ ارغناز نے کہا اور منبر تک خاموش ہو گیا پھر میری صفت دیکھ کر بولا۔ ”وقت کافی ہو گیا ہے لڑکی میرا خیال ہے تم آرام کرو۔ میں حضور شری دیر کے لیے جاؤں گا اپنی واپسی کی اطلاع دینا ہو گی۔“

”میں نے پر خلوص انداز میں گردن ہلا دی۔ گھر کے لوگوں نے بھی مجھے آرام کی اجازت دے دی اور شب بھر کیسے ایک خوبصورت طور پر بچا ہوا کمرہ مخصوص کر دیا۔ میں نے ان لوگوں کا شکریہ ادا کیا اور آرام کے لیے لیٹ گیا۔

”تمنا میں میرا ذہن لڑکی کے بائیں میں سوچنے لگا۔ میری ایک ساتھی اور جھوٹا توہین مل گئی۔ لڑکی حادی۔۔۔ اور شدت پسند تھی اس کے لشرے سے صاف اٹھار ہوا تھا۔ یہاں اس سے گفتگو کی جاسکتی تھی اور ضرور اس کا موقع ملے گا۔ میں نے انھیں بند کر لیں۔

”اور پھر کافی دیر کے بعد میں جاگا۔ ارغناز واپس آ گیا تھا۔ کھانے پر اس سے دوبارہ ملاقات ہوئی۔ اب اس کا راز ٹھیک تھا۔ شانہ بھی موجود تھی لیکن خاموش اس لیے چہرے پر خجندی بھائی ہوئی تھی۔

”اب کیا ارالہ ہے راتو؟ اگر سفر کی جھکن دور ہو گئی ہو تو گرگش کی سرکرو ارغناز نے کہا۔

”ہاں۔ میں گرگش دیکھنے کا بے حد خواہش مند ہوں۔“ میں نے بولا دیا۔

”تم نے کبھی اب نوس کو دیکھا ہے؟“ دفعہ ثانیہ نے پوچھا اس کے انداز میں ہلکا سا خطر تھا۔

”سوال براہ راست مجھ سے کیا گیا تھا۔ اس لیے میں نے اس کی کراہ دیکھا۔ وہ بھی میری جانب ہی دیکھ رہی تھی۔

”نہیں، کبھی نہیں۔“

میکوں کیا مقدار اعلیٰ تحت اثری سے نہیں ہے؟

”خاہر ہے نہیں سے ہے“

”میکہ تم نے تقدیروں کا کوئی ایسا ملک دیکھا ہے جس کے بدلے بدلے
بے حال ہوں اور جو بول بھی نہ سکے“

”نہیں میں نے نہیں دیکھا“

”ترکش میں اگر دیکھو گے اپنے شہنشاہ کو مژدہ دیکھنا نہیں بے حد
خوشی ہوگی“

”راستہ تیریں عورت کے پائل ہیں سے واسطہ نہ ملے کبھی؟ اغلاز
نے ملاتے ہوئے پوچھا اور اس بار میں نے اسے دیکھا۔

”میں نے عموماً زندگی جنگوں اور کیا دیوں سے دور گزارا ہے۔
اس لیے بہت سی چیزوں سے ناواقف ہوں“

”خوش نصیب ہو میرے دوست۔ راستہ اگر تم عورتوں کے درمیان
رہتے تو اس کی حقیقتیں تم سے تباہی اوجھی صلاحیتیں چھین لیتیں۔ یہ وہ

مخلوق ہے جو سوچتی کر اور بولتی زیادہ ہے۔ اب میری بہن کو، یسے لو۔
جسے خوبصورت شکل تو مل گئی ہے لیکن عقل اسے چھو کر بھی نہیں گئی اور وہ

صرف خطرہ ہے جسے میں گفتگو کرنا جانتی ہے۔
”اور ترکش کے مددگار غلامی کے قابل ہیں؟ وہ نفرت سے بولی۔

”میں نہیں آخری بار اطلاع دے رہا ہوں شانیہ کہ خود کو کھانا
پورہ دہن میں ایک سرکاری رخصت شناس کی حیثیت سے تہیں گرفتار کر کے

شہنشاہ ایب نوس کے سامنے پیش کر دیں گا اور اس کے لئے مژدہ نہ ہوں گا
”یوں کی گہرائیوں سے اس بات کی خواہش مند ہوں اس طرح ممکن

ہے یہاں کے بڑوں جہانوں کی حیرت جگ اٹھے۔
”کیا مطلب ہو اس بات کا؟“ ارغزانے پوچھا۔

”شہنشاہ ایب نوس کا معتمد خاص اس بات سے ناواقف نہیں
ہو گا کہ شاہ کو عورتوں سے بڑی رغبت ہے اور یہی صورت خاصی دلکش

ہے۔ شاہ مجھے مژدہ دے گا لیکن میرے سفید بدن کی سرنگ کی طرح تیرے
یہ کافی دلکش ہوں گی“

”بات حد سے بڑھ گئی ہے شانیہ تو اتنی پیلاک ہو گئی ہے، میں
سوچ بھی نہیں سکتا تھا یہ خیال ہے اب تجھے بھیڑ کے لئے اس مسئلے میں

اپنی زبان بند کر لینا چاہیے۔ آئندہ میں اس بارے میں کچھ سنوں۔ یوں
نے دخل دیا۔

”صرف ایک بات کہ وہ بلا میں خاموش ہو جاؤں گی۔
”کیا؟“ بڑھنے نے کہا۔

”میں جھوٹ بول رہی ہوں۔
”جھوٹ ہو یا سچ۔ تجھے کون اس کے پاس سے جا رہا ہے؟“

”لیکن میں جانا چاہتی ہوں۔
”آخر کیوں؟“

”اس لیے کہ میری سرزمین کی بہت سی لڑکیوں کے ساتھ یہی خیال
سلوک ہوا ہے کیا مفت اس لیے کہ ان کا کوئی محافظ نہ تھا یا باپ نہیں ہے

”جو ناجی تو کیا کر لیتا؟“ بڑھنے نے کہا لیکن اس کے چہرے پر غیب
سے تاثرات تھے۔ یوں لگتا تھا جیسے لڑکی کے اس سوال نے اسے نہایت

پہچانی ہے۔ وہ اس سے نگاہیں پھرا رہا تھا۔
”اگر یہ بات ہے باقی پھر اس سرزمین کی ہر لڑکی اپنا تحفظ کھو بیٹھی

ہے۔ یہ خیال ہے اس زمین سے رشتوں کا خاتمہ ہو جانا چاہیے۔ لڑکی کسی کا
باپ نہ ہو تو کسی کا بھائی یہ رشتے تحفظ کے غرت کے رشتے ہوتے ہیں اگر یہ بات

نہ ہو تو پھر ہر لڑکی آزاد۔ چنانچہ میں جو کسی ہوں کرتی ہوں مجھے کرنے دیا جائے
سوچ لیا جائے کہ شہنشاہ مجھے دیکھ لیا۔ وہ آپ لوگ بے بس ہیں۔

”شانیہ؟“ بڑھنے نے پوچھا۔
”صرف کہ وہیں باہر میں غلط کر رہی ہوں۔ آپ نہیں جانتے ایلا کے

پورے بدن پر خراشیں تھیں اور ان خراشوں میں خون جما ہوا تھا۔ اس کے
بدن سے جگہ جگہ جھوٹے بال چھپے ہوئے تھے۔

”تو اسے بھول نہیں سکتی؟“
”بھول جاتی لیکن یہ بات ذہن سے نہیں نکلتی کہ یہاں جانی اس کا تریک

کار ہے۔“
”ان معاملوں میں تو اس کا تریک نہیں ہوں۔ ارغزانے پوچھا۔

”یہ تو کوئی بات نہ ہوئی۔ اس کی زندگی کے مختلف شعبے ہیں ان میں
سے ایک شعبہ قلمبے پاس ہے۔

”میں کیا کروں یا باپ کی یاد؟“ ارغزانے انداز میں پہچان تھا۔
”میں نہیں ایک اچھا مشورہ دوں میرے بھائی یقین کر دیتا رہے

لیے اس سے عمدہ مشورہ اور کوئی نہیں ہو سکتا۔
”بناؤ میں کیا کروں؟“ ارغزانے سرخ سرخ آنکھوں سے اسے دیکھا اور

شانیہ اپنی جگہ سے اٹھ کر اس کے سامنے جا بیٹھی۔ اس نے اپنی گردن اور پیٹ لڑکی
اور انھیں بند کر کے بولی:

”مٹائے پیش قبض کی دھار بہت سی سبز ہے نہ نکال کہ میری گردن
پہچھ دو۔ جن لڑکیوں کے باپ اور بھائی زندہ ہیں انہیں اپنی بہنوں اور بیٹیوں

کے ساتھ یہی سلوک کرنا چاہیے۔ اس میں ان کی عجات ہے۔ ورنہ پھر یہاں کیا
کرے۔ مجھے جواب دہ میرے دلیر بھائی ان ہوں اور بیٹوں کو کیا کرنا چاہیے؟“

”تیرا بھائی کیا کر سکتا ہے شانیہ۔ بول تیرا بھائی کیا کر سکتا ہے مجھے جواب
دے۔ ارغزانہ باقی ہو گیا۔

”اور شہنشاہ ایب نوس کے ہم لوگوں میں اتنے بڑوں لوگ بھی ہیں
تب تو لوگ خواہ مخواہ اس سے اتنا دڑتے ہیں۔

”یقیناً ہونے لڑکیوں کے لیے مجھے بتاؤ اگر تھکے ذہن ہیں یہ خیالات
ہیں تو میں کیا کر سکتا ہوں؟“

”میکوں کہتے ہو یہ سوال؟“

”میں تم سے تعاون کرنا چاہتا ہوں۔ میں نرمی ہو گیا ہوں میں کہہ
دوں گا کہ اب میں اپنا فرض ادا کرنے سے قاصر ہوں۔

”اوه اوه تو کیا تم، تو کیا تم؟“ شانیہ کی آنکھوں میں خوشی کی چمک
لڑ گئی۔ وہ خوشی سے مسکرا رہی تھی۔

”ہاں تو نے مجھے ذلیل کیا ہے۔ ارغزانے اسے سینے سے لگایا۔
”اب ساری بیٹیوں کو تحفظ مل جائے گا۔ اب شانیہ اس سرزمین کی

تقدیر بدل جائے۔ شانیہ خوشی سے کہہ رہی تھی۔
”تو جو کہنے سے وہی کروں گا لیکن صرف یہ بھائی تمنا اس کیلئے ختم

نہیں کر سکتا میں کہہ رہوں۔
”میرے بھائی بھائی اس کے حالات کھڑے ہو گئے ہیں۔ ان کا سارا معاملہ

کر۔ آج تک تھان کی سرکوبی کے لیے انہیں تلاش کرتے رہے ہیں۔ اب ان کے
ساتھ شامل ہونے کے لیے انہیں تلاش کرو۔ شانیہ نے کہا۔ اور ارغزانہ جھجکا کہ

خود کرنے لگا۔ بڑھنے اس نے میری جانب دیکھا اور بولا:
”جیسا کہ تم نے کہا راستہ تو صحیح ہے کہ تیرے ہو کیا تم اس مسئلے میں

میری کوئی مدد کر سکتے ہو۔
”شانیہ کیسے مدد؟“

”مٹائے ذہن میں کوئی ایسا خیال ہے کہ وہ لوگ جو اب نوس کے
باجی ہیں کس علاقے میں رہ سکتے ہیں اور کیا انہیں اس قسم کی باتوں سے قاطع

نہیں پڑا۔
”میں نے گری لگا ہوں سے ان کی طرف دیکھا، اگر میں چاہتا تو فوراً

خود پر انہیں اپنے ہاتھ میں بنا سکتا تھا لیکن بہر صورت مقررہ اس وقت تو ضرور
درا کرتا۔ میں دیکھنا چاہتا تھا کہ ارغزانہ شانیہ کی وجہ سے تو تھرتھرتیں ہو گیا

کیا وہ غصوں کیل سے باغیوں کے ساتھ شامل ہونے کو تیار ہے یا صرف وقتی
خود پر اس کے ذہن میں یہ یہ خود جابجا ہے۔ اگر وہ باغیوں کا ساتھ دینے کو تیار

ہے تو پھر اس کا باغیوں کو تلاش کرنا بے مقصد اور بے سود تھا کیونکہ اس کے
یہ میں ہی کافی تھا۔

”میں نے اس سے معذوری ظاہر کی اور کہا کہ میں اس سلسلہ میں اس
کی کوئی مدد نہیں کر سکتا۔ تاہم اگر تم چاہو تو میں مٹائے ساتھ مصروف ہو کر سکتا

ہوں۔
”اوه اگر تم میرے سامنے میں جاؤ تو اس سے اچھی کیا بات ہے۔

ارغزانے کہا۔
”لیکن میرے دوست میں نہیں لیکھا اور وہ تو کہیں نہ سکتا ہوں

جو نہایت مناسب بھی ہوگی۔
”کیا؟“ سب میری جانب دیکھنے لگے۔

”تم جس طرح اب نوس کے خصوصی جگہ کے کوئی ہوا اور متاثر
پروان لوگوں کی تلاش ہے تو کیوں نہ لیا کہ اگر تم اسی حیثیت سے انہیں

تلاش کرنے کے لیے سرکاری مراعات حاصل کرو۔ اور انہیں تلاش اپنے مقصد کے

تحت کر دے میں نے کہا اور ارغزانہ خوشی سے اچھل پڑا۔
”ہاں ترکیب تو بے حد نامناسب ہے بلاشبہ ایسا تو کیا ہی ہو سکتا ہے۔

”تو پھر ایسا ہی کرو۔“
شانیہ مذاق نگاہوں سے مجھے دیکھ رہی تھی۔ پھر اس نے گردن

ہلاتے ہوئے کہا۔ ”لیکن راستہ تعجب کی بات ہے کہ تو ذہنی طور پر تو ان لوگوں
کے خلاف معلوم ہوتے ہو جو بغاوت کرنے والے ہیں اور انہیں اب نوس کے جس

وحشی دہندہ نے ہم سب کو تنگ کر رکھا ہے۔ گو یہ بات اپنے آپ کو اس طرح
الگ ثابت کرے کہ وہ جیسے تحت اثری سے متاثر کوئی تعلق نہیں ہے۔

”دراصل نفرتیں وہاں غریبی میں ہیں جہاں مسائل ہوتے ہیں اور غرضاً
پیش آتے رہتے ہیں جبکہ میں ان چیزوں سے بہت دور ہوں اور اس کی

وجہ یہ رہا شوق ہے۔ میں بھی وہی کہتے کہتے ہیں انتخاب جس ہو چکا ہوں کہ
اب مجھے اپنی آبادیوں سے کوئی دلچسپی ہی نہیں رہی ہے۔ بعض جاؤ میرے

ہونا ہوتے ہیں اور جھل میرے ہوا۔ ان تمام باتوں کو ذہن میں رکھتے ہوئے
میں کس حد تک آبادیوں کے مسائل کو بھول چکا ہوں اس سے ان سلسلے سے متعلق

سے بے بہرہ ہوں۔
”لیکن یہ تو اچھی بات نہیں ہے راستہ تو تحت اثری بالآخر متاثر ان

ہے اور تہیں اپنے وطن سے دلچسپی ہونی چاہیے۔
”ہاں درست ہے لیکن میں نہیں جانتا کہ اب نوس کی ذات سے

میرے وطن کے لوگوں کو کیا تکلیف ہے لیکن ارغزانہ کے کہنے سے میں اس کا
ساتھ دینے کے لیے تیار ہوں۔

”گو یہ تم میرے بھائی ارغزانہ کا ساتھ دینے کے لیے خوشی سے تیار ہو۔“
شانیہ نے سوال کیا۔

”ہاں۔ میں اس کا ساتھ دینے کے لیے خوشی سے تیار ہوں۔ میں
نے کہا اور شانیہ بہت خوش نظر نہ گئی۔ پھر اس نے کہا۔

”اگر تم لوگ اس سرزمین کو ایک وحشی جانور سے نجات دلاؤ تو
میں بھی ہوں کہ یہ تمہارا اعلیٰ کام نام ہو گا اور بے شمار انسانوں پر احسان عظیم۔

”نہیں نہیں معلوم کہ وہ وحشی و دہاندہ انسانوں کے ساتھ کیا سلوک کرے گا اور
دلکی بات تو یہ ہے کہ انسان اسے صرف اس لیے قبول کیے ہوتے ہیں کہ اس

نے ایک ایسی عورت کے پیٹ سے جنم لیا جو شہنشاہ کی بیٹی تھی۔
ارغزانے کوئی جواب نہیں دیا۔ اور وہ عورتی ذہن کے بعد وہاں

سے اٹھ گیا۔ اس کے چہرے پر تفکرات کی گہری پٹی تھی اس کے ساتھ ہی تھا
وہ میرا بازو دیکھنے کے لیے اپنی خوب گاہ میں نے کیا۔

”میں مجبوراً راستہ، اس نے مجھے لمبے میں کہا۔ اور میں اس کے نزدیک
بڑھ گیا۔

ارغزانہ خاصا پریشان نظر آ رہا تھا اور میں اس کی صورت دیکھ رہا
تھا تب اس نے گردن اٹھائی اور کہنے لگا۔

”میں جیسا کہ ہے راستہ تو کل تک میں اب نوس کا وفادار تھا اور

میں نے فرم بھی اس لیے اٹھائے ہیں لیکن آج۔ آج میرے ذہن میں
ایسوں کے خلاف بغاوت جنہ نے میری ہے۔ رشتے کے مضبوط ہوتے ہیں اور
انسان کس قدر کڑور تھا اس کے عجیب سے لیے میں کہا۔
"میں سمجھتا ہوں ارغمانہ انسان کو نہ رشتوں سے متاثر ہونا چاہیے
اور نہ اپنی کرمی اور طاقت سے بات اگر تھی گوئی کی ہو تو وہ موت یہ فیصلہ
کرے کہ وہ کون سے ملے کو بہتر سمجھتا ہے؟
"یہ تو عجیب ہے لیکن کیا تم مجھے ابن الوقت کہو گے؟"
"کیوں؟"
"اس سے قبل بھی تم سے اب نوس کے بارے میں گفتگو ہو چکی ہے
"ہاں۔"
"تم نے میرے انداز میں کوئی خاص بات محسوس کی راتوں؟"
"مثلاً؟"
"کیا میں نے اس سے بہت زیادہ وفاداری اور وفات کا اظہار کیا ہے
"نہیں۔ اس کے دیکھنے سے بات تم نے پہلے بھی کسی بھی کتاب نوس
موت بدل سے ایک جاوڑا بدن اس کی زبان اپنی لٹس ہے۔
"آہ۔ اتفاق سے تیرے ساتھ یہ لٹنگو ہو چکی ہے ارغمانہ خوش
ہو کر کہا۔
"ہاں لیکن اس سے قصور؟"
"میں تم سے یہ کہنا چاہتا ہوں کہ دل طور پر میں بھی اب نوس سے
فرت کرتا ہوں۔ مجھے اس کے ہر حرکت سے اشتیاق ہے لیکن میرے
باپ کی کوششیں تھیں کہ میں اس حد سے پرہیز کیا۔ میرا کیا قصور تھا؟
"عجیب ہے؟"
"لیکن آج شام کی باتوں نے میرے احساس کو جگایا ہے۔ سچ
ہی تو کہا ہے اس نے ایک جاوڑا دل انسان کو کس بیکردی سے غراب کر رہا ہے
کیا یہ مناسب ہے؟"
"قطعی نہیں۔"
"اسی لیے میں آج سے بالکل بدل گیا ہوں۔ میرے نظریات اس طرح
بدل گئے ہیں کہ کوئی سوچ بھی نہیں سکتا۔
"لیکن مجھے ہمتی اس بات سے اختلاف ہے میں نے کہا اور ارغمانہ
جو تک کہ مجھے دیکھنے لگا۔ اس کے چہرے پر عجیب سے تاثرات پیدا ہو گئے تھے۔
"کیا مطلب؟ اس نے پوچھا۔
"تم خود کو اور ارغمانہ کی بات میں جلدی اپنے ذہن کو بدل سکے ہو یا میری جرت
متاثر کوئی جذباتی فیصلہ ہے۔
"میں اتنا جذباتی نہیں ہوں۔
"تم نے کہا تھا کہ تیرے باپ کی کوششوں نے تم میں اس حد تک چھپ چھپا تھا
"ہاں۔"
"گو یا انیس اب نوس سے اختلاف نہیں ہے۔"

"یہ بات نہیں۔ بعد کے واقعات سے وہ بھی بہت نالائک ہیں۔ لیکن
اس کا انداز نہیں کرتے۔ دیکھتے اب نوس نے بڑے منظم شروع کر دیے ہیں؟
"ہوں۔ تو وہ تم سے ہنوا ہوں گے۔
"ہاں پورے طور پر۔ اگر انہیں اختلاف ہوتا تو وہ اس میں مداخلت کرتے
"اور اگر اس کوشش میں متاثرانہ ان مصائب کا شکار ہو گیا۔
"میرے افراد غماز بہت مقرر ہیں۔ ان میں سے کسی ایک کی زندگی ختم
ہو جائے تو دوسرے بے موت مر جائیں گے۔ چنانچہ اگر میری بہن اس طرح کا
اگلی تو میرے ماں باپ اور دوسرے بھی زندہ نہ رہ سکیں گے۔
"متاثرانہ فیصلہ اٹل ہے؟"
"ہاں۔"
"تب پھر تم سے لیے میرا ایک مشورہ ہے۔ میں نے گھبرایے ہیں کہ
اور ارغمانہ مجھے دیکھنے لگا۔
"میں محسوس کرتا ہوں میرے حسن کو تم نے ترک ہو۔ میں نے بھی ہر حال
دنیا دیکھی ہے میں تم سے مشورے چاہتا ہوں۔
"تم اب بھی کوشش سے باہر نہ جاؤ۔
"اوہ۔ لیکن کیا میں تمہارا اس کے خلاف چھ کر سکتا ہوں؟
"تم اب نوس کی حکومت تبدیل کرنا چاہتے ہو اس کے عرصے
سے معزولی ہی کرنا چاہتے ہو یا اور کوئی خیال بھی تمہارے ذہن میں ہے۔
"نہیں۔ میں بس یہی چاہتا ہوں۔
"تو یہ کام تم پر عہد پر عمل میں نہ کر سکتے ہو؟
"کس طرح؟"
"میں تم سے ساتھ ہوں گا۔ میں تم سے مشورے قبول کروں گا۔ وہاں جو
بہادری میں ہیں اور اب نوس کے خلاف سرگرم عمل ہیں لائق پہنچ نہیں گئے
جتنی تم۔ تم خود کو پریشان ہوں پرانے کے ہو۔
"لیکن کس طرح؟"
"اس طرح کہ اب نوس کی کمزوریاں تمہاری نگاہ کے سامنے نہیں آتی
تم عمل میں نہ کران باغیوں کی مدد کر سکتے ہو۔
"دیکھو؟"
"اس طرح کہ انیس اب نوس کی کاروائیوں سے مطلع کرتے ہو تو اپنے
ٹھکانے کے قریب سے جو کام انجام دہا اس میں اب نوس کو ان راستوں سے جھکاتے
رہو جو ان ملکوں پر چل کر وہ باغیوں کی سرکوبی کرنے کا خواہش مند ہے۔
"اوہ۔ اوہ۔ لیکن باغیوں سے رابطہ میرا مطلب ہے کہ ان سے رابطہ
کس طرح قائم ہوگا۔ میں اس سلسلے میں انہیں مشورے دے رہا ہوں کہ سکتا ہو؟
ارغمانہ سوال کیا۔
"اس کے لیے بھی کوشش کر لی جائے گی اور یہی بات ہے اگر میں
اندہم مل کر یہ کوشش کریں تو بہر صورت یہ کام اتنا زیادہ مشکل نہ ہوگا۔
میں نوس کے جھگڑا کر اس کام میں آسانی کس طرح ہوگی۔ تم یقین کرو

میرے دوست میرے عزیز ہوں کہ میں ان کی تلاش میں کافی وقت ضائع
کر چکا ہوں۔ بددور کی بات ہے کہ اس وقت میرے نظریات دوسرے سے اور اب
دوسرے۔
"کوئی بھی مشکل کام نہیں ہوتا ارغمانہ۔ میں اس کے لیے مخلصانہ کوشش
کی جائے گی۔ تمہارے نظریات بدلے ہوئے ہیں اور یہ نظریات کسی دوسرے طبقے کے عمل
میں بہر صورت میں وعدہ کرتا ہوں کہ اس کے لیے تم سے مجھ کو کوشش و تعاون
کروں گا لیکن اس کے لیے تمہیں ایک حکم کرنا پڑے گا۔
"کیا؟" ارغمانہ نے پوچھا۔
"تم مجھے بھی مل ہی ہو کوئی جگہ دلا دو۔
"کیا مطلب؟"
"ہاں میں وہاں اب نوس کا نام خاص بننے کا خواہش مند ہوں
میں نے سیکھتے ہوئے کہا اور ارغمانہ حیرت زدہ انداز میں مجھے دیکھنے لگا پھر اس
نے ایک گہری سانس لے کر کہا۔
"روحیت تم میری سمجھ میں نہیں آتی۔
"کیوں؟"
"میں میں محسوس کرتا ہوں کہ میں آج تک تم سے سمجھنے میں ناکام رہا
ہوں۔
"بہر حال ان باتوں کو چھوڑ دو۔ تم مجھے سمجھ کر رو گے بھی کیا لیکن اگر تمہیں
میری ہمت پر شک ہے تو میں کچھ نہیں کہہ سکتا اور اگر ایسا نہیں ہے تو تم کو
کہہ دو کہ میں اس سے متاثر اور دست متاثر خواہ ثابت ہوں گا تمہیں میری
ذات سے کوئی الجھن نہ ہوگی۔
"مجھے یقین ہے میرے دوست مجھے تم پر بھروسہ ہے۔ لہذا میں تم سے
لیے ہر وہ کام کروں گا جو تمہاری خواہش ہوگی۔
"کیا عمل میں تم میرے لیے جگہ نکال سکتے ہو؟"
"ہاں کیوں نہیں؟"
"کیا یہ مشکل تو نہ ہوگا؟ میں نے سوال کیا۔
"نہیں لہذا میں خود بھی اس تم کے اختیارات دکھتا ہوں میں تمہیں
اب نوس کے خصوصی محافظوں میں جگہ دلا سکتا ہوں اور اس بات پر کہ
انہیں نہ ہوگا۔ کیونکہ..... تقریروں کا حکم مجھے ہے پھر وہ ہے۔
میں سے عہدہ ہاتھ اور کیا ہو سکتی ہے ارغمانہ میرا جہاں تک عمل ہے
تم مجھے اب نوس کے خصوصی محافظوں میں جگہ دلا دو۔
"عجیب ہے تم میرے ساتھ چلنا۔ ارغمانہ نے کہا۔ اور میں نے گڑبڑ
دلائی۔
"اس کے بعد آرام کا وقت آ گیا۔ دن اور رات کا کوئی مسئلہ ہی نہیں تھا
چون کہ جب تک محسوس ہوتا کہ آرام کرنا یا نوس کے اوقات جب بھی
میںا ہوتے تھے آرام کے لمحات تصور کر لیا جاتا۔ سو میں بھی ارغمانہ سے اجازت
لے کر اٹھ گیا۔

ارغمانہ خود بھی کام کرنے کے لیے اٹھ گیا اور میں اپنی آرام گاہ میں بیٹھ گیا
میرے ذہن میں بڑی خوشگوار کیفیت تھی میں جو کچھ چاہ رہا تھا
وہ بے حد آسانی سے ہو گیا تھا۔
"کافی دیر تک میں سو رہا ہوں اس کے بعد ذہنی کوشش میں پہنچ
گیا۔ مجھے اب ابھی کھلی تھی۔ اس کے بعد بھی میرے سامنے کوئی نہ چاہا
اور میں نوس کے بارے میں سوچتا رہا۔ اگر وہ یہ بات سنتا تو مجھے کتنا خوش
ہوتا۔ اب مجھے اس وقت کا انتظار تھا جب میں عمل میں پہنچ جاتا۔ وقت
گزر رہا تھا میں بھلا کر کہاں لگتی ہے میرے دوست ارغمانہ نے مجھے بتا دینے
کہ کہا اور میں شاہی محل میں جانے کے لیے تیار ہو گیا۔
"تم کوشش کا شاہی محل میرے لیے اجنبی تھا۔ یہ اس کو پہلے کا بنایا ہوا تھا
جیکر اس سے پہلے یہی محل شہر کا تھا تو میں اس شاہی محل میں رہ چکا تھا
جو اپنی شکل کا ذاتی محل تھا لیکن اب اس کو پہلے کے دار الحکومت بدل دیا
تھا۔ اور یہی فی کی بات ہے کہ یہ پہلا ہوا دار الحکومت بدلے ہوئے وقت
یا رخصت ہوئے وقت کے ساتھ بہت ہی خوب صورت تھا۔ میں نے کوشش کے
اس شاہی محل کو بہت ہی اچھی طرح دیکھا اور میں اس سے متاثر بھی ہوا تھا۔
شاہی محل تک پہنچو ٹھون پر سوار ہو کر گئے اور پھر وہ شاہی محل میں
داخل ہو گئے تب میں نے ارغمانہ کی حیثیت اور اس کے اختیارات دیکھنے
واقعی بہت کچھ دیکھا۔
شاہی محل کا تقریباً سارا نظام ارغمانہ کے ہاتھ میں تھا۔ ہر جگہ اس کے
آزادی تینا تھے۔ وہ میرے سب اس کا احترام کر رہے تھے پھر وہ مجھے
کہ ایک بڑے کمرے میں پہنچ گیا۔
یہ کمرہ دیکھنے میں کسی دوسرے شاہی محل سے مختلف تھا اور شاہی محل ہی کا
کہ تھا پھر میں نے ارغمانہ کو ایک تخت پر بیٹھنے سے دیکھا اور میں نے محسوس
کر لیا کہ یہ ارغمانہ کا ہی دفتر ہے۔ یہاں ارغمانہ کے کچھ لوگوں کو طلب کیا اس
نے مجھے درخواست کی تھی کہ میں خود کو خادم ہی سمجھوں تاکہ دوسرے لوگ
میری طرحی ہوئی حیثیت پر کوئی تفریق نہ کر سکیں۔ سو میں نے ایسا ہی کیا۔
پھر اس نے کچھ لوگوں سے کہا۔ یہ شخص اب نوس کے خصوصی محافظوں
میں سے ایک ہے۔ نہایت قابل اعتماد اور قابل بھروسہ شخص اور اب نوس
کے کمرے خاص پر رہ رہے گا۔
لوگوں کو بھلا میری حیثیت پر کیا شک و شبہ ہو سکتا تھا کہ نہایت
ارغمانہ کی تھی لوگوں نے غلوں دل سے میری اس حیثیت کو تسلیم کر لیا۔ اور
انوں نے مجھے مقامی محافظوں کا ایک لباس دیا ہے جس کے میں نے ہتھیار
ہاتھ میں لیا اور اب نوس کے کمرے خاص پر جانے کے لیے تیار ہو گیا۔
اور پھر میری شکل و صورت نے شک بدلی ہوئی تھی لیکن مجھ
میں جو شخصیت تھی ہوئی تھی وہ اس لباس میں بھی عیاں تھی اور میں نے دیکھا
ہو رہا اس کا استعمال بھی کر رہا تھا۔ پھر آرام کا وقت ہو گیا اور میں نے دیکھا
کہ تدار کو رہا جو پہلے سے کہیں زیادہ تدار ہو گیا تھا۔ محافظوں کی فوج میں

گھر ہوا مکہ خاص کی طرف جا رہا تھا۔ واقعی اس میں یکشت ہشتہ کا مکمل قند تھا۔
ایک نوس کی شخصیت اور اس کی جسامت پہلے سے کافی زیادہ
بڑھ گئی تھی۔ پڑھتا رانداز میں چلتا ہوا وہ اپنی خواب گاہ میں داخل ہو گیا۔
اس کے محافظ کی حیثیت سے اس کی خواب گاہ کے دروازے کے باہر
کھڑا ہوا تھا باقی محافظ اسے اپنی جاگرتہ کے لئے لہجہ نشتر ہو گئے تھے تب میں
نے ایک اور شخصیت کو دیکھا اور اسے دیکھ کر مجھے عجیب سا احساس ہوا۔
یہ اپنی شش تھا بڑھ چلائی شش جو اب بھی اچھا خاصہ جوان تھا گڈنے
ہوئے وقت سے اس پر کوئی خاص اثر نہیں کیا تھا حالانکہ اسے اپنے حکومت
چھوٹے ہوئے بھی ایک میل عرصہ گزر چکا تھا لیکن بہر صورت تحت الثری
میں تو عمر کی تعیین ایک بے حد عجیب چیز تھا۔

وہ اندر داخل ہو گیا۔ اندر میں نے اپنی خصوصی توجہ اندر کی طرف
منتقل کر دی۔

میں کھلے دروازے کے نزدیک ہو گیا، میری مکمل توجہ اندر سے نکلتی
گفتگو کی جانب تھی۔ دروازہ بھی اندر سے بند نہیں کیا گیا تھا کھلے ہوا تھا
اور اس پر بہت ہی قیمتی پردے لہرائے تھے۔ تب مجھے اپنی شش کی آواز
سنائی دی۔

شبشاہد ایک نوس کی گری سوچ میں ڈوبا ہوا تھا شاید اور بہت
میں میں نے خون خوں کی آواز سنائی، ایک نوس کے منہ سے اور کوئی الفاظ
نہیں نکلتا تھا۔

لیکن اپنی شش نے ہستے ہوئے کہا "ٹھیک ہے ٹھیک ہے میں
جانتا ہوں کہ شہزادہ کے ذہن میں بہت سے تردد ہیں لیکن کسی بھی تردد
کی ضرورت نہیں ہے کیونکہ کوشش کی جا رہی ہے اور برابر جاری رہی ہیں
ارغوازی اپنی تلاش میں ناکام ہو کر واپس آ گیا ہے اور اس سے میں میں اس
سے بات کروں گا کہ اس کا اگلا قدم کیا ہو گا۔"

جواب میں پھر خون خوں کی آواز سنائی دی اور مجھے تعجب ہونے لگا
اس کا قصہ تھا کہ کہ اپنی شش اس جنگلی گویہ کی زبان بہت اچھی
طرح سمجھتا تھا۔ تب اپنی شش پھر بولا۔

بے شک نہ ہی تردد دور کرنے کے لیے عورت سے بہتر کوئی چیز
نہیں ہے۔ میں چلتا ہوں۔"

"خون خوں" گویہ کی آواز پھر سنائی دی اور میں اپنی شش کے الفاظ
منہ کی کوشش کرنے لگا۔

"دیکھا۔ اچھا۔ میں سمجھتا ہوں۔ اب میں جانتا ہوں تم آرام کو دیکھ
وہ کمرے سے باہر نکل آیا۔

میں دروازے سے فوراً ہٹ گیا تھا۔ اور ایک کونے میں اس انداز
میں جا کر براہِ احتیاطی میں نے کوئی بات نہ کی تھی نہ ہو۔ اور نہ ہی کوئی توجہ
دی ہو۔ ہر حال یہ میری چالاکی تھی اور کچھ نہیں۔

اپنی شش مجھ پر کوجہ دیتے بغیر ایک جانب چلا گیا اور میں اپنی شش

کے باہر سے میں خود کرنے لگا۔
درحقیقت یہ شخص بے حد چالاک تھا، اس نے سارا زبردست ہتھیار
ہوا تھا۔ اور پہلے جال میں اس کو پھنسا کر کبھی ہتھیار ہوا تھا کافی دیر تک خاموشی
چھائی رہی۔ اس کے بعد میں نے ایک اور منظر دیکھا۔
یہ بہت ہی حسین اور کیا نہیں، اچھے لباسوں میں مزین وہ ایک نوس
کی خواب گاہ کی جانب آ رہی تھی۔ اور پھر وہ اندر داخل ہو گئیں ان کے نفرتی
وقت کے میں گونج رہے تھے۔ شاید وہ ایک نوس کو شراب پلا رہی تھی۔
اور پھر ایک نوس کی خوشنود غرائش سنائی دینے لگیں۔ وہ شاید کسی پروردگار
تھا۔

ہر حال بات میری سمجھ میں نہیں آئی۔ ایک نوس کی غراہوں میں
ان لڑکیوں کی چھین اور لڑکیوں میں بھی شامل تھیں۔ بڑے ہی جگمگ شہر تھا راتوں
کی غرائشیں اور لڑکیوں کی چھین ایک عجیب سا ہنگامہ پیدا کر رہی تھیں پھر
وہ سب بڑی حرج چینی ہوئی باہر نکل گئیں۔

ان کے ایکسچے ہوئے تھے اور جوں پر دیکھ کر مجھ کو نظر نہ آ رہا تھا۔
شاید ایک نوس نے ان میں سے کسی کو ایک نوس کی طرح جھانپ کر دیکھا ہو۔
انہیں انہیں کا شکار بنایا گیا تھا۔ اور میں حیران تھا ایک وقت میں پانچ چھ
خادماؤں کے ساتھ عجیب و غریب سلوک۔

میں نے ان لڑکیوں کے چروں کی جانب دیکھا ان کے چہرے
نرم ہوئے تھے۔ چند ساعت کے بعد ایک نوس بھی نمودار ہوا۔ اس نے
اور پھر دیکھا اور پھر اس نے دونوں ہاتھ چمکا کر کسی کو اپنے قریب آنے کا
اشارہ کیا۔ اس سے بہتر موقع اور کیا ہو سکتا تھا پھر میں تیزی سے اس کے
نزدیک پہنچ گیا۔ میرے ساتھ تین محافظ اور آگے بڑھ گئے تھے۔

ایک نوس آگے کی جانب چل پڑا۔ میں اس کے بالکل پیچھے تھا اور
میرے پیچھے تین محافظ آگے۔ ایک نوس نے ایک مرتبہ سر ہل کر میری
جانب دیکھا اور پھر گردن ہلاتا ہوا آگے بڑھ گیا۔

اب وہ محل کی ایک خوبصورت رات راہی سے گزرتا ہوا ایک طرف
جا رہا تھا۔ اور ہم چاروں خادم اس کے ساتھ تھے۔

ایک بار پھر اس نے پیٹ کر ہم لوگوں کو دیکھا اور مجھے نے کہا
اشارہ کرتے ہوئے ان تین خادموں کو جانے کو کہا۔ چنانچہ میں اس کے
ساتھ ساتھ چلتا رہا۔ تھوڑی دیر کے بعد ایک نوس ایک کمرے کے قریب
پہنچ کر ایک کمرے میں داخل ہو کر کھڑے ہوئے تھے۔ ان پہرے داروں
تعب نوس کو دیکھا اور پھر اسے گرا دیئے اور دروازہ کھول دیا اس نے مجھے
گردن سے اندر آنے کا اشارہ کیا اور میں اس کے پیچھے مجھے کمرے کے اندر داخل
ہو گیا یہ وہاں بڑے اعلیٰ قسم کے آرامی ظروف موجود تھے چاروں طرف زمین
پارے لہرائے تھے۔ ایک بہت ہی خوبصورت مسہری بھی ہوئی تھی۔ اور
اس خوبصورت مسہری پر جو کوئی نہ ہو تھا اسے دیکھ کر میری آنکھیں شربت
حیرت سے کھل کی کھلی رہ گئیں۔

یہ پرسی فون تھی۔ یہی کی ہو یا اور اس وحشی درندہ سیب نوس کی
میں لیکن پرفیو جینز و جینز پرسی فون جو آج بھی کسی طرح جوان تھی
اور اس میں کوئی تعجب کی بات نہیں تھی کیونکہ جس طرح ان لوگوں کی
حرفوں کا تناسب تھا ان کے خدوخال اسی مناسبت سے تبدیل ہوتے
تھے۔ ان کے انداز میں اس طرح تغیر پیدا ہوتا تھا اور پرسی فون خدوخال کی
کے لحاظ سے اچھی نوجوان تھی۔ یہ دوسری بات ہے کہ اس کا بیٹا جوان ہو گیا
تھا۔ پرسی فون نے اسے دیکھا اور اس کے انداز میں ایک وحشت پیدا ہوئی
میں اس وحشت کو کچھ نہ سکا تھا۔

اس کے چہرے پر زندگی کھنکھاتی تھی۔ اس نے اس انداز میں اصرار
اور دیکھا جسے وہ خود کو وحشت زندہ قیدی محسوس کر رہی تھی۔ پھر وہ اندر
مسہری پر پہنچ گئی اور نفرت سے بولی۔ تو پھر اگلا ایک نوس غلام گئے
درندہ سے اس نے وحشت زندہ ہے میں کہا اور ایک نوس اپنے سینے پر
ہاتھ پھرنے لگا۔

"میں تجھ پر لعنت بھیجتی ہوں۔ مجھے اس وقت کا انوس ہے
جب تو نے گندے کپڑے میرے بدن کے جن لیا تھا۔ جواب میں ایک نوس
نے کچھ نہ کہا۔ اس نے انسانوں کی طرح ایک سندھ گھسیٹ اور اس پر پیٹھ مارا
میں اس کے پیچھے کھڑا ہو گیا۔

موجود بھی دیکھ رہا ہے وحشی غلام۔ درندہ کے کیا تجھ سے نہیں ہو سکتا
کہ تو اسے نکال کر باہر کر دے۔ اس نے میری جانب دیکھا اور میں نے گردن
جھکا دی۔

"ہاں میں جانتی ہوں تو کہتا ہے تو صرف ایک غلام ہے۔ میری
اپنی کیا حیثیت ہے۔ اگر تو مجھے اس شخص سے نہات دلا دے۔ تو میں میں
میں وعدہ کرتی ہوں کہ تجھے وہ حیثیت دوں گی جس کا تصور بھی نہیں
کر سکتا۔ اپنا یہ جو بھلا ہوا اس کے سینے میں آکر دے۔ آتا رہے۔ میں
کسی ہوں آکر دے۔ تو تو اسے قتل کر دے۔ میں کسی ہوں اسے قتل کر دے۔

پرسی فون ویشا ز انداز میں کمر رہی تھی۔
اور ایک بار ایک نوس نے گردن گھما کر میری طرف دیکھا، اس
کی سرخ سرخ آنکھوں میں خوفناک چمک تھی۔ میں نے اسے اداکاری
کرتے ہوئے کی قدم پیچھے ہٹ گیا۔ اور ایک نوس مطمئن ہو گیا۔

پرسی فون خود کو زندہ ہوں سے کبھی مجھے دیکھ رہی تھی اور کبھی
"تو تو اس نوس ارادے سے ایک ہے۔ دیکھ میری تیری ماں ہوں رہتے
بہت بڑی حیثیت رکھتے ہیں تو نے میرے پیٹ سے جنم لیا ہے۔"

جواب میں ایک نوس نے قریب دیکھا ہو گا گلدار زمین پر دے
مارا گویا وہ پرسی فون کی اس بات سے نفرت کا اظہار کر رہا تھا پھر ایک نوس
نے میری جانب دیکھا اور پھر اسے اشارہ کرتے ہوئے مجھے دھڑانہ بند کرنے
کو کہا۔ میں نے دروازہ بند کر دیا اور خود وہیں رہا۔
دروازے سے باہر جانے کی کوشش میں نے خود نہیں کی تھی۔ میں

دیکھنا چاہتا تھا کہ پرسی فون اتنی خوف زندہ کیوں ہے اور یہ کیا قصہ ہے پرسی فون
... اس عذاب میں گرفتار ہے۔ چنانچہ میں وہیں کھڑا رہا۔ ایک نوس نے
ایک بار میری جانب دیکھا اور پھر اس طرح گردن گھمائی جیسے میری موجودگی
کی پرواہ نہ ہو۔ تب اس نے ایک جانب اشارہ کیا۔ میں نے اس طرف دیکھا
وہاں شراب کے برتن رکھے ہوئے تھے۔ پرسی فون خوف زندہ ہو نثر پر زبان
بیرتی رہی۔ پھر اس نے کچھ لہجے میں کہا۔

"نہیں نہیں میں تجھے شراب نہیں پلاؤں گی میں تیری ماں ہوں
تو میرے رشتے کو بھول گیا ہے لیکن میں۔ نہیں نہیں اور ایک نوس کھڑا
ہو گیا وہ خود کو انداز میں آگے بڑھ رہا تھا اور پھر اس نے اپنے دھڑکتے
میں پرسی فون کے پاس کو کھڑا دیا اور پرسی فون اٹھ کھڑی ہوئی۔ اس کا
تقریباً سا لایا اس نے لایا تھا۔

"خوبیلا کہتے کہتے۔" اس نے رونے لہجے میں کہا لیکن ایک نوس
نے اسے زبردستی دھکا دیا اور وہ دوڑ جا کر گئی۔ تب وہ مجھ کو اپنی جگہ سے
کراہتی ہوئی اٹھی اس کی آنکھوں سے آنسو بہ رہے تھے لیکن آخر کار شراب
کا سامان اسے کراہی پڑا۔

وہ کراہتی ہوئی شراب کا سامان لے آئی۔ ایک نوس اس کمرے پر
بیٹھ گیا تھا۔ تب پرسی فون نے شراب پیلے میں اندر بیٹھا اور اس کے سامنے
بڑھادی۔ ایک نوس نے شراب چلنے میں اندر نشتر روح کو دی مجھے شراب
حیرت ہو رہی تھی۔ پرسی فون اب بھی دوسری تھی۔ آہ غلام نوزال۔ آہ،
گوئے ہوئے وقت تو نے میرے ساتھ بڑا شدید دھوکا کیا ہے۔ میں اس شخص
کی بددعا میں اپنے ساتھ رکھتی ہوں جس کے ساتھ میں نے بے وفائی کی تھی اور

بلاشبہ وہ اس قابل نہ تھا کہ اس سے بے وفائی کی جاتی۔ آہ میرے مجھو بہ
میرے بھی۔ میں نے تیرے ساتھ بہت بڑا سلوک کیا اور اس کے نتیجے میں مجھے
یہ منزل مل رہی ہے۔ کاش، کاش میں اس جنگلی بھولے کو جہنم دیتی لیکن مجھے
کیا معلوم تھا کہ یہ زندہ درندہ ہی نہ ہے گا۔ اور میرے ساتھ یہ سب کچھ ہو گا
آہ ایسی کس کاش کاش تو کبھی میرے پاس میں بھی سوچتا۔ آہ یہ سب کچھ
تیرے تھاؤں سے ہوا۔ آہ میرے باپ میرے خوش باپ شہزاد پرسی فون رفتی ہی
اور ایک نوس اس کے آنسوؤں کے کیوں کے لئے لہرا رہا شراب نوشی میں گرفتار
وفات اس نے اپنے ہاتھ سے باز پھینک دیا۔ اور میری آنکھوں سے

نگاہی گولت اس انداز میں بنایا پسند نہیں تھا۔ اور پھر میرے ہو گیا۔ اس
گوریلے کے منہ میں زبان نہیں تھی لیکن اس کے اشارے سے وہ فیصدی انسانی تھے
اور ان میں کوئی بھی سمجھ سکتا تھا۔

شراب پی کر اس نے پھر پرسی فون کی طرف دیکھا اور کھڑا ہو گیا۔ آہ
میں اتنا ہوں ایک نوس۔ میں تیری ماں ہوں تو نے۔ تو نے میرے ملین
سے جزیلہ ہے لیکن تو ان باتوں کو کیا مجھے گا تو انسان کہاں ہے؟
گوریلہ آگے بڑھا اور اس نے پرسی فون کے شانے پر ہاتھ رکھ دیا۔
میں ہرگز نہیں۔ وہی وحشت خیر سلوک میرے ساتھ جو تو آ۔

ملک کرنا ہے اس نے کہا اور گویا غرنے لگا۔ اور پھر اس نے پرسی فون کو پکڑ لیا۔ وہ اسے بڑی ہر فوج رہا تھا۔ اور پھر چند ساعت کے بعد اس نے پرسی فون کا تھیرا لیس چند ہی چند ہی کر لیا۔

میری لگے ہوں میں بس ایک عجیب سا احساس جاگ اٹھا تھا گلاب میں بسکی نہیں تھا لیکن پروفیسر اس بات کو میں کس طرح نکالنا نہ سکتا تھا کہ صدیوں کی زندگی میں پہلی بار کسی شکست خوردگی کا احساس میرے ذہن میں ابھرا تھا۔ اور ان چند گونگوں سے انتقام کا خواہش مند تھا۔

گواس سے قبل پرسی فون میرے ذہن میں نہیں ہی لیکن اب مجھے جڑا نہیں لگا رہا تھا۔ وہ بھی تو بے وقافتی۔ اس نے بھی تو اپنے شوہر سے فدا کی تھی اور یہی اسی فدا کی تھی کہ اس سے بڑی سزا اور کیا ہو سکتی تھی کہ اس کا بیٹا اس کا دشمن بن جائے گا تو گویا اس سے رجعت کیوں ہو گی؟

پھر ان غراشوں میں امان نہ ہو گیا۔ لیکن ان ہی غراشوں سے غوریں رہا تھا اور پرسی فون کی کرناک چھین لینے کا ہر ملک جاری ہی ہوں گی۔ لیکن دواؤں سے پر دستک نہ ہوئی کسی نے اس کی کرناک چھینوں پر توجہ نہیں دی اور گویا غرازا رہا۔ اسے چھوڑنا نہ پرسی فون محنت مصیبت زدہ تھی۔ اور پھر اس کی آواز دوبارہ جلی گئی۔

میں نے سوچا کہ شاید وہ مر گئی۔ گویا اس کے ساتھ جو چیزیں سلوک کیا تھا اس کے تحت اس کی زندگی منقطع ہی تھی۔ لیکن اب میری مجال نہیں ہو سکتی تھی کہ میں اس کے قریب جا کر دیکھتا۔ میں اپنی جگہ کھڑا رہا۔

گویا ایک بار پھر شراب کے بوتلوں کے نزدیک آیا اور اس نے شراب کا ایک جگہ اٹھا کر اس کی ساری شراب حلق میں اندر لے لی شراب اس کے سینے پر بہ رہی تھی۔ اور بڑا ہی خوفناک اور وحشت انگیز لگ رہا تھا وہ۔

پھر وہ بیرونی دواؤں کے طرف بڑھا اور میں نے جلدی سے دواؤں کو لے لیا۔ گویا اس نے میری طرف توجہ نہیں دی تھی۔ وہ سیدھا نکلا گیا۔ اور ایک بار پھر وہ اپنی خواب گاہ میں پہنچ گیا تھا۔ گویا اب وہ اڑکھ رہا تھا۔ میں نے باہر سے دواؤں بند کر لیا اور دوسرے مفاصلوں کے ساتھ کھڑکھڑایا۔

کہاں گیا تھا وہ؟ ایک محافظ نے پوچھا۔ یہ بتانا کیا ضروری ہے؟ میں نے کہا۔

مکانے خیال میں نہیں معلوم نہیں ہے۔ اس نے مسکرا کر کہا۔ پھر مجھے یہ کیوں پوچھ رہے ہو؟ میں نے بھی مسکرا کر کہا۔

”شہنشاہ؟“ سپاہی نے سن کر کہا۔ ”ہاں ہے تو وہ شہنشاہ ہی“

”کیوں تمہیں اختلاف ہے؟“

”یاد رکھو تمہارے داسی میں نے ہو تو محل کے معاملات میں بھی مگر وہ ہی ہو گیا؟“

”ہاں، میں باہر کی فوجوں میں تھا۔ محل کے معاملات سے ناواقف ہوں۔ میں نے معصومیت سے کہا۔“

”اگر یہ بات ہے گلاب تو تیار نہ ہو گیا؟“

”ہاں۔ اور حیرت انگیز تھا۔“

”میں تو جانتا تھا ہی دیکھتے رہے۔ شہنشاہ ہی اس نے جو حال پھیلایا ہے اس کا کوئی جواب نہیں ہے۔“

”کیا مطلب؟“

”تم کیا سمجھتے ہو گویا گویا کوئی ذی ہوش جان ہے؟“

لیکن حکومت اپنی اس کر رہا ہے گویا ایک طاقتور جانور ہے چنانچہ اسے دینے والے کا کوئی وجود نہیں ہے اور وہی اس کی حکومت محفوظ ہے سپاہی نے کہا۔

”اگر وہ بڑی انوکھی بات ہے؟“

”ہاں لیکن صرف باہر کے لوگوں کے لیے۔“

”میں تو سوچتا بھی نہ سکتا تھا۔“

”لیکن میرے دوست ابھی میں ایک انوکھا واقعہ دیکھا ہے۔“

”کیا۔؟“ میں نے پوچھی ہے۔ کہا۔ پرسی فون کو اس کی ماں نے! ”ہاں لیکن ایک وحشی جانور کے لیے دے کر کیا اہمیت دے سکتے ہیں اگر وہ کوئی انسان ہوتا تو اس سے یہ حرکت سرزد نہ ہوتی؟“

”تم تو جانتے ہو؟“

”ہاں عام لوگ نہیں جانتے۔ میں تک کہ ہمارا آقا غراز بھی شاید اس بات سے ناواقف ہے لیکن کون اپنی زندگی کا خطرہ مول لے؟“

”اپنی اس کو بھی یہ بات نہیں معلوم ہو گی؟“

سی بائیں کرنا ہیں۔ میری فطرت میں ایک نایاں کمزوری ہے اور غرازانے کا ”کیسی کمزوری؟“

”اس سے قبل میں ایب نوس کا وفادار تھا اور اس کی برتری کے بارے میں سوچتا تھا۔ ذہن کی بات جو کچھ بھی تھی لیکن اس میں تردد نہیں تھا۔ اب صورت حال دوسری ہے۔ اب میں اس کا مخالف ہوں۔“

”یہ جذباتی برا تو نہیں ہوتا غراز؟“

”ہاں لیکن میں ابھی تاریکیوں میں ہوں۔“

”کیوں؟“

”میرے ذہن میں کوئی واضح لائحہ عمل نہیں ہے۔“

”ان لوگوں کے خلاف کچھ کرنے کے لیے؟“

”ہاں۔“

”پھر تم کیا چاہتے ہو؟“

”جلد یا جلد یا حقوں سے ملنا چاہتا ہوں۔“

”ان سے مل کر کیا کرو گے؟“

”ان کی جلد جس سے دھاروں گا۔“

”کیا تم انہیں کوئی بڑا فائدہ پہنچا سکتے ہو؟“

”کیا مطلب؟“

”ان کی تعداد بڑے شمار ہے اس لیے کسی ایک آدمی کے ان میں شامل ہونے سے کوئی فرق نہیں پڑے گا۔ ان کو کوئی عمدہ منصوبہ ان کی کچھ بنایا جائے تو ان کی مدد ہو سکتی ہے۔“

”عمدہ منصوبہ کیا ہو؟“

”وہ میں بتا سکتا ہوں۔“

”تو بتاؤ میرے دوست!۔“

”میں نوس کے خلاف بغاوت کا اعلان معمولی ہو گا؟“

”ہرگز نہیں کیونکہ ایب نوس کے بے شمار ہتھیار ہیں اور پھر فوجیں تو وہی کریں گی جس کا حکم انہیں ایب نوس دے گا۔“

”تو ان فوجوں سے جنگ کے لیے باغیوں کو کس چیز کی ضرورت ہو گی؟“

”کیا مطلب؟ اور غرازانے تعجب سے پوچھا۔“

”میں تمہیں بتاتا ہوں۔ اس کے لیے اتنی ہی اسلحہ درکار ہو گا۔“

”اوہ لہذا؟“

”اور مجھے یقین ہے کہ اسلحہ باغیوں کی سب سے اہم ضرورت ہے۔“

”میرے شک!۔“

”چنانچہ اگر تم ان کی مدد کر کے ہو تو مجھے ایک سوال کا جواب دو۔“

”کیا تمہاری پہنچ شاہی افواہوں کے اسلحہ خانے تک ہو سکتی ہے؟“

”ہاں گواس کی سربراہی کسی اور کے پر ہوئے لیکن میں اسے“

23

... ایک پہنچ سکتا ہوں۔

اور اس لئے کہ ایک علم نشان ذخیرہ بھی حاصل کر سکتے ہو۔
یہ تیرا وہ انسان نہیں ہوگا لیکن کوشش کی جا سکتی ہے۔ اور میں
متاثر اس مطلب پر ہوں لیکن پھر ایک سوال آجاتا ہے؟

کیا؟
ہم اس طرح باغیوں تک کے پہنچائیں گے جبکہ ہمیں ان کے ٹھکانے
کا کوئی علم نہیں ہے؟

میں اس سلسلہ میں بھی متاثری مدد کروں گا۔
لیکن کس طرح؟

میرے اوپر بھروسہ رکھو دوست۔ جبکہ تم اس بات کو تسلیم کر چکے
ہو کہ میں بہت سی انوکھی صلاحیتوں کا مالک ہوں یا میں نے کہا اور غلط
کسی گہری سوچ میں ڈوب گیا پھر اس نے گہری سانس لے کر کہا۔
"ٹھیک ہے لیکن تم بھی مجھے بے حد پرہیزگاری معلوم ہوتے
ہو رہا ہوں؟"

میں ہنسنے لگا۔
"اور اب تو میرے ذہن میں ایک اور شہر جاگ اٹھا ہے۔
"وہ بھی بتا دو۔"

"کیسے باغیوں سے متاثر کوئی تعلق تو نہیں ہے؟"
"ہے۔ میں نے جواب دیا۔
"اور۔ تو کیا تم ان کے ٹھکانے سے واقف ہو؟"

"اب تم بچوں کی طرح سوالات کرنے لگے ارغزانہ فی الوقت ان
باتوں کو جاننے دو۔ میرے ہائے میں یہ تو سوچو کہ کیا تم سے ملاقات سے قبل
میں ان مہمات میں دخل تھا؟

میرا خیال ہے نہیں۔
پھر تم خود فیصلہ کر سکتے ہو۔ اب میری رائے ہے اس ہائے میں
میرے جو پہلے اس کا فیصلہ کرو کہ اس طرح کے..... غلط فہم کسی طرح
حاصل کیے جاسکتے ہیں؟

"ہوں؟ ارغزانہ نے کہا۔ اور دیر تک یہ سوچتا رہا۔ پھر اس نے
گردن ہلاتے ہوئے کہا۔ "اس سلسلہ میں بھی کوئی جوڑ بڑھتا ہوگا اور
میں خاموش ہو گیا۔ میرا ذہن بہت سے خیالات کی آماجگاہ بنا ہوا تھا۔
پھر میں نے چانک سوال کیا۔

"اس طرح کے معاملہ کا کیا نام ہے؟"
"ایطاس" اس نے جواب دیا۔
"کس قماش کا انسان ہے؟"

"جیسا جس صورت خورہ جیسا کہ یہاں کے دوسرے لوگ ہیں
بہت سے لوگ تو بے نوس سے صرف اس لیے خوش ہیں کہ اس کے
دور بہ دور میں عورت کی عزت و حرمت بے معنی ہو کر رہ گئی ہے اور

کوئی بھی شخص کسی بھی صورت پر ہاتھ ڈال سکتا ہے اس کی کسی نگرانی
شکوہی نہیں ہوتی۔
"وہ معاملہ بھی عورتوں سے متاثر ہوتا ہے؟"

"ہاں۔"
"ایسے کتنے لوگ تمہارے ساتھ ہیں ارغزانہ جو خفیہ طور پر صرف تمہاری
قاتل کے لیے کام کریں اور یہ نہ سوچیں کہ تم کیا کر رہے ہو؟"

"یہ ایسے لوگ؟" ارغزانہ نے کہا۔ اور کسی سوچ میں ڈوب گیا پھر
بولتا "کم از کم میں انہی کے لیے ضرور مل جائیں گے۔"
"کافی ہیں اچھا ایک بات اور بتاؤ۔"

"ضرور۔"
"کیا تم اس بغاوت کی کامیابی کے لیے اپنی بہن کو داؤ پر لگا
سکتے ہو۔ میرا مطلب ہے اس کے لیے کوئی خطہ مقرر کر سکتے ہو؟"

"کیا خطہ؟"
"میری مراد ہے کہ وہ ایطاس کو اپنے حال میں جھانسنے اور
ہائے آدمی اسلحہ خانہ خالی کر دیں؟ میں نے کہا اور ارغزانہ کسی سوچ
میں ڈوب گیا۔ پھر اس نے گردن ہلاتے ہوئے کہا۔

"گو یہ خطرناک کام ہے لیکن اگر شانہ سے اس کے لیے کیا جائے
تو وہ فوراً تیار ہو جائے گی وہ اس سلسلہ میں اتنی ہی پرجوش ہے۔"
"میرا خیال ہے کہ تمہیں اس کے لیے خطرات سے کھینکا ہی پڑتا ہے ارغزانہ؟"

اب یہ اس کی چالاک ہو گئی کہ وہ خود کو ایطاس کی ہوس سے بچانے کے لیے
اپنی شراب پلانے کو ایطاس حواس میں نہ رہے اور اس کے لیے ایک اور
ترکیب بھی ہے۔

"وہ کیا؟"
"تم خود شانہ کو ایطاس سے روشناس کرو تاکہ ایطاس فوراً بہتوں
نہ ہو۔"

ارغزانہ نے میری باتوں پر خوب غور کیا پھر بولا "ٹھیک ہے ذہن
کرو کہ اس طرح اسلحہ حاصل کرنے میں کامیاب ہو جائیں تو پہلے یہاں
کس طرح سے جائیں گے؟"

"تمہیں روانگی کے احکامات کہاں سے ملنے ہیں؟" میں نے پوچھا
"اپنی نیش سے؟"
"براہ راست؟"

"ہاں۔"
"اور اپنی نیش تمہارے اوپر بھروسہ کرتا ہے؟"
"ہاں۔ وہ مجھے اپنے معتادوں میں سمجھتا ہے۔"

"میں تو اگر تم اس سے اسلحہ حاصل کرو تو اسے ایک تجزیہ پیش کرو۔
اس کے کوہر کو قیام قائل کر دینا چاہیے۔ جو باقی قائلے کوٹتے ہیں۔ وہ
تمہارے قائلے کو بھی ٹوٹیں گے اور اس طرح تم ان کے ٹھکانے کا کھوج لگا کر گے"

ارغزانہ عجیب لگا ہوں سے مجھے دیکھنے لگا پھر اس نے گردن ہلاتے
ہوئے کہا "بہت ہی عمدہ ترکیب ہے۔ واقعی تمہارا ذہن لا جواب سوچنے کے
میں تو اب دل سے تمہارا قائل ہوتا جا رہا ہوں۔ میں نے کوئی جواب نہ دیا۔
پھر جب ہم نے شانہ سے اس تجویز کا تذکرہ کیا تو وہ خوش سے ہلکے ہنسی
میں ہلکی ہنسی کے غلط ہونے والی ہر کاروائی میں مجھ پر ہنسنے لگی اور
خلوص دل سے تمہاری تجاویز پر عمل کروں گی۔ اس نے خوش ہو کر کہا۔

صورت حال گویا بہت اچھی نہیں تھی تاہم میں اندازہ غماز اس سلسلہ میں
عمل کرنے پر تیار تھے۔ سب سے بڑی بات یہ تھی کہ خود شانہ نے کہاں کس
بات کا یقین دلا یا تھا کہ وہ اپنا کام باکسانی کرے گی اور اپنے آپ کو محفوظ بھی
رکھے گی۔ چنانچہ شانہ نے عمل پیرا ہوئی۔

منصوبہ کے مطابق میں سپاہی کی حیثیت سے ارغزانہ کے ساتھ تھا
اور ارغزانہ شانہ کے ساتھ ایطاس کے پاس پہنچ گیا۔ ایطاس ہی وہ شخص
شخص تھا جو اسلحہ خانے کا محافظ تھا۔

صورت ہی سے وہ اوس اور عیاش معلوم ہوتا تھا اس نے کہاتے
ہوئے ہمارا خیر مقدم کیا اور ارغزانہ سے کہنے لگا۔
"آؤ میرے دوست ارغزانہ آج متاثر گزار یہاں کیسے ہوا؟"

"میں کوئی خاص بات نہیں یا ایطاس۔ شانہ نے کہا کہ اسلحہ خانے
کا طرف سے ہوتے ہوئے چلو۔ سو میں یہاں گیا۔ ہاں تم خیریت سے تو رہنا۔"
"بالکل خیریت سے ہوں دوست۔ ہاں میں نے تمہارے ہائے
میں سنا تھا کہ تم بڑی طرح نرمی ہوئے تھے۔ بڑی آرزو تھی تم سے ملنے
کی تھیں دیکھنے کی۔ لیکن بس میری معرفت تم کو دیکھو مجھے یہاں ہر وقت
رہتا ہوتا ہے اور میں دوسرے لوگوں پر بھروسہ نہیں کر سکتا۔ اور تم نے
دیکھا ہوگا کہ مجھے سے اتنی دور ہیں کہ اسلحہ خانے تک ان کا ملنا
بھی نہیں پہنچ سکتا۔ میں خود ہی ہر چیز کی نگرانی کا قائل ہوں اندر ہر شخص
شامی میرے نزدیک اچھی چیز ہے۔"

جیسے شک بے شک ایطاس تمہاری اس فرض شناسی کے چچے
تو عام ہیں۔
"اور ہوتا رہا شکریہ۔ تمہاری مہربانی ہاں یہ خاتون جس کا نام تو نے
شانہ بتایا کوئی ہے۔ ایطاس کی نگاہیں بدستور شانہ پر پڑی ہوئی تھیں۔
"میرا بہن شانہ ہے۔ عمل دیکھنے کی خواہش مند تھی۔ بڑی ہی
بچکانہ فطرت کی مالک ہے لڑکی کتنی ہی اسلحہ خانے بھی دیکھوں گی اور میں
اسے یہاں تک لے آیا تھا کہ میرے دوست ہو اور اسلحہ خانہ دکھانے
کے لیے مجھے تم سے بہتر اور کوئی مل سکتا تھا۔ سو میں یہاں نکلا گیا۔"

"یہ ایطاس ہیں؟" شانہ نے خوابک لہجے میں سوال کیا لیکن
جین شخصیت ہے ان کی۔ آؤ۔ میں تو سوچ بھی نہیں سکتی تھی کہ ایطاس
کی شخصیت اتنی حسین ہوگی۔ سچ جانی مجھے تو مل کے عہد ملیں گے لیکن
کر بڑی حیرت ہوتی ہے پہلے میں سوچتی تھی کہ تمہارے یہ لوگ کیسے ہوتے

ہوں گے لیکن آؤ۔ مجھے نہیں معلوم تھا کہ ان میں ایسی ایسی جین شخصیتیں
پڑھیں۔ میں آپ سے بہت متاثر ہوئی ہوں ایطاس۔ یہاں میں اکثر
آپ سے مل سکتی ہوں۔"

"کیوں نہیں خاتون کیوں نہیں؟ میرے لائق جو بھی خدمت ہوگی
میں اسے انجام دے کر بڑی خوشی محسوس کروں گا۔"
"شکریہ ایطاس۔ بہت بہت شکریہ۔ اور ایطاس کا دلچسپ لہجہ
پھر اس نے ارغزانہ سے کہا۔ آپ نے فکر میں غم ارغزانہ میں غمغور شانہ
کو اسلحہ خانے کی بھرپور سیر کرواؤں گا۔"

"ٹھیک ہے تو میں اسے آپ کے پاس چھوڑے جا رہا ہوں اور
شانہ میری طرف سے اجازت ہے کہ تم جب چاہو ایطاس کے پاس آ جا سکتی
ہو۔ یہ میرا بہت ہی اچھا بلکہ بہت ہی بے پناہ دوست ہے۔ ارغزانہ نے کہا
اور شانہ نے مسکرا کر ایطاس کی جانب دیکھا۔ ایطاس کے منہ سے ال بھر
رہی تھی بڑا ہی کینہ صفت انسان معلوم ہوتا تھا۔

چنانچہ ہم شانہ کو اس کے پاس چھوڑ کر پہلے آئے۔ واپسی پر ارغزانہ
کسی قدر سنجیدہ تھا۔ گویا اپنی بہن پر اعتماد ہے لیکن اس کے باوجود
"وہ قابل اعتماد لڑکی ہے اور مجھے یقین ہے کہ وہ عمل کے پنا
کام انجام دے گی لیکن اب تم اپنے آپ کو لوگوں کو تیار کر لو۔"

"کوئے لوگوں کو؟"
"وہ جو اسلحہ خانے سے اسلحہ غائب کریں گے۔"
"وہ ہر وقت تیار ہیں اور اس عمل میں موجود ہیں۔"

"اب ہم یہاں سے جائیں گے تو انہیں ساتھ لے جائیں گے تاکہ جلا
لاؤ نشانہ ہو۔ یہ احتیاط ضروری ہے۔"
"ٹھیک ہے گو ان میں سے کوئی ایسا نہیں ہے جس پر اعتماد نہ
کیا جائے لیکن اس کے باوجود یہ احتیاط ضرور مناسب نہیں ہے۔ ارغزانہ نے
جواب دیا۔ اور میں خاموش ہو گیا۔ میرے پاس ہتھیاروں کے جو ذخیرے تھے
اور میں راستے سے میں کام کرنا چاہتا تھا انہیں بڑبڑہانہ خرچ کرنا چاہتا
تھا چنانچہ میں نے برسی فون دیکھ کر بات چھپانے لگی۔

پھر وقت گزرا کہ شانہ نے سکوٹے ہوئے ہمیں اپنا کام ہونے کی
خوشخبری سنائی۔ ارغزانہ اس کے لیے پریشان تھا۔
"وہ تو عورت کے معاملے میں پہلے سے کہے وقت ہے میرا
دعویٰ ہے کہ اگر میں طویل عرصہ تک جس کی پاس سے تو وہ میرے بدلے کو
ماتہ میں لگا سکتا۔ میں اسے شراب میں ڈبو دیتی ہوں اور اس کے ساتھ
کی مجال نہیں کہ وہ اس طرف کیس گویا پھر میرا دل ہوتا ہے۔"

"تم ہمیں ان جگہوں کی تفصیل بتاؤ۔ ارغزانہ نے خوش ہو کر کہا۔
شانہ نے اسلحہ خانے کا نقشہ اس تفصیل سے بتایا کہ ہمیں یوں محسوس ہوا
جیسے ہم خود اس کی سرکھلے ہوں۔

چنانچہ اس تفصیل کے تحت ارغزانہ کے لوگوں نے اپنا کام شروع کر دیا

25

اس کام کو نہایت سہولت رفتاری سے کیا جا رہا تھا مگر کسی کو شبہ نہ ہو سکے
چراغیاں جلنے والا اس طرح غارت کے مکان میں جمع کیا جا رہا تھا اور اب حضور قتل
یہ بھی کہ ارغزانے گھر میں بسنے کی جگہ نہیں مچھی اور اس کے مال باپ اس
اسلئے..... کو دیکھ کر خوب ہنسنے لگے۔

میں نے ایک عظیم کام کر لیا تھا یعنی اتنا اسلحہ جمع ہو گیا تھا کہ بیوقوفوں
کی پوری تعداد کے لیے کافی تھا اور اب مزید اسلئے کی ضرورت نہیں تھی
دوسری طرف ایب نوس کی قویں عین وقت پر اسلئے سے محروم ہو جائیں
گی اس طرح وہ ہر فائدہ ہوا تھا۔

بالآخر اسلئے کام ختم ہو گیا۔ اور ارغزانے پوچھا اب ہمیں
کیا کرنا ہے رائو؟

”گویا میں اپنی شے سے اپنی ایک کڑوا کر دوں“
”ہاں۔ اور اس کے لیے تم کہہ سکتے ہو کہ تمہیں ایک شے جس سے کچھ
نقصانات ملے ہیں۔“
”اگر اپنی شے اس سلسلہ میں اس شخص سے ملنا چاہیے تو کیا میں
متنازعا نہیں کر دوں؟“
”کیا عرصہ ہے؟“
”تب تک ہے“ اور پھر ارغزانے اپنا کام شروع کر دیا اور
مجھے اس کی کامیابی کی اطلاع دی۔

”اپنی شے خود بھی بائیلوں کی جانب سے پریشان تھا۔ اس کا خیال
ہے کہ ایب نوس کے خلاف زہر پھیلتا جا رہا ہے اور بائیلوں کی جماعت
پوری طرح سرگرم ہے۔ وہ میرے اور پرنا راض بھی ہوتا تھا۔“
”بائیوں کے خلاف اسلئے اور پرنا راض کیوں ہوتا تھا؟“
”یہی کہ بائیلوں کی تلاش اور ان کی سرکوبی کی ذمہ داری میرے
پر ہے اور میں ہنوز ان کی تلاش میں ناکام رہا ہوں۔ اب وہاں میں نے
اپنی تجویز پیش کر دی اور اپنی شے نے مجھے اجازت دے دی ہے۔“
”کیا کہا ہے اس نے؟“ میں نے ارغزانے سوال کیا۔
”اس نے کہلے کہ میں جو کچھ کرنا چاہوں کروں لیکن بائیلوں کو
مرد گرفتار کروں۔ وہ بائیلوں سے تمہارا خوفزدہ نظر آتا ہے۔“
”وہ خوفزدہ ہے لیکن اس نے ابھی تک ایسی کوئی کوشش نہیں
کی جو تمہاری مؤثر ہو۔ کیوں؟“
”بس اس کی جس قدر ہمت ہے وہ کہہ رہا ہے؟“
”کیا انفرادی طور پر؟“
”نہیں انفرادی طور پر نہیں بلکہ وہ اپنے ملنے کے ذریعے اس کام کو
انجام دے رہا ہے اور انہی کے ذریعے یہ کام کرنے کا خواہش مند ہے اس کے
ملنے میں زیادہ تر لوگ مجھ جیسے ہیں اور میں جو کچھ کرنا چاہوں میں معلوم
ہے رائو؟“

”تھیک۔ بہر صورت اس نے میں اجازت دے دی ہے تم نے اس
26

سے کیا کہ تم کہیں انداز میں کہاں جانا چاہتے ہو؟“
”میں نے اس سے یہی کہا تھا کہ میں ایک قافلہ لے کر سفر کرنا چاہتا
ہوں۔ میرے پاس بے شمار گھوڑے ہوں گے اور ان پر کافی ساز و سامان۔“
”تو کیا اس نے اس قافلے کی وجہ دریافت کی؟ میں نے سوال کیا
”ہاں۔ میں نے اسے جواب دیا تھا کہ میں باغیوں کی سرکوبی کے
لیے یہ ضروری سمجھتا ہوں کہ وہ قافلہ لے گئے ہوں۔“
”تو کیا اس کے بعد اپنی شے نے تم سے یہ سوال نہیں کیا کہ اگر تم کسی
ایسے گروہ کے ساتھ چلے گئے تو کیا کرو گے؟“
”ہاں اس نے پوچھا تھا۔“
”پھر تم نے کیا جواب دیا؟“
”میں نے اسے بتایا تھا کہ میں چند افراد کو لے کر جاؤں گا اور جب
وہ لوٹ مار کرے ہوں گے تو میں غائب ہو جاؤں گا اور پھر کران کا
کردار ادا کر دوں گا اور یہ دیکھوں گا کہ وہ ان اشیاء کو کہاں سے لے جاتے ہیں۔ گویا
میں اس وقت اس قافلے کو چھوڑ دوں گا جب وہ لوٹ مار کرے ہوں
گے۔ میں نے یہ بات اپنی شے سے بھی ادا کر دی تھی کہ میں ایک حد
تک اسے منظور بھی کر لیا۔“
”اوہ۔ تو اپنی شے نے اس بات پر کوئی تجویز پیش نہیں کی۔“
”ہاں کی تھی۔“
”وہ کیا؟“
”اس نے کہا تھا کہ قافلے والوں کی تعداد زیادہ ہو نا چاہیے۔“
”اس کی وجہ اس نے کیا بتائی؟“
”صرف یہ کہ اگر کوئی گروہ قافلے والوں پر ہونے تو ان میں سے چند
نکال کر گروہ کا جائزہ لے سکیں۔“
”پھر تم نے کیا کہا؟“
”میں نے اس کی مخالفت کی اور کہا کہ اس طرح یہ بھی ممکن ہے کہ
باقی گروہ پر حملہ آوری نہ ہوں، اوہ میں تعداد میں زیادہ دیکھ کر ہمارے چال
کو کچھ جائیں اور حکم کرنے کی کوشش نہ کریں۔“
”پھر؟“
”اس نے مجھے اتفاق کیا اور اجازت دے دی کہ میں جس طرح
چاہوں کروں۔“
”تو پھر میرے دوست تم نے کیا سوچا ہے اور اب تم کیا سوچ رہے
ہو؟“ میں نے سوال کیا۔
”بس کچھ وقت ملے گا اس دوران میں گھوڑوں کا انتظام کروں
گا۔ اور اس کے بعد معاملات مکمل کروں گا کہ مجھے یہاں سے نکلنے میں وقت
نہ ہو۔“
”اسلئے کیا ہو گا؟“
”خاہرے رائو اسلئے تو خواہم چہیز ہے ہمیں اس کی خاص مخالفت

کرنا ہوگی بلکہ اسے چھپا کر لے جانا ہو گا۔ میں اسے پہلے ہی ایسی جگہ جمع ہوں گا
جہاں شہرے نکل کر گھوڑوں سے مسلمان آروائیں اور اسلئے کو مار کر ڈالیں۔ پھر
کاغذ تک ہم گھوڑوں پر عورت وہی چیزیں بار کر سگے جو ہم نے ذہن میں
ہیں اور وہی شے اسے پاسوں کو چھوٹ کر دیکھیں کہ میں اپنی شے کو
بھی وہاں دیکھاؤں گا تاکہ وہ سب مطمئن ہو سکیں۔“
”مناسب خیال ہے اس کام میں میں جتنا بھی وقت دے گا ہنوس
بھی ہمارے ساتھ شامل ہوں۔“
”تمہیں بس شیک ہے۔ باقی سارے مشکلات میں خود ہی مکمل
کر لوں گا۔ ارغزانے جواب دیا۔ میں ایک بات اور شاید کو اب وہاں نہ
مانے دیا جائے۔“
”ہاں اب اس کی ضرورت بھی کیا ہے۔ ایسا اس سے کہہ دیں گے
کہ شاید یہاں ہے۔“
”شیک ہے کچھ بچہ بندرت کہہ دیں گے اور اس سے ڈرنے کی
کوئی ضرورت بھی نہیں ہے اور خاہرے اس کی پہنچ آتی اور تک بھی نہیں ہے
چنانچہ یہ بات ہے کہ اس روز سے شاید مکمل جانا بند ہو گیا۔ اور ارغزانے
اپنے ہم میں معرفت ہو گیا۔“
”باقی گروہ وقت آگیا جب ارغزانے اپنی تیاریاں مکمل کر لیں۔ اسلئے
کاپڑی سے کافی دور چل کر گیا تھا کہ جگہ پر ان تھی۔ یہاں ارغزانے یہ شمار
گھوڑوں پر بہت سا سامان لاد لیا تھا لیکن اپنے ساتھ صرف تین افراد
کو لیا تھا اور یہ تین افراد وہی تھے جو اس کے اپنے ہنوز اور ساتھی تھے
دوسرے معقول میں یہ سب باقی تھے۔“
”اس نے شمار سامان لے کر قافلے میں ان تین افراد کے علاوہ میں
اور ارغزانے بھی شامل تھے ارغزانے کسی ایسے کوئی کو ساتھ نہیں لیا تھا جو اس
کے لیے برائیت ہو سکتا۔“
”جس وقت اپنی شے نے میں زحمت کیا تو میں بھی اس کے ساتھ
تھا۔ اپنی شے نے گھوڑوں پر لدے ہوئے سامان کو بھی دیکھا تھا پھر اس نے
میں کامیابی کی دعا میں میں ایک ایسے انسان کی حیثیت سے جواب لوں
کے امور کا نگران ہو۔“
”سوچ چل پڑے۔ ارغزانے بہت خوش تھا غلغلے اس کے ذہن میں
میرے لیے کیا تھا لیکن وہ میری بے پناہ عزت کرتا تھا۔“
”پھر ہم اس جگہ پہنچ گئے جہاں گھوڑوں پر لدے ہوئے سامان اتار کر
اسلئے بکرا تھا۔ ہم نے اسلئے کو اسی گروہ میں لے کر لیا تھا کہ میں باقی
مسلمان گروہوں میں دفن کر دیا گیا۔“
”اور اس کے بعد ہم نے وہاں کوچ کر دیا۔ اس نے میری جانب متوجہ
نگاہوں سے... دیکھتے ہوئے پوچھا تھا اور میں اس خیال کو اپنی طرف جان
لیا تھا۔ اس نے کہا تھا۔“
”میں کوئی طرح اختیار کرنا چاہیے رائو؟“ اس نے منہ غیر انداز

میں مجھے دیکھتے ہوئے پوچھا۔
”متملے خیال میں کیا میں تمہیں چند لمحات ہی میں صبح بکریے
جاؤں گا؟“ میں نے کہا۔
”میرے خیال کی بات نہ کرو رائو: میرے ذہن میں جو کچھ بھی ہے
میں تم سے اس کا اظہار نہیں کروں گا۔ ہاں یہ بات میں ابھی عرض جانتا ہوں کہ تم
بھلے شخص ہو اور میرے ہر دہی۔ ہاں اگر تم خود کو کسی مسئلہ میں چھپا چاہتے
ہو تو پھر بھی میرا فرض ہے کہ میں تم سے مکمل تعاون کروں۔“
”کیا مطلب؟“ میں نے پوچھا۔
”منہ نہیں۔ ایسی کوئی بات نہیں ہے رائو: بس بعض باتیں روا
رہی ہیں جو باقی ہیں جن کا کوئی مقصد نہیں ہوتا۔“
”اوہ۔ میں نے یہی بتا دیا ہے کہ سائل میں اپنے دونوں ہونٹ
سکوڑ لیے۔ دینے میں بھی گیا تھا کہ ارغزانے میرے ہاتھ میں کچھ بھجوا دیا۔ میں
بھی کچھ کاٹا کہ ارغزانے مجھے مشکوک ہو چکا ہے میرے ہونٹوں پر سکاٹ بھیل
گئی۔ بہر صورت اس شک کی کوئی غلط صورت نہیں تھی۔ اس نے مکمل کر کے
سے کاٹا کہ وہ مجھے خود سے مکمل سمجھتا ہے چنانچہ اب جبکہ نوبت یہاں تک
آگئی تھی اور کچھ دیر کے بعد جب مجھے ارغزانے ہر بات عیاں کر دی تھی
تو پھر میں کسی بات کی..... تردید کیوں کرتا۔ خاہرے کچھ دیر کے بعد مجھے
ارغزانے علم میں یہ بات لانا تھی کہ میرا تعلق خود بھی باغیوں کے گروہ سے
ہے تو میں کیوں شدت سے اس بات کو چھپانے کی کوشش کرتا ہوں؟ میں مکمل کر
خاکوش ہو گیا۔“
”البتہ ارغزانے ہونٹوں پر منہ فیض مسکاٹ تھی اور انکھوں میں
کچھ جلنے کی سی چمک۔“
”اب ارغزانے کچھ بے چین رہنے لگا تھا اور ہم ایک دوسرے سے دور کیا
اپنے علاقے کی جانب جا رہے تھے جو میں باغیوں کے علاقے تک نہ جاتا یعنی
اس جگہ جہاں میں نے سرنگیں بھیلانی ہوئی تھیں اور یہ سرنگیں ہمارے ہی
کاوشوں کا نتیجہ تھیں۔ وہ جگہ یہاں سے قریب تر تھی جہاں ہم لوگ ہو جاتے
میں اگر چاہتا تو ایک طویل فاصلے سے ارغزانے اس مشکل کاٹنے تک نہ جاتا
لیکن اسلئے کے دے ہوئے گھوڑے میرے لیے بہت قیمتی تھے۔ یہ ہمارے
معمولی محت سے حاصل ہونے لگے۔ یعنی پہلے دوسرے کا حصول اور اس کے
بعد ہتھیار سازی کو ایک طویل کام ایک مقررہ وقت میں ملے ہو گیا
تھا اور ایک ایسا کام جس کے لیے میں ابھی خاص دشواریوں سے گذرنا تھا۔
مجھے تیار تھا کہ سرنگوں کے پاس پوشیدہ رہنے کی گنجائش اور
کیس کا پس کمان کہاں ہیں چنانچہ گھوڑے سے سفر کے بعد ہم ایک کمان کا
ملک پہنچ گئے۔“
”اس دوران میں نے دوسرے اور بھی کام کئے تھے یعنی میں نے یہ
بات ذہن میں رکھی تھی کہ اگر کسی ملک پہنچے گا تو صرف تین لاکھ کوئی ہونگا
ہے اسی طرح ایک ملک ایسی بنائیں جو کسی قریبی ملک سے جاکر ملے اور
27

اس کا ایک راستہ مشرق میں کھلے تو اس کے لیے میں کتنے فاصلے تک سرنگ کھڑا ہوگی اور اس کے لیے کیا نقشہ ترتیب دینا ہوگا۔
یہ ایک بڑا کام تھا جو ہمیں انجام دینا تھا۔ اور سب سے بڑا کام یہ تھا کہ ہمیں ہتھیاروں کی باریابی اور باریب نوک کے لیے خاص سخت ہونا تھا جس میں اس کی شکست ایک یقینی امر تھی۔
چنانچہ میں نے کین کا ہوں سے ٹھوسے فاصلے پر پہنچ کر ارغزانی جانب دیکھا اور مسکرا کر کہا۔

”ارغزانی کو باغیوں کی سز میں تک پہنچ گئے ہیں۔“
”کیا مطلب؟“ ارغزانی حیرت سے اچھل پڑا۔

”ہاں۔“

”کیا کہہ رہے ہو رانٹو؟“

”جو کہ رہا ہوں درست کہہ رہا ہوں۔“ میں نے کہا۔

”وہ تو درست ہے لیکن۔ باغی کہاں ہیں؟“

”باغی بہت ہی قریب موجود ہیں ان پٹانیوں میں۔“

”ان پٹانیوں میں؟“ ارغزانی تعجب سے پوچھا۔

”ہاں۔“

”مل لیکن۔“ ارغزانی ایک دم ہلکا گیا۔

”تمہیں آنا تعجب کیوں ہے؟“

”میں نہیں مان سکتا، دیوتاؤں کی تم میں نہیں مان سکتا یہاں تو رگش سے بہت نزدیک ہیں اور اب تو اس کے فرشتے بھی نہیں توجہ دے کر باغیوں کی شہرہ گ سے اس قدر نزدیک ہیں۔ یہ تو زیادہ سفر نہیں کرنا پڑتا۔ اور میں تو سوچ رہا تھا کہ میں نے جن باغیوں کی تلاش کے لیے اتنے دور دراز ملنے کا سفر کیا ہے وہ ہے اس قدر قریب ہوں گے اور بلاشبہ اگر باغی یہاں موجود ہیں تو پھر انہیں انتہائی ہمارے قریب دے کر ایک ایسی جگہ کا انتخاب کیلئے جس کے بارے میں رگش کے بہتے والے سوچ بھی نہیں سکتے۔“

”کیا میں ان باغیوں سے رابطہ قائم کروں؟“ میں نے ارغزانی سے پوچھا۔

”مذکورہ کر لو۔“ ارغزانی نے مسکرا کر کہا۔ اور پھر بولا۔ ”میں تو صرف جانتا ہوں کہ میری تقدیر بہت ہلکی پر ہے لیکن حیثیت بدلنے کے بعد اگر تم رگش کے باغیوں کی حیثیت سے اس وقت مجھے ملے جس میں باغیوں کی تلاش میں تھا اور رگش کا قیادار تھا تو اس وقت بلاشبہ باغیوں کی باریبیں ہوتی لیکن یوں گتہ ہے کہ بغاوت کا ایسا ہرگز نہ ہوگی۔ اور میرے دوست جس قدر ہمارا انسان تھے اس کا اندازہ تو مجھے پہلے ہی ہو چکا تھا اور میرے دوست رانٹو میں اپنی باتوں سے تیس زیادہ پریشان نہیں کروں گا تم جلدی سے اس سے رابطہ قائم کرو۔“ اور میں نے گردن ہلا دی۔

”اس کے بعد میں نے اپنے مخصوص اشلے کرنا شروع کر دیے میرے

ہاتھ ایک مخصوص انداز میں چل رہے تھے گویا یہ ایک دیول دستان تھی جو باغیوں کو تار مٹا رہا تھا اور پھر میں نے اپنا اشارہ نثر کرنے کے بعد ارغزانی جانب دیکھا جو نور میرے اشاروں کو دیکھ رہا تھا۔ میں نے اسے مخاطب کرتے ہوئے کہا۔
”ارغزانی تم تیس آدھوں کو قیام کو طعام کا بندوبست کرنے کا حکم دو۔“
”کیا تم یہاں قیام کر گئے؟“
”ارغزانی تم مجھے ایک بات کا جواب دو۔“ میں نے ارغزانی بات کو نظر انداز کرتے ہوئے پوچھا۔

”مذکورہ رانٹو! حذر ورا۔“

”کیا یہ سلسلے آدمی تہلکے قابل پھر دوسری کیا یہ ہلکے خلاف تو نہیں جاسکتے۔“

”تم رانٹو کی بات کر رہے ہو رانٹو۔“

”بالکل۔ یہ تو مقصد میں ہے۔“

”اور تمہارا مقصد یہ ہے کہ باغی ان کے سامنے اپنے خفیہ ٹھکانوں سے باہر آئیں یا نہ آئیں۔“

”ہاں یہ بھی صحیح ہے۔“

”تو اس کے لیے میں تمہیں ایک تجویز پیش کر سکتا ہوں۔“

”وہ کیا؟“

”ان تمام لوگوں کو باغیوں کے حوالے کر دیا جائے اور اس میں سے صرف چند افراد کو متہررہ دینے جائیں جن میں ہم واپس لے جائیں جن پر مکمل اعتماد کیا جاسکتا ہے۔ ظاہر ہے واپس جا کر باغیوں کے بارے میں ہمیں کوئی نہ کوئی کمانی تو سنانا ہی پڑے گی۔“

”مطلب یہ کہ جب ہم واپس اپنی مش کے پاس پہنچیں گے تو کیا اسے یہ نہیں بتائیں گے کہ ہمارا سامان کیلئے گونا گونا اور فائدے کے آدمی کس طرح ہلاک کر دیئے گئے۔ اس وقت تمہارے خیال کے مطابق ہمیں کیا جواب دینا ہوگا۔“ ارغزانی نے مجھے سوال کیا۔

”ظاہر ہے ایسا جواب جس سے اپنی نفس مکمل طور پر مطمئن ہو سکے میں نے جواب دیا۔“

”بالکل درست رانٹو۔ دراصل اس سلسلے میں بھی مجھے تم سے ہی مشورہ لینا تھا۔ ظاہر ہے کوئی نہ کوئی جواب تو دیں گے ہی۔“

”اپنی مش کو اس بات کا علم ہے کہ باغیوں کے گروہ بہت زیادہ مضبوط ہیں۔ ان کی کارروائیاں ہماری کارروائیوں سے زیادہ مؤثر ہوا کرتی ہیں۔ چنانچہ اگر ہم اس کوئی کمانی سنائیں گے تو وہ اس کمانی پر شبہ نہیں کرے گا۔“

”خوب تو واپس سے جلنے والے آدمی کہنے لگے ہوں گے۔“ میں نے سوال کیا۔

”صرف پانچ۔ چھ میں اور ساتویں تم۔“

”مطلب۔“ میں نے جواب دیا اور ارغزانی دوسرے کام انجام دینے پھر اس نے اپنے آدھوں کو قیام کا حکم دے دیا گھوڑوں کے اوپر سے سامان اٹا رہا تھا۔ اور یہ قافلہ قیام پلے پڑ گیا۔
لیکن زیادہ دیر نہ لگی تھی کہ پٹاری پٹانوں نے گھوڑے لگانا شروع کر دیئے گھوڑے سو اس برقی رفتار سے تھلے کے چاروں طرف متحرک ہو رہے تھے کہ تعجب ہوتا تھا۔

میں نے اپنے لوگوں کی کارروائی دیکھی اور متاثر ہوا۔ یہ لوگ بہت ہی زیادہ ذہانت کا ثبوت دے رہے تھے اور سب سے بڑی بات یہ تھی کہ اس کارروائی میں تو اس بھی شریک تھا یقیناً کے اصلاح دی گئی ہوگی کہ کوئی قافلہ یہاں آکر کھڑے اور اس سے اشارے نثر کیے جا رہے ہیں لیکن وہی بات یہ تھی کہ تو اس نے سرنگوں کے درمیان آنا طویل سفر اتنی جلدی طے کر لیا تھا۔ کیونکہ جس جگہ ہمارا مقصدی ٹھکانہ تھا وہاں سے اس سرنگ تک کا فاصلہ کافی طویل تھا اور اگر سرنگوں میں گھوڑے بھی دوڑاتے چلتے تو یہ فاصلہ اتنی جلدی طے نہیں ہو سکتا تھا۔ بہرحال ہر بات سے قطع نظر یہ اہل کار کرکشی کی ایک عمدہ مثال تھی یا پھر یہ بھی ممکن تھا کہ تو اس میں کین قریب ہی موجود ہو۔

میں نے تو اس کو دیکھا اور تو اس نے مجھے باغی ہمارے چاروں طرف پھیل گئے اور پھر تو اس دواؤں کے ساتھ میرے سامنے پہنچ گیا وہ گھوڑے سے اتر آیا اور میرے نزدیک آکر جھک گیا۔

”مطلب یہ کہ جب ہم واپس اپنی مش کے پاس پہنچیں گے تو کیا اسے یہ نہیں بتائیں گے کہ ہمارا سامان کیلئے گونا گونا اور فائدے کے آدمی کس طرح ہلاک کر دیئے گئے۔ اس وقت تمہارے خیال کے مطابق ہمیں کیا جواب دینا ہوگا۔“ ارغزانی نے مجھے سوال کیا۔

”ظاہر ہے ایسا جواب جس سے اپنی نفس مکمل طور پر مطمئن ہو سکے میں نے جواب دیا۔“

”بالکل درست رانٹو۔ دراصل اس سلسلے میں بھی مجھے تم سے ہی مشورہ لینا تھا۔ ظاہر ہے کوئی نہ کوئی جواب تو دیں گے ہی۔“

”اپنی مش کو اس بات کا علم ہے کہ باغیوں کے گروہ بہت زیادہ مضبوط ہیں۔ ان کی کارروائیاں ہماری کارروائیوں سے زیادہ مؤثر ہوا کرتی ہیں۔ چنانچہ اگر ہم اس کوئی کمانی سنائیں گے تو وہ اس کمانی پر شبہ نہیں کرے گا۔“

”خوب تو واپس سے جلنے والے آدمی کہنے لگے ہوں گے۔“ میں نے سوال کیا۔

”صرف پانچ۔ چھ میں اور ساتویں تم۔“

”مطلب یہ کہ جب ہم واپس اپنی مش کے پاس پہنچیں گے تو کیا اسے یہ نہیں بتائیں گے کہ ہمارا سامان کیلئے گونا گونا اور فائدے کے آدمی کس طرح ہلاک کر دیئے گئے۔ اس وقت تمہارے خیال کے مطابق ہمیں کیا جواب دینا ہوگا۔“ ارغزانی نے مجھے سوال کیا۔

”ظاہر ہے ایسا جواب جس سے اپنی نفس مکمل طور پر مطمئن ہو سکے میں نے جواب دیا۔“

”بالکل درست رانٹو۔ دراصل اس سلسلے میں بھی مجھے تم سے ہی مشورہ لینا تھا۔ ظاہر ہے کوئی نہ کوئی جواب تو دیں گے ہی۔“

”اپنی مش کو اس بات کا علم ہے کہ باغیوں کے گروہ بہت زیادہ مضبوط ہیں۔ ان کی کارروائیاں ہماری کارروائیوں سے زیادہ مؤثر ہوا کرتی ہیں۔ چنانچہ اگر ہم اس کوئی کمانی سنائیں گے تو وہ اس کمانی پر شبہ نہیں کرے گا۔“

”خوب تو واپس سے جلنے والے آدمی کہنے لگے ہوں گے۔“ میں نے سوال کیا۔

میری شان میں کہ تھے۔ پھر حیرت میں ارغزانی اور اس کے ساتھیوں کو لے کر سرنگ کے اندر داخل ہوا تو ارغزانی نے آہستہ سے پوچھا۔

”کیا یہ درست ہے میرے دوست رانٹو۔“

”ہاں ارغزانی تم نے کبھی خود ہی نہیں کیا۔ کیا تم نے کبھی اس بات پر سوچا کہ باغیوں کا سربراہ کون ہے؟“

”میں نے سنا تھا کہ اس کا نام رانٹو ہے۔“ وہ بے چارہ ایک ارغزانی کو اپنی بات کا احساس ہوا اور اس کی آنکھیں شدت حیرت سے پھٹ گئی

”کیا میں رانٹو کو رانٹو بھی کر سکتا ہوں؟“

”ہاں میں رانٹو ہی ہوں۔“ میں نے جواب دیا اور ارغزانی کے رونگٹے کھڑے ہو گئے۔ اس کا چہرہ شدت حیرت سے سرخ ہو گیا تھا۔ پھر وہ کافی دیر تک کچھ نہ بول سکا۔ اب وہ پتھر کی ایک بات کی طرح میرے ساتھ چل رہا تھا۔ جیسے اسے اپنی ناواقفیت پر شدید حیرت ہو۔

سرنگوں کا یہ جال جتنا طویل تھا۔ ارغزانی اس کے بارے میں سچ بھی نہ سکتا تھا۔ آخر کار اسلحہ سرنگوں میں منتقل ہو گیا اور پھر میں نے فیصلہ کیا کہ ارغزانی کو ان سرنگوں کی یہ کڑواں گا۔ میں نے اس کے پندرہ ساتھیوں کو اپنے ساتھیوں کے حملے کر دیا۔ اور ارغزانی نے انہیں یہ بات بتا دی تھی کہ انہیں یہاں کس طرح رہنا ہے۔

باقی پانچ آدمی جو اسے واپس لے جانا تھے ان کو بھی اس نے منتخب کر لیا تھا۔ یوں ان کے لیے ایک ایک جگہ منتخب کر دی گئی تھی اس کے بعد میں ارغزانی کو لے کر چل پڑا۔

اور پھر میں نے ارغزانی کو وہ عظیم الشان غار دکھایا جو قیدیوں کی رہائش گاہ تھی اور غار میں موجود سرنگوں کے ذریعے وہ دوسرے علاقوں میں جاسکتے تھے۔

یہاں ہمارا چنا بھی وقت صرف ہوا صرف ارغزانی کو ان علاقوں کو دکھانے میں صرف ہوا تھا اور اس کے بعد میں نے یہ کھیل ختم کر دیا۔ اب ہم واپس کا پر وگرام بنائے تھے۔

ارغزانی نے جو کچھ دیکھا اور اسے میری شخصیت کے بارے میں جو کچھ معلوم ہوا اس کے لیے باعث حیرت تھا۔ اور اب وہ اکثر چران ہی میں رہا کرتا تھا۔ اکثر وہ تنہائی میں میری شکل دیکھا کرتا تھا۔ ایک دو بار میں نے اس سے پوچھا تو وہ مسکرا کر کہنے لگا۔

”میرے وہم و گمان میں بھی نہ تھا رانٹو کہ تم کون اور کیا ہو گے انوس میں تہلکے ساتھ اپنی چھٹی طرح پیش نہیں آیا جتنا مجھے چاہیے تھا۔“ اس بات کو ذہن سے نکال دیا ارغزانی سب سے اچھی بات یہ ہے کہ تم میرے ہم قزاق بن گئے ہو۔

”ہاں اور شاید یہ میری خوش نصیبی ہے ورنہ تم تو میرے سرنگ پہنچنے کے آگے میں ہوتا اور دشمن ہی ہوتا تو کیا تمہارے ہاتھ بکائی میری گردن تک نہ پہنچ جاتے تم تو مجھے نہایت اہمیتان سے قتل کر سکتے تھے۔“

اور تو اس اسلحہ سرنگوں کے ذریعے اپنے خفیہ خانوں تک پہنچ سکتا تھا۔ ارغزانی کے تمام ساتھی تجھڑا انداز میں باغیوں کو دیکھ رہے تھے خود ارغزانی کی حالت بھی حیرت انگیز تھی۔ وہ حیرت سے منہ چاڑھے مجھے دیکھ رہا تھا اور میں اس کی وجہ پوچھ گیا تھا۔ وہ تو اس کے الفاظ پر حیران تھا جس نے

”میں نے جواب دیا۔“

”اور تو اس اسلحہ سرنگوں کے ذریعے اپنے خفیہ خانوں تک پہنچ سکتا تھا۔ ارغزانی کے تمام ساتھی تجھڑا انداز میں باغیوں کو دیکھ رہے تھے خود ارغزانی کی حالت بھی حیرت انگیز تھی۔ وہ حیرت سے منہ چاڑھے مجھے دیکھ رہا تھا اور میں اس کی وجہ پوچھ گیا تھا۔ وہ تو اس کے الفاظ پر حیران تھا جس نے

”میں نے جواب دیا۔“

”اور تو اس اسلحہ سرنگوں کے ذریعے اپنے خفیہ خانوں تک پہنچ سکتا تھا۔ ارغزانی کے تمام ساتھی تجھڑا انداز میں باغیوں کو دیکھ رہے تھے خود ارغزانی کی حالت بھی حیرت انگیز تھی۔ وہ حیرت سے منہ چاڑھے مجھے دیکھ رہا تھا اور میں اس کی وجہ پوچھ گیا تھا۔ وہ تو اس کے الفاظ پر حیران تھا جس نے

”میں نے جواب دیا۔“

”اور تو اس اسلحہ سرنگوں کے ذریعے اپنے خفیہ خانوں تک پہنچ سکتا تھا۔ ارغزانی کے تمام ساتھی تجھڑا انداز میں باغیوں کو دیکھ رہے تھے خود ارغزانی کی حالت بھی حیرت انگیز تھی۔ وہ حیرت سے منہ چاڑھے مجھے دیکھ رہا تھا اور میں اس کی وجہ پوچھ گیا تھا۔ وہ تو اس کے الفاظ پر حیران تھا جس نے

”میں نے جواب دیا۔“

”اور تو اس اسلحہ سرنگوں کے ذریعے اپنے خفیہ خانوں تک پہنچ سکتا تھا۔ ارغزانی کے تمام ساتھی تجھڑا انداز میں باغیوں کو دیکھ رہے تھے خود ارغزانی کی حالت بھی حیرت انگیز تھی۔ وہ حیرت سے منہ چاڑھے مجھے دیکھ رہا تھا اور میں اس کی وجہ پوچھ گیا تھا۔ وہ تو اس کے الفاظ پر حیران تھا جس نے

”میں نے جواب دیا۔“

”اور تو اس اسلحہ سرنگوں کے ذریعے اپنے خفیہ خانوں تک پہنچ سکتا تھا۔ ارغزانی کے تمام ساتھی تجھڑا انداز میں باغیوں کو دیکھ رہے تھے خود ارغزانی کی حالت بھی حیرت انگیز تھی۔ وہ حیرت سے منہ چاڑھے مجھے دیکھ رہا تھا اور میں اس کی وجہ پوچھ گیا تھا۔ وہ تو اس کے الفاظ پر حیران تھا جس نے

”میں نے جواب دیا۔“

”اور تو اس اسلحہ سرنگوں کے ذریعے اپنے خفیہ خانوں تک پہنچ سکتا تھا۔ ارغزانی کے تمام ساتھی تجھڑا انداز میں باغیوں کو دیکھ رہے تھے خود ارغزانی کی حالت بھی حیرت انگیز تھی۔ وہ حیرت سے منہ چاڑھے مجھے دیکھ رہا تھا اور میں اس کی وجہ پوچھ گیا تھا۔ وہ تو اس کے الفاظ پر حیران تھا جس نے

”میں نے جواب دیا۔“

”اور تو اس اسلحہ سرنگوں کے ذریعے اپنے خفیہ خانوں تک پہنچ سکتا تھا۔ ارغزانی کے تمام ساتھی تجھڑا انداز میں باغیوں کو دیکھ رہے تھے خود ارغزانی کی حالت بھی حیرت انگیز تھی۔ وہ حیرت سے منہ چاڑھے مجھے دیکھ رہا تھا اور میں اس کی وجہ پوچھ گیا تھا۔ وہ تو اس کے الفاظ پر حیران تھا جس نے

”میں نے جواب دیا۔“

”اور تو اس اسلحہ سرنگوں کے ذریعے اپنے خفیہ خانوں تک پہنچ سکتا تھا۔ ارغزانی کے تمام ساتھی تجھڑا انداز میں باغیوں کو دیکھ رہے تھے خود ارغزانی کی حالت بھی حیرت انگیز تھی۔ وہ حیرت سے منہ چاڑھے مجھے دیکھ رہا تھا اور میں اس کی وجہ پوچھ گیا تھا۔ وہ تو اس کے الفاظ پر حیران تھا جس نے

”میں نے جواب دیا۔“

”اور تو اس اسلحہ سرنگوں کے ذریعے اپنے خفیہ خانوں تک پہنچ سکتا تھا۔ ارغزانی کے تمام ساتھی تجھڑا انداز میں باغیوں کو دیکھ رہے تھے خود ارغزانی کی حالت بھی حیرت انگیز تھی۔ وہ حیرت سے منہ چاڑھے مجھے دیکھ رہا تھا اور میں اس کی وجہ پوچھ گیا تھا۔ وہ تو اس کے الفاظ پر حیران تھا جس نے

”میں نے جواب دیا۔“

”اور تو اس اسلحہ سرنگوں کے ذریعے اپنے خفیہ خانوں تک پہنچ سکتا تھا۔ ارغزانی کے تمام ساتھی تجھڑا انداز میں باغیوں کو دیکھ رہے تھے خود ارغزانی کی حالت بھی حیرت انگیز تھی۔ وہ حیرت سے منہ چاڑھے مجھے دیکھ رہا تھا اور میں اس کی وجہ پوچھ گیا تھا۔ وہ تو اس کے الفاظ پر حیران تھا جس نے

”میں نے جواب دیا۔“

”اور تو اس اسلحہ سرنگوں کے ذریعے اپنے خفیہ خانوں تک پہنچ سکتا تھا۔ ارغزانی کے تمام ساتھی تجھڑا انداز میں باغیوں کو دیکھ رہے تھے خود ارغزانی کی حالت بھی حیرت انگیز تھی۔ وہ حیرت سے منہ چاڑھے مجھے دیکھ رہا تھا اور میں اس کی وجہ پوچھ گیا تھا۔ وہ تو اس کے الفاظ پر حیران تھا جس نے

”میں نے جواب دیا۔“

”اور تو اس اسلحہ سرنگوں کے ذریعے اپنے خفیہ خانوں تک پہنچ سکتا تھا۔ ارغزانی کے تمام ساتھی تجھڑا انداز میں باغیوں کو دیکھ رہے تھے خود ارغزانی کی حالت بھی حیرت انگیز تھی۔ وہ حیرت سے منہ چاڑھے مجھے دیکھ رہا تھا اور میں اس کی وجہ پوچھ گیا تھا۔ وہ تو اس کے الفاظ پر حیران تھا جس نے

”میں نے جواب دیا۔“

”اور تو اس اسلحہ سرنگوں کے ذریعے اپنے خفیہ خانوں تک پہنچ سکتا تھا۔ ارغزانی کے تمام ساتھی تجھڑا انداز میں باغیوں کو دیکھ رہے تھے خود ارغزانی کی حالت بھی حیرت انگیز تھی۔ وہ حیرت سے منہ چاڑھے مجھے دیکھ رہا تھا اور میں اس کی وجہ پوچھ گیا تھا۔ وہ تو اس کے الفاظ پر حیران تھا جس نے

”میں نے جواب دیا۔“

”اور تو اس اسلحہ سرنگوں کے ذریعے اپنے خفیہ خانوں تک پہنچ سکتا تھا۔ ارغزانی کے تمام ساتھی تجھڑا انداز میں باغیوں کو دیکھ رہے تھے خود ارغزانی کی حالت بھی حیرت انگیز تھی۔ وہ حیرت سے منہ چاڑھے مجھے دیکھ رہا تھا اور میں اس کی وجہ پوچھ گیا تھا۔ وہ تو اس کے الفاظ پر حیران تھا جس نے

”میں نے جواب دیا۔“

”اور تو اس اسلحہ سرنگوں کے ذریعے اپنے خفیہ خانوں تک پہنچ سکتا تھا۔ ارغزانی کے تمام ساتھی تجھڑا انداز میں باغیوں کو دیکھ رہے تھے خود ارغزانی کی حالت بھی حیرت انگیز تھی۔ وہ حیرت سے منہ چاڑھے مجھے دیکھ رہا تھا اور میں اس کی وجہ پوچھ گیا تھا۔ وہ تو اس کے الفاظ پر حیران تھا جس نے

”میں نے جواب دیا۔“

”اور تو اس اسلحہ سرنگوں کے ذریعے اپنے خفیہ خانوں تک پہنچ سکتا تھا۔ ارغزانی کے تمام ساتھی تجھڑا انداز میں باغیوں کو دیکھ رہے تھے خود ارغزانی کی حالت بھی حیرت انگیز تھی۔ وہ حیرت سے منہ چاڑھے مجھے دیکھ رہا تھا اور میں اس کی وجہ پوچھ گیا تھا۔ وہ تو اس کے الفاظ پر حیران تھا جس نے

”میں نے جواب دیا۔“

”اور تو اس اسلحہ سرنگوں کے ذریعے اپنے خفیہ خانوں تک پہنچ سکتا تھا۔ ارغزانی کے تمام ساتھی تجھڑا انداز میں باغیوں کو دیکھ رہے تھے خود ارغزانی کی حالت بھی حیرت انگیز تھی۔ وہ حیرت سے منہ چاڑھے مجھے دیکھ رہا تھا اور میں اس کی وجہ پوچھ گیا تھا۔ وہ تو اس کے الفاظ پر حیران تھا جس نے

”میں نے جواب دیا۔“

”اور تو اس اسلحہ سرنگوں کے ذریعے اپنے خفیہ خانوں تک پہنچ سکتا تھا۔ ارغزانی کے تمام ساتھی تجھڑا انداز میں باغیوں کو دیکھ رہے تھے خود ارغزانی کی حالت بھی حیرت انگیز تھی۔ وہ حیرت سے منہ چاڑھے مجھے دیکھ رہا تھا اور میں اس کی وجہ پوچھ گیا تھا۔ وہ تو اس کے الفاظ پر حیران تھا جس نے

”میں نے جواب دیا۔“

”اور تو اس اسلحہ سرنگوں کے ذریعے اپنے خفیہ خانوں تک پہنچ سکتا تھا۔ ارغزانی کے تمام ساتھی تجھڑا انداز میں باغیوں کو دیکھ رہے تھے خود ارغزانی کی حالت بھی حیرت انگیز تھی۔ وہ حیرت سے منہ چاڑھے مجھے دیکھ رہا تھا اور میں اس کی وجہ پوچھ گیا تھا۔ وہ تو اس کے الفاظ پر حیران تھا جس نے

”میں نے جواب دیا۔“

”اور تو اس اسلحہ سرنگوں کے ذریعے اپنے خفیہ خانوں تک پہنچ سکتا تھا۔ ارغزانی کے تمام ساتھی تجھڑا انداز میں باغیوں کو دیکھ رہے تھے خود ارغزانی کی حالت بھی حیرت انگیز تھی۔ وہ حیرت سے منہ چاڑھے مجھے دیکھ رہا تھا اور میں اس کی وجہ پوچھ گیا تھا۔ وہ تو اس کے الفاظ پر حیران تھا جس نے

”میں نے جواب دیا۔“

”اور تو اس اسلحہ سرنگوں کے ذریعے اپنے خفیہ خانوں تک پہنچ سکتا تھا۔ ارغزانی کے تمام ساتھی تجھڑا انداز میں باغیوں کو دیکھ رہے تھے خود ارغزانی کی حالت بھی حیرت انگیز تھی۔ وہ حیرت سے منہ چاڑھے مجھے دیکھ رہا تھا اور میں اس کی وجہ پوچھ گیا تھا۔ وہ تو اس کے الفاظ پر حیران تھا جس نے

”میں نے جواب دیا۔“

”اور تو اس اسلحہ سرنگوں کے ذریعے اپنے خفیہ خانوں تک پہنچ سکتا تھا۔ ارغزانی کے تمام ساتھی تجھڑا انداز میں باغیوں کو دیکھ رہے تھے خود ارغزانی کی حالت بھی حیرت انگیز تھی۔ وہ حیرت سے منہ چاڑھے مجھے دیکھ رہا تھا اور میں اس کی وجہ پوچھ گیا تھا۔ وہ تو اس کے الفاظ پر حیران تھا جس نے

”میں نے جواب دیا۔“

”اور تو اس اسلحہ سرنگوں کے ذریعے اپنے خفیہ خانوں تک پہنچ سکتا تھا۔ ارغزانی کے تمام ساتھی تجھڑا انداز میں باغیوں کو دیکھ رہے تھے خود ارغزانی کی حالت بھی حیرت انگیز تھی۔ وہ حیرت سے منہ چاڑھے مجھے دیکھ رہا تھا اور میں اس کی وجہ پوچھ گیا تھا۔ وہ تو اس کے الفاظ پر حیران تھا جس نے

”میں نے جواب دیا۔“

”اور تو اس اسلحہ سرنگوں کے ذریعے اپنے خفیہ خانوں تک پہنچ سکتا تھا۔ ارغزانی کے تمام ساتھی تجھڑا انداز میں باغیوں کو دیکھ رہے تھے خود ارغزانی کی حالت بھی حیرت انگیز تھی۔ وہ حیرت سے منہ چاڑھے مجھے دیکھ رہا تھا اور میں اس کی وجہ پوچھ گیا تھا۔ وہ تو اس کے الفاظ پر حیران تھا جس نے

”میں نے جواب دیا۔“

”اور تو اس اسلحہ سرنگوں کے ذریعے اپنے خفیہ خانوں تک پہنچ سکتا تھا۔ ارغزانی کے تمام ساتھی تجھڑا انداز میں باغیوں کو دیکھ رہے تھے خود ارغزانی کی حالت بھی حیرت انگیز تھی۔ وہ حیرت سے منہ چاڑھے مجھے دیکھ رہا تھا اور میں اس کی وجہ پوچھ گیا تھا۔ وہ تو اس کے الفاظ پر حیران تھا جس نے

”میں نے جواب دیا۔“

”اور تو اس اسلحہ سرنگوں کے ذریعے اپنے خفیہ خانوں تک پہنچ سکتا تھا۔ ارغزانی کے تمام ساتھی تجھڑا انداز میں باغیوں کو دیکھ رہے تھے خود ارغزانی کی حالت بھی حیرت انگیز تھی۔ وہ حیرت سے منہ چاڑھے مجھے دیکھ رہا تھا اور میں اس کی وجہ پوچھ گیا تھا۔ وہ تو اس کے الفاظ پر حیران تھا جس نے

”میں نے جواب دیا۔“

”اور تو اس اسلحہ سرنگوں کے ذریعے اپنے خفیہ خانوں تک پہنچ سکتا تھا۔ ارغزانی کے تمام ساتھی تجھڑا انداز میں باغیوں کو دیکھ رہے تھے خود ارغزانی کی حالت بھی حیرت انگیز تھی۔ وہ حیرت سے منہ چاڑھے مجھے دیکھ رہا تھا اور میں اس کی وجہ پوچھ گیا تھا۔ وہ تو اس کے الفاظ پر حیران تھا جس نے

”میں نے جواب دیا۔“

”اور تو اس اسلحہ سرنگوں کے ذریعے اپنے خفیہ خانوں تک پہنچ سکتا تھا۔ ارغزانی کے تمام ساتھی تجھڑا انداز میں باغیوں کو دیکھ رہے تھے خود ارغزانی کی حالت بھی حیرت انگیز تھی۔ وہ حیرت سے منہ چاڑھے مجھے دیکھ رہا تھا اور میں اس کی وجہ پوچھ گیا تھا۔ وہ تو اس کے الفاظ پر حیران تھا جس نے

”میں نے جواب دیا۔“

”اور تو اس اسلحہ سرنگوں کے ذریعے اپنے خفیہ خانوں تک پہنچ سکتا تھا۔ ارغزانی کے تمام ساتھی تجھڑا انداز میں باغیوں کو دیکھ رہے تھے خود ارغزانی کی حالت بھی حیرت انگیز تھی۔ وہ حیرت سے منہ چاڑھے مجھے دیکھ رہا تھا اور میں اس کی وجہ پوچھ گیا تھا۔ وہ تو اس کے الفاظ پر حیران تھا جس نے

”میں نے جواب دیا۔“

”اور تو اس اسلحہ سرنگوں کے ذریعے اپنے خفیہ خانوں تک پہنچ سکتا تھا۔ ارغزانی کے تمام ساتھی تجھڑا انداز میں باغیوں کو دیکھ رہے تھے خود ارغزانی کی حالت بھی حیرت انگیز تھی۔ وہ حیرت سے منہ چاڑھے مجھے دیکھ رہا تھا اور میں اس کی وجہ پوچھ گیا تھا۔ وہ تو اس کے الفاظ پر حیران تھا جس نے

”میں نے جواب دیا۔“

”اور تو اس اسلحہ سرنگوں کے ذریعے اپنے خفیہ خانوں تک پہنچ سکتا تھا۔ ارغزانی کے تمام ساتھی تجھڑا انداز میں باغیوں کو دیکھ رہے تھے خود ارغزانی کی حالت بھی حیرت انگیز تھی۔ وہ حیرت سے منہ چاڑھے مجھے دیکھ رہا تھا اور میں اس کی وجہ پوچھ گیا تھا۔ وہ تو اس کے الفاظ پر حیران تھا جس نے

”میں نے جواب دیا۔“

”اور تو اس اسلحہ سرنگوں کے ذریعے اپنے خفیہ خانوں تک پہنچ سکتا تھا۔ ارغزانی کے تمام ساتھی تجھڑا انداز میں باغیوں کو دیکھ رہے تھے خود ارغزانی کی حالت بھی حیرت انگیز تھی۔ وہ حیرت سے منہ چاڑھے مجھے دیکھ رہا تھا اور میں اس کی وجہ پوچھ گیا تھا۔ وہ تو اس کے الفاظ پر حیران تھا جس نے

”میں نے جواب دیا۔“

”اور تو اس اسلحہ سرنگوں کے ذریعے اپنے خفیہ خانوں تک پہنچ سکتا تھا۔ ارغزانی کے تمام ساتھی تجھڑا انداز میں باغیوں کو دیکھ رہے تھے خود ارغزانی کی حالت بھی حیرت انگیز تھی۔ وہ حیرت سے منہ چاڑھے مجھے دیکھ رہا تھا اور میں اس کی وجہ پوچھ گیا تھا۔ وہ تو

ارغزانے سنجیدگی سے کہا۔

”میں اس کے لیے وقت کا شکر گزار ہوں ارغزا! اس نے یہ موقع نہ آنے دیا۔ یہ حقیقت ہے اظہار کر کہ تم تبدیل نہ ہوتے پتے اردو میں تو میں نہیں زیادہ دیر تک زندہ نہ رہتا۔ لیکن بہر حال تمہارے دل میں نہ صرف مجھے ایک ایسا سہو امل بلکہ اتنا عقیدہ دوست بھی ملا جس کی دوستی پر میں بجا طور پر فخر کر سکتا ہوں۔ میں نے سیکھتے ہوئے جو اپنے ”ماں بچہ“ کا اور اس کا سہرا میری بہن کے سر پہ ہے۔ ارغزانے بھی مسکرا کر جواب دیا۔

”میرا خیال ہے ارغزا اب میں واپس چلنا چاہیے۔“
”بالکل میں خود بھی اس کام میں اب جلدی کرنا چاہتا ہوں اور پھر کم تر لوگوں کے سفر کے واپس چل دیے۔“

”نواس اسلے کے بیڑے دیکھ کر شش درہ گیا تھا اس کے پاس رہنے کے لیے جسے بہت کم وقت ملا تھا لیکن اسے نقشہ اور ہدایات تو دینا ہی تھیں۔ میں نے اسے اپنی تفصیل بھاری اور نواس گردن ہلانے لگا۔“
”تو نے جو کچھ کیا راسخ میں اس پر رحمت حیران ہوں لیکن میں پہلے ہی کہہ چکا ہوں کہ ارغزا فون کی ویڈیوں نے ایک ناقابل یقین کارنامہ انجام دیا ہے اور وہ کارنامے تیری پیدائش اور تیری پرورش۔“
”حیرت چھوڑو نواس کیا تو اس اسلے کے مطمئن ہے؟“
”اسلے پہلے بھی ہمارے پاس کافی سونے ہو رہے ہیں لیکن اس عظیم شان فخر کے بعد تو ہماری ساری ضروریات پوری ہو گئیں۔“
”سرنگ کا نقشہ سمجھ لیا۔“

”ماں!“
”اور اب ہماری اور تمہاری ملاقات سرنگ کے اختتام پر گردش میں ہی ہونا چاہیے۔ اس کام میں تم جلدی جتنی کر لو گرتے رہے۔“
”تم مطمئن رہو راسخ سارے کام تمہاری مرضی کے مطابق ہوں گے۔“
”خود آگ کی کیا کیفیت ہے؟“

”محفوظ و خاترا بھی تمک موجود ہیں بلکہ ان میں کافی اماندہ ہوا ہے ہمارے ساتھ بہترین غلہ انداز بڑی پیداکر رہے ہیں ان کی۔“

”یقیناً اس کے بعد ان کی زندگی میں جو خوشگوار تبدیلیاں آئیں گی وہ ان کی محنتوں کا ثمر ہوں گی۔ اس کے علاوہ راسخ ہمارے ہاتھ آئیے لوگ بھی لگے ہیں جو انہیں قیدیوں میں شامل تھے جو ہمارے ساتھ قرار ہوئے تھے۔“

”اور اپنی تعداد ہے ان کی؟“
”میں اس کو ہی سمجھتی ہوں۔“
”کہاں مل گئے؟“

”وہ اردو میں جھنگ رہتے تھے موت کے نزدیک تھے اگر کم

ان کی زندگی نہ بچاتے تو وہ موت کا شکار ہو گئے ہوتے۔“

”اچھا کیا تم نے؟“
”لیکن ان سے ان کے بامے میں جو معلومات حاصل ہوئیں اس نے ہم سب کے حوصلے اور ہر محاذ پر۔“

”خوب، وہ کیا معلومات تھیں؟“
”ان لوگوں پر جو حیرت انگیز تھا۔ ایسی اذیتیں برداشت کرنا پڑی تھیں کہ سن کر خوف آکر رہے۔ اس لحاظ سے ہمارے ساتھیوں نے تو بہترین وقت گزارا ہے۔“

”کہاں ہیں وہ لوگ؟“
”ہم نے انہیں خود میں شامل کر لیا ہے اور وہ لوگ بھی اب ہمارے مشن سے بہت مخلص ہیں۔“

”ٹھیک ہے کوئی حرج نہیں ہے لیکن ہر شخص کو معروف رکھو۔ کسی کو کابلی کا شکار نہیں ہونا چاہیے۔“
”وہ سب کاشت کر رہے ہیں۔“
”ٹھیک ہے نواس کوئی اور سوال؟“
”نہیں۔“

”میری ہدایات پر تم نے فوراً کر لیا ہے؟“
”ماں بخوبی۔ اور تمہیں ان کے معاملات سے بے فکر ہو۔ مجھے یقین ہے کہ تم کوئی ناقابل یقین کارنامہ انجام دینے میں مصروف ہو گے۔“
”بھڑاں میں بذریعہ سرنگ گردش پہنچ رہا ہوں۔“

”نواس کی یقین دہانی کے بعد میں واپس سے چل پڑا۔ باقی ساتھی ہمارے ساتھ تھے اور ہم نے ان کی حالت تہہ نہادی تھی اور اب تم گردش واپس سفر کر رہے تھے۔ میرے ذہن میں ایک اور خیال بھی تھا جس کا تذکرہ میں نے ارغزانے کیا۔“

”ارغزا کیا اسلے کی گمشدگی کا راز کھل گیا ہو گا؟“
”اوہ ممکن ہے۔“

”کیا ان کا شہر ہمارے اوپر بھی جاسکتا ہے؟“
”ناممکن۔“

”بھر دو کیا سوچیں گے؟“
”دوسری بات ہے کہ وہ لے باغیوں کی حرکت ہمیں اور یقیناً

”اس صورت میں تو ہم محفوظ ہیں۔“
”مستعد ہمارے لیے کوئی خطرہ نہیں ہے۔ ارغزانے مطمئن لبے

”میں کہا۔ اور پھر میں نے اسے مزید تفصیل بتانے کا فیصلہ کیا۔“
”اس کے علاوہ میں ایک اور انکشاف کرنا چاہتا ہوں۔“

”اور اب اور کوئی انکشاف باقی رہ گیا ہے کیا۔ مجھے تو آج تک حیرت ہے کہ۔“
”بایں لوں کا فہم سربراہ میرے ساتھ ہے۔“

ارغزانے تجرید انداز میں سیکھتے ہوئے کہا۔

”نہیں۔ وہ بات میری ذات سے متعلق نہیں ہے۔“

”پھر؟“
”محل ہی کی ایک بات ہے لیکن میرے خیال میں تم خود بھی اس سے لاعلم ہو۔ ورنہ اس کا تذکرہ ضرور کرتے۔“

”ایسی کوئی بات ہے؟“
”تم نے کبھی مجھے ہارسی فون کے بامے میں نہیں بتایا۔“
”ہارسی فون، لب فون کی ماں؟“
”ہاں۔“

”اس کے بامے میں کوئی قابل ذکر بات ہی نہیں تھی۔“
”کیا وہ زندہ ہے؟“
”ماں اور محل کے ایک گوشے میں رہ رہی ہے۔“

”کیا وہ گوشہ نشین ہے؟“
”ماں اس نے خود ہی یہ زندگی اختیار کی ہے لیکن اس کا بیٹا لب فون اس کا پورا پورا خیال رکھتا ہے اور اس نے اسے محل ہی کے ایک حصے میں رکھا ہوا ہے۔“

”کیا لب فون اسلے میں بھی جاتا ہے؟“
”یہ سننا ہے کہ وہ اپنی ماں کی خدمت میں حاضری دیتا رہتا ہے۔“
”منا کے کسی سپاہی نے نہیں اس حاضری کی تفصیل نہیں بتائی۔“
”نہیں، کوئی خاص بات ہے؟“ ارغزا نے انکھوں سے تبس جھانک رہا تھا لیکن اس نے اس بات کا کوئی جواب نہیں دیا اور ایک اور سوال داغ دیا۔

”کیا اپنی شش اپنی بیٹی سے ملے... کبھی نہیں جاتا؟“
”اپنی شش؟“ ارغزانے چونک کر پوچھا مگر میں میرا خیال ہے وہ اس سے نہیں ملتا۔“

”کیوں؟“
”وہ بیٹی نے زیادہ غرض نہیں ہے۔ شاید اس کے ذہن میں

”بات ہے کہ پری فون کی وجہ سے اس کی حکومت چھین گئی تھی۔“
”کیا اسے اس سے محبت بھی نہ ہوگی؟“

”ایسی بات بھی نہیں ہے لیکن وہ اپنے ہی جو توڑ میں مصروف ہے اسے باغیوں کا بھی خوف ہے اس لیے وہ ہر وقت جاگ رہتا ہوتا ہے۔“
”ہوں تو پھر وہ ضرور مل جائے گا۔“
”کوئی بات ہے؟“

”دوستی و رازہ سو فیصدی جانور ہے۔ میری بھر میں نہیں آتا کہ وہ انسان کی اولاد کس طرح ہو سکتا ہے۔“

”یعنی؟“
”گوئیلا پرن مل کو صرف صورت کھتا ہے اور پری فون کا بدن

اس کے خاتون کی خراشوں سے بھرا ہوا ہے وہ مجبور ہے اور بیٹے سخت نفرت کرتی ہے۔“

”کیا؟“ ارغزا کا منہ حیرت سے کھلا رہ گیا۔
”ماں ارغزا غلط ہے کہ ایک جانور سے اس سے زیادہ کیا توقع رکھتے ہو اور یہ بتاری اس دنیا کا سب سے انسانک پہلو ہے تمہاری ہونے جس کی چہرہ دیشیوں کے تحت ان کے مستقل تارک کر رہا ہے۔ وہ صرف ایک جانور ہے انسانوں کی صفات رکھنے والا جانور۔“

”بڑی عجیب بات کسی تم نے راسخ۔ ایسی خوفناک بات کہ اگر گردش کے لوگوں کو معلوم ہو جائے تو ایک طوفان کھڑا ہو جائے۔“
”اس طوفان کا نتیجہ کیا ہو گا؟“ میں نے ارغزا کو گھورتے ہوئے کہا۔
”قتل و غارت گری اور بے پناہ خونریزی۔ کیونکہ بہر حال لب فون اس کے بہنو اس کے لیے سب کچھ کر دیں گے اور وہ طاقتور ہیں۔“

”خود اپنی شش کا کیا رویہ ہو گا؟“ میں نے دوسرا سوال کیا اور ارغزا سوچ میں ڈوب گیا۔ پھر گردن ہلانے لگا۔

”اس کے بامے میں نہیں کر سکتا۔ ممکن ہے اپنی شش کا نظریہ بدل جائے اور وہ لب فون کا دشمن بن جائے۔“
”اس کے امکانات تو جو ہیں۔“

”کافی حد تک۔ کیونکہ اگر خود اپنی شش اس پہلو کو نظر انداز کرنا چاہے تو اس کے پس کی بات نہیں ہے اس کے خلاف اس کا نفرت پھیل جائے گی کہ وہ اس نفرت کا سامنا نہیں کر سکے گا۔“
”گو یادوں پہلو ہمارے حق میں ہیں۔“
”کیا مطلب؟“

”میں اپنی شش کو اس لیے روشناس کرنا چاہتا ہوں ارغزا اور اب واپس جانے کے بعد تیار کام ہے ہو گا کہ میری مستقل ذہنی لب فون پر رہی لگا دو۔“

”وہ اس سے تم کیا حاصل کرنا چاہتے ہو؟“
”ان دونوں میں اختلاف، لیکن اس کا انہماک اس وقت

”کر رہا ہے کہ اس کا مکمل ہو جائے گا۔“
”اور تم اس قدر خطرناک ہو راسخ باغیہ تمہیں اس کا حق پہنچا ہے

”کہ تم باغیوں کی سربراہی کرو۔ اور اس کے بعد اس ملک کا نظریہ شش بجا ہوگا۔“
”ارغزانے کہا اور میرے ہوشوں پر سکا ہٹ پھیل گئی۔ اس حق کو تو ان غلط فہمیوں کا شکار تھا اسے کیا معلوم میں کون تھا۔ اگر وہ میرے بامے میں پھلو اور جاتا ہوتا تو حیرت کا مجسمہ ہو جاتا۔“

”بہر حال ہم گردش میں داخل ہو گئے اور ارغزانے پہلے شش ہی محل کا رخ کیا تھا میری شش کی حیثیت ہی نہیں تھی لیکن جس وقت ارغزا اپنی

”... کے سامنے پہنچا تو میں بھی اس کے ساتھ ہی تھا۔“
”ارغزانے بڑے پشیمان لہجے میں اپنی ناکامی کی داستان سنائی تھی

اس نے بتا کر قافلہ لوٹ لیا گیا۔ باغیوں کی نگاہوں سے وہ روپوش نہ ہو سکا اور اس کے ساتھیوں کو زخمی کئے کہ ڈال دیا گیا۔

ایسی ہی کافہ شباب پر عیاقیوں لگتا ہے راز خزانہ کے چھپنے کے قابل نہیں ہو باغیوں کی مرکز میں بڑھتی جا رہی ہیں اور تم ہمیشہ اپنی ناکام صورت کے گمراہ سہارے بنے ہو۔

میں شرمسار ہوں۔ اور غارت خانے کا۔

لیکن ہمارا دشمن ساری ایسی فوس کے باغیوں کو ختم نہیں کر سکتی میں ایسی فوس سے مشورہ کئے کسی اور شخص کو ہماری جاکھینات کر دیا گا اس وقت تک پہلے میرے کو چھوڑ کر محل کے محافظوں کے گروہ کی قوت انجام دو۔

ارغزانے سر کو جھکا دیا۔ اور چہرہ میں سے چلایا لیکن اس کے ہونٹ پر کلاہٹ تھی کیا خیال ہے راسن ہمارے دوست لپٹی اس نے تو ہمارے اوپر رعایت کی ہے۔

میںے شک ہیں اس کا شکوہ گزار ہونا چاہیے۔

ماوریا خیال چاہا تم اپنا کام انجام دو۔

کوئی کام؟

تم اپنی فوس کو اس کی پٹی پر سی فون کے بالے میں بٹا دو یہ ایک دلچسپ کام ہو گا۔

لیکن تم کو ساری خدمت بدل چکی ہے ارغزانہ کیوں نہ کہ کام اب تم کو غارت خانے کے محل کے محافظوں کے نگہبان بن گئے ہو۔

اوه جیسا تم کہو۔ ارغزانے کہا اور ہمارا سلسلہ میں لائے عمل مرتب کرنے لگے۔

اس غارت خانے سے اسلحے کی چوری کی بات ابھی تک منظور نہیں آئی تھی۔ بہر حال ارغزانے محل کے نگہبان کی حیثیت سے معاملات میں شامل کیے ہیں

حسب معمول گویے ہشتادہ ایب فوس کا خادم بن گیا تھا۔ اور مستقل طور پر اس کی خواب گاہ میں تعینات تھا تاکہ اس پر نگاہ رکھوں اور بلاشبہ اس

گوریلے کے کارندے بے حد گھناؤنے اور قابل نفرت تھے۔ مجھے اس کی ذات سے بے پناہ کھن آنے لگی تھی اور میں نے یہ بات بھولی محسوس کی تھی کہ وہ کس

پیرے وارا اور محل کے دوسرے بے شمار لوگ اس سے بے پناہ نفرت کرتے تھے وہ اس کی رعیت میں تھے لیکن خوش نہیں تھے۔

نوجوان اور نوجوان لڑکیاں گویے کی خواب گاہ میں پہنچانی جاتی تھیں اور اس کے بعد ان کو ان کی لائشیں برآمد ہوتیں یا پھر وہ اس حالت

میں ہوتیں کہ ان کے جسموں میں ہوتے۔ بڑی دردناک کیفیت ہوتی تھی ان کی اور اس کے بعد جب سب فوس اپنی خواب گاہ سے برآمد ہوتا تو

دل چاہتا کہ اس کے بدن کے کھنڈے کھنڈے کر دیئے جائیں لیکن ایسی کچھ وقت باقی تھا۔

میں اگر چاہتا تو یہ سارے کام کر سکتا تھا لیکن بات صرف اس گوریلے کی نہیں تھی بلکہ محنت افزائی کی پوری حکومت کو تبدیل کرنا تھا اور اس سلسلے میں بہت سارے

اس کم قیمت ہانور کے ہزار کافے تھے جتنے کیوں؟

سوس نے محسوس کیا کہ گوریلہ جتنی ترسین لڑکیوں کے درمیان رہتے کے باوجود برسی فون سے خاص رجعت رکھتا تھا اس کی وجہ میں نے محسوس کی

تھی جو شاید یہ تھی کہ گوریلہ جب بھی کسی قسم کی پریشانی کا شکار نظر آتا تو برسی فون کے کمرے کی جانب چلا جاتا تھا بعض اوقات یہ میں ہوتا تھا کہ کوئی

غریب صورت جیسے اس کی خواب گاہ میں بیٹھی اور فون پر ہر سہرہ واپس آگئی معلوم ہوا کہ میری اس کی بریڈیج کے دن نہیں آئے اور میں نے برسی فون کی خواب گاہ کی جانب بھاگتے دیکھا۔

اور ہر تاس وقت میری تھا کہ خادموں میں سے ایک خادم ضرور اس کے ساتھ برسی فون کی خواب گاہ میں رہا کرتا تھا لیکن اس بات کا مجھے بالکل

بھی اندازہ نہیں تھا کہ وہ ایسا کیوں کرتا ہے۔

بڑا ہی گھناؤنا کارندہ تھا برسی فون کے اس بیڈ کاجس کا قطعہ ایک قلم کوڑا کا تھا اور میں نے بار بار محسوس کیا کہ برسی فون اب اپنی اس

حرکت پر کس قدر چھپاتی ہے۔ سو اس دن گوریلے کی ذہنی کیفیت زیادہ معلوم نہیں ہوتی تھی اور میں نے محسوس کیا کہ وہ پریشان ہے۔

راتے دنوں میں مجھے اندازہ تھا کہ میں نے اس کی شخصیت کے کچھ پہلو سمجھے ہیں اور اسی وقت مجھے... اپنا کام انجام دینا تھا اور اس

وقت میرے اندازے کے مطابق گوریلے کی بے پناہی اس بات کی نشاندہی کرتی تھی کہ وہ برسی فون کی جانب ضرور بھاگے گا کیونکہ اس سے قبل بھی کئی

بار ہی لڑا ہوا چلا تھا۔ چنانچہ میں نے اپنے دوست ارغزانہ کو اطلاع دی۔ ارغزانے بیچارہ انداز میں مجھے دیکھا تھا اور پھر وہ کہنے لگا میرا

تمہیں یقین ہے کہ آج وہ وہاں ضرور جائے گا۔

میں میرے دوست پر خیال کیا کہ اسے موقع پر ہی دیکھ لیا جائے تو زیادہ بہتر ہے۔ میں اس کی بے پناہی سے یہ محسوس کرتا ہوں کہ آج

وہ ضرور برسی فون کی جانب جائے گا۔

تو چہر میں لپٹی فوس سے بات کر دی۔

یقیناً؟

تم میرے ساتھ چلو گے؟

مزدور ہے کیونکہ اطلاع دینے والوں میں تو میں ہی ہوں۔

تب پھر اڑکیں دیر نہیں کرنا چاہیے اور میری ہوگا کہ اسے تم

اس وقت خواب گاہ میں موجود رہو جب لپٹی فوس کو میں وہاں سے جانوں

میں پوری کوشش کر دوں گا۔ میں نے جواب دیا اور دو دنوں

اپنی فوس کی جانب چل دیئے۔ اپنی فوس تک رسائی زیادہ مشکل نہیں تھی اس

نے اطلاع ملنے پر میں اپنی آرام گاہ میں چلایا۔

ارغزانہ کیا اپنے جیسے کی بھائی کی بات کرنے کے بعد لیکن میں اس

سلسلہ میں گنالی کا انتخاب کر چکا ہوں اور میں نے اسے ہدایت بھی دے دی ہے کہ وہ باغیوں کی سرکوبی کے لیے انتہائی اقدامات کرے اور تم اب اس کا نتیجہ

دیکھو گے۔

ایسی ہی نریرک اور دانشمند ہے اور اس کے جو فیصلے ہوتے ہیں وہ

تجربہ افزائی کی بجائے یہ ہوتے ہیں چنانچہ زب فوس کے وفادار کی حیثیت سے ہر شخص پر لازم ہے کہ وہ اپنی فوس کے فیصلوں کی اطاعت کرے اس لیے

مجھے جوتائے منصب پر شامیل ہونے سے پہلے کہ میں بے اہمیت اپنے پرانے منصب کی بجائی کے لیے نہیں آیا۔

پھر پھر کیا بات ہے؟ ارغزانہ کے الفاظ سے اپنی فوس کا مزہ نرم نظر آئے لگا۔

اس سے قبل میری توجہ باغیوں کی جانب مبذول تھی لیکن محل میں اگر میں نے حسب استطاعت محل کے حالات کو دیکھا ہے اور اس وقت میں

ایک دردناک اطلاع کے کمرے پر پہنچا ہوں اپنی فوس اور میرا فرض تھا۔

دردناک اطلاع؟ اپنی فوس نے جو تک کر چھا۔

ہاں اپنی فوس کی غیرت اور وطن دوستی میری نگاہوں سے چھپی ہوئی نہیں ہے۔ زب فوس اس کا نواسہ ہے لیکن میں جاننا ہوں شاہی وقار

اور دبیرت اپنی فوس نے ہی دیکھا ہے اور اپنی فوس اس کا نگہبان ہے لیکن میرے علم میں یہ بات نہیں آئی کہ لپٹی فوس نے غارت خانہ سے پیدا ہونے

باعت اثرنے کے قانون یا محض وحیت کے قانون کی دھجیاں اڑائی ہوں۔

ہاں یہ حقیقت ہے۔ ہر نے ایب فوس کے معاملات میں نفرت نہیں کی لیکن خود بھی تحت اثرنے کے قوانین کو مدہ نہیں کیا۔

اس لیے مجھے یقین ہے کہ اس معاملے کی لپٹی فوس کو اطلاع نہیں ہے۔

میں معاملے کی بات کر رہے ہوں ارغزانہ بات کو بھالے بغیر صاف صاف

کہو۔

ہمارے اس خادم کا نام ایک ہے اور میری جانب سے ایب فوس کی خواب گاہ پر تعینات تھا۔ ارغزانہ نے میری طرف اشارہ کیا۔

تو چہرہ ہمارے اس خادم نے ایسی کیا بات دیکھی جس سے تم نے محسوس کیا کہ محنت اثرنے کا قانون زخمی ہو چکا ہے۔

خادم کی یہ بھال نہیں ہے شاہ اپنی فوس کہ وہ کئی قسم کی مداخلت

یا اپنی حوت سے کوئی ایسی بات کرے جو اس کی حیثیت سے برتر ہو کہ شہزادی

ہاں فون نے اس سے خود غلو مانہ درخواست کی کہ وہ کم از کم ایک بار تو

اپنی فوس کو اس کا پیغام دے اور اسے بتائے کہ جب سے اس نے برسی فون

کی جانب سے لگائیں پھر میں برسی فون کی حیثیت اس محل میں کیا ہوگی

ظاہر ہے سب کچھ برسرِ حال ہے جو میں ہونا چاہیے۔

پوری فون تو اپنی فوس کی آواز میں لرزش تھی۔ وہ اپنی جگہ سے

گھبراہٹ کر گیا ہوا برسی فون کو؟

شاہ لپٹی فوس کا کیا تم نے اسی دوران کبھی برسی فون کی غیرت

جاننے کی کوشش کی ہے کیا تم اس سے بے ہو؟

میںیں جو مل عرصے سے تیں۔

اور اس کی وجہ کیا ہے؟ پھر مجھے لاحق ایک خادم کو تو نہیں ہے لیکن؟

ارغزانے بات اصراری چھوڑ دی۔

اور اس کا وجہ یہ ہے کہ میں برسی فون کی کچھ باتوں سے شدید بیمار

تھا۔ میں غصہ تھا اس بات کا کہ برسی فون خود مجھے رابطہ قائم کرتی تھی اس کے

انداز میں بے پناہ ہے چینی تھی لیکن اس نے مجھ سے رابطہ قائم نہیں کیا اور میں اس سے برگشتہ رہا۔

میںیں۔ وہ اس قابل ہی نہیں تھی کہ تم سے رابطہ قائم کرتی تھا

اپنی فوس۔ ارغزانے کہا۔

کیوں ایسی کیا بات ہوئی؟

میںیں شاید اس بات کی اطلاع نہیں ہے کہ... شاہ ایب فوس بعض معاملات میں مسائل سے تعلق محنت ہیں۔

مجھے اندازہ ہے۔

میرے حجب میںیں اندازہ تھا شاہ اپنی فوس تو کیا تیں معلوم ہے

کہ محنت اثرنے کی تاریخ میں کبھی کوئی ایسا واقعہ ہوا ہو کہ کسی ماں کے بطن سے پیدا ہونے والا بچہ کوئی ماں کا شہرہ زن سے منادے اور اسے بھی ایک

عورت سمجھے۔

یہ کیا کہہ رہے ہو۔ اپنی فوس کی آواز میں خوف کے آثار تھے۔

ہاں۔ یہ لڑیہ خادم اپنی نگاہوں سے وہ دردنگی دیکھ چکا ہے۔

جس کے نشانات برسی فون کے بدن پر کبھی ثبوت کی مانند ہو جاتے ہیں۔

اس کا پورا جسم زخمی کیا جا چکا ہے اور وہ قتلے کے اس کے بدن کی

مرغ خراشوں میں امنار ہوتا چلا جا رہا ہے۔ اس کی وجہ وہ وحشت خیز

سلوک جو ایک دردناک اپنی ماں کے ساتھ کرتا ہے وہ فزائش ایب فوس

کے ناخون سے بنتی ہیں۔ جتنی کہ پچھاری برسی فون اس قابل نہیں جاتی

کہ خود اٹھ سکے۔

میںیں۔ نہیں۔ یہ نہیں ہو سکتا۔ یہ کبھی نہیں ہو سکتا۔ اپنی فوس کے لیے میں وحشت تھی۔

میرا بالکل درست ہے لپٹی فوس، میرا خادم اس بات کا پتہ دیدہ گوہ

ہے اور خود برسی فون نے اس بات کے لیے کلمہ کہ کم از کم اپنی فوس کو اس کی

حالت نرا کی اطلاع دی جائے۔

اوه۔ اوه۔ وحشی دردنگے، وحشی کتے، قوتے اپنی فوس کی مداخلت

سے ناجائز فائدہ اٹھا رہے۔ قوتے اپنی فوس کے سینے میں سولہ کیلے لپٹی فوس

میں نے کسی بھی قابل بنایا۔ جس نے مجھے عورت پر پرتیپایا۔ وہ مجھے فانی کر گئے

ہے۔ برسی فون میری بیٹی میری بیٹی تھی میرے ساتھ بہت براسلک ہو چکا ہے

33

نوجوان ایک تم مجھے ساری باتیں سچ بتاؤ۔ کیا تم نے اپنی انھوں سے میری بیٹی کے ساتھ حیثیت اور زندگی کا سلوک دیکھا ہے؟

"ہاں۔ شاہ اپنی لاش۔ وہ جیتی ہے کراہتی ہے لیکن ایب نوس اس پر کوئی رحم نہیں کرتا۔ وہ پرسی فون کو لپکا کھڑتا ہے اسے اٹھا کر زمین پر پینچتا ہے اور اسے بالکل نڈھال کر دیتا ہے۔ پرسی فون ایک تیزی سے تڑپا دیتا ہے حیثیت نہیں رکھتی اسے اپنے کمرے سے نکلنے کی اجازت نہیں ہے اور وہ اپنی آواز دھڑا کرے پھر کمرے سے پھرے دھڑا کر نکل سکتا ہے۔"

اپنی لاش کا چہرے غصے کی شدت سے سرخ ہو رہا تھا تب اس نے خوفناک ہنس میں کہا۔

"ایب نوس، ایب نوس۔ اب تیری زندگی میرے لیے مناسب نہیں ہے۔ مجھے کیا معلوم تھا کہ تو وحشت اور زندگی کی یہ بدترین مثال قائم کرے گا۔ ایب نوس تو نے میرے خوابوں کو دہم برہم کر دیا ہے۔ آج میں نے تیرے بارے میں کیا سوچا تھا۔ لیکن تو نے میرے سینے میں بھی بھونک دیا ہے۔ ارغاز۔ ارغاز تو نے میرے اوپر احسان کیا ہے لیکن تو میرا مخلص اور مددگار ہے۔ میں نے تیرے ساتھ بستر سلوک نہیں کیا میں ابھی پرسی فون سے ملوں گا۔ آہ میری بچی کس اذیت کا شکار ہے؟"

اپنی لاش غصے اور سرج کی کیفیت سے نڈھال ہو گیا تھا۔

"شاہ اپنی لاش۔ میری ایک درخواست ہے۔"

"کیا؟" اس نے غم و اندھکے لیے میں کہا۔

"ابھی آپ انتظار کریں؟"

"کیا انتظار کریں؟"

"اگر آپ کچھ انتظار کریں تو میرے پاس اس وقت آپ کو دیاں پہنچاؤں جب ایب نوس زندگی کا مظاہرہ کر رہا ہو۔ دوسری صورت میں وہ ہم سب کو جھوٹا بھی ثابت کر سکتا ہے؟"

"لیکن میں کیسے انتظار کروں۔ میں اپنی بچی کے لیے جینے پہنچاؤں۔"

"ہمیں مصلحت آگیا کرنا بدیہہ کا؟"

"میری مصلحت؟ میں ابھی قادر ہوں وہ کیا بھلا ہے خود کو اس نے تو اپنی ماں کا خیال کیا نہ میرا۔ میں نے اس کے لیے کیا نہیں کیا لیکن فوج بھی میری آواز اس سے برتر ہے۔ تم کیا سمجھتے ہو۔ لوگوں کا مجھے ہجوم؟"

"ہاں کے بارے میں شاہ اپنی لاش؟"

"تمہارے اشرے پر کسی کی حکومت ہے؟"

"ایب نوس کی؟"

"دوسروں کی طرح تم بھی احمق ہو۔ خدا بھی کچھ داسرے تو سمجھ جاتے ایب نوس ہوتا کون ہے ایک وحشی عرف ایک جانور ہے میں نے انسان بنایا ہے جب وہ اپنی... بہیت نہیں بدل سکا تو اور کیا کر سکتا ہے۔ میں ارغاز تحت اشرے پہنچا بھی میری حکومت ہے ادا اس کے وفادار میری

قوت سے نہیں ٹکرائے۔"

"شاہ بہتر جانتا ہے۔"

"لیکن میں قسمی بات مانوں گا خادم۔ جاؤ اپنا کام انجام دو۔ اور ارغاز تم میرے ساتھ رہو۔ میں اسے عام وحشت میں دیکھنا چاہتا ہوں میں نے سر کھلایا۔ اور پھر میں واپس ایب نوس کی خواب گاہ پر آگیا۔ وحشی و دندہ اندر غراؤ تھا۔ اور پھر زیادہ دیر نہیں گزری تھی کہ وہ آندھی اور فونان کی طرح باہر نکلا۔ اس کے انداز میں وحشت تھی۔ تمام خادم موڈب ہو گئے۔ اس نے کسی سے کچھ نہیں کہا اور آگے بڑھ گیا کسی کی بہت نہ ہونی تھی کہ اس کے پیچھے چلے۔ لیکن بدو قیصر مجھے کسی بات کی کیا پروا ہو سکتی تھی۔ میں اس کے پیچھے دوڑا اور میں نے غصوں کر لیا کہ اس کا لاش پرسی فون کی خواب گاہ کی طرف ہی تھا۔ تب میں نے اس کے ساتھ اندر جانا مناسب نہیں سمجھا۔ اور ارغاز اپنی لاش کے پاس موجود تھا۔ دونوں مجھے دیکھ کر اچھل پڑے تھے۔"

"وہ۔۔۔ شہزادی کے کمرے کی جانب گیا ہے۔ میں نے خاموشی کے ساتھ انداز میں کہا۔"

"اوہ چلو۔ چلو ارغاز۔" اپنی لاش نے بڑا غصہ اپنے لباس میں چھپایا۔ اور پھر وہ باہر لپکا۔ میں ارغاز اس کے پیچھے تھے۔ ارغاز نے مسکراتے ہوئے مجھے آنکھ ماری اور میں بھی مسکرتے لگا۔

تب ہم تینوں پرسی فون کی خواب گاہ پر پہنچ گئے۔ خواب گاہ کا دروازہ بند نہیں تھا اور اندر سے پرسی فون کی وحشت زدہ آواز میں سنائی دے رہی تھیں کبھی کبھی یہ آواز اس کرناک جیٹوں میں بھی بدل جاتی تھیں۔

اپنی لاش کیواز اور اندر داخل ہو گیا اور ارغاز بھی اس کے پیچھے ہی اندر چلا گیا۔

اندر کا نظریہ میرے لیے اجنبی نہیں تھا۔ شراب کے برتن نہ میری پر بکھرے ہوئے تھے۔ پرسی فون بے لباس تھی۔ اس کے بدن پر پرسی خواہش نظر آ رہی تھیں اور قوی ہیکل گویلا درمیان میں کھڑا ہوا تھا۔

"ایب نوس۔" اپنی لاش کی آواز سنائی دی اور گویلا نے اندر اپنی لاش کی آواز سے ایک نمایاں تبدیلی نظر آئی۔ وہ پلٹ کر اپنی لاش کو دیکھنے لگا اور پھر اس نے مجھے اندر غراؤ کو دیکھا۔

اپنی لاش آگے بڑھ گیا۔ اور اب وہ گویلا کے مقابل نظر آ رہا تھا۔

"ایب نوس یہ کون ہے؟" اپنی لاش نے کہا اور اس کی لاش پرسی فون آگے بڑھ آئی۔

"صرف اسے دیکھ رہا ہے اپنی لاش مجھے بھی تو دیکھ رہی ہیں۔"

اس نے پھرے ہوئے لیے میں کہا اور اس کا بے لباس جسم دیکھ کر اپنی لاش کی آنکھیں جھک گئیں۔

مجھے نہیں معلوم تھا پرسی۔ میری بچی مجھے نہیں معلوم تھا۔"

"ایب نوس۔ ایب نوس۔ اسے نہیں معلوم تھا۔ پرسی میرے پیچھے میرے بیٹے! اسے کچھ نہیں معلوم تھا کہ اس کی بیٹی کس حال میں ہے۔ میرے نزدیک۔ اسے تاکہ تو میرے ساتھ کیا سلوک کر رہا ہے۔ دیکھو میرا بدن تیرے لیے ہے۔ اپنی لاش کو اپنی قوت کے مظاہرے دکھایا ایب نوس اس نے گویلا کو کھجور ڈالا لیکن اپنی لاش نے پرسی کو پکڑ کر اور گھٹ لیا۔

"جھگلی گئے تو نے یہی نہ سوچا کہ تیری ہی ماں سے تو نے اس کے پیٹ سے جنم لیا ہے۔ وحشی جانور مجھے نہیں معلوم تھا کہ میرا لگایا ہوا پلو اس قدر نہر بلایا بن جائے گا اور اب مجھے بتا دینا تیرے ساتھ کیا سلوک کروں؟"

گویلا بول نہیں سکتا تھا لیکن یہ بات سب جانتے تھے کہ وہ انسانوں کی مانند کچھ وار ہے اور ہر بات پر غور کر سکتا ہے۔

اس کے چہرے پر پہلے پناہ خوفناک کیفیت طاری تھی تب اس نے منہ سے خون خوار آواز میں نکالیں اور اپنی لاش کو باہر چلنے کا اشارہ کیا۔ اس کے انداز میں بغاوت نظر آ رہی تھی۔

"میں کتنا ہوں فوراً یہاں سے چلا جا اور کسی جھگلی میں جا کر پناہ سے۔ اب تیری یہاں گینا نش نہیں ہے چلا جا ورنہ میں۔ میں تجھے قتل بھی کر سکتا ہوں۔ اپنی لاش نے سنا پناہ تو نکال لیا مگر دونوں پیچھے ہٹ گئے تب گویلا کے انداز میں وحشت ابھرائی۔ اس کے صلیق سے لپکی ہلکی غراہیں نکلتی گئیں پھر اس نے دونوں ہاتھ بڑھائے اور آگے بڑھا۔

یعنی کوئی خاص واقعہ ہونے والا تھا اور یہ بات میں اور ارغاز دونوں ہی جانتے تھے کہ اپنی لاش اس گویلا کا مقابلہ نہیں کر سکتا کیونکہ گویلا بے پناہ طاقتور تھا اور اپنی لاش کی حادثہ کا شکار ہونے والا تھا۔

گویلا قدم قدم آگے بڑھتا رہا۔ اپنی لاش نے پرسی فون کو اپنے پیچھے کر لیا لیکن دوسرے لمحے پرسی فون نے اپنے باپ کو دھکا دیا اور آگے آگئی۔

"نہیں اپنی لاش تو اسے قتل نہیں کر سکتا۔ اسے قتل کرنے سے پہلے اس کی وحشت کا مظاہرہ مجھے دیکھنا ہو گا۔ مجھے دیکھنا ہو گا کہ آج تک تیری بیٹی کے ساتھ کیا سلوک ہوتا رہا ہے اور تو کس طرح جوابدہ تیرا رہا ہے؟"

پرسی فون میری وحشت کو آواز دے رہی تھیں معلوم تھا کہ تو کس کیفیت میں ہے۔ ہٹ جا سانس سے ہٹ جا۔ اپنی لاش نے پرسی فون کو ایک طرف کر دیا اور خود چند قدم آگے بڑھ گیا۔

تب اپنا تک گویلا اپنی جگہ رک گیا اور پرسی فون نے شاید اس بات پر یقین نہ لے سکی لیکن میں نے گزری ہوئی صدیوں میں اپنے واقعات دیکھے ہیں کہ اگر تم میرے سامنے کوئی عجیب ترین چیز لاکر بھی رکھو تو مجھے حیرت نہ ہوگی۔"

گویلا اس انداز میں رکھا تھا جسے اب وہ اپنی لاش پر حملہ آور ہونا

چاہتا ہو۔ اپنی لاش کے انداز میں وہی کیفیت تھی۔ وہ بے حد خون خوار نظر آ رہا تھا اور اس کا لباس خچر اس کے ہاتھ میں لہرا رہا تھا۔

"رک کیوں گیا بزدل۔ آگے بڑھ اور مجھے مقابلہ کر میں انسان چاہتا ہوں کہ میرے ہاتھوں میں اب کتنی قوت ہے اور کیا اب میں کس جرم کو شکست نہیں دے سکتا جس نے تحت اشرے کے قوانین سے بغاوت کی ہے اور جو ہمارے اصول کے بنائے ہوئے اصول توڑنے کا مرتکب ہو رہا ہے تو نے کچھ کیا ہے اس کے لیے مجھے کبھی معاف نہیں کیا جاسکتا کیونکہ پرسی فون تیری ماں ہے۔"

"کیوں بزدل کرو۔" اپنا تک گویلا کے منہ سے آواز نکلی اور اپنی لاش.... کا منہ بھی حیرت سے پھیل گیا۔

"میں اس کا بیٹا نہیں ہوں۔ میں کوڑا لکھتا بھی نہیں ہوں۔ میں کون ہوں اس کے بارے میں اس وقت بتاؤں گا جب تم زندگی کی آخری سانسیں لے رہے ہو گے۔ اور یہ ایسی اپنا تک اور اپنی حیرت انگیز تھی کہ صرف میں اور ارغاز دیکھ پرسی فون اور اپنی لاش بھی ششدر رہ گئے تھے انہوں نے کبھی اس گویلا کو نہیں دیکھا تھا۔ تب گویلا نے اپنے سر پر ہاتھ رکھا اور ایک ناقابل یقین واقعہ رونما ہوا۔

گویلا نے اپنے بدن سے پرسی کمال آواز دے لپکی ایک گویلا کمال اور اس کمال کے نیچے سے جو انسان بڑھ رہا تھا وہ میرے لیے پرسی فون کے لیے اور اپنی لاش کے لیے کچھ خیر تھا۔ میں نوجوان انسان کے نہیں جانتا تھا۔

"تو۔ تو کون ہے؟" اپنی لاش نے پکارتی ہوئی آواز میں کہا۔

"ایک کہانی ایک داستان ہے۔ میری صورت تیرے لیے اور تیری بیٹی کے لیے اجنبی نہ ہوگی۔ اس نے جواب دیا۔

"فیروزا۔ تو۔ یہ تو ہے؟"

"ہاں۔ اور اب مجھے معلوم ہو گیا ہو گا اپنی لاش کہ پرسی فون میری ماں نہیں میری بیوی ہے۔"

"لیکن لیکن تو تو مر چکا تھا؟"

"ہاں میں مر چکا تھا لیکن میرا علم میرا جانو زندہ تھا۔ میں نے تجھے کہا تھا۔ میں ایک داستان ہوں ایک انوکھی داستان اور اب وقت آگیا ہے کہ میں خود کو اٹھا کر دل کر اس سے مناسب وقت اور کوئی نہیں ہے۔"

اور پرسی فون نے تحت اشرے کی داستان کا سب سے عجیب اور بہرہ ور موز تھا۔ میں نہیں جانتا تھا کہ گویلا بڑا کیسے بن گیا اس نے پرسی فون کے بدن سے جنم لیا تھا اور مجھے یہ بھی نہیں معلوم تھا کہ پرسی فون جادوگر میری اس وقت کی حیثیت سے بھی واقع تھا یا نہیں میں نے فوٹا یاد ہے نا۔ وہی جادوگر جس نے پہلے کے ساتھ کہ پرسی فون اسے دے گئے اور حکومت خود دے لے۔ اور پھر اس نے خود کو پہلے کے سامنے ہلاک کر لیا تھا۔

پرسی فوٹا کی ہوگی۔ لیکن نے یہ شوق علم کی اور فوٹا کے علم کو بھی شکست دے دی۔ تب فوٹا نے وہ چالیس چالیس جن کا اس نے تذکرہ کیا۔ اور اس نے اپنے علم کو مضبوط بنایا۔ اس نے بظاہر یہی کہنے کے سامنے خود کو ختم کر دیا لیکن دوسری شکل میں زندہ ہو گیا۔ یہ اس کا علم تھا اپنی شجہ حکومت و شجہ و کلاس احساس کا شکار ہو گیا تھا کہ اس کی کوئی حیثیت نہیں رہی اس سائنس کا شریک بنا لیکن وہ بھی حالات سے لاعلم تھا اور آج تک وہ یہی سمجھ رہا تھا کہ پرسی فوٹا کا عجیب الخلقیت بیٹا اس کے ہاتھوں میں کھو چکا ہے۔

"آہ کیسی عجیب کہانی ہے کتنی دلیرانہ اور حیرت انگیز کہ کون کون اس کہانی میں حیران ہو رہے۔ لیکن اب کیا ہوگا؟"

"ہماری جلد جلد میں کچھ اور تیزی آجملے گی۔"

"تم پریشان نہیں ہو رہے؟"

"کیوں پریشانی کی وجہ؟"

"اودہ تو بھی تو معمولی انسان نہیں ہو۔ لیکن تمہارا بیکین کیا خیال ہے کیا اپنی شس اس انکشاف کے بعد خاموش ہو جائے گا؟"

"اگر خاموش ہو جائے گا تو کمال سے خاموش نہیں رہنے دیں گے۔"

"کیا مطلب؟"

"تم اس کے اس احساس کو بوا دے گا کہ اسے فوٹا نے شکست دی ہے۔"

"پھر کیا ہوگا؟"

"ہم اسے ایک ترکیب بتائیں گے۔"

ملیکی ترکیب اور میں ارغز کو اپنی جوتی کے باتے میں جتن لگا کر ارغز پر خیال انداز میں گردن ہلاتا تھا پھر وہ لولا "اپنی شس کی غلط فہمی کا شکار نہ ہو جائے۔"

"یہ تمہاری ذہانت کی بات ہے ویسے وہ ذہنی طور پر سخت پریشان ہے اور ایسے حالات میں انسان دوسروں کے ہمارے ہر شکستہ کر لے گا۔"

"خفیک بنے لیکن اس کے بعد؟"

"اس کے بعد کیا ہوگا؟"

"میری میں پوچھ رہا ہوں۔ یعنی بغاوت؟"

"ان دونوں میں سے ایک کو زندہ رہنا چاہیے ارغز۔ دونوں کی زندگی زیادہ خطرناک ہے۔"

"تمہارے خیال میں کون زیادہ خطرناک ہے؟"

"ہر حال میں فوٹا، خاص طور پر نئی شکل میں آنے کے بعد۔"

"وہ ضرور دست چاؤ کرے۔"

"میں نہیں مانتا۔"

"کیوں؟"

"اس لیے کہ وہ ہم سے اعلیٰ ہے حالانکہ اگر اس کا علم زیادہ مافوق ہو تو وہ یہ جان جائے گا کہ اس کی حکومت کے اصول اپنی اس کے نزدیک موجود ہیں۔"

"اودہ۔ ہاں یہ تو درست ہے۔"

یہ کچھ بھی ہوا ارغز ہمیں اپنے مرشد کو پورا کر رہا ہے۔ ان دونوں میں سے کسی کی حکومت نہیں ہونا چاہیے۔ اور ہم سے ہوتا ہو۔ ویسے اپنی شس کو ضرور شکست ہوئی ہے۔ صاحب اس کی سوچ کیا اس وقت کرتی ہے یہ دیکھنا ہے۔"

اور پھر۔ اپنی شس کے دوسرا ہی میں ملانے آگے اس کا دم کو بھی طلب کیا گیا جو اب اس کی خواب گاہ پر تعلیمات تھا۔ سپاہی نے خاص طور سے کہا۔ پھر ہم دونوں تیار ہو گئے۔

"یہ بھی بہتر ہی ہو رہا ہے راجن کہ تم میرے ساتھ ہو۔ اس طرح میں بھی مطمئن ہوں گا۔ لیکن اپنی شس کے چھکے بات چیت کرنا ہے اس سے تم مطمئن ہو جاؤ۔"

چلوں۔ ہاں۔ بات یہ ہے ارغز کہ میں ہر جگہ ایک لڑنا ہے۔ ہم نے چاروں طرف پاؤں پھیل رکھے ہیں اور ہم کس طور پر دوسری دینیں ہیں۔ اگر ہماری پہلو سے شکست کھاتے ہیں تو ہمارے پاس دوسرا ذریعہ موجود ہے۔ اس کے علاوہ ہر جگہ ہم بولنے تو ہماری طاقت بھی ترغش میں بڑھ سکتی ہے اور جہاں کسی پر خیال ہے سخت اثری کے دوسرے علاقوں میں ایب نوٹس کے اتنے ہی اور ہر طرف ہوں گے جتنے کہ ترغش میں موجود ہیں۔ گو یا اگر میں کسی جگہ سے خدشہ ہو سکتا ہے تو وہ موت ترغش ہے اگر ہم نے یہاں اب نوٹس پر قابو لیا تو باقی معاملات سے بکسانی دنیا جا سکتے۔"

"یقیناً۔ ارغز نے جواب دیا لیکن راجن یہاں ایک سوال پیدا ہو رہا ہے۔ وہ پڑخیال انداز میں بولا۔"

سپاہی ہم سے فاصلے پر جا رہا تھا اس لیے ہمیں یہ خدشہ نہیں تھا کہ وہ ہماری گفتگو سن لے گا۔

میرا سوال پیدا ہوا ہے ارغز؟ میں نے پوچھا۔

"ان دونوں کا مسئلہ تمہارے خیال میں ان میں سے کسی کی زندگی زیادہ اہم ہے۔ ایب نوٹس کی یا اپنی شس؟ ارغز نے پوچھو پوچھتے ہوئے سوال کیا اور میں اسے دیکھنے لگا پھر میں نے کہا۔"

"آہ۔ میرے دوست ارغز تم اس بات سے قطعاً واقف ہو کہ ایب نوٹس درحقیقت کیلئے تمہارے اس کی ایک شکل دکھی اور دوسری شکل بھی دکھی جس میں وہ فوٹا کی حیثیت سے سامنے آیا۔ فوٹا ایک شیطان ہے۔ اسے شیطان صفت کہنا میرے خیال کے مطابق مناسب نہیں ہے۔ ہاں اگر ہم اسے مکمل شیطان کہیں تو یہ زیادہ مناسب ہے۔"

میں اس لیے حرج جانتا ہوں اور اس بات سے اچھے حرج واقف ہوں کہ اپنی شس کے غلبے میں کچھ بھی نہیں ہے تم نے دیکھا اس نے اپنی شس کی زندگی بھر کی کاوشوں کو شکست دی ہے اور اس نے اپنے آپ کو اپنی شس کی بنا ہوں سے محفوظ رکھا۔ بہت ہی چالاک انسان ہے۔ یہ فوٹا کی زندگی یا فوٹا یا لیکن حکومت مکمل طور پر اس کی ہے یعنی ہمارے گوید ہی بات جانتے ہیں کہ اب نوٹس شمشاد ہے اور اپنی شس نے بھی یہی بات شہور کی کہ اب نوٹس کی ادبائیت میں اس کی شخصیت کا کوئی خاص عمل دخل نہیں ہے اور اپنی شس

اپنے طور پر یہی سمجھتا رہا کہ حکومت وہ خود کر رہا ہے اور اب نوٹس اس کے لیے ایک نوٹس کی سوچ زیادہ خطرناک تھی۔ اس نے یہی سوچا کہ اپنی شس حیثیت کیا رکھنا چاہیے۔ وہ شمس کے چنا چلا اس کے علاوہ اسے اب نوٹس ذہنی طور پر بہت زیادہ طاقتور ہے اور اب شمس کے علوم میں ہیں۔ وہ اپنی زندگی میں نہتے ہو چکا ہے کہ اس کے جو میں نے جتن کئی کے کسی بصرے شخص میں نہیں پائے۔ اسی لیے میں نے یہ بات کسی کو فوٹا مکمل شیطان ہے۔"

"بالکل درست۔ انوٹس نے متا خیال ہے۔ یہ راجن کہ اگر اب نوٹس ہمارے ہاتھ سے ہٹ جائے تو زیادہ بہتر ہے۔"

"زیادہ بہتر کیا۔ بلکہ اب نوٹس کو ہمارے ہاتھ سے ہٹنا ہی چاہیے اور اب خاص طور سے ان حالات میں جبکہ اس کی شخصیت مکمل گئی ہے ہم اسے نظر انداز نہیں کر سکتے۔"

"بہت خوب۔ گو یا تم یہ چاہتے ہو کہ اب نوٹس ہمارے ہاتھ سے ہٹ جائے۔"

"ہاں میں یہی چاہتا ہوں لیکن تم کیا کہتے ہو۔ کیا اب نوٹس کا ہاتھ سے ہٹانا آسان ہے۔ میں نے سیکھتے ہوئے کہا۔"

"نہیں۔ جو کچھ تم نے بتایا ہے اس کے تحت تو یہ اتنا آسان نہیں معلوم ہوتا۔"

"دیکھنا یہ ہے ارغز کہ اوٹ کس کو روٹ بیٹھا ہے۔ اس وقت جب تک میرے ذہن میں یہ خیال تھا کہ اب نوٹس موت ایک طاقتور گویا ہے اور اپنی شس اصل ذہن ہے جو اس کی پشت کا دم کر رہا ہے میرے ذہن میں کوئی تردد نہیں تھا۔ میں سمجھتا تھا کہ اب نوٹس کو شکست دلا گیا۔ لیکن جب سے مجھے اس کی اصلیت معلوم ہوئی ہے میرے ذہن میں بہت سے خیالات ہیں۔"

"تم بلاؤ ہوساں! ارغز نے پوچھا۔"

"نہیں ارغز۔ لیکن اب معاملہ بدل گیا ہے۔"

"وہ بہت طاقتور ہے؟"

"ہاں اس میں کوئی شک نہیں ہے خاص طور سے اس کے علوم میں۔ اس کو نظر انداز نہیں کرنا چاہیے۔"

"یہ تو خفیک ہے۔"

"پھر اب تم نے کیا سوچا ہے ارغز؟"

"میں سمجھتا ہوں کہ میں تو ہر حال میں تمہارے ساتھ ہوں۔ ارغز نے پریشان لہجے میں کہا۔"

"تو پھر میں تمہیں مشورہ دوں گا کہ ابھی نہیں ہر مشکل کا کوئی ناکوئی حل ضرور ہوتا ہے۔ اگر مل نہ ہو تو شکل بھی نہیں ہوتی۔"

"یہ تو درست ہے۔ ارغز نے کہا۔"

میں نے اپنے معتمدوں کے ساتھ تمنا نہیں ہوں اور فوٹا کو حیرت

تھے۔ یہ وہ جگہ تھی جہاں عام لوگوں کا گذر نہیں تھا یعنی اپنی شس کی وہ پوشیدہ رہائش گاہ جس کے گرد سخت سیورہ تھا اور اپنی شس اپنے شیطان کا زمانے وہیں بیٹھ کر آرام دیتا تھا۔ باہر کی دنیا میں وہ صرف پرسی فوٹا کا باپ یعنی معزول شمشاد اور اب نوٹس کا نانا تھا لیکن یہاں اس کے فوٹا کی شکل تھی۔ اپنی شس کے چہرے سے فوٹا کی کا انہار سامنے ہو رہا تھا۔ وہ ایک آرام کر سی میں دراز تھا اور اس کے ہاتھ میں شراب کا جام تھا۔ ہم دونوں کو اس نے پناہ دینے کی نگاہ سے دیکھا۔

"آؤ۔ بیٹو۔ تم دونوں اس سے قبل جس حیثیت سے آئے تھے اب اسے بھول جاؤ۔ یہ تم میرے ایک لیلے راز کے شریک ہو گئے ہو جس کے کوئی اور واقف نہیں ہے لیکن کیا تم قابلِ اعتماد ہو؟ اپنی شس نے گری نگاہوں سے ہمیں دیکھا۔"

"اس کا فیصلہ اپنی شس کرے۔ ارغز نے جواب دیا۔"

میری شس فیصلہ کرنے کا اہل ہے کیونکہ اس نے ایک طویل عمر تک حکومت کی ہے اور اس کا ذہن آج بھی اس کا ساتھی ہے۔"

"درست کہ شمشاد نے ارغز سے بولا۔"

"اور ہر دور میں کچھ لو اور کچھ دوسرے اصول کا پابند رہا ہے میں فوٹا تم لوگوں کی وفاداری میں ہنگاموں کا لکڑاں کا صدمہ بھی دھول گا۔"

"حقیقت پسند شمشاد کی بات داغ نہ ہے۔ ارغز نے کہا۔"

"سو یہ سوچ لو کہ مجھے زیادہ تمیں کوئی کچھ نہیں ہے۔ اگر وہ جو تم مانگو گے میں اسے دینے کا وعدہ کرتا ہوں۔"

"شمشاد کی یہ بات کافی ہے۔"

"گو یا میرے وفادار رہیں کہ تم کی اور کے وفادار بننے کی کوشش نہیں کرو گے کیا تم اس بات کا وعدہ کرتے ہو؟"

"شاہ۔ اپنی شس ہماری نیت پر شک ذکرے اور اس بات کا یقین کرنے کہ ہم نے جو کچھ کیا اپنی وفاداری کے تحت کیا۔ اور آؤ وہ بھی جو کچھ کریں گے اس میں یہ احساس مزید شامل ہو گا کہ شواہ کی نگاہوں میں منفعت پانے کے بعد ہماری حیثیت مختلف ہو گی لیکن اس کے باوجود ہماری وفاداری مشکوک نہیں ہوگی۔۔۔ ہم وعدہ کرتے ہیں کہ ہمیشہ شمشاد اپنی شس کے وفاداروں میں رہیں گے اس کی اچھائی کے خواہاں رہیں گے۔"

"تمہاری زبان سے سچائی کی جو لہجہ ہے خادم، اس سلسلے میں تم کیا کہتے ہو؟ اپنی شس نے سوال کیا۔"

"میں پشت پائشت سے اپنی شس کے وفاداروں میں سے ہوں میں نے جواب دیا۔"

"تب خفیک ہے اگر ایسے وفادار مجھے حاصل ہیں تو بہر صورت میں بلاؤس نہیں ہوں۔ فوٹا کیلئے ہی معلوم کیا کہ ابھیوں نہ ہو لیکن میری ذہنی قوتیں اندر میرے وفاداروں کا تعاون اسے شکست دے گا اور مجھے اس بات کا ہر پور یقین ہے میں اپنے معتمدوں کے ساتھ تمنا نہیں ہوں اور فوٹا کو حیرت

ہوگی جب وہ بخوش کرے گا کہ خود عمل میں میرے پیار دوست ہیں و شاہ
 اپنی بات نہ کرے۔
 یہ یقیناً قیامتاً شاہ کی قوت محدود نہیں ہے۔ میں نے سیکھتے ہوئے کلمہ
 "میرے دوستو! مجھے تمہارا مشورہ بھی دیکھا ہے اور میں یہ مشورہ
 تم سے سنا ہوں تمہاری اس حیثیت سے نہیں جو اس سے قبل بھی مجھ میں
 اپنے مخصوص ماحولیت کی حیثیت سے تمہارا مشورہ چاہتا ہوں۔
 "میرے مخصوص دل سے تیار ہیں شاہ اپنی بات نہ کرے اور غارت خانے جواب دیا۔
 "تو کیا کہتے ہو تم اس سلسلے میں جب کہ تمہیں یہ معلوم ہے کہ اس سلسلے
 کے سلسلے میں میں نے دھوکا کھایا ہے گو یا اب اس سلسلے میں وہ نہیں تھا جو میں نے
 اسے بھلا دیکھ کر دیکھا اور اس نے اپنی قوت کو محفوظ رکھا لیکن اس عمل
 کے لوگ جن کے تحت حکومت کے کاروبار چلتے ہیں وہ اس بات سے واقف
 ہیں کہ زبان اس سلسلے میں اور ذہن اس سلسلے میں اس کا بے اور زبان کا بے حیثیت
 نہیں رکھتی یہ نہ کہ اس سے قبل وہ غیر ذہان کو اس کی اصل حیثیت سے نہیں جانتے
 تھے۔ بات تو ان کے علم میں بھی ہوگی کہ سوجھ بوجھ اس سلسلے میں اور اگر وہ غارت خانے
 خود کو اپنی حیثیت رکھتے ہیں تو اس کا استحصال نہیں کر سکتا گویا ہر لوگوں کی
 "ناواقفیت سے فائدہ اٹھاتے ہیں۔ ہر روز وہ اپنی اہلیت کو چاہیں تو چھپاتے
 ہیں اور اگر چاہیں تو اس کو اس کے مدب میں چھپے ہوئے غیر ذہان کو اس ہر بھی
 کر سکتے ہیں۔
 "یہ شک میں نے جواب دیا۔
 "تو تمہارے خیال میں اس سلسلے میں کوئی موزوں ترکیب ہے؟"
 اپنی بات نہ کرے سوال کیا اور اس کی اپنی ہی بات نہ کرے۔ وہ ہلکا
 ہاتھ میں جانے بوجھے بغیر کہ میرے مشورے سے رہا تھا پھر غارت خانے کچھ کہتے
 ہوئے کہا۔
 "شاہ اپنی بات نہ کرے کہ میرے جواب میں ہر روز وہ اپنی قوت کا
 کر رہیں۔
 "اوہ۔ اوہ میں جانتا ہوں کہ تم ایک ایسے دوسرے پر فائدہ رکھتے ہو
 جس کی فائدہ داروں کا ہم کوئی نہیں لیکن اس سے قبل میں نے یہ نہیں سچا تھا
 کہ تم اپنی برتری کے حامل ہو اور مجھے یہ بھی احساس ہے کہ میں نے تمہیں تمہارے
 عمل سے معذور کر دیا تھا اور ایک دوسرے شخص کو ماری جا کر دے دی تھی۔
 غارت خانے کی باتوں کو ذہن سے نکال دو اور مجھے بتاؤ کہ تم اپنی ذہنی قوتوں
 کو دوسرے کا لالچے ہوئے کیا بہتر تجویز پیش کر سکتے ہو۔ یہ تو اگر میں غیر ذہان کو
 بے نقاب کرنا چاہوں تو اس طرح، اپنی بات نہ کرے سوال کیا۔
 "شاہ اپنی بات نہ کرے کہ اپنی قوت کو اپنی حیثیت میں ہے وہ ایک باطل فہمی
 ہے مگر تحت اثری کے قانون کے مطابق نہ تو اس نے سیکھی سے جنگ کی
 ہے جس سے حکومت حاصل کی گئی اور نہ اس نے اپنی کوئی قدم اٹھایا جس
 سے اس کی اپنی حیثیت قائم ہو جائے۔ اب اگر وہ بار بار ہم میں اس کی شخصیت
 کو بے نقاب کرتے ہوئے کہیں کہ غیر ذہان نے اپنے علم کے ذریعے اس کی کوئی ختم

کر دیا جو حکمران اپنی انگریزوں کے نقاب میں غفلت ہو کر نہ جانے خود کو حکومت
 کا وارث ثابت کرنے کی کوشش کی اور حکومت پر قبضہ کر بیٹھا کیا اہل جبار
 اس کی حکومت کو تسلیم کر لیں گے؟
 "ہرگز نہیں کر سگے اور یہی تحت اثری کا قانون ہے شاہ اپنی بات نہ
 کرے جواب دیا۔
 "ان حالات کو مد نظر رکھتے ہوئے اگر وہ اہل جبار کو اس کی حیثیت
 بتا دیں تو کیا وہ غیر ذہان کی مخالفت نہیں کر سگے؟
 "یقیناً کر سگے۔
 "تو پھر اس سے بہتر ترکیب اور کوئی اور کوئی ہے کہ میرے جواب میں غیر ذہان
 کو بے نقاب کر دیا جائے اور اس کی معزوفی کا مطالعہ کیا جائے۔ شاہ اپنی بات نہ
 کرے حیثیت میں غوری طور پر حکومت بے نقاب کر دے اور اسے اعلان کر سکتے ہو
 کہ جب تک کسی ہر حکمران کا انتخاب نہ ہو جائے اس حکومت کے مگران ہو
 اور اپنی اس مگران میں اس کے مگران کا انتخاب کر لیں اور غارت خانے کا جواب اپنی بات نہ
 کرے غیر ذہان کو اس کی جانب دیکھا۔
 "خوب، خوب کیا تم یقین کر دو گے اور غارت خانے میں نے بھی اپنے ذہن میں
 یہی فیصلہ کیا تھا۔
 "یقیناً شاہ اپنی بات نہ کرے زبان پر شک کیے ہو سکتے ہیں اور غارت
 خانے جواب دیا۔
 "تو پھر میرے دوستو! میں تمہاری تجویز سے پوری طرح متفق ہوں۔
 اور مجھے انتہائی خوشی ہے کہ میں نے جو حکم سوجھا تھا اور لوگ بھی اسی انداز میں
 سوچ رہے ہیں۔ اور وہ چیز جس کے بارے میں میں کہتا تھا اب اس کی چیز
 کو میرے لیے بھرتے ہیں پھر پھر میں تمہاری اس تجویز سے اتفاق کرتے ہوئے
 یہی فیصلہ کرتا ہوں کہ میرے جواب میں میں غیر ذہان کی اہلیت کا اعلان کر دوں
 گا۔ اس سلسلے میں اگر کوئی اور تجویز... ہو تو وہ بھی بتاؤ۔
 "میں نے چاہا ہوں کہ شاہ اپنی بات نہ کرے اس سلسلے میں جلد بازی کا انتخاب
 کر دو بلکہ پہلے پہل اہل جبار کو اپنا جواب دینا اور انہیں اس حقیقت سے گاہ
 کر دو کہ وہ کیا ہے اس طرح جب جلد میں تمام بات کا اعلان کر دوں تو شاہ
 اپنی بات نہ کرے اس صورت میں اس کے جواب میں اس کے لیے یہ اعلان اجنبی نہ ہوگا اور
 وہ بہت سادہ سمجھنے کے لیے ہوگی اس طرح تیار ہوں گے اور غارت خانے کا۔
 تب میں اس کے غارت خانے میں مدخلت کی میری رائے کچھ اور ہے غارت
 خانے کا۔ "اور غارت خانے پوری تجویز مجھے دیکھا۔
 "یہ اتفاق نہیں ہے کہ تم نے شاہ اپنی بات نہ کرے ایک ہی بات سوچی
 اور اس کا اندازہ کر دیا کیا تم اتفاق سمجھتے ہو؟
 "میں نے خیال میں یہ کیا ہے؟
 "ایک غارت خانے پر میری غیر ذہان کے نقاب کرنے کے لیے یہی طریقہ کار
 سوجھا جا سکتا ہے۔
 "تو پھر اس سے قصد؟"

مگر اگر کوئی ایسے مرحلے میں داخل ہو جائے تو میرے وہ کیا کر سکتا ہے
 وہی جو شاہ اپنی بات نہ کرے وہ نہ تمہاری تجویز پر کچھ اور سوچی۔
 "جنگ ہے لیکن بہت کچھ میں نہیں آتی۔
 "کیا غیر ذہان کا حق ہے۔ جب وہ ذہن ایک ہی انداز میں سوچ سکتے ہیں
 تو یہ ذہن کیوں نہیں سوچ سکتا۔
 "خادم کی بات قابل حوصلہ اور غارت خانے اپنی بات نہ کرے کہ میرے جواب میں
 تو میں نہیں ہوگا اور میری سوچ سکتا ہے لیکن خادم اس بات سے تم کیا
 کتنا چاہتے ہو کیا یہ تجویز مناسب نہیں؟
 "یہ بات نہیں ہے اس سے میرے اور کوئی ترکیب نہیں ہو سکتی۔
 "پھر تم کیا کرنا چاہتے ہو؟
 "یہی کہ اہل جبار میں سے پہلے سے کچھ لوگوں کو اس بات میں بتانا
 مناسب نہیں ہے بلکہ یہ غارت خانے کا کیا کرنا چاہتا ہے۔
 "میں غارت خانے کا کیا کرنا چاہتا ہے۔
 "شاہ اپنی بات نہ کرے اہل جبار اس کے بہتوں ہوں گے جب کہ میرے
 خیال میں وہاں ہمارے ہمارے میں جانتے والوں کی تعداد زیادہ ہے۔
 "اہل جبار سے کہہ دو۔
 "پھر تمہیں اس کی کیا ضرورت ہے تم جب بھی اور جو بھی قدم اٹھاؤ۔
 اس میں زیادہ لوگوں کو شامل کر دو اور جس وقت چاہو قدم اٹھاؤ۔
 "تو پھر دوسرے دربار میں یہ کام کر دیا جائے۔ ویسے خادم کی بات میرے
 ذہن کو گوتی ہے اور میں اس سے اتفاق کرتا ہوں۔
 "مناسب۔ اور غارت خانے کا۔
 "دوسرے دربار میں تم موجود ہو گے اس کے علاوہ مجھے کچھ اور لوگوں
 کی بھی ضرورت ہے کہ جو میرے لیے جنگ کر سکیں۔
 "بہتر، ان کا بندوبست میں کر لوں گا۔ اور غارت خانے کا۔
 "تو پھر میں اس کا بندوبست کر دوں گا۔ اس معاملے کو
 سمجھو اور خود کو اس کے لیے تیار کر دو۔ دوسرے دربار میں شرکت کرو۔
 "جو حکم۔ اور غارت خانے کا اور ہم وہاں سے واپس چل پڑے۔ اور غارت خانے
 ہونٹوں پر کراہت کھیل رہی تھی اس نے زچہ چلپ لگا ہوں سب جبری طرف
 دیکھا اور ہنسنے لگا۔
 "کیوں اور غارت خانے کیوں ہنسی کر رہی ہے؟
 "تمہارے ہاتھ میں سوچ کر۔
 "خیر، خیر؟
 "اپنی بات نہ کرے خادم کہ کرنا کرنا ہے اور اس سے اس بات پر حیرت ہے
 کہ اس کے ہاتھ سے کوئی لوگ اس کی فہمیت کو سمجھتے ہیں۔ ابھی تو وہ حیرت
 کرنا یا اب فورس کی طرف... تو میرے لیکن اسے دوسری شخصیت کا علم
 والا تو وہ کتنی حیرت کرے گا۔

"اس نے بھی لوگوں کو دھوکا دیا ہے اسے اس دھوکے کی مزا ملنا
 ضروری ہے۔
 "ٹھیک ہے بالکل ٹھیک بہر حال دوسرے دربار کے ہاتھ میں
 کیا خیال ہے؟
 "سب ٹھیک ہے۔ کام ہماری مرضی کے مطابق ہو رہا ہے۔
 "ہمارا اپنا کردار وہاں کیا ہو گا؟
 "ایک تماشا خانے کا۔ میں نے جواب دیا اور غارت خانے کو کچھ دیکھنے لگا۔
 "کیا مطلب؟" وہ آہستہ سے بولا۔
 "ہم حالات کے تماشا خانے میں اور غارت خانے جن لوگوں کو تم اپنی بات نہ
 کر دے گے اسے جانے دو گے وہ تمہارے اپنے آدمی ہونے چاہئیں۔
 "غارت خانے وہی ہوں گے۔
 "لیکن تم نہیں جو بدلیات دو گے وہ وہی ہوں گے کہ اگر دوسرے میں کوئی
 گروہ ہو تو وہ حالات کا جائزہ لیں اگر اپنی بات نہ کرے کہ وہ اپنی بات نہ
 کرے کہ جنگ کے دنوں میں شامل ہوجائیں اور اگر وہ نہیں کر سکیں تو اس
 ہمارے مدد سے تو خاموشی اختیار کر لیں اور حالت کا جائزہ لیں۔
 "اوہ۔ اور غارت خانے نے غارت خانے میں کہا۔
 "میں بہتر سمجھتا ہوں۔ اور غارت خانے کا اور دوسرے دربار میں کچھ
 ہاں میں سمجھتا ہوں۔ اور غارت خانے کا اور دوسرے دربار میں کچھ
 ہے راجہ۔ میں تمہاری ہدایت پر عمل کر دوں گا۔
 اور پرنسپل اس سلسلے میں بعد میں جو کچھ ہو اس کی تفسیر غیر ذہان
 ہے ہاں ہاں اس وقت کی بات کریں گے جب دربار علم لگا ہوا تھا اور غارت خانے
 اس کی بات نہ کرے شاہی پرورش تھا اس کا مشورہ دینا وہی اس کی
 جانب سے تھا کہ اس پروری کرنا تھا اور اس کا یہاں پہلے سے رہا تھا۔
 آخری تدبیر نشانے کے بعد اپنی بات نہ کرے دربار پر ایک نگاہ ڈالی اور پھر
 خود بھی کھڑا ہو گیا۔
 "اہل جبار اور غارت خانے کو ایک مقدمہ میں خود بھی پیش کرنا چاہتا
 ہوں اور اپنی بات نہ کرے اپنے بزرگ اشارہ کو مقرر کرتا ہوں تاکہ وہ میرے اس
 مقدمے کی پیروی کرے۔
 "میری بات نہ کرے اس لیے اس پر بھی ہوتی تھی جس نے جنگ کرنا ہی نہیں
 کی جانب دیکھا تھا۔ اشارہ کھڑا ہو گیا۔
 "تو پھر اس کے خلاف سے اپنی بات نہ کرے اس نے پوچھا۔
 "اس لیے اس کے خلاف؟" اپنی بات نہ کرے کہ اور دربار میں جھگڑا ہوا
 گونج رہی۔ اب اس کو ان کے ہاتھ لگنا تھا۔
 "کیا کیا چاہتا ہے اس لیے اس کے خلاف؟" اشارہ نے پوچھا۔
 "میں یہ کہ وہ اس لیے نہیں بلکہ غیر ذہان کے ایک قدم اور اس نے
 اپنے علم کے ہاتھ سے انداز اختیار کیا اور حکومت کے اصل حقدار کو اٹھائے اس

44

کامیاب کوشش پر مبارکباد دی۔ نواس نے ہمیں سرنگ دیکھنے کی دعوت دی۔ میں نے فوراً اس کی کارکردگی کا معائنہ کیا۔ لیکن دوسرے لوگ اس سرنگ کو دیکھ کر شکر خدا درگاہ گئے جس میں اوپر تک پہنچنا ہی ترش تھی۔ بونی تھیں اس کے بعد ہم ان لوگوں کو کہہ کر واپس لوٹ گئے۔

میں نے شایہ ناخوشیوں کے سامنے... بھیجی۔ ہماری ہی تھی وہ بوجھ سرور تھی۔ کمانے پینے سے فراغت کے بعد نواس نے مجھ سے سرنگ میں شہنشاہی فرمائش کی اور میں نے دوسرے اس سرنگ کو دیکھا۔ مگر غلط سے مکمل سرنگ تھی۔ آخر کثرت اور صاف کردہ گھوڑے سہاسانی سواروں کیست گورسین اس کے علاوہ اس میں دیگر سوار تھیں بھی میرا تھیں۔

لیکن شایہ یہ جان کر بخیر وہ گئی کہ اس پوری بغاوت کا مرکز ہوں وہ مجھ سے بے حد متاثر ہو گئی تھی۔

پھر کرام کے کائنات میں ہم سر جوڑ کر بیٹھ گئے۔ میں نے نواس کو اپنی لاش کی صورت کی اطلاع دی تو نواس بہت خوش ہوا۔ لیکن ایب نوس کی شہیت جان کر وہ بھی پریشان ہو گیا تھا۔

”پھر اب ہمارے لیے کیا حکم ہے لڑائی؟“

”اپنی تمام تر قوت و کوشش کے نزدیک سے آؤ۔ سرنگ سے تکرار و تکرار جاری رکھو اور دوسرے راستے فی الحال بند کر دو۔ میں نے حکم دیا۔“

”میرے نواس نے کہا پھر میں نے رضائے کیا۔“

”ہیں اب جلد از جلد کام شروع کرنا چاہتا ہوں۔“

”جینک اب انتقام کس بات کا؟“

”در اصل اس سلسلہ میں بھی فی الحال میں چاہا کی سے کام لوں گا۔“

”یعنی؟“

”کچھ اس طرح سے کہ۔ دو جانبدارانہ ہی لاش کی موت پر احتجاج کرنا گے اور اب نوس پر حملہ کریں گے۔ ان دونوں کے فرار کا بندوبست کرنا ہے۔“

”اوہ۔ اوہ۔ بغاوت کے آغاز کے لیے بہت عمدہ ترکیب ہے۔ اغماز نے پرجوش بیسے میں کہا۔“

”ہاں لیکن میں ان کی حفاظت کا مکمل بندوبست کرنا ہو گا۔“

”وہ کس طرح؟“

”دربار سے باہر حفاظتی دستہ تعینات کرنا ہے؟“

”ہاں۔“

”اور دربار عام میں کسی کی دانتے پر پابندی نہیں ہے۔“

”بالکل ٹھیک۔“

”اس طرح ہمارے دس بڑے جاندار دربار میں مستحضر ہوں گے۔ بہت سے دونوں آدمی اجتماع اور مرکز کے قریب ہونے کی کوشش کریں گے۔ باہر حفاظتی دستے کے ساتھ ہوتے جو ان کی خاصی تعداد ہوگی۔ یہ دوسری بات ہے کہ وہ بھی ہنگامہ حفاظتی دستے کے ساتھ ہوں گے۔ جو دراصل دونوں کو فرار ہونے میں مدد دیں گے۔ اگر دربار کے اندر ہی وہ پھنس جاتے ہیں تو اندر سے جو لوگ حملہ آور

... ہو کر نوس باہر نکلنے میں مدد دیں گے۔ یہ حال انہیں ہر وقت چونکا رہا ہو گا اور اس کے بعد شہر میں ہنگامے ہوں گے۔ ممکن ہے اغماز میں اتنے بڑے جانے بد کوششیں نہ کرنا پڑیں جتنی ہم نے تیار کیا کی ہیں۔“

”ہاں اگر ہماری کوئی چال کامیاب ہو جائے تو؟“

”جیسے بھی نظر کرنا ہے۔ یہ حال ان قیدیوں کو کسی طور ممکن کرنا بھی تھا۔ اگر ہم ایب نوس پر قابو پا بھی لیتے ہیں تب بھی ہمیں سخت لڑائی کے انتظامی امور کے لیے تنظیمیں کی ضرورت پڑے گی۔ یہ لوگ اس وقت کام لیتے۔“

”بالکل درست!۔“

چنانچہ پھر وہ فیصلہ اساتے ملے۔ جو گئے اور دوسرے دن ایب نوس کے دربار میں بیٹھ گئے۔ یعنی میں اغماز اور نواس... موجود تھے۔

بہرہیت کو یہ بات منت پریشان ہوا تھا اور اس کا ترجمان افراں اس کے نزدیک کھڑا تھا۔ اس بات پر شیش کر رہا تھا۔

تبہ کے مقرر کردہ دونوں حواری اندر داخل ہوئے ان کے اندر میں جا رہی تھی۔ اور وہ درباری آداب کے خلاف آگے بڑھ کر ایب نوس کے بالکل سامنے پہنچ گئے تھے۔ سب لوگ ان کی جانب متوجہ ہو گئے۔

”سنگدل شہنشاہ ایب نوس نے تمہیں حکم دیا۔ اپنی لاش کو جس طرح قتل کیلئے وہ تیری زندگی کی بدترین مثال ہے اس کے علاوہ تیری پڑوسیوں نے سخت لڑائی کے حوالہ کو اپنی ہی کے خلاف ہی لیا۔ دیکھ لیا ہے کہ کوئی بھی خود کو محفوظ نہیں خیال کرنا۔ یہیں اپنی لاش کی موت کا بدلہ چاہیے۔“

”کون ہو تم اور کیا چاہتے ہو؟“ افراں نے پوچھا۔

”ہم قصاص چاہتے ہیں ہم بدہدیس گئے ایب نوس سے۔ انہوں نے کہا اور اتنی پھرتی سے دو غریب نوس پر چھبک دینے کا اہل دربار دنگ ہو گئے۔ دوسرے لمحے دربار میں ہنگامہ ہو گیا۔ لوگ چاروں طرف سے ان دونوں جو ان پر ٹوٹ پڑے اور انہوں نے تلواریں نکال لیں لیکن دربار میں پہلے سے پرجوش لوگوں نے حملہ آوروں کو سنبھال لیا اور گرنس اٹک ہوئے تھیں۔

دونوں جوان نکل جھگڑنے میں کامیاب ہو گئے لیکن میں نے دیکھا کہ ایب نوس اپنے بچہ کو گھڑ بول گیا ہے۔ نیچروں کی کارکردگی بے اثر ہے ابھی اور وہ تنہا ہو کر اٹھا اور دربار کا ہنگامہ دیکھ رہا تھا۔

لیکن پھر باہر بھی ہنگامہ ہو گیا۔ بہرہ دونوں نے تہی تیزی سے حملہ کیا کہ ہونے دے گا صفایا ہو گیا اور وہ اندر گھس آئے۔ بیٹار درباریوں کو قتل کرنا گیا اور پھر سب فرار ہونے میں کامیاب ہو گئے۔

ہم نے بھی دھماکے کی جنگ کی تھی جو اپنے لوگوں کے ساتھ تھی صرف اس لیے کہ ہم ایب نوس کے ساتھ ہی شامل رہیں۔

ایب نوس اب بھی پسوں کو اڑا رہا تھا۔ اس کے اندر میں کوئی پریشانی نہیں تھی اور اس کی گری اور خوشنما آنکھیں درباریوں کی لاشوں کو دیکھ رہی تھیں اور پھر اس نے زندہ لوگوں کی جانب دیکھا اور پھر افراں کی طرف۔

افراں ایب نوس کو دیکھتا رہا پھر وہ بولا۔ ”بچ جانے والو! ایب نوس کا خیال ہے کہ یہ واقعہ کسی وقتی کوشش کا نتیجہ نہیں بلکہ اس بناوٹ کا خاتمہ ہے جس کا خبریں بہت عرصے سے ہی جاری تھیں اور شہنشاہ ایب نوس بہت جلد اس سلسلہ میں اپنے عمل کا انکار کرے گا۔“

اس اعلان کے بعد دربار ہنگامہ ہو گیا۔

میں اور افراں عمل ہی میں تھے۔ بہرہ نواس کو میں نے واپس بھیج دیا تھا اسے کچھ ضروری ہدایات بھی دی گئی تھیں۔

عمل میں کوئی خاص بات نہیں معلوم ہوئی۔ سوچے اس کے کیاب نوس اپنی آرام گاہ میں بند رہا تھا۔ اس کے پاس صرف چند مخصوص افراد ہی تھے۔

تب وقت پر دوسرا دربار ہوا اور ان افراں نے ایک اور اعلان کیا اس دن ہمارا کوئی منصوبہ نہیں تھا۔ اس لیے دربار میں کوئی ناگوار واقعہ نہیں ہوا۔

افراں نے یہ عجیب اعلان کیا۔

”حققت لڑائی کے نشاندہ اور کوشش کے برقرار جو واقعہ ہوا تھا اس کے بارے میں فیصلہ کیا گیا ہے کہ وہ بغاوت کا خاتمہ ہے جس کے سلسلے میں لاش کی موت کا سہارا لیا گیا ہے۔ ان لوگوں کا قتل قادی لاش کے بعد دونوں سے نہیں تھا لیکن متاثرہ لوگ ایب نوس معمولی قوت نہیں ہے۔ لوگوں کا خیال تھا کہ اپنی لاش اصل معرکہ ہے اور اب نوس صرف ایک جانور لیکن یہ جو ہے اسے لوگ ایب نوس کی قوتوں سے واقف نہیں تھے۔ ہمارا حکمران باطل ہے اور اس کے احکامات علم و دانش پر مبنی ہوتے ہیں۔ اس کو پوریہ علم ہے۔ ہمارے علم کے تحت اس نے قوت کو کوئی فیصلہ حاصل کر لیا ہے تاکہ قوت سے تباہی زبان میں بات کرے۔ یہاں تم اپنے شہنشاہ کی آواز سنو گے۔ افراں خاموش ہو گیا۔

تب ایک غیر انسانی آواز انسانی الفاظ میں بولنے لگی۔ ”ہاں! میں حاضر ہوں میں نہیں جانتا کہ میرے اندر کون کونسی قوتیں پوشیدہ ہیں۔ میں بھی نہیں جانتا کہ میری ماں پرسی فون نے مجھے جانور کی شکل میں کیوں جنم دیا لیکن میں صرف یہ جانتا ہوں کہ میں جیسو سچا ہوں وہ ممکن ہوتا ہے تو سونگھت لڑائی والو! آج سے تم میرے احکامات میری زبانی سنو گے میں نے اپنے علم سے کوئی فیصلہ حاصل کر لیا ہے۔“

”ہائیں! ایک ایک گروہ کوشش میں داخل ہو گیا ہے اور اہل کوشش کو ان کی سرکوبی کرنا ہے میں ان کے لیے بہتر نظامات کروں گا۔“

لوگ آگشت بند لائے تھے۔ یہ حال اس کے بعد ہونے لگا۔ کوشش میں بہرہ کو ایب نوس نے اپنے علم کی قوت سے انسانی آواز حاصل کر لی ہے لیکن دوسری طرف ہم لوگوں کی کوشش بھی کامیاب رہی تھی۔ یعنی ہم نے ان کے حائیزوں کی ہمدردی حاصل کر لی تھیں اور اب بیٹار ہو گئے۔

افراں کے بعد ایک مخصوص وقت پر ہائیں کی ایک بڑی تعداد ہر لمحہ اپنی اصل پر عمل آور ہوئی۔ لیکن عمل سے سخت مدافعت کی گئی نہ جانتے

کمان سے انسان آگے تھے اور وہ پوری طرح ہتھیاروں سے لیس تھے۔

لوہا ہائوں کی تعداد بے شمار تھی اور ان کے پاس بھی عمدہ ذرائع تھے۔ میں ان کی قیادت کر رہا تھا لیکن میں دیکھ رہا تھا کہ ایب نوس کے ہلکے فوادی بدن رکھتے تھے۔ قتل ہی نہیں ہوتے تھے۔ جبکہ ان کا ہر وار ہائیں پر کامیاب ہوتا تھا۔ اس طرح میں نے جن لوگوں کو پورے تحت لڑائی میں جنگ کرنے کے لیے تیار کیا تھا وہ کوشش میں بھی کامیاب نہیں ہوئے تھے۔ اور اس صورت حال سے ہم لوگ زیادہ مطمئن نہیں تھے۔ ہماری مشاورت بہت سی رہتی تھی اور صورت حال کی تبدیلی کا ہم نے کھل کر اعتراف کیا تھا۔

”اس طرح تو اس کے جانور کی قوت سے ہم نقصان نہیں ہو رہے۔ انہوں اور اگر ہم اپنے لوگوں کو اس طرح قربان کرتے رہے تو ہمارے ہائیں کی تعداد بڑھ جائیگی۔“

میں میں اس سلسلے میں مطمئن ہوں۔ میں نے جواب دیا۔ ”لیکن ان حالات کے تحت ہمیں اپنا لہجہ کاربند کرنا ہو گا۔ انہیں ایک ایسی لاشی ضرب لگانا ہوگی جو ایب نوس کو نقصان پہنچائے۔ اس طرح تو ہمیں باہمی کمک کوئی مقصد نہیں حاصل ہو سکا۔“ نواس نے کہا۔

”ٹھیک ہے۔ میں بہت جلد اس سلسلہ میں کوئی اعلان کروں گا۔ میں نے جواب دیا۔

”ہمارے سامنے بھی بہت بدلی ہو گئے ہیں۔ چونکہ مدافعت کرنے والوں کی تعداد بھی کم ہو کر نہیں ہوتی۔ ان کا خیال ہے کہ وہ ان میں سے ایک بھی فرد کو قتل نہیں کر سکتے اور اس طرح ان میں دہشت پھیل رہی ہے۔“

”گوہارا! ہم نے اب تک جو کچھ کیا ہے وہ بھی ناکام ہے۔ یہ لوگ اب ایب نوس کے آدھوں سے خوفزدہ ہونے لگے ہیں۔ وہ کافی حد تک دہشت زدہ ہیں۔“ نواس نے بتایا۔

”کیا انہوں نے اس کا انکار بھی کیا ہے؟“ میں نے سوال کیا۔

”کھل کر کہنے گئے ہیں اب تو؟“ نواس نے جواب دیا۔

”ہوں۔“ میں گری سوچ میں ڈوب گیا۔ میں اگر چاہتا تو اپنی اصل حیثیت سے ایب نوس سے مقابلہ کرنا لیکن یہ مناسب نہ تھا۔ اس لیے میں نے نواس سے سوال کیا۔

”تو کیا تم نے ان کی دہشت و دہر کرنے کی کوشش نہیں کی؟“

”جیہوں میں لائن! میں ہر ہر قدم پر ان کو ثابت قدم رہنے کی تلقین کر رہا ہوں۔“

”درست! میں نے جواب دیا اور کسی سوچ میں ڈوب گیا۔ میں سوچ رہا تھا کہ پھر وہ کچھ کرے اور نواس ایب نوس سے میں اپنی اصل حالت میں مقابلہ کروں تو پھر اس کا کوئی نتیجہ تو نکلے گا لیکن اس کے لیے سالہا سال دھکا دھکے اور دھمکائیوں کی اس اعتماد حرکت کو کبھی بھی مناسب نہیں سمجھتا۔ اس دوران ایب نوس کے سامنے اپنی شہسختیوں اور ہائیں کو تباہ کر کے رکھ دیتے جو کچھ کوئی بھی صورت... ہو نا چاہیے تھی جس سے اس کو ملے۔

ہو جانا اور یہ سارے کام میری مرضی کے خلاف تھے۔ بہرہ فیئر میری توقع کے خلاف

نے برصغرت انداز میں اس کا استقبال کیا تھا۔ چاروں طرف خاموشی چھائی ہوئی تھی۔ لوگ عجیب سی نگاہوں سے ایب نوس کو دیکھ رہے تھے۔ چنانکہ گوید اپنی جگہ پر پہنچ گیا اور پھر وہ بیٹھ گیا۔ چپکے چپکے متحلی ہوتی۔ اسے معلوم تھا کہ اس کے باقی بہنیں موجود ہیں لیکن وہ پوری طرح مطمئن نظر نہ آتا تھا۔ تب اس کا مشیر اوزان کھڑا ہو گیا اور اس نے کہا۔

”عالی مرتبت شہنشاہ ایب نوس خوش ہیں کہ اہل مرغش نے اس اجتماع میں ان سے ملنا کیا۔ ان کا کہنا ہے کہ وہ بہر حال سخت افسوس کرتے ہیں۔ مگر ان میں اور یہاں کی روایت کے مطابق اپنی رعایا سے محبت کرتے ہیں۔ پھر لوگوں نے بغاوت کے نام سے ایک تحریک شروع کی لیکن یہ صرف ان کے مفاد کی بات تھی۔ انہوں نے اسدھوں کو لوگوں کو اس کے لیے ہر کار کیا اور ان کی قیمتی زمینیں گولہ کاریاں کر لیں۔ اگر وہ مخلص تھے تو خود اسے تسلیم کرنا مافی الضمیر تھاتے۔ اور ایب نوس سے جواب حاصل کرتے۔ بہر حال ان شہنشاہ ان معصوم لوگوں سے خود خطاب کر رہے ہیں۔“

اوزان خاموش ہو گیا۔ تب عجیب الغلظت شہنشاہ اپنی جگہ سے کھڑا ہو گیا اور اس نے کہا۔ ”یہاں موجود لوگوں میں بیشمار لوگ وہ ہوں گے جو میرے مخالف اور صرف ظالم ہیں باقی ہیں۔ میں چاہتا ہوں وہ ایک وفد کی شکل میں میرے سامنے آکر مجھ سے بات کریں ان کے خلاف کوئی انتقامی کارروائی نہیں کی جائے گی۔“

لوگ پہلے سے تیار تھے۔ چار آدمی جو مجمع سے نکل کر آگے آئے ایب نوس غور سے انہیں دیکھ رہا تھا۔ وہ چاروں ایب نوس کے سامنے پہنچ گئے۔

”تسار اعلیٰ باغیوں سے ہے؟“

”ہاں۔“ چاروں نے خوشی سے بولے۔

”کیا انہیں لوگوں کی خاموشی کیسے ہو؟“

”ہاں۔“

”تب مجھے بتاؤ ہائیوں کی کل تعداد کیا ہے؟“

”اس کا جواب نہیں دیا جاسکتا۔“

”بغاوت کا مقصد؟“

”مندی چیرہ دہتیوں سے نجات حاصل کرنے کی کوشش۔ جواب دینے والے بھی خوب تھے۔“

”کیا میں غلام ہوں؟“

”ہاں سخت اثر کی پانچ میں تم سے زیادہ مشکل شہنشاہ نہیں بدلتا۔“

”کیا مفاد کرتا ہوں میں؟“

”جو تھے سخت اثر نے میں کسی کی عزت محفوظ نہیں ہے مندی میں گاہ ہمارے عزت کا جو ترقی ہوئی ہے تم لوگوں کے ساتھ وہ بہت سارے سلوک کرتے ہو جو ظالم نہیں کر سکتے اور یہ اس لیے ہے کہ تم چاندور ہو۔“

”لیکن میں نے ایک انسان کے پیشے سے جنم لیا ہے۔“

”اس کے باوجود تم انسان نہیں ہو۔“

”میں تمہاری زبان بول رہا ہوں۔“

”یہ صرف جادو ہے۔“

”یہاں جادو جادو کیسے کرتے ہیں؟“

”یہ ایسی شے ہے جو بدیہی سے کام لے کر ہمیں انسانی حرکات سے روشناس کر لیا ہے۔“

”تو اس میں میرا کیا قصور ہے تو یہی شے کا تھا اور وہ مچکا ہے۔“

”ہر تمہاری بھی زندگی نہیں چاہیے۔“

”میری موت کے بعد کے حکمران بنائو گے؟“

”کبھی بھی انسان کو۔“

”کیا یہ سخت اثر نے کے قانون سے بغاوت نہیں ہے؟ گوید لانا ہیات علیہ سے سوالات کر رہا تھا۔“

”کیوں۔ یہ بغاوت کیوں ہے؟“

”کیا اس سے قبل کوئی اس طرح بدلی ہیں؟“

”اس سے قبل ایسے حالات بھی تو نہیں پیدا ہوئے۔“

”اس کے باوجود حکومت بدلنے کے لیے میں ان قوانین کی پابندی چاہتا ہوں جو سخت اثر نے میں رائج ہیں۔ تم مجھے جانور کہتے ہو لیکن میرے اس طرح پیدا ہونے میں میرا قصور نہیں ہے میں ایک انسان کا ذریعہ ہوں۔“

”پیدا ہونے اور دل سے سخت اثر نے کے قوانین کی عزت کرتا ہوں ورنہ جادو اس طرح حکومت نہیں کر سکتے۔ تم نے دیکھا تمہاری بغاوت کا نام یہی ہے۔“

”میں نے وہیں سخت فاش دیکھی ہے اور اگر تم اس طرح جنگ کرتے ہو تو کیا اگر سب سے جاؤ گے لیکن مجھے تمہاری زندگیوں عزیز ہیں اس لیے اگر اپنے سر ہار کے غصوں کا اعلان نہ کیا چاہتے ہو تو اسے سامنے لاؤ۔“

”کیوں تم اسے کیوں سامنے لانا چاہتے ہو؟“

”ہر بغاوت کی ایک قیادت ہوتی ہے اور بغاوت کرنے والا بغاوت کی لابیانی کے بعد ملک کا نظردن و شوق سبھا اسے خواہ وہ مادی حکمران کیوں ہو۔ ایسے حالات میں اگر وہ خود کمزور ہے اور لوگوں کے بل پر حکومت حاصل کرنا چاہتا ہے تو یہ اس کی خود عزت ہے ایسے خود عرض کے لیے تم کیوں تیار دیتے ہو؟“

”تم کیا چاہتے ہو؟“

”سخت اثر نے کے قوانین کے تحت وہ مجھ سے جنگ کرے اور مجھے شکست دے تو میں اسے اور حکومت حاصل کرے۔ اتنے لوگوں کی زندگیاں جینے سے کیا فائدہ؟“

”وند کے لوگ خاموش ہو گئے وہ لا جواب ہو گئے تھے اور یہ بات ان کی سمجھ میں آئی تھی کہ حقیقت حکومت بدلنے کا تو آسان طریقہ تو جو ہے پھر بغاوت کی کیا ضرورت ہے۔ کافی دیر تک خاموشی چھائی رہی۔ پھر گوید کی آواز ابھری۔“

”میں جانتا ہوں۔ ان معصوم لوگوں کی زندگیوں سے کیلئے ولا ہی اس

مجموع میں موجود ہوگا لیکن کیا وہ اتنی ہمت رکھتا ہے کہ میرے سامنے کھڑے؟“

اور پھر فیصلہ اپنی ولایت میں اپنا ملک فرومانے میدان مار دیا تھا لیکن میں نے پہلے ہی میں کھڑے ہو چکا تھا چنانچہ میں آگے بڑھا آیا اور بیشمار لگاؤں میری طرف متوجہ ہو گئے۔“

”تم۔ تم کون ہو؟“

”اس بغاوت کا سرخبر۔ میں نے جواب دیا۔“

”لیکن تم تو صل کے ایک آدمی خادم ہو۔“

”خوب تم مجھے پہچان گئے۔ میں نے سکر کر کہا اور گوید نے صلدی سے ان لوگوں کو واپس جانے کا اشارہ کیا جو وفد کی شکل میں آئے تھے۔“

”ہاں۔ میں تیس پہچانتا ہوں لیکن۔ لیکن۔“

”بیشمار ہو۔ میں کم تر فنی سے کام نہیں لوں گا تم نے یہی قانون اپنی ماں کے ساتھ جو کچھ کیا اس وقت اس کا تذکرہ نہیں کریں گا اس کا دعویٰ بھی نہیں کریں گا کہ تم واصل فرمنا ہو۔ میں نے کہا اور گوید بلا کسی قدر پر سکون ہو گیا۔“

”تمہارا کیا نام ہے؟“

”رائن۔ میں نے جواب دیا۔“

”اور وہ قیدی ہو جو نوران کے قید خانے میں تھے۔“

”ہاں وادی اور اس کا رابطہ نوران سے تمہاری ملکہ تر فتنے حاصل کرنا چاہتا تھا اور اس کی خواہش پوری نہ کرنے پر جسے تیرے دیکر دیا گیا۔“

”پھر تم نے میں نے انھوں کو قتل کیا اور اسے قیدیوں کو لے کر واپس ہو گئے۔“

”ہاں میں نے ہی ہوں۔“

”اور وہ لائق قیدی بغاوت میں متاثر سے سامنے ہوں گے۔“

”ہاں۔“

”گو کہ حکومت کے بدلنے مجرم ہو اور تم نے صرف اپنی زندگی بچانے کے لیے بغاوت کا جال پھیلایا ہے۔“

”میری کھو لو ایب نوس۔ مجھ سے بے شمار بے گناہ لوگ متاثر ہیں۔ تم کا شمار ہوئے ہیں اور سب دل سے میرے ہتھوڑا ہیں۔“

”لیکن حکومت بدلنے کا مناسب طریقہ تمہارے علم میں بھی ہوگا؟“

”حق۔“

”پھر تم نے میرے مخالفوں کو قتل کرنے کے بعد مجھے میدان جنگ کو دعوت کیوں نہیں دی؟“

”میں لوگوں کی آواز میں تم تک پہنچا چاہتا تھا۔“

”لیکن اپنے مخالف کے لیے دوسروں کی زندگی سے کیلئے اتنا بڑی بات نہیں ہوتی کیا تم غور و اس قابل نہیں پاتے؟“

”اول تو میں حکومت کرنے کا خواہش مند نہیں ہوں میں تو مادی طاقت کو کسی کی مناسب آدمی حکومت دلوانا چاہتا ہوں دوسری بات یہ کہ مجھے تمہاری قوتوں کا علم تھا اس لیے پہلے میں تمہاری کر توڑنا چاہتا تھا۔“

”تم نے میری کر توڑ دی؟“

”نہیں مجھے اجازت ہے کہ میں ایسا نہیں کر سکتا۔“

”تم مجھ سے جنگ کر گئے؟“

”ہاں یہ آخری کام ہوگا اور اس کے بعد میں ہتھوڑی حکومت بدل دوں گا۔“

”تم مجھ سے جنگ کر گئے؟“

”یقیناً۔ آخری قدم میرا ہی ہے۔“

”تمہارے اس اقدام کے بعد مجھ سے کوئی شکایت نہیں رہی اور سزا سخت افرنے کے گوگو۔ اس آواز کے بعد مجھے تم سے کوئی شکایت نہیں رہی لیکن بغاوت کرنے والوں کو سزا فرمائی گئی۔ ہاں اگر یہ مجھے قتل کرنے کا پھر سامنے معاملات ختم ہو جائیں گے لیکن مرغش والوں اس سے سوال کر رہے۔“

”جنگ کس طرح کرے گا؟“

”یہ سوال تم مجھ سے کر سکتے ہو ایب نوس۔ میں نے کہا۔“

”میں تمہیں میرے علم سے ناواقفیت ہے؟“

”نہیں۔“

”میں کہتا ہوں یہ بات نہیں معلوم کہ تمہارے سامنے میرے ایک آدمی کو بھی قتل نہیں کر کے جیکر میرے آدمیوں نے تمہیں نیست و نابود کر دیا ہے۔“

”ہاں علم ہے۔“

”تو کیا تمہارے خیال میں میں دوران جنگ اپنے علم سے کم نہیں ہوں گا؟“

”کیوں نہیں جس کے پاس جو اختیار ہو تاکہ وہ اسے استعمال کر لیتے۔“

”اس کے باوجود تم اس جنگ سے مطمئن ہو۔“

”ہاں۔“

”کیا تمہارے پاس پوشیدہ علوم ہیں؟“

”نہیں۔“

”تب پھر ایک ہی بات سوچی جاسکتی ہے تم اس بغاوت سے دباؤس ہو کر خودکشی کرنا چاہتے ہو۔ تاہم مجھے کیا اعتراض ہے۔ لیکن مرغش والوں تم کو میدان جنگ میں فتح حاصل کرنے کے بعد میں ان کی تعزیروں کا مالک ہوں گا جو میرے خلاف آواز بلند کر چکے ہیں۔ اوزان اببات ختم ہو گئی ہے اس سے جنگ کے وقت کا تعمین ہو گا اور اب یہ ایب نوس کی حفاظت میں سب سے بڑا کار فرما ہو سکے۔“

”یہ خدایاں سب نے میرے گرد گر ڈال دیا۔ ہائیوں کا یہ معاملہ نورنا میرے لیے مشکل نہیں تھا لیکن اس کی ضرورت بھی کیا تھی۔ میں تو خود ایب نوس یا فیونے آخری جنگ کرنا چاہتا تھا۔ بلکہ ایک طرح سے بھی بات حق اس طرح میں اوزان اور سیکندوں لوگوں کے فضول سوالات سے بچنا چاہتا تھا۔“

”وہ لوگ میرے کان کھاتے۔“

”پا ہی مجھے کے کر مل پہنچ گئے۔ مجھ سے ملنے ہی متفر ہو گیا تھا۔“

”میں میرے لیے کچھ نہ کر سکا بہر حال لوگ قوانین سے بغاوت نہیں کر سکتے تھے۔“

”عمل کے ایک آدمی نے مجھ سے یہ دیکر دیا اور یہ زمین و دور قیادہ۔“

54

"کیا پیغام ہے؟"

"ایک ایسے لاؤ کی تیار می جس میں جتنی تلگ رہا ہو اس سے کوئی مناسب جگہ جو گردش سے زیادہ دور نہ ہو۔ وہ جلد از جلد ایک ایسا لاؤ تیار کرے اس سے کہ دیگر بلائیں کی فزائش ہے۔"

"بہتر میں متاثر ہوا پیغام پشادو کا؟ ایسا لے لے گا اور پھر ضروری ہدایت کے لئے کہ وہ چاہا لیکن اب میرے ذہن میں یہ خیال آیا تھا کہ کس طرح فروز نایاب نویس کو اس لاؤ تک لے جایا جائے کسی طرح اسے اس پوشیدہ جہز میں پہنچا جائے۔ وہ چاہا کہ یہ کیس کیسے سمجھ جائے۔"

بہت سوچ بچار کے بعد میری کوئی مناسب ترکیب سمجھ میں نہیں آئی۔ تب میں نے ذہن کو آزاد چھوڑ دیا۔ تھوڑے وقفے کے بعد ایسا لاس میرے پاس آیا۔ اس نے مجھے اطلاع دی کہ اس کا پیغام نواس کو لے دیا گیا ہے اور نواس نے وعدہ کیا کہ میری مرضی کے مطابق ہدایت کیا جائے گا۔

لیکن میں مطمئن نہ ہو سکا اور پھر خدشہ میں نے نواس سے طاقات کا تہیہ کیا اور ایک مناسب وقت میں اپنے قید خانے سے نکل آیا۔ اب نواس کے ہاتھ میں علم ہوا تھا کہ وہ اپنے پیش گاہ میں ہے اور یہ وقت واقعی بہتر کا تھا۔

نواس اور اذغان کے بل ٹانڈان گھر گھوم میں ملے۔ مجھے دیکھ کر شہزادہ گئے تھے۔

"تم آزاد ہو گئے راستن؟ تم آزاد ہو گئے۔ نواس خوشی سے پھر پورے میں بولا۔"

"میں یہ پیغام مل گیا تھا؟"

"ہاں۔"

"لیکن تم گھروں میں کیوں ہو؟"

"اودہ امر کی دنیا کو اب نواس نے جہنم بنا کر رکھ دیا ہے وہ باغیوں سے انتقام لے رہا ہے اور اذغان گردش خالی ہو چکا ہے لوگ خوف سے جاگ رہے ہیں صرف وہ لوگ موجود ہیں جو اس کے دھواں میں بڑی تباہی پھیل گئی ہے۔ بلاغت پرے کے طور سے کام رہی ہے۔"

"ہوں؟ میں نے بھاری ہنسنے میں کہا "تم میرا کام تک کیسے ہو؟ بہت جلد لیکن اس کی کیا ضرورت ہے؟"

"اس بات سے میں بعد میں بتاؤں گا پہلے جگہ کا انتخاب کرو۔"

صاف گئے گئے تو جگہ کا انتخاب بھی تم ہی کرو۔ نواس نے کہا۔

"لیکن میں اس کی وجہ جاننے کا خواہش مند ہوں۔"

میرے ساتھ آزاد نواس۔ میں نے کہا اور پھر ہم لوگ باہر نکل گئے۔ ایسا بھی اگلے ساتھ تھا اور اس کے بعد ہم پہاڑوں میں آوارہ گردی کرتے رہے۔ میرا ذہن تیزی سے فیصلہ کر رہا تھا اور کافی غور و غوض کے بعد پکا فیصلہ

نے ایک عمدہ ترکیب سوچ لی۔ اور اس کو ایک پرہیز خواری سے چھل چلا لیکن میں نے کسی پر اس خوشی کا اندازہ نہیں کیا۔ بلاغت میں نے اپنے اس

سے مجھے دیکھا اور بولا۔

"بہتر سے ساقیوں نے موت کا..... مزہ چکے گا فیصلہ کیا ہے راستن وہ پہاڑیوں پر جمع ہوئے ہیں اور مجھے میری اپنی زندگی اور موت کے بارے میں

ذرا کلام کرنا چاہیے ہیں۔ انہوں نے مجھے دعوت دی ہے کہ میں اپنے فوجیوں کو لے کر آؤں۔ ان سے گفتگو کروں۔ اس کے بعد یاد آؤ تو کو مکمل طور پر زندگی کے لیے پیش کر دوں گا پھر کوئی بی صلا کی بات ہو جائے گی کہ میں ان پر مکمل طور پر مطلق حکم کر دوں گا اور اس میں نہ ان کی یہ پیشکش قبول کر لی لیکن جب میں ان سے بات کر دوں گا تو یہی چند شرائط بھی ہوں گی۔"

"سوہ کیا؟" میں نے سوال کیا۔

"شرائط میں یہ بات شامل ہوگی کہ میں ان لوگوں کی زندگی میں نہیں چاہوں گا جو اس بناوت کے ہائی کر سکتے ہیں انہیں موت کا..... مزہ چکنا ہوگا اور باغیوں کے ساتھ میری دشمنی ہوگی اس کو اس بغاوت کے باغیوں کو میرے حوالے کر دیا جائے۔ میں ان لوگوں کو صاف کر دوں گا۔ چنانچہ یہ چھپ چھپ کر ملے ہوئے

تو اس کے بعد راستن ان کے سر پر لکھی شہادت سے سب سے پہلے موت کی سزا پانے والے تم ہو گئے۔"

"اور تم مجھے اس کی اطلاع دینے سے ہوئے؟ میں نے طنز بھری ہنسنے میں کہا۔

"ہاں۔ ایک سربراہ کو اس کی تحریک کے انتقام کے لیے میں تیار ہوں۔"

سے اور خاص کر اس حالت میں کہ خود اس کی زندگی کا اختتام بھی ہونے چاہتا ہو۔

ایک نواس نے کہا۔

"جیک پہلیب نواس مجھے موت سے کوئی خوف محسوس نہیں ہوتا۔ اگر موت اس طرح آتی ہے تو فوراً سب مجھے مرنا ہی ہوگا۔ لیکن تم کیا ان لوگوں سے طاقات کر رہے ہو؟"

"بہت جلد۔ ہمارے پاس سے جانے کے بعد میں اودہ امر کی کارروائی کا

ایک نواس نے جواب دیا اور میں نے اپنی مسکراہٹ کو سب سے ساختہ

دیا۔ کوئی گستاخی چلا کہ ہو کہیں دیکھ کر ادا ہی جانتے ہیں سب

ایک نواس کے سامنے افسروں کا اظہار کیا تھا اور یہ ظاہر کیا تھا کہ جیسے میں اس

اطلاع سے بہت خوفزدہ اور پریشان ہوں اور اب نواس اس بات سے بہت

ہی خوش ہوا تھا۔ چنانچہ وہ چلا گیا۔

ایک لاس اب نواس کے ساتھ ہی آیا تھا اور اس کے ساتھ ہی وہیں

چلا گیا تھا۔ ظاہر ہے اسے سوائے پہلیب نواس اب لاس کو پوشیدہ طور پر اپنے

ساتھ رکھتا تھا۔ کیونکہ وہ اس کے علوم کا ماہر تھا۔

سو پر فیر۔ اس وقت باہر نکلنے کے لیے ایک لاس کے علم کی ضرورت

نہیں تھی چنانچہ میں نے فیصلہ کر کے دوازے کو اپنی ہتھیوں میں کھڑا اور

پھر اسے ہتھیوں میں اٹھاتے ہوئے باہر نکل آیا۔ میں نے وہ انداز ایک دوڑ کے

لگا دیا۔ اور برق رفتاری سے پہاڑوں کا سفر کرنے لگا۔

میری مطلوبہ جگہ باغیوں کے خیمے کے ہوئے تھے۔ سطح پہاڑی علاقے

میں نواس اذغان اور دوسرے باقی گھروں سے اور پہلیب نواس کی فوج۔

ایک نواس تیار ہو کر آیا تھا۔ تب میں اپنے ساتھیوں میں پہنچ گیا۔

57

"گاہ راستن؟ تو آزاد ہے؟ وہ دیکھو اب نواس آتا ہے اور میں اپنی

کی طرف دیکھنے لگا۔ وہ بڑی شان سے آتا تھا۔ میں ایک ایسی جگہ پہنچ گیا جہاں سے

وہ مجھے دیکھ سکے۔

"میں قہقہے دھوت پر آ گیا ہوں لیکن اس کے بعد میں تمہیں کوئی

عملت نہ کر دوں گا۔ تو کیا چاہتے ہو۔ یہاں تو کچھ نئی شکلیں نظر آ رہی ہیں۔ تم

میں سے کون مجھے بات کرے گا؟ اینٹوس نے قریب آ کر کہا۔

"ہمارا سربراہ؟ نواس نے جواب دیا۔

"خوب، تو کیا تم نے کسی نے سربراہ کا انتخاب کر لیا ہے؟" اس نے کہا۔

اور اسی وقت میں چشمان کے عقب سے نکل آیا۔

"میں اب نواس تیرے استقبال کے لیے ہیں موجود ہیں؟ میں نے

کہا اور اب نواس تہیجا آزادانہ میں مجھے دیکھنے لگا۔

"لو کہیں طرح آزاد ہو گیا؟"

میں نے قہقہے دھوت پر آ گیا ہوں لیکن اس کے بعد میں تمہیں کوئی

عملت نہ کر دوں گا۔ تو کیا چاہتے ہو۔ یہاں تو کچھ نئی شکلیں نظر آ رہی ہیں۔ تم

میں سے کون مجھے بات کرے گا؟ اینٹوس نے قریب آ کر کہا۔

"ہمارا سربراہ؟ نواس نے جواب دیا۔

"خوب، تو کیا تم نے کسی نے سربراہ کا انتخاب کر لیا ہے؟" اس نے کہا۔

اور اسی وقت میں چشمان کے عقب سے نکل آیا۔

"میں اب نواس تیرے استقبال کے لیے ہیں موجود ہیں؟ میں نے

کہا اور اب نواس تہیجا آزادانہ میں مجھے دیکھنے لگا۔

"لو کہیں طرح آزاد ہو گیا؟"

میں نے قہقہے دھوت پر آ گیا ہوں لیکن اس کے بعد میں تمہیں کوئی

عملت نہ کر دوں گا۔ تو کیا چاہتے ہو۔ یہاں تو کچھ نئی شکلیں نظر آ رہی ہیں۔ تم

میں سے کون مجھے بات کرے گا؟ اینٹوس نے قریب آ کر کہا۔

"ہمارا سربراہ؟ نواس نے جواب دیا۔

"خوب، تو کیا تم نے کسی نے سربراہ کا انتخاب کر لیا ہے؟" اس نے کہا۔

اور اسی وقت میں چشمان کے عقب سے نکل آیا۔

"میں اب نواس تیرے استقبال کے لیے ہیں موجود ہیں؟ میں نے

کہا اور اب نواس تہیجا آزادانہ میں مجھے دیکھنے لگا۔

"لو کہیں طرح آزاد ہو گیا؟"

میں نے قہقہے دھوت پر آ گیا ہوں لیکن اس کے بعد میں تمہیں کوئی

عملت نہ کر دوں گا۔ تو کیا چاہتے ہو۔ یہاں تو کچھ نئی شکلیں نظر آ رہی ہیں۔ تم

میں سے کون مجھے بات کرے گا؟ اینٹوس نے قریب آ کر کہا۔

"ہمارا سربراہ؟ نواس نے جواب دیا۔

"خوب، تو کیا تم نے کسی نے سربراہ کا انتخاب کر لیا ہے؟" اس نے کہا۔

اور اسی وقت میں چشمان کے عقب سے نکل آیا۔

"میں اب نواس تیرے استقبال کے لیے ہیں موجود ہیں؟ میں نے

کہا اور اب نواس تہیجا آزادانہ میں مجھے دیکھنے لگا۔

"لو کہیں طرح آزاد ہو گیا؟"

میں نے قہقہے دھوت پر آ گیا ہوں لیکن اس کے بعد میں تمہیں کوئی

عملت نہ کر دوں گا۔ تو کیا چاہتے ہو۔ یہاں تو کچھ نئی شکلیں نظر آ رہی ہیں۔ تم

میں سے کون مجھے بات کرے گا؟ اینٹوس نے قریب آ کر کہا۔

"ہمارا سربراہ؟ نواس نے جواب دیا۔

"خوب، تو کیا تم نے کسی نے سربراہ کا انتخاب کر لیا ہے؟" اس نے کہا۔

اور اسی وقت میں چشمان کے عقب سے نکل آیا۔

"میں اب نواس تیرے استقبال کے لیے ہیں موجود ہیں؟ میں نے

کہا اور اب نواس تہیجا آزادانہ میں مجھے دیکھنے لگا۔

"لو کہیں طرح آزاد ہو گیا؟"

میں نے قہقہے دھوت پر آ گیا ہوں لیکن اس کے بعد میں تمہیں کوئی

عملت نہ کر دوں گا۔ تو کیا چاہتے ہو۔ یہاں تو کچھ نئی شکلیں نظر آ رہی ہیں۔ تم

میں سے کون مجھے بات کرے گا؟ اینٹوس نے قریب آ کر کہا۔

"ہمارا سربراہ؟ نواس نے جواب دیا۔

"خوب، تو کیا تم نے کسی نے سربراہ کا انتخاب کر لیا ہے؟" اس نے کہا۔

اور اسی وقت میں چشمان کے عقب سے نکل آیا۔

"میں اب نواس تیرے استقبال کے لیے ہیں موجود ہیں؟ میں نے

کہا اور اب نواس تہیجا آزادانہ میں مجھے دیکھنے لگا۔

"لو کہیں طرح آزاد ہو گیا؟"

میں نے قہقہے دھوت پر آ گیا ہوں لیکن اس کے بعد میں تمہیں کوئی

عملت نہ کر دوں گا۔ تو کیا چاہتے ہو۔ یہاں تو کچھ نئی شکلیں نظر آ رہی ہیں۔ تم

میں سے کون مجھے بات کرے گا؟ اینٹوس نے قریب آ کر کہا۔

"ہمارا سربراہ؟ نواس نے جواب دیا۔

"خوب، تو کیا تم نے کسی نے سربراہ کا انتخاب کر لیا ہے؟" اس نے کہا۔

اور اسی وقت میں چشمان کے عقب سے نکل آیا۔

"میں اب نواس تیرے استقبال کے لیے ہیں موجود ہیں؟ میں نے

کہا اور اب نواس تہیجا آزادانہ میں مجھے دیکھنے لگا۔

"لو کہیں طرح آزاد ہو گیا؟"

میں نے قہقہے دھوت پر آ گیا ہوں لیکن اس کے بعد میں تمہیں کوئی

عملت نہ کر دوں گا۔ تو کیا چاہتے ہو۔ یہاں تو کچھ نئی شکلیں نظر آ رہی ہیں۔ تم

میں سے کون مجھے بات کرے گا؟ اینٹوس نے قریب آ کر کہا۔

"ہمارا سربراہ؟ نواس نے جواب دیا۔

"خوب، تو کیا تم نے کسی نے سربراہ کا انتخاب کر لیا ہے؟" اس نے کہا۔

اور اسی وقت میں چشمان کے عقب سے نکل آیا۔

"میں اب نواس تیرے استقبال کے لیے ہیں موجود ہیں؟ میں نے

کہا اور اب نواس تہیجا آزادانہ میں مجھے دیکھنے لگا۔

"لو کہیں طرح آزاد ہو گیا؟"

میں نے قہقہے دھوت پر آ گیا ہوں لیکن اس کے بعد میں تمہیں کوئی

عملت نہ کر دوں گا۔ تو کیا چاہتے ہو۔ یہاں تو کچھ نئی شکلیں نظر آ رہی ہیں۔ تم

میں سے کون مجھے بات کرے گا؟ اینٹوس نے قریب آ کر کہا۔

"ہمارا سربراہ؟ نواس نے جواب دیا۔

"خوب، تو کیا تم نے کسی نے سربراہ کا انتخاب کر لیا ہے؟" اس نے کہا۔

اور اسی وقت میں چشمان کے عقب سے نکل آیا۔

"میں اب نواس تیرے استقبال کے لیے ہیں موجود ہیں؟ میں نے

کہا اور اب نواس تہیجا آزادانہ میں مجھے دیکھنے لگا۔

"لو کہیں طرح آزاد ہو گیا؟"

میں نے قہقہے دھوت پر آ گیا ہوں لیکن اس کے بعد میں تمہیں کوئی

عملت نہ کر دوں گا۔ تو کیا چاہتے ہو۔ یہاں تو کچھ نئی شکلیں نظر آ رہی ہیں۔ تم

میں سے کون مجھے بات کرے گا؟ اینٹوس نے قریب آ کر کہا۔

"ہمارا سربراہ؟ نواس نے جواب دیا۔

"خوب، تو کیا تم نے کسی نے سربراہ کا انتخاب کر لیا ہے؟" اس نے کہا۔

اور اسی وقت میں چشمان کے عقب سے نکل آیا۔

"میں اب نواس تیرے استقبال کے لیے ہیں موجود ہیں؟ میں نے

کہا اور اب نواس تہیجا آزادانہ میں مجھے دیکھنے لگا۔

"لو کہیں طرح آزاد ہو گیا؟"

میں نے قہقہے دھوت پر آ گیا ہوں لیکن اس کے بعد میں تمہیں کوئی

عملت نہ کر دوں گا۔ تو کیا چاہتے ہو۔ یہاں تو کچھ نئی شکلیں نظر آ رہی ہیں۔ تم

میں سے کون مجھے بات کرے گا؟ اینٹوس نے قریب آ کر کہا۔

"ہمارا سربراہ؟ نواس نے جواب دیا۔

"خوب، تو کیا تم نے کسی نے سربراہ کا انتخاب کر لیا ہے؟" اس نے کہا۔

اور اسی وقت میں چشمان کے عقب سے نکل آیا۔

"میں اب نواس تیرے استقبال کے لیے ہیں موجود ہیں؟ میں نے

کہا اور اب نواس تہیجا آزادانہ میں مجھے دیکھنے لگا۔

"لو کہیں طرح آزاد ہو گیا؟"

میں نے قہقہے دھوت پر آ گیا ہوں لیکن اس کے بعد میں تمہیں کوئی

عملت نہ کر دوں گا۔ تو کیا چاہتے ہو۔ یہاں تو کچھ نئی شکلیں نظر آ رہی ہیں۔ تم

میں سے کون مجھے بات کرے گا؟ اینٹوس نے قریب آ کر کہا۔

"ہمارا سربراہ؟ نواس نے جواب دیا۔

"خوب، تو کیا تم نے کسی نے سربراہ کا انتخاب کر لیا ہے؟" اس نے کہا۔

اور اسی وقت میں چشمان کے عقب سے نکل آیا۔

"میں اب نواس تیرے استقبال کے لیے ہیں موجود ہیں؟ میں نے

کہا اور اب نواس تہیجا آزادانہ میں مجھے دیکھنے لگا۔

"لو کہیں طرح آزاد ہو گیا؟"

میں نے قہقہے دھوت پر آ گیا ہوں لیکن اس کے بعد میں تمہیں کوئی

عملت نہ کر دوں گا۔ تو کیا چاہتے ہو۔ یہاں تو کچھ نئی شکلیں نظر آ رہی ہیں۔ تم

میں سے کون مجھے بات کرے گا؟ اینٹوس نے قریب آ کر کہا۔

"ہمارا سربراہ؟ نواس نے جواب دیا۔

"خوب، تو کیا تم نے کسی نے سربراہ کا انتخاب کر لیا ہے؟" اس نے کہا۔

اور اسی وقت میں چشمان کے عقب سے نکل آیا۔

"میں اب نواس تیرے استقبال کے لیے ہیں موجود ہیں؟ میں نے

کہا اور اب نواس تہیجا آزادانہ میں مجھے دیکھنے لگا۔

"لو کہیں طرح آزاد ہو گیا؟"

میں نے قہقہے دھوت پر آ گیا ہوں لیکن اس کے بعد میں تمہیں کوئی

عملت نہ کر دوں گا۔ تو کیا چاہتے ہو۔ یہاں تو کچھ نئی شکلیں نظر آ رہی ہیں۔ تم

میں سے کون مجھے بات کرے گا؟ اینٹوس نے قریب آ کر کہا۔

"ہمارا سربراہ؟ نواس نے جواب دیا۔

"خوب، تو کیا تم نے کسی نے سربراہ کا انتخاب کر لیا ہے؟" اس نے کہا۔

اور اسی وقت میں چشمان کے عقب سے نکل آیا۔

"میں اب نواس تیرے استقبال کے لیے ہیں موجود ہیں؟ میں نے

کہا اور اب نواس تہیجا آزادانہ میں مجھے دیکھنے لگا۔

"لو کہیں طرح آزاد ہو گیا؟"

میں نے قہقہے دھوت پر آ گیا ہوں لیکن اس کے بعد میں تمہیں کوئی

عملت نہ کر دوں گا۔ تو کیا چاہتے ہو۔ یہاں تو کچھ نئی شکلیں نظر آ رہی ہیں۔ تم

میں سے کون مجھے بات کرے گا؟ اینٹوس نے قریب آ کر کہا۔

"ہمارا سربراہ؟ نواس نے جواب دیا۔

"خوب، تو کیا تم نے کسی نے سربراہ کا انتخاب کر لیا ہے؟" اس نے کہا۔

اور اسی وقت میں چشمان کے عقب سے نکل آیا۔

"میں اب نواس تیرے استقبال کے لیے ہیں موجود ہیں؟ میں نے

کہا اور اب نواس تہیجا آزادانہ میں مجھے دیکھنے لگا۔

"لو کہیں طرح آزاد ہو گیا؟"

میں نے قہقہے دھوت پر آ گیا ہوں لیکن اس کے بعد میں تمہیں کوئی

عملت نہ کر دوں گا۔ تو کیا چاہتے ہو۔ یہاں تو کچھ نئی شکلیں نظر آ رہی ہیں۔ تم

میں سے کون مجھے بات کرے گا؟ اینٹوس نے قریب آ کر کہا۔

"ہمارا سربراہ؟ نواس نے جواب دیا۔

"خوب، تو کیا تم نے کسی نے سربراہ کا انتخاب کر لیا ہے؟" اس نے کہا۔

اور اسی وقت میں چشمان کے عقب سے نکل آیا۔

"میں اب نواس تیرے استقبال کے لیے ہیں موجود ہیں؟ میں نے

کہا اور اب نواس تہیجا آزادانہ میں مجھے دیکھنے لگا۔

"لو کہیں طرح آزاد ہو گیا؟"

میں نے قہقہے دھوت پر آ گیا ہوں لیکن اس کے بعد میں تمہیں کوئی

عملت نہ کر دوں گا۔ تو کیا چاہتے ہو۔ یہاں تو کچھ نئی شکلیں نظر آ رہی ہیں۔ تم

میں سے کون مجھے بات کرے گا؟ اینٹوس نے قریب آ کر کہا۔

"ہمارا سربراہ؟ نواس نے جواب دیا۔

"خوب، تو کیا تم نے کسی نے سربراہ کا انتخاب کر لیا ہے؟" اس نے کہا۔

اور اسی وقت میں چشمان کے عقب سے نکل آیا۔

"میں اب نواس تیرے استقبال کے لیے ہیں موجود ہیں؟ میں نے

کہا اور اب نواس تہیجا آزادانہ میں مجھے دیکھنے لگا۔

"لو کہیں طرح آزاد ہو گیا؟"

محق کو کسی نے ایسی ہی ایک شکل نہ دیکھی ہوگی۔

لیکن میری دوست آگ میرے ساتھ تعاون کر رہی تھی میرے بدن کو دھبی دھبی حرارت مل رہی تھی اور میری گرفت مضبوط سے مضبوط تر ہوتی جا رہی تھی جبکہ میرا دوست راکھ کا ڈھیر بن گیا تھا اور جو رزقہ رزقہ جہنم و ہرمانی شعلے دھجھ پڑنے لگے اور اب چاروں طرف خاموش پہاڑوں کے سوا کچھ نہیں تھا۔ اس سختی و دور میرا دوست میرا سہمی سا منہ کھلیا جس پر ہنس رہا تھا۔ اس کی آنکھوں میں عجیب سے تارتارت تھے پھر وہ بہتر بہتر میرے نزدیک پہنچ گیا اور میرے بازو پر ماتھر رکھ کر بولا "اب نوس کی کاٹو ختم ہو گئی اور اب تخت افروزے میں بہت سی تبدیلیاں آچکی ہیں۔"

مگر باوجود اس ماحول سے نکل آئے۔
"ہاں۔ یوں لگتا ہے جیسے ماضی کی لہروں نے اس بارہیں زبردستی اٹھا کر ماضی سے باہر پھینک دیا ہے۔"

میر کوئی جگہ ہے؟
"وہی علاقہ جہاں یہ لپٹ لپٹ کر ہوا تھا لیکن یہ زمانہ خال ہے۔
"مجھے مبارکباد نہیں دو گے سلاؤس اس بار ماضی میں نہیں ملے گا بلکہ نیا کاربنیڈیک یا کوئی ایس نے ماضی میں ایک ایسے کردار کو جو سلاؤس کا کوئی بڑا نہیں تھا۔"

میں مطلب ہے سلاؤس نے تعجب سے پوچھا۔
"نوس کی حیثیت سے تم حقیقت حال سے واقف ہو۔"

"ہاں پھر؟"

"کیا میں نے ماضی میں ایک نئی کائناتی تخلیق نوس کی کیا یہ سارے واقعات ماضی میں داخل نہیں کیے گئے؟"

"یہ کیسے ممکن ہے۔ کیا تمنا یہ خیال ہے کہ جو کائناتی تم نے دیکھی وہ ماضی میں تحریف تھی؟"

"تمنا کیا خیال ہے؟ میں نے سلاؤس کو گھورتے ہوئے کہا۔
"میرے ساتھ آؤ۔ آؤ تھوڑا سا سفر کریں یہ سلاؤس نے کہا اور میں اس کے ساتھ چل پڑا۔ خاص طور پر سفر تھا یہ۔ تب ہر ایک حسین وادی میں پہنچ گئے۔ ایک پہاڑی کے دامن میں ایک بڑا عجیب نظر آرہا تھا۔

"یہ وادی اور ماضی ہے اور یہ بڑا فائنڈرائس کا جگہ اس جگہ کی جابا کردہ تحریر پر مضمون کو الفاظ ٹوٹ گئے ہیں لیکن تحریر واضح ہے اور میں اس تحریر پر جھک گیا۔ کھا تھا۔"

"اور اس کا بڑا فائنڈرائس جس نے تخت افروزے کے غریب نما لیب نوس اور سب سے بڑے جادوگر فزونا کو تیرا کش کرتے ہوئے اپنی جہی جان دے دی اور اس طرح اس نے انھوں انسانوں کو اس غریب سے بچا دلائی۔ ہمارے بھات و بہنو کو سلام کرتے ہیں۔"

"ماضی میں کوئی تحریف ممکن نہیں ہو سکتی۔ یہ بتا رہی تھی ہے؟"

سلاؤس نے کہا اللہ میں غصیلی لگا ہوں سے اسے دیکھنے لگا تب سلاؤس میرا ماتھر پکڑ کر واپس اپنے دانش کدے کی جانب چل پڑا۔

زادلوں کی ترتیب میں مذکور دانش مند سلاؤس نے

اس نے میرے لٹریچر میں مذمت کے مطابق تمام چیزیں فراہم کر دی تھیں۔ میں درحقیقت اپنی طویل ترین زندگی کے بیش قیمت لمحات گزار رہا تھا۔ ایسے مہترخص سے اس سے قبل ملاقات نہیں ہوئی تھی۔ دانش کدہ کو تھا ہی لیکن تخت افروزے کی اس حسین دنیا میں اور میری بہت کچھ موجود تھا اور مجھے آنکھیں کھلیں کہیں اس پوری دنیا میں جو چاہوں دیکھوں۔

یوں یہ دن اور رات سے خال وقت پر آسانی گذر رہا تھا۔ اور میں کافی خوش تھا۔ بالآخر سلاؤس نے مجھے خوشخبری سنائی کہ اس کا کام مکمل ہو گیا۔ میں نے بھی خوشی کا اظہار کیا تھا۔

"میں نے زادلوں کی ترتیب میں کچھ خصوصی تبدیلیاں کی ہیں۔"

سلاؤس نے مجھے بتایا۔

"کیا میں ان کے بارے میں جانتا چاہتا ہوں؟"

"بس اپنے طور پر تمہارے سکاڑن کہہ سکتے ہو۔ دراصل اپنے ساتھ مجھے شخص کے شامل ہو جانے سے میں بہت خوش ہوں۔"

سلاؤس نے مسکراتے ہوئے کہا: "اور مستقبل کا سفر میرے لئے بھی کافی دشمن ہے میں بھی مستقبل میں جانے کا خواہشمند ہوں اور میری تمنا ہے کہ میں اس بہت سی چیزیں میرے لئے رقمطبی اجنبی ہوں گے۔"

"تم نے تیار کیا کیا کی ہیں؟"

"میں نے تمہیں جس دور میں بھیجا تھا اس کے بارے میں مجھے تقریباً بہت معلومات بھی حاصل تھیں لیکن اب ہم جن ادوار میں سفر کریں گے وہ میرے لئے بھی قلعی اجنبی ہونگے اس لئے میں جانتا ہوں کہ ہم زیادہ حفاظت کا انتظام کر سکیں گے۔"

عمدہ خیال ہے؟ میں نے کہا۔

"چنانچہ میں نے دانش کدے میں کچھ خصوصی تبدیلیاں کی ہیں۔ یعنی اگلاں ہمارے موافق زہول تھوڑی جہات میں اپنا رخ بدل لیں اور اس ماحول سے نکل آئیں جس ماحول کے زاویے کے رُخ پر ہوں اس طرح ہم حادثات سے محفوظ رہیں گے؟"

"تمہاری عقل و دانش نے مجھے حیران کر دیا ہے۔ بلاشبہ میں صدیوں کی طویل زندگی میں بے شمار دانش وروں سے مل چکا ہوں۔ میں نے ستارہ شناسی کو دیکھا ہے۔ جہیزین و آسمان کے دیوان موجود گوں کے بارے میں بتایا کرتے تھے۔ میں نے بڑے بڑے

..... فنکاروں کو دیکھا ہے لیکن تمہارے اندر ایک قدرت پائی جاتی ہے اور اس قدرت نے میرے دل میں تمہارے لئے یہ بڑا عقیدت پیدا کر دی ہے۔"

لیکن میرے دوست بعض اوقات انسانی فطرت عجیب و غریب

رُخ اختیار کر لیتی ہے۔
مثلاً:

اس سے پہلے میں مناسب کچھ کرتا رہتا تھا۔ جو سچا تھا اس پر غامضی سے عمل شروع کر دیتا تھا اور کر لیا کرتا تھا خود اس سے غلط فہم لیتا تھا۔ دل میں اتنی انگ اور اتنی خوشی نہیں ہوتی تھی لیکن اب ہر حال دوسری ہے۔ میرے نزدیک ایک ایسا دانش ور موجود ہے جو میری کاوشوں کو سمجھتا ہے اور جو کچھ میں کرتا ہوں اس کے بارے میں جانتا ہوں کہ اسے سمجھا جائے گا۔ اس طرح مجھے خوشی ہوتی ہے؟

ہاں یہ درست ہے؟

"اگر میں تمہیں اپنی کاوش کے بارے میں بتاؤں؟ سلاؤس نے کہا اور میں اس کے ساتھ چل پڑا۔ تقریباً دیر کے بعد ہم ایک طعم کدے میں تھے۔

"یہ مستقبل کے زادلوں کے رُخ ہیں۔ میں تمہیں خود بخوبی کہہ بتاؤں گا۔ دیکھو ایک زادلوں سے میں تمہارے ساتھ کھڑا ہوں گا اور ہم دونوں خود کو مستقبل میں پہنچا دیں گے لیکن غلط خواہ کچھ بھی ہو، ہمیں واپس آ جانا ہے؟"

"ٹھیک ہے، والہی کا طریقہ کیا ہو گا؟"

"اؤ؟ سلاؤس نے میرا ہاتھ پکڑا اور ہم ایک لائن پر کھڑے ہو گئے اور پھر ہم دونوں ایک ہی زاویہ پر خود کو مڑ کر نہ گئے۔ تب اچانک سلاؤس نے میرے ہاتھ پر اپنی گرفت سخت کر لی۔ ان کی آواز

مجھے کہیں دُور سے آتی ہوئی محسوس ہوئی تھی: "ماحول کچھ بھی ہو ہمارے سامنے غایاں ہو جائے گا؟"

اور حالات کی شعا میں ہمیں خود میں جذب کر کے مستقبل میں نشر کرنے لگیں۔ ہر ہماری نگاہوں میں چند دھندلے نقش نور ہوئے اور چند ساعت کے بعد وہ نقش نمایاں ہونے لگے۔

تا حد نگاہ سمندر پھیلا ہوا تھا۔ بے شمار جنگی جہاز سفر کر رہے تھے اور ان پر جو غور کیا یہ جہازیں سے گردش کر رہے تھے۔ یہ سپاہیہ کا جنگی شہرہ آرمینا تھا جو کسی دشمن چمکے اور ہونے جا رہا تھا۔ ہم نے ٹھوکر ایک جنگی جہاز کی جانب متوجہ کیا اور چند لمحات کے بعد ہم اس جہاز پر تھے۔

سلاؤس میرے ساتھ ہی تھا اور اس کے ہونٹوں پر کامیابی کی مسکراہٹ تھی۔

"تم نے دیکھا، تم نے محسوس کیا؟ وہ آہستہ سے بولا۔

"ہاں لیکن یوں لگتا ہے جیسے مستقبل میں زیادہ دیر تک نہ گئے ہوں؟ میں نے کہا۔

"کیسے اندازہ لگایا؟"

"نماز قریب میں ایسے جگہ جہاز اور ایسے لباس میں ملے پہنچا

میں دیکھ چکا ہوں؟

"خوب۔ اس طرح بھی تم میرے مددگار ہو۔"

"میں نہیں سمجھا۔"

"اپنی دنیا کے ادوار کے تقاریر میں تم میرے بہترین سامنی ہو گے کیونکہ میں اس ماحول سے واقف ہوں۔"

"ٹھیک ہے کیا اس بھری شہرے کے بارے میں معلومات حاصل کرو گے؟ میں نے پوچھا اور سلاؤس گردن ہلانے لگا۔

"خودی نہیں ہے۔ قطعی خودی نہیں ہے۔ ماضی حال اور مستقبل میرے دانش کدے میں پوشیدہ ہے۔ ہم اسے جب چاہیں تلاش کر سکتے ہیں؟"

"ٹھیک ہے پھر اب.... ہاں ایک بات اور بتاؤ۔ ہم اس جہاز پر کھڑے ہیں۔ پر جتنے ہمارے پیروں کے نیچے ہیں۔ کیا ہم لوگوں کی نگاہوں سے پوشیدہ ہیں؟"

"ہاں؟"

"نہیں۔ دیکھو یہاں نے ہمیں دیکھ لیا ہے۔ وہ دیکھو وہ ہماری طرف اشارے کر رہے ہیں۔ آسمان کی جانب دیکھو سورج ہماری رہنمائی کرے گا؟"

اور میں نے اوپر دیکھا۔ سلاؤس بھی مابن دیکھ رہا تھا اور پھر سلاؤس نے تقریباً سارے بدل لیا۔ دوسرے لمحے ہوا کی لہریں محسوس ہونیں اور ان واحد میں ماحول بدل گیا۔ ہم اپنے دانش کدے میں کھڑے تھے۔

"خوب؟ میں نے مسکراتے ہوئے گردن ہلائی۔ "اس طرح والہی کا یہ عمل طریقہ ہے لیکن اس کی حقیقت کیا ہے؟"

"دن میں سورج، رات کو ستارے زادلوں کے رہنما ہوتے ہیں۔ آؤ میں تمہیں ان کی تفصیل بتاؤں۔ دیکھو آسمان پر موجود ستاروں سے تم واقف ہو، یہ اپنا زاویہ بھی نہیں بدلتے اور تم جن زاویے کا تعلق کرو گے اسے ستاروں سے یا سورج کی ان شعاؤں سے منسلک کر دو اور سورج کی شعاؤں سے تم میری مراد سمجھ رہے ہو گے؟"

"ہاں بابا سلاؤس میں سمجھ رہا ہوں۔"

"یعنی سورج کی کرنیں بھی مخصوص زاویے رکھتی ہیں۔ ہم جس جگہ ہیں وہاں سے یہ نہیں مکر دینا کہ ہر جگہ میں سورج کی شعا میں اپنا ایک ہی رخ رکھتی ہیں اور ان سے نہیں چلتیں۔ گویا سمندروں کے لعلین کے لئے ستاروں سے تو یہ مکر دہرلی گئی ہے لیکن دن کی روشنی میں سورج کی شعاؤں سے وہ نہیں لگتی۔ اور میں نہیں سمجھتا کہ ان سے مدد لینے کی کوشش کیوں نہیں کی گئی؟"

"یہ بہت نہیں ہے بابا سلاؤس؟"

کیا مطلب ہے؟

سورج کی شعاعوں سے بہت سے کام لگے گئے ہیں اور
لے جاتے رہے ہیں مثلاً وقت کا تعین اور دوسرے کام ممکن ہے
تمہاری دنیا میں اس سے کام لے لیا گیا ہو؟
ہاں یہ درست ہے صدیوں کے بیٹے ہماری دنیا میں سورج کی
شعاعوں سے بھیجے کوئی کام نہیں لیا گیا؟
ہاں یہ دوسری بات ہے ہر حال تم مجھے کیا بتا رہے تھے؟
میں یہی کہہ رہا تھا کہ سورج کو دیکھو نازلے کا تعین کرو اور جس
وقت وہ اپنی کی شعاع تو رتھ بدل لوغہ وہ کسی بھی جگہ ہو رہا ہاں سلاؤس
نے کہا اور میں اس کی بات پر غور کرنے لگا۔ پھر میں نے سوال کر
ہی لیا۔

لیکن ہاں سلاؤس یہ بدلا ہوا رخ کیا کسی اور زمانے میں نہیں
دیکھ لے گا؟
نہیں ابھی تم نے محسوس کیا کہ جہاز سے میں نے کون سا رخ
استعمال کیا تھا کہ ہم واپس پہنچ گئے؟
ہاں میں نے محسوس کیا تھا؟
اڈا اب میں تمہیں دوسرے زاویے کی سیر کراؤں؟ بڑھے سلاؤس
نے کہا اور چند لمحے بڑھی دیکھ چکا تھا۔

یعنی ان زاویوں کے ذریعے کہیں سے کہیں پہنچ جاتا۔ دیکھو کس
جگہ ہو اور جب واپسی کی شعاع تو اس میں کوئی وقت نہ ہو چنانچہ میں بڑھے
سلاؤس کے ساتھ دوسرے زاویے کی جانب چل پڑا اور اس بار ہم
جس زاویہ میں داخل ہوئے تھے اس میں میں بڑھے سلاؤس کے ساتھ
تھا۔ اس زاویے نے ہمیں ایک اور عجیب و غریب دنیا میں پہنچا دیا۔
یہ شہر ہی عجیب و غریب و ناقصی رکھتا تھا کہ یہ خاصا
آگے کا وقت ہے۔ ایک ایسی عجیب و غریب جگہ جہاں کتا کو الفاظ
میں ممکن نہیں تھا۔ چند من طرف لوہے کی مشینیں گردش میں تھیں ہر گز
کیا ہو رہا تھا۔ مگر شہر شہر میں جہاں میں لوہا ایک رہا تھا اور ان
ساری چیزوں کا اندازہ بے حد عجیب تھا۔

جس جگہ ہم دونوں کھڑے تھے وہاں بے پناہ پیش تھی اور
دھواں ہماری طرف بھڑک رہا تھا۔
میں تو ایک لمحے کے لئے بہت رہ گیا... کھولتے ہوئے لوہے
کے اس کٹھاؤں میں اگر داخل ہوا... جائے تو ہم کی کیا کیفیت رہے
گی۔ ایک بڑھے سلاؤس نے مجھے جلدی سے جھکا دیا اور ہمارا
رُخ بدل گیا دوسرے لمحے ہم چہ اپنے دانت کرے میں تھے۔
خدا کی پناہ یہ سب کیا تھا؟ کیا تم اس کے بارے میں جانتے ہو؟
اس نے تباہ انداز میں پوچھا۔
نہیں میں نہیں جانتا۔

گرمی مستقبل کا حقیقتہ تم سے بھی پرشیدہ ہے؟

ہاں سلاؤس، ظاہر ہے مستقبل ابھی دوسرے۔ البتہ مستقبل
قریب کی کوئی چیز نہیں ہے نہ ہی ماضی میں نہیں لے اس کی کوئی شکل
دیکھی ہے؟

غوب خوب، یہ بھی ایک تجربہ ہی ثابت ہوا میرے لئے لیکن
کیسی خوفناک پیش کش تھی کسی خوفناک آگ تھی؟ سلاؤس خوفزدہ لہجے
میں بولا؟ گئی اس کے بعد کا انسان آگ پر اس قدر قادر ہو جائے گا
کہ وہ اسے کسی یکن میں قید کر کے زمیری تو مجھ میں کچھ نہیں آیا۔ اودہ
کاش میں اس دور میں پیدا ہوتا؟

میں نے کوئی جواب نہیں دیا۔ سلاؤس کافی دیر تک خیالات
میں ڈوب رہا پھر گردن ہلکا کر لیا۔

لیکن بے شمار باتیں ایسی ہوتی ہیں کہ انسان ان پر صرف محرت
کر سکتا ہے۔ جیسا کہ میں اس دور میں پیدا ہونے کی محرت کر رہا ہوں
لیکن اس دور پر قادر نہیں ہوں چنانچہ اس مسئلے کو جانے دو۔ ہاں اب
یہ بتاؤ کسی دور میں چنے کے لئے تیار ہو؟

بالکل۔ مجھے اس میں کیا اعتراض ہو سکتا ہے؟
ظاہر ہے کہ کسی دور کا تعین نہیں کر سکتے۔ لیکن میرے دوست
اس بار ہم دونوں ساتھ ساتھ ہوں گے اور کوشش کریں گے کہ اس
دور کے کردار مزدور ہوں لیکن عملی طور پر اس کے صرف تعاشاں ہیں اپنی
اس میں ہمارا کوئی حقد نہ ہو؟

لیکن اگر حالات ہیں وہاں ایک پہنچا دیں اور اس کے لئے مجبور
کریں کہ ہم خود اس کا کوئی کردار نہ کریں... پتا
تب پھر مجبور ہی ہے۔ لیکن کوشش کرنا کہ مجھ سے دھڑلہ ہو؟
ہاں سلاؤس نے کہا۔

ٹھیک ہے سلاؤس، تم بھی ہی کوشش کرنا، میں نے جواب دیا۔
ہم جس دور میں جائیں گے پہلے اس کے بارے میں مکمل طور
سے معلومات حاصل کریں گے اور اس کے بعد اپنے لئے کسی حیثیت کا
تعیین کریں گے اس وقت دیکھیں گے کہ ہمیں کیا کرنا ہے؟

ٹھیک ہے؟ میں نے جواب دیا۔ اور تجویزی دیر کے بعد ہم دونوں
مستقبل کے سفر کے لئے تیار تھے۔

ماضی میں ہم نے جو سفر کیا تھا وہ تو خاصا دلکش تھا اور اس میں
کچھ ایسی باتیں بھی شامل تھیں جن میں بھول نہیں سکتا تھا۔ جہاں کس
بات پر بھی کہ ماضی کے سفر میں وہ نئے کردار جو میرے سامنے آئے تھے
مجھ سے اس قدر قریب رہے تھے کہ میں ان سے پوری طرح لطف اندوز
ہو رہا تھا اور اس کے بعد میری اپنی حیثیت میری اپنی ہی رہی تھی۔ لیکن
اس بار ممکن نظر نہیں آتا تھا۔ یہ خیال میرے ذہن میں بھی پیدا ہوا تو میں
نے سلاؤس سے پوچھا۔

سلاؤس ایک سوال اور کرنا چاہتا ہوں؟

ہاں ہاں ضرور ہو؟

کیا مستقبل میں ہم جس کردار کی حیثیت سے داخل ہوں گے اس
میں ہمارے لئے کوئی گنجائش موجود ہوگی جو ماضی کے کسی کردار میں موجود
ہوئی تھی؟

میں تمہارا مقصد سمجھ رہا ہوں یعنی تم یہ کہنا چاہتے ہو کہ جو اپنے
کے جس بیٹے یعنی بیٹی کے روپ میں جس طرح اس کردار میں تم شامل
ہو گئے تھے مستقبل میں اس کی گنجائش ہوگی یا نہیں؟

ہاں سلاؤس، میں نے جواب دیا۔
ماضی جو گذرا ہوا ہے تو اب اس میں کسی کردار کی شمولیت اگر لفظانی
ہو تو ممکن ہوتی ہے لیکن مستقبل کا مسئلہ دوسرا ہے مستقبل صرف
تمہارے لئے نہیں بلکہ میرے لئے بھی مطلبی ہے اور وقت کے لئے
بھی۔ اگرچہ مستقبل کا کوئی کردار اختیار کر لیں گے تو ظاہر ہے ہماری
ایک خوش حیثیت ہوگی۔ اس میں ہمیں کسی کی شخصیت چھڑنے کی ضرورت
نہیں ہوگی؟

گویا اس کا مطلب یہ ہے کہ مستقبل میں ہماری شمولیت کا ایک
ٹھوس جواز موجود ہے؟
یقیناً؟

یہ تو بہت ہی عمدہ بات ہے۔ گویا مستقبل کی حیثیت میں بھی ہماری
دسترس سے فوراً ہوں گی؟ میں نے کہا اور سلاؤس مسکراتے لگا۔
میرے ہی فرقے ہے مجھ میں اور مجھ میں؟
اور میں ہنسنے لگا۔

تب لوہا مجھے لے کر زاویے کی تلاش میں چل پڑا اور طے
پہا تھا کہ وقت ہمیں جہاں بھی دیکھ لے گا ہم وہیں پہنچ جائیں گے
اور اپنی پسند کا ماحول تلاش کرنے کی کوشش نہیں کریں گے سوائے
زاویے سے ہم چلے اور وقت کی شعاعوں نے ہمیں اپنی لپیٹ میں لیا،
اور جب ہم ابھرے تو کچھ عجیب سے مناظر دیکھے۔

ہمارے سامنے تاحد نگاہ ایک صحرا تھا اور ہم ایک طویل و
عریض صحرا کے کنارے کھڑے ہوئے تھے۔ دور دور تک ویرانی اور
شائے کار کا رخ تھا لیکن دریا کے نزدیک ہی ٹھوڑے فاصلے پر ہمیں
آبادیاں نظر آئیں شاید وہ کوئی قبیلہ تھا۔

ان کا رہن بہت زیادہ جدید تو نہیں تھا لیکن ہر صورت
اس دور سے خاصا محقق تھا جس میں ہم تھے۔ تب سلاؤس نے میری
جانب مڑ کر دیکھا اور پھر وہاں سے آگے بڑھ گئے۔ ہمارا رخ آبادی
کیا تھا۔ تب ہمیں ایک لوہا آئی نظر آیا جس کے چہرے پر خوشنود
تھی اور انھوں میں خوشی کے آثار ہمیں دیکھ کر کہہ گیا لیکن اس کی

الانزم اور شیریں طبعی۔
میں نے کہا کہ عریض تر سے ہم تمہاری دنیا کی چاہتے ہیں۔
جہاں بتاؤ کہ کوئی باتیں ہیں اپنے ہر نگاہ کو بھی چاہئیں؟
کیا تم موت چاہتے ہو؟
نہیں وقت سے پہلے نہیں؟
تب پھر خاقان اعظم کے سامنے پہنچ کر خود ان کی پسند کا
شخص ثابت کرنے کی کوشش کرنا۔ وہ تمہاری کھوپڑیاں کی دینار
میں نصب ہوں گی؟
کیا تمہارا شہنشاہ بہت خوشنود ہے؟
خبردار خاقان اعظم کے ہرے میں کوئی بھی ناز با جلد تمہارے
لئے موت کا پرواز بن سکتا ہے لیکن چونکہ تم اجنبی ہو اس لئے میں تمہیں

کون ہوتم، کوئی قبیلے سے تعلق رکھتے ہو؟

شاید اس کی بات سلاؤس نے بھی سمجھی تھی کیونکہ وہ بھی تہہ تھا
اور بہت ہی باتوں سے بے ہوش نہیں تھا۔ چنانچہ اس کے ہنر توں پر
پلی ہی سہا کرٹ پیدا ہو گئی اور اس نے کہا۔
ہم دوست ہیں اور کسی بڑی بڑیت سے نہیں آئے، ہمارا قبیلہ
تورا ہے؟

تورا؟ اس شخص نے تعجب سے پوچھا۔
ہاں؟
لیکن اطراف میں تو راقبیدہ موجود نہیں ہے۔ کیا تمہارا تعلق
مگلیا قبائل سے تو نہیں ہے؟

نہیں ہم مگول نہیں ہیں وہیں نے جواب دیا۔ ظاہر ہے ہمیں
اس کا انکار کرنا سامنے رکھ کر ہی بات کرنا چاہی کیونکہ ہمیں اس سے معلومات
بھی حاصل کرنا تھیں۔
تب پھر قہار لگڑ رہا کہ کون کون ہو؟

آوارہ گز تھے اور جانے لے گئے تھے اور ہر نکل آئے اور اب
دہشتاں چاہتے ہیں؟ میں نے جواب دیا۔
لیکن یہ تہہ ما قبیلہ نہیں ہے۔ تم فرما دیا ہے آناں کے
علاقے کو چھوڑ دو ورنہ موت کے گھاٹ بھاڑ سکتے ہو؟
یہ دیا ہے آناں ہے؟
ہاں، اور ان اطراف میں کچھیلے ہوئے قبائل مگول قبائل کہلاتے
ہیں؟ بڑھے نے جواب دیا۔

تمہارا شہنشاہ کون ہے؟
تو جمن؟
ہم اس سے ملنا چاہتے ہیں؟
لیکن چند باتیں تمہارے ذہن نشین نہ رہی چاہئیں؟ اس
شخص نے جواب دیا۔

میں نے کہا نا عریض تر سے ہم تمہاری دنیا کی چاہتے ہیں۔
جہاں بتاؤ کہ کوئی باتیں ہیں اپنے ہر نگاہ کو بھی چاہئیں؟
کیا تم موت چاہتے ہو؟
نہیں وقت سے پہلے نہیں؟

تب پھر خاقان اعظم کے سامنے پہنچ کر خود ان کی پسند کا
شخص ثابت کرنے کی کوشش کرنا۔ وہ تمہاری کھوپڑیاں کی دینار
میں نصب ہوں گی؟
کیا تمہارا شہنشاہ بہت خوشنود ہے؟
خبردار خاقان اعظم کے ہرے میں کوئی بھی ناز با جلد تمہارے
لئے موت کا پرواز بن سکتا ہے لیکن چونکہ تم اجنبی ہو اس لئے میں تمہیں

61

خود منہ نہیں دوں گا؟

”ہم تم سے دوستی چاہتے ہیں؟“

”اس دوستی کے عوض مجھے کیا ملے گا؟“

”ہم تمہیں کیا دے سکتے ہیں۔ ہم تو خود تلاش ہیں؟“

”تب تم میرا ایک کام کر سکتے ہو؟“

”ہاں جی ہاں۔ تم تیار ہیں؟“

”خاقان اعظم نے تمام قبائل کو انان کے دل میں طلب کیا ہے۔ غالباً وہ کسی بڑے حکم کے تیار کیا کر رہے ہیں۔ چنانچہ قبائل کو جہازات ملی ہیں کہ اپنے جہاز تیار کر کے جنگ پر بھیج دیں۔ میرا نام اتفاقاً ہے اور میرے دو بھائی اور بہنیں۔ ان دونوں کو جنگ میں شرکت کا حکم ملا ہے۔ میں تمہاری بہن کے ہم سفر ہوں۔ لیکن تم میرے ان بھائیوں کی جگہ خاقان اعظم کے پاس چلے جاؤ؟“

”سلطانوں نے اس عجیب پیش کش پر چونک کر میری جانب دیکھا۔ لیکن مجھے یہ تجربہ پسند آیا تھا۔ چنانچہ میں نے گون ہلا دی۔ پھر میں نے اتفاق سے کہا۔“

”لیکن کیا تمہارے لشکر کی تمہارے بھائیوں کو پہنچاتے ہوں گے؟“

”نہیں۔ اس لئے کہ وہ دوری ہمیشہ بہتوں سے درمیانوں کی دیکھ بھال میں مصروف رہتے ہیں اور سیرتوں میں کمی نہیں آتے۔“

”گویا وہ تمہارے تابع ہیں؟“

”ہاں میرے کام وہی انجام دیتے ہیں؟“

”اور تم چاہتے ہو کہ وہ حسب عمل تمہارے کام انجام دیتے رہیں؟“

”صرف یہی بات نہیں بلکہ مجھے ان سے محبت بھی ہے۔ درہنگوں میں جیتنے والے جب واپس آتے ہیں تو ان کے ساتھ اتنا مال و نعمت ہوتا ہے کہ تقدیر سے بدل جاتی ہے۔ لیکن میں اپنے حقوڑے سے مریشوں میں ہی من رہنا چاہتا ہوں۔“

”تم اپنے دونوں بھائیوں کو چھپا دو گے؟“

”اس کی ضرورت ہی نہیں پیش کی۔ میرے گھر سے جب معاف و قبیحہ والوں میں شامل ہو کر یہاں پہنچ جائیں گے تو پھر کوئی سوال ہی نہیں کرے گا؟“

”ہم تیار ہیں۔ میں نے کہا اور سلطانوں کے چہرے پر بے چینی کے آثار نمودار ہوئے۔ لیکن میں نے اس کا تاہ و تاب نہ کیا۔“

”تب میں تمہاری طرف دوستی کا ہاتھ بڑھاتا ہوں۔ اس نے کہا اور ہم نے گر محو شہی سے اس کا ہاتھ تقاسم لیا۔“

”اب ہمیں کیا کرنا ہے؟“

”فی الحال میرے ساتھ میرے گھر چلو۔ لوگوں میں مشہور ہے کہ میں نے اپنے دونوں بھائیوں کو غیر آباد علاقوں سے طلب کیا ہے۔“

”ناکہ انہیں قبیلے کے دوسرے لوگوں کے ساتھ بھیج دوں میں سب سے بھی کوئی کام میرے دونوں بھائی آئے ہیں؟“

”چلو ٹھیک ہے۔ میں نے جواب دیا۔ اور ہم دونوں اتفاق کے ساتھ چل پڑے۔ بے چارے سلطانوں نے خاموشی اختیار کر لی تھی۔ تحت اثری کا باسی اول تو ہماری گونیا میں آکر ایک عجیب سی کیفیت کا شکار ہو گیا تھا دوسرے اس پر یہ افتاد آ چکی۔“

”بستی میں آکر ہم نے دیکھا کہ ان کے مکانات ایک خاص ترتیب کے حامل ہیں۔ وہ لوگ کافی خوشحال اور توانا ہیں۔ ان کی عورتیں ایک خاص کشش کی حامل ہیں اور ان کے چہروں پر تازگی اور زندگی ہے۔ اتفاقاً بہت سے لوگوں سے ہمیں ملوایا اور اس نے انہیں یہی بتایا کہ خاقان اعظم کے حکم پر اس کے جانبدار بھائی آگئے ہیں۔ پھر وہ ہمیں اپنے گھر لے گیا اور ان کے اہل خانہ نے ہمارا بہترین استقبال کیا۔ ہمیں مٹھرنے کے لئے ایک جگہ دے دی گئی۔ اور بہت سے لوگ ہماری خاطر مدارات میں مصروف ہو گئے۔“

”خود اتفاقاً ہمارے ارد گرد چکر رہا تھا۔ اسے یہ بھی خطہ تھا کہ ہم کسی کو حقیقت حال سے آگاہ نہ کریں۔ اس لئے وہ ہمیں تنہا نہیں چھوڑ رہا تھا۔“

”پھر جب رات ہو گئی اور ہم کھانے سے فارغ ہو کر آرام کرنے بیٹھے تو اتفاقاً پھر ہمارے پاس آ گیا۔“

”تم لوگ کسی قسم کی بے چینی تو نہیں محسوس کر رہے؟ اس نے سوال کیا۔“

”نہیں۔ ہم پر سکون ہیں۔ لیکن تمہارے رویے سے ایک عجیب بات کا احساس ہوتا ہے؟“

”کیا؟“

”میں گھٹا ہے جیسے تم ہماری طرف سے غیر مطمئن ہو؟“

”میرے اس سوال پر اتفاقاً کے چہرے پر ایک لمحے کے لئے شرمندگی کے آثار ابھرے پھر وہ ایک گہری سانس لے کر بولا۔“

”ہاں یہ حقیقت ہے۔“

”اس کی وجہ؟“

”صرف ایک خیال میرے دوستو کہیں تم دوسروں پر حقیقت منکشف نہ کرو؟“

”لیکن ہم نے خصوص سے تمہاری پیش کش قبول کی ہے؟“

”بس میرا دل ڈرتا ہے۔ وہاں میں فطرتاً ہی قسم کا انسان ہوں اس پر ہم نے تم مجھے معاف کر دو گے؟“

”غیر یہ تمہارا خیال ہے نہیں کیا۔ ہم نے جو وعدہ تم سے کیا ہے اسے پورا کر کے لیجئے۔ پھر پورا کرنا ہی ہے اگر اپنے وعدے سے محض نہیں گے؟“

”تمہارا شکریہ؟ اس نے ممنونیت سے کہا۔“

”لیکن ہمیں تم سے بھی بہت کچھ گفتگو کرنی ہے۔“

”ضرور میں تیار ہوں۔“

”تم ہمیں اس خطے کے مکمل کوائف سے آگاہ کر دو گے۔ ہم تمہیں بتا چکے ہیں کہ ہم اس علاقے کے لئے اجنبی ہیں اور یہاں کے بارے میں کچھ نہیں جانتے۔“

”ضرور میں خصوص دل سے تیار ہوں۔“

”تب تم پہلے ہیں اس علاقے کا نام بتاؤ۔“

”اسے محلے گوی کہتے ہیں اور یہاں مشکوٹ قبائل آباد ہیں۔ تمہوں سے قبل مسکوت قبائل ایک دوسرے سے نبوذا مارہتے تھے۔ لیکن قحط نے انہیں یہاں کیا ہے اور اب انہوں نے آپس کے اختلافات ختم کر دیئے ہیں کیونکہ اسی میں ان کا مفاد ہے؟“

”کیسا مفاد؟“

”آپس کی جنگوں کے پچھلے ملتا جھگڑا کرنا ہے۔ تراس کے لئے وسیع علاقے پڑے ہیں اور بے شمار حکومتیں موجود ہیں خاقان اعظم کا کہنا ہے کہ ہم ایک دوسرا اور ترقی قوم ہیں۔ ہمیں دوسروں پر فتوحات حاصل کرنی چاہئیں۔ ذکر ایک دوسرے پر اپنی جنگی برتری کا اظہار کر کے اپنی قوت کو دکھایا جائے۔“

”خوب۔ خاقان اعظم کون ہے؟“

”وہ جس نے تیرہ سال کی عمر میں تخت شہنشاہی سنبھالا اور چودہ سال کی عمر میں اس نے نظری و علین حکومت چین کو تاج کر لیا۔ چین کے در و دیوار آج بھی چنگیز خاقان کی مہبت سے لڑتا ہے؟“

”چنگیز خاقان کون ہے؟“

”خاقان اعظم توجین کا دوسرا نام چنگیز خاقان ہے۔ تمام منگولیا قبائل نے مشترکہ طور پر انہیں یہ نام دیا ہے۔“

”تو چنگیز خاقان چین کو تاج کر چکا ہے؟“

”ہاں اور اس کے دوشہرہ ہمارے قبضے میں ہیں جن کے نام بیا اور کن ہیں۔ اب وہاں خاقان اعظم کے نام کا بول بالا ہے۔“

”خوب۔ تو اب تمہارے خاقان اعظم کا کیا ارادہ ہے؟“

”وہ تمام منگولیا قبائل کی بہتری کے خواہش مند ہیں اور انہیں اورغ دنیا چاہتے ہیں؟“

”کس طرح؟“

”بے شمار حکومتیں ہیں۔ خاقان اعظم کا کہنا ہے کہ حکومت کا مل صرف طاقتوروں کو ہے۔ مگر عواموں کو صرف دوسروں کی اطاعت کرنا چاہئے؟“

”تو وہ ان حکومتوں پر حملہ کرنا چاہتے ہیں؟“

”ہاں۔ یہاں کا محبوب شہر ہے۔ اس کے علاوہ ان حکومتوں

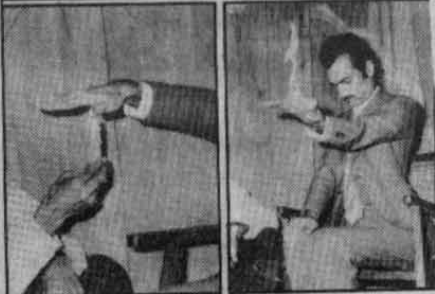
علم ہینازم پر ایک نئی کتاب

جسے ایک ماہر ہینازم نے تحریر کیا ہے

ہینازم کی جدید حقیقت

قیمت ۴۴ روپے۔ ڈاک فرج ۲۲ روپے

اردو زبان کی پہلی کتاب جس میں اس عمل کی حقیقی تصاویر بھی دی گئی ہیں۔



- ہینازم کے بارے میں آج تک کی تمام تحقیقات کا مجموعہ
- جدید طریقے اور مشقیں
- ہینازم کی مشقوں کے لیے مکمل لائحہ عمل اور پورا پروگرام
- بے شمار سوالات کے جواب
- ہینازم کے موضوع پر ایک مکمل اور مستند کتاب جس میں مصنف کے ذاتی تجربے بھی شامل ہیں۔

ارٹیکلز کو بے لایہ انداز اور مشقوں کو سمجھنے کے لیے حقیقی تصاویر۔

مکتبہ نفسیات پبلیکیشنز

نے خاتون اعظم کے غصے کو بھی پکڑا ہے۔

”وہ کس طرح؟“

”رکن اہر ہوا کی فتوحات کے بعد خاتون اعظم نے پوری دنیا میں اپنے سفیر بھیجے۔ انہوں نے کہا کہ اگر کسی کے رہنے والے عظیم ہیں چنانچہ اقوام عالم انہیں خراج ادا کریں ورنہ خاتون اعظم کے قہر کا انتظار کریں اور پھر سفر اقل کر دیئے گئے۔“

”اوہ پھر؟“

”خاتون اعظم کے قہر و جرات سے زمین و آسمان کانپتے ہیں جیسا خاتون ان لوگوں کی یہ جرات کس طرح معاف کر سکتے تھے۔“

”پھر انہوں نے کیا فیصلہ کیا؟“

”یہی کہ ان کے غرور کو خاک میں ملا دیا جائے۔“

”خود خاتون کس فطرت کے مالک ہیں؟“

”تم ان سے مل کر فیصلہ کر لینا۔“

”نہیں ہم ان کے بارے میں زیادہ سے زیادہ جانتا چاہتے ہیں تاکہ ان سے ملاقات ہو تو راہی نہ سمجھے جائیں۔“

”ہاں یہ بھی درست ہے، لیکن تم کوئی فطرت کی بات کر رہے ہو؟“

”مفتوحوں کے ساتھ کیا سلوک کرتے ہیں؟“

”وہ جو مشنوں کے ساتھ کیا جاتا ہے۔“

”یعنی؟“

”یہ خاتون اعظم کی خوشی کی بات ہے بعض مفتوحوں کو

وہ زندگی بخش دیتے ہیں اور جو ان کے قہر کا شکار ہوتے ہیں

وہ زمین پر پناہ نہیں پاسکتے۔“

”انہیں قتل کر دیا جاتا ہے؟“

”ہاں لیکن قتل کر دینا معمولی بات ہے۔“

”پھر؟“

”خاتون اعظم کی مرضی پر منحصر ہے۔ انہیں زندہ آگ میں جلادیا

جاتا ہے ان کی گھڑیوں سے مینا تعمیر ہوتے ہیں۔“

”غریب؟“

”اور کچھ پوچھنا چاہتے ہو؟“

”میرا خیال ہے کافی ہے۔“

”تم لوگ مطمئن ہو؟“

”ہاں ہمیں کوئی تردد نہیں ہے۔ ہمیں نے پرسکون جگہ میں کہا

اصلاً ہمیں فطرت نفقا ہمارے پاس سے اٹھ گیا گویا اس نے

ہمارے غصے کو تسلیم کر لیا تھا۔ لیکن جب وہ چلا گیا تو سلاوس نے

پریشان نگاہوں سے مجھے دیکھا اور میرے ہونٹوں پر مسکراہٹ

پھیل گئی۔“

”کیوں سلاوس؟ تم کچھ پریشان ہو؟“

”کچھ نہیں، بے حد سلاوس نے جواب دیا۔“

”کیوں؟“

”یہ کیا چکر چلاؤ لاتم نے پوچھا۔ جیسا میں نے بڑے والوں

میں ہوں۔ سلاوس نے سوالیہ انداز میں کہا۔“

”اور تو کیا تمہارے خیال میں چنگیز خانی کے لشکر میں جا کر توہیں

جنگ کرنا ہوگی؟“

”اے بھائی تم نے وعدہ کیا ہے اور تم جنگجو حوان کی حیثیت

سے اس کے پاس جا رہے ہو، تو پھر وہاں جا کر اور کیا کیا جائے گا؟“

”سلاوس نے کہا۔“

”بابا سلاوس میری دنیائے تیرے تحت اشری کے لوگوں کے

بارے میں تم زیادہ جانتے ہو اور ان لوگوں کے بارے میں میں بہتر

طور سے جانتا ہوں۔ تم نے فکر ہو کر ہمیں حشیت سے جدا ہے ہیں۔

ہو گا وہی جو ہم چاہیں گے اور پھر ہم کسی بھی حیثیت سے مجبور تو

نہیں ہیں۔ البتہ اس ماحول کو نزدیک سے دیکھنے کے لئے اگر ہم ان

میں شامل ہو جائے ہیں تو کیا ہرج ہے؟“

”ہاں ہرج تو کوئی نہیں ہے لیکن اس شخص کے بارے میں جو

کچھ بتایا گیا ہے کیا تمہیں اس پر تشویش نہیں ہے؟“

”چنگیز خانی کے بارے میں؟“

”ہاں۔“

”تشویش کی کیا بات ہے؟“

”کیونکہ تمہیں تشویش نہیں ہے؟“

”نہیں سلاوس، نہ تو تم مدد دے اور نہ ہی میں مدد دے سکتا۔“

”باقی رہا چنگیز خانی کا مسئلہ تو وہی رہے گا جو ہے۔ ہم ان کی کارروائی

میں مداخلت نہیں کر سکتے البتہ ایک نمائندگی کی حیثیت سے اس کے

ساتھ رہ سکتے ہیں۔ وہ دیکھ کر گھبرا جائے گا اور اگر ہم صرف اس

کے دیکھنے والوں میں شامل رہیں گے۔“

”اور اس کے قوی کی حیثیت سے؟“

”اور بابا سلاوس تم نے فکر ہو۔ میں نے کہا نا یہاں کے

معاملات تم صرف میرے لئے چھوڑ دو۔“

”جیسی ہندو مرضی دینے پر طرح مجھے تم پر اعتماد ہے لیکن

جہاں تک جنگ کا مسئلہ ہے میں اس مسئلے میں تمہارا بالکل بھی

ساتھ نہیں دے سکتا کیونکہ میں اس قسم کا آدمی ہی نہیں ہوں۔ اس

نے گھولنے ہوئے انداز میں کہا۔“

”چنانچہ ہم انتظار کرنے لگے۔ سلاوس کی یہاں کے طے

اور رات خاصے دلچسپ محسوس ہوئے تھے۔ اسے بڑا تعجب تھا ان

چیزوں پر، اور اس نے ایک بار کھانسی تھ۔“

”یہاں تاریکی خوب پھیل جاتی ہے اور اس کے بعد دن بھی

خود بخود ہو جاتا ہے۔ سورج اور چاند کے نظام میں یہاں خاصی

دلچسپی موجود ہے۔ حالانکہ مجھے ان میں انجمن محسوس ہوتی ہے۔“

”اور یقیناً یہ انجمن تمہیں خاصی دلچسپ محسوس ہوتی ہوگی؟“

”ہاں بے شک۔“

”کیا تم اس بارے میں کوئی اندازہ لگانا چاہو گے سلاوس؟“

”میں نے پوچھا۔“

”ہاں میں اندازہ لگانا چاہوں گا کہ تحت اشری اور یہاں کے

نظام میں بنیادی فرق کیا ہے۔ یہاں سورج اور چاند گردش میں

کیوں رہتے ہیں؟“

”ٹھیک ہے یہ چاند سورج کا نظام تھا کہ لئے خاص دلچسپ

رہے گا لیکن کیا اس کے لئے تمہیں کچھ لازعات کی ضرورت ہوگی؟“

”لازعات سے تمہاری کیا مراد ہے؟“

”میری مراد ہے ایسے آلات جس سے تم ان کی گردش کے

بارے میں پتہ چلا سکو۔“

”نہیں نہیں، ایسی کوئی ضرورت نہیں بس بلندی گلوں سے

میں آسانی کا تجربہ کروں گا۔ اور مجھے یقین ہے کہ میں اس اہمیت کو

تلاش کروں گا۔“

”ٹھیک ہے، تو پھر تمہارے لئے تو یہ بہترین مشغہ ہے کہ

چنگیز خانی کی فوجوں میں رہ کر تم اپنا کام کرتے ہو۔“

”دیکھنا ہے کہ صورتحال کیا رہتی ہے جس قسم کا وہ آدمی بتایا

جاتا ہے اس سے تم مجھے مبالغہ محسوس ہوتا ہے۔“

”خطرے کی کوئی بات نہیں ہے بابا سلاوس۔ میں بیرونی

دنیا سے خبردار نہ رہا ہوں چکا ہوں جبکہ صرف تحت اشری تک ہی

محدود رہے ہو۔“

”ممکن ہے تمہارا اندازہ درست ہو لیکن بہر حال مجھے جنگ

سے کافی ڈر لگتا ہے۔ سلاوس نے گھولنے ہوئے انداز میں کہا اور

میں ہنسنے لگا۔ اب میں اسے کیا بتانا کر دیا واسطہ کیسے کیسے لوگوں

سے بڑھ چکا ہے اور ان کے درمیان وہ کریم نے کیا کیا ہے۔ کوئی

نہیں تھا جس سے میں خبردار نہ ہوں ہوا چنگیز خانی کے بارے میں

مجھے جو کچھ بتایا گیا تھا اس قسم کے لوگ تو مجھے پہلے بھی مل چکے تھے

وہ بڑی قزاق اور اس کے علاوہ بے شمار لوگ۔۔۔ انسانی فطرت

تو یہی ہے لیکن ایک بات کا مجھے تھوڑا سا تردد تھا وہ یہ کہ اب

میں جو جنگوں میں جھنڈا ہوا تھا جدید زمانے کا یہ حقہ قدیم زمانے

سے بہت زیادہ مختلف نہیں تھا۔ اگر انسان ہمیں تک پہنچا ہے تو

میرا خیال تھا اس نے زیادہ مفرط نہیں کیا لیکن مستقبل کی چیزوں

کی مجھے امید تھی۔ ہاں ایک بات اور تھی وہ یہ کہ اس دور کا یقین ہم

ابھی تک نہیں کر سکتے تھے۔“

”سو میں نے سلاوس سے سوال کیا۔“

”مجھے تم نے ایک عمدہ احساس دلایا ہے سلاوس۔ ہاں

بھلا یہ بات تو قیامت خود ہے کہ یہ دور کتنا ہے؟“

”ہاں بالکل۔“

”کیا تمہارے پاس کوئی ایسا ذریعہ نہیں ہے بابا سلاوس کہ

جس سے تم اندازہ کا تجربہ بھی کر سکو؟“

”اندازہ کا تجربہ، اس سلسلہ میں بھی ستاروں سے مدد لی جاسکتی

ہے، میں کوشش کروں گا۔ سلاوس نے جواب دیا۔ یوں ہم مستقبل

کے سماں بن گئے اور کسی انوکھی بات تھی یہ پروفیسر کا کیا تو چنگیز خانی

کے دور سے واقف ہو؟“

”اچھی طرح، تاریخ میں چنگیز خانی کی داستانیں محفوظ ہیں؟“

”خوب، وہ تمہارے دور سے کتنا پہلے تھا؟“

”کیا تم اس صدی کا تجربہ چاہتے ہو؟ پروفیسر خسار نے سکرانے

ہوئے پوچھا۔“

”یہی سمجھ لو۔“

”یقیناً معلوم ہے کہ ہم نے اندازہ کا تجربہ کرنے کے لئے اس

مقررہ کے ہیں۔“

”ہاں مجھے معلوم ہے۔“

”اور ان سینوں کے لئے مذاہب بھی ایک نمایاں حیثیت رکھتے

ہیں۔“

”یقیناً۔“

”تو مجھے سن عیسوی کے بارے میں بتاؤ۔“

”چنگیز خانی کا دور ۱۲۰۰ء سے شروع ہوا تھا اور ۱۲۲۷ء

تک رہا۔ اس طرح اسے صرف آٹھ صدیاں ہی تھیں۔ اس طرح تو تم کافی

قریب میں پہنچ گئے۔“

”ہاں پروفیسر خسار، تم تصور بھی نہیں کر سکتے ہیں مستقبل میں

میں بہت آگے نکل گیا ہوں شاید وہاں جہاں تم نہیں پہنچ سکتے۔“

”خوب، دلچسپ بات ہے۔“

”ایک بات قبل از وقت بتا دو۔“

”فرزانے نے کہا اور اس نے

مسکراتے ہوئے فرزانہ کی طرف دیکھا اور پھر گردن ہلا دی۔“

”کیا تم نے چنگیز خانی کے ساتھ وقت گزارا ہے؟“

”ہاں۔“

”نہیں، ظاہر ہے میں وہی قصہ تمہیں سن رہا ہوں۔“

”مجھے ظہور ہوا کہ میں تم اس دور سے آگے نہ بڑھ سکے ہو میرا

مطلب ہے چنگیز خانی کو نظر انداز کر کے۔“

”فرزانے نے کہا۔“

”نہیں، چنگیز خانی کے ساتھ گزرا میں طویل عرصہ نہیں رہا لیکن

جتنا وقت بھی اس کے ساتھ گزارا خاصا دلچسپ تھا۔“

”تم نے اس کے اندرونی حالات بھی دیکھے ہوں گے۔“

ہاں ؟

تم انہیں تفصیل سے سننا ؟

نہیں چنگیز خان کے دورے کا کافی لچھی معلوم ہوتا ہے ؟
اس نے مسکلتے ہوئے پوچھا ۔

ہاں ۔ فرزانہ کسی قدر خشک انداز میں کہا ۔ دونوں لڑکیاں اس بات کا خیال کتنی تھیں کہ کہیں کسی مرحلے پر اس کی پذیرائی نہ ہو ۔ انہیں اس شخص کے غور کا شدت سے احساس تھا ۔ انہیں یہ بات بہت بڑی لگتی تھی ، کہ وہ کیا اسے کبھی ہیں اور اس کی دیوانی ہو جاتی ہیں ۔ اور فرزانہ اور فرزانہ جو اس کی پہلے چند صفات سے متاثر ہوئی تھیں ۔ اس کی ان باتوں کو سننے کے بعد متغیر ہو گئی تھیں ۔ وہ اسے ہر حالت میں شکست دینا چاہتی تھیں ۔ چنانچہ اس وقت بھی اس کے دلچسپی لینے کے انداز پر فرزانہ نے غصا خشک لہجہ اختیار کر لیا تھا ۔ لیکن نہ جانے وہ کس چیز کا بٹا ہوا تھا ۔ اس نے بوجھلان کی کسی بات کا فوٹس ہی نہ لیا تھا ۔ پر وہ فیہر خاور کے کہنے پر اس نے دوبارہ اپنی کھائی شروع کی ۔

سورہ فیہر دوسرے دن سے تیار یا شروع ہو گئیں اور ہمارا حال یعنی اتفاقاً ہماری خاطر ملاقات میں مصروف تھا ۔ اس کے اہل خاندان ہمیں اس ساعہ نہ رہی تھتے تھے ۔ اس وجہ سے ہماری عزت بھی بہت کرتے تھے ۔ بہت سے لوگ ہم سے ملنے بھی آئے تھے ۔ کچھ بزرگوں نے ہمیں دعا بھی دی تھیں ۔ انہوں نے یہ بھی کہا کہ جس طرح ہم نے اپنے بھائی کی حیثیت استعجال ہوئی ہے یہ ہمارا ہی کام ہے اور اتفاقاً تو ہر حال خوش نصیب ہے کہ اسے ہم جیسے بھائی ملے جو اس کے لئے ہر طرح جہاں بازی پر آمادہ ہیں ۔ اگر ہم اس کے بدلے نہ جانتے تو اتفاقاً کو بھی حیرانے کوئی کہ شہنشاہ چنگیز خان کی فوج میں شامل ہونا چاہتا اور اس کے بعد نہ جانے اس کا کیا حشر ہوتا ۔ چنانچہ اتفاقاً تو تھا ہی ہر مان ۔ دوسرے لوگ بھی مہمان ہو گئے ۔

لیکن سلاؤس کی حالت زیادہ بہتر نہ تھی ۔ وہ بے چارہ یہی سوچ سوچ کر پریشان ہو رہا تھا کہ اب اسے جنگ کرنا پڑے گی ۔ لیکن میں نے اسے یقین دلایا کہ میرے ہوتے ہوئے کوئی ایسی بات ممکن نہیں ہے کہ ہم دوسرے انداز میں بھی اس جنگ کو مائل کئے ہیں ۔

اس وقت جب قبائلی جتھے خاقان اعظم شہنشاہ چنگیز خان کی خدمت میں حاضر ہونے لگے کہ ہم میں ان کے ساتھ تھے ۔ بڑھا سلاؤس بھی تھا ۔ لیکن وہ آخر وقت تک گھبرا ہوا تھا ۔ ہم نے خوبصورت گھڑوں پر سفر شروع کر دیا اور اس عظیم الشان لشکر کے ساتھ خاقان اعظم کی خدمت میں روانہ ہو گئے

اور سفر کے مراحل طے کرتے ہوئے بالآخر اس جتھے میں پہنچ گئے ۔ جہاں بے شمار قبائل جمے تھے جس میں طرف نگاہ جاتی تھی جسے ہی نئے نظر آجئے تھے ۔ دوسرے معنوں میں اسے عیوں کا شہر کہا جاسکتا تھا ۔ عیوں کے اس شہر کے درمیان بازار تھے جن میں زرق برق ... گھر سوار تھے اور ان کے درمیان جلیں و جھیل عورتیں جہل قدمی میں مصروف تھیں ۔ ہر شخص اپنی اپنی شان دکھا رہا تھا ۔ بلاشبہ لوگ تندرستی اور توانائی میں اپنا نمائی نہیں رکھتے تھے ۔ خاقان اعظم کا خیمہ ایک خوبصورت جگہ پر استراہ تھا اور اس کے قریب بے شمار طویل قامت سپاہی گشت کر رہے تھے ۔

یہ لشکر جس ساز و سامان سے آراستہ تھا اسے دیکھ کر اندازہ ہوتا تھا کہ خاقان اعظم واقعی کوئی چیز ہے یا پھر یہ بھی ممکن تھا کہ ہم جس جدید موٹوں کی ایک تھے اسے دیکھتے ہوئے یہ کوئی خاص بات نہ ہو اور اس دور کے شہنشاہ ۔ اسی شان سے زندگی گزارتے ہوں اور جن سے وہ مقابلہ کرنے جا رہے ہوں وہ بھی اسی شان سے ان کا استقبال کرنے والے ہوں ۔

ہم دونوں یعنی میں اور سلاؤس اس لشکر میں سپاہیوں کی حیثیت سے شامل تھے ۔ لیکن اپنے طور پر بڑی دلچسپی سے ہر چیز کا نظارہ کر رہے تھے ۔

ابھی ہمارے نام بتا دیئے گئے تھے اور ہم نے طے کیا تھا کہ فی الحال انہی ناموں سے اپنے استقبال کے سفر کا آغاز کریں گے اور یہ طرف اتفاقاً ہی تھا کہ ہمارا خیمہ جس جگہ لگا گیا تھا وہ خاقان اعظم کے خیمے سے زیادہ دور نہ تھی ۔ ہم اپنے خیمے سے اس زرق برق گھر ... سواروں اور ان سپاہیوں کو دیکھ سکتے تھے جو خاقان اعظم کے خیمے کے نزدیک ایستادہ تھے اور بڑی شان و شوکت سے گھم پھر رہے تھے ۔ گویا لشکر کے لوگ اپنی اپنی شان و شوکت دکھانے کے لئے ایک دوسرے سے مسبقہ لے جانے کی کوشش کر رہے تھے ۔

تب ہاں اس لشکر میں ہمیں پہلی رات ہوئی ۔

چونکہ ہم دونوں بھائیوں کی حیثیت سے تھے ۔ اس کے علاوہ یہاں ایک ایک خیمے میں کئی کئی فوجاں قیام تھے ۔ اس لئے ہمارا سلاؤس کو ایک ہی خیمہ دیا گیا ۔ سلاؤس کو نظر میں نے ان تمام معاملات میں دلچسپی لینے دیکھا تھا لیکن کبھی بھی اس کے چہرے پر تفکر کے آثار بھی نمودار ہو جایا کرتے تھے ۔

سوجب رات ہوئی اور ہم بہترین کھانا کھا چکے تو سلاؤس نے مجھ سے کہا ۔

” کیا سونے کی تیاریاں نہ کر دو گے ؟ “
” دراصل ہمیں نہیں معلوم ہوا سلاؤس کہ ہمیں کس طرح زندگی گزارنی ہے ۔ ویسے چند چیزیں میرے لئے باعث حیرت ہیں ؟ “

” وہ کیا ؟ “

” یہ سلاؤس کہ کیا یہ تمام قبائل فنون حرب سے آشنا ہوتے ہیں ، ورنہ عام لوگوں کو جنگ میں شامل کر لینا تو بڑا ہی عجیب لگتا ہے جیسے کہ ہم دونوں ۔ ہم دونوں سے تو یہ بھی نہیں پوچھا گیا کہ ہم لوگوں کے آلات حرب کا استعمال آتا ہے یا نہیں ۔ بس سپاہیوں کی زندہ بچت ہمیں دے دی گئی ہے اور یہ سمجھ لیا گیا کہ ہم سپاہی ہیں اگر خاقان اعظم کی فوجوں میں ہم جیسے ہی جوان ہیں تو میں نہیں کہہ سکتا کہ ان جنگجوں کا حال کیا ہوگا ؟ “

” میں تو کچھ بھی نہیں جانتا پورا لیکن یہ تمام چیزیں میرے لئے ناقصی بڑی دلکش ہیں ۔ سخت انشروی میں لشکر کشی کے اختتام میں نے دیکھے ہیں لیکن جو شان و شوکت اس لشکر میں ہے ایسی تو کبھی نہیں آئی تھی ؟ “

” ٹھیک ہے سلاؤس اگر تم مطمئن ہو تو مناسب ہے ورنہ یہ سمجھ لو کہ میں تمہیں اپنی دنیا میں مہمان کی حیثیت سے لہا ہوں ۔ گو یہ مستقبل ہے اور اس دنیا میں میرا کوئی گزیر نہیں ہے لیکن ہر صورت تم ہر قسم کی آفات سے محفوظ رہو گے اور پھر ہمارے پاس ایک ذلیلہ تو رہے ہی ؟ “

” ہاں ٹھیک ہے یہی سوچ کر میں مطمئن ہو جاتا ہوں لیکن اگر کوئی ایسی نوبت آئی میرے دوست تو تم میرا ساتھ ہی دو گے نا ؟ “
” یقیناً ۔ اس میں پوچھنے کی کیا بات ہے ؟ میں نے سلاؤس کو کتنی دیتے ہوئے کہا اور سلاؤس کو رولن ہلانے لگا ۔

تب میں نے اس سے اس تمام ماحول کے بارے میں پوچھا اور وہ اس کی تعریفوں میں زمین آسمان کے قلمبے ملائے لگا ۔

” ایسا عظیم لشکر میں نے اس سے پہلے نہیں دیکھا ۔ ان سپاہیوں کو تو دیکھا اور ان میں ہم لباس پہن کر کیسے لگ رہے ہیں ۔ سچ تو کہی پوچھا بھی نہ تھا کہ اس طرح لوہے کا ذی لباس کبھی مجھے پہنا ... “
ہو گا اور بہت تھار ، افوہ میں تو ہمیشہ امن پسند انسان رہا ہوں ۔ میں نے ہمیشہ علم کی جنگ لڑی ہے ؟ “

” سلاؤس ! اگر تم اس دور کی اس ماحول کو پسند نہیں کرتے تو ہم بھی اسی وقت یہاں سے چلنے کے لئے تیار ہیں ؟ “

” یہ بھی ممکن نہیں ہے ۔ میں اس فطرتاً بذریعہ ہوں ۔ ورنہ یہ دور ۔ اور یہ سب کچھ جو نظر آ رہا ہے بے حد عجیب ہے اور میں اس میں پوری پوری دلچسپی لے رہا ہوں ۔ ہاں میں یاد ہے اتفاقاً میں چنگیز خان کے ہاں میں کیا تباہ تھا ؟ “

” کیا ۔ “
” وہ انسانوں کو زندہ آگ میں جلا دیتا ہے جنگیں بھی ہوتی ہیں اور انسانوں کو فتح یا شکست بھی ہوتی ہے لیکن کیا بارے ہوؤں “

” کے ساتھ یہ سلوک جائز ہے ؟ “

” ہرگز نہیں ؟ “

” کیا وہ ایسا ہی کرتا ہوگا ؟ “

” یہ تو دیکھنے سے ہی معلوم ہوگا ؟ “

” اگر ہمارے سامنے بھی ایسا ہی ہوتا تو کیا ہم خاموش متاثر بنے رہیں گے ؟ “

” نہیں ۔ اس کا فیصلہ ہم حالات کے تحت کریں گے ۔ “

” بس یہی چند اچھنڈ میرے ذہن میں ہیں ۔ اگر یہ دور ہو جائیں تو پھر میرے ذہن میں کوئی تردید باقی نہیں رہے گا ؟ “

” تم نے اس ماحول میں آئے ہو جبکہ میں نہیں بتا چکا ہوں کہ میں نے ایسے بہت سے صحرے دیکھے ہیں ۔ ظالم حکمران بھی میری نگاہوں کے سامنے آئے ہیں لیکن سلاؤس میں نے سب کو بالآخر فنا ہوتے دیکھا ہے ؟ “

” ہاں تو میرے تو عظیم ہو ، تم نے وہ وقت بھی دیکھا ہے ، جب انسان کا وحشت خیزی کے علاوہ اور کوئی شغل نہیں تھا ؟ “

” ہاں میں نے خون کے جتھے دیکھے ہیں بعض اوقات میں نے حالات سے دل بڑھتے ہوئے ہر کثرت کچھ کیا ہے ، میں نے ان کا ساتھ دیا ہے جو منظم تھے لیکن ان ساری باتوں کے علاوہ میں نے منظم کو ظالم اور ظالم کو منظم جتھے بھی دیکھا ہے اور فیصلہ کیا ہے کہ ۔ یہ سب کچھ سچی ہے جو چلتی ہے اور چلتی رہے گی ؟ “

” تم عجیب ہو رہے حد عجیب ۔ سلاؤس بڑا اگر خاموش ہو گیا ۔ اور پھر رات کو ہم آرام کرنے لپٹ گئے ۔ دوسری صبح بھی ہمیں عمدہ خوراک ملی ۔ پھر ایک چھوٹا سا چٹخٹا ہوا ہمارے سامنے لایا گیا ۔ اس کے ساتھ عمدہ قسم کی شراب تھی جو یہاں عام طور سے لی جاتی تھی ۔ اتنے بڑے انسانی مجھے کو یہ خوراک فراہم کرنا معمولی بات نہیں تھی ۔ اس سے اندازہ ہوتا تھا کہ چنگیز خان مالی اعتبار سے بہت مستحکم ہے ۔

ناشتے کے بعد سلاؤس میری طرف دیکھنے لگا اور میرے ہنوں پر سکراہٹ پھیل گئی ۔ دانشور مستقبل کے چکر میں چلنے لگا تھا ۔

” کیا بات ہے سلاؤس ؟ “

” کچھ نہیں ، اب کیا ارادہ ہے ؟ “

” آؤ باہر کی سیر کریں ؟ “

” چلو ۔ سلاؤس نے کہا اور ہم دونوں باہر نکل آئے ۔ لیکن ابھی باہر قدم نکھا ہی تھا کہ دو قوی الجشہ آدمی ہمارے پاس پہنچ گئے ۔

ان کے ہاں پر ہتھیار سجے ہوئے تھے اور ان کے چہرے کا کئی کرخت نظر آ رہے تھے ۔

” کیا تم قبیلہ مہاسے ہو ؟ “

” ہاں میں نے جواب دیا ۔ اتفاقاً مجھے اس بارے میں بتا دیا تھا ۔ “

تب جاؤ تربیت میں حصہ لو، شہنشاہ کل مہمانہ کریں گے سپاہ کو تیار رہنا چاہئے۔
 ہماری رہنمائی کرو۔ میں نے کہا اور ان دونوں نے بھی اشارہ کیا۔ ہم ان کے پیچھے چل پڑے۔
 وہ دونوں بار بار مجھے دیکھ رہے تھے پھر ان میں سے ایک نے دوسرے سے کہا۔
 ہمارے لوگ بھی خاصے جاندار ہیں۔ خاص طور سے یہ جہان۔ اس لیے میری جانب اشارہ کیا۔
 ہاں انوکھی شان کا مالک ہے؟
 سلاؤس؟ میں نے سلاؤس کو آواز دی۔ اور وہ جو خاموشی سے چل رہا تھا، چونک کر کہ گیا۔ اس کا ہر انداز جھک اٹھنے والا تھا۔
 وہ کوئی خاص بات نہیں، میں ایک بات کہنے والا تھا جیسے مرہو؟
 کیا بات تھی؟
 تم کافی ہر سال ہو؟
 نہیں اب ٹھیک ہوتا جا رہا ہوں؟
 کیا تم پندرہ گے کہ ہم خاقان اعظم کے بالکل قریب رہیں؟
 ہمارا نصیب اس سے کافی قریب ہے؟
 نہیں، اس کے خاص لوگوں میں؟
 وہ کس طرح؟
 سلاؤس! ہر دور میں میرا ایک خاص مقام رہا ہے وہ تمام جو دوسروں کو تیسرے نہیں تھا اور ہر دور میں ایسے لوگوں کو میرے لئے مجبور ہونا پڑا ہے جو خود کو برتر سمجھتے تھے لیکن وقت نے مجھے ان سے برتر ثابت کر دکھایا۔
 اگر یہ بات ہے تو ہر دور کے کاغذ مجھے بس اس وقت سے سچا وجہ تھے جنگ کے لئے میدان میں آنا پڑے؟
 میں تادیب کروں گا تم فکر مند نہ ہونا چھوڑ دو۔ میں نے کہا اور سلاؤس خاموش ہو گیا۔ تھوڑی دیر کے بعد ہم ایک میدان میں پہنچ گئے۔ یہاں ہمارے قبیلے کے لوگ فنون سپہ گری کی مشق میں مصروف تھے۔ میں نے حالات کو جانچا اور ایک ترکیب میری سمجھ میں آگئی۔
 سلاؤس؟ میں نے آہستہ سے اسے پکارا۔
 ہوں؟
 تلواریں کال لو ہم دونوں شت کریں گے؟
 مق... مشق؟ سلاؤس انھوں نے لنگر لگایا۔
 جلدی کرو۔ درز یہ بھی ممکن ہے کہ تمہیں کسی اور سے ہتھی کر دیا جائے۔ میں نے کہا اور سلاؤس نے تلوار نکال لی ہم دونوں ایک دوسرے پر لائے سیدھے دادر کرنے لگے۔ بے چارہ سلاؤس

تلوار بازی کے بارے میں کچھ نہیں جانتا تھا۔ اس کے سارے ہاتھ بے سکنے تھے اور میں بھی نہایت احتیاط سے تلوار چلایا رہا تھا۔
 تب ایک شیشیزن تربیت کار کی نگاہ ہم دونوں پر پڑ گئی اور وہ تیر کی طرح ہماری طرف آگیا اس کی آنکھوں میں خشونت تھی۔
 ہمارے لوگ ہڑ؟ اس نے ہتھارت سے پوچھا۔ قوی اعتر اور خطرناک شکل کا آدمی تھا۔
 ہاں وہ میں نے جواب دیا۔
 جنگ کرنے آئے ہو؟
 ظاہر ہے؟
 اس سے قبل کیا کرتے رہے ہو؟
 کھیتی باڑی؟
 تلوار چلائی ہے کبھی؟
 کیوں نہیں؟ میں نے جواب دیا۔ سلاؤس کی آنکھوں میں سرنگی تھی لیکن مجھے اس کے گستاخانہ انداز پر غصہ آنے لگا تھا۔
 کیوں ہمارے گھڑا کرنے کے لئے گھسے نکل آئے ہو پیٹ کی دنیا سے نکل کر کبھی مہول کی دنیا پہنچی ہوئی آج اس طرح تلوار کا نطق نہ اٹا ہے ہوتے؟
 کیا کوئی چاہتے ہو؟
 تلوار سنبھال کر کھڑو، بات پر سے قبیلے کی ہوتی ہے؟
 ہم دونوں اپنی مشق سے مطمئن ہیں؟
 آؤ تمہارا اطمینان ختم کر دوں؟ اس نے زہریلے انداز میں کہا اور میرے پیٹ میں تلوار کی لوگ جھجھکی۔ بہت سے سپاہی ہمارے گرد جمع ہو گئے تھے۔
 چوتلوں سنبھالو اور خیال رکھنا۔ میں تمہیں جتنی بھی کر سکتا ہوں؟ میں نے ہتھارت سے اسے دیکھا اور ہر دوسروں کو پیچھے ہٹنے کے لئے کہا۔ ان لوگوں کے لئے تو جیسے یہ ایک دلچسپ ترین تماشہ تھا سب جلدی سے پیچھے ہٹ گئے۔ اور ہم دونوں ایک دوسرے کے مقابل آگئے۔
 وہ شخص تربیت دینے والوں میں سے تھا اس لئے نوپور بے حد مہرور تھا لیکن میں نے بھی اس کا غرور توڑنے کی شان کی تھی۔ وہ دوسرے شاندار انداز میں تلوار چلا رہا تھا اور ہمارے لئے کاوا بدلی کرتا تھا۔ ہمارے مقابلہ میں اس کا یہ دماغی دینا اور پتہ نہ بدل لیتا لیکن میں نے اس کے وار کو تلوار پر روکا تھا اور ہم دونوں کی تلواں ایک دوسرے میں الجھ گئیں۔
 تب میں نے اس کی تلوار پر ہاتھ ڈالا اور اس کا مٹن ٹیڑھا ہونے لگا۔ اب اگر وہ پیچھے ہٹتا تو میری تلوار اس کا چہرہ خراب کر دیتی اور دوسری طرف سے اس پر دباؤ پڑتا تھا۔ نتیجہ میں اسے پیچھے

جھکا پڑا۔ اور پھر میں نے ذرا سا زور لگایا تو وہ چت گر پڑا۔ اگر میں چاہتا تو فوراً اس کے سینے میں بھیج دیتا لیکن میں نے پیچھے ہٹ کر اسے اٹھنے کا اشارہ کیا۔ دیکھتے والے شہنشاہ رہ گئے تھے۔
 دوسری طرف اس شخص کی بری حالت تھی۔ وہ شرمندگی اور جھجھک سے ایک ایک شکل دیکھ رہا تھا۔
 میں سپاہ کا سان ہوں اور میں نے زندگی بھر کھیتی باڑی کی ہے لیکن تمہارا ہوا، اعتر نامہ میں تمہارے غرور کو توڑ دوں... میں نے کہا اور وہ جلدی سے اٹھ گیا۔ اس بلاس نے شت کے اصولوں سے بہت کرشنکی کا دکر کیا تھا لیکن اس وار کو بھی میں نے چالاک سے پچانے کے بجائے تلوار پر روکا۔
 بات یہ ہے کہ میں مولی لوگوں کے سامنے شیشیزنی کا مظاہرہ نہیں کرتا۔ اگر تم میرے مقابل ہوتے تو میں اپنے جوہر دکھاتا۔ لیکن یہی سہی تم نے مجھ سے حقیر کا سلوک کیا ہے، اس لئے...
 میں پیچھے ہٹا اور دوسرے طے میری تلوار نے اس کے زہریں لباس کو چھرا۔ اس کا بندھن گیا اور اس کا زہریں لباس نیچے گر پڑا۔
 اچھی لباس بہت اونچا تھا۔
 لوگوں کے کان بچاڑنے والے قسمتے ابل ثورے تھے بہرہ شخص نے تلوار چھین لی اور اپنا لباس سنبھالنا ہوا جاگ گیا۔ لوگ بھی طرح ہنس رہے تھے۔ زہرہ دل لوگ تھے اور صحت مند منہسی ہنسنے لگے۔
 ہوا کیا تھا؟ کسی نے سوال کیا۔
 میں اور میرا استاد شیشیزنی کی شت کر رہے تھے سو وہ آیا اور لاف و زرافے کرنے لگا۔ اس نے کہا کہ تمہیں... تلوار پکڑنا نہیں آتی؟
 اور تم نے اسے ننگا کر دیا؟
 اگر وہ ہماری تحقیر کرتا تو میں اس کے ساتھ یہ سلوک نہ کرتا۔ میں لوگوں کو زبردستی غیر سادات سے بھی سپاہی سلوک کیا۔ اگر میرا استاد تلوار بلا دے تو اس جیسے دوچار نیچے گرجا میں اس کی تلوار بڑا شت نہ کر سکا۔
 یہ عظیم شخص تمہارا استاد ہے؟ کسی نے سلاؤس کو دیکھتے ہوئے کہا۔
 ہاں۔ اور اس کی خوشنیت موت ہوتی ہے؟
 بلاشبہ، جس کا شکر اسیا ہو، وہ خود کیا ہوگا؟ دوسرے لوگوں نے اعتراف کیا۔ اور پھر لوگ ہنسنے لگے۔ اور میں نے سلاؤس سے کہا اٹھانے کے لئے کہا اور سلاؤس ہنسنے لگا۔ اس نے دوبارہ تلوار اٹھالی۔
 کیوں مذاق کرتے ہو پورا؟

کیا سلاؤس؟
 میں نے تو بار بار اعتراف کیا ہے؟
 کس بات کا محترم دوست؟
 مجھ میں ادرم میں بہت فرق ہے۔ تمہارے پاس صدیوں کا تجربہ ہے۔ تمہارے تو ایک ایک درم میں تجربات پیوست ہوں گے، ان وقتی انسانوں کی تمہارے سامنے کیا حیثیت ہے۔ لیکن میں... میں نے جو کچھ کیا ہے اس کے باوجود میں ہوں اور تمہارا مقابل نہیں؟
 بابا سلاؤس، بری عجیب بات ہے کہ میں اس بات سے انحراف کر سکتا ہوں کہ میں صرف لٹا ہوں لیکن میں نے جو کچھ دیکھا جو سنا جو پایا وہ ہر صدمے سے پایا اور ہر دور سے پایا۔ گویا اصل تمہیں تو صرف تمہارا عکس ہوں صرف عکس؟
 یہ تمہاری بلندی ہے؟
 نہیں فنا ہونے والا، بلند تو تم ہو۔ بس تمہارے اندر ایک خرابی ہے کہ میں تم نے ان بلندیوں کو پہچان لیا ہے اور میں تم ان بلندیوں سے قطعی ناواقف ہو۔ اس کے علاوہ کوئی اور بات نہیں؟
 شاید؟
 چوتلوں سنبھالو کچھ لوگ اس طرف آ رہے ہیں؟ میں نے کہا۔ اور ہم دونوں مضحکہ خیز انداز میں تلوار چلانے لگے۔
 یہ دور ختم ہو گیا اور ہم دواپس چھوٹی کی طرف چل پڑے۔ سورج کا گولا آسمان کی بلندیوں تک پہنچا تو ہم نے چھینکر خاقان کے خیمے کے آگے افراتفری دیکھی۔ ہم بھی باہر نکل آئے۔ تب ہمیں علم ہوا کہ خاقان اعظم اپنی سپاہ کے سامنے کے لئے نکلنے والے ہیں تب میں اس شخص کو دیکھنے کا اشتیاق تھا چنانچہ ہم بھی دیکھنے والوں میں کھڑے ہو گئے۔ چونکہ ہم اتفاق سے قریب تھے اس لئے ہمیں اس کا موقع مل گیا تھا۔
 سپاہیوں کے ہتھے سج رہے تھے۔ خاقان اعظم اپنے خیمے سے برآمد ہوا۔ اور اس کی شان دیکھنے کے قابل تھی۔ یوں بھی پر صبا چہرے والا انجوان تھا چہرے سے ہی وحشت اور دندگی کا اظہار ہوتا تھا۔ آنکھوں میں جڑی گرائی تھی۔
 بہر حال اس کی شخصیت نے مجھے متاثر کیا تھا میں نے سلاؤس سے کہا کہ وہ میری فکر نہ کرے اور اگر میں نظر نہ آؤں تو اپنے خیمے میں چلا جائے سلاؤس نے لہجہ سوسے سمجھ کر ان ہلا دی تھی۔
 اس سے قبل لوگ خود میری جانب متوجہ ہوتے تھے لیکن آج میں خود برکوشش کر رہا تھا۔ چنانچہ میں خواہ مخواہ ان لوگوں میں شامل ہو گیا جو خاقان کے ساتھ چل رہے تھے۔
 جنگی میخان کو گھڑا پیش کیا گیا اور وہ نہایت پھرتی سے گڑھے پر سوار ہو گیا۔ اس کے ساتھ چھنے والے پیدل چل رہے تھے۔ اسی کے ہاتھوں میں علم تھے جن پر طرح طرح کی شکلیں بنی ہوئی تھیں۔

خاتقان اعظم قبیلوں کے جواڑوں کو دیکھتے ہوئے آگے بڑھ رہا تھا۔ اس کی آنکھوں میں غور تھا۔ تب وہ طویل معدنے کے بعد ایک جگہ پہنچ گیا اور یہاں ایک دائرہ سا بنایا۔ غلبا کچھ ہونے والا تھا۔

میں نے ایک دروازہ قیمت شخص کے کندھے پر ہاتھ رکھ دیا اور وہ چونک کر مجھے دیکھنے لگا۔ پھر اس کے چہرے پر سکڑا ہوا چیل گیا۔

”اور یہاں کے تیش زن، کو کیا بات ہے؟“
”تم مجھے جانتے ہو؟“
”ہاں۔ میں نے تمہاری تلوار کے جوہر دیکھے ہیں۔“
”تب تو اچھا ہے کہ تم میرے شناسا نہ بن گئے، کیا تمہارا تعلق بھی قبیلہ بہا سے ہے؟“

”نہیں، میں اربنا سے ہوں۔“
”کیا نام ہے تمہارا؟“
”توی خان۔ اس نے جواب دیا۔“

”میرا نام اوزق خان ہے۔ میں نے کہا اور اس نے میری جانب دوڑی کا ہاتھ بڑھا دیا۔ چونکہ ہمارا قبیلہ دیر سے یہاں پہنچا ہے۔ اس لئے ہم خاتقان اعظم کے بہت سے اصولوں سے ناواقف ہیں۔ کیا تم میری رہنمائی کر گئے؟“

”مذہب۔ کیا چاہتے ہو؟“
”کچھ نہیں صرف دوستی۔ مجھے حالات جاننے کا یہ حد اشتیاق ہے۔ اب دیکھنا میں تو یہ بھی نہیں جانتا کہ خاتقان اعظم ان قبائل کا معاشرہ کرنے کے بعد یہاں اس انداز میں کیوں کھڑے ہوئے ہیں؟“

میں نے بوجھا۔

”اوہ۔ اس اجتماع میں کون کا فیصلہ ہوگا؟“
”خوب کیا مذہب اس کا فیصلہ کرتے ہیں؟“

”مذہب نہیں میرے دوست، سب سے بڑے مذہب تو خود خاتقان اعظم ہیں۔ لیکن یہ فیصلہ ایک وحشی جانور کے سپرد ہے۔“

”کیا مطلب؟“
”ابھی تمہارا دیکھو، کئی دن سے یہ تماشا جاری ہے۔“

”کیا تماشا ہے؟“
”چند ساعت کے بعد میدان میں ایک طاقتور جنگلی بھینسے کو لایا جائے گا اور کوئی ایسا آدمی موت کے گھاٹ اتار دیا جائے گا۔“

”کیا مطلب؟“
”یہ ایک طرح کی قربانی ہے اور شگون بھی۔ خاتقان اعظم جس شخص کا انتخاب فرمائیں گے اس شخص کو خالی ہاتھ میدان میں آکر بھینسے کو ختم کرنا ہوگا۔ اگر بھینسا اس شخص کے ہاتھوں مارا گیا تو

خاتقان اعظم آج ہی کچھ کے احکامات صادر فرمادیں گے اور اگر وہ شخص بھینسے کے ہاتھوں مارا گیا تو پھر انتظار کیا جائے گا اس بات کا کہ کوئی جیالا دوسرے دن اسے قتل کرے۔ گویا یہ اچھا شگون ہوگا۔ خاتقان اعظم اس وقت تک انتظار کریں گے جب تک کہ جیسا مارا نہ جائے۔“

”اوہ۔ چاہے کتنا ہی وقت کیوں نہ گزر جائے۔“
”ہاں۔ چاہے کتنا ہی۔“

”میں تو یہ سمجھا تھا میرے دوست کہ ابھی وقت قابل جمع ہوئے ہیں اور جب وہ جمع ہو جائیں گے تو اس کے بعد کچھ کر دیا جائے گا۔“
”نہیں یہ بات نہیں ہے، آئے دن کے قابل تو اسے ہیں ہی۔“
”خاتقان کے ہر قدم ہو سکتے ہیں یہ تو ایک طرح کا شگون ہے۔“

”لیکن اس طرح تو قیمتی وقت ضائع ہوتا ہے۔“
”اس سے کوئی فرق نہیں پڑتا۔“
”کیا بھینسا بہت طاقتور ہے؟“

”ہاں۔ لیکن خاتقان کی افواج میں ایسے جیلے موجود ہیں جو اسے ختم کرنے میں کامیاب ہو جائیں گے۔“

”کتنے دن سے یہ سلسلہ جاری ہے؟“
”تقریباً نو روز سے۔“

”گویا اس دوران بھینسے نے نو آدمیوں کو قتل کر دیا ہے۔“
”ہاں۔ بڑا پھولا ہوا جانور ہے۔ اسے بھوکا رکھا جاتا ہے۔“

”اشتعال دلایا جاتا ہے اور وہ آنا خود بخود جاتا ہے کہ اس کے لیے اس کے مقابل کا پکنا ناممکن ہوتا ہے۔“

”ہوں۔ میں نے ایک گہری سانس لی۔ آخر موقع مل گیا تھا۔“
”خوایا جدوجہد کی ضرورت تھی کہ خاتقان اعظم کے سامنے اس طرح آجانا کہ وہ مجھے پسند کرتا۔ اب صورت حال یہ تھی کہ میں کئی کا انتظار کرتے بغیر میدان میں نکل کر اپنا کارنامہ دکھاؤں۔“

”بہر صورت میں اپنے دوست کے ساتھ آگے بڑھ گیا اور لوگوں کے ہجوم کے بالکل سامنے والے حصے میں جا کر کھڑا ہو گیا۔“

”میں نے غصوں کیا کہ بہت سے پشت پی پر پناہ لینا پسند کرتے تھے تاکہ خاتقان اعظم کی نگاہ ان پر نہ پڑ جائے اور بھینسے مقابلے کے لئے ان جگہ سے کوئی منتخب نہ ہو جائے۔ بہر صورت کسی نہ کسی کو سامنے کھڑا ہونا ہی تھا۔ لیکن جو لوگ کھڑے تھے وہ اپنے

تھے جنہیں اس کام کے لئے منتخب نہیں کیا جاسکتا تھا۔ یعنی وہ پتے مرلی سے لوگ۔“

پھر شروع ہو گیا اور میں نے دیکھا کہ موٹی مضبوط رسیوں میں پھولا ہوا ساند گھسیٹ کر لایا جا رہا ہے۔ تقریباً پچاس یا ساڑھے اسی مخصوص قسم کے آنکڑوں سے اسے گرفت میں لے لئے ہوئے

بھینسے کے جسم سے کئی ٹکڑے خون نکلتا تھا۔ غلبا یہ وہ رحم تھے جو اس کے گھونٹوں نے لگائے تھے۔ اس کی آنکھیں گہری سرخ تھیں اور وہ بہت خوشنظر نظر آ رہا تھا۔

لوگوں نے بھینسے کو میدان میں لانے کے لئے جگہ بے دی اور خاتقان اعظم کی نگاہیں اس پر جم گئیں۔ پھر اس نے آسمان کی جانب دیکھا گویا آسمان سے کوئی سوال کر رہا ہو۔

مجھے یہ شخص بڑا ہی خوفناک معلوم ہوا تھا۔ اس کی چہرہ میں ایسی زندگی تھی کہ مجھے وہ در قدیم یاد آ رہا تھا۔ یعنی وہ وحشی جانور یا وہ انسان جو ایک دوسرے کے شکار کی تلاش میں نکلتے ہیں اور ایک دوسرے کے مقابل آجائے بران کے چہروں پر وحشت اور

زندگی پیدا ہو جاتی ہے۔

بھینسے کو دریاں میں... لایا گیا اور خاتقان اعظم کی نگاہیں ہماروں طرف بھٹنے لگیں۔ ممکن تھا کسی جانب الگ بڑھ جاتی کہ نہیں خود آگے بڑھ آیا۔

میں نے تھوٹا سا آگے بڑھ کر گھونٹ چھکائی اور خاتقان اعظم کی نگاہیں مجھ پر مرکوز ہو گئیں۔ میں نے بھینسے کو قتل کرنے کی ہدایت دی۔ تب مجھے اشارہ کیا گیا۔ اور اشارہ کرنے والا ایک بارش

تھا۔ لیکن بڑا ہی قوی الجشہ یعنی اس کی عمر کے بارے میں کسی اندازہ نہیں لگایا جاسکتا تھا۔ لیکن اس کے اعضاء دیکھ کر اندازہ لگایا جاسکتا تھا کہ اس کے اعضاء میں فولاد ہی فولاد

پھلا رہا ہے۔ سوساں خوشنظر شخص نے سوال کیا۔

”کیا بات ہے تو آگے کیوں بڑھا ہے؟“
”میرا تعلق قبیلہ بہا سے ہے اور میں شگون کی یہ رسم پوری کرنا چاہتا ہوں۔“

”کیا مجھے خود پر بھروسہ ہے کہ تو آج فوجوں کی دعا گوئی کا کام سنبھال کر دے گا؟“

”ہاں۔ میں چاہتا ہوں کہ خاتقان اعظم کا قیمتی وقت اس جگہ میں ضائع نہ ہو اور ان کی فوج دشمن کی تباہی کے لئے

کے سوساں انتظار نہ کر سکا اور سامنے آ گیا۔“

”میں نے دیکھا کہ چھ گیند خاتقان کے ہونٹوں پر مسکراہٹ آئی۔ لیکن خود بخود ہونٹوں اور پھر اس نے انگلی کے اشارے سے اس کو ہدایت کر دی کہ میری آواز پوری کر دی جائے اور

کے مقابل آ گیا۔“

”ماہتا تو میں یہی تھا کہ کوئی ایسا کارنامہ دکھاؤں کہ خاتقان میرے بارے میں کوئی احساس پیدا ہو جائے اس طرح میرا

ہوئے خوفزدہ تھے۔ انہوں نے جو آنکڑے اس میں بھینسے ہوئے تھے اسے نکالا بھی جاسکتا تھا۔ سوساں نے آنکڑے نکالنے شروع کئے اور میں بھینسے کے مقابل آ گیا۔ غلبا ان لوگوں کے لئے یہ بات

تجربہ جیڑی تھی کہ میں کھلے بھینسے کے سامنے لیگسی جھک کے آ گیا تھا۔ صرف چند فٹ کا فاصلہ تھا اور خوشنظر بھینسا اپنے کاررہا تھا۔

خوفزدہ لوگوں نے بھینسے کی بندشیں کھولنا شروع کر دیں۔ اور قرب و جوار میں کھڑے ہوئے لوگوں میں اضطراب پھیلنا شروع ہو گیا۔ شاید اس خیال کے تحت کہ میں اس کے نزدیک کھڑا تھا اور

وہ ایک ہی ٹکڑے میں مجھے ہلاک کر سکتا تھا۔

اور ہوا بھی یہی، جو بھینسے کو احساس ہوا کہ اس کی تمام بندشیں کھل گئی ہیں وہ خوفی انداز میں میری جانب پھپھ۔ اس کا سر

میرے سینے کی سیدھ میں تھا۔ لیکن یہاں بھی میری صندی فطرت آگے آئی۔ میں اس کے سامنے سے نہیں ہٹا بلکہ میں نے اپنے ہونٹوں

ہاتھ آگے بڑھا کر اس کے دلفن سینک پر پڑائے اور یہ سب کچھ چشم زدن میں ہوا تھا۔ دوسرے نے میں نے ہاتھوں کو موڑ کر جھٹکا

دیا تھا اور دیکھنے والوں نے دیکھا کہ بھینسا اپنی طاقت میں آیا تھا۔ لیکن اس کی گردن ٹیڑھی ہوئی اور وہ اچھل کر زمین پر جاگرا۔ میں

اپنی جگہ سے نہیں ہٹا۔ بھینسا میں سے اٹھنے کی کوشش کر رہا تھا۔ کیونکہ جو کچھ ہوا تھا وہ اس کے لئے غیر متوقع تھا اور دیکھنے والوں

کے لئے بھی بھروسے پر بیگانہ لگائے اور اٹھ کھڑا ہوا اس کا غیظ و غضب آٹھواں پونج چکا تھا۔

اس نے منہ کھولا اس کے ہونٹ مسکرائے تھے اور یہ زندگی کا عروج تھا۔ اس نے پچھلے یہ مضبوطی سے جاکر پھر ایک زوردار

ٹکڑے میرے سینے پر مار دی اور لوگ سچ پڑے ہیں نے ہاتھ بلند کر کے اس کی جگہ سینے پر روکی تھی۔ لوگوں کا خیال ہو گا کہ میں اچھل کر بہت دور گروں گا۔ لیکن خود بھینسے کا سر چل گیا تھا۔ اس کے

پاؤں زمین پر جمے رہنے میں ناکام رہے اور میں نے اس کے سینک پر پڑ کر ایک بار پھر اسے زمین پر پھینک دیا۔

لوگ ساکت و جامد بنے قابل یقین کا زائد دیکھ رہے تھے۔ بھینسا ایک بار پھر کھڑا ہوا لیکن اب اس کے قدموں میں

لرزش تھی سوساں ہار میں نے کھیل ختم کر دیا۔ میں آگے بڑھا اور میں نے ایک ٹکڑے اس کی گردن پر رسب بد کر دیا۔ گردن کی ہڈی ٹوٹنے کا ترخا صاف سنائی دیا تھا۔ بھینسا زمین پر گر کر اڑیاں رگڑنے لگا۔ اس کے منہ سے خون ابل رہا تھا، میں مجھے ہٹ گیا۔

اور پھر تو وہ خوفناک شور بلند ہوا کہ تمام آوازیں دب گئیں۔ انک کرج ہو گیا تھا شگون نکل آیا تھا۔ کوئی کسی کی نہیں سن رہا تھا کہ میرا دوست میرے پاس آ گیا۔

بہا کے ہائے، یہ تم نے کونسا کارنامہ دکھایا کہ تم توفیق ملی
 فر ہو ایک واقعی تم نے مجھے اپنی دوستی کے لئے چاہا ہے؟
 " ہاں تو ہی، ہم دوست بن چکے ہیں؟
 " تو کیا میں تمہارے ساتھ چلوں تاکہ لوگ مجھے تمہارے دوست
 کی حیثیت سے پہچانیں۔ بات یہ ہے کہ اب تمہارا مقام نہ جانے کیا ہوگا؟
 " چلو، میں نے کہا اور تو میرے ساتھ چلنے لگا۔ لوگوں کے
 ہجوم نے مجھے گھیر لیا تھا۔ وہ میری تصدیق کر رہے تھے اور میں
 آگے بڑھ رہا تھا۔ چنگیز خانی اپنے لوگوں کے ساتھ اپنے گھوڑے
 پر سوار ہو کر جا چکا تھا۔
 اس طرح ہم اپنے خیمے پر آگئے، جہاں بے چارہ سلاوؤں
 شور مچا رہا تھا۔ مجھے اتنے دے لوگوں میں گھلادیکھ
 کر پہلے تو وہ پریشان ہو گیا، لیکن جب اس نے محسوس کیا کہ لوگ
 میرے ساتھ تھے تو اسے سکون ہوا۔
 خیمے میں میرا دوست تو ہی بھی آیا تھا۔ وہ میری دوستی سے بہت
 خوش تھا۔ میں نے سلاوؤں سے اس کا تعارف کرایا اور تو ہی دیر
 تک ہم سے گفتگو کرتا رہا۔ وہ میری قوت کی تعریف کرتا تھا۔
 پھر جب وہ چلا گیا تو سلاوؤں نے مسکراتے ہوئے کہا میں
 تمہاری اس کوشش کی وجہ سمجھ گیا ہوں؟
 " کیا وجہ ہے؟
 " یہ کہ نامہ تم نے چنگیز خانی کے سامنے انجام دیا ہے؟
 " ہاں ممکن ہے اس کا نتیجہ نکل آئے؟
 " لیکن تم نے یہ سب کچھ کسی منصب کے لئے نہیں کیا؟
 " تم جانتے ہو، منصب ہمارے لئے کوئی حیثیت نہیں رکھتا
 میں تو صرف یہ چاہتا ہوں کہ ہمیں قریب سے مستقبل کے ان
 لوگوں کو دیکھنے کا موقع مل جائے؟
 " ہاں میں جانتا ہوں منصب کے لحاظ سے تم اس حکمران
 سے ہمیں بڑے ہو۔ اور اگر تم چاہو تو کل لوگ اس کے بجائے
 تمہارا نام بکارتیں؟
 " ہاں، لیکن سلاوؤں، دنیا مجھے کبھی فراموش نہیں کرے
 گی میری کتاب میں ماضی حال اور مستقبل پوشیدہ ہے؟
 " بیشک، اور اس میں سلاوؤں کا نام بھی ہوگا؟
 " ہاں میری کتاب کے کسی ورق کو فراموش نہیں کیا جا
 سکے گا؟
 " تو اب کوچ ہوگا؟
 " ہاں سلاوؤں؟
 " اور ہمیں جنگ بھی کرنا ہوگی؟
 " ممکن ہے اس کی نوبت نہ آئے۔ تاہم اگر اس کی نوبت آگئی

تو تم خود کو مجھ پر نہیں پاؤ گے، میں تمہارے آگے رہوں گا؟
 " اب ایسی پریشانی بھی نہیں ہے۔ سلاوؤں مسکرایا۔
 " اور کوئی حملی سرچ لیا ہے؟
 " حملی سلاوؤں سکایا میں جنگ و جدل کا عادی نہیں
 ہوں، لیکن میرا علم میری کسی فوری ضرورت کو پورا بھی کر سکتا ہے۔
 " اور خوب؟
 " مثلاً اگر میرے گزشتہ دنوں کا حصار ہو تو میں خود کو ایک
 حفاظتی حولی میں محفوظ کر سکتا ہوں، جہاں ضرورت ایک ماہ بھی
 عمدہ بات بھی سلاوؤں، پھر تم فکر مند کیوں ہو؟
 " اس لئے کہ اپنے علم کو میں نے بھی اپنی حفاظت کے لئے استعمال
 نہیں کیا؟
 " حالانکہ علم صرف استعمال کے لئے ہوتا ہے؟
 " ہاں لیکن اور اگر قرض ہوتے ہیں؟
 " میں نہیں سمجھا؟
 " علم اپنے لئے ہوتا ہے، اپنے لئے اس کا استعمال اب بات کا
 احساس دلاتا ہے کہ تم نے دیانت نہیں کی؟
 " خوب سلاوؤں، تمہارے ذہن نے مجھے متاثر کیا ہے؟
 " چلو تعجب ہے لیکن اب کیا کرے؟
 " تیار رہا؟
 " کب روانہ کیا ہے؟ سلاوؤں نے مجھے غور سے دیکھتے ہوئے
 پوچھا۔ اور میں باہر کی جانب دیکھنے لگا۔
 کچھ لوگ ہمارے خیمے کی طرف آ رہے تھے۔ بہر صورت کوئی
 ایسی آشوشاک بات نہیں تھی کہ میں گھبراتا۔ جو کچھ میں کر کے آیا تھا،
 اس طرف کسی کو متوجہ تو نہ ہونا ہی تھا چنانچہ میں انتظار کرنے لگا۔
 اور چونکہ ساعت کے بعد میں نے دیکھا کہ شاہی سپاہ کے
 کچھ لوگ میرے خیمے تک پہنچ گئے۔
 " کیا ان قباخان اندر موجود ہے؟ ان میں سے کسی نے آواز
 دی اور میں باہر نکل آیا۔
 اس شخص نے مجھے دیکھا اور مسکراتے ہوئے بولا: "انذوق
 چنگیز خانی خاقان اعظم شہنشاہ وقت نے تمہیں طلب کیا ہے؟
 میں نے گردن جھکا دی میرے ہونٹوں پر مسکراہٹ پھیل گئی
 تھی اور صلابت کیسے ممکن تھا کہ جو بات میں چاہتا نہ ہوتی چشما
 میں نے اپنے دوست اور اپنے ساتھی سلاوؤں کی جانب دیکھا اور
 اسے رکنے کا اشارہ کر کے میں ان کے ساتھ باہر نکل آیا۔
 باہر سخت گرمی تھی خیمے کی طرف سے جا رہے تھے چنگیز
 کی طرف سے کوچ کا حکم مل چکا تھا۔ چن چن اب تمام تباہی و تاراج
 کی تیاریوں میں مصروف تھے چنگیز خانی کے بلند و بالا خیمے کے

تھارے کھڑے سپاہیوں نے ہمیں اندر جانے کی اجازت دے
 دی۔ میرے پیچھے صرف دو افراد اندر آئے تھے اور میں خیمے میں
 داخل ہو گیا۔
 خیمہ اندر سے جتنا خوبصورت تھا بیان سے باہر ہے۔ کئی
 حسین لڑکیاں چنگیز خانی کے حوالوں میں ایستادہ تھیں۔ شراب کے
 آنتا لے کھلے ہوئے تھے اور چنگیز خانی کی شخصیت کھل کر سامنے
 آگئی تھی، لیکن شاید یہ شخص سکون نہیں جانتا تھا۔
 اس نے اپنی بڑی بڑی خوفناک آنکھوں سے مجھے دیکھا
 اور پھر ایک ہاتھ اٹھا دیا۔ نزدیک کھڑی ہوئی لڑکی جو اسے دیکھ کر
 جھل رہی تھی رک گئی تب اس نے مجھے آگے آنے کا اشارہ کیا۔
 " کیا نام ہے تمہارا؟ اس نے پوچھا۔
 " انذوق خانی؟
 " کہنے کی قیادت سے ہو؟
 " ہاں؟ میں نے جواب دیا۔
 " کیا چاہتے ہو؟
 " خاقان کی خدمت؟
 " کتنا عرصہ یہاں یہاں تمہیں آئے ہوئے؟
 " چند مہینے؟
 " کیا تمہارے خاندان میں کوئی قابل ذکر آدمی گذرا ہے؟ اس
 نے سوال کیا۔
 " نہیں؟
 " کیا تمہارے ذہن میں یہ بات تھی کہ میری خوشنودی حاصل
 کر کے مجھ تک رسائی حاصل کرو؟
 " ہاں؟
 " مقصد؟
 " صرف شہنشاہ کی قربت اور اس کی عنایت کا حصول؟
 میں نے مسکراتے ہوئے جواب دیا۔
 اور چنگیز خانی شاید اس بے تکلف گفتگو سے کسی حد
 تک متاثر ہوا، اس نے ہاتھ اٹھا دیا اور بولا۔
 " شاہی دستے کی گمانی تمہارے سپرد کی جاتی ہے اور تمہیں سالار
 اعظم کا منصب دیا جاتا ہے۔
 میں نے جھجک کر کمرش بجا لیا اور سیدھا کھڑا ہو گیا۔ وہی ہوا
 تھا جس کی مجھے چاہت تھی اور جس کی مجھے امید تھی۔ میری جھوٹی
 شکرش نے میرا مقصد پورا کر دیا تھا۔
 بس واپس جاؤ اور کچ کی تیاریاں کرو اور باہر جا کر تربت خان
 کے کمرے میں اسے یاد کر رہا ہوں؟
 میں نے گردن جھکا دی اور مسکراتا ہوا باہر نکل آیا۔ باہر

کھڑے ہوئے لوگوں کو میں نے شاہی محکم سنایا اور شاہی دستہ میری
 اطاعت پر حاضر ہو گیا۔ تب کچھ دیر داریاں میرے ذمے کڑیں اور میں
 نے اپنے دوست سلاوؤں کو جاکر بہ خوش خبری سنائی کہ بالآخر وہی
 ہوا جو میں چاہتا ہوں۔
 " تمہیں بہت بہت مبارک ہو پورا، سلاوؤں نے خوشی سے
 بھر پور لمحے میں کہا۔ پھر اس نے آہستہ سے کہا: "تو اس کا مقصد ہے
 کہ تم یہاں خالص سرگرم ہو جاؤ گے؟
 " ہاں سلاوؤں؟
 " تمہارا رہنے کا بندوبست کہاں ہوگا؟
 " یہ مجھے نہیں پتہ سلاوؤں نے کہا میں جہاں بھی دوں گا تم میرے ساتھ
 رہو گے اور اظہار ہے یہ سب کچھ جو میں نے کیا ہے صرف اس تجربے کے
 لئے کیا ہے جو میں اور تم کریں گے۔ شاہی دستے کی سالاری کا مقصد یہ
 بھی ہے کہ باقاعدہ جنگ میں حصہ نہ لیا جائے بلکہ دوسری سے نظارہ
 کیا جائے۔ شاہی دستہ صرف خاقان اعظم کی حفاظت پر مشغول ہوتا ہے۔
 " تعجب ہے؟ سلاوؤں نے گردن ہلاتے ہوئے کہا: "تم قادر
 پر اس پر جو کچھ تم چاہتے ہو؟ اس نے آہستہ سے کہا اور میں باہر
 نکل آیا۔
 شاہی دستے کے سالار اعظم کا منصب مجھ سے پہلے کسی اور
 شخص کے پاس تھا۔ اب مجھے اس بات کا قلق تھا کہ میں اس منصب کو مجھے
 عطا کر دیئے جانے کے بعد وہ بے چارہ کہیں اپنی حق تلفی محسوس نہ کرے
 چنانچہ میں اس سے ملا۔
 لیکن شاہی فراخ دل انسان تھا وہ کہنے لگا کہ یہ ذمہ داری جب
 تمہارے پاس ہے تو مجھ سے اسے سنبھال دیتا ہوں اور اب اگر میں اس عہدے
 پر کیا ہوں تو اسے کیا اعتراض ہو سکتا ہے۔ اس نے بھی میری اطاعت
 کا اظہار کیا تھا۔
 تو یہ شکر جہاز میں میں انسانوں کا جم غفیر تھا، میں مار رہا
 تھا۔ دوسرے کے بعد جب سورج ڈھلوان پر پہنچا تو سفر کے لئے تیار ہو گیا
 اور میں شاہی دستے کے سالار کی حیثیت سے خاقان اعظم کے عقب میں
 موجود تھا۔
 لیکن یہ خیال باطل ثابت ہوا کہ چنگیز خانی صرف فوجوں کی
 نگرانی کرتا ہے اور میدان جنگ میں آگے بڑھنے سے گریز کرتا ہے۔
 کیونکہ سب سے آگے ان شہنشاہوں کی مانند جو جگہ مہم کرتے ہیں۔
 چنگیز خانی بھی ساری فوجوں سے آگے تھا اور وحشتانہ انداز میں گھومتے
 کودتا رہا تھا۔ کچھ مجھے نہیں معلوم تھا کہ شاہ کا رخ کس جانب ہے
 اور شاید یہ عام لوگ جاننے کی کوشش بھی نہیں کیا کرتے تھے۔ سو
 اس وقت تک سفر جاری رہا جب تک کہ سورج چھب نہ گیا۔ اور گھومتے
 پہاڑوں میں ٹھوکریں کھانے لگے۔ تب چنگیز خانی نے ایک پاتہ باند

کیا اور تمام فوجیں ساکت ہو گئیں۔ گریا وہاں پڑاؤ کا بندوبست کیا جاتا تھا۔
 فوجوں کو معلوم تھا کہ کسی جگہ پڑاؤ کے بعد انہیں کیا کرنا ہوتا ہے۔ چنانچہ سب کے سب منتشر ہو گئے۔
 اور اپنے اپنے جیسے ارستادہ کرنے لگے۔ اور وہ جگہ جو چند ساعت پہلے ویرانہ تھی فوجوں سے آباد ہو گئی۔ چاروں طرف انسانی سمندر بٹھا تھا جس میں ہر ایک اپنے اپنے کاموں میں مصروف تھے۔ خاقان اعظم کا خیمہ بھی بلبلاہ کر دیا گیا۔ اور رات آہستہ آہستہ گہری ہونے لگی۔ لوگ کھانے پینے سے فارغ ہو گئے تھے۔
 میں نے محسوس کیا کہ تمام قبائل اپنے اپنے مشغلوں میں مصروف ہیں اور ان پر کوئی پابندی نہیں ہے اور یہ ابھی بات تھی۔ گریا آبادی کے وقت مکمل آبادی اس ہنگامے میں عورتوں کا بھی حصہ تھا اور کیوں نہ ہوتا۔

خاقان اعظم کے خیمے کے نزدیک ہی شاہی سپہ سالار کا خیمہ تھا۔ اور یہ شاہی سپہ سالار میں ہی تھا۔ تب میں نے دیکھا بے شمار عورتیں نہ جانے کہاں کہاں سے خاقان اعظم کے خیمے پر پہنچ گئیں وہ شاہی فوجیں خاص جگہ محفوظ تھیں۔ ان میں سب بھی سبائی اور سنی سنوری تھیں۔ ان کے آتے ہی کشادہ میدان میں رقص و سرود کی محفلیں شروع ہو گئیں۔ تب مجھے معلوم ہوا کہ خاقان اعظم چنگیز خان رقص و سرود کا بھی ریاست ہے۔ لیکن بات ایسی ایک محدود تھیں تھی۔ اس کے بعد تو میں نے وہ دم سناظر دیکھے جنہیں میں صدیوں پہلے سے دیکھتا تھا۔ ابھی ہشتادہ اپنی ہشتادہ تہیت سے اقیقت کا اظہار میں کیا کرتے تھے۔ میں نے صدیوں سے دیکھا تھا کہ ہشتادہوں کے پاس بے شمار جواہر ہوا کرتے ہیں جو ان کے حکم کے مطابق تھرتھرتے ہیں، جو ان کے حکم کے مطابق اپنی جگہ سے ہلنے ہیں۔

حسین عورتوں کا مجھڑٹ، شراہوں کا دور اور سازوں کی حسین آوازوں سے قصا مسموم ہو گئی تھی اور ہم بھی دور دورے سے بڑھا سلاوئیں کے ساتھ ہی تھا۔ وہ دونوں ان کی طرح خوش و حسن نظر آ رہا تھا۔ اسے یہ مناظر نہایت دلکش محسوس ہو رہے تھے اور مجھے تعجب تھا اس کی اس کیفیت پر۔
 لیکن چنگیز خان ایسے اوقات میں سب کچھ بھولی جانے کا عادی تھا۔ میں نے جو مناظر دیکھے وہ ایسے تھے جنہیں میں کوئی خاص اہمیت دینا یعنی میری عام باتیں، عام انداز۔ وہی شاہیوں کا سامانی ہنسی مذاق، شراہوں کا ہنسا جو اس سے پہلے میں دیکھتا تھا اور یہ باتیں صرف خاقان تک ہی محدود تھیں۔ شکر میں جہاں بھی جس کے پاس بھی جو کچھ موجود تھا اس نے نہ لیا نہ کر دیا تھا یعنی جگہ جگہ

رقص و سرود کے مظاہرے ہو رہے تھے اور لوگ اپنا اپنا پھیلپھیل میں مصروف تھے۔
 میں ان تماشائیوں میں تھا جو چنگیز خان کے گرد تھے گویا اس کا محافظ بھی اور تماشائی بھی۔
 اچانک چنگیز خان کی نگاہ مجھ پر پڑی اور اس نے مجھے ایک ہاتھ سے اشارہ کیا۔ میں اس کے نزدیک پہنچ گیا۔ اس وقت چنگیز خان کی شخصیت میں کافی تبدیلی نظر آ رہی تھی۔ میں محسوس کر رہا تھا کہ وہ بہت لٹے میں ہے۔ تب اس نے مجھ سے سوال کیا۔
 "جوان تو نے اپنا نام اندق خاقان بتایا تھا؟"
 "ہاں"
 "اور تو ہمارے تعلق رکھتا ہے؟"
 "ہاں" میں نے جیسے جواب دیا۔
 "اور تو وہ ہے جو اپنے بازوؤں کی قوت سے ایک بھینے کو اٹھا کر چھینک سکتا ہے؟"
 "ہاں"
 "تو پھر یہ عورت جو تیرے سامنے تھیں کر رہی ہے کیا تجھے پسند آ سکتی ہے؟"
 "کیوں نہیں؟"
 "لیکن اس کے لئے ایک شرط بھی ہوگی؟"
 "وہ کیا؟"
 "اور خاقان اعظم نے اپنے چند آدمیوں کو اشارہ کیا چند ساعت کے بعد لکڑی کا ایک تختہ میرے سامنے آ گیا اور خاقان کے خادم نے مجھ سے کہا۔

"اندق خاقان لکڑی کا یہ تختہ تیرے ہاتھوں میں دباؤ گا اور رقص خاقان کے سامنے اس پر رقص کرے گی سو اگر تختہ نہ ہلا اور یہ دگر تو خاقان اسے تجھے بخش دیں گے۔"
 اور میرے لئے یہ بھلا کونسی جڑی بات تھی۔ میں نے رقصہ کی جانب دیکھا بہت ہی خوبصورت تھی وہ۔ اگر وہ یہ عیار پر پوری نہ آتی تو یقیناً تختے سے مجھے گر پڑتی لیکن وہی تختہ تھی چنانچہ میں نے گردن جھکا کر اور تختہ اپنے ہاتھوں میں دبالیہ بنادے۔
 ... لوگ میری جانب منجھ ہو گئے تھے۔ خاقان بھی دھپسی سے اس مظاہرے کو دیکھ رہا تھا۔ تب رقصہ اچھل کر تختے پر چڑھ گئی۔ اور اس نے تختے پر رقص شروع کر دیا۔ خوب ہی کھنکھاتی رہی۔ اور ہاتھوں میں ہاتھوں سے رقصہ کے قدموں کی دھمکے میں بالکل جی نہ ہٹنے پایا تھا اور شاید خاقان اس بات پر فخر رکھے ہوئے تھا کیونکہ کافی دیر تک رقصہ رقص کرتی رہی اور تختہ نہ ہلا تو خاقان نے اپنے دونوں ہاتھ اوپر اٹھائے اور اپنے نزدیک کھڑے ہوئے شخص سے

اور میرے لئے یہ بھلا کونسی جڑی بات تھی۔ میں نے رقصہ کی جانب دیکھا بہت ہی خوبصورت تھی وہ۔ اگر وہ یہ عیار پر پوری نہ آتی تو یقیناً تختے سے مجھے گر پڑتی لیکن وہی تختہ تھی چنانچہ میں نے گردن جھکا کر اور تختہ اپنے ہاتھوں میں دبالیہ بنادے۔
 ... لوگ میری جانب منجھ ہو گئے تھے۔ خاقان بھی دھپسی سے اس مظاہرے کو دیکھ رہا تھا۔ تب رقصہ اچھل کر تختے پر چڑھ گئی۔ اور اس نے تختے پر رقص شروع کر دیا۔ خوب ہی کھنکھاتی رہی۔ اور ہاتھوں میں ہاتھوں سے رقصہ کے قدموں کی دھمکے میں بالکل جی نہ ہٹنے پایا تھا اور شاید خاقان اس بات پر فخر رکھے ہوئے تھا کیونکہ کافی دیر تک رقصہ رقص کرتی رہی اور تختہ نہ ہلا تو خاقان نے اپنے دونوں ہاتھ اوپر اٹھائے اور اپنے نزدیک کھڑے ہوئے شخص سے

کچھ کہیا اور اس شخص نے ہاتھ ملا کر میں کہا۔
 "فوجان اندق خاقان اس رقصہ کو نیچے اتار دو۔ اب یہ تمہاری ہو چکی ہے۔"
 سو پھر قیصر وقت کا انعام وصول کرنے کے بعد میں اسے لئے ہوئے اپنے خیمے میں گیا۔ یہاں سلاوئیں موجود تھا اور گہری نیند سو رہا تھا۔ میں نے اسے جگایا اور سلاوئیں چونک کر اٹھ بیٹھا۔ تب رقصہ کو دیکھ کر اس نے آنکھیں پٹی پٹی ہیں اور میری جانب دیکھ کر مسکراتے لگا۔
 "اب تم مجھ سے ہی کہو گے کہ میں کسی دوسری جگہ اپنی رہائش کا بندوبست کروں؟"
 "سلاوئیں جیسے نیک انسان سے یہ سب کچھ کتنا فضول سی بات ہے۔ میں نے جواب دیا اور سلاوئیں ہنستا ہوا ہنر نکل گیا۔
 چنگیز خان کے حسین تختے کو میں نے گہری نگاہ سے دیکھا۔ اتفاق تھا یا جانی تو بھی بات کہ وہ بھی میری جانب دیکھ رہی تھی۔ میں مسکرایا اور جواب میں وہ بھی مسکرایا۔
 "بہت حسین ہو" میں نے کہا۔
 "شکریہ، لیکن تم۔ تم خود بھی تو۔ اور تمہاری طاقت، میں تو مجھ رہی تھی آج خاقان کا جیون میری جان لے لے گا؟"
 "خاقان مجھے جانتا ہے؟"
 "ہاں تم بے حد طاقتور ہو اور انوکھے بھی۔ تمہارے بدن کی رنگت عام انسانوں سے کتنی مختلف ہے؟"
 "تم مجھے پسند کرتی ہو؟"
 "کیوں نہیں؟"
 "اس سے قبل تو تمہیں کسی کو نہیں بخشا گیا؟"
 "نہیں۔ اور جب خاقان کسی کینز کو کسی کے حوالے کر دیتا ہے تو اسے عیشہ کے لئے بھول جاتا ہے؟"
 "تم خاقان کے بارے میں بہت کچھ جانتی ہو؟"
 "ہاں۔ وہ میرا آقا ہے۔ اور کینزوں کو آقا کے بارے میں ساری معلومات ہوتی چاہئیں کیونکہ میں ہی ان کی بقاء ہے؟"
 "خوبہ کیا نام ہے تمہارا؟"
 "ایمنہ"
 "کون سے قبیلے سے تعلق رکھتی ہو؟"
 "میں منگول نہیں ہوں۔ فوجان لکڑی کی لگا ہیں میرے چہرے کا طراف کر رہی تھیں۔
 پھر؟"
 "میرے وطن کا نام دویمنہ تھا۔ دویمنہ والوں کو شکست ہوئی۔ اور انہی قبیلے میں ہاتھ لگے جب سے میں خاقان کی کینز بن گئی۔

اور خاقان کے اشارے پر میری زندگی کے رستے ہیں۔ اگر میں رقص نہ سیکھ لیتی تو اب تک خاقان کے بھوکے بھیر لڑیوں کا ذالہ بن چکی ہوتی۔
 لوگ کچھ سے پرکئی تاثر نہیں تھا۔
 "میرا تعلق قبیلہ ہاس سے ہے اور میرا نام اندق خاقان ہے۔ اگر تم چاہو تو میرے ساتھ ہو۔ میں وہ رہتا ہوں کہ تمہارے ساتھ کوئی نازیبا سلوک نہیں ہوگا؟"
 "نہیں، اب تو میں عادی ہو گئی ہوں اور میرے احسانات میرے ذہن سے نکل گئے ہیں۔ تم اپنا ذہن خراب نہ کرو۔ تم نے پوچھا تو میں نے بتا دیا؟"
 "نہیں ایمنہ۔ اگر تم نہیں چاہو گئی تو تمہیں تمہاری مرضی کے خلاف مجبور نہیں کیا جائے گا؟"
 "تم مجھے پسند بھی ہو اندق۔ کم از کم بھیر لڑیوں کے غولی میں انسانی دل کے ہلکے ہو لیں میں یہ چاہتی ہوں کہ تم مجھے زیادہ لوگوں کے ہاتھوں نہ لگنے دینا؟"
 "زیادہ لوگوں سے تمہاری کیا مراد ہے؟"
 "تمہارا دل بھر جائے تو تم مجھے کسی کوشش تو نہ دو گے؟"
 "ایسا بھی ہوتا ہے؟"
 "ایسا ہی ہوتا ہے۔ بیشا کینز میں اسی طرح کہیں سے کہیں پہنچ جاتی ہیں اور جب وہ کسی وحشی کے ہاتھ لگ جاتی ہیں تو پھر ان کی زندگی خطرے میں پڑ جاتی ہے۔ کیا تم نے خاقان کے ساتھ فتح جہیں میں حصہ نہیں لیا تھا؟"
 "نہیں؟"
 "کسی اور جنگ میں بھی نہیں؟"
 "نہیں میں پہلی بار کسی جنگ میں شریک ہو رہا ہوں۔"
 "تجھی تو لیکن پہلی بار ہی شریک ہونے کے باوجود تم شاہی دستے کے سالار بن گئے؟"
 "ہاں۔ خاقان کی مہربانی ہے۔"
 "تمہاری کوئی خصوصیت بھی ہوگی؟"
 "ممکن ہے؟"
 "بس اب سونے کی تیاریاں کر۔ رات کافی جا چکی ہے۔"
 "ایک بار پھر میں تجھے اس کی دعوت دیتا ہوں ایمنہ۔ اگر تو چاہے تو اس خیمے کی چھت کے نیچے سکون کی نیند سو سکتی ہے۔"
 "اور جواب میں وہ عجیب سی نگاہوں سے مجھے دیکھنے لگی پھر اس کے چہرے پر خاموشی چھا گئی۔
 "میں سمجھتی ہوں اس نے اس لیے مجھ سے کہا۔"
 "کیا مجھی ہو؟ میرے ہونٹوں پر مسکراہٹ پھیل گئی۔"
 "تم اس لیے میری قربت سے فراق حاصل کر رہے ہو کہ میں۔"

اور خاقان کے اشارے پر میری زندگی کے رستے ہیں۔ اگر میں رقص نہ سیکھ لیتی تو اب تک خاقان کے بھوکے بھیر لڑیوں کا ذالہ بن چکی ہوتی۔
 لوگ کچھ سے پرکئی تاثر نہیں تھا۔
 "میرا تعلق قبیلہ ہاس سے ہے اور میرا نام اندق خاقان ہے۔ اگر تم چاہو تو میرے ساتھ ہو۔ میں وہ رہتا ہوں کہ تمہارے ساتھ کوئی نازیبا سلوک نہیں ہوگا؟"
 "نہیں، اب تو میں عادی ہو گئی ہوں اور میرے احسانات میرے ذہن سے نکل گئے ہیں۔ تم اپنا ذہن خراب نہ کرو۔ تم نے پوچھا تو میں نے بتا دیا؟"
 "نہیں ایمنہ۔ اگر تم نہیں چاہو گئی تو تمہیں تمہاری مرضی کے خلاف مجبور نہیں کیا جائے گا؟"
 "تم مجھے پسند بھی ہو اندق۔ کم از کم بھیر لڑیوں کے غولی میں انسانی دل کے ہلکے ہو لیں میں یہ چاہتی ہوں کہ تم مجھے زیادہ لوگوں کے ہاتھوں نہ لگنے دینا؟"
 "زیادہ لوگوں سے تمہاری کیا مراد ہے؟"
 "تمہارا دل بھر جائے تو تم مجھے کسی کوشش تو نہ دو گے؟"
 "ایسا بھی ہوتا ہے؟"
 "ایسا ہی ہوتا ہے۔ بیشا کینز میں اسی طرح کہیں سے کہیں پہنچ جاتی ہیں اور جب وہ کسی وحشی کے ہاتھ لگ جاتی ہیں تو پھر ان کی زندگی خطرے میں پڑ جاتی ہے۔ کیا تم نے خاقان کے ساتھ فتح جہیں میں حصہ نہیں لیا تھا؟"
 "نہیں؟"
 "کسی اور جنگ میں بھی نہیں؟"
 "نہیں میں پہلی بار کسی جنگ میں شریک ہو رہا ہوں۔"
 "تجھی تو لیکن پہلی بار ہی شریک ہونے کے باوجود تم شاہی دستے کے سالار بن گئے؟"
 "ہاں۔ خاقان کی مہربانی ہے۔"
 "تمہاری کوئی خصوصیت بھی ہوگی؟"
 "ممکن ہے؟"
 "بس اب سونے کی تیاریاں کر۔ رات کافی جا چکی ہے۔"
 "ایک بار پھر میں تجھے اس کی دعوت دیتا ہوں ایمنہ۔ اگر تو چاہے تو اس خیمے کی چھت کے نیچے سکون کی نیند سو سکتی ہے۔"
 "اور جواب میں وہ عجیب سی نگاہوں سے مجھے دیکھنے لگی پھر اس کے چہرے پر خاموشی چھا گئی۔
 "میں سمجھتی ہوں اس نے اس لیے مجھ سے کہا۔"
 "کیا مجھی ہو؟ میرے ہونٹوں پر مسکراہٹ پھیل گئی۔"
 "تم اس لیے میری قربت سے فراق حاصل کر رہے ہو کہ میں۔"

میں کنواری نہیں ہو۔ تم نے مجھے قبول اس لئے کر لیا ہے کہ میں خاقان کی بختی ہوئی ہوں۔

”اودہ۔ غلط سوچ رکھتا ہے تو اس سوچ کو اپنے ذہن سے نکال دے اور میرے باروؤں میں آجھا۔ میں نے کہا اور امین میرے باروؤں میں آگئی۔ اس کے بعد پھر اس بار بار کرتے ہوئے بھی تھک گیا ہوں کہ کسی لڑکی نے مجھے بھی پاپ نہ نہیں کیا۔ سو امین بھی میری قربت کے نشے سے شراب ہو گئی اور اس نے خوشی سے میرے ساتھ رہنے پر آمادگی ظاہر کی۔

یوں پھر سو بہت سی چھوٹی چھوٹی باتیں ہوئیں چنگیز خان کا لشکر سہارا کی جانب کوچ کر رہا تھا۔ اور پھر اس کا پہلا محاصرہ کر رہا تھا۔ اور سلاوؤں چنگیز خان کے شہر کی دھنوں کے ساتھ تھے اور اس دھنوں تک جنگ کی آگ بجھتی تھی چنگیز خان کی وحشی فوج کی کافی تھی۔ وہ جس طرف تڑپتی تھی وہاں تاج کر دیتی۔ سہارا کی اینٹ سے اینٹ بجا دی گئی، مرکوز لڑ گیا۔ اور اس لوٹ مار میں بے شمار چیزیں ہاتھ لگیں جن میں غلام اور کنیز بھی تھیں۔ اس کے علاوہ اس کی دھنوں کے ساتھ بھی دیکھنے کو ملے۔

چنگیز خان اپنے دشمنوں کی کھوپڑیوں میں جام پیتا تھا۔ اور اس کے سردار اپنے غیروں کے سامنے کھوپڑیوں کے مینار بناتے تھے جس کا مینار زیادہ بلند کرتا وہی زیادہ قابل عزت ہوتا تھا۔

میں آہستہ آہستہ پاؤں پھیلاتا تھا چنگیز خان کے بہت سے بچی معاملات میں بھی دخل دینے لگا تھا۔ میں نے محسوس کیا کہ وہ بہت زبردست ہے اور حالات پر مگر ہی نگاہ رکھتا ہے۔ عورت پرست ہے لیکن عورت کے معاملے میں بہت درندہ بھی ہے۔ اکثر لڑکیوں کو اس نے اپنے ہاتھوں سے قتل کر دیا تھا۔

ابینہ اب تک میرے ساتھ تھی کیونکہ اس لئے قیامت پسند تھی کیونکہ چنگیز خان کی غیبات تھیں۔ اس لئے اب تک تقریباً بیس عورتیں مجھے بچتی چکی تھیں۔ اب پھر فیصلہ ان کا کیا کرنا چاہئے میں نے بھی وہی طریقہ اختیار کیا۔ یعنی انہیں آگے بڑھا دیا تاکہ ابینہ سے چونکہ میں نے وعدہ کیا تھا اس لئے اب تک وہ میرے ساتھ تھی۔

پھر چنگیز خان نے ہرات پر قبضہ کیا۔ یہاں بھی اس نے قتل و غارتگری کا وہی بازار گرم کیا تھا اور پھر ہرات کی ایک حبیبہ پر لڑک لگا۔ وہ حبیبہ بڑی دلکش تھی ایسی کہ اسے دیکھ کر مجھے کو دل چاہے اور نام اس کا بخشاں تھا۔

مال غنیمت میں جو کچھ ہوتا تھا پہلے چنگیز خان اس کا تقاضا کرتا تھا پھر وہ تقسیم کر دیا جاتا تھا۔ بخشاں بھی اسی مال غنیمت میں لعل بخشاں کی مانند چمک رہی تھی۔ چنگیز خان نے اسے دیکھا

اور دیکھا ہ گیا۔

بہر حال وہ چنگیز خان کی خلوت میں پہنچا دی گئی۔ یہ اتفاق ہی تھا کہ اس وقت تیرہ گاہ پر اس پر اس کا صاحب چنگیز خان نے اس حبیبہ کو طلب کیا بہت سی کنیزیں چنگیز خان کو خلوت گاہ میں شرب پلا رہی تھیں چنگیز خان نے لوگوں کو طلب کر لیا۔

اس لڑکی کو میں نے بھی دیکھا تھا پھر فیصلہ اور پسند بھی کیا تھا۔ لیکن میں اتنی بات چکا ہوں کہ اتنا دیوانہ میں بھی نہیں تھا کہ کسی عورت کے لئے اپنے بہت سے مشاغل ترک کر دیتا۔ چنانچہ جب اسے چنگیز خان نے طلب کر لیا تو میں نے اس کے بارے میں کچھ نہ سوچا۔ لیکن یہ صرف اتفاق تھا کہ اس وقت میں مجھے کے دروازے پر موجود تھا اور اندر کی تمام آوازیں باہر آ رہی تھیں۔ چنگیز خان کے شہر کی دھنوں کے ساتھ اس کے حلیے بعض اوقات مجھے ایسی خدات بھی انجام دینا پڑتی تھیں جو بہر صورت مجھے جیسے انسان کی شخصیت کے لئے مناسب نہیں تھیں۔ لیکن سلاوؤں اس افواج میں شامل ہونے کے بعد اب اس حیثیت سے بہت خوش تھا۔ کیونکہ اب ہمیں بذات خود بھی جنگ کا نہ نہیں پڑتی تھی اور لوگوں سلاوؤں کو شہر بارے کے لئے کافی موقع مل جاتا تھا۔ وہ اپنے شاہیہ اور کام میں مصروف رہتا تھا۔ سورج کی چال سے وہ اور کار کا تین کرنا اور اس طرح وہ اپنے علم و دانش کو اور زیادہ بڑھا رہا تھا۔ یوں نہیں بھی اس کا ساتھی تھا اور ہم لوگ ابھی واپس جانے کا ارادہ نہیں رکھتے تھے۔

سو پھر فیصلہ میں نے دیکھا کہ ابینہ آہستہ آہستہ تمام کنیزیں چنگیز خان کے خیمے سے باہر نکل آئیں لیکن ان میں وہ کنیز نہیں تھی جس کا نام... بخشاں تھا اور اس کنیز کا نام مجھے اندر ہی ان آوازوں سے معلوم ہوا تھا۔

ہرات کی حبیبہ تو ان خوش نصیب عورتوں میں سے ہے جنہوں نے ایک ہی نگاہ میں خاقان کو غلام بنا دیا کہ وہ اس کے دل کو تسخیر کر لیا۔ تسخیر کرنے والوں کی اپنی قسمت پر ناز کرنا چاہیے کہ بہر صورت وہ اس فتنہ کی جھلکاں ہے جو عالم کا حکم بننے والا ہے۔ مجھے بتایا تو اپنی قسمت پر نالاں نہیں ہے۔ کیونکہ ہر ملک میں اگر خود کو گنہگار سمجھتی ہے تو ہر جگہ چاہتے ہیں ہرات کی تو خیر و دیگرہ۔ چنگیز خان کی شکل میں دوٹی ہوئی آواز سنائی دی۔

”مکوں کو تسخیر کرنے والے، انسانوں پر حکومت کرنے والے کیا تھے مجھے یہ بھی سچا ہے کہ دونوں کی سلطنت زمین کی سلطنت ہے۔ زیادہ وسیع اور ناقابل تسخیر ہوتی ہے۔ حبیبہ کی بات دار و ازاہر کا ہے۔ لیکن بے شک تو اسے غنیمت کی بات کی ہے۔ لیکن ہم پر مضمون نہیں مجھے۔“

میرا مضمون واضح ہے چنگیز خان۔ تو قتل و غارتگری کر لے والا تو جیسا میرا ہے۔ بے شک میدان جنگ میں لوگ تیرے جیوت کا شکر مانتے ہیں۔ لیکن یہ بھی جانتی ہوں کہ تیری تلوار گردنوں کو نشانہ سے جدا کر دیتی ہے۔ اور تیری افواج ایک سیلاب بے بہا کی مانند انسانوں کے سمندر کو مٹا لے جاتی ہیں۔ لیکن دونوں کی سلطنت تیری اس حیثیت کو تسلیم نہیں کرتی۔ اگر تو مجھ سے پوچھنا چاہتا ہے کہ میرے دل میں تیری بہت تیرے جیوت اور تیری حیثیت کا کیا احساس ہے تو میں تجھے صاف صاف بتا دوں کہ تو نہ صرف ظالم و جبار اور غلیظ ہے بلکہ میری نگاہ میں تیری حیثیت ایک گندے بیڑے کی سی ہے۔

بخشاں! چنگیز خان کی آواز میں بادلوں کی سی گرج تھی۔ میں اس بد نصیب حبیبہ کے بارے میں سوچنے لگا جو چند ساعت کے بعد چنگیز خان کی خلوت سے باہر لڑائی لگے، لیکن اس شکل میں کہ اس کا بدن و جمیوں میں بٹا ہوگا اور میرے کان پر اسے طہر پر اس کی جانب متوجہ ہو گئے۔

ہال چنگیز خان میں درست کمر رہی ہوں، تو واقعی ظالم و غلام ہے۔ اٹھ اور اپنے فکیلے دانت میرے بدن میں پورست کر دے۔ میری کھال کو میرے جسم سے جدا کر دے۔ یا پھر اپنے حاشیہ پر وارن کر بلا، ان سے کہہ کہ مجھے رہنہ کریں میرے جسم کے ٹکڑے ٹکڑے کر ڈالیں اور میری لاش کو گھسیٹتے ہوئے کسی دیروں میں لٹا دیں۔ میں نے اپنے غمخوار کتے یا گھوڑے کو میرے جسم کو فوج ڈالیں۔ ان میں سے بچے ہوئے بدن پر ایک ہندو نظر ڈال دینا۔ اگر مجھے میرا دل اٹھ جائے تو اس میں دیکھنا کہ تیرے لئے نفرت ہی نفرت ہوگی۔

تسخیر کرنا ہی چاہتا ہے تو دونوں کو تسخیر کر کسی بھی ولی میں اہانت کی تصویر بٹھاوے تو میں جانوں کہ تو فتنہ عالم ہے۔ درنہ جا اس سے نہیں ڈرتی، نہ تیری ہیبت سے نہ جبروت سے۔

تو خیر حبیبہ کی آواز میرے کانوں میں سیلے کی مانند اتر رہی تھی کہ اب تک خاقان کی خزان ہوئی آواز سنائی دی۔

بخشاں! ہال چنگیز خان! تو کیا سمجھتا ہے میں تیری اس دھارت سے ڈر رہا ہوں! تو کسی غلط فہمی میں نہ رہ۔ میں جانتی ہوں کہ میدان جنگ میں تیرے سردار تیری آواز سے لڑ جاتے ہیں۔ لیکن چنگیز خان کے لئے ڈب مرنے کا مقام ہے کہ ایک بے در لڑائی مجھ سے نہیں ہو سکتا۔ کیا یہ بات تیرے لئے ذلت اور شرم کا باعث ہے؟

جہانم شک چنگیز خان کی کوئی آواز سنائی نہ دی پھر اس نے کہا۔ لیکن نرم انداز میں کہا۔

”تو خیر حبیبہ تو مجھ سے نفرت کیوں کرتی ہے؟“

”اس لئے کہ تو دونوں کا فتنہ نہیں ہے۔“

”تیری نگاہ میں کوئی ہے جس نے تیرے دل کو تسخیر کر لیا ہو؟“

چنگیز خان نے سوال کیا۔

”ہال میرا فتنہ کبھی ہے؟“

”یہ کونسا ہے؟“

”تیرا ایک قیدی، وہ جو... تیری سپاہ کے سامنے میرے سپر ہو گیا تھا۔“

”کیا تو اسے بہت چاہتی ہے؟“

”ہال میں اس سے بے پناہ محبت کرتی ہوں۔ بہت چاہتی ہوں میں اس سے۔ وہ کمزور بدن پر ظلم نہیں کرتا۔ وہ بہادر ہے۔ اس نے تیری سپاہ کو کافی نقصان پہنچایا ہوگا۔ اس لئے کہ وہ مضبوط اور جیتے کی طرح چلاؤں ہے چنگیز خان میں تجھے لگتا ہوں کہ اگر تیرا ایک آدمی میرے گھر کو قتل کرے تو میں غصے سے تیری نوٹری میں جاؤں گی۔ اور اگر تیرے کسی ایک آدمی سے تیرے زہر کا تواریف شلست تسلیم کرے تو مجھے اس کے حوالے کر دینا۔ اور اگر تو ایسا کرے گا تو شاید میں اس بات پر غور کروں کہ وہ فتنہ جو دنیا کو فتنہ کرنے کے لئے صحران سے اٹھا ہے عظیم ہے۔“

جواب میں چنگیز خان کا خوفناک متعہ میرے کانوں میں گونجا۔ اور میں چنگیز خان کے اس خوفناک قہقہے سے ٹھس ہو گیا۔ میں اس غلام لڑکی کے بارے میں سوچ رہا تھا جو اس کے عقاب کا شکار ہونے والی تھی کہ اب تک مجھے چنگیز خان کی آواز سنائی دی۔

”حبیبہ تیرا معاملہ نامانوس نہیں ہے، تو نے ہمیں شکست خوردہ کہا ہے لیکن چنگیز خان شکست کے نام سے نا آشنا ہے، ہم تیری یہ خواہش پوری کریں گے۔ اگر تیرا گھر سارے کسی ایک آدمی کے ہاتھوں موت کے گھاٹ اتر جائے تو مجھے وعدہ کن ہوگا کہ تیری آنکھ ایک آنسو نہیں بہائے گی، تیرے بیٹوں پر لڑائی ہوگی ورنہ ہم مگر دن سے اتارنا جانتے ہیں۔“

”ہال ہال میں وعدہ کرتی ہوں۔“

”آنا اعتماد ہے تجھے اس پر؟“

”ہال چنگیز خان اتنا ہی اعتماد ہے مجھے اس پر جب وہ میدان جنگ میں آگیا تھا تو اس نے مجھ سے وعدہ کیا تھا کہ وہ ایک ہی دم غارت پر نہیں کھائے گا۔ تو خاقان اسے اپنے قیدیوں میں تلاش کر اور اگر اس کی پشت پر ایک جیڑے میں تو میں وعدہ کرتی ہوں کہ تجھے اپنے بیٹوں کا ایک لوسہ دوں گی۔“

اور چنگیز خان کی خوشخبری پہنچ سنائی دی۔ اس نے زور سے تالی بجاتی۔

اور اس وقت اس کی نگرانی پر میں ہی تھا۔ چنانچہ میں جلدی سے خیمے میں داخل ہوا۔ چنگیز خان مجھے دیکھ کر چند رسوختی اس طرح ساکت و جامہ کھڑا کر۔ اس کا چہرہ پر سکون تھا۔ تب اس نے لٹکی کا ہاتھ پکڑا اور اسے میری جانب بڑھاتا ہے تو مجھے ہولنا۔

”ارزن خان بہمناری تجویں میں ہے، اور تم اس کے نگران رہو گے۔“

”ٹھیک ہے خاقان اعظم، میں نے گرجن جیسا کادی اور لٹکی کا ہاتھ پکڑ کر وہاں سے نکل لیا۔“

اب میں اس خیمہ گاہ کی طرف جا رہا تھا جہاں قیدی لڑکیاں کو رکھا جاتا تھا۔

فصلہ کافی تھا اور راستہ مسلمان بچہ اپنی حق پرے حاصل
پر پہنچ کر میں کہ گیا اور لڑکی چونک کر مجھے دیکھنے لگی۔ اس کے انداز
میں بکری سی سرسبکی تھی۔
”بدنشاں تیرے ساتوں کی مانند ہے اور وہ شخص
خوش نصیب ہے جو تیری نگاہ کا مرکز ہے۔ میں نے تیری اور خاتون
کی گفت گوی ہے۔ کیا تجھے یہ بات معلوم نہیں کہ خاتون کا عظمیٰ کفر
میں ایک سے ایک طاقتور جوان موجود ہے کیا تیرے خیال میں قیسا
گجراتا طاقتور ہے کہ ہر جوان کو زیر کر لے؟“
”محبت کا مطلب تجھ سے سپاہی؟“ لڑکی کے اند میں بڑی
”ملکت تھی۔“

تو بتا دے۔
 عمت خالق ہے، اور اس کے آگے ساری کائنات کی
 ساری طاقتیں بیچ ہوتی ہیں۔ لیکن تمہارا خدا ان ہاتھ والے
 سادہ بہات تیری سمجھ میں نہ آ سکے۔ میں تجھے بتاتی ہوں کہ میرا گلاب
 کیا ہے۔ وہ جھلکے اس حصے میں کام کرے، جہاں شیروں کی ڈاریں
 پڑتی ہیں اور جھلک کر پار کرنے والے میرے گلاب کی خداست حاصل
 کرتے ہیں کہ وہ انہیں شیروں کا علاقہ پار کر لے۔ وہ ایک ہاتھ
 سے شیر کی گولن پکڑتا ہے اور دوسرے ہاتھ سے اس کا بیٹ
 چرویتا ہے۔ لیکن میرے سامنے وہ لے کر ہو جاتا ہے میری محبت
 نے اس کا دل آنا نہ کر دیا ہے کہ تمہیں کیا بتاؤں سپاہی۔ جانتے
 ہو جگہ پر جانے سے قبل اس نے کیا کہا تھا؟

”مجھے بناؤ۔“
 ”اس نے کہا تھا کہ وہ فاتح بن کر آئے گا۔ اور اگر وہ فتح حاصل نہ کر سکا تو میں اس کی موت کی دعا کروں۔“
 ”کیسے اس کی تم نے تمہارے لئے خود موت کا انتظام کیا ہے۔“
 ”میں نے کہا اور حسین وحی کے ہنروں پر مسکراہٹ پھیل گئی پھر وہ
 اُٹھا اور اُٹھ کر چلا۔“

وقت

میں ہمتیں بنا چکا ہوں سلاؤں کبریہ دور میرے لئے آنے پر
 نہیں ہے۔ ایسے فلاح اور باہمی جنگیں میں بے شمار دیکھ چکا ہوں
 ایک ہانتا تو ہٹاؤ پر ہڑناؤ
 ہوں ؟
 کیا گندے ہوئے دور کے شہنشاہ اس شخص کی مانند غوغا
 مچا رہے تھے۔ یہ شخص تو بالکل غیر انسانی حیدت کا مالک ہے ؟
 اور ہم اہم بستان دور کے انسان کو دیکھتے تو جبراً وہ جلاتے
 نظر آتا اس حیدت کا مالک ہے۔ تہذیب کے دھارے اسے
 کرتے رہے۔ لیکن اب بھی ان میں کوئی دور قدیم کا انسان ابھر
 ہے ؟

تحت الشری کا ماضی اتنا بھیا کہ انہیں ہے۔ میں نے تلوں
لے والے وقت میں انسان کی حیثیت کے بارے میں پوچھا تھا
کہا جواب ملا
اس مخلوق کے خراج میں وحشت ہے، اور یہ وحشت کبھی دور
والے یہ دوسری بات ہے کہ ایسے لوگوں کی تعداد کم ہو جائے
گیا آگے کا لائن جنی آٹھویں وحشی ہو گا ؟
ہاں ۔

اور تمہیں اب اسے کچھ نہ دے سکے گی۔
 بہت کچھ دے گی۔ لیکن اس کی نطرت کو نہ بدل سکے گی۔
 یہاں بعض جگہ پر خالی ہوگا اور مختلف حقائق سے منظر ہرے
 جی خوفناک بات ہے۔ عین نے گردن ہلاتے ہوئے کہا۔
 اس نے خالی نگاہوں سے مجھے دیکھنے لگا۔

لیکن میرے دوست اس دور کی تلاش میں زیادہ متکا ہیں
 اُن کے لیے میرا دانش کو تفصیل کا ناست ہے ماس میں ہر ہند
 ہے مانتے تلاش کرنا ہوگا ماس ہر ماس دور کو بھی دیکھیں گے
 وقت یہ ہے کہ تمہاری دنیا تحت الزلزلے کے سکتا ماحول ہے

رواوت کہتی ہے لیکن اس کا ایک پہلو اس تک بھی ہے؟

”کوئی پہلو؟“
”یہی کہ وہ لڑکی موت کو گئے لگانے پر تیار ہے اور وہ چاہتی ہے کہ اس کا محبوب بھی اس کے ساتھ ہی مر جائے تاکہ دونوں کو ایک دوسرے کے انتظار کی تکلیف برداشت نہ کرنی پڑے۔ اور وہ جان دینے والے محبوب اور محبوبہ لڑکی کی طرح مل جائیں۔“
”ہاں لیکن ہم اس انسوت تک پہنچ کر ایک خوش گوار تاثر میں بدل دیں گے؟“

”تھا لکھا اور وہ ہے پورنا؟“ سداؤس نے سوال کیا۔
”اتفاق کی بات ہے چنگیز خان نے اس لڑکی کو میرے حوالے کر دیا ہے۔ میں اسے ایک نیچے میں چھوڑ آیا ہوں۔ اور میں اسے اطمینان دلایا ہے کہ اس کے ساتھ کوئی بُرا سلوک نہیں کیا جائے گا۔ اور کوشش کی جائے گی کہ اس کا گھر اسے مل جائے اور سداؤس یہاں میں غوث سا اشیاء بھی کرنا چاہتا ہوں۔“

”یعنی میں چنگیز خان کو شکست دینے کے لئے... اس نوجوان سے جنگ کروں گا؟“
”گھر سے؟“
”ہاں میں کوشش کروں گا چنگیز خان مجھے اس سے مقابلے کے لئے بھیجے۔“
”یہ تو بڑی اچھی بات ہے۔ تم ایک مظلوم لڑکی کا ساتھ دے رہے ہو۔“

”ہاں سداؤس! چنگیز خان میری قوت کے بہت سے کارنامے سن چکا ہے اور مجھ سے قہر بھی ہے۔ وہ اس لڑکی کو حاصل کرنے کے لئے ممکن ہے میری خدمات حاصل کرے اور اگر اس نے ایسا نہ کیا تو میں خود اس سے بات کروں گا کہ مجھے گھر سے مقابلے کے لئے بھیجا جائے۔“

اور جب میں گھر سے مقابل کروں گا تو اس سے شکست کھا جاؤں گا۔ اور اس کے بعد چنگیز خان کو اپنا وعدہ پورا کرنا ہوگا لیکن اگر وہ اپنے وعدے سے خوف ہوگا تو مجھ پر یہ مستقبل کے ایک ایسے آدمی کا خاتمہ نہیں ہی کروں جو ابھی یہ سب کچھ نہیں جانتا۔ میں نہیں جانتا کہ مستقبل میں میرا کردار کون ادا کرے گا لیکن وہ لڑکی اپنے محبوب کے ساتھ جانے کی یہ میری فیصلہ ہے۔“

سداؤس بغور مجھے دیکھ رہا تھا پھر اس نے ملتے ہوئے کہا۔
”ٹھیک ہے۔ بول گئے ہیں جیسے حالات اب یہاں سے ہمارا آباد ہونا چاہیے ہیں۔“
”ہرچ بھی کیا ہے۔ میں نے جواب دیا اور پھر میں اور سداؤس آہم کرنے لپٹ گئے۔“

ہرات کی فتح کے بعد چنگیز خان کا اُٹھنا اور وہ کیا تھا۔ اس کے بارے میں کسی کو معلوم نہیں تھا۔ شاید اس کے شیعہ بھی نہیں جانتے تھے کہ اُٹھنا وہ کیا ارادہ رکھتا ہے۔ کچھ کل وہ آرام کر رہا تھا۔ ہاں اس کے علاوہ کچھ کام بھی کر رہا تھا۔ یعنی یہاں ایک مخصوص نظام کا قیام جو اس کی سمجھ کے مطابق تھا۔ اس کے علاوہ سرکشی کی تلاش اور اس کا قتل بھی چنگیز خان کا محبوب شہد تھا۔

دوسرے دن جب چنگیز خان دربار عام میں پہنچا تو میں بھی حسب معمول اس کے ساتھ تھا۔ بہت سے فیصلے تھے جو چنگیز خان کو کرتے تھے۔ ہاں لگتا تھا جیسے وہ رات کے واقعے کو بھول چکا ہو لیکن یہ ایک ایسے وہ واقعہ یاد آ گیا۔

”ازرق خان! اس نے مجھے دلازدی۔“
”ہاں! میں غلاموں کے سے انداز میں جھک گیا۔“
”رات میں نے بدخشان نامی ایک لڑکی تمہاری حفاظت میں دی تھی؟“
”ہاں اتنا وہ محفوظ ہے۔“

”اپنے آدمیوں کو مکمل دودھ اسے یہاں لئے تھیں۔ اس نے کہا اور میں نے اس کی ہدایت دوسرے لوگوں کو دے دی تب اس نے بیعت خان کو آواز دی اور بیعت خان اس کے سامنے جھک گیا۔ چنگیز خان آہستہ آہستہ اس سے کچھ کہہ رہا تھا۔ تب بیعت خان نے ایک اور آدمی کو ہدایت جاری کر دی۔

”میں سمجھ گیا کہ بے چارے گھر کو گھس گیا ہے گویا اب وہ خونی ڈر اور شروع ہوئے بار بار قہقہے کا اہتمام نہ جائے کیا ہو؟“
”بخشاں کو دربار میں لا گیا تو تمام لوگوں کی آنکھوں میں ایک عجیب سی کیفیت ابھر گئی۔ وہ تینوں سے اسے دیکھ رہے تھے۔ لڑکی کو ایک جگہ ٹھہرا دیا گیا۔ اور چنگیز خان اسے اتنا زور انداز میں دیکھنے لگا۔

لیکن وہ اس وقت تک خاموش ہی رہا جب تک سپاہی قیدیوں میں سے ایک شیر دل اور توانا نوجوان کچھ دیر میں بگڑ کر نہ آئے۔ بلاشبہ نوجوان بے حد خوبصورت تھا اور اس کی آنکھوں سے جلال پکٹتا تھا۔ نیریوں میں جگمگا رہا تھا وہ شیریں معلوم ہو رہا تھا۔ میں نے پسند کیا کی گھاہوں سے اسے دیکھا۔

”اسے میرے مقابل لاؤ۔ چنگیز خان کی پُر جرات آواز ابھی اور نوجوان کو اس کے مقابل لے جایا گیا۔“
”تمہارا نام کبھی ہے؟“
”ہاں! نوجوان نے بے خوفی سے کہا۔“
”اس لڑکی کو پہنچاتے ہو؟“
”وہ میری زندگی کا دوسرا حصہ ہے؟“

”یعنی تمہاری محبوبہ ہے؟“

”ہاں۔“
”لیکن تم کیسے مانتے ہو کہ تمہاری محبوبہ میری غلوت میں پہنچ گئی؟“
”چنگیز خان نے مسکراتے ہوئے طنز کیا۔“
”اگر وہ ایک قیدی کی کیفیت سے تمہاری غلوت میں پہنچ گئی تو چنگیز خان کو سمجھنے لیتیں گے کہ وہ تمہاری ہاتھوں تک نہیں پہنچی ہوگی۔“

نوجوان کے بھوکے اعتماد پر بے رحم دنگے کھڑے ہو گئے تھے۔ میں نے چنگیز خان کے پیرے کی طرف دیکھا لیکن وہ ہر وقت کھڑے رہ جاتا تھا۔ چنگیز خان پر اس اعتماد اور عزت کا کوئی خاص اثر نہیں ہوا تھا۔ بلاشبہ وہ دزدہ صفت آدمی اس قسم کی حیثیات سے عاری تھا۔

البتہ چند ساعت کے بعد اس کی گوندرا آواز ابھی۔
”کیوں تمہارا کیا خیال ہے؟“ چنگیز خان کے بازو کو روک دیا۔
”کیا چنگیز خان کی طبیعت اتنی معمولی ہے کہ ایک کمزوری لڑکی اس کے بازو تک نہ پہنچ سکے؟“

”یہ بات نہیں خاتون! عظیم! مگر یہ میری محبت کا اعتماد ہے اور اگر یہ اعتماد ٹوٹ چکا ہے تو مجھے تناؤ نہ کہ میں اپنے ہاتھوں سے خودکشی کروں۔ اعتماد کی موت زندگی کا اختتام ہوتی ہے۔ تب چنگیز خان کے ہونٹوں پر سکہاٹ سپیں گئی اور اس نے کہا۔

”اگر ہم چاہتے تو نوجوان اعتماد کے اس شیشے کی کچی کچی کر لیتے۔ جیہی کوئی روک نہیں سکتا تھا، کیونکہ ہم قوت رکھتے ہیں۔ اس لڑکی پر عادی ہونا ہمارے دشمن نہیں تھا۔ لیکن اس لڑکی نے ایک ایسی بات کہی ہے جس نے ہماری اناجگا دی۔ اس نے کہا کہ اس کا محبوب شیریں سے جنگ کرتا ہے۔ اسے ہمارا کوئی سپاہی زیر نہیں کر سکتا اور اگر وہ قیدی بنا ہے تو بے شمار لوگوں کو قتل کرنے کے بعد۔ نوجوان کی ہاتھ پر پشیمانی کا کوئی نشان ہے؟“

گھر سے مسکراتے ہوئے اپنا اوپری لباس اتار دیا اور بے شمار گھبراہٹ میں پھر کوڑھو گئیں۔ اس کی پشت صاف تھی جبکہ سینے پر بہت سے زخموں کے نشان تھے۔

چنگیز خان ایک لمحے کے لئے خاموش رہا اس کے بعد مسکرا پڑا اور بولا۔
”اس حین نے وعدہ کیا تھا کہ اگر اس کے محبوب کی پشت پر کوئی نشان ہو تو وہ ہر عام ہمارے ہونٹوں کو چوسے گی۔ لیکن یہاں جو حیت گئی۔ ہاں کیا تم یہ بتا سکتے ہو کہ اس دیوانہ لڑکی کے لئے کیا تم بھی اسی انداز میں جان کی بازی لگانا پسند کرو گے۔ منور نوجوان یہ بھی

مکمل ہے کہ ہم تمہاری خطا بخش دیں اور تیس ہرات میں ہی کوئی جاگیر دے دیں۔ لیکن اس کے لئے تمہیں اس لڑکی کو اپنے ہاتھوں سے ہماری غلوت میں پہنچنا ہوگا۔“

خاتون اعظم بھرے دربار میں کوئی ایسی بات نہیں کہوں گا جو تمہاری شان میں گستاخی ہو لیکن خاتون اعظم نہیں ہیں اس کا حق نہیں پہنچتا کہ میری محبت کی شان میں گستاخی کرو۔ اپنی تلوار نکالو اور میری گردن میرے شانوں سے جدا کر دو۔ لیکن اس کے علاوہ اور کوئی بات نہ کرو۔ ورنہ... نوجوان کا بدن لرزنے لگا۔ اس کی آنکھیں خون آلود ہو گئی تھیں۔ تب چنگیز خان کے سبب خاتون کی طرف دیکھا اور بولا۔
”بیعت خان! اس لڑکی نے کہا ہے کہ اگر ہمارا کوئی بھی سپاہی اس کے محبوب کو شکست دے دے تو وہ بخوشی ہمارے بازوؤں میں آجائے گی لیکن اگر اس کے محبوب نے فتح حاصل کر لی تو ہم اسے اس کے حوالے کر دیں۔ تم ایسے آدمی کا انتخاب کرو جو اس سے جنگ کرے اور لڑکی اس کے دعوے کو باطل کر دے۔“

”اس کے لئے شیریں لڑکی خاتون مناسب نہیں ہے کیا؟“
”بیعت خان نے جواب دیا اور چنگیز خان کی نگاہیں میری جانب اٹھ گئیں۔“

”ہاں ازرق خان! خوب خوب۔ بہت اچھا احساس دلاتا ہے۔ بیعت خان۔ بلاشبہ چنگیز خان کا قابل اعتماد دوست، وہ جو حق بل ہے جو ہر سے کے چنگیز خان کے دشمن کو ختم کرنے میں معاون ثابت ہوگا؟“ چنگیز خان نے کہا اور میری جانب دیکھنے لگا۔ میں نے آہستہ سے گردن ہلا دی تھی۔

”خاتون اعظم کے حکم کی تعمیل کے لئے میں تیار ہوں۔ میں نے جواب دیا۔“
”اور چنگیز خان نے بیعت خان کو ہدایت کی کہ دونوں جوانوں کو تلواریں دی جائیں۔“

سرمہ مقابل آگے ایک دوسرے کے۔ اور مقابل آنے سے پہلے میں نے بخشاں کی جانب دیکھا اور میرے سے انداز میں مسکرا دیا۔ بخشاں کی آنکھوں میں عجیب سے تاثرات تھے۔ وہ حیرت سے دیوانی ہو رہی تھی کہ یہ سب کیا ہو رہا ہے۔ گویا وہی شخص اس کے محبوب کا مقابل کھلا جو بظاہر اس کا ہمدم تھا۔ اور اس کا نتیجہ نہ جانے کیا نکلتے۔

چنگیز خان کے حکم پر ہم دونوں ایک دوسرے کے مقابل آگئے شیریں کی طرح دھڑلے والے نوجوان گھر کے جسم کی تمام بندشیں کاٹی دی گئی تھیں۔ گردہ زخمی تھا لیکن اس کے چہرے سے توانائی اور صفا کا اظہار ہوتا تھا۔
دہریا دور رہٹ گئے تھے اور ہم دونوں ایک دوسرے سے

کو خوشخوار لگا ہوں سے دیکھ رہے تھے۔ فوجاں سے میں بہت متاثر تھا۔ چنانچہ مجھے آہستہ سے کہا۔

”تیرے وار میں کوئی کمزوری نہیں ہونی چاہئے جو ان تیسری جہت واپس لگ چکی ہے“

”ہم لوگ عزت کے لئے مڑنا جاتے ہیں۔ تو جو کوئی بھی ہے مجھے انوس بنے میرے ہاتھوں مارا جائے گا لیکن بہر حال تو میرے دشمن کی فوج کا سپاہی ہے“

”مجھے تیرے ہاتھوں مر کر خوشی ہوگی فوجاں جیل وار کر رہی ہیں نے کہا اور بلاشبہ بڑا بھرپور وار تھا۔ میں نے اسے اپنی تلوار پر دکا اور ایک بہت ہی بے جان وار اس پر کیا۔ گلیمر نے چہرے سے جھک بدل کر وار دکا اور فوراً ہی دوسرا وار کر دیا اس کے بعد وہ پلے درپلے وار کرنے لگا۔ میں نے ایسا اظہار کیا جیسے مجھے حملہ کرنے کا موقع ہی نہ مل رہا ہو۔

پھر ایک بار میں نے تلوار اس انداز میں ڈیڑھی کی کہ میری تلوار ٹوٹ کر دو ٹکڑے ہو گئی۔ دیواروں کے منہ سے آہن کی صدا نکل گئی، گلیمر نے تلوار میرے سینے پر رکھ دی۔ چنگیز خان کا چہرہ غصہ بکھیر چکا تھا۔

”ہمارا خیال ہے کہ اس زخاں کی تمہارا ٹوٹ جانا محض اتفاق ہے، اسے دوسری تلوار دی جائے“

”میں میں اپنی شکست تسلیم کرتا ہوں۔ اس کے بازوؤں میں فولاد دھرا ہوا ہے۔ میں نے گردن جھکا کر کہا، اور بخشاں کی طرف دیکھا۔ اس کا چہرہ روشنی پھیل رہا تھا۔ اور وہ خوشی سے دیوانہ ہو رہی تھی۔

”گو یا تم اب مقابلہ نہیں کر سکتے“

”میں اس سے نہ جیت سکتوں گا، میں نے بڑبڑلا کر کہا، اور چنگیز خان کی آنکھیں سرخ ہو گئیں۔ دیر تک وہ بے چینی سے پہلو بدلتا رہا پھر اس نے گردن ہلانے کی ہرکت کی۔

”ہرکت کے فوجاں: ہم تیری فتح تسلیم کرتے ہیں، اپنی محبوبہ کے نزدیک پہنچ اور اسے لے کر یہاں سے چلا جا۔ اس کی آواز کی گرج سے پورا داربار گونج رہا تھا۔ فوجاں نے بخشاں کی طرف چھلانگ لگا دی۔ اور پھر اس نے حبیب کا ہاتھ پکڑ لیا۔ شاید یہ چنگیز خان کی زندگی کا پہلا موقع تھا کہ اس کی پسندیدہ چیز کوئی اور نے جارتا تھا۔ لیکن بہر حال یہ اس کی خرابی تھی کہ اس نے عہد پورا کیا تھا۔

چنگیز خان فوراً اپنی جگہ سے اٹھ گیا اور باقی کام اس نے چھوڑ دیئے تھے۔ اس سے اس کی نامالگمی اور بے چینی کا اظہار ہوتا تھا میں نے مسکاتے ہوئے مسلمانوں کی طرف دیکھا۔ مسلمانوں کی آنکھوں

میں پیار تھا۔

لیکن دوسرے لمبے میرے بدن کے گرد بے شمار بنجیریں کس دی گئیں میں حیرانی کے اظہار کے سوا کچھ نہ کر سکا۔ مسلمانوں نے بے چینی سے مجھے دیکھا تھا لیکن وہ جانتا تھا کہ اسے کیا کرنا ہے۔

مجھے قیدیوں کی طرح سے جا بجا گیا اور ایک نیچے میں تیار کر کے سوت پر دکا دیا گیا۔ میں دل ہی دل میں پلٹ رہا تھا، بہر حال کئی گھنٹے مجھے نہ رہنا پڑا۔ پھر صبح تک مجھے لے کر چنگیز خان کے نیچے کی طرف چل پڑے۔

اور پھر مجھے چنگیز خان کے سامنے پیش کر دیا گیا۔

خفاں اعظم کی آنکھوں سے تو دھماکا جھک رہا تھا۔ اس نے نفرت بھری نگاہوں سے مجھے دیکھا اور کشت خستے میں بولا۔

”اس کے سامنے کر لو“

اور چند ساعت کے بعد مسلمانوں کو لے لایا گیا۔

”اے رحلہ.... اور اے ملک حرام شخص، تیرے نزدیک ایک حسین عورت چنگیز خان سے زیادہ حیثیت کس طرح اختیار کر گئی۔

اور جبکہ تو خود اس کا طالب نہیں تھا“

”میں عقاب کی وجہ جاننا چاہتا ہوں خفاں اعظم، میں نے بے خوفی سے کہا۔

”تو نے جان بوجھ کر گلیمر سے شکست کھائی کیا یہ غلط ہے“

”نہیں“

”تو اسے بہ آسانی شکست دے سکتا تھا“

”ہاں یہ حقیقت ہے“

”تو نے تو نے غدار کی کیوں کی؟“

”خفاں اعظم تفصیل بہت لمبی ہے اور تمہارے چھوٹے“

”ذہن میں یہ ساری باتیں نہیں آسکتیں، تم نے ہمیشہ فتح حاصل کی ہے یا کبھی شکست کا گمبازہ کچھا ہے؟“

”گستاخ خاموش رہو۔ خفاں اعظم کے سامنے یہ جرات؟“

”بہت خفاں دھڑکا۔“

”اسے بولنے دو بہت خفاں، موت اس کے قریب ہے“

”منکر جیت چکا خفاں میں نے اس لڑکی کی اور تیری منظر کشی اگر تو فرانس مل پڑتا تو اسے دبا کر دیتا لیکن تو نے تنگدلی کا مظاہرہ کیا اس لئے میں نے سوچا کہ تجھے شکست کا مزہ بھی چکھا یا جائے۔“

”میں نے ایسا ہی کیا“

”تو نے یہ بھی سوچا کہ اس کے تیبے میں تیرے ساتھ کیا مل سکا“

”کیا جانے گا؟“

”میں نے کہا، چاہے کچھ خفاں، لیکن ہے تو فاتح اعظم ہیں، اور“

”آنے والی تاریخ تیرے کارناموں سے بھری ہوئی ہو، لیکن اس جھل

سے واقعہ کو تاریخ میں جگہ نہ دینا کیونکہ تو اس کی تصویر کشی کر کے گئے۔ گستاخ شخص، بہت خفاں پھر دھڑکا۔

”میں نہیں جیت خفاں، چنگیز خان تمہارا آتا ہے۔ میرے سامنے اس کی حیثیت ایک حق دہانے کی ہے، ان رنجیروں میں جگر کر کے لٹا تو ضروری رقم لیا ہے ہرے بارے میں میں نے کہا اور دوسرے لمبے میں نے بدن چھلکا یا۔ رنجیروں کی طرح کے ساتھ ٹوٹ گئیں۔

وہاں موجود تمام لوگوں نے ٹواریں نکال لیں۔ وہ سب ایک اشارے کے منتظر تھے۔

”مٹھو، مسلمانوں کے بڑھ کیا۔ اسے تم لوگ قتل نہ کر سکتے“

”میں اس کی موت کا رجحان ہوں، اس نے کہا اور پیش قبض سے بھر نکال لیا۔

”اس گستاخ شخص کی گردن تار کر کے ہمارے قدموں میں ڈال دو“

چنگیز خان نے کہا اور مسلمانوں میری طرف بڑھا۔

”کیا تم نے تاروں کا رُخ دیکھ لیا ہے مسلمانوں؟“

”ہاں، مگر خاموش رہو“

”میں تمہارا چنگیز خان کی فوجوں کو تہ تیغ کر سکتا ہوں مسلمانوں۔“

”دوسری بات ہے کہ اس میں وقت بہت لگے گا، میں نے سنس کر

”کہا اور مسلمانوں نے بولکھا کر میرا ہاتھ پکڑ لیا۔.... پھر اس نے

”اوپر دھڑکتے اور دوسرے لمبے ہمارے سامنے دھواں پھیل

”گیا، ہم حال میں لوٹ آئے۔ اور تھوڑی دیر کے بعد ہم اپنے دانش

”کے میں کھڑے تھے۔ مسلمانوں نے خیر پھینک دیا اور گہری گہری

”سانس لینے لگا۔“

”کیوں مسلمانوں کی آنکھیں محسوس کر رہے ہو؟“

”اور تم کہہ رہے تھے کہ ماضی میں ایسے بے شمار بھیانک کارما

”ہیا ہو چکے ہیں؟“

”ہاں یہ ایک محسوس حقیقت ہے“

”اس کے باوجود نسل انسانی موجود ہے؟“

”کائنات بے حد وسیع ہے مسلمانوں، لیکن مستقبل کے اس

”سفرے مجھے زیادہ متاثر نہیں کیا۔ میں دوسرے کے ماحول میں سفر

”کرنا چاہتا ہوں۔“

”پتہ بات تو یہ ہے کہ مجھے پچھلے ہی نظا سے نے خوفزدہ کر

”ا رہا ہے۔ اور یہ سننا کہ۔ انسانی فطرت کے زبردستی کی کہانی

”سنا رہے ہیں؟“

”اس کے باوجود وہ کہانی ہمارے لئے ابھی ہوگی میں ذہنی

”تذکرہ کرنا چاہتا ہوں، میری خواہش ہے تم جلد ارجل ایک اور

”طرز کی تیاریاں کرو۔ میں نے کہا اور مسلمانوں گردن ہلانے لگا۔

زندگی سنوانے اور دکھانے والی کتابوں کے سلسلے کی ایک کڑی

مشہور ماہرین نفسیات کی آپریشن مشتمل کتاب

احساس کمتری

اسباب = تدارک = علاج

اس کتاب کا مٹا لو آپ کو بتائے گا کہ

احساس کمتری سے کس طرح نجات حاصل کی جاسکتی ہے۔

کامیاب زندگی گزارنے کے اصول کیا ہیں

کیا آپ واقعی احساس کمتری کے شکار

ہیں یا صرف یہ آپ کا خیال ہے۔

ہو سکتا ہے کہ صرف اس کتاب کے مطالعہ

سے ہی آپ کا یہ احساس ختم ہو جائے۔

اسلامی تعلیمات کا تہذیبی

قیمت ۱۵ روپے

مکتبہ نفسیات پوسٹ بکس ۹۴۴ کراچی

58114-02

اس بار پورے سلاوؤں نے فیصلہ کیا تھا کہ اس
 ۱۷۰۰
 صدی کے سنی صدی آگے کے دور میں جائیگا
 خواہ اس کے لئے مخصوص زراعتوں کی تلاش ہی کیوں نہ کرنی پڑے
 "ستاروں کی نشاندہی کے مطابق ایک دور ایسا بھی ہوگا
 جب انسان کل پرزوں میں بدل جائیگا۔ اس کے افعال اور عمل لوہے
 کے غلام ہوں گے یہاں تک کہ اس کا ذہن بھی لوہے کا تابع
 ہوگا۔"

"لوہے کا ذہن؟ میں نے تعجب سے پوچھا۔
 "ہاں! ذرا جانے ستاروں کی کہا جاتا ہے۔ انہوں نے
 اسی دور کی نشاندہی کی ہے۔ اور اس کا تہا ر کیا خیال ہے۔"
 کیا انسان کی یہ جدید ترین نسل دلکش نہ ہوگی؟
 "بلاشبہ۔"
 "تو کیوں نہ ہم کچھ وقت اس کی تلاش میں صرف کریں؟"
 "مجھے کیا اعتراض ہو سکتا ہے؟"
 "میں انتظار کی کوفت برداشت کرنا ہوگی۔"
 "تمہاری حسین دنیا کی کئی بار تعریف کر چکا ہوں میں یہاں
 رہ کر ذرا بھی کوفت نہیں محسوس کرتا۔"
 "صرف اس لئے کہ تم علم دوست ہو۔ یہاں کے ماحول سے
 جس طرح جاہر لطافت اندر میں مصروف ہوئے جاتا ہوں؟"
 "باض ٹھیک۔ تم بے فکری سے اپنا کام کرو۔ میں نے
 کہا اور سلاوؤں سر ہلا کر چلا گیا۔ لیکن میں تمہاری اس کی باتوں پر
 غور کر رہا تھا۔ لوہے کے غلام۔ انسان کس طرح لوہے کا غلام
 ہو سکتا ہے۔ اس کا ذہن فولادی کیوں کر ہو سکتا ہے۔
 تعجب کی بات نہیں تھی گھڑے ٹھوٹے اور عبت کے دوڑ
 ہوتے تھے۔ اس وقت جب انسان غاروں میں رہتا تھا۔ پتھروں
 سے ٹسکا کرتا تھا کبھی سورج بھی نہیں سکتا تھا کہ ایک دن وہ
 اتنی آسائشیں مہیا کر لے گا۔ ایک دن وہ ایک ایسا نظام حیات
 تیار کرے گا کہ خود اسے اس پر تعجب ہوگا۔"

گران تمام بالوں کو تیز نظر رکھا جاتا تو یہ سورج کر حیرت نہیں
 ہوتی چاہیے تھی کچھ عرصے کے بعد انسان اپنے ذہن کو فولادی
 ذہن میں بدل دے گا۔ یا پھر ستاروں کے استعارات ممکن ہے
 پورے سلاوؤں کی سمجھ میں نہ آئے ہوں اور فقیر میرے ذہن میں
 یہ خیال ابھر کر ستارے تو یہاں بھی ہوتے ہیں۔
 تحت انشائی کا موسم اور ماحول اگر یکساں ہے تو وہ چاند ستاروں
 کے اثر سے محفوظ نہیں ہے لیکن یہاں اس قسم کا کوئی مسئلہ نہیں تھا۔
 ذہن کی گڑبڑ ابھی ہوتی تھیں۔ کچھ بھی ہو پورے سلاوؤں ایک باہم
 شخص تھا اور اس کی ملیت اور ذہانت کا میں محض تھا۔ ہاں آنا

ضرور تھا کہ ستاروں کے استعارات کے بارے میں پورے سلاوؤں
 کی بات کا مجھے یقین نہیں آیا تھا۔
 چنانچہ پورے سلاوؤں نے مجھے جو کچھ بتایا اگر میں خود بھی
 ستاروں سے اس بارے میں معلوم کرتا تو اس سے زیادہ واضح اور
 زیادہ بہتر طور پر معلوم کر سکتا تھا۔ اور یوں بھی مجھے یہاں کوئی کام
 نہیں تھا۔ اس کی وجہ یہ تھی کہ سلاوؤں کی ساری گونا گویا کبھی بھائی
 تھی۔ گواس عجیب نمائے میں اس نے ایسے ایسے موتی بھار کئے تھے
 کہ دیکھ کر سخت تعجب ہوتا تھا لیکن میں اب ان سب سے اس طرح قہت
 ہو گیا تھا جیسے پورے سلاوؤں واقف تھا۔
 پورے سلاوؤں کی حیرت انگیز کمالات میرے لئے بے حد
 دلچسپ اور دلکش تھی۔ لیکن اس دلچسپی باوجود میں اور کوئی مدت
 نہیں تھی۔ سلاوؤں میرے سلسلے میں اچھوٹا تھا اور اپنی دنیا کو تقریباً
 فراموش کر چکا تھا اور ہم دونوں ماضی اور مستقبل کے سفر کے پتھر میں
 چلنے ہوئے تھے۔ بلکہ دیکھا جائے تو پورے سلاوؤں بھی میری
 صحبت میں غلاب ہو گیا تھا۔
 میں یہ سوچ کر حیرت کے نیچے نکل آیا کہ کھلے آسمان کے نیچے
 ستاروں کا ہزار ہا سکون اور میرے دوست سائے شاد کا گہرا
 سے نیچے دیکھنے لگے۔ وجہ یہ تھی کہ بہت عرصے کے بعد ان کی دنیا
 میں واپس آیا تھا۔
 سوں نے تلاش کیا اپنے دوستوں کو اور ان سے کہا کہ وہ اس
 طویل عرصے کی جدائی پر مجھے معاف کر دیں، میں ایک بار پھر ان کے
 درمیان ہوں۔
 اور بلاشبہ پورے سلاوؤں سے غصے ہوتے ہیں۔ وہ کبھی فریب
 سے کام نہیں لیتے اور ان کی رہنمائی میں انسان میچ راستے میں نہیں کر
 سکتا ہے۔ گھڑی ہوئی باتوں کے متعلق جاری گفتگو دیر تک ہوتی
 میں نے پوچھا کہ میں جانا چاہتا ہوں اس دور کے بارے میں ہے ابھی
 دور کہا جا سکتا ہے اور یہ الفاظ میں نے پورے سلاوؤں
 کے الفاظ کی روشنی میں سمجھے تھے۔
 ستاروں نے دہمائی کی میری اس دور کی جانب۔ میں نے
 پوچھا تو انہوں نے جواب دیا۔
 ہاں یہ ایک استعارہ ہے کہ انسان لوہے کا غلام ہوگا اور
 خود اس کا ذہن آہنی۔ لیکن حقیقت حال اس سے مختلف ہوگی۔ انسان
 کی جہانی نشوونما میں تو کبھی کوئی تبدیلی ہوتی ہے اور نہ کبھی ہوگی
 ہاں وہ ذہن جو بہت اعلیٰ پریشانی ہے اور جو ان کو روز اول سے
 چھٹا گیا ہے نہ ہی ایجادات کرنے کا ماہر ہے بشرطیکہ وہ خود
 کو تلاش کرے سواں دور کا انسان لوہے کو اپنی زندگی سے اس قدر
 قریب کر لے گا کہ پورے لوہے ہی کا تابع ہو کر رہ جائے گا۔ اس کی

زندگی کی بیشمار حرکات فولادی مشینوں کی تابع ہو جی جو کبھی پتھر
 پھینکنے کے کام آتیں گی اور کبھی تیز کا پانی نکالنے کے۔ ایسی مشینوں
 کا دور ہوگا جو خود کار ہوں گی اور انسان ان کے سامنے بالکل مجبور ہو جائیگا
 میں نے سنا اپنے دوستوں سے حیرت انگیز بات سنی اور
 بلاشبہ پورے سلاوؤں نے اس میں ایک عجیب سی روشنی مل گئی تھی۔
 میں نے اپنی اس طلب کو نہایت محسوس کیا وہ میں نے اسی انداز
 میں جیسا کہ سلاوؤں نے سوچا تھا سوچا۔
 میں اس پورے سے متعلق ہونا اور اب اسے موقع دینا چاہتا
 تھا کہ وہ جلد سے جلد اس میں چلنے کے لئے نئے نئے زاویے تلاش کرے۔
 اور بلاشبہ اس دور کا سفر بے حد خوش گوار ہوگا۔
 چنانچہ میں انتظار کرنا اور ستاروں سے ایک طویل ملاقات کے
 بعد میں واپس آ گیا اور پورے سلاوؤں کی آرام گاہ میں آرام کرنے
 لگا۔ یہاں ہر قسم کے پیش و عشرت کے سامان موجود تھے۔
 ایک دن پورے سلاوؤں نے کہا "آہ۔ میرے دوست
 تم موجود ہو، یقین کرو، میں یہی ایسی دلچسپ بات بتانے آیا ہوں کہ
 تم سن کر حیران رہ جاؤ گے بلکہ خوشی سے اچھل پڑو گے۔ پورے نے
 مسرت پوری چہکرائیں کہا اور میں اپنے اس دلچسپ پورے دوست
 کو دیکھنے لگا۔
 وہ بولا "میں نے ایسا زور تلاش کر لیا ہے جس سے ہم مستقبل
 میں جیسا لگ سکتے ہیں اور بلاشبہ اس دور میں جا سکتے ہیں جہاں
 مشینیں انسان کی زندگی پر حاوی ہیں" پورے سلاوؤں نے کہا۔
 "اوہ۔ تم یہ نام اس طرح سے ہے ہو سلاوؤں کہ تم نے اس
 دور کی کوئی جھلک دیکھی ہے؟"
 "ہاں صرف ایک جھلک اور اسے دیکھ کر آنکھیں بند کر لی
 تھیں" سلاوؤں نے جواب دیا۔
 "کیوں؟" میں نے پوچھا
 "کیونکہ میں بے ایمانی نہیں کر سکتا تھا"
 "بے ایمانی؟"
 "ہاں وہ دور بیک وقت دکش ہے کہ از کم صورتی طور پر ممکن ہے
 اس دور میں بھی کچھ خیالیں ہوں مگر میرے دوست۔ یہ کس طرح ممکن
 تھا کہ میں تمہارے بغیر اس کے بارے میں زیادہ تفصیل جانتا۔"
 "اوہ میرے دوست سلاوؤں!"
 "میں تمہاری رفاقت کو بہت قیمتی سمجھتا ہوں"
 "میں بھی تمہاری عظمت کا قائل ہوں"
 "پھر کیا خیال ہے؟"
 "وہی ہو میرے دوست کا خیال ہے"
 "جب ہم نے طویل کاوش کے بعد مستقبل کا پیشانی زاویہ تلاش

کر لیا ہے تو پھر اس دور میں جانے میں دیکھوں کی جگہ"
 "ٹھیک لیکن سلاوؤں"
 "ہاں ہاں نے جھجک کہو"
 "کوئی خاص بات نہیں ہے، میں سوچ رہا تھا کہ وہ دور بہت
 لیے قطعی آہنی ہوگا"
 "ہاں خاص طور پر میرے لئے"
 "میرے لئے بھی۔ حالانکہ جب بھی میں نیکی نئے دور میں
 قدم رکھا تو میرے ذہن پر کوئی اثر نہیں تھا۔ ظاہر ہے کہ ہر دور پہلے
 دور سے مختلف ہوتا ہے اور میں اس مختلف دور کا مادی ہوتا ہوں،
 لیکن ہم جس دور میں جا رہے ہیں وہ تدریج نہیں ہے۔"
 "تدریج سے تمہاری کیا مراد ہے؟"
 "مجھے کسی کوشش کرو سلاوؤں۔ ہر دور کے بعد دوسرے دور
 میں آنا طویل فاصلہ نہیں ہوتا کہ انسان کی سوچ یکسر بدل جائے اس میں
 پچھلے دور کی سوچ کی اکثر جھلکیاں مل جاتی ہیں لیکن اس وقت کے انسان
 میں کافی تبدیلیاں آچکی ہوں گی" میں نے کہا۔
 "ہاں تمہاری سوچ بجائے لیکن اس کے لئے ایک ترکیب
 کی جا سکتی ہے"
 "کیا؟"
 "ہم اس دور میں داخل ہو کر فوری طور پر کسی عمل میں حصہ
 نہیں لیں گے۔"
 "اوہ" میں نے پر خیال انداز میں گردن ہلائی۔ ظاہر ہے ہم اپنی
 اصل حیثیت میں ہوں گے۔ ہمیں چند بنیادی ضرورتوں کے سوا کوئی
 ضرورت تو ہوگی نہیں۔ اس حالت میں ہم صرف مشاہدہ کریں گے اور پہلے
 اس دور اس ماحول کو سمجھیں گے، اس کے بعد کوئی عمل کریں گے۔"
 "مناسب خیال ہے۔"
 "میں تو ٹھیک ہے۔ آؤ تیار یاں مکمل ہیں۔ میں اس زاویے کو
 مسکوں کر آیا ہوں اور ایک شمع اس پر نمود کر دی ہے"
 "آؤ" میں اس کیساتھ چل دیا۔ تھوڑی دیر کے بعد ہم ایک بار
 پھر اس کے دانش کدے میں پہنچ گئے جو ہمارے لئے ماضی اور
 مستقبل کی سواری تھا اور اس کے ذریعہ ہم ان کے سفر کرتے تھے۔
 میں نے دیکھا ایک آئینہ ایک مخصوص انداز میں رکھا ہوا تھا اور
 اس کی شمعوں کی روشنی سب کچھ بتا رہی تھی۔ گویا یہ جگہ سفر کا ناوی تھا۔
 "پورے کیا تم تیار ہو؟"
 "ہاں" میں نے جواب دیا اور نہانے کیوں مجھے اپنی آواز
 چھنی چھنی محسوس ہوئی۔ اس سے قبل میں نے کسی ایسی کیفیت محسوس
 نہیں کی تھی۔ اس بار ایسا کیوں تھا۔ مگر میں نے اپنی کمزوری کا اظہار نہیں
 ہونے دیا۔ سلاوؤں نے میرا ہاتھ پکڑ لیا۔ اور ہم دونوں ایک ہی نئے

سے کھڑے ہونے کی کوشش کرنے لگے۔ ہمارے چہروں پر سخت مہمان تنہا خاص طور سے سلاؤس تو بہت ہی پر جوش نظر آ رہا تھا۔

دفعتاً ہمارے جسموں نے زاویے کا اثر قبول کرنا شروع کر دیا ہمیں اپنے کانوں میں سائیں سائیں محسوس ہونے لگی اور ہمارے جسم متغیر کی جواؤں کی نذر ہو گئے۔ ہمیں ایک طبل بھر کر پٹا اور کافی دیر تک ہم دونوں فضاؤں میں گم ہے۔ انوکھا سفر تھا پر ویسے اور بے حد دلچسپ۔

تب ہمارے حواس واپس آنے لگے۔ گویا ہم نے صدیوں کا جال طے کر لیا تھا۔ ہم بیانی کی واپسی کا انتظار کر رہے تھے اور جب بیانی واپس آئی تو دل چاہا کہ دوبارہ آنکھیں بند کر لیں۔ مینظر ذہن سے برداشت نہیں ہو رہا تھا۔ یہ کیسا انسان تھا کیا اسے واقعی انسان کہا جاسکتا تھا۔

چاروں طرف انسانوں کا سمندر ٹٹھا تھا میں مار رہا تھا۔ لیکن اس کے درمیان اور بھی بہت سی عجیب و غریب چیزیں تھیں۔ ایسی چیزیں جنہیں ہم کوئی نام نہیں دے سکتے تھے سکون نام تو بن میں بھی نہیں آ رہا تھا۔

”پورنا“ سلاؤس نے کسی قدر کپکپاہے ہوئے انداز میں میرا ہاتھ پکڑ لیا۔

”کیا بات ہے؟“

”کیا یہی انسان ہے؟“

”ہاں بالکل۔ لیکن کیا درحقیقت اس کے ذہن میں فلواد ہے؟“

”معلوم نہیں۔ میں نے کہا۔“

”پر یہ اس کی رہائش گاہ ہے“ سلاؤس نے ایک عمارت کی طرف اشارہ کرتے ہوئے کہا۔ میں نے نگاہ دوڑائی۔ عمارت ہی تھی لیکن آبی اور تک جلی گئی تھی کہ سر چاہی نہیں جاسکتا تھا۔

”یوں لگتا ہے جیسے آج کا انسان آسمان سے رابطہ قائم کر چکا ہے۔“

”کیسا؟“

”کیسا؟“

”تعب کی کیا بات ہے؟ میں نے کہا۔ ہم دونوں جس جگہ کھڑے تھے وہ عجیب سی جگہ تھی۔ اتنی صاف شفاف کہ تعجب ہوتا تھا۔ پکٹی او ہمارے اور اس ہمارے جگہ کے چاروں طرف عجیب عجیب جانور دوڑ رہے تھے۔“

”کیوں نہیں بلا۔“

”ہاں۔ ان کے لباس اور طرز رہائش سے تو یہی پتہ چلتا ہے۔“

”اس کا مطلب ہے کہ ان کے جذبات بھی اتنی ہی نہیں ہوں گے یعنی سرد اور بے مقصد نہیں ہو سکتے۔ دیکھو وہ شخص رہا ہے۔“ میں نے ایک طرف اشارہ کیا۔

”یہ۔ اس کے پیٹ میں کس طرح گھس گئے سلاؤس نے

تعجب سے پوچھا۔

”اور زندہ بھی ہیں دونوں۔ میں نے اس سے زیادہ حیرت کا اظہار کیا۔“

”مگر یہ جانور کیا ہے؟“ سلاؤس نے کہا لیکن دوسرے لمحے وہ جانور ان دونوں انسانوں کو لے کر تیزی سے دوڑا ہلا گیا۔ اس کی رفتار دیکھ کر کھڑکھڑاتے تھے۔

”اس دور میں انسان اور جانور ایک ساتھ رہتے ہیں۔“

”ہاں سچی چھوڑے ہوئے۔ اسے ادھر تو دیکھو اور جو کچھ ہم دیکھ رہے تھے اُسے دیکھ کر عقل خبط ہونی جاری تھی۔ ایک بات جو سمجھ میں آتی تھی۔ یہاں انسانوں کو صرف پھانسیا جاسکتا تھا۔

”کیا یہاں سے آگے نہیں جاسکتے؟“

”میری سمجھ میں نہیں آتا۔“

”اس قدر سمجھنے کی بھی ضرورت نہیں ہے۔ بلاشبہ یہ ماحول تعجب خیز ہے۔ لیکن کس قدر دلکش ہے۔ ہمیں صدیوں آگے کے ذہن انسان کی صورت ملے گی۔ بہر حال اگر ان کے دماغ مشینی بھی ہیں تب بھی ان کا رکھ رکھاؤ وہی قدیم ہے۔“

”تفلاً۔ میں نے پوچھا۔“

”اس کی سوچ اس کا انداز۔“ سلاؤس نے کہا۔

”ایسے اندازہ لگاتا ہے۔“

”جسم پوشی کی کوشش۔“

”ہاں ان کے جسموں پر باقاعدہ لباس ہیں۔ لیکن یہ لباس پہلے سے کافی دور ہی ہو گیا ہے اور اس کی تراش بھی مختلف ہے۔ یہ کچھ ضرورت سے زیادہ تنگ محسوس ہوتا ہے۔ مرد اور عورت اس لباس میں خوبصورت اور اچھے بھی لگتے ہیں۔“

”یہ تنگ اور یہ خوبصورت بھی کتنے ہیں۔“ سلاؤس نے کہا۔ ہم ایک ایک چیز پر تبصرہ کر رہے تھے۔ میں نے عورتوں کو دیکھا جن کی حرکات بے حد عجیب تھیں۔ ان کے لباس رنگین اور بھرپور تھے۔ گویا انسان کی خوش لباسی کی کوشش صدیوں کے بعد بھی جاری رہے گی۔ اور یہی تہذیب سے بہت زیادہ نئی تہذیب تھی۔

”میں نے سلاؤس سے کہا۔“ ایک سوال پیدا ہوتا ہے۔“

”کیا؟“

”اگر ان کے ذہن مشینی ہیں تو پھر ان کے سر پہنے کا انداز کیوں نہیں بلا۔“

”ہاں۔ ان کے لباس اور طرز رہائش سے تو یہی پتہ چلتا ہے۔“

”اس کا مطلب ہے کہ ان کے جذبات بھی اتنی ہی نہیں ہوں گے یعنی سرد اور بے مقصد نہیں ہو سکتے۔ دیکھو وہ شخص رہا ہے۔“ میں نے ایک طرف اشارہ کیا۔

”یہ۔ اس کے پیٹ میں کس طرح گھس گئے سلاؤس نے

”ہاں۔ اور منشی اعضا کی تحریک کا نتیجہ ہے۔“

”بالکل ٹھیک سلاؤس۔“

”اور اس سے ظاہر ہوتا ہے کہ یہ انسان جذبات سے عاری نہیں ہے۔“

”بالکل بالکل۔“

”مگر یہ اس دور کا انسان بہت زیادہ بدل گیا ہے اور اس نے اپنی کادشوں سے کچھ ایسی چیزیں کو جنم دیا ہے جو بہت ہی تعجب خیز اور کچھ سے بالاتر ہیں لیکن شادوں کے استعمال سے غلط نہیں ہوتے۔“

”یہ تنگ۔ ارے۔ یہ۔ یہ تمام چیزیں۔ ارے۔ سلاؤس نے جلد درمیان سے ادھر راٹھ چھڑ دیا۔

”میں نے عموماً کیا تھا کہ سورج چھپ رہا ہے اور تاریکی پھیل چکی ہے۔ لیکن اچانک جو کچھ ہوا تھا اُسے دیکھ کر ہم حیرت سے اچھل پڑے۔ اس سے قبل بھی تاریکی میں روشنی جلائے کی کوشش صدیوں سے چلی آرہی تھی۔ لیکن یہ روشنی ان عجیب سی تھیں۔

”یہ روشنی تھیں اور نہ ایسے الاؤ جن میں کڑیاں جلتی ہیں۔ یہ عجیب سی تھیں اور نہ ہی روشنی تھیں جو اچانک ہی روشن ہو جاتی تھیں۔ ایسی روشنی تھیں جو جگہ جگہ موجود تھیں اور جو تاریکی سورج کے چھپ جانے کی وجہ سے پیدا ہوئی تھی وہ اس انداز میں ہم کو کچھ تھی جیسے سورج غروب ہی نہ ہوا ہو۔

”ہماری نگاہیں چاروں طرف بھٹک رہی تھیں اور نئے انسانوں کا نیا شہر سورج کی دوڑ کر چکا تھا۔“

”اس نے دور کے حیرت کدے میں ہم کو کس چیز پر حیرت کا اظہار کرتے۔ یہاں تو ساری ہی چیزیں حیرت کا باعث تھیں۔

”ہم نے فیصلہ کیا کہ حیرت زدہ ہونے کے بجائے ایک ایسی جگہ تلاش کریں جو ہمارے قیام کے لئے موزوں ہو۔“

”سلاؤس نے کہا۔ کیوں اس سلسلے میں ہم یہاں کسی انسان سے رابطہ قائم کریں؟“

”میرا خیال ہے اس کی ضرورت نہیں ہے۔“

”وہ کیوں؟“

”تم دیکھ رہے ہو کہ یہاں کتنی دیر سے کھڑے ہیں لیکن ہم نے کسی انسان کو کسی دوسرے انسان کی جانب توجہ ہوتے نہیں دیکھا۔

”اس کا مطلب یہ ہے کہ اس دور کے انسان کو ایک دوسرے سے زیادہ لگاؤ نہیں ہے اور نہ انہیں ہمیں دیکھ کر حیرت ہوتی ہے۔“

”مجھے تعجب ہے کہ انہیں اس بات سے دلچسپی کیوں نہیں ہے کہ دو ایسے انسان ان کے سامنے کھڑے ہیں جو ان میں سے معلوم نہیں ہوتے۔“ میں نے کہا۔

”کیا؟“

”میں نے سلاؤس سے کہا۔“ ایک سوال پیدا ہوتا ہے۔“

”کیا؟“

”اگر ان کے ذہن مشینی ہیں تو پھر ان کے سر پہنے کا انداز کیوں نہیں بلا۔“

”ہاں۔ ان کے لباس اور طرز رہائش سے تو یہی پتہ چلتا ہے۔“

”اس کا مطلب ہے کہ ان کے جذبات بھی اتنی ہی نہیں ہوں گے یعنی سرد اور بے مقصد نہیں ہو سکتے۔ دیکھو وہ شخص رہا ہے۔“ میں نے ایک طرف اشارہ کیا۔

”یہ۔ اس کے پیٹ میں کس طرح گھس گئے سلاؤس نے

”کیسا؟“

”کیسا؟“

”تعب کی کیا بات ہے؟ میں نے کہا۔ ہم دونوں جس جگہ کھڑے تھے وہ عجیب سی جگہ تھی۔ اتنی صاف شفاف کہ تعجب ہوتا تھا۔ پکٹی او ہمارے اور اس ہمارے جگہ کے چاروں طرف عجیب عجیب جانور دوڑ رہے تھے۔“

”کیوں نہیں بلا۔“

”ہاں۔ ان کے لباس اور طرز رہائش سے تو یہی پتہ چلتا ہے۔“

”اس کا مطلب ہے کہ ان کے جذبات بھی اتنی ہی نہیں ہوں گے یعنی سرد اور بے مقصد نہیں ہو سکتے۔ دیکھو وہ شخص رہا ہے۔“ میں نے ایک طرف اشارہ کیا۔

”یہ۔ اس کے پیٹ میں کس طرح گھس گئے سلاؤس نے

”لیکن پورنا، کیا ہم ان جیسے گتے ہیں؟“

”مختلف نہیں ہیں۔ سوائے اس کے کہ ہم بہت قوی ہیں لیکن یہ لوگ کافی کمزور ہو چکے ہیں۔ یا پھر لباس کی بناوٹ ان سے مختلف ہے۔“

”ہاں یہ تو تم ٹھیک کہہ رہے ہو۔“

”ان میں مختلف اقسام کے لوگ موجود ہیں۔ بہت قامت و دوز قامت، موٹے، دیپے، پتلے، جیسے کہ ہر دور میں مختلف ہوتے رہے ہیں۔“

”ارے وہ دیکھو اس شخص کا لباس کیا ہے۔ پورنا۔ سلاؤس نے میری بات درمیان سے کاٹتے ہوئے کہا، اور میں نے اس طرف دیکھنا شروع کر دیا۔

”ہاں جس طرح ہم ان کے ہائے میں سوچ رہے ہیں اسی طرح انہوں نے بھی ہمارے ہائے میں سوچا ہو گا کہ ہم دو مختلف لباسوں والے لوگ ہیں۔“

”اوہ۔ یہ۔ یہ۔ یہ تو۔ یہ تو وہی جانور ہے۔ سلاؤس نے اچانک بولا۔ اس جانور کی دونوں آنکھیں اس انداز سے چمک رہی تھیں جیسے کہ شہر کی روشنیاں آنکھوں کو چکا چوند کر رہی تھیں۔“

”سلاؤس، میرا خیال ہے یہ جانور نہیں ہے۔“

”پھر کیا ہے؟“

”یہ تو ایسی فلوادی شے، جس میں جان نہیں ہوتی۔ یہ تو انسان ہی کی تخلیق معلوم ہوتی ہے۔“

”اوہ حیرت، سخت حیرت، گویا انسان نے لوہے کے جانور بھی بنائے ہیں۔ ایسے جانور جن میں زندگی نہیں ہوتی لیکن وہ انسان کے غلام ہوتے ہیں۔ اس کے تابع ہوتے ہیں۔“

”ہاں بالکل۔“

”اور یہ عمارتیں۔ اوہ۔ کتنی بلند و بالا عمارتیں ہیں۔ کیا اس کے بالائی حصوں میں بھی انسان رہتے ہوں گے۔“

”ہاں۔ ان فلک بوس عمارتوں کی ترتیب بالکل نئی ہے۔ ایسی عجیب تعمیر ہے کہ کسی نہیں دیکھی۔ شاید تم نے اس بات پر غور نہیں کیا کہ پہلے ہی مکانوں میں ایسے بلند حصے ہوا کرتے تھے لیکن اب انہیں بہت زیادہ بلند کر دیا گیا ہے۔“

”بالکل درست۔ گویا اس دور کے انسان سمجھ سے بالاتر نہیں ہیں۔“

”ہاں جیسے کہ ہوتوں پر مسکراہٹ پھیل گئی اور سلاؤس بھی مسکرائے لگا۔

”میں نے سلاؤس کے شانوں پر ہاتھ رکھا اور ہم وہاں سے آگے بڑھ گئے۔ اس جدید شکل کو ہم دیکھی سے دیکھتے ہوئے آگے بڑھ رہے تھے۔ بہت سے لوگوں نے ہمیں بھی دیکھا جن میں سے کچھ کے ہونٹوں پر مسکراہٹ آئی اور کچھ گردن دوسری جانب کر کے کچھ اور دیکھنے لگے۔ لیکن ہم آگے بڑھتے رہے۔ یہاں تک

87

لیا تھا کہ وہاں جو کشتیاں لڑی جا رہی تھیں، ان میں شاید کچھ حادثہ وغیرہ کی بات بھی تھی۔
 پروفیسر ہر قسم کے امنی ماحول میں خود کو ضم کر لیا آسان بات نہیں ہوتی۔ مگر میں نے خصوصی طور پر کچھ خبریوں کا مالک نہیں ہوتا تو بخلاف اس نے دور میں میری کیا درگت تھی لیکن میں نے بہت جلد حالات کو سمجھ لیا تھا۔ اور خود کو اس کے مطابق ڈھالنے میں کام نہیں رہا تھا۔

میں نے واپس جانا چاہا لیکن جن لوگوں نے میرا نام ایک کاپی میں لکھا تھا، انہوں نے مجھے روک لیا۔

”کہاں جا رہے ہو پیلان؟ ان میں سے ایک نے کہا۔
 ”دیکھیں نہیں۔ میرا ایک ساتھی یہاں موجود ہے، اُسے نہایت۔
 ”تم نام بتا دو اس کا، ہم اُسے یہیں بلالیں گے۔“
 ایک بگ جمع میں اور انہیں یہیں رہنا چاہئے تاکہ گرفت پران کی تلاش میں وقت نہ چر۔ ویسے تم بالکل نئے معلوم ہوتے ہو ہم نے کبھی نہیں تھے نہیں دیکھا۔ کوئی لکھنا اُسے سے تعلق رکھتے ہو تم؟

”کسی سے بھی نہیں۔“ میں نے جواب دیا۔ اب میں کسی مذبحہ خود تیار ہو رہا تھا۔ بلاشبہ یہاں لکھا لکھا سامان حمل میرے لئے غیر عجیب تھا لیکن جیسے جیسے مجھے خود کو اس میں غم کرنا ہی تھا۔
 ”کیا نام ہے تمہارے ساتھی کا؟“ ان میں سے ایک نے پوچھا
 ”سلانوس۔“ وہ اس طرف سے۔

”کیا نام بتایا ان میں سے ایک نے کلن پر ہاتھ رکھ کر کہا۔
 ”سلانوس۔“

”یہ جالینوس کا بھائی معلوم ہوتا ہے۔“ بلاشبہ انی ماس سلانوس کو اور چند ہی ساخت کے بعد میں نے ایک خوفناک آواز سنی سلانوس جہاں بھی ہوا اپنے دوست پورنکے پاس پہنچ جانے پورنا انتظار کر رہا ہے۔ پورنا پورنکے پاس موجود ہے۔“

وہ گرجا آواز کسی انسان کی نہیں معلوم ہوتی تھی لیکن حیرت کی بات تھی کہ وہ الفاظ میرے نزدیک ہی بھٹکا ایک شخص ادا کر رہا تھا اور یہاں اس کی آواز اتنی تیز نہیں تھی لیکن اس کے سامنے ہی کوئی چیز رکھی ہوئی تھی۔ انسانی ذہن کی کوئی اور حقیقت میں نے سوچا۔ لیکن یہ آواز سلانوس کے لئے بیکار تھی۔ ظاہر ہے وہ ان الفاظ کو کیا سمجھتا؟ مشکل ملام میں نے ان لوگوں کو سمجھایا اب وہ مانے اور پھر انہوں نے مجھے تمنا نہیں رہنے دیا۔ ایک آدمی میرے ساتھ آیا تھا۔ میں نے انسانوں کی بھڑکیوں میں شکل تمام سلانوس کو تلاش کیا۔ وہ میری طرح گھبرا ہوا تھا۔

”کہاں چھپ گئے پورنا؟“ اس نے کہا
 ”گھبراؤ نہیں سلانوس۔ انسان بالکل نہیں بدلا۔ ہاں اس

کے ذہن نے بہت ترقی کر لی ہے۔ تم نے ابھی ایک گرجا آواز سنی ہوگی؟“

”ہاں اُس نے پورنا اور سلانوس کہا تھا۔“
 ”وہ تمہیں میرے پاس ملارہے تھے۔“

”میں مطلب سلانوس نے پوچھا اور پھر میں شکل سلانوس کو ساری تفصیل سمجھا سکا۔ اور اُسے نیکر وہاں واپس بھیج گیا سلانوس اب بھی پریشان نظر آ رہا تھا۔“

”لیکن تمہیں اس سے فائدہ کیا ہوگا؟“
 ”ہر گز سلانوس۔“

”میری بھینس کچھ نہیں آتا۔“
 ”اس طرح ہم کچھ لوگوں سے دوستی کریں گے۔“

”ممکن ہے سلانوس نے بے یقینی سے کہا اور پھر شہر شروع ہو گئیں۔۔۔۔۔ دو دراکے نظر آئے۔ دونوں کے لباس بھی مختلف تھے اور وہ ایک دوسرے سے دور آ رہے تھے۔ دونوں کے لباس بھی مختلف تھے اور وہ ایک دوسرے سے دور آ رہے تھے۔ دونوں کے لباس بھی مختلف تھے اور وہ ایک دوسرے سے دور آ رہے تھے۔

”ہاں بدلتے ہوئے انسان کی حیرت انگیز تبدیلی سلانوس تم اس دور کے انسان کو معلوم نہیں کر سکتے۔“

”ہاں انہی بکادات میں تو وہ لاشانی ہے۔ جو کچھ ہم نے بارونٹی علاقوں میں دیکھا ہے وہ ناقابل یقین ہے۔“

”جیسا کہ وہ دیکھو۔ وہ دیکھو جس طرح وہ ایک دوسرے کے جمل سے نکل رہے ہیں وہ تو عجیب ہے۔“

”اور اب تم اس جدید دور کے ذہن انسان سے لڑو گے؟“
 ”ہاں سلانوس میں عظیم تر ہوں۔ وہ میرے مقابل نہیں ہو سکتے۔ اور یہ واقعیت کا ایک عمدہ وسیع بھی ہے۔“ میں نے کہا۔

سلانوس ایک ٹھنڈی ماس کے کر رہ گیا شاید کشتی کا قید شدہ ہو گیا۔ ایک شخص ای گرجا آواز میں ایک پیلان کے حیرت جانے کا اعلان کرنے لگا۔ پھر دوسری کشتی ہوئی اور اُس کے بعد تیسری کشتی کشتی میری تھی۔ میرا مقابل بڑا اچھل رہا تھا۔

”تمہارے پاس کیا ہے پیلان؟“ پورنکے نے پوچھا۔
 ”میرا کیا ہوتا ہے؟ میں نے جواب دیا۔

”تو سنبھالو۔ دو بھائی اُسے کچھ دو۔ تیزی کرو۔ اس کی باری آگئی ہے اور پھر مجھے وہی شخص لیا دیا گیا۔ میں نے شکل

وہ لباس پہنا۔ مجھے تو ان جیسا ہی بنا تھا، اس نے حکمت کیا۔
 پھر ای گرجا آواز میں کہا گیا۔ اب آپ کے سامنے چوتھا

پورنکے کی چار پائے۔ غلام خاں۔ شیروں کا شیروں اور اس کا مقابل پورنا۔ ایک چکرار پیلان جو کشتی کی دنیا میں نامعلوم ہوتا ہے لیکن اُس نے غلام خاں کو لٹکا رہا ہے اور پھر ہم دونوں اس ایرانی طرف بڑھ گئے

پورنا تھا۔ اور پھر شیروں چڑھ کر ہم ایرانی جیسے وہ لوگ اسٹیج کہتے تھے پر پہنچ گئے۔ غلام خاں بہت زیادہ اچھل رہا تھا۔ اس کی آنکھوں میں وحشت ناک سفیدی تھی، جبکہ میں پرسکون تھا۔ میرے ذہن میں کوئی خاص خیال نہیں تھا سوائے اس کے کہ میں سوچ رہا تھا کہ نمایاں

کا کردگی کا مظاہرہ کر کے جدید ٹیکس کے جدید لوگوں کو اپنا دوست بناؤں اور یہی جذبہ مجھے کھینچ کر رہا تھا۔ جس انداز میں غلام خاں اچھل رہا تھا اس سے لوگ بڑے غلط طور پر تھے۔ اور میری خاموشی

پر سکون تھی۔ لیکن میں پرسکون تھا، میں سوچ رہا تھا کہ شیروں میرے مقابلے میں کیا ہے۔ ویسے یہ بھی عموماً بات تھی کہ میں ان لوگوں کو لڑتے ہوئے دیکھ چکا تھا۔ یہ ایک مخصوص قسم کی طاقت آ رہی تھی لیکن میرے لئے

کیا مشکل تھی۔ تب ایک آدمی جوان لوگوں کے درمیان ثالث ہو کر رہا تھا یا اس

لڑائی کا نگران وہ میرے نزدیک آ گیا۔ اس نے میرے پورے بدن کو ٹھلا اور دونوں ہاتھ اوپر کرنے کے لئے کہا۔ میں نے اُس کے ساتھ

مشکل نمائش کیا تھا۔ جبکہ غلام خاں اس سے مذاق کر رہا تھا۔ ایک گھنٹی کی آواز سنائی دی اور غلام خاں بازو پھٹکا اور میرے نزدیک آ گیا۔ میں پرسکون انداز میں آگے بڑھا۔ میرے انداز میں بے مدد تھا

اور لوگ میری جانب متوجہ ہو رہے تھے۔ غلام خاں نے جھکائی کر کے اپنے دونوں ہاتھ میرے نشانوں

پر رکھ دیئے اور مجھے جھکائی دینے کی کوشش کرنے لگا۔ میں نے اپنے دونوں ہاتھ دونوں طرف پھیلا دیئے تھے پھر غلام خاں میرے لیٹ

گیا۔ اس کی کوشش یہ تھی کہ میری گردن میں بازوؤں کو پھٹ کر اپنی اہل میں پھنسا لے۔ لیکن بھلا یہ اُس کے لئے کس طرح ممکن تھا۔ میں دونوں ہاتھ

پھینکے رہا۔ گویا میں اُسے قسمت آزمائی کا موقع دے رہا تھا۔ غلام خاں میرے بدن سے ٹپکی اڑنا چھیننے کی طرح زور لگا رہا۔

لیکن پروفیسر میں زیادہ کچھ توں تو بے قصد ہو گیا میری گری

لڑی مددگار تیار رہا۔ میں نہیں۔ غلام خاں کو میری خوش

ہوا تھا جیسے وہ کسی ہمار کو دھکیل رہا ہو۔ اس وقت میں نے

لوگوں کو لکھا تھا کہ اس کی کوشش رائیگاں لجا گئی ہے۔ میں نے خود

اس کی گردن میں ہاتھ ڈالا اور دوسرے ہاتھ سے اس کی ٹانگ

بلند کر کے اُسے اپنے سر سے اوڑھ لیا۔ اس کے بعد میں نے

اُسے چاروں طرف پھیر دیا۔ غلام خاں میری طرح میرے ہاتھوں

میں چل رہا تھا اور پھر میں نے اُسے ایک کونے میں کھڑا کر دیا۔

گویا میں نے اپنی جانب سے اُسے کوئی اذیت دینے کی کوشش نہیں کی تھی لیکن غلام خاں کے چہرے پر کھلا ہٹ کے آثار تھے۔

اور چاروں طرف تالیوں کا شور مچانے لگا تھا۔ غلام خاں نے اُنے کے بعد عجیب انداز سے اچھلے کودنے

لگا۔ وہ۔۔۔۔۔ بھاگ بھاگ کر پھر پھل پھلنے کی کوشش کر رہا تھا۔

دفعاً اُس نے لیٹ کر میری آنکھوں میں اپنی دونوں ٹانگیں پھنسانے

اور انہیں بل سے کھینچ کر اُسے کی کوشش کی لیکن بھلا یہ ناممکن

سی بات کیسے ممکن تھی۔ میں اُسے دیکھتا رہا۔ پھر میں نے اُس کی ران پر اپنا ایک پاؤں

رکھ دیا اور غلام خاں کے حلق سے ایک تیز چیخ نکلی گئی۔ اُسے شاید

یہ احساس ہوا تھا کہ اس کی ران کی ہڈی ٹوٹ گئی ہے۔ میں اس پر

پاؤں رکھے رہا اور پھر میں نے جھک کر اُسے اٹھایا اور دوبارہ زمین

پر بیٹھ دیا لیکن غلام خاں ٹری پھرتی سے اٹھ کھڑا ہوا۔ آخری بار اس

لئے مجھ سے لپٹنے کی کوشش کی اور اس کوشش میں اُس نے کچھ تیز

بھی کیا۔ شاید اُس نے میری آنکھوں میں اپنی دونوں انگلیاں مارنے

کی کوشش کی۔ اگرچہ اُس کی یہ کوشش بالکل بے مقصد تھی لیکن جابو

نہیں تھی۔ مجھے غصہ آ گیا۔ میں نے اس کی گردن کو جکسا جکسا کر دیا اور

اس کی ٹانگ سے خون کا غوار بلند ہو گیا۔ نگران بری طرح اچھل بڑا اس نے جلدی سے میرے شانے پر ہاتھ رکھ کر تھپتھپایا اور لولا۔ چھوڑ دو۔ چھوڑ دو۔ میں نے فوراً اُس کے ہاتھ کی تھپکی کی غلط

... پٹ سے نیچے گرجا تھا اور غلام وہ اُس کے حلق میں بہت تیز ہوا تھا۔ اگرچہ اس وقت اور کثرت کرتا تو اس کا بھیجا نکل کر میرے ہاتھ

میں آ جاتا۔ وہ شخص حیرت سے مجھے دیکھ رہا تھا جواس لڑائی کا نگران

تھا۔ پھر اُس نے غلام خاں کو دیکھا۔ غلام خاں چاروں شانے

چت پڑا تھا۔ وہ حیرت سے مجھے دیکھ رہا تھا۔ نگران نے جھک کر

غلام خاں کے کچھ پوچھا لیکن غلام خاں کی قوت گویا ختم ہو چکی

تھی۔ نگران نے میرے جیتنے کا اعلان کر دیا اور دوسرے اُن

نے کچھ لوگوں کو بھی طلب کیا۔

وہ لوگ جھک کر غلام خاں کی کیفیت دیکھنے لگے۔ ایک

عجیب قسم کا لہر لگ گیا۔ جس پر ان لوگوں نے اٹھا کر غلام خاں کو

لٹایا۔ اور وہ لوگ اُسے اٹھا کر غلام خاں لے گئے۔ اب یہی آئی

جگہ کھڑا ہوا تھا۔ لوگ بے پناہ خوشی کے انداز میں جمع رہے تھے،

تالیاں بجا رہے تھے۔ تب میں وہاں سے نیچے اتر آیا۔ لوگوں کے

ایک عجم نے مجھے گھیر لیا۔ ان میں خاص طور پر وہ لوگ تھے جنہوں نے مجھے شکی کی اجازت دی تھی۔ میں اس جگہ آگیا جہاں سے مجھے لڑنے کی اجازت ملی تھی اور جہاں میرا وہ مختصر لباس موجود تھا جسے پہن کر میں اور سلاؤس یہاں آئے تھے۔ سلاؤس بھی اسی جگہ کھڑا ہوا تھا۔ اس نے مجھے دیکھا اور تھوڑا انداز میں سیکر نزدیک پہنچ گیا۔ پھر میرا شانہ تھپتھپانا ہوا ہوا۔

"اگر تم تھوڑی سی قوت اور صرف کرتے تو شاید وہ مر جاتا" "ممکن ہے" میں نے کہا "تو نہیں کسی طرح احساس ہوا ہے" "بس میں نے یہی اندازہ لگایا تھا" سلاؤس نے کہا اور پھر اس کی بات درمیان سے کٹ گئی۔ وہ تمام لوگ جو اس سے پہلے مجھے کچھ نہیں سمجھ رہے تھے اب میرے گرد جمع تھے۔ ان کے منہ سے حیرت انگیز باتیں نکل رہی تھیں

"تم تو بلا کے طاقتور ہو تو جوان"

"غلام خان کی کیا حالت ہے؟ کسی نے سوال کیا۔"

"ڈاکٹر اپنے خیمے میں لے گئے ہیں۔"

"لیکن یہ پہلوان۔ یہ تو بہت زبردست ہے۔"

"آؤ مجھے پہلوان اپنا لباس بدل دو تو میں بھی ادا کیوں کر دی جائے گی۔ کیا تم دوسری عورتوں کا معاہدہ کر دے گے؟"

میں ان لوگوں کو سمجھنے کی کوشش کر رہا تھا لیکن ان کی باتیں مشکل سے سمجھ میں آ رہی تھیں اور ذہن پر سیدر و دباؤ رہ رہا تھا میں نے ان لوگوں کو کم سے کم جواب دینے پھر اس جگہ سے اٹھ کر آئی، جہاں وہ لوگ میرے مقابل کمرے لے گئے تھے۔

"غلام خان کی حالت خراب ہے۔ ڈاکٹر وہاں کھڑے ہیں کہ وہ ذہنی توازن کھو بیٹھے گا۔ اسے فوراً اسپتال بھیجا جا رہا ہے۔"

"خدا کی پناہ اس کی یہ حالت اس نوجوان کی وجہ سے ہوئی ہے۔"

"اس سے اس نوجوان کی بے پناہ طاقت کا اندازہ ہوتا ہے۔"

"یہی اندازہ ہوتا ہے" اور لوگ نہ جانے کیا کیا گفتگو کرتے رہے۔ پھر کچھ لوگوں نے کاغذ کے مخصوص طرز کے ٹکڑے میری طرف بڑھا دیے۔ اور ایک عجیب کی چیز میرے ہاتھ میں دیتے ہوئے لے لے کر دستخط کر دیا اور مجھے اندازہ ہوا کہ وہ قلم ہے لیکن دستخط۔ اوپر وہ فیصہ میں نے ذہانت سے کام لے کر اس کاغذ پر ایک نشان بنا دیا۔ انہوں نے اس نشان پر کوئی توجہ نہیں دی تھی۔ اب دوسری شے کا اعلان ہوا تھا اور یہ سب سے بڑی شے تھی یعنی جگہ جگہ کی شے جسے ایک جاپانی پہلوان سے لڑنا تھا۔ میں نے بھی دلچسپی سے یہ شے دیکھی۔ دونوں اڑا کے شاندار تھے۔ اور ان کے لڑنے کا انداز بے حد شاندار تھا۔ میں نے ان کی

کاوشوں کو بہت پسند کیا۔ اس وقت ایک شخص میرے پاس پہنچ گیا۔ "گل زمان نہیں طلب کرتا ہے؟"

"مکون؟"

"گل زمان"

"لیکن ہم نے اس شخص سے بات کر لی ہے" ایک ٹیلے چلتے شخص نے گئے ٹھہر کر کہا۔

"جو اس مسئلہ کو" تم گل زمان کے سامنے بول سکتے ہو۔ اگر وہ اسے طلب کرتا ہے تو تم روکنے کی ہمت نہیں کر سکتے۔"

"یہ تو زیادتی ہے" اس نے احتجاج کیا

"ہوگی۔ آؤ پہلوان" اس شخص نے کہا

"تمہاری مرضی ہے دوست، اگر گل زمان سے تمہاری بات نہ بنے تو میرے پاس آ جانا"

"چلو آؤ" وہ شخص بھڑک اٹھا۔

"ابھی نہیں۔ میں ان دونوں کو دیکھ رہا ہوں۔ میں تمہاریا میں آنے والوں کو دیکھتے ہوئے کہا اور پھر تھوڑی دیر میں فیصلہ ہو گیا۔ جگہ جگہ سے دوسرے پہلوان کو ہار رہا تھا۔ اس کا اعلان ہوا اور وہ اس شخص کے ساتھ چل پڑا۔

جس جگہ مجھے لے جایا گیا وہ بھی اسی عمارت میں تھی اور یہاں ایک میز کے چیمپے ایک قوی شکل شخص بیٹھا ہوا تھا جس کی سرکھیں بہت بڑی بڑی تھیں اور آنکھوں کی کیفیت بڑی خوفناک تھی۔

"آؤ آؤ پہلوان" تم نے تو کہاں کر دیا۔ غلام خان تو کیا کام سے، حالانکہ بڑا عمدہ چٹھا اٹھا تھا۔ بیٹھو۔ تم کافی نام پیا کر لو گئے اور میں بیٹھ گیا۔

"کہیں پاس سے آئے ہو؟ اس نے پوچھا۔"

"ہاں"

"کہاں سے آئے ہو؟"

"دوسری جگہ سے"

"جہاں اس دوسری جگہ کا کوئی نام تو ہوگا؟"

"ہاں ہے" میں نے اچھے ہوئے انداز میں کہا۔

"کسی پہاڑی علاقے کا جو ان معلوم ہوتا ہے استاد دیکھو ٹھیک سے بول بھی نہیں پاتا" ایک آؤ شخص نے کہا۔

"ہاں یہی گستا ہے لیکن اگر یہ بات ہے تو مرآ جا بیگا۔"

میرا یہ جواز تو بیگانہ مکر ہے تھا۔ تم لوگ نہیں جانتے کہ اس کے بدن میں کیا طاقت ہے؟ کہاں ٹھہرے ہوئے ہو پہلوان؟

"کہیں نہیں" میں نے جواب دیا۔

"تب تم میرے ساتھ رہو۔ تمہیں میرے پاس کوئی تکلیف نہیں

ہوگی۔ میں تمہارے آرام کا سارا بندوبست کر دوں گا۔" اس نے کہا اور میں نے گردن ہلا دی۔

"تیار ہو؟"

"ہاں" میں نے گردن ہلا دی۔

"اکیلے ہو یا اور بھی ہے کوئی تمہارے ساتھ؟"

"سلاؤس ہے"

"یہ بھی کوئی پہلوان ہے؟"

"نہیں، میرا دوست ہے" میں ہنس پڑا۔ سلاؤس اور پہلوان مجھے ہنسی آگئی۔ سلاؤس سن لے تو بیہوش ہو جائے۔ الغرض دیر تک ہم یہاں رہے۔ سلاؤس کو کبھی اسی خیمے میں بلایا گیا تھا۔ ان لوگوں کے منگے ہماری بھڑکی میں نہیں آتے تھے۔ اس کے بعد ان لوگوں کی بیٹھ چینی شروع ہو گئی۔ سب باہر نکلے تھے۔ لڑائی کا تنازعہ ختم ہو چکا تھا۔ ایسا محسوس ہوا تھا جیسے یہ لڑائی کمال کوئی حیثیت نہیں رکھتی۔ بس ایک تفریحی مشغلہ تھا۔ اس جدید دور کی جدید لڑائیاں یا مشغلہ دیکھ کر عجیبے حد حیرانی ہو رہی تھی اور پڑھا سلاؤس مجھ سے الگ نہ تھا۔

تھوڑی دیر کے بعد وہ شخص جس کا نام گل زمان تھا، ہمیں ساتھ لے کر بڑے بائبل آیا۔ اس کا انداز بڑا دوستانہ تھا۔ باہر دی گئیے کا پتھر کھڑا ہوا تھا، جسے ہم سرکوں پر دوڑتے ہوئے دیکھ چکے تھے، لیکن اب اسے قریب سے دیکھنے کا موقع ملا۔

لیکن وہ جانور نہیں تھا بلکہ پرانی طرز کے تھپڑے صوری تھی جس میں جانور نہیں لگاتے جانتے تھے، بلکہ وہ انسانی ہاتھوں کا کرشمہ تھے، یعنی فولاد سے یا لوہے سے بنائی گئی ایسی کارآمد واری بوڑھی دیر میں کہیں کا کہیں پہنچا دیتی تھی۔ پھر ہم اس عمارت میں آگئے جو بہت اونچی تھی اور اس میں عمارتیں جگہ جگہ دیکھ چکے تھے۔ ہمارے ساتھ گل زمان بھی تھا۔ تب ہمیں اس عمارت میں پہلی بار داغے کا موقع ملا۔

اور پروفیسر اس عمارت کو دیکھ کر ہماری جو کیفیت ہوئی تھی ہم بیان نہیں کر سکتے۔

سلاؤس اسے پاگوں کی طرح چاروں طرف سے دیکھ رہا تھا۔ روشن عمارت جس میں جگہ جگہ شعلیں جل رہی تھیں۔ ایسی شعلیں جن میں آگ نہیں ہوتی تھی اور نہ جانے ان میں کیا چیز جلاتی جاتی تھی۔

اس شخص نے جس کا نام گل زمان تھا ہمیں ایک کمرے میں ٹھہرنے کے لئے کہا۔ اس کمرے میں آسائش کی بہت ساری چیزیں موجود تھیں جنہیں ہم نے پہلے نہیں دیکھا تھا۔ گل زمان ہم سے اجازت لیکر کھانے کا بندوبست کرنے چلا گیا۔

سلاؤس بے حد گھبراہٹ ہوا لگا رہا تھا۔ تنہائی ملی تو اس نے سوال کیا۔

"یوزنا۔ یہ تو بڑی عجیب دنیا ہے۔ جدید لوگ تو بڑے ہی حیرت انگیز ہیں۔"

"ہاں، اس میں کوئی شک نہیں ہے" میں نے صدیاں گذاری ہیں لیکن ہم میں دوریں آتے ہیں وہ ہمارے ذہن سے بہت آگے کی چیز ہے؟"

"میں تو یہاں کسی قدر گھبراہٹ محسوس کر رہا ہوں"

"اوہ۔ نہیں سلاؤس۔ یہ صرف وقتی احساس ہے میر خیال ہے یہ لوگ تفریح پسند ہیں، لیکن بے ضرر"

"تم تو ہر دور کی چیز ہو تم اس دور سے بھی لطف اندوز ہو رہے ہو؟"

"ہونا چاہیئے، سلاؤس۔ میں جانتا ہوں کہ تم بھی اس دور سے لطف اندوز ہو؟"

"مگر میں نے ابھی تک کوئی خاص بات نہیں دیکھی ہیں صرف اپنے علم و فن میں محصور تھا۔ میرا داغ اس میں محصور ہے، لیکن تمہارا ذہن بے حد کشادہ ہے"

"تم نے اس سائے جگہ کے کی روح کو محسوس کیا؟ میں نے پوچھا۔"

"نہیں، خصوصی طور سے نہیں"

"میں نے ان لوگوں کی گفتگو سنی ہے، سو میں نے کچھ اندازے لگائے ہیں، ان کے بارے میں"

"مشائے نے کہا اندازہ لگایا؟"

"جو ہم جگہ جگہ شایہ صرف ایک کھیل تھا۔ اس طرح لوگوں کو لڑایا جاتا ہے اور پھر یہ انہیں پہلوان کہتے ہیں۔ یہ کھیل ہزاروں سال پرانا ہے لیکن پہلے کسی دشمن کو ختم کرنے کے لئے کھلا جاتا تھا، اب تفریح کے طور پر کھیلتے ہیں۔ جیتنے والے کو کاغذ کے ٹکڑے ملتے ہیں جو حقیقی طور پر اہمیت کے حامل ہوں گے۔ اب ہم جن لوگوں میں آئے ہیں، میں ان سے اس سلسلے میں معلومات حاصل کر دوں گا۔"

"ہاں، یہ تمہاری کام ہے، صدیوں کے بیٹے" اس نے گہری سانس لیکر جواب دیا۔

دیر تک ہم دونوں گفتگو کرتے رہے اور پھر اس کمرے کے دروازے پر ایک شخص نظر آیا۔ گل زمان کھانے کے لئے طلب کرتا ہے۔"

"آؤ سلاؤس" میں نے کہا اور سلاؤس میرے ساتھ اٹھ کر باہر نکل آیا۔

”مسلو۔ ان لوگوں کو اپنے ہاں میں کیا تاؤ گئے؟“
 ”دیکھا جائے گا۔ تم ٹکرت کرو۔ میں نے کہا اور سلاوس غلوش
 ہو گیا۔ یہ عمدہ بات تھی کہ اس زبان یہاں نہیں بھیجی جاسکتی تھی۔
 وہ شخص یہاں جس جگہ کر گیا وہ بھی ایک خوبصورت کرہ تھا۔
 یہاں کل زمان دو آدمیوں کے ساتھ بیٹھا ہوا تھا۔ اس کے سامنے
 کھانا لگا ہوا تھا۔ بڑے بڑے برتن جن میں سے خوشبو اٹھ رہی تھی۔
 ”آؤ دوستو! تم تو واقعی عمدہ آدمی ہو۔ تمہارے بدن کا
 رنگ تو ایسا ہے جیسے تم سونے کے بنے ہو۔ بیٹھو کھا کھاؤ۔
 کھانے کے بعد بائیں ہوں گی۔ میں نے گرون ہلا دی اور ہم کھانے
 بیٹھ گئے۔“

ہمارے کھانے کا انداز بھی ظاہر ہے ان لوگوں کے لئے
 اجنبی ہو گا۔ اور یہ کھانے ہلے سے اٹھتی تھیں لیکن میں نے محسوس
 کیا کہ وہ سب میں غور دیکھ رہے تھے۔ سلاوس تو بڑی طرح گھبرا
 ہوا تھا۔

”ہم کھانے سے فارغ ہو گئے۔“ اسے واہ، کھاؤ، خوب
 کھاؤ، اتنے جاندار جو اور تمہاری خوراک کچھ نہیں ہے۔ کل زمان نے کہا۔
 ”بس ہم نے کھالیا۔“
 ”چائے پیو گئے؟“

”بس اب کچھ نہیں۔“ میں نے جواب دیا اور اس نے ہانک
 لگائی۔ ”چلو بڑے برتن اٹھاؤ۔“ اور دوسرے دو آدمی جلدی جلدی
 اگر برتن اٹھانے لگے۔ ”بس بات ہو جائے۔“ ہاں پہلوان اب اپنے
 بارے میں بتاؤ۔“

”کیا بتاؤ؟ میں نے کہا
 ”کسی پہاڑی علاقے سے آئے ہو؟“
 ”ہاں۔“ میں نے جواب دیا
 ”داؤ چیچ جانتے ہو یا صوف طاقتور ہو۔ کل زمان ہنسنا ہوا ہوا۔
 ”میں تمہارے تمام آدمیوں کو شکست دے سکتا ہوں۔“
 ”مجھے یقین ہے دوست۔ اگر ہمارے ساتھ ہو گئے تو عیش
 کرو گے۔ میں تم سے تین سال کا معاہدہ کر کے کو تیار ہوں۔“
 ”تمہارا نام کل زمان ہے؟ میں نے پوچھا
 ”ہاں۔ یہاں کا سب بڑا پر و موثر ہوں۔ بڑی بڑی کشتیاں
 کرا چکا ہوں۔ تمام لوگ مجھے اچھی طرح جانتے ہیں۔“

”ایک بات کہوں کل زمان؟“
 ”مزدور کہو میری جان کہو کیا بات ہے؟“
 ”کل زمان۔ میں اور میرا دوست، تمہاری اس دنیا میں بالکل
 اجنبی ہیں۔ ہم اس کے بارے میں کچھ نہیں جانتے۔ تمہارے وہ بہن
 اور تمہاری مشغولیات کے بارے میں ہمیں کوئی علم نہیں۔ ہم تمہارا

ساتھ تعاون کریں گے لیکن اس شرط پر کہ تم ہمیں اپنی دنیا کی ایک ایک
 چیز کے بارے میں بتاؤ۔“

”اوہ۔ میں جانتا ہوں کہ تم کسی پہاڑی دیہات کے باشندے
 ہو۔ ٹھیک ہے مجھے تمہاری یہ شرط منظور ہے۔ لیکن یہ تاؤ اگلے ہفتے
 لڑو گے؟“

”جب اور جس سے کہو گے لڑوں گا۔ لیکن میری مشکل کے
 وقت تم میری مدد کرو گے؟ میں نے صاف پوچھا۔
 ”ہوں، یہ بات ہے۔“ کل زمان نے خیال انداز میں بولا۔ پھر
 اپنے ساتھی کی جانب دیکھ کر بولا۔

”کیوں چودھری! اس سلسلے میں ان پیاروں کی کیا مدد کر
 سکتے ہو؟ گلتا ہے بالکل ہی کوسے میں۔“
 ”ہاں کل زمان، لیکن ایک شکل ہوگی۔“

”کیا؟“
 ”سکھو تاکہ جائیں گے تو بھول جائیں گے۔ میں اور چودھری
 سے معاہدے کرتے پھر جائیں گے۔“
 ”کیسے معاہدے کرتے پھر جائیں گے؟ ہم جو ان سے معاہدہ
 کریں گے۔ کل زمان جلدی سے بولا۔
 ”تین سال کا معاہدہ کرو گے؟“

”تین سال کا؟“
 ”ٹھیک ہے اگر یہ پابندی سے اس پر عمل کریں تو۔۔۔“
 ”کریں گے کیسے نہیں۔ اور اگر نہیں کریں گے تو جی جی کی ہڈی
 کون سلامت رہنے دے گا۔ میرا نام بھی کل زمان ہے اور میں لوتم بھی
 کل زمان نے ہم دونوں سے کہا۔ ”ہم تمہاری ضروریات کا خیال رکھیں
 گے لیکن تمہیں صرف ہمارے لئے لونا ہونا چاہیے۔“

”ایک لمحے کے لئے مجھے اس شخص کی بات پر غصہ آیا لیکن
 غصہ تو صحتاً تھی۔ ان لوگوں سے کچھ معلوم کرنے کے لئے فی الوقت
 اسی طرح کام چلایا جاسکتا تھا۔ یوں بھی کہا جائے گا تو غلط نہ ہوگا
 کہ اس دور میں اگر میرے پاس کچھ تھا تو یہی ایک منہ تھا جس سے
 میں یہاں کے لوگوں کو خوش کر سکتا تھا۔ ورنہ جس انداز میں ہم لوگ
 اس دور کو دیکھ رہے تھے وہ ایسا تھا کہ ہم ہر لحاظ سے خود کو کون سے
 کمتر پارہے تھے۔“

وہ لوگ ذہنی طور پر اپنی قوت حاصل کر چکے تھے کہ حیرت ہوتی
 تھی۔ وہ سواری میں ہیں وہ بیٹھ کر آتے تھے اسے ایک آدمی چلاتا
 تھا اور اس میں کوئی جانور بھی نہیں جڑا تھا۔ اس قسم کی ادبی بہت
 سی چیزیں مجھ کو بھی پڑھیں۔ اگر یہی کوئی نہ تھا تو یہاں تو ہمیں معلوم
 ہو جاتا کہ یہ سب کچھ کیا ہے۔ میں وہاں کے ماحول اور حالات کو
 سمجھنے کے لئے بہت مشکل پیش آرہی تھی۔ اس لئے میں نے کل زمان

سے مدد لینے کا فیصلہ کر کے کل زمان کی تجویز اور معاہدے کو منظور
 کر لیا۔

”ہاں مجھے منظور ہے“ میں نے کہا۔ ”میں تم سے وعدہ کرتا ہوں
 کہ جب بھی لوگوں کا تمہارے لئے اور جس سے کہو گے لڑوں گا۔“
 ”تم نے وہ آخری کشتی دیکھی تھی؟“

”جس میں جگنا گنا تھا۔“
 ”ہاں! ہاں وہی۔ بڑا عمدہ داؤ مارا ہے اس نے۔ لیکن
 میرا خیال ہے میں اگلے ہفتے کے لئے اسے پہنچ کر دوں۔“
 ”میں نہیں سمجھا۔ میں نے کہا۔“

”مقصود یہ ہے کہ اس کے کھول کر تم اس سے اگلے ہفتے
 لڑنا چاہتے ہو۔“
 ”ہاں کوئی حرج نہیں ہے میں اسے شکست دے دوں گا۔
 میں نے بڑے اطمینان سے کہا۔

”کل زمان خوشی سے سرخ ہو گیا۔ اگر تم نے مجھے شکست
 دے دی تو شہنشاہ بن جاؤ گے شہنشاہ۔ کیا مجھے تم پر شہر
 ہو جاؤ گے۔ پھر چاروں طرف تمہاری نام ہوگا۔ جگنا گنا بڑا
 اکر رہا ہے۔ لیکن اب میں اسے اچھی طرح دیکھ لوں گا اور اس کے
 پروں کو بڑے بھی نیٹ لوں گا، اور چودھری تم دیکھنا میں اسے
 میدان میں ہی شکست دوں گا۔ شاباش میرے شیرازی خوش کر دیا
 ہے تم نے۔ جاؤ عیش کرو۔ میں تمہیں ساری چیزوں کے بارے
 میں بتاؤں گا۔“

”میں ہماری آرام گاہ میں پہنچا دیا گیا۔ عمدہ کھانا ملا تھا۔ سلاوس
 اب اس حد تک بدعاش نہیں تھا جس حد تک پہلے تھا۔ ہم جن برتنوں
 پر لیٹے ان کے بارے میں سلاوس نے کہا۔

”جدید دور کے انسان نے واقعی حیرت انگیز ترقی کی ہے۔
 کیا تم اس بستر پر لیٹ کر انتہائی آرام و سکون محسوس نہیں کر رہے ہو؟“
 ”جے شک یہ بہت آرام دہ سہل ہے لیکن میری بات نہ کرو سلاوس
 میں نے بہرہ ور میں آرام و آسائش کو ترک کیا ہے۔ مجھے ان چیزوں
 سے کوئی دلچسپی نہیں ہے۔ جو کھانا تم نے کھایا، بیشک وہ لذت میں
 لاثانی تھا لیکن میں اس سے ذرا بھی متاثر نہیں ہوا۔“

”تمہاری بات دوسری ہے۔ میں اپنی بات کر رہا ہوں کیوں کہ
 مجھے قنا بڑا ہے لیکن کیا تمہیں اس بات پر حیرت نہیں ہے صدیوں
 کے شیے کران لوگوں نے زندگی کو کیا سے کیا بنایا ہے۔ اب
 طویل فاصلے طے کرنے کے لئے تو تمہوڑا گاڑیوں کی ضرورت
 ہے اور نہ چیل چلنے کی۔ یہ لوگ لوہے کی سواری رکھتے ہیں۔ ستاروں
 نے غلط نہیں کہا تھا کہ یہ دور لوہے کا دور ہے۔“
 ”اور یہ سب لوہے کے غلام ہیں۔“ اس نے کہا۔

”ہاں تم انہیں غلام کہہ سکتے ہو، لیکن میں نے ایک دوسری
 بات بھی محسوس کی ہے۔“
 ”وہ کیا ہے؟“

”لوہا ان کے تابع ہے، وہ اسے جو مانچہ دیتے ہیں، اس
 میں داخل ہوتا ہے۔ حالانکہ فلاؤ و موڑنا، اپنی مرضی کے مطابق تیار
 کرنا کس قدر مشکل کام ہے۔ زمانہ قدیم میں اس کے لئے کتنی تنگ و
 دو کرنی پڑتی تھی۔“

”بیشک لیکن انہوں نے لوہے کا مزاج سمجھ لیا ہے۔“
 ”واقعی انسان ترقی کی بنیادیں پر ہے اور لوگ کر و کر ہم
 کس قدر خوش نصیب ہیں کہ ہم نے اس انسان کو وقت سے پہلے
 دیکھ لیا۔“

”ہاں سلاوس، اس لحاظ سے میں تمہیں اس دور کے لوگوں
 سے بھی برتر تصور کرتا ہوں۔“
 ”نہیں، یہ زیادتی ہے۔“

”کیوں؟“
 ”میں اگر چاہوں بھی تو اس دور کے انسان کے ذہن تک
 نہیں پہنچ سکتا۔ یہ تو بہت ذہین لوگ ہیں، زمانہ اندرونی طور پر پنہلوں
 نے کیا کیا کام انجام دیئے ہیں۔“
 ”لیکن تم ایک بات بھول رہے ہو۔“
 ”کیا؟“

جاسوسی ڈائجسٹ میں شائع ہونے والا



یہ لوگ ابھی پیدا بھی نہیں ہوئے ہیں۔ یہ دور ابھی صدیوں بعد آتا ہے۔ اس دور کے انسان کے تصور میں بھی نہیں ہوگا کہ کوئی اس طرح مستقبل میں جھانک رہا ہے۔ اس دور کا ابھی کوئی وجود نہیں ہے لیکن وہ ہمارے سامنے وجود ہے۔

"ہاں یہ دوسری بات ہے۔"

"معمولی نہیں ہے سلاؤس"

"تمہارا شکریہ جو تم مجھے اس قدر اہمیت دے رہے ہو حالانکہ میرا کچھ اور خیال ہے۔"

"کیا؟"

"مجھ سے زیادہ عظیم اور ادا کئے تم ہو، کیونکہ میں تو علم کے لیے مستقبل میں جھانک رہا ہوں۔ اور تم خود اس حقیقی دور تک پہنچو گے۔"

"ہم دونوں میں انفرادیت ہے اور یہ لوگ ہم سے بھی منفرد ہیں، دلچسپ بات یہ ہے کہ ہم صدیوں آگے کے لوگوں کی سوچ سے واقف ہیں، اور وہ ہیں اپنے بارے میں بتانے کی تیاریاں کر رہے ہیں۔"

ہم دونوں خاموش ہو گئے۔ میں آنکھیں بند کرنے کی کوشش کرنے لگا۔ حالانکہ دل نہیں چاہتا تھا کہ وقت اس طرح بیکار گزار دوں جو کہ معلوم کر لیا جائے وہ بہتر ہوتا ہے لیکن ان لوگوں کی مانند زندگی گزارنا ہی مناسب تھا۔

رات ختم ہونے تک میں سوچتا رہا سلاؤس التبا بے خبر رہا تھا۔ مجھے اس کی کمزوری پتہ چلی تھی۔ روشنی نے جھانکا اور میں نے بستر چھوڑ دیا سلاؤس نے بھی آنکھیں کھول دی تھیں۔

"کیا حال ہے سلاؤس؟"

"بے خبر رہا تھا۔ جاگنے کے بعد یاد آیا کہ کس دور میں ہوں، تو بڑی خوش ہوئی۔"

"گویا تمہارا ذہن اسے قبول کرتا جا رہا ہے؟"

"قبول تو پہلے ہی کر رہا تھا لیکن ذرا سی الجھن تھی۔ میرا خیال ہے کہ کچھ وقت یہاں گزارنے کے بعد میں مکمل طور پر مطمئن ہو جاؤں گا۔"

"تم نے ایک بات محسوس کی سلاؤس؟"

"کیا؟"

"اس دور کا انسان فطرتاً آزاد معلوم ہوتا ہے۔ ان لوگوں کا مضبوط حیات ابھی تک سمجھ میں نہیں آیا۔"

"میرا خیال ہے اس بارے میں معلوم کرنا زیادہ مشکل نہ ہوگا۔"

"ہاں اس میں کوئی شک نہیں ہے، یہاں سے ہم نے ابتدا کی ہے، پہلے بنیادی باتیں معلوم ہو جائیں۔ اس کے بعد آگے بڑھیں گے۔"

ٹھیک ہے۔ سلاؤس نے جواب دیا۔

تھوڑی دیر کے بعد ہمارے کمرے کا دروازہ کھلا اور کسی اندر چلا گیا۔

"کیا تم لوگ جاگ گئے؟"

"ہاں، میں نے جواب دیا۔ اور پوچھنے والا ہم سے کچھ کہنے بغیر واپس چلا گیا۔ پھر کچھ دیر بعد واپس آکر پوچھا: "منہ لکھ دو چہ بزم؟"

"ہاں، میں نے جواب دیا۔"

"تو حیرت انگیز نہ کرو، گل زہل کام سے گیا ہوا ہے تمہارا وقت ایک ہی ناشہ کرو گے۔"

ہم اس کے ساتھ چل دیے۔ ناشہ میں بھی بہت عمدہ عمدہ چیزیں تھیں۔ سلاؤس اب ان چیزوں کو دیکھ رہی تھی کہ اپنی رہتا تھا۔

ناشہ سے خارج ہو کر ابھی ناشہ کے کمرے سے باہر نہیں نکلے تھے کہ کچھ ہنسلاؤں داخل ہوئے۔ ان میں ایک دوا زمامت اور خوبصورت لڑکی تھی۔ جدید ترین لباس میں محسوس، اور اس کے ساتھ ایک بکے قسم کا آؤٹی تھا۔

لڑکی اندر داخل ہوئی، اس نے اپنی آنکھوں پر کوئی عجیب سی چیز پہنی ہوئی تھی جو غائبانہ شے کی جی تھی۔ ہمارے سامنے پیش کر وہ مسکرائی اور پھر اس نے گہری نگاہوں سے مجھے دیکھا۔

وہ شخص اس سے کچھ کہنے لگا تھا۔ لڑکی نے گون گونائی اور پھر اس بے شک شخص کو جھٹکے کا اشارہ کیا۔ وہ آہی واپس چلا گیا، اور اس جدید دنیا کی ایک لڑکی ہماری جانب متوجہ ہو گئی۔

"تم میں سے کون کون ہے؟ اس نے سوال کیا۔"

"میں ہوں، وہیں نے آگے بڑھ کر کہا۔"

"اور یہ تمہارا دوست سلاؤس؟"

"ہاں، لیکن تمہیں اس کے بارے میں کیسے معلوم ہوا؟"

"مجھے بتایا گیا تھا۔ لڑکی نے جواب دیا۔"

"ٹھیک ہے، میرا دوست سلاؤس ہے۔"

"لیکن ان کا نام تو عجیب ہے، کیا ان کا تعلق یونان سے ہے؟"

"میں نہیں جانتا یونان کیا ہوتا ہے؟"

"لیکن مجھے جو کچھ بتایا گیا تھا، تم اتنے ملاقات تو نظر نہیں آتے۔ لڑکی نے کہا اور گویا کی کرسی گھسیٹ کر بیٹھ گئی۔"

"مجھے سے کہا گیا ہے پورا کہ تمہیں اس دنیا کے بارے میں سب کچھ بتاؤں۔ لڑکی نے کہا۔"

"ہاں، مگر کون ہو؟"

"یوں سمجھو کہ تمہاری استاد، تمہاری انگریز، استادہ ہیں۔ تمہیں سے کہا۔"

"ہاں، اس دنیا سے تمہیں دشمنس کرانے کے لئے مجھے یہاں

بھیجا گیا ہے۔ اور یہ فرض ہے کہ تمہیں ہر طرح سے مطمئن کروں۔"

"میں بھی یہی چاہتا ہوں۔ لیکن تمہارا نام کیا ہے؟"

"تم مجھے جس ڈی سوزا کے نام سے پکار سکتے ہو؟"

"مس ڈی۔ سوزا۔ میں نے اس کے نام کے ٹکڑے کرتے ہوئے کہا۔"

"ہاں مس ڈی سوزا، اس نے کہا پھر لڑکی۔ تمہارا العجب بڑا عجیب ہے۔"

"صوف اس لئے کہ میں تمہاری دنیا میں نیا ہوں اور اچھی طرح تمہاری زبان نہیں سمجھتا۔"

"آخر تم کون ہو، کہاں سے آئے ہو، تمہاری شکل و صورت بھی عجیب ہے، خوبصورت ہو لیکن جینی اجنبی سے، کونسا پہاڑی علاقہ ہے جہاں سے تم آئے ہو؟ کیا وہ علاقہ سونے کے میدان پیدا کرتا ہے؟"

"مس ڈی سوزا نے دل کا کیز انداز میں مسکراتے ہوئے کہا۔"

"انہوں کی بات سنئے مس ڈی سوزا کہ میں خود بھی اس علاقے کے بارے میں کچھ نہیں جانتا اور نہ تمہاری رہنمائی کرتا۔"

"کیوں؟"

"بات یہ ہے کہ تمہاری اس دنیا میں جس طرح سے علاقوں کا نام دیا جاتا ہے ہمارے ہاں کسی علاقے کا کوئی نام نہیں ہے۔ بس اونچے اونچے پہاڑوں کے بیچ میں ایک چھوٹی سی لہری ہے جہاں ہم سب مل کر رہتے ہیں۔ ہم نے بھی نہیں سوچا تھا کہ ہم اس پہاڑی علاقے سے بھی باہر جائیں گے۔"

"تو یہاں تک کیسے پہنچ گئے پورا نا؟ لڑکی نے سوال کیا۔"

"در اصل مس ڈی سوزا، میرا دوست تمہاری دنیا میں آکر کچھ دیکھنا چاہتا تھا، سو یہی تیرے نظروں سے اس دنیا کا شاہدہ کر رہا ہے۔ یقین کرو مس ڈی سوزا تمہاری دنیا میں آکر تو ہمیں یوں لگتا ہے جیسے ہم کسی سیارے پر پہنچ گئے ہیں۔ میں نے کہا۔ اب میں کافی حد تک گل چکا تھا لڑکی خاصی قہری صورت تھی اور اپنے انداز گفتگو سے مجھے بہت اچھی محسوس ہو رہی تھی۔ یوں بھی جدید دور کی اس لڑکی کی زہانت کا مجھے اندازہ تھا۔ اس سے احقرانہ گفتگو کر کے اسے رجحانے کی کوشش کرنے لگا۔ بلکہ بے سو و تھا۔ چنانچہ میں نے اسے اپنے بارے میں صاف بتا دیا وہ پسند کیا تھا۔"

"اب تم ہی بتاؤ میں کہاں سے شہر سے کس؟ اس نے کہا۔"

"میں کچھ نہیں جانتا۔ تم ایک طرح سے یوں سمجھو کہ ایک نوزائیدہ بچہ تمہارے سامنے ہے اور تمہیں اسے اس دنیا کے بارے میں سب کچھ

زندگی زدگان کیلئے ایک زمانہ گزیدہ کی خوں رنگ سرگزشت

بابر زمان خان کی آپ بیتی، جگ بیتی

اس جوان رعنا سے زندگی کا رویہ مختلف تھا۔

دل فگاروں کے لئے شب رنگ و اجڑا جھٹکا قبول سلسلہ

بازوگر

قیمت فی حصہ 60/- روپے

ڈاک خرچ فی حصہ 23/- روپے

کتابی شکل میں 6 حصے شائع ہو چکے ہیں

کتابیات پبلی کیشنز

رمضان چیمبرز، بلوریا اسٹریٹ آئی آئی چندر ریکارڈز

فون: 5802552-5895313 فیکس: 5802551

kitabiat1970@yahoo.com

پوسٹ بکس 23 کراچی 74200

بتانا ہے۔ سب کچھ میں نے سنتے ہوئے کہا۔

”جڑا جیسی چپ ہے یہ۔ مس ڈی سوزا نے سنتے ہوئے کہا پھر سلاؤس کی جانب دیکھ کر بولی۔ لیکن حیرت ہے بابا تم نے بھی اسے اس دنیا کے بارے میں کچھ نہیں بتایا۔“

سلاؤس بے وقوف کی طرح میری شکل دیکھنے لگا میں نے کہا۔ ”میں تو تھوڑے سے وقت میں کسی حد تک تمہاری زبان سمجھ گیا ہوں لیکن یہ اور دست تمہاری زبان نہیں سمجھ سکتا، وہ اس زبان سے مکمل طور پر ناواقف ہے اور وہ اسے سمجھنا بھی نہیں چاہتا۔ چنانچہ اس سے مخاطب ہونے کی کوشش مت کرو۔ وہ ایک پتھر کی دیوار ہے اور دیوار ہی ہے گا۔“

”اور تو یہ ہماری زبان بالکل نہیں جانتے؟“

”نہیں۔ بالکل نہیں۔“

”تب تو پھر اس سے گفتگو کرنا بڑا مشکل ہو گا۔“

”ہاں میں کوشش کروں گا کہ جو کچھ دیکھوں اور سمجھوں اسے بھی بتا دوں۔ فی الوقت تمہاری گفتگو کے بارے میں؟“

”تمہارا کیا ارادہ ہے؟“

”جو تمہارے کرو۔“

”میرا خیال ہے اگر تم میرے ساتھ کہیں چلو تو میں جہاں سے چاہتا شروع کروں گی وہاں کی ہر چیز کے بارے میں تمہیں بتاتی رہوں گی۔“

”نہایت مناسب خیال ہے؟“

”کیا تمہارے ساتھ تمہارا دوست بھی چلے گا؟“

”نہیں۔ اس کی ضرورت نہیں ہے۔“

”کیوں؟“

”میں واپس آکر اسے سب کچھ بتا دوں گا۔ یوں بھی یہ اس دنیا سے گھبراتا ہے۔“

”ٹھیک ہے۔ ہاں ایک بات تو بتاؤ؟ ڈی سوزا نے کہا۔ پوچھو۔“

”کیا تمہارے پاس اس سے بہتر لباس نہیں ہے؟“

”نہیں۔ میرے پاس کوئی دوسرا لباس نہیں ہے۔“

”یہ تو بڑی مشکل ہے۔ جیر میں اس کا بندوبست کرنے کی کوشش کرتی ہوں۔ اس نے کہا اور اپنی جگہ سے اٹھ گئی۔ میں خاموشی سے اس کی واپسی کا انتظار کرتے لگا۔ سلاؤس بھی احمقوں کی طرح منہ کھولے بیٹھا رہا جب س ڈی سوزا کو گئے ہوئے کافی دیر ہو گئی تو سلاؤس نے کہا۔

”کیا کہہ رہی تھی یہ لڑکی؟“

”میں سلاؤس کو اس کی گفتگو کے بارے میں بتاتا رہا اور سلاؤس

گوشت ہلانے لگا پھر بولا۔

”ٹھیک ہے تم معلومات حاصل کرو اور بعد میں مجھے سمجھا دینا۔“

”اس وقت تک تمہیں ہمیں تنہا رہنا پڑے گا۔“

”رہوں گا ضرور رہوں گا۔ بس ان لوگوں سے کوئی گڑبڑ نہ ہو جائے۔“

”کیسی گڑبڑ؟ میں نے تعجب سے پوچھا۔“

”اسے اے جیراں مت پوچھو۔ برا مقصد یہ ہے کہ ان لوگوں کو میں سمجھ تو سکتا نہیں، یہ مجھ سے کچھ کہیں گے میں کچھ اور جواب دوں گا لیکن

خبر کوئی بات نہیں میں ان سے اسراروں میں بات کروں گا، تم نے فکر ہو کر جاؤ۔ سلاؤس نے کہا۔“

”مس ڈی سوزا واپس آگئی تو اس کے ہاتھ میں ویسا ہی ایک لباس تھا جیسا میں نے وہاں کے دوسرے لوگوں کو پہنے ہوئے دیکھا تھا۔“

”اس نے وہ لباس میری جانب بڑھا دیا اور بولی۔“

”لیکن کیا تم یہ لباس پہننا جانتے ہو؟“

”نہیں۔ میں نے جواب دیا۔“

”تب۔ تب پھر۔ دیکھو میں تمہیں پہن کرتا ہے دیکھو ہوں کہ تم اسے کس طرح پہنو۔“

”ڈی سوزا نے زیریں لباس پہن کر مجھے دکھایا پھر اوپر لباس کا طریقہ بتانے لگی۔ میں نے اپنے لباس اتارنا چاہا لیکن ڈی سوزا نے جلدی سے روک دیا۔“

”یہاں نہیں، وہاں دوازدہ کھول کر اندر چلے جاؤ۔ اس نے ایک طرف اشارہ کیا اور میں ایک گہری سانس لے کر وہ لباس پہن کر اداھر چلا گیا۔ میں نے لباس پہنا اور مجھے اپنے بدن میں چیزیں ایسی بیٹھتی محسوس ہوئی۔“

”تنگ سا لباس تھا، عجیب محسوس ہو رہا تھا۔ میرا بدن تو آگ کی گرمی سے زندگی پاتا تھا، پھیلا یہ تنگ سا لباس مجھے کیسے پسند آتا۔ لیکن

برداشت کرنا ہی تھا۔ سو میں نے اس کے بتائے ہوئے طریقے پر لباس پہن لیا اور باہر نکل آیا۔“

”مس ڈی سوزا باہر موجود تھی اور میرا دوست سلاؤس بھی سلاؤس نے مجھے دیکھ کر ایک گھٹن کرچ قسم کا قہقہہ لگایا۔“

”میں نے بوکھلا کر مس ڈی سوزا کی جانب دیکھا لیکن مس ڈی سوزا کی آنکھوں میں عجیب سے تاثرات تھے۔ وہ ہنس رہی تھی اور مجھے تنگ جا رہی تھی۔“

”کیا میں نے یہ لباس غلط پہنا ہے؟ میں نے گھبرائے ہوئے انداز میں کہا لیکن اس نے کوئی جواب نہیں دیا۔“

”آہ میرے دوست، تم کیا بن گئے، جدید دور کے گھوڑے؟“

”سلاؤس نے کہا اور پھر ہنسنے لگا۔“

”میں بھی سکا دیا۔“ عجوبی ہے سلاؤس؟“

”اور اس لڑکی کو دیکھو، پاگل ہو گئی ہے۔“

”کیا کہہ رہے ہو سلاؤس؟“

”مڑی ہے تم پر۔“

”یہ تو بہت اچھی بات ہے، میں نے ہنسنے ہوئے کہا۔ پھر لڑکی سے مخاطب ہو کر بولا۔“ آپ کو کیا ہو گیا ہے مس ڈی سوزا؟“

”کچھ نہیں۔ اس نے ایک گہری سانس لی اور عجیب سے انداز میں مسکانے لگی۔ تم واقعی طلسمی انسان معلوم ہوتے ہو۔ مجھے تعجب ہے

تم اس پرفیشن میں کیسے آگئے؟“

”تم پہلان کیوں بن گئے، جبکہ تم کسی طرح بھی پہلان نہیں معلوم ہوتے۔ میں پیش گوئی کرتی ہوں کہ تم شہر کی دیکروں کے لئے مصیبت بن جاؤ گے؟“

”لڑکیوں کے لئے کیوں مصیبت بن جاؤں گا؟“

”وہ تمہیں دیکھ کر بدن پر قابو نہیں رکھ سکیں گی؟“

”چھوڑو، میں تم سے بہت سی باتیں معلوم کرنا چاہتا ہوں مس ڈی سوزا۔“

”میں تمہاری ہر خواہش پوری کروں گی، آؤ میرے ساتھ۔ کیا تمہارے بزرگ دوست نے اجازت دے دی ہے؟“

”وہ تعاون کرے والوں میں سے ہے؟“

”تب آؤ۔ لڑکی نے کہا اور ہم دونوں باہر نکل گئے۔ باہر ایک لمبی سی سواری کھڑی ہوئی تھی۔ دن کی روشنی میں میں نے فریادی گھوڑے کو دیکھا اور پھر مس ڈی سوزا کے ساتھ اس میں بیٹھ گیا۔ مس ڈی سوزا نے کوئی حرکت کی، فریادی جائزہ نہ لے لگا۔ پھر وہ آگے بڑھ گیا۔“

”میں تمہاری اس سواری سے بہت متاثر ہوں۔“

”اپنے علاقے میں تم سفر کیسے کرتے تھے؟“

”گھوڑے اور ایسے ہی دوسرے جانوروں پر۔“

”تم نے یہ کل کا گھوڑا کبھی نہیں دیکھا؟“

”کبھی نہیں۔ کیا یہ جاندار ہے؟“

”نہیں جیسی، اسے میں چلاتا ہوں۔“

”کیا یہ سیدھا بھی نہیں ہوتا؟ کیا اس کی نسل ہوتی ہے؟“

”اور نہیں۔ لڑکی جس چیز سے اسے انسان بناتے ہیں؟“

”پھر یہ دوڑنے کی کس طرح ہیں؟“

”میشینی عمل سے، اسے کار کہتے ہیں۔ لڑکی نے بتایا اور میں نے اس کا نام ڈس نشین کر لیا۔ انسان نے سفر کی سہولتوں کو بہتر بنانے کے لئے یہ قدم اٹھایا تھا۔“

”ہم سمت دہی سے شہر کی مڑوں پر چلتے رہے۔“

”تم لوگ یہ عمارتیں کس طرح بناتے ہو؟“

”میشنوں کے ذریعہ، فریادی مشینیں دنیا کا ہر کام لیتی ہیں۔“

”لیکن یہ تمہارے تابع کس طرح ہو جاتی ہیں، یہ تو بے جان ہیں۔“

”انسان نے انہیں اپنی مرضی کے مطابق بنایا ہے۔“

”لوہے کے پرزے تمہاری مرضی کے مطابق کام کرتے ہیں؟“

”ہاں۔“

”لیکن ان میں تو ہر ایک کس طرح ہوتی ہے؟“

”کبھی برقی قوت سے اور کبھی پٹرول کی قوت سے۔“

”برقی قوت؟“

”ہاں جلی۔ دو مجھے برقی قوت پوری سمجھانے لگی۔“

”میری آنکھیں تعجب سے پھیل گئیں۔ تم لوگوں نے اس قوت کو کس طرح حاصل کیا؟“

”سائنسدانوں نے اس پر ریسرچ کی ہے، انہوں نے اپنی تحقیق سے انسانیت کو بہت کچھ دیا ہے۔“

”تم لوگ ان کی بہت عزت کرتے ہو؟“

”ظاہر ہے۔“

”میں اس سے سوالات کرتا رہا۔ میری معلومات کے خزانے پر ہر لمحے تھوڑے پھر اور میرے مہرود کا عالم نہ پوچھو۔ میں ایک ایک بات ذہنی مشین کر رہا تھا، اور کل کا گھوڑا ایک کمزور سی لڑکی کی مرضی سے چل رہا تھا۔“

”ایک بات اور بتاؤ مس ڈی سوزا۔“

”سوزا اس نے میری بات کاٹ دی۔“ اب تمہارے ساتھ کسی تکلف کو بھی نہیں چاہتا تم کو واقعی کسی نوازشیہ بیچنے کی مانند ہو؟ اس نے پیادہ بھرے لیے میں کہا۔ مجھے صرف جولی کہہ کر پکارا کرو؟“

”کیوں کیا تم نے نام بدل لیا؟“

”نہیں۔ میرا نام ہی ہے۔“

”اور مس ڈی سوزا؟“

”ڈی سوزا میرے والد کا نام ہے۔“

”تو پھر تم نے اپنا نام ہی کیوں نہ بتایا؟“

”اور وہ مجھے اس کی وجہ بتانے لگی۔ تھوڑی دیر کے بعد وہ ایک جگہ رک گئی اور گھوڑے کی غراہٹ خاموش ہو گئی۔“

”یہ ہو رہا ہے؟“

”ہو رہا ہے۔“

”انگلزہ ہوا کہ وہ قومہ خانہ ہے۔ وہ بھی جدید شکل کا تھا۔ ہم اندر جا بیٹھے دوسرے لوگ بھی تھے جن میں مرد اور عورتیں دونوں تھے۔ جولی کا کمر درست نکلا۔ عورتیں مجھے بہت غصہ سے دیکھ رہی تھیں۔ جولی نے کھانے پینے کی کچھ چیزیں طلب کیں اور وہ آگئیں۔“

تم انہیں کتے دوگے؟
 ہاں کتنی۔ یہ دیکھ کر کتنی ہے؟ اس نے ہاتھ کے ویسے ہی
 ٹکڑے بچے دکھائے جیسے مجھے رات کر تھے۔
 وہ ویسے کتے تو میرے پاس بھی ہیں؟
 ہم انہیں کٹ کتے ہیں؟
 ٹھیک ہے میں یاد رکھوں گا میں نے کہا اور مس ڈیوڑا کے
 کتے پر کھانے میں مشغول ہو گیا۔
 تمہاری دنیا بڑی آرائش ہے۔ اجماع لوگوں کا طرز زندگی کیا
 ہے؟
 وہ تم گری سوچ رکھتے ہو؟
 ہاں۔ میں جانتا چاہتا ہوں؟
 طرز زندگی سے تمہاری کیا مراد ہے؟
 کیا تمہارے اوپر کوئی حکمران چلتا ہے۔ کیا تمہارا کوئی بادشاہ
 بھی ہے؟
 نہیں، بادشاہت کا خاتمہ ہو چکا ہے۔ اب انسانی حقوق کا
 دور ہے۔ لوگ اپنے لئے ایک انتظام کا انتخاب کر لیتے ہیں وہ حکومت
 چلاتا ہے؟
 تنہا؟
 نہیں اس کے بے شمار دیگر کارہوتے ہیں۔ لوگ انہیں دولت
 دیتے ہیں اور وہ ان کے مقدمات کی نگرانی کرتے ہیں؟
 تھوڑا سا بدلہ ہوا انداز ہے لیکن راج وہی ہے۔ میں نے خیال
 انداز میں کہا۔
 تمہارے پہاڑوں میں کونسا نظام رائج ہے؟
 ہمارے پہاڑوں میں؟ میں نے گری سائنس کی ہالے ہاں
 تو کچھ بھی نہیں ہے۔ بس انسان اپنے طور پر جیتے ہیں؟
 تمہارا علاقہ کونسا ہے؟ میں تمہاری شخصیت پر حیران ہوں؟
 جولی نے کہا اور میں نے اس کی بات کا کوئی جواب نہیں دیا۔ پھر وہ
 اس سوال کو ٹال گئی۔ ہم دونوں اس وقت تک گھومتے رہے جب تک
 سورج نہ چھپ گیا۔ میں بچوں کی طرح اس سے سوالات کر رہا تھا اور
 اس نے ایک جواب بھی دینے میں تاخیر نہیں کرتی تھی۔
 کیا خیال ہے اب واپس چلیں؟
 ہاں سورج چھپ گیا ہے؟
 تمہارا وقت کیسا گندا؟
 آتما نچپ کہ میں تنہا نہیں سکتا؟
 میں نے تمہارے اندر ایک خاص بات محسوس کی ہے۔ وہ یہ
 کہ تم تنہا ہی چیزوں سے ایمان ہو لیکن تمہارے سوالات بے حد جانے
 بوجھنے ہیں۔ جس سے مجھ پر اور ذات آمیزہ میں تمہارے ان سوالات

سے بے حد متاثر ہوں؟
 میں نے کوئی جواب نہیں دیا اور وہ واپس گھر کی جانب چل
 پڑی۔ ہم واپس اپنی رہائش گاہ میں آ گئے۔ اور کتے ہی ہمیں اس کمرے
 میں طلب کر لیا گیا جہاں گل زمان اپنے چند ساتھیوں کے ساتھ موجود
 تھا۔ کچھ اور لوگ بھی تھے جو پہلوان نظر آ رہے تھے۔
 تب ایک دیوہیکل آدمی اپنی جگہ سے اٹھا اور اس نے کھڑے
 ہو کر مجھ سے ہاتھ ملایا۔ گل زمان نے میرا اس سے تعارف کرایا تھا۔
 اس دوران ان لوگوں کا طرز زندگی، ان کی تہذیب، ان کی
 معاشرت کے بارے میں میں نے مس ڈیوڑا یا جولی سے جو سوالات
 کئے تھے ان کی روشنی میں میں اب ان لوگوں کے بارے میں بہت کچھ
 جان گیا تھا۔ چنانچہ اس وقت میرے انداز میں وہ جھبک نہیں تھی جو
 پہلے تھی میں نے اس شخص سے مصافحہ کیا اور ایک کرسی پر بیٹھ گیا۔
 "میں آج ہی باہر سے آیا ہوں؟ اس نے کہا۔ مجھے گل زمان
 کی زبانی یہ سن کر حیرت ہوئی ہے کہ تم نے غلام خان کو اتنی آسانی سے
 شکست دے دی۔ نہ صرف شکست دی ہے بلکہ..... ان کی حالت
 کافی نازک ہے۔ ڈاکٹروں کا کہنا ہے کہ اگر یہ دواؤں اور دھجھ جاتا تو اس کا
 دماغ پھٹ جاتا۔ اس لئے میں یہ جانتا چاہتا ہوں کہ کیا تم نے باقاعدہ
 کشتیاں لڑی ہیں؟
 نہیں۔ بس اپنے علاقے میں کبھی کبھی چند لوگوں سے مدد میسر
 ہو جایا کرتی تھی؟
 تم اپنے علاقے کا نام نہیں بتا سکتے؟
 نہیں۔ کیونکہ اس کا کوئی نام نہیں ہے؟
 بڑی عجیب چیز بات ہے۔ اس دور میں بھی ایسے پانچ علاقے
 موجود ہیں، جہاں کے لوگ اس بات سے قطعی ناواقف ہیں کہ دنیا میں
 کیا کیا ہو چکا ہے اور وہ جدید دنیا سے قطعی ناواقف ہیں۔ گل زمان
 نے مجھے بہت کچھ بتایا ہے اور مجھے یہ سب کچھ سن کر بے حد حیرت
 ہوئی ہے؟
 میں نے اس شخص کی باتیں نہیں اور ان کا کوئی جواب نہیں دیا۔
 بے چارہ سلاؤس تو یہاں اکثر تھی پگلی ہو گیا تھا۔ اس کی سب سے
 بڑی وجہ یہ تھی کہ اسے ان لوگوں کی زبان نہیں آتی تھی اور وہ سمجھنے کی
 صلاحیتیں بھی نہیں رکھتا تھا چنانچہ وہ زیادہ تر خاموش ہی رہتا تھا۔
 "تو تم پورے غلطی سے گل زمان کے ساتھ معاہدہ کرنے کے
 لئے تیار ہو؟ اس شخص نے پوچھا۔
 "دیکھو وہ تو میں تم سے بھرپور تعاون کرنا چاہتا ہوں۔ اس لئے
 کہ میں تمہاری دنیا، اس تہذیب اور معاشرت کے بارے میں بہت
 کچھ جاننے کا خواہش مند ہوں۔ میں تم سے کہہ چکا ہوں کہ میرا پیشہ
 نہیں ہے اور نہ میں اس کے بارے میں باقاعدگی سے کچھ جانتا ہوں۔

میں اگر کئی کسی بھی شخص کے سامنے کھڑا کر دوں گے اور مجھ سے کہو
 گے کہ اسے شکست دے دوں، تو یقیناً کرو میں پورے دعوے اور
 اعتماد کے ساتھ کر رہا ہوں کہ ایسا ہی ہوگا۔ باقی رہی معاہدے کی بات
 اس کے لئے ضمانت کا یقین مناسب نہ ہوگا۔ ہاں اگر کبھی اس فن کے
 لیے نئی گائڈ لائن کا خیال آیا تو میں صرف اور صرف تمہارے کہنے
 پر اسے شروع کروں گا؟
 لیکن تم معاہدہ کیوں نہیں کرنا چاہتے؟
 اس لئے کہ میں تمہاری اس دنیا کو اندر سے دیکھنا چاہتا ہوں۔
 میں کسی ان یا کسی اور جیسے خود کو دیکھنا نہیں چاہتا؟
 ایسا نہیں ہوگا۔ ہم تین مشینیں نہیں بنائیں گے بلکہ تین اس
 کا ہوا یا موقع دیں گے کہ کم جو کچھ کرنا چاہو کرو۔ ہم تمہیں تمہارے کسی
 کام سے نہیں روکیں گے اور پہلوانی میں بھی بہت کم وقت صرف ہوگا۔
 اس کے بعد تم آزاد ہو گے۔ چنانچہ اگر تم معاہدہ کر لو تو ہم لوگ بھی مطمئن
 رہیں گے کیونکہ میرے دوست اچھی کچھ عرصے کے بعد جب تم کچھ بن
 جاؤ گے تمہارا نام شہرت پا جائے گا تو بے شمار لوگ تمہاری جانب
 دہریں گے اور کوشش کریں گے کہ تمہیں اپنے لئے حاصل کر لیں۔ بڑی
 بڑا پیش کشیں ہوں گی۔ کیا اس وقت ہم یہ محسوس نہیں کریں گے کہ ہمارے
 ساتھ زیادتی ہوئی ہے؟
 میں کسی کی بات نہیں مانوں گا؟ میں نے جواب دیا اور گل زمان
 اس شخص کی طرف دیکھنے لگا۔
 ٹھیک ہے گل زمان اگر کبھی پورا محسوس کرے کہ اسے تمہاری
 ضرورت ہے تو اسے خوش آہدہ کہنا۔ باقی رہی معاہدے کی بات، تو
 اسے جانے دو اس کے علاوہ وہ وعدہ بھی کر رہا ہے کہ اگر کشتی لڑے
 گا اور تمہارے لئے؟
 ٹھیک ہے لیکن میں قدامت دہری قسم کا آدمی ہوں۔ اگر اس نے
 اس بات کی خلاف ورزی کی تو میری اس سے دشمنی ہو جائے گی گل زمان
 نے جواب دیا۔
 میرے ہونٹوں پر مسکراہٹ پھیل گئی۔ اس حق شخص کو یہ معلوم
 نہیں تھا کہ اگر اس نے مجھ سے دشمنی کی تو اس کا نتیجہ کیا ہوگا لیکن میں
 اس مسئلے میں کچھ رونا نہیں چاہتا تھا۔
 اس شخص نے کہا "تو تو جوان دوست، کل صبح سے میں تمہارا
 قریب ہوں؟
 قریب؟ میں نے جولی کی جانب دیکھا اور جولی مسکرا کر
 آگے بڑھی۔
 مقصد یہ کہ وہ تینوں اس فن کی تربیت دیں گے؟
 ادھ۔ میں نے گل زمان کی طرف دیکھا کہ میں تمہارا منتظر
 ہوں گا؟ میں نے جواب دیا۔ اور گل زمان نے اس بات پر خوشی کا

اظہار کیا۔
 تھوڑی دیر تک ہم لوگ وہاں بیٹھے رہے۔ پھر کئی نا کھا یا گیا۔
 اس کے بعد میں اور سلاؤس آرام کرنے کے لئے کمرے میں آ گئے۔
 سلاؤس اب زیادہ پریشان نہیں تھا۔ کمرے میں بستر پر لیٹ
 کر وہ مسکرایا۔ کہ میرے دوست کیا کارنامے انجام دیئے؟
 "تم تنہا سلاؤس، تمہارا دل کیسا گندا؟
 "بڑا عین رہا۔ لوگوں سے اشاروں میں گفتگو کر رہا میں نے
 بھی اپنا ایک اسلوب بنایا ہے اور اس نے مجھے کچھ افلاطون سکھائے ہیں؟
 ادھ خوب کیا الفاظ؟
 "کھانا۔ پانی۔ ہوا۔ بستر اور ایسی ہی چند چیزیں؟
 "خوب خوب۔ تب تو تم بھی بہت جلد ان کی زبان سیکھ جاؤ گے؟
 "ہاں مجھے یقین ہے؟
 "کوئی انہیں تو نہیں ہے؟
 "اگر زبان کی انہیں دور ہو جائے تو پھر باقی معاملات کو سمجھنے
 میں کوئی حقد نہیں ہوگی؟
 "ہم اسے انسان کے عروج کی انتہا کہہ سکتے ہیں۔ وہ اتنا آگے بڑھ
 گیا ہے کہ قدیم انسان سوچ بھی نہیں سکتا؟
 "مثلاً؟
 "میں نے اپنی اہلیق لڑکی سے اتنے سوالات کئے کہ اس کا سر
 پھٹ گیا ہوگا لیکن اچھے اخلاق کی مالک تھی۔ ہر سوال کا اس نے
 بڑی تفصیل سے جواب دیا؟
 "خوب خوب۔ اچھے اخلاق کی مالک تھی۔ یہ خیال کچھ اور ہے
 اس کی اس طاقت میں اس کی پسند پوشیدہ ہے؟
 "یہ تو اور وعدہ بات ہوگی سلاؤس، اس طرح وہ میری ذات میں
 زیادہ دلچسپی لے گی اور مجھے مزید تفصیلات بتائے گی؟ میں نے ہنستے
 ہوئے کہا۔
 "ویسے تم اس سے کیا معلوم کیا؟
 "یہ لوگ بلند بلا عام میں بناتے ہیں تاکہ تھوڑی جگہ میں زیادہ لوگ
 رہ سکیں۔ شہروں کی آبادیاں کافی بڑھ گئی ہیں اور اس سے تقصیر دی
 مسائل اٹھ کھڑے ہوئے ہیں۔ یہ لوگ مسائل کے حل کی تلاش میں سرگرداں
 رہتے ہیں۔ ان کے ہاں ہر مسئلہ کا الگ شعبہ ہے۔ سائنسدان انسانی زندگی
 کے لئے بہترین حلیاں کھاتے ہیں اور یقیناً کتے بہتے ہیں تاکہ انسان کو
 زیادہ سے زیادہ آرام ملے؟
 "خوب۔ نظام حیات شہنشاہیت ہے؟
 "نہیں بلکہ ایک اور دلچسپ نظام ہے۔ عام لوگ متفقہ طور پر
 ایک حکمران کا انتخاب کرتے ہیں اور وہ پابند ہر تمہارے کہ لوگوں کی ہر
 سہولت کا خیال رکھے؟

• خوب بہت عمدہ نظام ہے۔ وہ لوگ اسے منقل بھی کر سکتے ہیں جو اس کا انتخاب کریں؟

• ہاں؟

• عوام کی فتح ہے۔ اور خیال ہے یہ نظام قدیم نظام سے بہتر ہے؟

• ہاں۔ تم نے وہ کل کا گھڑا دیکھا تھا جس پر یہ لوگ سواری کرتے ہیں؟

• ہاں؟

• یہ اسے کارکتے ہیں۔ اور اس قسم کی ساری چیزیں وہ خود تیار کرتے ہیں۔ اس کے علاوہ پہلی کا نظام ہے جو عجیب تر ہے۔۔۔ یہ کس سلاٹس کو ساری تفصیلات بتاتا ہے اور سلاٹس اس گفتگو میں بے حد چپھی لے رہا تھا پھر بولا۔

• یہی بات تو یہ ہے کہ میرے دانش کدے کی تعمیر میں یہ چیزیں معاونت کریں گی اور میں محسوس کر رہا ہوں کہ یہ میری محنت کا ثمر ہے اب میں یہاں کی زبان سیکھ جاؤں تو خود اس بارے میں تحقیق کروں گا اور اس کے بعد جانتے ہو کیا ہوگا؟

• کیا ہوگا؟

• میں صدیوں کے راز یہاں سے چھڑا کر لے جاؤں گا اور پھر سخت اثری میں ایک انقلاب آئے گا۔ میں نے دور کا موجد ہوں گا۔ میں سخت اثری کو اس دنیا سے صدیوں آگے لے جاؤں گا۔ اور اس وقت اسے جدید دور کی ہر انگ دے دوں گا جبکہ دنیا اس سے بہت پیچھے ہوگی۔ ہاں یہ دور میری زندگی کا سب سے سنبھلا دور ہوگا؟

• میں تمہاری کامیابی میں تمہارا معاون ہوں گا۔ بلاشبہ یہ دنیا پھولوں کا گھر بن چکی ہے اور اس دور کا انسان بے حد عین زندگی گزار رہا ہے؟

• اب آرام کو میں تمہیں محسوس کر رہا ہوں؟ سلاٹس نے کہا اور میں نے اسے سونے کی اعانت دے دی لیکن خود میرے خیالات کی دنیا آباد ہو گئی۔ بے شمار خیالات تھے لیکن سلاٹس کی طرح دل میں کوئی انگ نہیں تھی۔

• دوسری صبح میں بیدار ہوا تو تربیت کنندہ اچکا تھا۔ صبح کو مجھے ناشتہ بھی نہیں دیا گیا جس جگہ میں تربیت دی جانے والی تھی اسے بہت عمدگی سے اسی عمارت میں بنایا گیا تھا۔ ناشتہ دینے کی وجہ میں نہیں سمجھ سکا تھا لیکن میری آلتیں مس ڈی سوزنا نے مجھے بتایا کہ ورزش کرنے سے پہلے ناشتہ نہیں کیا جاتا۔

• میرا تربیت دہیسا یہ لباس پہن کر میدان میں اگیا تھا جیسا کہ پہلوانی کرتے وقت استعمال کیا جاتا ہے۔ اچھے خاصے تن و کوش کا

آدمی تھا وہ۔ اس کے پورے بدن پر بال ہی بال تھے اور وہ خاما چاقو پر جوند نظر آ رہا تھا۔ کنارے پر کچھ لوگ کھڑے ہوئے تھے۔

• میں نے بھی اپنا اپری لباس اتار دیا۔ پختل بدن پر وہی لباس موجود تھا جو لڑنے کے وقت استعمال کیا جاتا ہے۔ میرے بدن کو بڑا عجیب سی لگا ہوں سے دیکھا گیا اور میں نے محسوس کیا کہ لوگ مجھے گہری لکڑوں سے دیکھ رہے تھے۔

• گل زمان بہت خوش نظر آ رہا تھا اور میرا تربیت مجھے اس انداز میں دیکھ رہا تھا جیسے میں اس کے سامنے کوئی حیثیت نہ رکھتا ہوں۔ میں نے فیصلہ کر لیا تھا کہ اس شخص کے ذہن سے یہ بات نکال دوں گا کہ وہ مجھے کسی بھی قسم کی تربیت دے سکتا ہے۔ میں ان لوگوں سے کچھ لیکھتا ضرور جانتا تھا لیکن جو کچھ جانتا تھا اس سے پیچھے ہٹنا نہیں چاہتا تھا۔ میرے تربیت نے مجھ سے کہا۔

• سنو میرے دوست۔ میں تمہیں دعوت دیتا ہوں کہ تم مجھ پر جو داؤ چاہو کرنا۔ اگر تمہارے پاس زیادہ داؤ نہیں ہیں تو اپنی قوت استعمال کرو۔ ظاہر ہے اگر تم اس میں مجھے تو میرا اس انداز میں نہیں کر سکو گے جیسا کہ میں چاہتا ہوں۔ چنانچہ دل کھول کر مجھ سے مقابلہ کرو اور اس سلسلے میں اگر مجھے کوئی حکمت بھی پہنچ جائے تو اس کی پروا مت کرنا؟ میں نے مسکراتے ہوئے گردن ہلا دی۔ میرے انداز میں بڑا اعتماد تھا جسے دوسرے لوگوں نے بھی محسوس کیا۔

• تب میرے تربیت کنندہ نے اپنے دونوں ہاتھ آگے پھیلا دیے اس کے ہاتھوں کی موٹی موٹی انگلیاں میرے ہاتھوں میں پھنسنا چاہتی تھیں میں نے دونوں ہاتھ اس کے سامنے کر دیے اور اس نے اپنی انگلیاں میرے پنجوں میں جکڑ دیں۔

• یقینی طور پر اس نے یہی سوچا ہوگا کہ ابھی چند ساعت کے بعد وہ میرے پنجے مرڈ کر رکھ دے گا۔ اور میں نے اسے اس کا پورا پورا موقع دیا اور وہ میرے پنجوں کو مرڈ کرنے لگا لیکن میرے ہاتھ جس زاویہ پر تھے اسی زاویہ پر گرا پھر کچھ کچھ جم گئے تھے۔ گویا دو جٹا میں تھیں۔ جس سے میرا تربیت بھول رہا تھا۔ اور میں اپنی جگہ سے ذرا بھی جنبش کرنے کے موڈ میں نہیں تھا۔

• ظاہر تھا پروفیسر اگر میرے وجود میں ذرا سی بھی جنبش پیدا ہو جاتی تو میرا صدیوں کا تجربہ ہٹ چکا ہوتا۔ چنانچہ میں اپنی جگہ ڈھار دیا۔ وہ زور لگاتا رہا اور اس کے چہرے پر ہریت کے آثار نمودار ہوتے رہے۔ گل زمان کے پنجوں پر مسکراہٹ پھیل رہی تھی۔ لوگ خوب سے دیکھ رہے تھے کہ یہ کیا ہو رہا ہے۔ تب میں نے آہستہ سے سسکا کر اپنے تربیت کی جانب دیکھا اور اس سے کہا۔

• اب میں تمہاری ہی عداوت کے مطابق عمل کروں گا؟

• میرے تربیت نے کوئی جواب نہ دیا۔ اس کے چہرے پر ہلکی

• انصاف کے آئندہ تھے۔ تب میں نے اپنے دونوں ہاتھوں کو جنبش دلائی اور میرے تربیت کے حلق سے ایک کراہ نکل گئی۔ میں نے اس کے دونوں ہاتھوں کو لیٹا اور اسے گھما کر نیچے زمین پر پھینک دیا۔ گل زمان اپنی طرح جیچ پڑا تھا۔ اس کے چہرے پر مسرت کے آثار تھے۔

• میرا تربیت اٹھ کر کھڑا ہو گیا۔ وہ اپنے ہونٹوں پر زبان پھیر رہا تھا اور اپنے دونوں ہاتھوں کو جھٹک رہا تھا۔ پھر اس نے گل زمان کی جانب دیکھا۔ نہانے کیوں اس کے انداز میں ایک عجیب سی بیماریا پھیل رہی تھی۔ لیکن اس کے ساتھ ساتھ اس کے چہرے پر مصیبتا ہٹ بھی نظر آ رہی تھی۔

• سو اس بار اس نے میری کمر سے لپٹنے کی کوشش کی تھی اور میں نے اسے اس کا پورا پورا موقع دیا۔ میں چاہتا تھا کہ ان لوگوں پر ہلکی طرح اپنا سکر جھا دوں۔ اسی میں میری بہتری تھی۔

• چنانچہ تربیت نے میری کم بختی لے لی اور اپنی پہلوانی کے مخصوص داؤ کے ذریعے مجھے نیچے گرا کرنے کی کوشش کرنے لگا۔ لیکن جھلپا جانیں بھی اپنی جگہ سے ہلی ہیں۔ وہ سر دھڑکی بازی لگا رہا تھا۔ لیکن میرے بدن کو جنبش بھی نہیں ہو رہی تھی۔ جب میں نے محسوس کیا کہ وہ مجھ پر ڈر رہا ہے تو میں نے اپنے آپ کو جنبش دی۔ اس بار میں نے ہٹ کر اس کی کمر پکڑی تھی اور دوسرے ہٹے میں نے اسے کسی نکتے کو مارنے کی مانند اٹھا کر اپنے سر سے اٹھایا۔ گل زمان نے ایک بار پھر زور لگایا۔ میں نے اپنے تربیت کا ہاتھ سے زمین پر رکھ دیا۔ میرا تربیت اپنے لگا تھا۔ تب وہ گل زمان کی طرف دیکھ کر بولا۔

• گل زمان، اسے کہاں سے اٹھالے ہو؟

• کیوں کیا بات ہے؟

• یہ شخص گوشت کا بنا ہوا معلوم نہیں ہوتا؟

• تو پھر؟ گل زمان کے حلق سے مسرت بھری آوازیں نکل رہی تھیں۔

• مجھے تو کوئی لگتا ہے جیسے یہ پتھر کا انسان ہے؟

• گویا تمہارے خیال میں یہ فٹ ہے؟

• فٹ کی بات کر رہے ہو۔ میرا خیال ہے اس چٹان کو جنبش دینا کسی انسان کے لمب کی بات نہیں ہے؟

• واہ۔ اس کا مقصد ہے کہ ہماری زندگیوں بن گئیں۔ کیا تم بالکل دست کھڑے ہو؟

• ہاں میں دعویٰ کرتا ہوں کہ جگہ جگہ اسے اپنی جگہ سے ہلا بھی سکے گا۔ میں نے تجھی دنیا دیکھی ہے۔ جگہ جگہ اس کا کچھ بھی نہیں ہلا سکتا۔ گل زمان تم واقعی خوش قسمت ہو کہ تمہارے ہاتھ اتنا

• تم اسے واؤ پیچ نہیں سکھاؤ گے؟

• میرا خیال ہے اسے کسی واؤ پیچ کی ضرورت نہیں ہے جب وہ چٹان کی طرح جم جاتا ہے تو دوسرا کچھ بھی کر سکتا ہے۔ کو تو فلاسٹک گلوب گلوب؟ اس نے پوچھا۔

• ٹھیک ہے۔ میرا تربیت شاید اب مجھ سے غصہ ہو گیا تھا۔ مجھے سیدھا ہونے کے لئے لگ گیا۔ اور پھر میرے تربیت نے ہر امیں پھیل کر دونوں میرے سینے پر جھریں۔ اس نے غانا اپنی پوری قوت سے حملہ کیا تھا لیکن میں اپنی جگہ سے ایک بال برابر نہیں ہلا۔ اس نے پھر زمین پر پاؤں لگا کر جھلپا لگا لگا لگا اور دونوں تان میں میرے سینے پر ماریں دو تین بار تانیں مارنے کے بعد وہ تھکے ہوئے انداز میں ہانپنے لگا اور گل زمان سے بولا۔

• کیا خیال ہے؟

• کمال ہے؟

• واقعی کوئی جواب نہیں یہ پہاڑی تو وہ آخر کہاں سے آگیا اور ہم نے اسے غلام خان سے لے لیا تھا۔ غلام خان تو خوش نصیب تھا کہ نہ لگا۔ واہ واہ تمہک مجھارے کا پوری دنیا میں، تمہک مجھارے کا۔ اٹو میں تو نہ جانے کون کون سے خواب دیکھنے لگا ہوں۔ گل زمان نے عجیب سے انداز میں کہا پھر وہ میرے نزدیک پہنچ کر بولا۔

• میرے دوست، میرے ساتھی، میرے عزیز، تمہیں دنیا کی ہر سہولت تمہارا کردی جائے گی۔ تمہیں جس چیز کی ضرورت ہو کبھی تکلف نہ کرنا۔ میں تمہیں لاکھوں روپے دے سکتا ہوں۔ تمہیں عینی دولت کی ضرورت ہوگی تمہیں مل جائے گی۔ عینی اعلیٰ زندگی درکار ہوگی میں فوراً تم کوں گا۔ لیکن کبھی پہاڑوں کی طرف جانے کی کوشش مت کرنا۔ یہاں تمہیں سب کچھ مل جائے گا۔ وہ سب کچھ تم چاہتے ہو؟

• میں نے مسکراتے ہوئے گردن ہلائی اور آہستہ سے بولا۔ میں صرف تمہاری اس دنیا کے بارے میں سب کچھ مکمل طور پر جانتا چاہتا ہوں۔ گل زمان۔ میں اسے چاؤں طرف سے دیکھتا چاہتا ہوں؟

• میں تمہاری مدد کروں گا۔ میں تمہیں ہر ملک کے گوشے گوشے میں لے جاؤں گا۔ میں تمہیں میرے کھنے سے شکیلاں لانا ہوں گی۔ اس کے بعد تم اپنے طور پر جو چاہو گے کرو گے۔ مجھے اس پر کوئی اعتراض نہیں ہے۔ گل زمان نے جواب دیا اور میں گردن ہلانے لگا۔ تب ہم اکھاڑے سے باہر نکل آئے۔ میرے تربیت نے اب اس بات کی ضرورت نہیں رہی تھی کہ مجھ سے کسی نئے داؤ کے بارے میں بات کرنا جو کچھ ہو چکا تھا اس سے اسے اندازہ ہو گیا تھا کہ اب اگر اس نے اپنی کوشش کی تو اسے شدید نقصان اٹھانا پڑے گا۔

• گل زمان کو بھی اندازہ ہو چکا تھا کہ اس کے ہاتھ سونے کی چڑیا لگ گئی ہے۔ لیکن سونے کی چڑیا کچھ اور ہی سوچ رہی تھی۔

اس روز ہم نے سلاؤں کو بھی ساتھ لے لیا۔ مسٹر سوزا ایک عمدہ ساتھی تھی۔ سلاؤں نے اس سے کئی الفاظ سیکھے۔ وہ شہر کی سیر سے لطف اندوز ہو رہا تھا۔ مجھے جونی بات یا چیز نظر آئی میں جونی سے اس بارے میں پوچھ لیتا تھا۔

شام کو ہم واپس آ گئے۔ جولی ابھی میرے پاس ہی تھی تب اس نے مجھ سے کہا۔

تب بھر سے زور پالیا۔

”تمہیں اس کی اجازت کس نے دی گل زمان؟ میں کھڑا ہو گیا۔
”تم نہیں سمجھتے سیدھے سارے آدمی، یہ عورتیں کس قدر چالباز
ہوتی ہیں مجھے یقین ہے کہ کسی نے تم کو سزا کو دولت دے کر اس
کام پر اکسایا ہے۔ تم نہیں جانتے جب پہلوان عورتوں کے چکر میں پھنس
جاتے ہیں تو پھر انہیں شکست کے علاوہ کچھ نہیں ملتا۔ یہ عورت جڑے
جڑے پہلوانوں کو شکست دوا چکی ہے اور میں یہ بھی جانتا ہوں کہ اس کو
اس کام کے سلسلے میں کسی دشمن نے اکسایا ہے۔ ممکن ہے وہ دشمن
جنگا کھڑے ہو گا لیکن یہ حقیقت ہے کہ یہ عورت ہمیں ختم کرنا
چاہتی ہے لیکن میں ایسا ہونے نہیں دوں گا۔“

گل زمان پھر مس دھکی سوزا کی طرف بڑھا لیکن اس بار میں نے
اسے عقب سے پکڑ لیا۔ اسے اپنے بازوؤں میں اٹھا کر دروازہ کھول
کر میں نے باہر کی جانب پھینک دیا۔
”اُتھو میرے کسی معاملے میں دخل دینے کی کوشش کی تو زندہ
نہیں پھوڑوں گا، بڑا ستر کروں گا تمہارا۔“
گل زمان بڑی طرح گراتا۔ لیکن جاندار آدمی تھا۔ فوراً کھڑا ہو گیا
اور خونخوار نظروں سے مجھے دیکھتا ہوا بولا۔
”میں جس بہت کو تلاش کر سکتا ہوں اسے تو بھیج سکتا ہوں۔
مجھے۔“

”کیا مطلب ہے اس بات کا؟“
”مطلب یہ کہ جس طرح میں نے تمہیں ابھارے اس طرح فنا
بھی کر سکتا ہوں۔ تم نہیں جانتے کہ گل زمان سے دشمنی کس قدر
مہنگی ہوتی ہے۔“

”ٹھیک ہے گل زمان آج سے میں تمہارے لئے نہیں لڑوں
گا۔ آج سے میں نے لڑائی بھرائی کا یہ کھیل چھوڑ دیا ہے۔ بیگ تمہاری
وجہ سے مجھے یہاں بہت سی مہلتیں مل رہی ہیں لیکن تم نے جولی
کے ساتھ جو سوکھ کیا ہے میں اسے معاف نہیں کر سکتا۔“
”گل زمان جانتا تھا کہ اگر اس نے مجھ سے بھڑنے کی کوشش کی
تو اس کا نتیجہ بہت خراب نکلے گا۔ وہ مجھے گھورتا ہوا وہاں سے چلا
گیا۔ پھر میں نے جولی کو اٹھایا اور جولی بھائی انداز میں جھٹنے لگی۔
”نہیں نہیں۔ ایسا نہ کرو۔ تم اسے نہیں جانتے۔ وہ بیوقوف نہاک
انسان ہے۔ میں نہیں۔ تم سے الگ ہو جاتی ہوں۔ وہ مجھے زندہ
چھوڑے گا تمہیں۔“

”جولی اگر تم جانا چاہو تو جاسکتی ہو لیکن میں ایسے بے شمار
انسانوں سے منٹ چکا ہوں۔ اگر لقمین کر سکتی ہو تو کرو کہ میری موجودگی
میں وہ تمہارا کچھ نہیں بگاڑ سکتا۔ اس موضوع پر اب کوئی بات نہ کرنا۔
لیکن میں — میں حق میں ماری جاؤں گی۔“

”میں تمہیں کبھی اجازت دیتا ہوں تم جانا چاہو تو جاسکتی ہو جہاں
چاہو چلی جاؤ۔ اور چاہو تو اُتھو مجھ سے ملنے کی کوشش بھی مت کرنا
لیکن اب میں گل زمان کے لئے کشتیاں نہیں لڑوں گا۔“
”تو پھر زندگی کیسے گزارو گے؟“
”دیکھا جائے گا جولی۔ میں زندگی کے لئے پابندیوں کو پسند
نہیں کرتا۔“

لیکن جولی اس قدر خوفزدہ تھی کہ ساری محبت بھول گئی اور
گل زمان کے دہان سے چلی گئی۔
”میں بخوبی دیکھ رہی ہوں تمہارا دم۔ پھر میں سلاؤس کے پاس
چل دیا جب میں سلاؤس کے کمرے میں داخل ہوا تو سلاؤس نہیں
تھا۔ میں نے وہاں پر موجود ایک شخص سے پوچھا۔
”سلاؤس کہاں ہے؟“
”تمہارا ساتھی؟“

”ہاں؟“
”گل زمان اسے پکڑ کر لے گیا ہے؟“
”کی؟“ میں نے تعجب سے پوچھا۔
”ہاں گل زمان اپنے ساتھیوں کے ساتھ اسے پکڑ کر لے گیا
ہے۔ وہ کہہ کر گیا ہے کہ واپس اگر تم سے بات کرے گا۔“
”کہاں لے گیا ہے؟“
”مجھے نہیں معلوم۔“

”گل زمان کو سلاؤس کے ساتھ بڑا سلوک کرنے پر بہت سخت
سزا ملے گی۔ میں نے کہا اور اب ہر گل زمان
سلاؤس کی غیر موجودگی مجھے بے حد کھل رہی تھی۔ گل زمان نے
جو کچھ کیا تھا وہ اچھا نہیں کیا تھا۔ میں جانتا تھا کہ گل زمان نے انتقامی
کامدانی کے طور پر یہ سب کچھ کیا ہے لیکن وہ میرے ہاتھوں سے بڑے
کر کہاں جاسکتا تھا۔ چنانچہ میں کافی دیر تک ادھر ادھر پھرتا رہا۔ مجھے
سلاؤس کے لئے پریشانی تھی اور میں ہر قیمت پر اس کی بازیابی چاہتا
تھا۔“

لیکن اس بھرے پُرے شہر میں جو میرے لئے اچھی سی تھا ایک
شخص کو تلاش کرنا آسان کام تو نہ تھا۔ ایسی صورت میں جب کہ گل زمان
نے اسے چھپا ہوا ہو گا۔ میں جانتا تھا کہ گل زمان کبھی روتھیں چل سکتی
تھی لیکن شاید سلاؤس کے ذریعے وہ مجھ پر قابو پالے کی کوشش کرے۔
میں جانتا تھا کہ سلاؤس بھی مولی انسان نہیں ہے۔ وہ اپنا بچاؤ کر سکتا
ہے۔ لیکن میں اسے اس طرح چھوڑنا بھی نہیں چاہتا تھا۔ کافی دیر کے
بعد جب میں اپنے کمرے میں آیا تو گل زمان اچھا تھا۔
میں اس کے سامنے پہنچ گیا اور گل زمان کے ہونٹوں پر مسکراہٹ
پھیل گئی۔ ایک زہریلے مسکراہٹ، اس نے حکارت آمیز نگاہوں سے

مجھے دیکھا۔

”واپس آگے پورنا؟“
”سلاؤس کہاں ہے؟“
”میری قید میں۔“
”کیوں؟“

”اب تم جب تک میرے لئے لڑنے کا اعلان نہیں کرو گے
اسے رہا نہیں ملے گی۔ اس کے علاوہ میں نے اس کشتیاں کو بھی ٹھیک
کر دیا ہے جو اس ہنگامے کا سبب بنی۔ دراصل بھولے شخص تم گل زمان
کو نہیں جانتے۔ میں تمہیں گولی مار کر ہلاک بھی کر سکتا ہوں لیکن میں یہ
نہیں چاہتا میں صرف یہ چاہتا ہوں کہ تمہارا مقام ٹھیک ہو جائے۔
”کیا تمہارے خیال میں اس طرح میں ٹھیک ہو جاؤں گا؟“
”بیسری ذمہ داری ہے میں تمہیں پوری طرح درست کر
دوں گا۔“

”بشطیکہ تم میرے ہاتھ سے بچ گے؟“ میں نے کہا اور اب
میری آنکھوں میں خون اتر آیا تھا۔ اس کی جمال تھی کہ مجھے اس طرح
اٹھا کھلائے۔ گل زمان نے کوشش کرے۔ گل زمان نے زیادہ دھک کی کوئی
مشین نکال لی اور اس کا رخ میری طرف کر کے بولا۔
”رک جاؤ، ورنہ کتنے کی موت مارے جاؤ گے۔“
لیکن میں بھلا کسے خاطر میں لاتا تھا۔ جو اس بے وقوف کی
پرہیز کرتا۔ میں آگے بڑھتا رہا۔ تب لگتا کہ کئی دھماکے ہوئے، اور
گل زمان نے میرے بدن سے مگروائی لیکن پلٹ گئی اور گل زمان کی

آنکھیں حیرت سے چلی گئیں۔

لیکن اسی وقت بہت سے لوگ اندر گھس آئے انہوں نے
مجھے چاروں طرف سے پکڑ لیا۔ میں چاہتا تھا کہ سب کو روکتا تھا۔
لیکن سب کے سب اہلی تھے۔

”انسپیکٹر صاحب: یہ مجھے قتل کرنا چاہتا تھا آپ نے دیر کر
دی بڑی مشکل سے خود کو بچا سکا ہوں۔ گل زمان فریاد کرنے والے
انداز میں بولا۔

”انسپیکٹر لگا دو اس کے۔ انسپیکٹر نے حکم دیا۔ میرے لئے
یہ سب اچھی تھی اس سے اس وقت میں نے تعزین نہیں کیا، اور ان
لوگوں نے میرے ہاتھوں میں رسیاں باندھ دیں۔ آپ تھالے آکر
بیان لکھاؤں گل زمان صاحب، میں اسے درست کر دوں گا۔“

”ٹھیک ہے۔ گل زمان نے کہا۔ اور اس شخص نے مجھ سے
چلنے کے لئے کہا۔ میں ان کے ساتھ چل دیا۔ اور پھر وہ ایک بڑی
مشین ساری میں مجھے لے کر ایک نئی عمارت میں پہنچ گئے۔ مجھے
سلاؤس کے سوا کوئی پریشانی نہیں تھی۔ نہ جانے وہ بے چارہ کہاں
گیا۔ اگر وہ گل زمان کی قید میں بھی تھا تو اس کا کچھ نہیں بگڑے گا،
سوائے اس کے کہ اس کا تحقیقاتی مشن رک جائے لیکن یہ بھی مستقبل
کے بارے میں ایک دلچسپ معلومات تھی۔

جس جگہ ان لوگوں نے مجھے بند کیا وہ پرانی طرز کے قید
خانوں سے مختلف تھی۔ یہاں اور بھی لوگ موجود تھے۔
”اسے پورنا پہلوان؟“ کسی نے مجھے پچان کر کہا اور میں اس

مصنف کے نام ڈگلو کاروں
کے سدا بہار گیتوں کا

نوٹیشن

اس نوٹیشن کی مدد سے ان گیتوں کی صرف
”دھن“ بھی ہر ساز پر بجائی جاسکتی ہے

سرسنگ گیت

موسیقی کے حوالے سے
ابجی موسیقی

کے بعد اس کتاب
کی دوسری کتاب

صفحہ 200 سے زائد قیمت 200 روپے ڈاک 25 روپے

موسیقی کے دیوانوں کے لئے ایک منفرد تھا!
ایسی طرز کی ایسی کتاب پہلے کسی شاعر نہیں بنی۔

کتابیات پبلی کیشنز

پوسٹ بکس 23 رمضان چیمبر زلمی اسٹریٹ آئی آئی چندر نگر روڈ لاہور 74200

فون: 5802552-5895313
فیکس: 5802551
Kitabat1970@yahoo.com

کی طرف دیکھتے لگا۔

”تم یہاں کیسے آ گئے؟“

”تم کون ہو؟“

”میرزا عامین سنگھ ہے، ڈاکے کے الزام میں قید ہوں۔“

”کوئی الزام میں؟“

”ٹھاکر مارا تھا اس نے یا۔ بس اسی رات جب جگ سنگھ سے

کشت ہوئی تھی، پکڑے گئے۔“

”ڈاکر کیا ہوتا ہے؟“

”اے۔ ڈاکر نہیں جانتا؟ وہ حیرت سے بولا اور میں نے

گردن ہلا دی تب وہ مجھے ڈاکے کے بارے میں تفصیلات بتانے

لگا۔ اور مجھے حد لطف آیا۔ میں نے بڑی ترقاق دیکھے تھے۔ یہ بھی

نہیڑا تھا میں نے اس سے ساری تفصیلات معلوم کیں۔ ادھر بہ تفصیلات

بھی میرے لئے خاصی دلچسپ تھیں۔

اس نظام حیات میں پولیس کا بڑا دخل تھا جو انتظامیہ کی طرف

سے مقرر ہوتی تھیں جیسے شہنشاہوں کے سپاہی۔ وہ بھی ہر قسم کی برائیوں

کی روک تھام کیا کرتے تھے۔ اس دور میں ان سپاہیوں کو پولیس کا نام

دے دیا گیا تھا اور جس جگہ پر پولیس والے مقیم ہوتے تھے، اسے قلعہ

کا نام دیا جاتا تھا۔

وہاں موجود لوگوں سے بھی مجھے خاصی دلچسپ معلومات حاصل

ہوئیں۔ میں تو ساری تفصیلات جانتا چاہتا ہی تھا اس دوران سلاؤس

بھی میرے ذہن سے نکل گیا تھا۔ سب لوگ بڑی دلچسپی سے مجھ سے گفتگو

کرتے رہے۔ انہیں میری شخصیت پر حیرت تھی۔

رات ہو گئی تو میں نے اپنے دوست سے سوال کیا۔

”کیا ہمیں رات کو کچھ نہیں رہنا پڑے گا؟“

”ہاں بیٹائی۔ یہاں رات اور دن نہیں دیکھے جاتے۔ اب تو تم

اس وقت تک بند رہو گے جب تک تم پر مقدمہ نہ چلے اور تمہیں سزا

نہ ہو جائے۔“

”واہ مقدمہ کیا ہوتا ہے اور سزا کیا ہوتی ہے؟ میں نے سوال

کیا اور میرا دوست ہنس پڑا۔ پھر اس نے مجھے مختصر اور سرائی تفصیل

سنائی اور کہنے لگا۔

”میری سمجھ میں نہیں آتا کہ تم کہنے جگہ میں رہے ہو جہاں یہ

سب کچھ نہیں ہوتا۔“

”ہاں میرے دوست ایسا ہی کچھ لو، میں ایسے جگہ میں تھا جہاں

یہ سب کچھ نہیں ہوتا۔“

”تب تو وہ عمدہ جگہ ہوگی۔ لیکن کیا وہاں جرائم نہیں ہوتے؟“

”نہیں۔ وہاں جرائم بھی نہیں ہوتے۔ میں نے اسے ٹھکانے

کی غرض سے کہا۔ اور میرا دوست تعجب سے میری شکل دیکھنے لگا۔

پھر بولا۔

”ٹھیک ہے، اگر سب تہمدی طرح ہٹے گئے اور خوشحال ہوتے

ہوں گے تو جرائم کیوں ہوں گے۔ لیکن تم وہاں سے کیوں بھاگ

آئے ہو؟“

”بس تمہاری دنیا دیکھنے کی خوشی میں۔“

”کیسی ملی؟“

”دلچسپ ہے۔ مگر گل زمان نے جو کچھ کیا ہے اس میں مزہ نہیں

آیا اور اب یہ جگہ بھی پہنچنے کی نہیں ہے۔ لیکن تم باہر کیوں نہیں

نکلے؟“

”باہر؟ اس نے تعجب سے پوچھا۔“

”ہاں ہاں باہر۔“

”باہر نکلیں گے تو یہ مار مار کر اسی مارا کریں گے۔ اس نے

ایک پولیس والے کی طرف اشارہ کرتے ہوئے کہا۔“

”اور ہو گیا یہاں سے باہر نکلنا منہ ہے؟“

”ہاں۔“

”مگر میں تو باہر جاؤں گا مجھے اپنے دوست سلاؤس کی تلاش

ہے اور میں یہاں زیادہ دیر تک نہیں رہ سکتا۔“

”باہر جاؤ گے؟“

”ہاں۔“

”مگر کس طرح؟“

”یہ سلاؤس میرے لئے کوئی حیثیت نہیں رکھتیں۔“

”لیکن میرے دوست تم ایسی کوشش بھی مت کرنا کہ وہ لوگ

مار دیں گے یہ لوگ۔“

”مار دیں گے تو مار دیں۔ دیکھا جائے گا۔ میں نے کہا اور میرا

دوست سمجھ ہوئے انداز میں میری شکل دیکھنے لگا۔“

تب میں اپنی جگہ سے اٹھ گیا۔ مجھے وہاں رہنا پسند نہیں تھا۔

میں اس آہنی دھارے کے سامنے گیا جس کے سامنے ایک پولیس

والا چھل رہا تھا۔ میں نے دروازے کو آہستہ سے بکایا اور وہ شخص میرا

سامنے آ گیا۔

”کیا بات ہے؟ اس نے کشت لمحے میں پوچھا۔“

”دروازہ کھولو میں باہر جاؤں گا۔“

”کیوں مت کرو۔ دماغ درست کرنے کے لئے ہمارے ہاں

بہت کچھ ہے۔ پولیس والے نے بہ طور کشت لمحے میں کہا۔“

”میں باہر جانا چاہتا ہوں۔ میں نے نرمی سے کہا۔“

”اپنے گھر صاحب تمہیں باہر بھیجیں گے آرام سے۔ اس نے

ہنس کر کہا اور مجھے غصہ آ گیا۔“

میں نے سوچا کہ اس کے سوا اب کوئی چارہ نہیں ہے، اگر

دروازہ توڑ دوں، چنانچہ میں نے دونوں ہاتھوں سے پچانک پکڑا

اور دوسرے ہاتھ پچانک لئے ہوئے باہر چل پڑا۔“

پچانک میرے ہاتھوں میں تھا اور پولیس والا تیرا انداز میں

میری شکل دیکھنے لگا تھا۔ پھر اس نے زور سے کوئی چیز بھائی اور دوسرے

لے وہ آوازیں تیز سے تیز تر ہوتی گئیں۔ میں لوہے کا پچانک پکڑے

ہوئے آگے بڑھ رہا تھا۔ اس دوران کوئی پولیس والے میرے سامنے آئے

میں نے پچانک ان پر کچھ مارا کیوں لوگ سخت زخمی ہو گئے۔ پھر ان

جیسے بہت سے لوگوں نے میرا راستہ روکنے کی کوشش کی لیکن جب

میں باہر نکلنے کا فیصلہ کر ہی چکا تھا تو مجھے کوئی رک سکتا تھا۔

چنانچہ میں اس عمارت سے باہر نکل آیا۔ بڑی بڑی عجیب سی

دھاروں سے جو غالباً پختیار تھے پھر پر گئیں برسائی گئیں۔ لیکن یہ مقدمہ

تھیں۔ کوئی پختیار میرے اوپر مارا نہیں تھا۔ میں وہاں سے نکل آیا۔ وہ لوگ

میرے پیچھے دھڑپڑے۔ چاندن دھڑپڑا ہوا میرا پچھلے تھا میں دھڑپڑا

تھیں۔ ان لوگوں کے چھل سے نکلنا چاہتا تھا اور جب وہ باہر نہ گئے

کر رہ گئے۔

”تم سب بھاگ جاؤ، دروازے میں تمہیں مار ڈالوں گا۔ میں نے کہا لیکن

پولیس والوں کی قلعہ دکانی ہو گئی تھی اس لئے وہ ڈر ہو گئے۔ پھر وہ سب

ایک ساتھ میرے اوپر لوٹ پڑے۔ غالباً وہ مجھے دوبارہ پکڑنا چاہتے

تھے۔ میں کب تک ضبط کرتا رہا۔ اس کے کمرز لگی زمان کو ملتی وہ

سب میرے اوپر یوں کر پڑے تھے اور میں نے انہیں اٹھا اٹھا کر پھینکا

دھڑپڑا کر دیا۔ وہ میرے بدن پر ڈونڈے برسا رہے تھے اور توڑی ٹوڑی

ہو رہے تھے، میرا کیا بگڑنا ایسا تھے میں نے اٹھا کر پھینکا وہ دوبارہ نہ کھڑا

ہو سکا۔ اور توڑی دیر کے بعد میرے نزدیک کوئی نہیں تھا۔ لوگ دور سے

مجھے دیکھ رہے تھے تب میں آگے بڑھ گیا۔ لیکن میرے عقب میں شور مچا

لگا۔ لوگ دور دور سے میرے ساتھ دوڑ رہے تھے۔“

اور اسی وقت ایک بڑی آہنی ساری میرے نزدیک آ کر رکی۔

اور اس سے ایک آواز ابھری۔

”اوپر آ جاؤ۔ جلدی کرو۔“

میں نے تعجب سے اس کو جھڑک دیا۔ ایک فوجانہ لڑکی اور

ایک مرد تھا۔

”جلدی کرو، دروازے یہاں آ جائیں گے۔ مرنے لگا اور لڑکی نے

ہاتھ پچھلے کے لئے بڑھادیا۔ میں جلدی سے اس آہنی ساری پر

آ گیا۔ لڑکی نے مجھے اپنے نزدیک ہی دھکے دی تھی اور اس کا نرم و

گدھا میرے بدن سے مس ہو رہا تھا۔ دونوں خاموش تھے اور آہنی

دھاروں کی رفتار تیز سے تیز تر ہوتی جا رہی تھی۔“

”تغائب تو نہیں ہو رہا ہے پکلی؟ مرنے لڑکی سے پوچھا۔“

”نہیں۔ پولیس والوں کو تو اس نے پھٹے ہی ٹھکانے لگا دیا تھا۔“

”ابھی طرح دیکھو۔“

”دیکھ چکی ہوں۔“

اور پھر مرنے کی تھوڑی دیر کے بعد آہنی ساری ایک عمارت

میں ٹوڑ دی۔

”تم اس کے ساتھ اندر جاؤ میں مرگ بند کروں۔ لیکن ہے کسی

نے دیکھ لیا ہو۔ مرنے لگا اور لڑکی نے گردن ہلا دی۔ پھر میں نیچے آ کر

آیا اور میرے بعد لڑکی، بر بھی بڑی خوبصورت لڑکی تھی۔ اور بڑے ہی

خوبصورت لباس میں ملبوس تھی۔ وہ مجھے لئے ہوئے عمارت میں آ گئی۔

وہ عمارت بھی اندر سے کافی خوبصورت تھی۔

لڑکی نے مجھے ایک کرسی پر بٹھا دیا۔ اور پھر مجھے دیکھنے لگی۔

اس کے چہرے پر بھی پسندیدگی کے آثار اُبھر کر آئے تھے۔

”اے، تم تو بے حد خوبصورت انسان ہو، کیا نام ہے تمہارا؟“

”پورنا۔“

”بے حد طاقتور اور جیالے ہو، لاک اپ سے بھاگے تھے؟“

”ہاں۔ مجھے وہ جگہ پسند نہیں تھی۔“

”ہم تمہاری دلیری سے بہت متاثر ہوئے ہیں۔ اتفاق سے

وہاں موجود تھے، تمہاری کارکردگی دیکھ کر شہزادہ گئے اور ہم نے

فیصلہ کیا کہ تمہاری مدد کریں۔ تم یہاں اطمینان سے بیٹھو۔ ہمیں کوئی بھی

نقصان نہیں پہنچا سکتا۔“

”تم کون ہو؟ میں نے پوچھا۔“

”میرزا نام لگی ہے اور وہ میرا ساتھی ٹوٹی ہے۔ ہم تمہاری پھر یہ

مدد کریں گے۔“

لڑکی کے انداز میں ہمدردی تھی اور میں ایک گہری سانس لے کر

اپنے ان نئے ہمدردوں کے بارے میں سوچنے لگا۔ دیکھنا تھا کہ میرے

پسے ہمدرد میرے ساتھ کیا سلوک کرتے ہیں۔

ایک مقبول ترین سلسلہ

شاہ

تلاش و تحقیق

دو حصوں میں

۳۳ / ۳۳

شہزادہ نام یافتہ شہنشاہ شکیل انجمن کے اشخاص انداز میں تحریر کیا ہے

کتابیں ایک جگہ رکھ کر دیکھیں گے ان میں سے بہترین اور سب سے زیادہ

آپ کو پسند آئے گی

دعا ہے کہ

کتابیات پبلیکیشنز

پتہ: ۳۳/۳۳

ٹوٹی ہوئی دیر کے بعد واپس آگیا اور میں نے غصے سے کہا کہ پتلی اسے دیکھ کر سنبھل گئی تھی۔ ٹوٹی ہوئی دیر قبل وہ جس تہ تکلفی سے پیش کر رہی تھی اس میں ٹوٹی ہوئی سی احتیاط پیدا ہو گئی تھی۔ ٹوٹی کے ہونٹوں پر مسکراہٹ تھی۔

”ہیں ایسے لوگ بہت پسند ہیں جو بولیں کو کوئی اہمیت نہیں دیتے۔ تمہیں کس سلسلہ میں گرفتار کر لیا گیا تھا تو جوان؟“

”طویل زمانی ہے سنا دل کا پہلے تم پر بناؤ کہ مجھے کیسا چاہتے ہو؟“

”کیا مطلب؟ ٹوٹی نے حیرت سے پوچھا۔

”تمہاری اس دنیا میں شاید مطلب کے لفظ کوئی کام نہیں ہو سکتا۔ تم مجھ سے کوئی فائدہ حاصل کرنا چاہتے ہو؟“

”کیا تم سے دوسرے فائدہ اٹھا چکے ہیں؟“ ٹوٹی نے منہ میز انداز میں پوچھا۔

”مجھے تم نے کتنی دیر کے لیے سہارا دیا ہے؟“

”کتنی دیر سے تمہاری کیا مراد ہے؟“

”میرا مطلب ہے تم مجھے اپنے پاس کس وقت تک رکھو گے؟“

”جب تک تم رہنا چاہو۔“ ٹوٹی نے جواب دیا۔

”دیکھو دوست میں اپنے ہاٹے میں تمہیں ساری تفصیلات بتا دوں گا لیکن ایک بات تم ابھی سمجھ لو اور وہ یہ کہ تعاون کرنے والوں میں سے ہوں اور اگر میرا دوست مجھے تھکس ہو تو پھر اسے میری ذات سے کوئی تعلق نہیں پہنچتی لیکن میرے دوست میرے معاملات میں بھی ایک تعلق رکھتے ہیں۔ میں چاہتا ہوں تم مجھے اپنے گھر سے نکال دو لیکن اگر تم نے مجھے اپنے پاس رکھ کر حکم چلانے کی کوشش کی تو نقصان اٹھانے میں تمہارا۔

”نہیں نہیں ایسی کوئی بات نہیں ہے پہلے ہر ایک دوسرے سے اچھی طرح واقفیت حاصل کریں گے اس کے بعد ہی اس بات کا فیصلہ کریں گے کہ تم میرے ساتھ رہو گے یا نہیں جاؤ گے یا کیا خیال ہے تمہارا؟“ ٹوٹی نے پوچھا۔

”ٹھیک ہے مجھے اس پر اعتراض نہیں ہے لیکن تم مجھے کسی طور مجبور نہیں سمجھنا۔“

”ہاں ہاں۔ ہم ہر حال میں دوست نہ ماحول میں گفتگو کریں گے“ ٹوٹی نے جواب دیا۔

”تب ٹھیک ہے۔ تم میرے ہاٹے میں مجھ سے سوالات کرو۔ میں جواب دوں گا۔“

”پہلے تو یہ بتاؤ میرے دوست کہ کیا تمہارا تعلق کسی یورپی ملک سے ہے یا مائل ایسٹ کے کسی ملک کے رہنے والے ہو؟“

”میرا تعلق جس جگہ سے ہے یقین کرنا اس کے بارے میں میں

خود بھی نہیں جانتا۔ لوگوں کا خیال ہے کہ میں کسی پہاڑی علاقے کا باشندہ ہوں کسی پہاڑی دیہات کا لیکن یہ پہاڑیاں ایسی جگہ تھیں جس کی کوئی شناخت نہیں تھی۔ یا ممکن ہے تمہاری اس منصب اور جدید دنیا سے اس جگہ کو کوئی نام دیا ہو لیکن ہم اور ہمارے ساتھی اسے کسی نام سے نہیں پکارتے تھے۔ میں ایک چھوٹا سا علاقہ تھا جہاں ہم آباد تھے اور سکون کی زندگی گزارتے تھے پھر میرے ایک ساتھی کو جدید دنیا کو دیکھنے کا شوق چھڑا اور نہ جانے کون کون سے مراحل سے گزر کر ہم تمہاری اس دنیا تک پہنچے۔ یہ دنیا اور یہاں کے قوانین میرے لیے بالکل اجنبی ہیں۔ میں نہیں جانتا کہ تمہارے ذرا لگ گیا یا نہیں۔ دوسری بات یہ کہ یہ ترقی یافتہ دنیا بھی تک میری سمجھ میں نہیں آتی میں اس کے بارے میں معلومات حاصل کر رہی رہا تھا کہ ان انجمنوں میں چھپیں گیا جب ہم اس دنیا میں پہنچے تو... ہماری ملاقات ایک ایسی جگہ کچھ لوگوں سے ہوئی جہاں کشمکش لڑی جاتی تھیں۔ چنانچہ میں نے ان لوگوں کو شکست دی جو اپنے آپ کو بہت طاقتور سمجھتے تھے۔ اور کل زمان نامی ایک شخص نے مجھے اپنے ساتھ رکھ لیا لیکن کل زمان اچھا انسان نہیں تھا۔ اس نے مجھ پر اجارہ داری قائم کرنے کی کوشش کی اور میں نے اس کی پٹائی کر دی تب اس نے میرے ساتھی کو اغوا کر لیا جو مجھے براداشت نہیں ہو سکا میں نے اسے مار دیا اور ان لوگوں نے مجھے گرفتار کر لیا جن کے چنگل سے میں اس وقت بھاگ کر آیا ہوں وہ جگہ مجھے ناپسند تھی جہاں انہوں نے مجھے رکھا تھا اس لیے میں وہاں کیوں نہ رہتا اب اس سلسلہ میں اگر ان میں سے کچھ لوگ زخمی ہو گئے ہیں یا مارے گئے ہیں تو اس میں میری کوئی قصور نہیں ہے۔

”خدا کی پناہ۔ تم تو انتہائی سادہ دل آدمی معلوم ہوتے ہو۔ اور میرا خیال درست ہی ہے یقینی طور پر تمہارا تعلق مقامی لوگوں سے نہیں ہے۔ ہر لوگ بھی ایک مغربی ملک سے ہی تعلق رکھتے ہیں اور یہاں تک کہ کرنے کی ضرورت نہیں۔ ہمارے ساتھ رہ کر تم خاصے فائدہ میں رہو گے۔ بات وہیں پر لگتی تم کیوں یہ چاہتے ہو کہ مجھے فائدہ پہنچے؟ میں نے پوچھا۔

”ہاں ہاں۔ ہمیں یہ کہنے میں کوئی عار نہیں ہے کہ ہم تمہیں اپنے ساتھیوں میں شامل کریں گے۔ باقی ہمارا کام یہ ہے۔ اور تم تم سے کام کیا لیں گے اس کے بارے میں ابھی تو نہیں کچھ وقت گزرا ہے کہ بعد میں تمہیں بتا دیا جائے گا۔ ویسے تم ایک بات سمجھ لو تمہاری زندگی خطرے میں بھی پڑ سکتی ہے۔“ ٹوٹی نے کہا۔

”کیسا خطرہ؟“ میں نے سوال کیا۔

”میرے دوست۔ مجھے شدید حیرت بہ شکل و صورت اور اس سے تم کسی قدر اجنبی اجنبی سے محسوس ہو رہے ہو لیکن تمہارا تعلق کسی ایسے علاقے سے ہو گا جہاں جدید دنیا کی کوئی بات نہیں

کبھی جاسکتی ہوگی۔ تمہاری بستی کے قوانین بنائے کیا ہوں لیکن اس دنیا کے قوانین ذرا مختلف ہیں یہاں پر کسی کو یہ اجازت نہیں ہے کہ کسی دوسرے کو کوئی جمانی تکلیف پہنچانی جائے۔ تم نے گل نہال کو مارا ہوتا اور اس الزام میں تمہیں گرفتار کر لیا گیا ہو گا لیکن اب پولیس کے ساتھ تم جو کچھ کرنا ہے اس کے بارے میں وہ لوگ تمہیں پر بھی نہیں چھوڑیں گے۔ ٹوٹی نے کہا۔

”مجھے اس بات کی پروا نہیں ہے انہوں نے مجھے دوبارہ گرفتار کرنے کیسے جو... کر سکتے تھے کیا اور ناگہم ہے آئندہ بھی وہ ناگہم ہی رہیں گے۔“ نہیں میرے دوست! ٹوٹی نے سکرایا۔ ”تم نہیں سمجھتے کہاں تک ان کے احمقوں سے بچو گے ان کی تعداد بڑھ رہی ہے۔ وہ زمین کے ہر چنے پر ہتھارتا قبضہ کر رہے ہیں اور تمہیں جہاں نہیں رہنے دیں گے مجھے تو ہاٹے کے لیے بہت کچھ سونپنا پڑے گا۔ ممکن ہے پولیس والوں میں سے بھی کوئی ہلاک ہو گیا ہو اگر ایسا ہو تو تم قاتل کہلاؤ گے اور ایک قاتل کے لیے کوئی پناہ نہیں ہوتی۔“

میں بیدار ہو کر سوچنے لگا واقعی قاتل کے لیے پناہ پہلے ہی نہیں ہو کرتی تھی لیکن اب لوگ کچھ جدید ہیں اور میں اس ماحول سے ذرا ناواقف، چنانچہ یہ حماقت تو مجھ سے ہو گئی تھی کہ میں نے اتنی سخت مزاحیہ سے کام لیا اور اب اگر زمین کے اس حصے پر میرے لیے کوئی پناہ گاہ نہ ہو اور مجھے ہر وقت ان لوگوں سے بچنا پڑا تو پھر کیا ہو گا ابھی تو سلاخوں کی تلاش بھی جاتی تھی چنانچہ چند رات کے بعد میں نے گردن اٹھا لی اور اب یہ انداز بدلنا ہوا تھا۔

”ٹھیک ہے ٹوٹی۔ اگر یہ بات ہے تو میں تمہاری دوستی کی پیشکش قبول کرتا ہوں۔ دراصل میں اس دنیا میں کچھ دیکھنے کے لیے آیا تھا اور اگر اس سلسلے میں مجھے ایسی ابھینش پیش آجائیں کہ میں کچھ دیکھنے کے بجائے ان لوگوں سے چھپتا ہوں تو یہ زیادہ کشمکش بات نہیں ہوگی۔ میں تمہاری ہدایات پر عمل کرنے کے لیے تیار ہوں تو خوش ہو گیا تھا اس کے ساتھ پتلی بھی مسکراتی تھی۔

پھر پتلی نے کہا ”میرا خیال ہے ٹوٹی یہ ہاٹے سے بہترین ساتھی ثابت ہوں گے۔“

”بھیسے یہاں کے ماحول اور حالات سے ناواقف ہیں اس لیے انہیں یہی توقع تھی کہ معصوم بچے کی طرح تربیت دینی پڑے گی اگر کام چاہو تو انہیں اپنے ساتھ ہی رکھ لو۔“

”ہاں ہاں کیوں نہیں غلط ہے اب تو یہ ہمارے دوست بن گئے ہیں ان کی ترقی کی ادھر کرنا ہمارا فرض ہے۔“ ٹوٹی نے کہا پھر میری جانب دیکھتے ہوئے بولا۔

”اے ہاں تم نے اپنا نام تو بتایا ہی نہیں۔“

”لوگ مجھے پورنا کے نام سے پکارتے ہیں۔ میں نے جواب دیا۔

”پتلی پتلی، دفعوں باتوں سے گریز کرو، ٹوٹی نے پتلی کی بات دیر میں ان سے کاٹتے ہوئے کہا ”میرا پورنا لوگ تیس کسی نام سے پکارتے ہوں میں اس سے غرض نہیں ہے ہم تمہیں ایک نام دیں گے۔ پتلی تم ان کے لیے مناسب سا نام تجویز کرو۔ پورنا وہ تھا جو جیل سے فرار ہوا یہ وہ نہیں بلکہ ہمارے ساتھی ہیں۔ ویسے ان کے چہرے اور بدن کی مناسبت سے تو میں ان کو ”میرا گولڈ“ کہہ کر بلاؤں گا۔ دیکھو کیا یہ گولڈ مین معلوم نہیں ہوتے؟“ ٹوٹی نے مسکراتے ہوئے کہا اور پتلی نے بھی مسکراتے ہوئے گردن ہلا دی۔

”بس تو ٹھیک ہے ان کا نام گولڈ ہے؟“ پتلی نے کہا۔

”بالکل درست۔“ ٹوٹی نے فیصلہ کر لیا میں نے کہا اور پھر میری جانب دیکھ کر مسکراتا ہوا بولا ”کیوں جناب آپ کو تو کوئی اعتراض نہیں ہے؟“

”تیس۔ دوستوں کے دیئے ہوئے کسی بھی نام پر میں کبھی اعتراض نہیں کرتا۔ میں نے جواب دیا۔

”ویسے ہمارے ہاٹے میں بہت سی تفصیلات جاننے کی ضرورت ہے اور میں تو سلسلہ اسی علاقے کے ہاٹے میں سوچ رہا ہوں جہاں سے تم آئے ہو عجیب انوکھی مزاجین ہو گئے۔ تمہارا رنگ تمہاری جسامت ساری چیزیں اتنی حیرت انگیز ہیں کہ انہیں پر یقین نہیں آتا۔“

”ہاں یہ حقیقت ہے ٹوٹی یہ انوکھی شخصیت کے ملک ہیں یہ حال اب تو یہ ہر چیز میں شامل ہو رہی ہے۔ میں نے مسکراتے ہوئے کہا کوئی تکلیف نہیں اٹھائیں گے جس وقت جس چیز کی ضرورت ہو طلب کریں دراصل یہ کہنے کی ضرورت یوں پیش آئی کہ ابھی آپ کے اور ہمارے درمیان ہم آہنگی نہیں ہے رفتہ رفتہ ایک دوسرے سے واقف ہو جائیں گے تو یہ اچھی بات بھی ہو جائے گی۔“

”آپ لوگ بے فکر ہیں میں دوستوں پر کبھی بار نہیں بنتا۔“ میں نے جواب دیا۔

”مارے نہیں نہیں۔ ہارنٹے کی بات نہیں ہے بس تم یہ سوچ کر یہاں رہو کہ جیسے پتلی گھر میں رہ رہے ہو پتلی تم ان کے لیے مناسب رہائش گاہ کا بندوبست کرو۔ اور اب یہ کہنے کی ضرورت تو نہیں کہ ان کا خاص خیال رکھا جائے۔“

چنانچہ دوسرے لوگوں کی طرح ٹوٹی نے بھی میرے لیے آرام دہ رہائش گاہ کا بندوبست کر دیا لیکن اب مجھے بخیر بخیر اساتذہ ہو گیا تھا میں نے یہ بات اچھی طرح سمجھ لی تھی کہ اس دور کے لوگ بہت ناہنجو اور تمہید کی ترقی کی انتہا کو پہنچے ہوئے ہیں لیکن اس کے ساتھ

یہ سبکی مسکراتے تھے۔

پورنا۔ بڑا ہی عجیب نام ہے میں نے تو ان تک ایسا نام نہیں سنا۔“

پتلی پتلی، دفعوں باتوں سے گریز کرو، ٹوٹی نے پتلی کی بات دیر میں ان سے کاٹتے ہوئے کہا ”میرا پورنا لوگ تیس کسی نام سے پکارتے ہوں میں اس سے غرض نہیں ہے ہم تمہیں ایک نام دیں گے۔ پتلی تم ان کے لیے مناسب سا نام تجویز کرو۔ پورنا وہ تھا جو جیل سے فرار ہوا یہ وہ نہیں بلکہ ہمارے ساتھی ہیں۔ ویسے ان کے چہرے اور بدن کی مناسبت سے تو میں ان کو ”میرا گولڈ“ کہہ کر بلاؤں گا۔ دیکھو کیا یہ گولڈ مین معلوم نہیں ہوتے؟“ ٹوٹی نے مسکراتے ہوئے کہا اور پتلی نے بھی مسکراتے ہوئے گردن ہلا دی۔

”بس تو ٹھیک ہے ان کا نام گولڈ ہے؟“ پتلی نے کہا۔

”بالکل درست۔“ ٹوٹی نے فیصلہ کر لیا میں نے کہا اور پھر میری جانب دیکھ کر مسکراتا ہوا بولا ”کیوں جناب آپ کو تو کوئی اعتراض نہیں ہے؟“

”تیس۔ دوستوں کے دیئے ہوئے کسی بھی نام پر میں کبھی اعتراض نہیں کرتا۔ میں نے جواب دیا۔

”ویسے ہمارے ہاٹے میں بہت سی تفصیلات جاننے کی ضرورت ہے اور میں تو سلسلہ اسی علاقے کے ہاٹے میں سوچ رہا ہوں جہاں سے تم آئے ہو عجیب انوکھی مزاجین ہو گئے۔ تمہارا رنگ تمہاری جسامت ساری چیزیں اتنی حیرت انگیز ہیں کہ انہیں پر یقین نہیں آتا۔“

”ہاں یہ حقیقت ہے ٹوٹی یہ انوکھی شخصیت کے ملک ہیں یہ حال اب تو یہ ہر چیز میں شامل ہو رہی ہے۔ میں نے مسکراتے ہوئے کہا کوئی تکلیف نہیں اٹھائیں گے جس وقت جس چیز کی ضرورت ہو طلب کریں دراصل یہ کہنے کی ضرورت یوں پیش آئی کہ ابھی آپ کے اور ہمارے درمیان ہم آہنگی نہیں ہے رفتہ رفتہ ایک دوسرے سے واقف ہو جائیں گے تو یہ اچھی بات بھی ہو جائے گی۔“

”آپ لوگ بے فکر ہیں میں دوستوں پر کبھی بار نہیں بنتا۔“ میں نے جواب دیا۔

”مارے نہیں نہیں۔ ہارنٹے کی بات نہیں ہے بس تم یہ سوچ کر یہاں رہو کہ جیسے پتلی گھر میں رہ رہے ہو پتلی تم ان کے لیے مناسب رہائش گاہ کا بندوبست کرو۔ اور اب یہ کہنے کی ضرورت تو نہیں کہ ان کا خاص خیال رکھا جائے۔“

چنانچہ دوسرے لوگوں کی طرح ٹوٹی نے بھی میرے لیے آرام دہ رہائش گاہ کا بندوبست کر دیا لیکن اب مجھے بخیر بخیر اساتذہ ہو گیا تھا میں نے یہ بات اچھی طرح سمجھ لی تھی کہ اس دور کے لوگ بہت ناہنجو اور تمہید کی ترقی کی انتہا کو پہنچے ہوئے ہیں لیکن اس کے ساتھ

یہ سبکی مسکراتے تھے۔

پورنا۔ بڑا ہی عجیب نام ہے میں نے تو ان تک ایسا نام نہیں سنا۔“

پتلی پتلی، دفعوں باتوں سے گریز کرو، ٹوٹی نے پتلی کی بات دیر میں ان سے کاٹتے ہوئے کہا ”میرا پورنا لوگ تیس کسی نام سے پکارتے ہوں میں اس سے غرض نہیں ہے ہم تمہیں ایک نام دیں گے۔ پتلی تم ان کے لیے مناسب سا نام تجویز کرو۔ پورنا وہ تھا جو جیل سے فرار ہوا یہ وہ نہیں بلکہ ہمارے ساتھی ہیں۔ ویسے ان کے چہرے اور بدن کی مناسبت سے تو میں ان کو ”میرا گولڈ“ کہہ کر بلاؤں گا۔ دیکھو کیا یہ گولڈ مین معلوم نہیں ہوتے؟“ ٹوٹی نے مسکراتے ہوئے کہا اور پتلی نے بھی مسکراتے ہوئے گردن ہلا دی۔

ہی ان میں خود پرستی اور لامحدود سے زیادہ بڑھ گیا ہے۔ یہ لوگ بے مقصد کسی سے نہیں ملتے اور ان کی ہر بات میں کوئی نہ کوئی عرض چھپی ہوتی ہے۔

بہر صورت مجھے اس پر کوئی اعتراض بھی نہیں تھا اگر یہاں کے لوگ اسی انداز میں سوچنے کے عادی ہیں تو مجھے کیا۔ میں خود بھی اپنے اندر اپنی صلاحیت رکھتا تھا کہ خود کو ہر طرح کے ماحول کے مطابق ڈھال سکوں چنانچہ مجھے کیا پڑی تھی کہ ان باتوں میں پڑتا۔ میں نے تو وہ ادوار دیکھے تھے جہاں کے لوگ مختلف کیفیات کا شکار تھے اور کہیں بھی مجھے کوئی تکلیف نہیں ہوتی تھی چنانچہ ان کے درمیان بھی میں خود کو بے بسی نہ کر سکتا تھا۔ ماں جو کچھ ہو چکا تھا اس میں میری ناچیز پرکاری شامل تھی۔

مجھے نہیں معلوم تھا اگر میں حالات سے مجبور ہو کر کسی کو قتل کر دوں تو میری آزادی سلب ہو جائے گی بات درست ہی تھی۔ اگر میں کسی کے ساتھ کوئی برائی کر دیتا تو وہ لوگ مجھے سکون سے کیسے ہٹے دے سکتے تھے۔ اور میں اپنے طور پر اسی دنیا کے بائے میں جو کچھ جانتا جانتا تھا وہ جہاں جاسکتا تھا۔ چنانچہ اب میں نے اپنے سوچنے کے انداز میں خود کو کسی تبدیلی کی پیدائش کی تھی تاہم ہر سے جب ان کے درمیان رہنا ہے تو کیوں نہ انہی کی سوچ اختیار کر لی جائے لیکن یہ ضروری نہیں ہے کہ مجھے یہ خصوصیت کے ساتھ ان جیسا بن کر ان میں شامل ہوا جائے۔

میں اپنے طور پر کچھ کرنا چاہتا تھا یعنی یہ کہ یہ لوگ مجھے سزا دے سکتے رہیں اور میں انہیں اس کے لیے مجبور نہیں کروں کہ وہ میری ذلت کا کام دیاں ہاں میں خود ان کی ذلت کا کام دیتا ہوں اپنے طور پر اپنی کوششیں جاری رکھوں اور اس دور کے بائے میں زیادہ سے زیادہ معلومات حاصل کروں تاکہ میری کتاب کے ابواب میں اضافہ ہو، اور یقیناً وہ اضافہ ایک اہم اضافہ ہوگا۔

سیدھی سی بات ہے میں مستقبل کی اس دنیا کے بائے میں جان رہا تھا جو ابھی عالم وجود میں نہیں آئی تھی یعنی یہ لوگ جو سوچ جو انداز کے کرنے والی دنیا میں آئیں گے وہ ابھی سے میرے ذہن میں تھے گو میں صدیوں ان کے بڑھ گیا تھا۔

مگر مجھے افسوس تھا تو بچپن سے مسلمانوں کا بچنے کا یہی طریقہ تھا وہ نبی کی تعلیمات سے اسے بچانے کہاں چھپا کر تھا گل زمان میرے ذہن میں ایک عجیب سا احساس جاگا۔

اب تو میں آزاد تھا۔ کیا میں اپنے دوستوں کی مدد سے گل زمان کو تلاش نہیں کر سکتا اور اگر گل زمان مل جائے تو اس کے بعد مسلمانوں کے بائے میں پتہ چلا تو زیادہ مشکل کام نہ ہوگا۔ چنانچہ میں نے فیصلہ کر لیا کہ کسی مناسب وقت اپنے دوستوں سے اس بات کا اظہار کروں گا

کہ میں اپنے دوست مسلمانوں کو تلاش کرنا چاہتا ہوں اور انہیں اس سلسلہ میں میری مدد کرنا ہوگی۔ اس وقت اگر وہ میری مدد کرنے سے انکار کر دیں گے تو میں ان کا ساتھ بھی چھوڑ دوں گا۔ اور اپنے طور پر گل زمان کو تلاش کر کے مسلمانوں کو پانے کی کوشش کروں گا۔ یہ عجیب ہے کہ انہوں نے میری مدد کی ہے اور اسی وقت مجھے پولیس کے چنگل سے نکل لانے تھے جب میں غصا اٹھ گیا تھا، اور نہ میں پولیس کے اور بھی اذیتوں کو قتل کر دیتا۔ حالانکہ میں انہیں قتل کرنا نہیں چاہتا تھا لیکن بس میری ملوث تھا کہ اس کے بعد میری قربان کا دل میں میں کچھ اور اضافہ ہوا تاکہ اور یہ لوگ مجھے سخت ناپسند کرنے لگتے جو مجھے گوارا نہ تھا۔

میری یہ رہائش گاہ جہاں پہنچی تھی چھوڑ دینی تھی بے حد خوبصورت تھی ایک انتہائی وسیع اور کشادہ ہال تھا کہ جس کے اندر ایک گول بڑا پردہ ہوا تھا۔ اتنا نرم بستہ تھا کہ کوئی اس پر بیٹھ اور اندر دھنسا جاتا تھا۔

اس کے علاوہ کمرے میں بھارت کی بہت سی چیزیں تھیں ایک دیوار پر ایک پینٹنگ اور وہاں بھی یہی تصویر تھی۔ ہر قسم کی اہم کام کی تصویر تھی جس میں جابجا بھرتے رہے تھے اور دیکھنے میں بالکل اصلی معلوم ہوتی تھی مجھے ایسا محسوس ہوتا تھا جیسے میں خود اسی ماحول میں ضم ہو گیا ہوں اس کے علاوہ جین ترین پرورے اور رہائش کا دوسرا سامان سکون ہی سکون تھا۔

اور بس یہ سکون ماحول میں نہیں نے بہت سادہ گذارا یہاں تک کہ رات ہو گئی اور دوسری صبح ناشتی کی مین پراٹھنی اور پینٹنگ دونوں موجود تھے۔ ان دونوں نے مجھے صبح کا سلام کیا اور میں نے گرون ہلائی۔

پنکی منایت خوبصورت لباس میں ملبوس تھی یہ لباس غامض بادیک تھا۔ انہیں ایک کراس سے جڑ کا ایک ایک عضو جھلک رہا تھا ان کے بال ایک خوبصورت رہن میں بندھے ہوئے تھے اور چہرے اس نے کیا کیا پس رکھا تھا۔ ٹوٹی بھی ایک خوبصورت سوٹ میں ملبوس تھا۔

ناشتہ کی مین پراٹھنی دونوں نے میرا سکاٹے ہوئے استقبال کیا اور ٹوٹی نے مجھے پوچھا۔

”کو ڈیڑ گولڈ تھیں کوئی کیفیت تو نہیں ہے؟“

”تھیں بھئی یہ رسمی باتیں مجھے نہ لیا کرو۔ میں تو بہت خوش ہوں حالانکہ جو حسین ماحول تم نے میرے لیے جیا کر دیا ہے میں نے اس قسم کے خوبصورت ماحول میں بہت کم وقت گزارا ہے لیکن اگر یہ نہ بھی ہوتا تب بھی میں ہر لحاظ سے زندگی گزارنے کا عادی ہوں۔“

”ہاں تم ایک جھٹکنا انسان معلوم ہوتے ہو۔ تمہارے ہاتھ پاؤں سے پتہ چلتا ہے۔ ٹوٹی نے کہا لیکن اس کے ساتھ ہی ہمارے ذہن میں ہر قسم کی طرف سے کچھ الجھنیں باقی ہیں۔“

”وہ کیا؟“ میں نے پوچھا۔

”میرے کہیں بلادھیر ہی پولیس کے حوالے کر دیا گیا تھا لیکن تفصیل نہیں معلوم ہو سکی۔“

”تفصیل نہیں ہے میرے دوست، میں جس شخص کے ساتھ اس دنیا میں آیا تھا گل زمان نامی ایک آدمی نے اسے اغوا کر لیا میں اپنی دنیا میں ایک طاقتور آدمی کی حیثیت سے پہچانا جاتا تھا۔ یہاں آیا تو میں نے کچھ لوگوں کو ایک دوسرے سے کشمکش لڑتے دیکھا تب مجھے پتہ چلا کہ یہاں پر اس طرح کا کاروبار کی حیثیت رکھتا ہے۔ گل زمان نے مجھے سے معاہدہ کرنے کی کوشش کی اور کہہ کر میں اس کے لیے کشمکش لڑا کروں۔ میں سوچ بھی نہ سکتا تھا کہ یہ فن بھی کاروبار کی طور پر استعمال کیا جاسکتا ہے میں نے اس کی بات مان لی۔ اور کچھ عرصے کے بعد گل زمان کو میری ہی بات سے اختلاف پیدا ہو گیا لیکن میری ٹوٹی میں اختلاف برداشت کرنے کا عادی نہیں ہوں، میں نے اس کے ساتھ رہنے سے انکار کر دیا تب اس نے میرے معصوم دوست کو قاتل کر دیا کیونکہ وہ مجھ پر قابو نہیں پاسکتا تھا۔ جب میں نے اس سے اپنے دوست کا کاٹا لہ کر لیا تو اس نے کچھ تانے سے صاف انکار کر دیا اور مجھے مجبور کرنے کی کوشش کی کہ میں اس کا غلام بن جاؤں اور بھلا یہ بات میں کیونکر گوارا کر سکتا تھا چنانچہ میں نے اسے مارا اور خوب مارا۔ اور وہ لوگ جسے تم پولیس کا نام دیتے ہو انہوں نے مجھے پکڑ کر اسی جگہ بند کر دیا جو مجھے پسند نہ تھی۔ اور ظاہر ہے میں وہاں سے نکل آیا، میں کسی بھی ایسی جگہ رہنا پسند نہیں کرتا جو مجھے پسند نہیں ہوتی اور ان بندہ کمرے سے تو مجھے نکلنا ہی تھا چنانچہ میں نکل آیا۔ یہ ہے پوری داستان اس کے علاوہ اور کچھ نہیں۔ میں نے جواب دیا۔ پنکی اور ٹوٹی دونوں مسکرائیں۔

”خوب۔ ٹوٹی ہنستے ہوئے بولا۔ دراصل تم شیر ہو چنگل کے شیر اور چنگل کا شیر پابندی کی کب قبول کرنا ہے لیکن نے فکر ہو میرے دوست گولڈ ہمارے درمیان تھیں یہ احساس نہ ہو گا کہ تم پر کسی بھی قسم کی کوئی پابندی ہے ناں تو تیرا کیا تم اپنی دنیا سے صرف دنیا دیکھنے کے لیے آئے ہو کیا یہاں متقل رہنے کا ارادہ نہیں رکھتے؟“

”میری اپنی دنیا میں یہ ساری دلچسپیاں نہیں ہیں جو یہاں کی دنیا میں موجود ہیں۔ تمہارے اس ماحول میں خود کوئی سی غلیاں ضرور ہیں لیکن اس کے باوجود یہ ماحول بے حد دلکش ہے اس کی تبدیلیاں اتنی عجیب تھیں کہ میں یہاں سے جانے کو دل نہیں چاہتا میں یہ سوچتا ہوں کہ یہاں رہ جاؤں اور یہاں رہ کر یہاں کے بائے میں پوری پوری معلومات حاصل کروں۔ اس سلسلہ میں مجھے کوئی ایسا ساتھی کوئی ایسا دوست درکار ہے جو مجھے یہاں کے بائے میں مکمل تفصیلات بھاسکے۔ اور اگر مجھے کوئی ایسا دوست مل جائے تو میں اس

کے ساتھ ہر قسم کا تعاون کرنے کو تیار ہوں۔“

”ہوں۔ ٹوٹی نے پُر خیال انداز میں گرون ہلائی پھر بولا۔ لیکن میرے دوست اس دنیا میں ایک بہت بڑی غزالی ہے۔“

”وہ کیا؟“ میں نے پوچھا۔

”یہاں ہر وہ شخص خوش و غم رہ سکتا ہے جو کوئی کام کرے خواہ وہ کام کیسا ہی کیوں نہ ہو۔ یہاں مزدور ہوتے ہیں جو عمارتیں بناتے ہیں انہیں آنا معاوضہ ملتا ہے کہ وہ روٹی کھائیں اور سو جائیں۔ ہٹنے کو کچے کپڑے بھی نہیں ملتے اور نہ ہی زندگی کی دوسری آسائشیں۔ ان کے علاوہ مختلف کام ہوتے ہیں۔ لیکن ہر کام کی نوعیت مختلف ہوتی ہے کچھ کام ایسے ہوتے ہیں جن میں کوئی بہت زیادہ کماتا ہے اور کچھ کام ایسے ہوتے ہیں جن میں انسان بہت کم آمدنی حاصل کرتا ہے۔ تم جیسا آدمی جو غیر معمولی خصوصیات کا مالک ہے یہاں آرام کی زندگی گزار سکتا ہے کہ تمہارے دوست میں ایک موبل عرصے تک متاری خدمت کر سکتے ہیں لیکن دوست جو نے کی حیثیت ہی ہے ہم کہیں ایک مشورہ بھی دینا چاہتے ہیں۔“

”میرے حضور؟“ میں نے فرار دلی سے کہا۔

”کچھ کام کرو۔“

”کیا کام؟“ میں نے پوچھا۔

”ایسا کام کرو کہ جس سے تمہیں ایک بہتر زندگی حاصل ہو سکے۔“

”لیکن میں تو اس دنیا میں اپنی ہی ہوں ٹوٹی اور یہاں کے لوگوں سے واقف بھی نہیں اور یہ بھی نہیں جانتا کہ کام کس طرح حاصل ہو گا اور اس کے لیے میں کیا کر سکوں گا؟“

”اوہ تو یہ کوئی مشکل کام نہیں ہے ڈیڑ گولڈ، ہم تمہارے دوست ہیں اگر اس وقت تمہارا ساتھ نہیں دیں گے تو پھر کس وقت دیں گے۔ ہم جب تمہارے ساتھ تعاون کر سکتے ہیں تمہاری مدد کر سکتے ہیں تو کیوں نہ کریں اگر تم پسند کرو تو ہم ایک کر سکتے ہیں کہ تم زندگی کا ہر بوجھ ہمارے کندھوں پر ڈال دو اور وہ کہتے رہو جو ہم کرتے رہیں۔“

”ٹھیک ہے۔ مجھے اعتراض نہیں ہے لیکن میں تمہیں اپنی فطرت کے بائے میں بتا چکا ہوں۔“

”بالکل بے فکر ہو میرے دوست تمہاری اس فطرت کا پورا پورا خیال رکھا جائے گا۔ تمہیں کبھی کوئی ذہنی کو قوت یا شکایت نہیں آئے گی۔ ٹوٹی نے جواب دیا۔

”میرے دوست، تمہیں بے فکر ہو ٹوٹی میں بھی اپنے دوستوں کو کوئی تکلیف دینا پسند نہیں کرتا۔“

”ٹھیک ہے۔ ٹوٹی نے مسکراتے ہوئے کہا اور اس کے بعد ہم لوگ ناشتہ میں مصروف ہو گئے۔

ناشتہ عمدہ گرم کا تھا۔ نہی چیزیں تھیں جن کے بائے میں کیا

نے کبھی سنا بھی نہیں تھا۔ بہر حال بے حد لذت بخش تھیں۔ میں تو زندگی کی ہر لذت سے آشنا ہونا چاہتا تھا۔ میں زندگی کے ادوار سے گزر کر رہتا تھا اور ان گزرتے ہوئے ادوار میں میرے سامنے جو کچھ آتا تھا میں اس سے لطف اندوز ہوتا تھا۔

ماستہ کے بعد ٹوٹی نے مجھ سے اجازت مانگی اور کہنے لگا۔
"میں تمہارے لیے جلد ہی کسی بہتر زندگی کا بندوبست کروں گا تم بالکل پے فکریہ ہو، پینکی متا پورا پورا خیال رکھو گی میں قریباً ہر چار ماہوں میں ٹھیک ہے تم جاؤ۔ میں نے جواب دیا۔ اور ٹوٹی تانستری کی میز سے اٹھ کھڑا ہوا۔ اس نے پینکی کی جانب دیکھا اور بولا۔

"ڈیڈ پینکی! میں جا رہا ہوں لیکن میرے دوست گولڈ کو کوئی ٹکیت نہ ہونے دینا یہ آٹاموہ انسان ہے کہ میں اس سے بے پستہ محبت کرتے لگا ہوں۔ ٹوٹی نے بے الفاظ ادائیگے کو ایک عجیب سی مسکراہٹ میرے ہونٹوں پر پھیل گئی۔

میں نے ٹوٹی کے لب و لہجے میں خلوص کی چاشنی کو نہیں پایا تھا اور صدیوں کا تجربہ اس بات کا گواہ تھا کہ ٹوٹی جی ان لوگوں میں سے تھا جو کسی غرض کے بغیر کسی سے محبت کا اظہار نہیں کرتے بلکہ اپنے ذہن میں میرے لیے کوئی خاص بات سمجھتی لیکن تامل سے یہ بیوقوف لوگ مجھے کیا سمجھتے تھے اور یہ تو میری کوشش تھی کہ یہ لوگ مجھے زیادہ ذہین اور چالاک نہ سمجھیں تاکہ میں ان کی مرضی کے مطابق رہ سکوں اور اپنی مرضی کے مطابق معلومات حاصل کر سکوں۔

ٹوٹی چلا گیا اور پینکی میرے پاس رہ گئی۔ بڑی دلکش لڑکی تھی وہ اور اس کا انداز بھی زیادہ متا نہیں تھے۔ اس نے ایک مخصوص انداز سے اپنے خوبصورت بالوں کو چہرے سے پیچھا کیا اور بولی۔
"او گولڈ! تم مجھے میں بائیں کریں گے۔"

"ٹھیک ہے!" میں نے کہا اور تعاون کے انداز میں شانے ہلاتا ہوا اٹھ کھڑا ہوا۔

اور پھر وہ مجھے لیے ہوئے ایک نشست گاہ میں گر بیٹھ گئی۔ میں کوئی خاص کام تو نہیں ہے بس تفریحی باتیں اور تفریحی مشاغل۔ اس نے کہا۔

"خاطر ہے میں اس بات کا کیا جواب دیتا۔ میں نے گردن ہلا دی تھی۔

"خود غمازے متاغل کیا میں گولڈ؟" اس نے بوجھا۔

"میں آپ کو بتا چکا ہوں پینکی میں جس دنیا سے آیا ہوں وہ سیدھے سادے لوگوں کی دنیا تھی وہاں نہ مشاغل نام کی کوئی چیز تھی اور نہ ہی تفریحات تھیں وہاں زندہ رہنے کے لیے لوگ اپنے آپ میں گھن ضرور رہتے تھے چھوٹے چھوٹے کھیل، معصوم سی تفریبات یہاں آکر تو مجھے یہ ساری مصروفیات اور ہابی.... دیکھ کر شدید حیرت ہوتی ہے۔

"یقیناً ہوتی ہوگی ویسے میں اس پر کون سی قسم کے تصور سے بڑی متاثر ہوں جہاں تم رہتے ہو گے۔ تم جیسے حسین اور سادہ دل لوگوں کی کہ بستی کس قدر دلکش ہوگی یہ احساس میرے ذہن میں بھی ہے۔

"ہاں ہماری بستی مسائل سے دور ہے لیکن اس کے بغیر ہمارا بہت سی دلکش چیزیں ہیں اس کے باوجود بھی توازن برابر ہے۔"

"کیا مطلب؟" پینکی نے سوال کیا۔

"ہماری بستی میں جگہ جگہ قتل نہیں ہوتے۔ لوگ ایک دوسرے کے بہت زیادہ دشمن نہیں ہوتے ہماری بستیوں میں مسائل بھی نہیں آتے اس کے علاوہ حسن بھی بے پناہ ہے۔"

"خوب؛ تو تم ان چیزوں کو محسوس کرتے ہو؟ پینکی نے مسکراتے ہوئے پوچھا۔

"کیوں نہیں؟ میں نے انسانوں سے طعیدہ ہونے کا دعویٰ نہیں کیا اس لیے میرا حشر سے متاثر ہونا قاطری امر ہے۔"

"ٹھیک ہے ٹھیک ہے یقیناً تمہاری بستی کے سادہ اور معصوم لوگ ایک دوسرے سے محبت تو کرتے ہوں گے؟ پینکی نے پوچھا۔

"جیسے شک ہم لوگوں میں بڑی دلگت ہے؟ میں نے جواب دیا۔

"موت لگا گت؟" اس نے سوال کیا۔

"ہاں! لگاتگت کو تم محبت کا نام بھی دے سکتی ہو؟"

"محبت کے تو مختلف انداز ہوتے ہیں گولڈ! پینکی نے مسکراتے ہوئے کہا۔

"میں نہیں سمجھا۔"

"محبت آپس میں رشتوں کی مناسبت سے بھی کی جاتی ہے اور بعض اوقات کسی ایسی شخصیت سے بھی جو ہمارے سینے میں اتر جاتی ہے اور میں بہت دلکش لگتی ہے۔ اگر تم میرا مقصد نہیں سمجھتے تو مجھے بتاؤ۔"

"ہاں کچھ اور مٹا حشر سے بتاؤ؟ میں نے سوال کیا حالانکہ اس

توجہ ان لڑکی کا مقصد میں بخوبی سمجھ رہا تھا۔ اس کا وہی مقصد تھا جو ہر لڑکی کا ہوتا ہے۔ بے وقوف میرے صدیوں کے تجربے سے کھیل رہی تھی وہ نہیں جانتی تھی کہ میرے تجربات کہاں تک ہیں اور مجھے بھی اس طرح اپنے آپ کو معصوم اور سادہ ثابت کرنے میں مزہ آ رہا تھا۔

پینکی چند تانیے اپنے دونوں ہونٹ جوتی رہی، یہ اس کا مخصوص انداز تھا اور پھر ایک دم مسکرا کر بولی۔

"تمہاری بستی کی لڑکیاں بھی تمہاری طرح حسین ہوں گی؟ پینکی نے سوال کیا۔

"ہاں جیسے ہم لوگ ہیں ویسی ہی وہ ہوتی ہیں۔"

"گولڈ تم نے کسی لڑکی کو پسند نہیں کیا؟"

"کیا ہے۔"

"میرا مطلب ہے وہ تمہارے ساتھ تو نہیں ہے؟"

"ماتہ دہنا ضروری تو نہیں ہے؟ میں نے جواب دیا۔

"ہیک آرم اس کی قربت حاصل کر کے ہو؟" پینکی نے میاکی سے پوچھا۔

"قرب حاصل کرنے کا ایک مخصوص تصور ہے وہاں تک تو میں نہیں پہنچ سکا میں...."

"تمہارے دل میں اس کی محبت تو ہوگی؟"

"بھئی اب نہیں ہے۔"

"کیوں؟"

"اس لیے کہ میں وہاں سے چلا آیا۔"

"تمہارے وہاں سے کتنے پرانے انوس نہ ہوا ہوگا؟"

"کیوں؟ اس میں انوس کی کیا بات ہے؟"

"پینکی تمہارے تم اس کے محبوب جو ہو گے؟"

"وہ تو درست ہے پینکی لیکن ہر شخص اپنی مرضی کا مالک بھی تو ہوتا ہے؟ میں نے جواب دیا۔

"اوہ؟ وہ خاموش ہو کر کچھ سوچنے لگی۔

"کیوں کیا ہوا؟" میں نے مسکراتے ہوئے پوچھا۔

"میں تمہارے ہی ہاں میں سوچ رہی ہوں پینکی بھئی؟"

"بتانا نہ کر دو گی؟" میں نے سوال کیا۔

"کیوں نہیں؟"

"تو پھر بتاؤ۔ تمہاری اس بے وقت خاموشی کا مقصد کیا ہے؟"

"میں سوچ رہی ہوں گولڈ! تم محبت کے معاملے میں بھی اگھر طبیعت رکھتے ہو؟" پینکی نے مسکراتے ہوئے کہا پھر جلدی سے بولی۔

"کرم میری اس بے لگنی کا تم غلط مطلب نہ لینا ہم لوگ دوست ہیں اور دوستوں کا بے لگت ہونا ضروری ہوتا ہے۔"

"نہیں میں بالکل برا نہیں مانوں گا۔"

"اچھا ایک بات بتاؤ گولڈ!"

"ہلو چھو؟"

"ہم یہاں سے چلیں گے تو کیا تم ہمارے ساتھ چلو گے؟"

"میں کہہ چکا ہوں پینکی کہ اگر آپ لوگوں نے مجھے اپنا دوست

بتا لیا ہے اور میں آپ لوگوں پر بار نہیں ہوں تو میں آپ لوگوں سے

میلہ ہونا پسند نہیں کروں گا۔"

"کیا واقعی؟"

"ہاں لیکن ایک شرط اور بھی ہے؟"

"وہ کیا ہے؟" پینکی نے پچھاسی سے پوچھا۔

"وہ یہ کہ اگر کبھی آپ مجھ سے اور میری ذات سے الجھن محسوس کریں تو مجھے صاف بتا دیں اور کوئی ایسا کام نہ کریں جو مجھے نواہ

گزرے۔ میں تو اس شخص سے بھی دوستی اور تعاون کرنا چاہتا تھا جس نے

مجھے ذلیل آمدنی بنایا تھا اور جو میری ذات کا تحفظ کرنے کے باوجود میری

نفرت کا شکار نہیں بناتا تھا۔ میں نے سوچا ٹھیک ہے اگر وہ میری دوستی سے

کوئی فائدہ حاصل کر لے گا تو کوئی اتنی بڑی بات نہیں ہے لیکن اس نے جب مجھ پر تسلط جانے کی کوشش کی تو یہ بات میرے لیے ناپسندیدہ تھی

یہ ٹھیک ہے کہ تعاون سے بہت سے مسائل حل ہوتے ہیں لیکن ایسا

تعاون جو مجھے کسی فائدے سے ہم کنار نہ کر سکا ہو اور میرے ذہن پر بار

ہونے کا ہے۔"

"ٹھیک ہے مگر گولڈ! ہم کبھی دوستی سے تجاوز نہیں کریں گے؟"

پینکی نے کہا۔

"تب پھر میں ہمیشہ تمہارا دوست متا و مفلس رہوں گا؟ میں نے

جواب دیا۔

"تب تم یہ بتاؤ کہ تمہاری خواہشات کیا ہیں؟"

"میں مختصر بتا چکا ہوں کہ میں تمہاری اس دنیا کو اندر سے دیکھنے

کا خواہش مند ہوں یہاں یہ جو ساری چیزیں ہیں مجھے بڑی ہی دلچسپی

لگتی ہیں۔ میں نے کبھی تصور میں بھی نہیں سوچا تھا کہ دنیا کے کسی حصے

میں اتنی خوبصورت زندگی ہوگی کہ لوگ مشین ٹھیکروں پر سفر کرتے ہو

مشینوں سے کام کرتے ہو۔ بھلے کی کیا ہے تمہاری اس دنیا میں؟ میں

نے سادہ سے لہجے میں کہا۔

"کیا نہیں یہ ساری چیزیں اچھی لگتی ہیں؟" پینکی نے پوچھا۔

"ہاں بے حد سکین میں انہیں سمجھ نہیں پاتا، ہاں انہیں سمجھ کر خوش

کرنا چاہتا ہوں میں ان چیزوں کو جانا چاہتا ہوں۔"

"تمہیں ان چیزوں کو سمجھنے کا شوق ہے پینکی نے سوال کیا۔

"ہاں بے حد۔"

"میں تمہیں ایک ایک چیز سے روشناس کرواؤں گی گولڈ! میں

تمہیں اس دنیا کے ایک ایک حصے کی سرکراؤں گی۔ بس ہمارا متا لیا تو تمام

رہنا چاہیے۔"

"ضرور۔ میں بہت تعاون کرنے والا شخص ہو پینکی۔ تم مجھے تعاون

کرو! میں تم سے۔ اس کے علاوہ میں کچھ بھی نہیں چاہتا۔"

"اچھا چھوڑو ان باتوں کو، بتاؤ کیا میں چلتا پسند کر لے گا یا

گھڑی میں رہو گے؟" پینکی نے سوال کیا۔

"پینکی میری نفرت میں خوف شامل نہیں ہے ہماری بستی خوف

کے احساس سے اتنی دور ہے کہ تم تصور نہیں کر سکتیں لیکن تمہاری دنیا

میں آنے کے بعد مجھے دوستوں کا احساس ہو گیا ہے، میں جانتا ہوں کہ

تمہارے ہاں کے بعض طریقے یعنی قوانین بڑے ناخوشگوار ہیں۔"

"مثلاً؟" پینکی نے سوال کیا۔

"مثلاً یہ کہ جسے گل زناں نے میرے دوست کو اغوا کیا۔ مجھ پر

بلاوجہ تسلط جانے کی کوشش کی۔ اس کے ہم کنار زیادہ ہو گئے حالانکہ یہ قصور

115

نہ تھا۔ اس کے باوجود مجھے نہ تو سوجھ بوجھ نہ ہی سہا جتنا چہرہ سوجھ
لو اگر میں میری ذات سے کوئی کیفیت پہنچ گئی تو مجھے بڑا دکھ ہوگا۔
تم مجھے باہر لے کر لکھو گی تو ممکن ہے مجھے وہ لوگ دیکھ لیں جو میرے
دشمن ہیں اور خواہ مخواہ میری وجہ سے کسی مشکل میں پھنس جاؤں۔ میں
نہ نہ کہتا۔

”پہلی بہت چالاک ہے گولڈ، وہ اتنی معصوم نہیں ہے اگر تم
چلنا پسند کرو تو چلو، تمہارے اندیشے بے بنیاد ہیں۔“

”کیا مطلب؟“
”مطلب یہ کہ میں تمہارے چہرے پر تبدیلی کر دوں گی۔“
”میں پھر بچوں گا پتلی کر تم کیا کرنا چاہتی ہو؟“
”گولڈ میں تمہارے چہرے پر میک اپ کر دوں گی۔“
”میں اب بھی نہیں سمجھا پتلی اور پروفیسر میں حقیقت میں نہیں
سمجھ سکتا تھا کہ پتلی کیا کر رہی ہے۔“

”اب مطلب نہیں میں عملی طور پر سمجھاؤں گی گولڈ لیکن پہلے
یہ بتاؤ کہ تم واقعی باہر چلنا چاہتے ہو؟“
”اگر کوئی ایسی صورت ہے جس میں میں کوئی کیفیت نہ ہو
تو پھر میں باہر چلنا پسند کر دوں گا۔“
”تو پھر آؤ پتلی نے کہا۔ اور اپنی جگہ سے اٹھ گئی میں بھی اس
کے ساتھ ہی کھڑا ہو گیا تھا۔

پتلی مجھے لے کر ایک کمرے میں آگئی۔ اس کمرے میں اس
نے مجھے ایک کرسی پر بٹھوایا۔ اس کرسی کے سامنے بڑا سا آئینہ لگا ہوا
تھا۔ اس نے آئینہ کے پیچے موجود مارمری کا دروازہ کھولا اور اس میں سے
ایک عجیب سا لباس نکال لیا جو بے حد خوب صورت تھا۔
میری تو سمجھ میں نہ آیا تھا کہ یہ کیا چیز ہے لیکن پتلی نے
مجھے بتایا کہ یہ کس اشیاء کے لئے ہے جگہ پر پتلی نے اس میں بے بہت
سی شیشیاں بکھیر دیں اور بتائیں کہ یہ ایک نکال لیا۔ پھر وہ میرے قریب آگئی
اس نے میرے چہرے پر ہاتھ لگایا اور میں اس کے نرم و نازک ہاتھ کا
اپنے... کالوں پر محسوس کرنے لگا۔ اس جو میری رگ و پے میں مزاحمت
کر رہا تھا۔

مجھے جدید دور کی وہ عورت بھی یاد تھی جس کا نام جولی یا ڈیونا
تھا عورتیں تو ہر دور میں آتی رہیں پروفیسر نے ایسا کہیں معلوم ہے اور
میں نے ہر دور کی عورت کو ایک نئی عورت سمجھ کر قبول کیا ہے لیکن اس
دور کی عورت میں جس کا میں ذکر کر رہا ہوں کچھ نمایاں چیزیں تھیں اور
نمایاں خصوصیات تھیں۔

ہر دور میں عورتیں اپنے آپ کو نیاتی اور سنواری رہی ہیں یہ ان
کا ایک مخصوص طرز ہے لیکن جدید دور کی عورت اپنے ان گوشوں
میں کہیں آگے نکل گئی تھی جتنی جیسا لباس پہنتی تھی اور جن پر فنی چیزیں

سے وہ خود کو آراستہ کرتی تھی مجھے دیکھ کر حیرت ہوتی تھی۔
ہر صورت پتلی کے بدن سے ایسی ایسی خوش بونل کر رہے تھے
سے نکلتی۔ ہی۔ اس دوران وہ میرے چہرے پر ہاتھ لگایا کیا عمل کرتی تھی
اس نے کئی شیشیوں میں سے معمول لگائے اور میرے چہرے پر ہاتھ
دیر کے بعد وہ اپنے کام سے فارغ ہو گئی جب وہ سامنے سے اٹھ تویری
نگاہ آئینے پر پڑی اور میں خود کو دیکھ کر دنگ رہ گیا۔

میں نے پتلی کو دیکھا کہ آئینے میں کس کا عکس نظر آ رہا ہے لیکن
یہ تو میں ہی تھا لیکن میرے خود کو حال اتنے بدل چکے تھے کہ میں خود
بھی اپنی صورت نہیں پہچان سکتا تھا۔

جدید دور کے انسان نے ایک باہر مجھے حیران کر دیا تھا۔
میرے چہرے پر حیرت دیکھ کر پتلی ہنس پڑی۔
”میک اپ ڈیو گولڈ کیا محسوس کر رہے ہو؟“

”میک اپ۔ واقعی یہ میں ہوں؟ میں نے پوچھا اور پتلی کھنکھ
کر ہنس پڑی۔

”ہاں یہ تم ہی ہو۔“
”پتلی۔ پتلی کہ تم مجھے میری صورت چھین لی؟“
”نہیں چھین نہیں ہے بلکہ چھپا لی ہے۔“

”کیا مطلب؟“ میں نے سمجھنے سے پوچھا۔
”گولڈ، واقعی طور پر تم چھپ گئے ہو تم جب چاہو گے تمہاری
اصلی صورت واپس آ جائے گی۔“

”لیکن کیسے پتلی؟“
”یہ ایک آپ ہے جو میں نے تمہارے فیس پر کیا ہے اس سے
وہی طور پر تمہارے خود کو حال بدل گئے ہیں جب تم اپنے چہرے سے ان
سارے لوازمات کو اتار دیتے گے تو پھر اپنی اصلی صورت میں آ جاؤ گے۔“

”کیا واقعی؟“ میں نے تجویز مانگے میں پوچھا۔
”ہاں ہاں۔ اس میں کیا شک ہے؟“

”تو یہ ایک آپ ہے؟“
”ہاں ہم لوگ اسے میک اپ کہتے ہیں۔“
”مگر۔ مگر یہ تو اس مقامی میں ملاطمت ہے جو دنیا کی

تعبیر میں کافر ہے۔“
”نہیں یہ بات نہیں ہے یہ جدید دور کی ضرورت ہے اور
جو کہ اس کا استعمال عارضی طور پر کیا جاتا ہے اس لیے یہ فطرت میں
ملاطمت نہیں ہے۔ پتلی نے جواب دیا۔

”تو مجھے ہے؟“
”تو مجھے ہے؟“
”تو مجھے ہے؟“

”تو مجھے ہے؟“

جیسا کہ زمان نے مجھے ذرا کیا تھا۔ اس لباس کو پہننے کا لہجہ تو مجھے
آ ہی گیا تھا اور پروفیسر سٹاپن کر میں جدید انسان بن گیا۔ میری
شخصیت اس لباس میں شاید کچھ نمایاں ہو جاتی تھی۔ اس کا اندازہ
پہلی بار میں نے جولی کے چہرے پر کرنے والے حشرات سے کیا تھا اور
وہی حشرات مجھے پتلی کے چہرے پر نظر آئے۔

”تم بے حد شادمانہ ہو گولڈ۔ پتلی بے باکی سے بولی۔ اور میں
نے گردن ہلا دی۔

”بہ حال آؤ پتلی نے کہا اور ہم دونوں باہر نکل آئے باہر ایک
مشتی گھوڑا تیار تھا۔ ہر دوں اس میں سوار ہو گئے میں اسے مشین
گھوڑا ہی کہتا تھا حالانکہ پتلی نے بتایا تھا کہ جدید دنیا کے کارکن ہوتے ہیں
اور پروفیسر کیا تمہارے اس دور میں کار میں موجود ہیں؟ پتلی نے جواب دیا۔

”نہ سوال کیا اور پروفیسر اور اس کی لڑکیاں چونک پڑیں۔
”ہاں ہاں کیوں نہیں۔ نہ صرف کار میں بلکہ اور بھی بہت کچھ موجود
ہے۔ پروفیسر نے جواب دیا۔

”مثلاً؟ اس نے سوال کیا۔
”ہوائی جہاز، مندری جہاز، آبدوزیں۔ راکٹ اور غلے کیا
کیا بہت ساری ایسی چیزیں ہیں جو غور کرتی ہیں انسان جس حد تک
آگے بڑھ گیا ہے شاید تم سوچ بھی نہ سکو۔ پروفیسر نے کہا۔

”میں نہیں بتا سکتا ہوں پروفیسر اور اس کے بعد تم مذاق نہ کرنا
کہ میں کون سے دور میں پوچھا تھا کیا وقت اس سے آگے بڑھ گیا ہے یا
ابھی تک نہیں آیا؟“

پروفیسر نے گردن ہلا دی تھی۔
”پھر کیا ہوا؟“ فورڈ نے سوال کیا۔

”میرا متنازعہ موضوع سوال ہے فورڈ اس کا پھر کیا ہوا۔ میں میری
کمانی سے کہتا ہوں کہ میں ہوتی ہوں اس نے سوال کیا اور فورڈ نے بے تحاشی
میں گردن ہلا دی۔

تب اس کے ہونٹوں پر مسکراہٹ پھیل گئی اور وہ کہنے لگا۔
”میں نہیں کہتا کہ فورڈ اس کا پھر کیا ہوا۔ میں نے دیکھا کہ کتنا ایکشن جب
بھی اس نے فورڈ کو دیکھا ہے حاسی چیزیں ابھی ابھی محسوس ہوتی ہیں اور
ان چیزوں کو دیکھ کر مجھے ہنسنے میں بہت جھول گیا کہ میں پتلی کے ساتھ
بیٹھا ہوں۔ تب سندر نے زور دیکھ کر ایک خوبصورت سے ہونٹوں کے پاس
پتلی نے کار روک دی۔

یہ ایک وسیع عمارت تھی جسے ہونٹوں کا نام دیا گیا تھا۔ اصل
مجھے پتلی نے اس عمارت کا نام بھی بتایا تھا۔

پتلی اپنی سیٹ سے پیچھے ترقی اور اس نے مجھے بھی اتارنے
کا اشارہ کیا اور ہم دونوں اتر کر کھڑے ہوئے ہونٹوں کی جانب چل پڑے
پتلی ہونٹوں کے ایک خوبصورت سے حصے میں جا کر بیٹھ گئی۔ میں بھی اس

پتلی خاصی دیر میں آئی لیکن سٹاپن نے کڑی تھی۔ ویسا ہی سٹاپ
پتلی نے کہا۔

بھانے میں کیا گفتگو کرنے جا رہا تھا۔ بہ حال متاثر نہ ہا فردی تھا
اس دور میں میں کسی بھی خود کو دکھانے کی راہیں چلتا تھا۔ اس کی وجہ
تھی کہ تینے ادوار سے میں گولڈ تھا ان میں اتنے ترقی یافتہ لوگ نہیں
تھے کہ دنیا کا نقشہ ہی بدل کر رکھ دیتے۔ ان لوگوں کے دہان تو میری
چل ہی گئی تھی لیکن اس وقت میں یہ سوچ رہا تھا کہ مجھے قدم قدم پر ان
لوگوں کو جاننے کی ضرورت ہے ان کے وسائل بدلے عجیب و غریب تھے۔

اب میرے چہرے کی تبدیلی ہی بڑی حیرت انگیز تھی میں سوچ
بھی نہ سکتا تھا کہ کوئی عمل ایسا بھی ہو سکتا ہے کہ انسان اپنی صورت بھی
نہ پہچان سکے۔ پتلی نے میری صورت ہی بدل دی تھی پھر وہ اپنی جگہ سے
اٹھ گئی۔

”تمہارے لیے لباس کا بندوبست کروں؟ اس نے کہا۔
”پتلی مجھے اس بات کا بڑا انوس ہو تا ہے کہ میں بھڑپانے
دوستوں کے لیے مصیبت بن جاؤں۔“

”کیوں؟“ پتلی نے سوال کیا۔
”اب دیکھو نامتیں میرا کسی چھوٹے بچے کی طرح خیال کرنا پڑتا
ہے نہ تو میرے پاس لباس ہے اور نہ ہی کوئی چیز۔ میں نے کہا۔

”اوہ ڈیو گولڈ تم اس بات کی پروا نہ مت کرو۔ ہاں کچھ باتیں
میں تمہیں بتانا ضروری سمجھتی ہوں۔“

”کہو۔ میں نے جواب دیا۔
”نہیں ابھی نہیں۔ تھوڑی دیر کے بعد دل بھر کے باتیں کریں
گے ابھی باہر چلیں گے پھر کسی ہوٹل یا کسی پر فضا مقام پر بیٹھ کر باتیں
کریں گے۔ سب یہاں گھر کے اس ماحول میں مجھے محسوس ہونے لگی
ہے یہ انجان ہے تم بھی اس گھٹن کو محسوس کر رہے ہو گے۔“

”نہیں پتلی۔ میرا خیال ہے کہ میں کوئی ایسی بات محسوس نہیں
کر رہا لیکن میں متاثر ہوں کہ تو توجہ دوں گا۔“

”شک ہے؟“ ڈیو گولڈ نے ہم اعلان سے بیٹھو میں جب تک تمہارے
لیے لباس کا بندوبست کر لوں۔“

”ہو تمہاری مرضی۔ میں نے جواب دیا۔ پتلی بغور میرا جائزہ لے
رہی تھی۔

”میرا خیال ہے کوئی لباس میں نہیں خاصا رنگ رہے گا کیونکہ تم
اس سے غلام ہو چکے ہو۔ البتہ تمہارے ہاں ایک شخص ہے جو تمہارے ہی
قد قامت اور جسامت کا لیے میرا خیال ہے میں اس سے سوٹ ملو گی
ہوں مجھے یقین ہے کہ اس کا سوٹ تمہارے بدن پر فٹ آ جائے گا۔“

میں نے پتلی کی زبان باتوں کا کوئی جواب نہ دیا اور اپنی رہائش
گاہ میں واپس آ گیا۔

پتلی خاصی دیر میں آئی لیکن سٹاپن نے کڑی تھی۔ ویسا ہی سٹاپ
پتلی نے کہا۔

کے سامنے ہی بیٹھ گیا تھا۔

پہلی نے اپنی دونوں کینیاں میز پر رکھ دیں اور مجھے دیکھ کر بولی
 "تمہارے قرب سے ایک عجیب سا احساس ہوتا ہے ایک بے نام سی
 عواشی؟ اس نے اپنے مخصوص انداز میں ہنست چوتے ہوئے کہا۔
 "میں اس تعریف کے لیے متاثر شکریہ ادا کرتا ہوں" میں نے
 جواب دیا۔

"ہاں ایک خاص بات جو میں نہیں بتانا چاہ رہی ہوں اور
 راستہ میں بھول گئی تھی سوچ رہی ہوں کہ بتیں بتا ہی دوں؟
 "ہاں ضرور پہلی تو مجھے سرورہ بات بتا دو جو تم مجھے بتانا چاہتی ہو
 اور جو تم سے حق میں بہتر ہو۔ مجھے کوئی اعتراض نہیں ہے۔
 "اب جو کچھ یہ بات مجھے معلوم ہے گو لڈ، جس بستی سے تمہارا
 تعلق ہے وہ سکون کی بستی ہے وہاں جہاز نہیں ہوتے وہاں پولیس
 نہیں ہوتی وہاں ایسے لوگ نہیں ہوتے جو پولیس کے لیے باغی پریشانی
 ہوں لیکن ہماری اس دنیا میں بہت ساری چیزیں ایسی ہوتی ہیں جہاں
 یہاں کے لوگوں نے اپنی اجارہ داری قائم کر رکھی ہے۔ تم نے گل زماں کے
 بارے میں بتایا وہ تم پر اپنا تسلط قائم رکھتا چاہتا تھا کیونکہ اس میں اس
 کا فائدہ تھا۔ تو یہ دنیا جسے تم انتہائی خوبصورت سمجھتے ہو دراصل مفاد پرستوں
 کی دنیا ہے یہاں کا ہر شخص اپنے مفاد کے بارے میں سوچتا ہے میں بہت
 متنبہ کئے دل اور کھلے ذہن سے بتاؤں کہ کوئی بھی تمہارے سلسلہ میں
 اپنے مفاد اور مفاد سے متاثر نہیں ہے؟

"میں نہیں سمجھا پہلی،" میں نے کہا۔

"دیکھو ڈیئر گو لڈ، کچھ کی کوشش کرو، کوئی اس وقت اُدھر سے
 گزر رہا تھا جب تم پولیس والوں سے جنگ کر رہے تھے؟

"ہاں،" میں نے جواب دیا۔

"وہ آگے بڑھ گیا تھا لیکن پھر وہ گاڑی کو روک کر کے لے کر
 آیا۔ اس کی وجہ کیا تھی؟"

"میں نہیں جانتا،" میں نے جواب دیا۔

"اس کی وجہ یہ تھی ڈیئر گو لڈ کہ تم اسے دکش عموماً ہوتے تھے
 ہماری طاقت اور ہماری جوی طبیعت کو اس نے دل سے پسند کیا اور پھر
 ایک لمحہ میں اس نے فیصلہ کیا کہ ہماری مدد کرنی چاہیے لیکن اس کے پیچھے
 کوئی ایسا جذبہ نہیں تھا جس کو تم نیک جذبہ کہہ سکو۔ میں جانتی ہوں کہ
 اس نے اس وقت سے سوچا تھا کہ تم اس کے لیے کام کے آدمی ثابت ہو سکتے
 ہو چنانچہ اس نے تم پر احسان کر دیا اور اب وہ اس احسان کے عوض تمہیں
 اپنا ہمدرد بنا رہا ہے۔ پہلی نے کہا اور میں اس سادگی سے گردن ہلانے لگا۔
 "وہ تو کیا وہ بھی کشمکشیں کرتا ہے؟"

"نہیں؟"

"پھر وہ کرتا کیا ہے؟"

"یہ تو خبر بعد کی بات ہے ڈیئر! ہر شخص کے الگ الگ پیشے
 ہوتے ہیں اور ہر دہری ہر دور اور ہر پیشے میں ایک نمایاں حیثیت رکھتی ہے
 مجھے یقین ہے کہ وہ تمہیں اپنے گروہ میں شامل کرے گا حالانکہ ابھی اس
 نے کھل کر مجھ سے یہ بات نہیں کہی ہے؟

"گروہ؟" میں نے حیرت زدہ لبوں میں پوچھا۔

"ہاں؟"

"گروہ کیا ہوتا ہے؟"

"ہم کچھ ایسا کام کرتے ہیں جو پولیس اور قانون کی نگاہ میں
 مجاز ہے حالانکہ وہ ایک تجارت ہے لیکن اس تجارت کو قانونی حیثیت
 حاصل نہیں ہے اسے اسمگلنگ کہا جاتا ہے۔
 "خوب تو بہت سارے پیشے ایسے ہوتے ہیں کیا جہیں قانونی حیثیت
 حاصل نہیں ہوتی؟"

"ہاں یقیناً۔ جہاز کی بہت ساری تہیں ہوتی ہیں اور ہر اس کام
 کو مجرم کہتے ہیں جس پر قانون کی پابندی نہ ہو۔"

"بہت خوب؟" میں نے پوچھی کہ "میں اس بارے میں اور
 بھی بہت کچھ جانتا چاہتا ہوں؟"

"ہاں ناں کیوں نہیں؟" اب دیکھو نام وہاں سے بھاگے ان لوگوں
 نے ہمیں روکا کہ تم نے گل زماں کو مارا تھا اس لیے انہوں نے تمہیں گرفتار کیا
 یہ دوسری بات ہے کہ انہوں نے ہماری بات نہیں سنی بلکہ گل زماں کی
 بات مان لی، اس کی وجہ یہ ہے کہ گل زماں مالی طور پر مضبوط شخص ہے
 اس کے تعلقات بہت زیادہ ہیں تو قانون عام طور سے انہی لوگوں کے
 ماتحتوں میں جوتا ہے جن کے پاس دولت ہو۔ اور اچھے تعلقات ہوں
 ہر ایک کی حکومت نے اپنے اپنے قوانین نافذ کر رکھے ہیں ان میں سے
 بعض قوانین ایسے ہوتے ہیں جو تمام دنیا میں رائج ہیں یعنی سارے
 ملکوں میں اور بعض ایسے ہیں جو صرف چند ملکوں میں نافذ ہیں۔ اگر
 کوئی شخص ان کی خلاف ورزی کرتا ہے خواہ اخلاقی طور پر وہ غلط نہ ہو
 لیکن اس خلاف ورزی کی اسے سزا ملتی ہے اور یہ سزا اسے پولیس کے
 توسط سے ہی ملتی ہے۔ تو اس لحاظ سے ہمارا کام بھی غیر قانونی ہے لیکن
 ہمیں مال یہاں سے وہاں اور دوسرے ملکوں سے اپنے مال منگواتے ہیں
 اور یہ مال حقیر طریقوں سے ہر ایک پہنچاتا ہے اس میں قانون کا کوئی دخل
 نہیں ہوتا یعنی ہم اس کے لیے ٹیکس اور دوسری چیزیں جس حکومت کو ادا
 نہیں کرتے اس لیے ہمارا کام مجاز کام قرار پاتا ہے اور کسی بھی مجاز کام
 کو کرنے کے لیے خاصی سخت دیکھنا ہوتی ہے؟

"بہت خوب؟" میں نے پوچھی کہ "میں اس بارے میں نے بھی
 نہیں کر لی تھی کیونکہ یہ انداز میرے لیے دکش تھا۔"

"تو اس غیر قانونی کام کے لیے؟ پہلی نے کہا شروع کر دیا، میں
 لیے لوگوں کی مزدور ہوتی ہے جو غیر معمولی ہوں جیسے کہ تم تو یقینی طور

پر ٹوٹی نے یہی سوچا ہوا کہ تم سے اس سلسلہ میں کام لے تو تم یہ بتاؤ
 کہ کیا تم اس طرح کام کرنا پسند کرو گے، اگر تم نے اس انداز کو پسند نہیں کیا
 جیسا کہ میں جانتی ہوں بلکہ مجھے ہوں کہ تم صرف سیاح ہو دینا دیکھنے کے
 خواہش مند یہ دوسری بات ہے کہ تم اس دنیا میں رہ جاؤ۔ لیکن
 فی الوقت تو تمہیں اس دنیا سے کوئی واقفیت نہیں ہے لہذا میری کوشش
 یہی ہوگی کہ تم دیکھ کے بارے میں معلومات حاصل کرو۔ اور اگر تمہیں ایسے
 کسی مجاز کام میں ابھار دیا جائے تو تمہاری... صلاحیتیں اور ضرورتیں
 جن کے تم خواہش مند ہو۔ کیا مجبور نہ ہوں گی؟"

"اس سلسلہ میں بہتر فیصلہ تم کر سکتی ہو پہلی،" میں نے جواب دیا۔
 "میں؟" پہلی نے تعجب سے پوچھا۔

"ناں تم؟" میں نے اپنی بات پر زور دے کر کہا اور پسلی
 پر خیال لگا ہوں سے مجھے دیکھنے لگی۔ پھر بولی۔

"دیکھو گو لڈ، میں ذاتی طور پر ہماری ہر طرح سے مدد کر سکتی ہوں
 اور میں تمہیں اس کی وجہ بھی بتاؤں گی بے غرض میں بھی نہیں ہوں۔
 مجھے بھی ایک مضبوط سلسلے کی ضرورت ہے۔ اس دنیا کا ہر شخص پہلے
 اپنے بارے میں سوچتا ہے اس دنیا کا ہر فرد کو خوش رکھنا چاہتا ہے
 اور دوسرے کی خواہش کے بارے میں بعد میں سوچتا ہے اس وقت
 جب اسے موقع ملے یا پھر دوسرے شخص کو خوشیاں دے کر اسے اپنے طور پر
 بھی کچھ فائدہ حاصل ہو سکے۔ میں بھی انہی میں سے ہوں؟

"براہ مہربانی پہلی تم کھل جاؤ تو زیادہ بہتر ہے۔ میں نے کہا اور
 پہلی مسکرائی۔

"ڈیئر گو لڈ، کوئی تمہیں اپنے طور پر استعمال کرنا چاہتا ہے لیکن
 میں خود بھی یہی چاہتی ہوں کہ تمہیں کوئی کے چپکے سے نکال کر اپنے
 طور پر استعمال کر دوں۔ یہ صحیح ہے کہ کوئی میرا درست ہے لیکن یقیناً
 گو لڈ کو وہ مجھ سے مخلص نہیں ہے؟ پہلی نے کہا۔

"ہوں؟" میں نے معنی تیز انداز میں گردن ہلائی گویا یہاں بھی
 ایک دلچسپ شاخ نکل گئی تھی۔ میں نے گردن ہلاتے ہوئے کہا۔
 "ٹھیک ہے پہلی اگر تم اس کے ساتھ شامل ہونا پسند کرتی ہو تو مجھے غلط
 ہے میں تمہارے ساتھ ہوں؟

"نہیں،" غصہ دل سے گو لڈ۔ تم یہ نہ سوچنا کہ میں نے تم پر
 تسلط جانے کی کوشش کی ہے؟

"نہیں پہلی، کوئی تم یا دنیا کا کوئی بھی فرد میری ذات پر کسی
 قسم کا تسلط قائم نہیں کر سکتا۔"

"تب پھر ٹھیک ہے اگر کوئی تم سے اس موضوع پر گفتگو کرے
 تو تم مانگی کا اظہار کر دینا۔ اپنے طور پر، ہم جو کچھ کریں گے وہ صرف ہم
 ہی جانتے ہوں؟ پہلی نے کہا۔

"ٹھیک؟" میں نے جواب دیا۔

"تم میری بات سمجھ گئے ہوں گو لڈ؟ پہلی نے پوچھا اور میں ل
 ہی دل میں ہنسنے لگا۔ پھر میں نے کہا۔

"گو لڈ! تم یہ چاہتی ہو پہلی کہ میں کوئی سے کمرہ دل کر میں اس
 کے لیے کام کرنے کو تیار ہوں؟"

"ہاں؟"

"لیکن تم؟" میں نے سوال کیا۔

"مقصود یہ ہے کہ تم کوئی کو مضمن کرو کیونکہ وہ خطرناک آدمی
 ہے اگر تم نے اس بات کا اقرار نہ کیا تو وہ بھی گل زماں کی طرح ہمارا دشمن
 ہو جائے گا۔ اور ممکن ہے دوبارہ تمہیں پولیس کے حوالے کرنے کی کوشش
 کرے۔ میں اس سلسلہ میں تمہاری بہتر رہنمائی کروں گی جیسا کہ میں جانتی ہوں
 ویسا تم کرتے جاؤ، باقی رہا ہمارا سلسلہ تو تم اس دنیا کو دیکھنے کے خواہش مند
 ہو تو یقیناً کرو گو لڈ، میں تمہیں اس دنیا کے کچھ کچھ سیکھ کر سکھائوں گی۔
 میں تمہیں ہر وہ جگہ دکھاؤں گی جو تمہارے ذہن میں ہے؟

"ٹھیک ہے؟" میں نے مانگی کا اظہار کر دیا۔

"ہوٹل میں بہت سارے لوگ اُدھر اُدھر گھوم چکے ہیں۔
 پہلی نے ایک شخص کو بلا کر کچھ چیزیں طلب کیں کہ تقریباً ہفت روزہ کی بڑی بڑی
 کے بعد ہماری مطلوب چیزیں پہنچ گئیں اور ہم کھانے میں مصروف ہو گئے
 بڑی بڑی رکعت چیزیں ہمیں ملتی تھیں معمولی مقدار میں کہ آدمی کی طبیعت سیر
 بھی نہ ہو سکے لیکن میں بھی آہستہ آہستہ اس دوسرے آداب کھانا بار کھانا
 رہ رہ کر گزیرنے میں کوئی خیال آتا تھا تو وہ صرف سلاٹوس
 کا خیال ہوتا تھا۔ سلاٹوس بے جاہ بھانے کا تھا۔ بے اختیار میرے
 ذہن میں کوئی آیا اور میں نے پہلی سے کہا۔

"پہلی ایک ستورہ اسلام یہ بھی کرنا ہے تمہیں؟"

"ہاں ہاں خصوصاً دل سے؟"

"ایسی تو تم یہاں سے کہیں اور جانے کا ارادہ نہیں رکھتیں نا؟"

"اس ہوٹل سے؟" پہلی نے سوال کیا۔

"نہیں میرا مطلب ہے اس شہر سے کسی دوسرے شہر؟"

"نہیں ابھی نہیں، کوئی ابھی اپنے کاموں میں مصروف ہے جب
 وہ اپنے کاموں سے فراغت پالے گا۔ تو تم لوگ یہاں سے روانہ ہو جائیں گے
 تو روانہ ہونے سے پہلے میرا ایک کام کرو؟"

"ہاں کو؟"

"میں نے تمہیں اپنے ایک ساتھی کے بارے میں بتایا تھا جس کا
 نام سلاٹوس ہے؟"

"ہاں تم ذکر کر چکے ہو؟"

"اور یہ بھی میں نے بتایا تھا کہ اسے گل زماں نے مار کر لیا تھا؟"

"ہاں میں نے پہلی ہوں لیکن مجھے تعجب ہے؟"

"مکس بات پیر؟"

”بھئی صاف بات ہے اگر وہ شہری طرح حاضر تھا تو کل نکل
کے ہاتھ لگے کیسے پہنچنے سے سوال کیا۔
”میں وہ نہ ہو مجھ جیسا تھا اور نہ ہی مجھ جیسا تھا تو یہ تھا اس کا
تعلق کسی دوسرے خطے کی دوسرے علاقے سے تھا یہ علاقہ ہمارے پڑوس
کا علاقہ تھا لیکن ہماری اپنی بستی نہیں تھی۔
”اور یہ بات ہے!“

میں کسی بھی قسم کی محنت سے نہیں گھبراتا، میں نے جواب دیا۔
 "مفت کچا اقدار بھی ہیں گولڈن ٹوٹی نے پوچھا۔
 کیا مقصد؟"
 "مقصد یہ کہ اپنی زندگی گزارنے کے لیے اگر اس دنیا میں قیام
 کچھ عملی اقدامات کرنا چاہیں تو ہم ان میں سے کسی مخصوص راستے کا تعین
 کر دے، ٹوٹی نے سوال کیا۔

معلوم کریں گے پھر ان کے بارے میں متواتر بہت معلومات حاصل کر لیں گے تب میں تمہیں ان کے اطلاق و قبول کا اس کے بعد جو کچھ ہوا کرتا ہے میں تم کو بتا دوں گا۔

شخص کو دیکھا تب لڑائی اُٹے بڑھا اور اس نے اس شخص کے چہرے سے کپڑا
مٹا دیا اور میں نے جُری طرح چونک پڑا۔

دی گئی ہے کہ میرا دوست متاری قید میں ہے۔ گل زمان میں تہیں
ایسی جبریت نامک سزاؤں کا کہ تصور بھی نہیں کر سکتے۔ ورنہ مجھے میرے
دوست کے بارے میں بتا دو کہ تم نے اس کو کہاں قید کیا ہے؟
”اوه تم اس بوڑھے کی بات کر رہے ہو؟“

”ہاں اسی کا جس کا نام سلاؤس ہے۔ میں نے جواب دیا۔
”میں نہیں جانتا۔ میں نہیں جانتا تم لوگوں کے بارے میں پورا
تم جس انداز میں میرے سامنے آئے وہ میرے لیے حیرت نامک تھا اس
کے بعد تم جو ثابت ہوئے وہ بھی بڑی عجیب چیز بات تھی جس کی فہم
کے اندر اپنی قوت کا تصور بھی نہیں کر سکتا۔ لیکن گل زمان بذات خود ایک
بڑی قوت ہے کیا تم سمجھتے ہو کہ میں صرف ہی ذریعہ معاش رکھتا ہوں
میرے اندر ایسی کئی وسائل ہیں پورا۔ اگر تم میرے ساتھ شریک نہ بنو گے
تو مجھے متاری اتنی پر راہی نہیں ہے اور وہ عورت جو میری غلام تھی۔
میں اسے اتنی ہمت کہاں دے سکتا تھا کہ وہ میرے احکامات کی تعمیل
کرے۔ میں نے تم سے تعرض نہیں کیا تھا پورا تاکہ عورت ایک پہلو ان
کے لیے ضرورت سے زیادہ تباہ کن ثابت ہوتی ہے۔ میں نے اس لیے
اسے روکنا چاہا تھا لیکن تم نے صیدان میں مداخلت کی آج بھی میں
مانتا ہوں کہ تم ایک سیدے سادے انسان ہو اور اس چھل فریب سے
واقف نہیں ہو جو عورت کی قوت سے وابستہ ہے اسی لیے میں نے تم کو
یہ کوشش کی تھی لیکن تم نے گل زمان سے ٹکرینے کی سوچی بلاشبہ ایک
پہلو ان جو لیکن طاقت ہی سب کچھ نہیں ہوتی گل زمان کے وسائل
تم سے زیادہ ہیں اور اب تم یہ سمجھتے ہو کہ اپنے ایک دوست کے ذریعے
تم نے مجھے اغوا کر لیا ہے اور مجھ سے اپنا انتقام لے سکتے ہو تو یہ متاری
بھول ہے، میں اب بھی نکل جانے کی قوت رکھتا ہوں۔
”میں خود بھی نہیں نکل جانے کا موقع دوں گا گل زمان تمہارے
مجھے چاہوں کہ وہ میری شان کے خلاف ہے لیکن میں مجھے میرے
کا پتہ بتا دو اور سنو اگر تم نے میرے دوست کا پتہ بتایا تو میرا دوست
اسے تلاش کر ہی لوں گا۔ لیکن یہاں سے تم زندہ واپس نہیں جاؤ گے میں
نے کہا۔

”میں اس لیے یہ بات نہیں کر رہا ہوں کہ میں تم سے خوف زدہ ہوں
خوف مجھے چھوڑ بھی نہیں گزرا۔ لیکن یہ حقیقت بتاتے ہو مجھے ایک
جبریت کا احساس بھی ہے۔ میں متاری طاقت کے بارے میں بات کر رہا تھا کہ
تم مجھے پہلے ہی حیرت انگیز معلوم ہوئے تھے اور تم سے حیرت انگیز شخص تھا
دوست نکلا۔ میں تو اب یہ محسوس کرتا ہوں کہ متاری طاقت اس زمین سے
ہی نہیں ہے نہ یقیناً کبھی تباہی کے باشندے ہو اور انسانی شکلوں میں یہاں
آئے ہو گل زمان نے کہا۔

”کیوں اس میں وقت ضائع کر رہے ہو گل زمان میں تم سے اپنے
دوست کا پتہ پوچھ رہا ہوں۔“

میں بھی وہی تیار ہوں۔ اس وقت میں تمہارے دوست کے
سامنے تھا۔ اس سے سوالات کرنا عتاب تمہارے دوست کے ایک دم
بڑھ گیا اور مجھ سے کہنے لگا کہ اس کا یہ پیغام اس کے دوست پورنا کو پہنچا
دوں۔ پیغام کچھ یوں تھا۔ پورنا مستقبل کے اس دور میں ہم تو گئے ہیں
لیکن یہ ماضی نہیں تھا جس سے ہم واقف تھے اور جس میں ہم خود کو
حکم کر سکتے تھے چنانچہ پورنا میں انتہائی شرمندگی کے ساتھ تم سے رخصت
ہو رہا ہوں۔ مجھے تم سے جدا ہوتے ہوئے بے حد افسوس ہے پورنا لیکن
یہ دنیا میری سمجھ میں نہیں آئی۔ اگر مجھے چند ساعت اور اس دنیا میں رہنا
پڑے تو میرے حواس ہی رخصت ہو جائیں گے اس لیے پورنا میں افسوس
جا رہا ہوں کہ تم زراویوں کی سمت تلاش کرو افسوس میں نہیں وہ زراویہ
نہیں تیار اس کے تحت ہم ماضی میں واپس پہنچ جاتے لیکن زراویہ کار
سے تم واقف ہو۔ اپنے آپ کو تم مختلف زراویوں سے دیکھو اور خود کو
ایک پہنچانے کی کوشش کرو ممکن ہے تم پھر تک پہنچ جاؤ۔ بہت سچا
مجھے معاف کر دینا۔“

”یہ تھے اس شخص کے الفاظ اور اس کے بعد غمانے کیا ہوا اس نے
ذرا سی جنبش کی اور ہمارے نگاہوں سے اوچھل ہو گیا۔ بلاشبہ وہ کالی
تھا اور تم بھی جا دوی کی قوت سے اپنے آپ کو نوازتے ہوئے گل زمان
نے کہا اور میں ششدر ہو گیا۔ گل زمان کے الفاظ اس کے اپنے نہیں تھے اور
ان الفاظ میں کوئی فریب نہیں تھا مجھے یقین تھا کہ سلاؤس اپنی دنیا میں
واپس پہنچ گیا ہے، وہ اس عجیب و غریب دنیا سے ہٹا ہوا تھا کہ وہاں سے قوت
ہو گیا تھا اور مجھے یقین چھوڑ گیا۔ وہی زراویوں کی تلاش کی بات تو کسی
مخصوص زراویہ کے تلاش کر لینا میرے لیے ممکن نہ تھا اگرچہ اب اس دور
میں اس دنیا میں تنہا نہ گیا تھا لیکن اس کے بعد میں نے اپنے خیالات
جھجک دیے۔

ہر ذریعہ میرے اندر جو نوعمری قوت ہمیشہ کار فرما رہی ہے وہ خود
گراؤی۔ جملہ مجھے دنیا میں کسی کی کیا پروا ہو سکتی تھی اور جملہ سلاؤس کیسا
حیثیت رکھتا تھا۔

اگر وہ اب بھی اپنی جان بچا کر بھاگ گیا تو یہ کوئی فوہی بات
تو نہیں تھی اسے بھاگنا ہی تھا۔ باقی میری میری بات تو اگر میں مستقبل میں
رہ گیا تھا تو اس کے کیا فرق پڑتا ہے میں خود بھی تو صدیوں کے لیے جلیا
کر رہا تھا اور اس کے بعد جب جاگت تو میری آنکھ آنے والے وقت ہی میں
کھلتی تھی۔

چنانچہ چند ساعت کے بعد میں مطمئن ہو گیا گل زمان بھی اب
میرے لیے ایک بیکار شخص تھا البتہ کوئی میرے نزدیک کھڑا ہوا اس طرح
گل زمان کو دیکھ رہا تھا جسے گل زمان نے یہ ساری بھجوا کی کہ ہوا اور اس
نے اس کا انکار بھی کر دیا۔

میرا یہ شخص پاگل ہو گیا ہے گولڈ ایکو اس کر رہا ہے یہ میری

سمجھو کچھ نہیں آیا۔

”نہیں ٹوٹی اب یہ احمق ہمارے لیے بیکار ہے“ میں نے جواب
دیا۔

”کیا مطلب؟“ ٹوٹی نے سوال کیا۔
”مطلب یہ کہ اس نے جو کچھ کہا ہے سچ ہے یہ اس گڑھے کے
افغان نہیں ہو سکتے۔ بلاشبہ میرا سامتی میرا دوست اپنی دنیا میں افسوس
چلا گیا ہے۔“
”جس انداز میں اس نے کہا ہے اسی انداز میں ٹوٹی نے حیرت
سے پوچھا۔

”ہاں، ٹوٹی جی جان تھا۔
”یہ پورنا تو خود کو چالاک سمجھتا ہے لیکن میرے دوست میں
کچھ ایسی خوبیاں موجود تھیں کہ اس نے اسے خوب چکڑ دیا۔ جس جگہ اس
نے اسے قید کیا ہو گا وہ اسی جگہ موجود ہو گا۔ لیکن اس کی نگاہوں سے
اوچھل، صرف ایک نظر کے شہسور کی معمولی سی بات اور یہ احمق بن
گیا۔ اس کے بعد اس نے بلاشبہ دروازہ کھلا چھوڑ دیا ہو گا اور اس کے
بعد میرا وہ۔“ ت باقی باہر گیا ہو گا۔ میں نے ٹوٹی کو مطمئن کرنے کے
لیے کیا وہ ٹکڑا سے حقیقت بتانے سے کوئی فائدہ نہیں تھا۔

”ہاں۔“ ٹوٹی نے نہ سمجھتے ہوئے انداز میں گردن ہلاتی پھر بولا
”خیر مجھے اس سے کوئی غرض نہیں ہے اب یہ تیار کر گیا کہ مطمئن
ہو کچھ اور چاہتے ہو؟“

”میں اب میں کچھ نہیں چاہتا۔ میں نے جواب دیا۔
”تب پھر تل کر دیا جائے۔ ورنہ بلا وجہ تمہارے لیے الجھن بن
جائے گا۔“ ٹوٹی نے اتنی لاپرواہی سے کہا جیسے کسی کھٹی کے مائے کی بات
کر رہا ہو۔

”نہیں ٹوٹی میں بے قصد زندگی نہیں چھیتا اور نہ ہی مجھے
اس کی زندگی اور موت سے کوئی دلچسپی ہے۔ یہ میرا کیا لگاؤ سکتا ہے۔
یہ بات تو شاید یہ خود بھی نہیں جانتا۔ میرا خیال ہے کہ یہاں سے
ہٹا دو۔“

”ٹھیک ہے تب پھر اسے بے ہوش کر کے کسی ایسی جگہ ڈالو
جس کے جہاں سے یہ خود کو بچا کر نہیں بھی چلا جائے۔“ ٹوٹی نے کہا۔
اور میں نے بھی لاپرواہی سے گردن ہلاتی۔

اب جملہ گل زمان میرے لیے کیشش رکھتا تھا جس پر اپنے
کو اغوا ہوا میری وجہ سے مصیبت برداشت کرنا پڑتی۔ چنانچہ میں نے
ٹوٹی سے کہہ کر اس کی جان تو بچا لی لیکن اب سلاؤس کے بارے میں کچھ
رہا تھا۔ باسلاؤس غامض چالاک نکلا۔ اس نے جدید دنیا پر لایتنی ہی دنیا کو
فریب دی تھی اور ظاہر ہے وہ پچھلا اس کے علاوہ اور کچھ بھی کیا سکتا تھا۔
سلاؤس کے بارے میں جب تک مجھے یہ بات معلوم نہ تھی کہ

وہ یہاں سے فرار ہو گیا ہے تب تک تو میں اس کے لیے الجھا ہوا تھا اور
بار بار یہ خیال میرے ذہن میں آتا تھا کہ نہ جانے وہ بیکار کس مصیبت
کا شکار ہو گا لیکن جب سے مجھے معلوم ہوا تھا کہ سلاؤس اپنی جان بچا کر
اپنی دنیا میں واپس چلا گیا ہے تب سے میں نے اس کا خیال ہی ذہن سے
نکال دیا تھا اور یہ وہی صبر اب تو مجھے بھی اس بات کے گواہ ہو کر ہیں ہرگز
ہوئی چیز جو کوئی چلا آیا ہوں میں نے بھی ماضی میں کھو جانے والوں کے
لیے درد نہیں محسوس کیا خواہ وہ مجھ سے کتنی ہی قریب رکھتے ہوں چنانچہ
اب میں پہلی اور ٹوٹی کے ساتھ مطمئن تھا۔ ٹوٹی چند دنوں تک تو میرے
سلسلے میں مختار ہوا اور اس کے بعد جب اسے یقین ہو گیا کہ میں ایک
قابل اعتماد آدمی ہوں تو اس نے مراعتاً ذمہ کر دی۔ پہلی سے شاید اس
کا کوئی اندر کوئی رشتہ بھی تھا ممکن ہے ٹوٹی بھی پہلی کی طرح دلی طور پر
خود پرست ہو اور پہلی کی اس کی نگاہ میں کوئی بڑی حیثیت نہ ہو لیکن
بظاہر وہ دونوں ایک دوسرے سے بہت مانوس تھے۔ ٹوٹی عموماً باہر
مصرف وقت ہوتا تھا اور پہلی میرے ساتھ لیکن ہم دونوں کی یہ قربت کسی
خاص مرتبہ تک نہیں پہنچتی تھی حالانکہ پہلی نے کئی بار اس کیشش کا انکار
کیا تھا جو میرے اندر محسوس کرتی تھی اس نے میرے لیے بہت سے لباس
سلائے تھے یہ تو قیصر و مل تو میرا بھی یہی چاہتا تھا کہ اس دنیا میں بھی
اپنے وقت کا انسان رہوں لیکن لباس وغیرہ کے چھینٹ میں زیادہ نہ
پڑوں لیکن اس دنیا کی تہذیب و تمدن مختلف تھی اور بے لباس لوگوں کو
یہاں مجرم گردانا جاتا تھا حالانکہ لباس پہن کر جسم کی نمائش کے جواز
اختیار کیے جاتے تھے وہ بے لباسی سے زیادہ پرکشش ہوتے تھے اس
دور کی عورت اپنے آپ کو سیکھانے کا بہتر طریقہ جانتی تھی اور یہ سلیقہ مند
عورتیں بعض اوقات میرے حواس چھین لیا کرتی تھیں۔ جدید دور کی
عورت جو میرے نزدیک تر آتی تھی وہ جلدی تھی۔ میں جلدی کے بارے
میں مزید کچھ نہیں جانتا تھا لیکن وہ عورت مجھے یاد تھی اور کبھی کبھی
میری خواہش ہوتی تھی کہ وہ مجھے دوبارہ مل جائے لیکن میں نے اس
خواہش کو دبا دیا تھا میں تو حال کا محقق تھا حال کی تصویریں دیکھ کر
تھا اولیٰ ذہن میں محفوظ کر رہا تھا لیکن بعض اوقات جب میں
اپنے بارے میں سوچتا تھا تو مجھے ایک عجیب سی کیفیت سے دوچار
ہونا پڑتا تھا۔ مجھے یہ احساس ہوتا تھا کہ اب میں حال میں ہوں اور
اس وقت تک مجھے آنے والے وقت کا انتظار کرنا پڑے گا۔ جب تک ہی
دور شروع نہ ہو جائے جس میں میں ہوں۔ کہانی کا اس سے آگے بڑھنا
بڑا ہی مشکل کام تھا اور بڑی عجیب و غریب کیفیت تھی یہ لیکن میں
کیفیات سے گھبرانے والا انسان نہیں تھا۔ چنانچہ میں نے.....
خود کو اس ماحول میں غم کر لیا تھا جو ہو گا دیکھا جائے گا۔ پہلی اس دوران
مجھے شہر میری سرگردانی بھرتی تھی لیکن اس عمارت سے نکلنے سے پہلے

وہ میرے چہرے پر تبدیلی کرنا نہیں چاہتی تھی اس نے بتایا تھا کہ اخراجات جو کاغذ پر ترتیب پاتے ہیں اور شہری خجروں کو ایک دوسرے تک پہنچانے میں معاون ہوتے ہیں یہ اعلان کر کے ہیں کہ ایک ہولم پٹر آوی جو پٹر در پٹو اور بھی کتابت سے لوگوں کو متعلق کر کے فلاں ہو گیا ہے اور اس کی تلاش جاری ہے اس لیے ایک آپ کے بغیر باہر نکلا کافی غفلت کا تقاضا نہیں ہے مجھے یہ بھی بتایا تھا کہ ٹوٹی کا کام تقریباً ختم ہو چکا ہے اور اس کے بعد جب کہ یہاں سے نکل جائیں گے تو پھر کوئی دشواری پیش نہیں آئے گی۔ اس وقت اگر میں اپنے چہرے پر کوئی تبدیلی نہ کر لیں تب بھی کوئی حرج نہیں ہے اس دوران اپنی محبت سے جو باتیں کرتی تھی وہی ان کا بلب بلب سی تھا کہ میرے ساتھ مل کر اپنی زندگی کے ایک نئے باب کا آغاز کرنا چاہتی ہے۔ اس نے ہمیشہ مجھ سے بے پناہ الفت کا اظہار کیا تھا ایک آدھار تو اس نے لول کنا چاہئے کہ محبت کا اظہار بھی دیا تھا لیکن اس کے باوجود وہ مجھ سے متواتر سا اجنبان بھی برتی تھی حتیٰ حالانکہ چند مواقع لیے اُن کے مجھ سے کی تربیت حاصل ہو سکتی تھی میں نے یہ بھی محسوس کیا تھا کہ وہ ذہنی طور پر مجھ سے متاثر ہے اور میرے نزدیک آنا چاہتی ہے لیکن نہ جانے کوئی جھجک مانع تھی پھر ایک رات اس نے بڑے دلکش انداز میں مجھے بتایا کہ کل اس بم ہوگیا یہاں سے روانہ ہو رہے ہیں۔

”ہم کمال جا رہے ہیں بھئی؟“ میں نے سوال کیا۔
”مترواد امارت کے ایک چھپرے سے ملک میں چند روزوں میں قیام کریں گے اور اس کے بعد وہاں سے آگے بڑھ جائیں گے۔“
”کیا اس کے بعد ہر گز اسی طرح ایک دوسرے سے دور رہیں گے؟“ میں نے سوال کیا اور میرے اس سوال پر بھئی کی آنکھیں خمار کا ہو گئیں۔

”اور پھر گولڈر اب جب کہ تم نے مجھ سے سوال کر لیا ہے تو میں خود پر قابو نہیں رکھ سکتی۔ گولڈر مرث میں ہی نہیں میرا خیال ہے بے شمار روکیاں ہمارے درمیان کھڑی ہو رہی ہیں۔ لیکن اگر میں یہ تو اپنے آپ کو بہت مضبوط شخصیت ہد پاتی ہوں کہ میں باہمی محبت اپنے حواس قائم رکھے ہوتے ہیں تم تو حواس چھین لینے والوں میں سے ہو رہی ہو مگر مٹکے چہرے پر تبدیلی نہ کروں تو میرا ذہن میرا ساتھ چھوٹنے لگتا ہے۔ گولڈر میری جان میں تم سے ایک دم تک اجنبان برت رہی ہوں مگر اس وقت کے لیے جب تک ہمیں اس کے بہتر مواقع میا نہ ہو جائیں اور اب وہ وقت زیادہ دور نہیں ہے مگر دوران ہی میں نہیں بتاؤں گی کہ یہ کیا کرنا ہے اور مجھے یقین ہے کہ تم میرا پورا پورا ساتھ دو گے؟“

”بلاشبہ بھئی میں تم سے ہر تعاون کے لیے تیار ہوں۔“ میں نے جواب دیا اور پروفیسر نے کوئی انوکھی بات تو نہ تھی اس سے قبل بھی میں

رکھوں کا ساتھ دیتا رہا تھا اور اب جدید دور سے متاثر ہوئی اس واقعیت بھی بھی ہو گئی تھی میں جانتا تھا کہ یہاں سب اپنے رنگ میں مست رہنے والوں میں سے ہیں اور جس نے اقتدار کی نگہ پٹی وہ مجھے وہ گیا اور خود اپنے اوپر نگہ لگے۔ چنانچہ وہ رات گورگئی دوسری صبح ٹیٹی اور ٹوٹی یہاں سے روانہ ہو گئی تھیں لیکن کچھ تھے بنانے ان کا روبرو ہی حال کمال تک پھیلا ہوا تھا۔ اس حالت کی کیا حیثیت تھی۔ مجھے اس میں کوئی خاص بات نہیں معلوم ہو سکی۔ یہاں سے روانہ ہوتے ہوئے کوئی خاص سلام ساتھ نہیں لیا گیا تھا سوائے فزوسی پر کول کے اور ان میں میرے پاس بھی شامل تھے۔ چھٹی نے میرے لیے بے شمار لباس خرید ڈالے تھے ایسے لباس جن میں ہین کر میں شدید بھن محسوس کرتا تھا لیکن خود کو اس دنیا میں ختم کرنے کا شوق مجھے ہر کیفیت اٹھانے پر مجبور کر رہا تھا میں کسی بھی بات سے کسی بھن کا شکار نہیں تھا۔ جو کچھ دیکھ رہا تھا وہ صدیوں کے کی چیز تھی اور میں اپنی کتاب کے لیے بہتر مواد فراہم کر رہا تھا کاش اس دور کا کوئی محقق میری اس کتاب کو دیکھ لیتا پروفیسر کو اسے دنیا کی عظیم کتاب قرار دیتا۔ ممکن ہے اس کتاب کی شہرت اتنی بڑھتی کہ کبھی دنیا کے لوگ اسے دیکھنے کے لیے اڈر پڑتے لیکن یہ کتاب تو انزل سے ترتیب پا رہی ہے۔ اس سلسلہ میں میں کچھ نہیں کہہ سکتا تھا۔ ہر گز اسی اپنی گھوڑے پر سوار ہو کر چل پڑے۔ ٹوٹی اور ٹیٹی کے علاوہ ایک شخص اور بھی تھا جو آج اس گھوڑے کو چارہ پاتا تھا۔ ہر تینوں کچھ پیچھے ہوتے تھے اور پھر کافی عرصہ کے بعد میں نے سمندر کے سینے پر جہازوں کو دیکھا۔ یہ جہازیں پہلے بھی دیکھ چکا تھا۔ یہ جہاز میرے لیے عجیب تھیں تھیں لیکن اب ان کی جو موجودہ شکل تھی وہ قابل حیرت تھی اب یہ جہاز جہازوں سے یا جہازوں سے نہیں ملتے تھے پہلے بھی میں نے ایسے جہازوں کو دیکھے تھے لیکن بدستور کیا تھا لیکن اس وقت بے شمار غلام ان جہازوں کو آگے بڑھانے کا کام انجام دیتے تھے لیکن آج صرف ٹیٹی غلام تھے۔ اور جہازوں کی شکل اتنی بدلتی ہوئی تھی کہ دیکھ کر حیرت ہوتی تھی انوکھی دنیا تھی پروفیسر، تم کہتے ہو کہ ان کا دور وہی دور ہے جس کا میں تذکرہ کر رہا ہوں لیکن پروفیسر میرے دل میں شدت سے یہ خواہش بیدار ہو گئی تھی کہ میں اس دنیا میں جا کر صدیوں پہلے کے واقعات کو چہرے دیکھوں؟

”تو پھر کیوں نہیں دیکھتے۔ میری پیشکش ہے کہ میرے ساتھ اس نئی دنیا میں ملو اور اس کے عجیب و غریب اقدار اور ثقافت سے لطف اٹھاؤ۔“

میں نے پروفیسر اس کمانی کو سناتے ہوئے جو لطف مجھے محسوس ہو رہا ہے میں اسے نظر انداز نہیں کر سکتا۔ سب سے بڑی بات کہ تم نے میرے لیے جو کہ میں کتنا شکر ہے چہرے پر کہیں اس کمانی سے بے نیاز کی تاثرات میں محسوس کیے چنانچہ جب تک تم مجھے سن رہے ہو میں مدد

کی کمانیاں ستا رہی ہوں گا۔ اور جب تم تک جاؤ تو مجھے بتا دینا۔“
”فولڈر کا دل چاہا کہ اس کے کمرے کے کس باہر محسوس بھی ہو جائے۔ ٹیٹی تو ساری عمر یہاں کے ہی تھی اور کمانی جہاں رہے گی پہلے اس نے مانی سے مستقبل میں جو کچھ لگائی ہے اور اب اگر وہ ہر مانی میں واپس چلا گیا اور رفتہ رفتہ وہاں سے آگے بڑھا تو کمانی کہاں کہاں تک پہنچے گی۔ لیکن اس نے یہ الفاظ نہ کہے کہ کمانی کی ساری باتیں میرے لیے بڑی تیز تھیں تھیں اتنی دلچسپی تھیں کہ وقت گزرنے کا یا کسی شخص کا کوئی احساس نہیں تھا۔ اب جب بھی ان کے دلوں میں اپنی دنیا کا خیال آتا تو ایک ہلکے ہلکے سی ان کے سینے میں اٹنے لگتی تھی حالانکہ اس دنیا میں ان کا کچھ نہیں تھا جو کچھ تھا یہیں پر موجود تھا ان کی کل کائنات ان میں آواز پڑتی تھی۔ اس نے ایک بار پھر اپنی کمانی دہرائی تھی۔
”تو پروفیسر سمندر کا کنارہ نہ دیکھ گیا اور ہم اپنی گھوڑے سے پیچھے اتر گئے۔ وہ شخص اپنی گھوڑے کے واپس چلا گیا تھا۔ سامنے ہی ایک چھڑا جہاز کھڑا تھا جس پر ایک چم سوار تھا چھڑا اور اس جہاز سے یہ مصلوں کے ذریعے سامل پڑ گئے۔ اُنے دلوں نے بھئی اور ٹوٹی کا استقبال کرتے ہوئے مجھ سے بھی ہاتھ ملایا اور پھر ان میں سے ایک شخص کہنے لگا۔“

”تمام اشراف واپس جا چکا ہے جناب ہم نے چینگ کرادی ہے۔“

”کوئی قابل ذکر بات؟“ ٹوٹی نے پوچھا۔
”جی نہیں سب ٹھیک ٹھاک ہے چینگ کے لیے انہوں میں ہمارا دوست بھی موجود تھا۔ اس نے سکوت کے ہوتے ہی سے ہاتھ دیا اور پھر ایک سرسری سی نگاہ لایا پھر ڈالی گئی تھی تو کوئی کیا بھی نہیں اس شخص نے کسی کو اس پر نہ گئے کہ چاروت نہیں دی اور خود چینگ کر کے ہیں کراس سرنیکٹ دے کر چلا گیا۔“

”جست خوب۔ تو کو با ب کوئی کام باقی نہیں ہے؟“
”جی نہیں آپ ہی دیکھ لیجئے اس پر کراس ٹھیک لگا ہوا ہے۔“
اس شخص نے ایک لافڑ ٹوٹی کے چہرے کو دیا۔ اور ٹوٹی نے کافر دیکھنے کے بعد غصہ منڈا کر میں گردن ہلائی پھر میرے ٹانے پر ہاتھ رکھ کر بولا۔
”آؤ میرے دوست، اب ہم تینوں نے جہازوں کی سیر کر لیں اور میں کلائی کے اس لپیٹ فارم سے کلائی کی میز جی کے ذریعے لایا۔
”مگر کیا میرے لیے کوئی اور اس کے لیے کوئی تھی۔ لایا گیا تھا۔ ایک گھوڑی کی دنیا تھی حالانکہ اس سے بڑے بڑے شمار جہاز تھے تو کہے تھے لیکن جتنی بڑی یہ لایا تھی اتنے بڑے جہاز میں تو میں نے کبھی سہر بھی نہیں کیا تھا۔ کافی گیناٹش تھی۔ کلائی کے کچھ تھے چھوٹے کرے ہاتھ ہوتے تھے انہی میں سے ایک بڑے مال ٹاکرے میں میں بھی لایا گیا۔ اور ہم سے پیچھے ہی دوسرا سفر کی گئی۔ اس کرے سے غصہ شیشہ

کی دیوار والا ایک اور کمرہ تھا جس میں ایک شخص موجود تھا جو شاید لایا چلا تھا یا کچھ ٹوٹی نے اسے اپنا کام شروع کر کے کی ہدایت کی تھی پھر ایک گرج سٹائی دی اور اس کے ساتھ ہی کچھ سیٹیں بھی میرے کانوں میں گئیں اور اس کے بعد میں نے پانی کے اس عجیب جہاز کو سمندر کے سینے پر آگے بڑھتے ہوئے محسوس کیا۔ ساری باتیں میرے لیے بڑی تیز تھیں تھیں نے جب کہ ٹوٹی کے کمانی میں کچھ کسا اور ٹوٹی سکڑا ہوا گردن ہلاتے تھا۔ پھر اس نے میری جانب دیکھا۔ اور کہا۔

”گولڈر اگر تم چاہو تو میرا ہنر کر لے اپنی پسند کی تفویضات میں حصہ لے سکتے ہو۔ میری مدد سمندر کے سینے پر سفر ہے مگر یہ ہے تم اس سے ناواقف ہو۔“

”ہاں میں میں چاہتا ہوں۔ اور اس جہاز کے اس طرح آج بڑھنے کو باہر سے دیکھنا چاہتا ہوں۔“

”ٹھیک ہے تم جاؤ لیکن اپنا خیال رکھنا متاری حفاظت کی ذمہ داری اب ہمارے اوپر ہے چنانچہ کسی ایسی تکلف میں مبتلا مت ہو جانا جو ہمارے لیے پریشانی کا باعث بن جائے۔ میں نے گردن ہلا دی اور ہنر کر لیا۔ لایا پھر کمانی اور اس سفر کے لیے جتنی تعداد سترہ اٹھاوے سے کم نہیں ہوگی لیکن وہ سب کے سب لایا کے ہمارے معلوم ہو رہے تھے وہ سب محقق کاموں میں مصروف تھے۔ میں ان کے درمیان سے گزرتا تو وہ گریٹ میں اٹھا اٹھا کر مجھے دیکھتے اور پھر اپنے کام میں مشغول ہوجاتے جیسے انہیں سے ہدایت ہو کر کسی بھی چیز کے سامنے میں کوئی جتسن نہ کریں میں نے بھی ان میں سے کسی سے بات کرنے کی کوشش نہیں کی اور اُن گئے بڑھتا رہا۔“

اس طرح میں نے تقریباً پوری لایا دیکھ ڈالی اور پھر پروفیسر ہاتھ پر زدن کے جہازوں سے یہ لایا کچھیں زیادہ خوبصورت اور کچھیں زیادہ تیز رفتار تھی۔ مینیٹن حمل سے لے کر چلا جاتا تھا اور انسان کی یہ انوکھی ترقی دیکھ کر میرا ذہن عجیب و غریب خیالات میں گم ہو گیا تھا۔ میں نے صرف ایک بات سوچی تھی پروفیسر وہ یہ کہ انسان اُنے والے ہر دور میں پہلے سے کہیں آگے بڑھ جاتا ہے اور اس کا سلسلہ اس کی فطرت میں اضافہ کرتا چلا جاتا ہے۔ مجھے سارا مانی یاد ہے میں نے بڑھتے ہوئے دور میں کبھی انسان کو پہلے سے پہت نہیں پایا جو چل وقت گزرتا جاتا ہے وہ ترقی کی منازل سے گزرتا چلا جاتا ہے اور میں نہیں کر سکتا کہ یہ سلسلہ کہاں تک پہنچے۔

”ماں بات لایا کے سفر کی ہو رہی تھی۔ سننے دور کی جادو گر تھی پٹی میں اسی لایا میں تھی۔ جتنی دور کے بعد میں نے اسے اپنے عقب میں پایا۔ وہ مسکراتی ہوئی میری جانب آ رہی تھی پھر میرے قریب پہنچنے اس نے سکوت کے ہوتے کہا۔“

”مکو گولڈر سمندر کے سفر میں لطف آ رہا ہے؟“

ہارے ہوئے تھی لیکن تھی انہی میں سے۔ میں قدم قدم پر اس دور کے لوگوں کا اندازہ کرتے ہوئے اندازہ کے لوگوں کا سوچنا کہ یہ تھا کہ مجھے گستاخا کر کے اس کے اصرار کے خلاف میں کوئی فرق نہیں ہے تنہا نے انہی کی شکل بدل دی ہے اس کی سوچ انہی کی فطرت کی زندگی میں کوئی تبدیلی نہیں آئی تھی کہ یہ ہو گیا ہے پھر اس دور کا اندازہ زندگی میں میں ترقی اختیار کر چکا ہے کیونکہ وہ زمین ہے صورت جس سے بے پناہ الفت اور محبت کا اظہار کرتی تھی اور جس کے ساتھ اس نے وہیل وقت کو ادا کیا۔ اسی کی صورت کی خواہش تھی اور اسے قتل کرنے میں اسے کوئی ممانعت تھی۔

میں اس کی صورت کا اندازہ نہیں ہو گا؟ میں نے سوال کیا۔ انہوں نے پتلی پر ہاتھ نہ رکھے انداز میں بولی۔ وہ اصل تم ساہی دیکھ ایک ساہی سے انسان ہو کر ہو گا۔ یہ دنیا بھر کی دنیا سے بہت مختلف ہے۔ کیا صرف میں ٹوٹی سے ڈھکی ہو گئی ہوں؟

کیا مطلب؟

وہ بھی تو مجھے اپنا دوست سمجھتا ہے؟

ہاں یہ خیال بھی سہی ہے؟

لیکن یقین کرو۔ اگر مجھے کوئی غلطی ہو جائے تو وہ اپنے ناقصا سے مجھے فرج کر دے گا۔ بدلتے ہوئے اور نہ انسانی کو چھوڑنا چاہیے۔

پشتوں اور بدلتوں کو بڑے بخش کی ترانہ کہتا ہے اور عموماً دولت کا پلہ بھاری رہتا ہے۔ دولت کے عوض اور اس فوج و خراج کی جاتی ہیں صورت پتلی جاتی ہے۔ اب بھی بعض سرسبز تدریسی لکچرنگ نظر آتے ہیں لیکن وہ پیشہ خاں سے ہیں رہتے ہیں۔

اور تم خاں سے میں نہیں رہنا چاہتی تو چھٹک ہے پتلی میں تم سے تمناؤں کا وہ کہہ کر چکا ہوں تمناؤں کو ان کے نام پر مکر ہو اور اپنے مقاصد حاصل کرو۔ میں نے کہا اور پتلی نے غصے انداز میں گردن ہلا دی۔

تمناؤں کے وسیع انداز کے کراں منہ اور پر آسمان کوئی تبدیلی نہیں تھی فنکاروں میں اس خطہ زمین پر موجود لوگوں نے حالت بدل لیتے تھے۔ زمین کی شکل بدل لی تھی زمانہ قدیم کے خوفی ڈرامے اب بھی کیسے جاتے ہیں خطہ زمین کے لئے زمانہ ہوا ہر کے لیے جنگ اب بھی جاری تھی اور پورے اس وقت میں نے ایک انوکھی بات سنی۔ میں نے سوچا کہ میں تو ہر دور کے انسان کے تابع رہا ہوں۔ لوگوں نے جس طرح چاہے مجھے استعمال کیا ہے کہیں میں نے اپنی سوچ کے مطابق کوئی تبدیلی کی اور کہیں میں خود دوسروں کے رنگ میں ڈھل گیا۔ اب بھی وہی بات تھی۔

لاچ پر کام کرنے والے کرشن اور باقی قسم کے لوگ تھے وہ کسی کو غلام میں نہیں لاتے تھے۔ میری جانب بھی بہت سی لگا ہوں تھے۔ میں انہی میں سے نہ تھی کہ فیروز تھی لیکن اس سے فرق بھی کیا کرتا

ہے۔ میں میں ایک صورت کا تاج ہوں اور اس کے کئے سے ہی سب کو زندگی سے دور کرنے کے لیے تیار تھا۔

میں منتظر تھا کہ سب پتلی کی طرف سے شام ہوا میں اپنا منہ کر دیاں چرخ وقت جب صبح ڈھلنے پر تھا اور دھوپ کی کرنیں ختم ہو چکی تھی۔ میں نے اپنی ہڈی جگہ کی جانب دیکھا وہاں مجھے پتلی کی شکل پتلی کے ہاتھ میں وقت کا ہتھیار تھا۔ ایسی ہی نال والا ایک ہتھیار جس نے آگ برساتی تھی۔ اسی آگ برساتے والے ہتھیار سے کل زمانے نے پھر کو ہلاک کرنے کی کوشش کی تھی اور ان لوگوں نے بھی جو پورے دلوں کے لئے تھے لیکن سب نے دیکھا تھا کہ وقت کا ہتھیار میرے لیے نکلا ہے۔ یہ گویا میں اپنی شہادت میں آج بھی اتنا ہی سر ہند تھا۔ اور اس کے لیے ان تمام چیزوں کی کوئی فکر نہیں تھی۔

پھر پتلی نے دونوں ہاتھ ہٹائے اور میں نے اپنے نزدیک کھڑے ہوئے شخص کو ہاتھ پائی میں چھیک دیا۔ پائی میں گرنے والے شخص کی پیچ پیچ ہوا ایک تھی۔ وہ بے پردہ ہے مجھ بھی نہ سکا تھا کہ میں ہاتھ اس کا دھن کیوں بن گیا تھا۔

اس کے ساتھیوں نے اس کی پیچ پیچ اور اپنی سب کوششیں ایسا

"اے اے کیا تم ہلاک ہو گئے۔ اور تھی انسان تجھے کیا ہو گیا؟ تین چار آدمی میری طرف دوڑے لیکن میں ان کے استعمال کے لیے تیار نہ تھا۔ یہ بدلتے ہوئے وہ چاروں بھی پائی میں سے چھٹکے ہوئے ہوا ہوا ہوا ہوا ہوا ہوا۔ وہ لوگ جو ہتھیار بھی ان کے ہاتھ میں تھے کہ پھر پتلی پر پڑے۔ چاروں طرف سے ان کی ہڈی ہڈی ہوئی تھی اور میں ان میں سے ایک ایک کو ہاتھ پائی میں چھیک دیا تھا۔ میں چاہتا تھا کہ ان کی ہڈیاں وہیں سر ہٹ کر رہیں لیکن میں چاہتا تھا کہ پائی میں گرنے کے بعد وہ خود اپنی زندگی کے لیے جدوجہد کریں اور جدوجہد میں کامیابی کا ہل ہو نہ اپنی زندگی بھلے جاتے غلطی اور میں پوری لاچ بھڑ سے گونج رہی تھی۔ تب ٹوٹی اور اس کے ساتھی آگئے۔ ساتوں نے چرخ چرخ کر کے آگاہ کیا۔

گولڈ۔ گولڈ کیا کہہ رہے ہو یہ کہہ رہا ہے۔ یہ گولڈ ہے ہوا اور۔ ہونہ میں تمہیں گولی مار دیوں گا۔ باز آ جاؤ گولڈ باز آ جاؤ۔ ٹوٹی نے کہا اور پھر اس نے خاں سے وہ ہتھیار نکال لیا جس سے اس نے گولی مارنے کی دھمکی دی تھی لیکن وہ ہتھیار پتلی کی سازش کی وجہ سے بے کار ہو چکا تھا۔

ٹوٹی نے تیرا انداز میں اسے دیکھا اور پھر وہ ایک اور پتلی کا ڈھلنے کے لیے میری جانب بڑھا۔ اس نے وہ ڈھلنے کے لیے سوار ہوئے کی لیکن میں نے فریاد نہ کی۔

دوسرے نے ٹوٹی بھی میری گرفت میں تھا اور ہاتھ پتلی میری گرفت ایسی نہیں ہوتی جس سے ٹوٹی نکل سکتا۔

میں کیا ہو گیا ہے گولڈ؟ کیا تم ہلاک ہو گئے ہو مجھے چھوڑ دو۔ ٹوٹی نے کہا اور میں نے اسے پائی میں چھوڑ دیا۔ ٹوٹی میں دھمکی لوگوں کی طرح پائی میں ہاتھ پائی مارا تھا اور اس کے بعد لاچ بھڑ کام کرنے والے تمام افراد ہی میرے خلاف نیرنگ بنا ہو گئے تھے۔

پتلی اپنی ہڈی کھڑی ہوئی اور چھپ نکلا ہوں سے میری اس کوشش کو دیکھ رہی تھی۔ اسے شاید احساس ہوا تھا کہ اس نے جو فیصلہ کیا تھا وہ غلط نہیں تھا۔ بلاشبہ اس نے ایک آدمی پھر دوسرے کے اپنی زندگی خطرے میں ڈالی تھی کیونکہ وہ تین جانتی تھی کہ اس کا ہتھیار شخص جس پر اس نے اتنا جدوجہد کیا ہے اس ہر دور کے قابل ثابت ہو گیا ہیں اور اس وقت اگر وہ اتنے سارے لوگوں کے قابو میں آ گیا تب پھر ہوا ہوا ہوا تھا کہ وہ پتلی کا نام بھی اس سازش میں شامل کر دیتا۔ اور اس کے بعد پتلی کو اپنی زندگی بچانا مشکل ہو جاتی۔

لیکن پتلی کی خوش بختی تھی کہ مجھ پر اپنی اس کا ہتھیار تھا جس کے لیے میں وہ اتنے دھوکے سے سوچ بھی نہیں سکتی تھی۔ بلاشبہ میں نے لاچ بھڑ کی آگ کو بھی پائی میں اچھال دیا۔ لاچ بدستور اپنا خطرہ نہ کر رہی تھی۔ شاید اسے چلنے کے لیے کسی خاص شخص کی ضرورت نہیں ہوتی تھی۔ لہذا وہی بادلوں کی مانند چھوڑاؤں کے تابع ہوتے تھے۔ لاچ کے کافی دیر کے ڈوبنے والوں کی آواز میں اور اور ڈوب رہی تھیں اور اس کے ساتھ ہی پتلی کے قتلے بھی۔

پھر وہ پتلی سے پتلی تھی، وہ دو ٹوٹی ہوئی میرے نزدیک آگئی تھی پھر وہ مجھ سے پتلی تھی

اود میرے ہونے وجود کو چوم رہی تھی اور اسے پناہ خوش نظر آ رہی تھی اور میں زمانہ قدیم کی ان ہتھیروں کو یاد کرتا تھا جو اس سے مختلف تھیں۔

تب میں نے اس کے دونوں شانے پکڑ لیے اور اسے اس کی دھشت سے روکا۔

اودہ گولڈ۔ گولڈ تم واقعی گولڈ ہو۔ گولڈ ہی گولڈ۔ اس نے ہنستے ہوئے کہا۔

یہ دست خوش نظر آ رہی ہو پتلی؟ میں نے اس کے شانے دباتے اور اسے کہا۔

ہاں گولڈ بے پناہ خوش، بے پناہ خوش۔ تم نہیں سمجھ رہے کہ اب ہماری حیثیت کیا ہے۔ اس لاچ کو فروخت کرنے کے بعد ہم پورے لوگوں میں مشہور ہوں گے اور پھر پورے واپس بیچ کر ہم ایک ملکی زمین پر زندگی اختیار کریں گے۔ ہونا کیا کہہ سکتا اس کا دل میں ہمدردی زندگی ڈاؤن لگا دیا اور ہر دور کے لوگوں میں نے اپنی پوری زندگی یہی پلاننگ کی تھی گولڈ۔ میں نے سوچا تھا کہ کسی وقت اپنے ساتھیوں کو یہی لاکھ لاکھ اپنی منزل پر پہنچنے کی

کوشش کروں گی۔ اور یقین کر لو کہ تم اس میں میرے معاون رہے ہو۔ گولڈ۔ تم۔ تم۔ تم۔ میری زندگی کے سب سے بڑے ساتھی ہو گئے۔ میں احسان ماننے والوں میں سے ہوں۔ میں ایک اچھی زندگی کی خواہش تھی۔ میں مطلق انسان رہنا چاہتی تھی اور اس گروہ میں رہ کر میں پتلی بھی زمین سکتی تھی گولڈ میری خوشیوں کا کوئی غماز نہیں ہے۔ آؤ اود میرے کارقص رہا کہ میں وہ بڑا دوستی میری کرے لیٹ گئی۔ اور اٹھانے لگی۔ لیکن وہ مجھے رقص پڑا وہ نہیں کر سکتی تھی درجہ وہ مجھے جنبش دینے کی کوشش کرتی رہی اور پھر تھک کر اس نے مجھے چوم لیا۔

تم تو چھٹک ہو چھٹک بھلا میں تمہیں کیسے ہلا سکتی ہوں تھوڑی دیر پہلے میرے ذہن پر جو چھٹک چھٹا ہوا تھا وہ پتلی کے اس لمس نے دھک دیا اور میرے ہاتھ بھی اس کی کر کے گرد مائل ہو گئے تب میں اسے جو سس کیوں کی طرف بڑھ گیا چھٹک پہلے ٹوٹی اور دوسرے لوگ جو جوڑے۔ لاچ بدستور سفر کر رہی تھی کیوں میں پہنچ کر میں نے پتلی سے پوچھا۔

"یہ بات دیکھی۔ یہی جہاز خود بخود چلتا ہے؟"

"ہاں لیکن ہم نے تنہا نہیں چھوڑ سکتے اس کا سامنا ہمیں کرنا پڑتا ہے۔ وہ ممکن ہے کہ کسی پشیمان علاقے کی طرف جانے یا کسی اور جہان کے قریب ہو کر اس سے ٹکرا جائے۔"

"تو اس پر قابو رکھنے کے لیے تمہیں کیا کرنا ہو گا؟ میں نے پوچھا۔"

"میں تمہیں بتاتی ہوں۔ پتلی نے کہا اور میں بھی خرابی کے اس جنگل سے نکل آیا جس نے مجھے یہ سہلی کرنے پر مجبور کر دیا تھا۔ چھٹک ہی تو تھا سندس کے سینے پر یہ رنگ رلیاں مٹا کر اسے نہیں لگتی خاص طور پر اس صورت میں جبکہ اس جہاز کو سنبھالنا بھی اہلکار ہی کام ہو۔"

پتلی مجھے نے کریمان کے اس حصے میں پہنچی جہاں اس کی نشین تھی۔ اور پھر اس نے مجھے اس جہاز کو قابو میں کرنے کا طریقہ دکھایا۔ میں بہت غفلت ہو رہا تھا اور میری کھج میں میں اس کا ہاتھ کہ یہ نشین ہر چر پر قابو میں کس طرح ہو گئی ہے۔

کوئی قوت ان نشینوں کو رواں کرتی ہے پتلی؟ میں نے پوچھا۔

"لاچ کی نشین کو دیکھتے ہوئے کہا۔"

"تیل جو زمین سے نکلتا ہے؟"

"اودہ جس کے ماتے میں تم بیٹا چکی ہو۔"

"ہاں۔"

"انسان نے بے پناہ وسائل حاصل کر لیے ہیں پتلی۔ مجھے حیرت ہوتی ہے کہ تم لوگوں نے ان چیزوں کے حصول میں کتنی سخت کی ہوئی؟"

”ماں گورنہ دواؤں نے اس بڑا نیکو بہت کچھ دیا ہے اور آج بھی لوگ انسان کے ہر مسئلے کو حل کرنے کے لیے کوشش کرتے ہیں۔“

”تم لوگ انہیں احترام سے یاد رکھتے ہو گے۔“

”ماں وہ انسان دوست کھلتے ہیں۔“

”اور وہ اس قابل ہیں۔ میں نے گردن ہلاتے ہوئے کہا۔“

”تمہارے سوالات بعض اوقات میرے لیے بڑے حیرت انگیز ہوتے ہیں گولڈ! میں نے کی بارہا تمہارے ہائے میں سوچا ہے۔“

”کیوں؟“ اس نے پوچھا۔

”اگر تم کسی سادہ سی بات کے باشندے ہو تب تمہارے خیالات بھی محدود ہوتے ہیں تم میرا وہ حیرت انگیز سوچ بچی نے کہا۔ اور میں سیکھنے لگا۔“

”پچھلی مہینہ تھی۔ اندازہ کے مطابق اب وہ رات پر لگ گئی تھی جو اس کے خیال کے مطابق پوائنٹ اس کی طرف جاتا تھا۔ یہ علم بھی اس نے مجھے بتایا اور نہ میں نہیں جانتا تھا کہ پوائنٹ کیا ہوتا ہے اور اس نے جن چیزوں کی مجھے تفصیل بتائی ہے ان میں اس نام سے کیوں لکھا جاتا ہے۔ یہ صورت وہ سمجھ رہی راستوں کی ماہر معلوم تھی تھی اور اس نے مجھے بھی یہی بتایا تھا کہ وہ ان راستوں پر سفر کرتی ہے یہ پتہ چنانچہ جب وہ مطمئن تھی تو پھر مجھے بھی کسی بات کی یاد نہ تھی۔ یوں ہی اگر اس کا یہ جواز کسی سمجھ رہی پشیمان سے نکلا جاتا ہے یا کسی غرق ہو جانے تو اس کا اثر صرف پچھلی کی ذات پر ہوتا تھا۔ وہ اپنے خوالوں کو آنکھوں میں چھپاتے سمجھ رہی گراؤں میں گم ہو جاتی اور میں پھر اترتا۔ کسی ایسی جگہ جو مختلف ہوتی تھیں اس لیے اس نے دیکھا ہی نہ تھا چنانچہ مجھے ان تمام چیزوں کی یاد تھیں تھی جب جہاز پر روٹیں جل انہیں تو پچھلی کی آنکھوں میں غماز تھا۔“

”گولڈ! تم میری زندگی میں وہ وقت لے آئے ہو جس کی خواہش میں نے پچھلے ہی کی ہے اور انسان اگر اپنی دیرینہ خواہشوں کو اپنے سامنے ایسی جھپٹوں میں محسوس کرے کہ ان پر اس کی دسترس ہو۔“

”اور اس کے وہ سارے خواب پورے ہو چکے ہوں جو وہ دیکھتا ہے پھر اس کی خوشی کا ایک ہی مرکز ہوتا ہے وہ جس نے اسے خوشیوں سے بہکا کر رکھا ہے۔ میں نہیں کہہ سکتی گولڈ کہ میرے ہائے میں تمہاری باتوں میں لیکن میں اب تمہیں ہر شے سے بھرتی کر چکی ہوں۔ اپنا دماغ اپنا حسن اور اپنی زندگی کا وہ سامتی جس کے بعد زندگی تنہا نہیں رہتی بلکہ کسی دوسرے کے ساتھ ساتھ چلتی ہے یہ کیا تمہارے اس حیثیت سے قبول کرو گے؟“

”اوپر دیکھو صورت آج پھر میری حکمت کا اعتراف کر رہی تھی اندازہ لگا رہا تھا لیکن الفاظ وہی تھے وہ الفاظ جو اس سے قبل میں کسی بار نہیں سنا تھا۔ ہر بعد میں ہر صورت نے مجھے اسے انداز میں پیچھا کیا تھا لیکن وہ انداز میں میں نے اسے جواب دیا بھلا پچھلی اس سے

کیوں گولڈ رہتی چنانچہ ہمارے درمیان فاصلے ختم ہو گئے۔ میں نے الفاظ سے نہیں حل سے اٹھارہ کیا کہ پچھلی کی یہ پیشکش مجھے قبول ہے اور میں اپنی اس مدد کا معاوضہ وصول کرنے کے لیے تیار ہوں جو میں نے کی ہے اور جب میری آغوش میں چھپی ہوئی پچھلی نے سورج کی پہلی کرن کو دیکھی تو وہ اچھل پڑی۔“

”اور گولڈ! میرا خیال ہے اپنی منزل تک پہنچے ہیں۔ ہر کتاب ہے ہم اس سے کچھ آگے کسی نکل آئے ہوں۔ مجھے تمہارے پُر سکون قرب میں نیند آگئی تھی۔“

”تو پھر اٹھ جاؤ۔“ پچھلی اپنی جگہ سے اٹھ گئی۔ میں بھی اس کے ساتھ کھینے سے باہر نکل آیا تھا۔ یہ عجیب و غریب سمجھ رہی جہاز پانی کے پینے پر اس طرح رواں دواں تھا۔ ہم نے بہت دور ایک جھوٹی لکیر دیکھی اور پچھلی سمت بتانے والے آگے کے نزدیک پہنچ کر اندازہ کرنے لگی کہ کھانے چھوڑے جہاز کا رخ اس کیل کی جانب ہے یا ہم اس سے نکل کر نکل آئے ہیں پھر اس نے سیکھتے ہوئے گردن جھکی اور کہنے لگی۔

”او گولڈ! ہم اس کے بالکل قریب ہیں مگر اگر ہم چند گھنٹے اوپر چلتے رہتے تو اس سے آگے نکل سکتے تھے۔“

”خوب! اب تمہیں اس جہاز کا رخ بدلا دینا پڑے گا؟“ میں نے پوچھا۔

”میں ابھی یہ کارروائی کرتی ہوں میرا خیال ہے کہ اس میں کوئی دقت نہیں ہوگی۔“ پچھلی نے کہا اور پھر وہ جہاز کی مشین کی طرف متوجہ ہو گئی۔ میں نے اسے جھوٹی مشین کے قریب سے سمجھ رہی تھی پچھلی نے جہاز کا رخ بدلتے ہوئے محسوس کیا اور جھوٹی کیلکریاں ہوتی چلی گئی۔ پھر جب سورج پوری طرح بلند ہوا تو ہم اس جھوٹی لکیر کے نزدیک تھے جس کے کدے سرسبز درخت نظر آ رہے تھے۔ اور یہی غائب پچھلی کا سلاخ جہاز تھا۔“

”پچھلی بہت خوش نظر آ رہی تھی۔ اس کی آنکھوں سے مسرت کا اظہار ہو رہا تھا۔ پھر اس نے لالچ کا انجن بند کر دیا اور اسے سمجھ رہی مشین کے انتظامات کرنے لگی۔ وہ مکمل طور پر اس ساری کارروائی سے وقف تھی اور ان سارے کاموں سے غافل ہو کر وہ جہاز سے پرتو پھٹ گئے۔“

”جہاز وہاں تھا لیکن انسان کی پہنچ کے انتظامات سے غفلت تھا۔ سب سے پہلے پچھلی نے ایک بلند مقام کا رخ کیا اور اوپر پہنچ کر چاند کو دیکھنے لگی۔ پھر اس کے ہونٹوں سے سیٹی کی سی آواز نکل۔ اور اس نے مجھے اوپر آنے کا اشارہ کیا۔“

”میں بھی ایک لمحہ عیال سانس سے کہہ رہی تھی گولڈ! یہ بات ہے پچھلی؟“

”میرا خیال تھا ہم یہاں تنہا ہیں۔“

”تو پھر؟“

”تنہا نہیں ہیں۔ وہ دیکھو پچھلی نے یہ کیم حرف اشارہ کیا اور میں

اس جانب دیکھنے لگا۔ ایک غلیظ نشان جہاز جہاز کے عقبی حصے میں کھڑا ہوا تھا اور اس کے گرد لوگ چلتے پھرتے نظر آ رہے تھے۔“

”یہ کیوں لوگ ہیں؟“

”کالے سوداگر پچھلی نے سیکھتے ہوئے جواب دیا۔“

”کیا مطلب؟“

”وہ لوگ جو اس جہاز میں لالچوں کو فروغ دے رہے ہیں۔“

”ہاں!“

”لیکن اس میں الجھنیں بھی پیش آتی ہوں گی۔“

”کیسی الجھنیں؟“

”اب جیسے تم یہاں تنہا ہو۔ یا پھر یوں سمجھو کہ دواؤں اور جیک جہاز میں پیشتر لوگ موجود ہیں اگر وہ بددیانتی کا مظاہرہ کریں تو۔“

”ہاں ایسے حادثے ہوتے ہیں۔ پچھلی کی قدر خود وہ لمحے میں بولی۔“

”ایسی صورت میں تم کیا کرو گی؟“

”اور اس نے زندگی کا حتمی فیصلہ کر لیا۔ ہمیں ہر قدم پر نت نئے ہنگاموں سے نمٹنے کے لیے تیار رہنا پڑتا ہے بعض اوقات وہ نہیں ہوتا جو ہم چاہتے ہیں۔ ہر قدم پر بددیانتی ہو رہی ہے۔ اور ہماری کوششیں ناکام بھی ہوتی رہتی ہیں۔“

”اگر وہ لوگ تمہارے دل پر قبضہ کر لیں تو؟“

”ماں ہم نے بھی تو کسی کے دل پر قبضہ کیا ہے۔ یہ ہماری بد بختی ہے کہ اس وقت یہاں دوسرے جہاز موجود نہیں ہیں۔“

”کیا مطلب؟“

”اس وقت کوئی وقت نہیں ہوتی جب سوداگروں کے بہت سے جہاز یہاں ہوتے ہیں۔ ماں کی قیمت بھی اچھی ملتی ہے کیونکہ ان کے درمیان مقابلہ ہوتا ہے لیکن اس وقت ایک ہی جہاز ہے اور نہ جانے کس کا ہے؟“

”تو کیا ضروری ہے کہ ہم اس جہاز سے ملاقات قائم کریں؟“

”ہم نہیں کریں گے انہوں نے یہیں دیکھ لیا ہو گا۔“

”کیوں۔ ہم ان کی طرف تو نہیں ہیں۔“

”اس سے کوئی فرق نہیں پڑتا۔ ان کے پاس ایسے ہتھ ہوتے ہیں کہ سمجھ رہی ہیں ہمیں دوسرے دیکھ لیا جائے۔“

”خوب! بھول یہ دور آلات کا دور ہے۔ انسان نے اپنی موزونیاں کے لیے تیار کی کیا انتظامات کیے ہیں لیکن ٹھیک ہے پچھلی۔ ہم ان حالات کا مقابلہ بھی کریں گے۔ تم اگر چاہو تو دوسرے جہازوں کا انتظار کرو۔ ہم ان کے ساتھ فروخت نہیں کریں گے۔“

”میں گولڈ! یہ ممکن نہیں ہے۔“

”کیوں؟ میں نے پوچھا کہ پوچھا۔“

”ہم اس سے پہلے اس مل کو فروخت کریں گے جب ہمارے گروہ کو اس بائیس میں معلوم ہو جائے کہ کیا کارروائی کر چکے ہیں۔ حاصل بے شمار الجھنیں ہیں جن میں ہم پھنسے ہوئے ہیں میں تم سے کون کونسی باتوں کا ذکر کروں۔ بہ حال تم پریشان نہ ہو۔ یہاں تک تو ہم آ رہے ہیں اس کے بعد کیا کارروائی میری ذمہ داری ہے۔“

”ٹھیک ہے پچھلی! میں پریشان نہیں ہوں لیکن میں یہ بھی نہیں چاہتا کہ تم کسی مسئلے میں الجھو جہاں میں اپنی ذات میں کسی کمی کا احساس ہو تم مجھے سے مدد سے کتنی بڑا اور مجھے یقین ہے کہ میں تمہاری بھرپور مدد کر سکوں گا۔“

”ماں اس بات کا مجھے یقین ہے۔“

”تو اب کیا چاہتی ہو؟“

”فی الوقت تو کچھ نہیں ہم ان کا انتظار کریں گے پچھلی نے کہا اور میں خاموش ہو گیا۔“

”خوشی دیر تو میں خاموش رہا پھر میں اور پچھلی نے پھاڑنے میں نے پچھلی کی طرف دیکھتے ہوئے پوچھا۔“

”کیا یہ جہاز وہی ہے جو تمہارے باپ ہے؟“

”ماں میں تمہیں متفقہ رہتا ہے پچھلی کہ کسی کی ملکیت نہیں بلکہ ایک طرح سے یہ جہاز بین الاقوامی کنٹرول میں ہے اور یہ ہیں ہی دروازے کیونکہ نہ تو یہاں کوئی مستقل آبادی ہے اور نہ ہی کسی کی حکومت۔ بس یوں لگتا ہے جیسے یہ صرف اسمگلروں کے لیے وجود دیئے گئے ہوں انسان سے خفیہ پوشی کی جاتی ہو۔“

”حالانکہ حکومتیں اس کام کو غیر قانونی سمجھتی ہیں؟“

”ماں بالکل غیر قانونی۔“

”لیکن اس کے وجود۔“

لاکھوں قارئین کے دلوں کی دھڑکن

محی الدین نواب

کے ۱۰ سالہ محی الدین نواب کا مجموعہ

ایمان کا سفر

مکملہ نفاذ

پوسٹ نمبر ۹۴۳۳ لاہور

مکملہ نفاذ

پوسٹ نمبر ۹۴۳۳ لاہور

شاخہ ہو چکے! ۱۵-یت

قریبی بنگلہ سٹریٹ کی یا بلوار سٹریٹ میں

ہاں حکومتوں کے پاس انداز ہی انداز مختلف ہو کر رہے ہیں۔
 یہ کہیں جب اسمگلر یہاں آتے رہتے ہیں تو یہ اس خیال ہے ان
 جواز کو ان کی مرضی سے ہی
 نہیں یہاں ہر قسم کے لوگ آجاتے ہیں یہاں آباد ہونے
 والے کس کا خفیہ حاصل کریں چنے طور پر زندہ رہنا تو یہاں مشکل ہے
 گوڑہ تم خود سوچو جس خفیہ کے بغیر کہ وہ اس کی کارسخت ہے،
 وہ گو یا اس دور میں ہر انسان کو کسی مذہبی حکومت کے زیر
 تحت ہونا فرضی ہے؟
 یہ یقیناً دنیا مختلف حصوں میں ہی ہوئی ہے اور ہر حصہ کی
 ایک حکومت ہوتی ہے۔ جہاں انسانی جان و مال کے خفیہ کے خلاف دہائی
 اسی حکومت کی ہوتی ہے؟
 یہ یقیناً ہر قسم کی بات ہے۔ میں نے جواب دیا اور یہی چکر
 کر کے دیکھنے لگی۔ میں ایک دم سنبھل گیا تھا۔
 کیوں؟ میں نے سوچا کہ اسے دیکھا۔
 کچھ نہیں۔ مناسی باتوں پر ضرور کر رہی تھی؟
 میری باتوں پر ضرور متاثر ہو چکی۔ ہاں یہ تو حیرت انگیز ہیں یہاں
 کہ ایک خفیہ کرنا پڑتا تھا۔ اس اس انکشاف کے دوران ہر قسم کی
 کریں گے یہ خیال ہے جو میرے پر قیام کا تو یہ دولت نہیں ہوگا۔
 ہاں جو میرے پر قیام کا کوئی بندوبست نہیں ہے وہی معاشی
 درجہ میرے کی سیر کر کے ہم واپس واپس برعکس ہیں گئے۔
 میں نے گونہ ہادی اس کے بعد کہانی درجہ میرے
 کے لئے گھومتے رہے۔ پہلی اور میں مختلف موضوعات پر باتیں کر رہے
 تھے۔ ویسے پہلی کچھ ابھی ہوئی تھی اس نے زیادہ دیر جاننے کی کوشش
 نہیں کی حالانکہ ایک بار میں نے اس سے کہا بھی کہ کیوں زیادہ چل کر
 جزیرے کو دیکھا جائے۔
 وہ نہیں لایا کو خالی چھوڑا میں مناسب نہیں ہے۔ پہلی
 نے جواب دیا۔
 کیوں کیا یہاں بھی لوٹ کر شروع ہو سکتی ہے؟
 ہاں لیٹرے کہاں نہیں ہوتے۔ پہلی بولی اور میں سکرانے
 نکاح پر ہم لایا۔ وہاں اس کے چلی کھانے پینے کا بندوبست کرنے
 چلی گئی تھی اور میں لایا کے ایک بند جسے ہرگز نہ کہنا جاؤ
 بیٹے نکاح اور پھر چونک پڑا۔
 ایک چھوٹی کشتی چند لوگوں کو لیے ہماری ہی جانب تھی۔
 میں نے پہلی کو ان کی آواز دی اور پہلی بھی میرے نزدیک پہنچ گئی۔
 یہ کون لوگ ہیں؟
 وہ۔ یقیناً اس جہاز سے ہے جس نے پہلی نے جواب دیا۔
 اور ہم قریب آئے واپس کو دیکھنے لگے۔

کشتی

دو چار تھے۔ انہیں سے دو کھڑے ہوئے تھے۔ ان کے ہاتھوں میں
 دو تین تھیں اور دو بیٹھے ہوئے تھے۔ ویسے یہ چھوٹی کشتی بھی بد بون
 یا چھوٹوں سے میں چل رہی تھی۔ بلکہ اسے بھی میں کی آواز ابھر رہی تھی۔
 ان لوگوں نے کشتی کے ماتے کے کپڑے کی بجائے بخوری راستہ اختیار
 کیا ہے۔ پہلی نے بڑبڑانے کے انداز میں کہا۔
 کیوں۔ اس میں بھی کوئی خاص بات ہے؟
 خاص بات تو نہیں ہے لیکن گوڑہ، یہ خیال ہے لایا پران
 سے ملاقات بہتر نہ ہوگی۔ اس طرح وہ لوگ لڑائی یہ بات جان جائیں گے
 کہ ہم حرف دو ہیں؟
 کوئی حرج تو نہیں ہے۔ لیکن بھال اگر تم بہتر نہیں سمجھتے تو کیا
 ہے۔ اگر ہم کشتی پر پہنچے ہیں اگر وہ ہماری طرف آئیں گے تو ہم ان کے کشتی
 پر آنے کا انتظار کریں گے؟
 یہ ٹھیک ہے۔ پہلی نے کہا اور ہم دونوں لایا سے تار کر سمندر کے
 کنارے پہنچ گئے۔ کشتی ابھی کافی فاصلے پر تھی۔
 ہم دونوں کشتی کا انتظار کرتے رہے اور تھوڑی دیر کے بعد کشتی
 کنارے پر آ گئی۔
 اور یہ بہتر ہی ہوا تھا۔ ان لوگوں نے جب ہمیں دیکھا تو اپنی کشتی کا رخ
 ہماری جانب موڑ دیا۔
 مور کشتی سے وہ مقام اطراف بچے اتر گئے۔ بہن بند کر دیا گیا تھا۔
 ان میں ایک دوازدہ آدمی سرسری رنگ کا سوٹ پہنے آگے آگے تھا۔ باقی
 لوگ اس کے پیچھے تھے۔ پچھلے ہرے گاؤں والے شخص صدمت ہی سے نکلا
 اور چالاک عموں جتنا تھا اس کے ہاتھوں پر صدمت کا مسکراہٹ تھا۔ وہ لوگ
 چند ساعت کے بعد ہمارے نزدیک پہنچ گئے اور انہوں نے اپنے مخصوص
 انداز میں ہم دونوں کو سلام کیا۔
 میں تو اس سلسلے میں گفتگو کرنے کا کوئی تجربہ نہیں رکھتا تھا چنانچہ
 پہلی کے بڑے آئی۔
 بیسوس۔ آنے والے نے تھوڑی سی گونہ ہم کی۔
 "ہیلو۔ پہلی بھی مسکرا کر ملی۔
 کیا لایا کی طرف سے گفتگو کرنے والوں میں ہر فرست آپ ہیں؟ ہونے
 والے شخص نے پوچھا۔
 ہاں مجھے اس کا اختیار ہے۔ پہلی نے صاف جواب دیا۔
 تو اس لیے کہ میں نے کہا ہے کہ اس کا نام تو پوچھ سکتا ہوں۔
 پہلی نے جواب دیا۔
 بہت خوب۔ تو اس لیے کہ جب تک اس جہاز کے قانون ہے تو کیا
 آپ اس قانون کے دو بیٹے یہاں تک پہنچے ہیں؟ یا پھر یہ سفر کوئی تعویذی

سفر ہے؟ اس شخص نے کہا جس نے اپنا نام نہیں بتایا تھا۔
 نہیں سرسری، یہ تعویذی سفر نہیں ہے۔ پہلی نے جواب دیا۔
 وہ بہت خوب۔ بات دراصل یہ ہے کہ میں پہلی، ہم کا قانون ہے
 اس جہاز پر ہر رنگ انداز میں۔ ہمیں مال کی ضرورت بھی ہے اور ہم نے مالوں
 تھے کہ اسے طویل قیام کے بعد کوئی ہم تک نہیں پہنچا۔ آپ کو دیکھنے کے بعد
 کچھ امید بندھ جاتی ہے تو سب سے پہلے تو ہمیں یہ خوشخبری سننا کہ آپ اپنی
 آنے والوں میں سے ہیں جن کا ہم انتظار کر رہے تھے؟
 ہاں آپ کا خیال درست ہے۔ پہلی نے جواب دیا۔
 وہ بہت خوب۔ تب پھر آپ ہماری طرف سے شکریہ قبول فرمائیں؟
 لیکن نے کہا اور پھر بولا۔ اس لیے کہ مال کی فروخت کے لئے گفتگو کا یہ مناسب
 وقت ہے یا نہیں، اگر مناسب ہے تو ہم ابھی گفتگو کے لئے ہیں اور اگر آپ
 اس وقت کو بہتر نہ سمجھیں تو پھر وہ پھر کا کھانا کرکٹ میں کے ساتھ کھا دیے؟
 کرکٹ میں؟ پہلی نے دہرایا کیا یہ کرکٹ میں کا جہاز ہے؟
 جی ہاں۔ لیکن نے جواب دیا۔
 کرکٹ میں خود جہاز پر موجود ہے؟
 جی ہاں؟
 "جڑی خوشی ہوئی۔ وہ ہم جیسے لوگوں کے لئے جہتی نہیں ہے۔ پہلی
 نے سوچا کہ ہونے کا اور بیٹے کسی نے گونہ جھکا دیا۔
 بہت بہت شکریہ میں ملی، تو میں آپ کے خیالات جاننا چاہتا ہوں؟
 ٹھیک ہے کیا کرکٹ میں نے تمہیں سونے کے لئے منتخب کیا ہے؟
 پہلی نے سوال کیا۔
 جی ہاں، مجھے مکمل اختیارات دے کر بھیجا گیا ہے اور ہم اس میں تاخیر
 بھی کرنا نہیں چاہتے؟
 ٹھیک ہے۔ پہلی نے جواب دیا۔ لایا پر تشریف لائے۔ وہاں بیٹھ
 کر باقی گفتگو ہو گئی۔
 کیوں، گفتگو ہمیں ہو جائے تو کیا حرج ہے؟ اس شخص نے کہا۔
 کوئی حرج نہیں ہے سرسری، جیسا کہ آپ پہلی نے جواب دیا۔
 اور وہ شخص کچھ سوچنے لگا۔ پھر بولا۔
 ٹھیک ہے اس لیے، لایا پر بھی چلے چلتے ہیں؟
 کیوں آپ اس کی کوئی خاص وجہ؟
 نہیں بالکل نہیں، لایا پر چل کر مال تو دیکھا ہی ہے، تو کیوں نہ
 گفتگو بھی وہاں ہو جائے؟ لیکن نے کہا اور میں اس شخص کی اس حرکت پر غور
 کرنے لگا۔ وہ جو کچھ اور کچھ کچھ کے حق پر عمل کر رہا تھا میں نے پہلی کی
 جانب دیکھا لیکن پہلی خود ہی کان بوشیا رہی۔
 سرسری میں آپ کو مال کی تفصیل بتا دی ہوں، جو کچھ ہے، اس کی
 تفصیل سنو اور پھر پھر کرکٹ کے لینا؟
 لیکن آپ ہمیں لایا پر کریں نہیں لے جانا چاہتے ہیں۔ لیکن نے کہا۔

دو افراد تو لے کر حمل نہیں کئے :

• تو اس سلسلے میں آپ کو کیا اعتراض ہے؟ پتلی نے غرا کر بولی۔
• نہیں نہیں، اعتراض کی بات نہیں ہے۔ پتلی نے اپنے الفاظ
چکر بولا : اور میں بھی اصول کے مطابق ہوں اس سلسلے میں معلومات کا
کوئی حق نہیں ہے، تاہم میں پتلی آپ مال چیک کر لائی :
• آئیے، پتلی نے کہا اور پھر وہ لاریج کے اس حصے میں پہنچ گئی جہاں
مال رکھا ہوا تھا۔
• چھوٹے بڑے بے شمار پکیٹ تعمیری اشیاء سے بھرے ہوئے تھے اور
ان اشیاء کی فہرست بھی موجود تھی۔
• لیکن کے طلب کرنے پر وہ فہرست پتلی نے اس کے حوالے کر دی
اور لیکن فہرست کے مطابق مال چیک کرنے لگا۔ اس نے مطمئن ہو کر گزرتا
ہلائی اور بولا۔
• شکریہ پتلی، اس نے فہرست پتلی کو واپس کر دی اور پھر سودے
کی بات ہونے لگی۔
• پتلی نے اپنے اندازے کے مطابق ایک بہت بڑی رقم طلب کی تھی۔
میں اس رقم کی کتنی نہیں جانتا تھا، اگلے اس سلسلے سے واقف ہو رہا۔ البتہ
میں نے لیکن کا اعتراض سنا۔
• لیکن میں پتلی، یہ رقم تو بہت زیادہ ہے۔
• میرا خیال ہے یہ زیادہ نہیں ہے۔
• آپ کا خیال غلط ہے، میں پتلی، اس سامان کی اصل قیمت بھی اتنی
نہیں جانتی جتنی آپ نے طلب کی ہے، برعکس اس کے کہ اس طرح لائے جانے
والے مال کی قیمت ہمیشہ آدھی رہ جاتی ہے۔
• مجھے علم ہے اس بات کا، پتلی نے جواب دیا : اور میں نے اسی اندازے
کے مطابق قیمت آپ کو بتائی ہے۔
• نہیں یہ رقم کافی زیادہ ہے، لیکن نے کہا۔
• پھر آپ کیا چاہتے ہیں؟ پتلی نے پوچھا۔ اور لیکن نے پتلی کے بتائے
ہوئے اعداد و شمار میں اپنی پسند کے مطابق کمی کر دی۔ اس کی بتائی ہوئی رقم
سن کر پتلی نے صاف انکار کر دیا۔
• نہیں سٹرینگن، اتنی کم قیمت پر سو طے نہیں ہو سکتا۔
• تب پھر آپ سٹرینگن میں سے بات کریں۔
• ٹھیک ہے آپ سٹرینگن میں ایک میرا پیغام پہنچا دیں کہ میں آپ
کی لگائی ہوئی رقم کے مطابق سودا کرنے کو تیار نہیں ہوں۔ اس کے بعد جس طرح
بھی ہم دونوں کے معاملات طے ہوں میں تیار ہوں۔
• کیا آپ سٹرینگن میں کے پاس تشریف لے جانا پسند کریں گی؟ لیکن نے
پتلی سے پوچھا۔
• میرا خیال ہے مناسب نہیں ہے۔
• کیوں؟

• آپ دیکھ چکے ہیں سٹرینگن کو لاریج کے معاملہ صرف ہم دو افراد ہیں اس
حالت میں میں کیوں نہیں جاسکتی۔ اگر آپ میرا سودا منظور نہیں کرتے تو میں
آپ سے معافی چاہوں گی اور آپ سے یہ کہنا پسند کروں گی کہ آپ مجھے
اجازت دیں کہ میں کسی دوسرے جہان کا آمد کا انتظار کروں۔
• ٹھیک ہے، اگر ایسی بات ہے تو میں سٹرینگن میں کو آپ کا
پیغام پہنچا دیتا ہوں۔ لیکن نے کہا اور لیکن نے توڑ ٹنگا ہوں یہ ہم دونوں
کو دیکھنا ہوا لاریج سے آ کر گیا۔ تھوڑی دیر کے بعد کشتی واپس جاری تھی۔
پتلی کے چہرے پر لیکن کے اظہار تھے۔ اس نے میری جانب دیکھا
اور پھر کہنے سے بولا۔
• گولڈ حالات درست نہیں معلوم ہوتے؟
• کیوں؟ میں نے سوال کیا۔
• اس شخص کے اندازے مجھے شبہ ہو رہا ہے۔
• ٹھیک ہے پتلی، جو کہو گا دیکھ جائے گا، میں تو ہنس رہا تھا ہوں
ان معاملات میں میں مبتلا ہے اسے جو کچھ کر سکا ضرور کر لیں گا، اسے بے فکر
رہو۔ میں نے کہا اور پتلی خاموش ہو گئی۔
• اس کے بعد میں اور پتلی لاریج پر پہنچے تھے اور تقریباً بتائی وقت
کے پیلنے کے مطابق دو گھنٹے کے بعد دوبارہ وہی کشتی ہمیں اپنی جانب
آتی نظر آئی۔
• اس بار بھی لیکن ہی تھا۔ اس کے علاوہ دو آدمی اور بھی تھے جو صوبہ
سے خاصے پر توڑی معلوم ہوئے تھے۔ براہ راست دو لوگ لاریج تک پہنچ گئے
اور لیکن نے اوپر گئے کی اجازت طلب کی، ہم نے اسے اجازت دی تھی۔
• گریٹ سن آپ دونوں کو طلب کرتا ہے۔
• کس پروگرام کے تحت؟ پتلی نے پوچھا۔
• شاید اس نے آپ کا سودا منظور کر لیا ہے۔
• اور۔ تب پھر رقم ہمیں ادا کر دی جائے۔ پتلی نے کہا۔
• میں پتلی کوں لگتا ہے جیسے آپ پتلی بار کسی ایسے پروگرام کو انجام
دے رہی ہیں۔ اتنی بلا تادی اور بد عہدی بھی نہیں ہوتی ہم لوگوں کے
درمیان۔ تاہم آپ کو بھاری رقم ادا کر دی جائے گی۔ یہ گریٹ سن کا کاد
ہے، اس نے کہا تو پتلی کی جانب بڑھا دیا اور پتلی نے بے نیازی ہنسی دیکھی۔
• میں نے ایک باہر گزرتا ہوا آدمی تھا، اس خیال کے تحت کہ پتلی اس
کی تجویز منظور کر لے۔
• پتلی نے ایک گری سانس لے اور گزرتا ہوا ہنسے بولی : ٹھیک
ہے سٹرینگن میں آپ لوگوں کے ساتھ مل رہی ہوں۔
پتلی کے چہرے پر لیکن کے اظہار صاف محسوس ہوتے تھے، مجھے اندازہ
ہو رہا تھا کہ وہ ان لوگوں کے ساتھ جانے میں ابھ رہی ہے لیکن میں مطمئن
تھا حالات کا رخ مڑنا آج بھی میرے لئے اتنا ہی آسان تھا جتنا زمانہ قدیم
میں ضرورت پڑنے پر میں بھی سائے معاملات کوئی بولیں کر لینے کی قدرت

رکھتا تھا۔ گریٹ بات پتلی نہیں جانتی تھی، لیکن وقت آنے پر اسے اس بات کا
بھی اندازہ ہو جاتا، پہلے سے اسے بتانے کی کیا ضرورت تھی، چنانچہ میں نے
اسے انہیں میں سے دیا۔
• کشتی ہم لوگوں کے لئے کھلی تھی۔ ہمارا رخ جہاز کی جانب تھا۔ جوں
جوں کشتی جہاز کے نزدیک پہنچی جاری تھی پتلی کی حالت درست ہوتی جا رہی
تھی لیکن مجھے کیا معلوم تھا کہ اپنی دنیا کے لوگوں سے وہ مجھ سے بہتر طور پر
واقفیت رکھتی ہے۔
• کشتی کا رخ جہاز کا بدل دیا اور اس وقت بدلا جب کشتی جہاز اور
جزیرے کے درمیان ابھری ہوئی ایک بہت بڑی جہان یا جھوٹی سی
پہاڑی کے نزدیک پہنچی، تب کشتی برق رفتاری سے اس جہان کی آڑ
لیٹے ہوئے کشتی کی جانب بڑھی اور اس طرح کشتی پر چڑھ گئی کہ ہم سوچ بھی
نہ سکے، ساتھ چاروں آدمیوں نے فیتھلین نکال لیں۔
پتلی نے اس جھوٹے سے پتھیا کا نام پسند لی بتایا تھا مجھے
اور یہ فیتھلین ہماری کمری جیسے تھیں۔ تب لیکن کی غرائی ہوئی آواز سنائی
دی : وہ پتلی اور سٹرینگن کا خاموشی سے بیٹھے آ رہے تھے، وہ نہ کیا فائدہ آپ
کی لائیں سمندری چٹیلوں کی غذا جان جائیں۔
پتلی کا چہرہ دھواں ہو گیا تھا۔ اس نے خوفزدہ لگاہوں سے پہلے
لیکن کو ادھر بچے دیکھا۔ میں نے گردن ہلا دی تھی۔
• ٹھیک ہے پتلی آ رہا تھا، لیکن کو بھی سٹرینگن کی آواز چاہتے ہیں؟
میں نے بڑے اطمینان سے کہا۔
پتلی نے میری ہدایت پر عمل کیا۔ وہ کشتی سے نیچے آ رہی تھی میں بھی
اس کے ساتھ ہی نیچے آ رہا تھا اور میرے پیچھے دوسرے لوگ بھی۔
• وہ نہیں لے کر جو میرے کے ایک ایسے حصے میں پہنچے جہاں سیاہ
رنگ کی چھوٹی چھوٹی چٹائیں ابھری ہوئی تھیں اور ان چٹانوں کے عقب میں
نہیں دیکھا جاسکتا تھا۔
• کیا خیال ہے میں پتلی، سودا اگر اس انداز میں بھی طے ہو جائے تو کیا
بڑا ہے؟ لیکن نے قد سے طنز پر لبھیں کہا۔
• اور لیکن یہ اصول کے خلاف بات ہے۔
• جیسے لوگوں کا کوئی اصول نہیں ہوتا اس پتلی و لیکن کا اندازہ
میں بولا۔
• یہ آپ کا خیال ہے سٹرینگن، ٹھیک ہے آپ میرے ساتھ یہ لوگ
کرے ہیں لیکن کیا آپ آئندہ اس جزیرے پر نہ لے گا اور وہاں رہے رکھتے؟
میں نے پتلی سے خواہ مخواہ ہوجا کر باتیں کر دیں۔ لیکن میرا خیال ہے کہ اس
میں آپ کا قصور نہیں ہے، آپ کی عمر ہی ایسی ہے وہ دیکھے مجھے تعجب ہے
ایک بات پر۔
• کس بات پر؟ پتلی نے پوچھا۔
• باقی لوگوں کا کیا ہوا اس پتلی، آپ نے ان پر قابو کیسے پایا۔ اور کیسے

آپ اس لاریج کر کے یہاں تک پہنچ گئیں۔
پتلی نے کوئی جواب نہ دیا۔ اب اس کے چہرے پر ہالوسی کے آثار
پیدا ہونے لگے تھے۔ پھر وہ ایک جگہ رک گئے اور پھر لیکن نے اپنے
ساتھیوں کی جانب دیکھا اور کہنے لگا۔
• دوستو! بعض اوقات کاسیا بیابان اس طرح نزدیک آتی ہیں کہ ہم
اس بات کا فائدہ کر سکتے ہیں کہ ہماری یہ معصوم سی خاتونیں میں سے پتلی، لاریج
میں موجود لوگوں پر قابو پانے میں کس طرح کامیاب ہوئیں۔
• اگر تھا تو دوست اس سلسلے میں بہتر رہنا ہی ذکر کیسے لیکن تو مجھے
اجازت دو میں بتاؤں میں نے کہا اور لیکن جو تک کہ مجھے دیکھنے لگا۔
• ہاں ان کیوں نہیں؟ کیوں نہیں۔ تمہاری شخصیت بھی میری
سمجھ میں نہیں آ سکتی ہے، لیکن نے کہا اور میں نے دونوں ہاتھ چلا دیے
میرے نزدیک جو وہ آدمی کھڑے تھے میں نے ان کے سپرول والے ہاتھوں
پر اپنا ہاتھ ڈالا اور اپنے دونوں ہاتھوں میں ان دونوں کی کلاشاں لے
لی تھیں۔
• تب پروفیسر میں نے ایک لمبا چکر لیا اور یہ منظر دیکھنے کے
قابل تھا۔
میں نے ان لوگوں کو گولائی میں گھما کر دیکھا اور دیکھا کہ وہ
خود بخود ان کے پیروں کی پکڑ میں آ گیا۔ گھومتے والے آدمی قدری
آوازوں میں جیسے رہے تھے اور میں گھمانے کی رفتار تیز کرنا چلا جا رہا تھا
پھر میں نے ان میں سے ایک کا ہاتھ چھو دیا۔
• اور وہ شخص مکان سے نکلے ہوئے تیر کی طرح چٹانوں سے ٹکرا
کر گشت کے نوٹھروں میں تبدیل ہو گیا۔
• چند ساعت کے بعد میں نے دوسرے کا بھی یہی مشرک کیا تھا لیکن
دشست زندہ انداز میں پیچھے ہٹا تھا۔ چہرے پر ایک کپکپ کے بل کھڑے تھے۔
اس دوران میں نے تیسرے آدمی کو جو اپنے دونوں ساتھیوں
کی زخمی آگہی کر چکا تھا، اٹھایا اور پھر اس کے سر پر میرا گھونسل پڑا
اور اس بخت کی چیخ بھی نہ نکل سکی کیونکہ جب میں نے اسے چھوڑا تو وہ بے
طرح ایک انکیل چٹان سے ٹکرایا تھا۔ اسے مہلت بھی نہ مل سکی کہ وہ چیخ
سکتا اس کے سر سے خون جاری تھا۔
• خبردار! خبردار! لیکن دشت زندہ انداز میں چھپا : اگر تم میری
جانب بڑھے تو میں اس لڑکی کو گولی مار دوں گا۔ اس نے سپرول کی نال پتلی
کی کپکپی پر دیکھتے ہوئے کہا، اور میں نے دونوں ہاتھ چھلایا دیکھ، میرے
ہاتھوں پر دیکھا کہ کشتی تھی۔
• اسے اسے سٹرینگن آپ شاید خوفزدہ ہو گئے یا پھر ناراض؟
میں نے ہنسنے ہوئے کہا۔
• دور۔ دور۔ دور۔ لیکن ہلکا ہوا۔
• اسے میں سٹرینگن، دور رہنے کی ضرورت ہے۔ اور یہ آپ

ہی کی خواہش تھی کہ آپ کو یہ پتہ چلے کہ آنسو، ہم لوگوں نے لاپتہ پر موجود
دوسرے لوگوں پر کیسے قابو پایا، میرا خیال ہے میں نے آپ کی سمجھ رہنمائی
کر دی ہے، چنانچہ اب آپ کو تو رہنمائی ہونا چاہئے۔ ہاں یہ تو فرما لیجئے کہ
گریٹ میں سے ملاقات کہاں ہوں گی اور سوے کی بات کن کن کو سے گا؟
”بھلا اس وقت کو دیکھیے، جہاں سمندر کے کنارے پہنچ جاؤ، وہاں میں
اس اڑکی کو، ہاں اس کو بلاشبہ شہرتم کر دوں گا۔ لیکن یہ خود کو سنبھالتے ہوئے
جواب دیا۔

وہ خاصاً خوفزدہ نظر آ رہا تھا، اپنے ساتھیوں کا حشر اس کے سامنے تھا لیکن میں اسے چھوڑنا نہیں چاہتا تھا، چنانچہ میں نے کہا۔
 • دیکھ لیکن، اس لڑکی سے میرا کوئی تعلق نہیں ہے، میں صرف اس کا
 مدافعانہ ہوں، اگر تم اسے گولی مارو گے تو صرف یہ ہوگا کہ کہتیں قتل کرنے
 کے بعد میں اس کی پوری لاش کا مالک بن جاؤں گا اور جبرگٹ میں سے سودا
 میں کروں گا، بھانپنا جو بستر ہے کہ کسی گھبراہٹ پر ہم لوگ مطمئن ہو جائیں
 تم نے جو بوجھ دیا ہے اسے ہمیں اس کی سزا مل گئی اور تم اپنے تین ساتھیوں
 سے ہاتھ دھو بیٹھے، باقی رہا معاملہ سو سو کے آؤ ظاہر ہے ہمیں دیکر ہے
 کیا خیال ہے تمہارا؟

ابھاریٹ میں مجھے اس حرکت کی گزارش تھی؟
 دیکھو میں نے تو جو کچھ کیا ہے، تمہیں اس کی سزا تو عظیم ہی ہو گی
 کیا مجھے کہہ کر سزا میں نہیں دے دوں۔ تمہارا ساقی ہی تمہیں سزا دے گا تو حنیف وہی
 بہتر ہے نہ؟

میں آگے یقینی طور پر چلے گا۔ اس جہاز میں کوئی نمایاں حیثیت رکھتا تھا۔ اتنی نمایاں کہ گریٹ میں نے اسے اپنا نمائندہ بنا کر رکھا تھا۔

نے کہا۔

”نہیں چیت پلڑے پہنے میری بات سن لیں۔ پچھلے میری بات سن لیں کہ میں کہاں تک غلط ہوں؟“

”بات تم مجھے وہاں آگے بھی سنا سکتے تھے کیسے کسی بات کو سناؤ بغیر جہاز پر یہ ہنگامہ کیوں ہوا۔ ان خلاصیوں کو کیا ہوا۔ یہ چہرے کے پچھلے کیوں گئے؟“

”بھانے کیا ہو گیا ہے اس کوئی بات مجھ میں نہیں آتی۔ لیکن آپ پہلے میری بات سن لیں؟“

”گریٹ میں کافی درجہ تک یکن کو گری نگاہ سے دیکھتا رہا بھر ہوا۔ تم بہت بدحواس معلوم ہوئیں، بہر حال ہو گیا بات ہے؟“

”آپ کے کہنے پر جب میں ان لوگوں سے گفتگو کرنے گیا تھا چیت! جب میں ان کی لاپرواہی پر پہنچا تو میں نے ان لوگوں سے لاپرواہی دکھانے کی فرمائش کی اور یہ اس پر تیار ہو گئے۔ لاپرواہی دیکھنے کے وہاں میری انگلی سے میری تکی کی گھنٹی لاپرواہی پر گری جی کا احساس مجھے بعد میں ہوا۔ انہوں نے مجھے دوسرے کے ہاں میں جو کچھ کیا تھا وہ میں نے آپ کو بتا دیا۔ پھر مجھے یاد آیا کہ میری تکی گھنٹی تو وہاں رہ گئی ہے۔ چنانچہ میں اپنے تین دوستوں کے ساتھ اپنی انگلی لینے کے لئے گیا۔“

لیکن چیت ان لوگوں نے میرے ساتھ بہت بڑا سلوک کیا۔ میرے تینوں ساتھیوں کو قتل کر دیا گیا چیت، اور میں نے شکل تمام انہیں پستول سے کر کے کہاں تک لایا جہاز کے عرشے پر لگنے کے بعد اس شخص نے پھر میرے اوپر حملہ کیا جس کی بنا پر خلاصی اس کی طرف دوڑے لیکن اس وحشی انسان نے ان سب کو بھی مار مار کر بے ہوش کر دیا۔“

لیکن نے خوبصورتی سے جھوٹ بولنے کی کوشش کی اور میں متعجبانہ انداز میں اس کی طرف دیکھتا رہا۔

لیکن گریٹ میں کے ہونٹوں پر مٹی خیر مسکراہٹ تھی۔ پھر اس نے مجھے غیب سے لے لیا۔

”لیکن؟“

”میں چیت! لیکن جس کے چہرے پر ہوا میاں اڑ رہی تھیں، اپنے خشک ہونٹوں پر زبان پھیر کر ہوا۔“

”تم جیسے انسان کو کم از کم جھوٹ تو سیتے سے بولنا چاہئے مجھے بڑی بات کہی ہوئی ہے؟“

”میں نہیں سمجھا چیت! لیکن نے بول کھائے ہوئے انداز میں کہا۔“

”پہنچتا ہو لیکن کیا ہوا تھا؟“

”میں بالکل سچ کہتا ہوں چیت!“

”سچ تو لیکن کو کیا تم کو کچھ کہہ رہے ہو وہ واقعی درست ہے؟ گریٹ میں نے تکیہ لے لیا سوال کیا۔“

”چیت آپ۔ آپ خود اندازہ لگائیں!“

”ٹھیک ہے یہ سچ ہو جاؤ گریٹ میں نے کہا۔“

”شکر چیت! لیکن نے کہا اور بیٹھ گیا۔“

”اب تم بتاؤ کیا ہوا تھا؟“ گریٹ میں میری طرف متوجہ ہو گیا۔

”پہلی تم گریٹ میں کو تاؤ؟ میں نے کہا اور پہلی آگے بڑھ آئی اور گریٹ میں پہلی کی طرف متوجہ ہو گیا۔“

”پہلے جب یہ شخص ہمارے پاس پہنچا جب تو ہم نے اس کے ساتھ مکمل تعاون کیا اور اپنی دنیا مٹا دے بتا دی۔ یہ یہ کہہ کر چلا آیا کہ گریٹ میں سے جہازات کو کہہ لیکن جب اس دوران اس نے یہ اندازہ لگا لیا تھا کہ لاپرواہی پر ہم دونوں کے علاوہ کوئی نہیں اس بات پر یہ حیرت کا اظہار بھی کرتا رہا اور غالباً اس نے اپنے ذہن میں کوئی پروگرام بھی ترتیب دے لیا تھا۔“

اس کے بعد جب دوبارہ یہ تین آدمیوں کے ساتھ پہنچا اور اس نے ہم سے کہا کہ گریٹ میں تم سے بات کرنا چاہتا ہے۔ چنانچہ ہم دونوں اس کے ساتھ چل پڑے۔

اس کا رخ جہاز پر ہی کی جانب تھا۔ لیکن پھر اچانک ہمیں ان چٹانوں کی طرف لے گیا جو سمندر میں ابھری ہوئی ہیں اور یہاں سے نظر آتی ہیں کشتی کو خشکی پر لے جا کر اس نے ہم دونوں کو ہلاک کرنے کی کوشش کی۔ اس کے تینوں ساتھیوں نے سنبھل گئے۔ اس نے میرے بال پکڑ لئے اور پستول سے میری کتھن پر ہلکا دیا۔ لیکن میرے ساتھی نے اس کے تینوں ساتھیوں کو ہلاک کر ڈالا اور پھر اس نے اس پر حملہ کیا۔ اس نے بھاگنے کی بھی کوشش کی لیکن میرے ساتھی نے اسے معاف نہیں کیا یہ بدحواس ہو کر بھاگا اور میرا ساتھی اسے چہرے کی طرح پکڑ کر لے آیا۔ اور اس کے بعد میرا ساتھی خود اسے لے کر آپ تک پہنچا ہے تاکہ آپ کو تفصیل بتائے۔ اس کا مہوت یہ ہے جب کہ وہ تینوں آدمی جو اس کے ساتھ تھے، ہماری کشتی کے نزدیک مردہ نہیں تھے ہیں بلکہ ان چٹانوں کے پاس ہیں۔ اس کے علاوہ آپ یہ بھی اندازہ کیجئے کہ جو شخص جہاز کے عرشے پر موجود بے شمار خلاصیوں کو مرف ایک ایک گھونٹے میں بیہوش کر سکتا ہے وہ اس شخص کے ساتھ کس طرح آسکتا تھا؟“

یہ جھوٹ بول رہی ہے چیت۔ یہ جھوٹ بول رہی ہے۔ میں آپ سے سچ کہتا ہوں یہ جھوٹ بول رہی ہے، یہ لوگ خود ہمیں ہماری کشتی میں بھاگ چٹانوں کے نزدیک لائے تھے وہاں انہوں نے ہمارے تینوں ساتھیوں کو قتل کیا۔“

”یوں تو اس کے بعد تم انہیں یہاں لے آئے؟“

”ہاں چیت، بالکل میں انہیں کس طرح چھوڑ سکتا تھا یہ آپ کا بھی محرم ہے۔“

”لیکن بات تبدیلیاں آتی جاتی ہیں لیکن۔“

”ہاں کی بات کسی قدر ذرا معلوم ہوتی ہے کیونکہ جب یہ شخص تمہارے تین آدمیوں کو ہلاک کر سکتا

ہے تو مجھ ایسے تین آدمی جو پستول سے مسلح تھے تو پھر یہ تمہارے قابو میں کس طرح آ گیا۔ تم سے یہاں تک لانے میں کیا کیا کیے ہو گئے؟“

”چیت میں نے پستول لوٹ لیا کشتی پر رکھا ہوا تھا اور یہی طریقہ یہ لوٹ لیا کہ مجھ سے خوفزدہ ہو گیا تھا۔“

”تم کیا کہتے ہو دوست؟“ گریٹ میں نے مسکرا کر میری جانب دیکھا۔

”میں ایک بات گریٹ میں میں نے اپنے مخصوص انداز میں کہا۔“

”ہاں ہاں کیا؟“

”اس شخص کے ہاتھ میں پستول دیکھو اور اسے میرے سامنے چھوڑ دیجئے۔ اس کے بعد یہ اگرچہ پستول پالے تو اس کا کٹنا درست ہے اور نہ پھر مجھے اجازت دیجئے کہ میں اسے اس کے جھوٹ کی سزا دوں۔“

”ٹھیک ہے یہ غلط ہے؟“ گریٹ میں نے جواب دیا اور لیکن بول کھائے ہوئے انداز میں کھڑ ہو گیا۔

”چیت۔ میں۔ میں بہت زیادہ خوفزدہ اور بدحواس ہوں۔ میں اس سے بڑا نہیں کروں گا۔“

”کہاں نہیں کروں لیکن تمہیں اس سے متعلق ہر شے کا گریٹ میں نے سنا دیا ہے میں کہا۔“

”لیکن چیت! میں اپنے حواس میں نہیں ہوں، مجھے پکڑنے کو نے کا۔“

”کیا تم میری معافی کی جرات کرو گے لیکن؟“

”ہرگز نہیں چیت لیکن براہ کرم میری معاف پر غور کریں میں آپ کے ساتھیوں میں سے ہوں اور یہ شخص ابھی آپ ایک اپنی شخص کی بات پر یقین کے کھٹے موت کے زخمیں دیکھ کر رہے ہیں۔ لیکن نے کہا اور گریٹ میں کا چہرہ سرخ ہو گیا۔

”لیکن کے چہرے پر رنج و غصہ بدحواسی کے تاثرات نظر آ رہے تھے۔ وہ پریشان بنا ہوئے کبھی مجھے اور گریٹ میں کو دکھانا تھا۔“

”مجھے یوں محسوس ہوتا ہے لیکن کہ تم اپنی زندگی کے آخری لمحوں کی گناہ میرے ہونے پر میری کم مدد ملی بھی کر رہے ہو کبھی مجھے ملو میری بات میں تاخیر میرے لئے ناقابل برداشت ہوتی ہے یہ تم بھی طرح جانتے ہو۔ پھر مجھے ہوا جو وہاں میں ہاتھ سے تھیں گرلی مارو گا؟“ گریٹ میں نے اپنا پستول نکال لیا تھا۔

”میں اسے ہلاک کروں گا چیت۔ میں اسے ہلاک کروں گا۔ لیکن“

”وہاں انداز میں اٹھ کھڑا ہوا۔ اس نے پستول نکال لیا اور دوسرے لمبے میری طرف رخ کر کے غار کر دیا۔ حالانکہ میں اگرچہ بات تو لیکن کے سامنے ہی کھڑا رہتا لیکن میں نے جب تک اس کا نشانہ نہ نکال دیا اور دوسرے لمبے پر چلا گیا تھا

”وہاں میں نے پہلے لیکن کا ہاتھ پکڑا جس کی گردن اور پھر اسے آٹھ کر ڈنٹ مارا۔ لیکن کی دل فرامی سچ گویا اٹھی تھی۔ گریٹ میں اپنی جگہ سے

”گھڑا ہو گیا اور پھر اس نے میری جانب دیکھے ہوئے کہا۔“

”بہت خوب۔ طاقت و شخص، بہت خوب۔ میرے ساتھ آؤ اور لوٹا تم میری اس نے پہلی سے کہا اور اس جگہ سے آگے بڑھ گیا۔ جہاں یہ سارا ڈرامہ ہوا تھا۔ گریٹ میں بالکل خاموش تھا۔ تھوڑی دیر کے بعد وہ جہاز کے ایک کیمین میں داخل ہو گیا اور ہم دونوں کو بیٹھنے پر پیش کش کی۔“

”میں تم سے یہ بات نہیں پوچھوں گا دوست کہ یہ لاپرواہی کس کی ہے اور تم نے کہاں سے حاصل کی۔ سمندر کے قانون کے مطابق ہر وہ جہاز یا لاپرواہی جو دوسرے لوگوں سے غلطی ہو اس کی ملکیت ہوتی ہے جو اس پر قابض ہوا وہ ہم اس مال کی خریداری کے لئے یہاں آتے ہیں جو کسی خاص ذریعے سے حاصل کیا گیا ہو۔ اب تم ہمیں اس کی قیمت بتاؤ؟“ گریٹ میں نے کہا اور پہلی کے چہرے پر کس قدر سکون کے آثار نظر آئے۔ اور پھر اس نے اپنی مطلوبہ رقم اس کے سامنے بھی دے دی۔

”سامان کی تفصیل ہے تمہارے پاس؟“ اس نے پوچھا۔

”نہیں۔ پہلی نے گردن ہلا دی۔“

”تب پھر اس بات کا فیصلہ کس طرح ہو سکے گا کہ اس سامان کی یہی قیمت ہے جو تم طلب کر رہی ہو؟“

”اگر آپ ایک مخلص انسان کی مانند سودا کرنا چاہتے ہیں جناب، تو سامان چل کر دیکھ لیجئے۔ میں نے اس کی بھرپور رقم لگائی ہے لیکن اس میں مدد و بدلہ ہو سکتی ہے؟“

”کتنی رقم بنتی ہے؟“ گریٹ میں نے پوچھا۔

”اور پہلی نے دوبارہ اپنی رقم بتا دی۔“

”ٹھیک ہے، ہمیں منظور ہے۔ یہ رقم تین میں ہیں اور اس جگہ ادا کر دی جائے گی۔ گریٹ میں نے ہوا اور پھر اس نے ایک گھنٹی بھائی چند ساعت کے بعد وہ آدمی داخل ہو گئے۔ گریٹ میں نے انہیں اپنے کارڈ پر پہلی کی مطلوبہ رقم لکھ کر دی اور وہ لوگ اسے لے کر چلے گئے چند ہی ساعت کے بعد پہلی کے سامنے توں سے میرے منہ دو پستول تھے چہرے کے صندوق پر بٹھ گئے۔ پہلی نے انہیں کھل کر دیکھا اور اس کی آنکھوں میں بے پناہ چمک پیدا ہو گئی۔ اسے اپنے ذہن پر قابو رکھنا مشکل ہو رہا تھا۔ تب میں نے اس کے شانے پر ہاتھ رکھا اور پہلی نے سکڑا لنگھوں سے مجھے دیکھا۔

”اوہ اوہ۔۔۔ گولڈ۔۔۔ اس نے منہ کانکا۔ اس سے آگے اس کی آواز نہیں نکل سکی تھی۔ گریٹ میں ہم دونوں کو ڈپنگ گاہوں سے دیکھ رہا تھا۔ پھر اس نے گردن ہلاتے ہوئے کہا۔“

”بہر صورت لیکن کی طرح مجھے جس اس بات پر حیرت ہے کہ تم دونوں نے کس طرح اس لاپرواہی کو قبضہ میں کر لیا۔ اور ہاں سونیں بہر حال سودا گروں لیکن اپنے پیش کی جو بنیادی حقیقت ہیں ان سے گناہ میں بھی نہیں بچتا۔ ہم دنیا کے نام تک کے قانون سے بغاوت کرتے ہیں اور اپنی تجارت کرتے ہیں۔ میں وہ لوگ ہوں جو ہمارے ہم پیشہ ہیں اور جھوٹے پیمانے پر کام کرتے ہیں ہمارے تحفظ میں ہوتے ہیں۔ ہم کبھی یہ کوشش نہیں کرتے کہ

139

کہو بار میں چھوٹی چھوٹی غلطیوں شامل کریں لیکن جو کام کرنے جا رہا تھا وہ میں ہی کر سکتا تھا کہ تمنا بچ کو کوئی کیا ہے لیکن اس طرح کا رویہ ختم نہ جاتا ہے۔ جیسا کہ کوئی اس جزیرے کی جانب رخ کرتا اور وہیں چہرہ ہاں۔ حصول میں دشواریاں پیش آتیں۔ اگر یہ کسی اور کے ہاتھ لگ جاتا یا ملواریت کسی اور میں پہنچ دیا جاتا تو وہاں ہماری سادھ خراب ہو سکتی تھی یعنی وہ لوگ جو صرف ہم سے ہی فرجاری کرتے ہیں اور ہماری مناعی حیثیت ادا کرتے ہیں پھر ہم سے جلدی بتائی ہوئی محبت پر مال نہ خرچ دیتے اور ہمیں خاصا نقصان اٹھانا پڑتا۔ چنانچہ میں اتنی تفصیل کو صرف اس لئے بتا رہا ہوں کہ تم کسی غلط فہمی کا شکار نہ بنو۔ میں انکم سے کچھ معلوم کر رہا ہوں صرف دو سناں طور پر اگر تم کسی ایسے جہاز یا کسی ایسی چیز پر جو میری ہی ملکیت ہو قبضہ کرنا تو یہاں میں تم سے جو سود کر چکا ہوں وہ قائم رکھنے کا کیونکر جو صورت تم نے اپنی محنت سے یہ سب کچھ حاصل کیا ہے اس کے بعد میں تم سے وہی اپنا پرانا سوال دہراؤں گا کہ تم نے یہ پانچ سو روپے صرف حاصل کر لی۔

میرے ساتھی مرگورڈ کے بارے میں آپ کا مذکر جان چکے ہیں مرگورڈ میں، ہم کو یہ لایسے کر چکے تھے لیکن راستے میں کچھ لوگوں نے سڑات کرنے کی کوشش کی، وہ ہمیں قتل کر دینا چاہتے تھے۔ چنانچہ میرے ساتھی نے یہی کوشش کی کہ وہ ہمیں شکست دے کر لاپرواہ پر خودی قبضہ کر لے اور ہم نے وہاں ہی کیا۔ پتلی نے جواب دیا۔

یہ شخص بلاشبہ حیرت انگیز قوت کا مالک ہے میں نے جو کچھ سنا ہے اور جو کچھ دیکھا ہے وہ میرے لئے تعجب خیز ہے۔ بہر صورت یہ تناؤ اب تم لوگوں کا کیا انداز ہے یہ لاپرواہی کے کر کہاں جاؤ گے؟ یہ سوال میں اس لئے کر رہا ہوں۔ جب میں تمہارے مال کی قیمت ادا کر چکا ہوں اور بغیر دیکھے ہوئے اگر مجھے اس قیمت میں یہ مال جو میں نے تم سے خریدا ہے منگوا کر لے تب ہی تصور تھا کہ میں اسے کیونکر یہ بہر صورت میں خریداری کر چکا ہوں۔ اور بغیر دیکھے میں نے تم سے اس مال کو اس لئے خریدا ہے کہ میں مین کے رویہ پر تم سے غور نہ کرنا شروع نہ کر دوں؟

ا۔ مرگورڈ میں ایک بلاشبہ بڑے لوگوں میں ایک اچھے انسان ہیں۔ پتلی نے متاثر نہیں کیا۔

میں نے کہا میں اس کا دوبار میں اصولوں کا قائل ہوں۔ ہم لڑا لڑا کر کرتے ہیں لیکن میں اس کا دوبار میں مزید براہیوں کو نہیں ڈالنا چاہتا۔ تاکہ ہمارا یہ کاروبار جاری رہے؟

ہمارے ذہن میں کوئی خاص پروگرام نہیں ہے مرگورڈ میں۔ بلکہ میں تو اس بات سے خوفزدہ ہوں کہ اگر ہم خالی لاپرواہی لے کر کسی ایسی جگہ پہنچنے کی کوشش کریں جہاں سے ہم دوسری زندگی کا آغاز کریں تو کہیں ایسا نہ ہو کہ راستے میں ہمیں وہ لوگ مل جائیں جو ہمیں غماش کرنے نکلے ہوں گے۔ پتلی نے جواب دیا۔

میں اس سلسلے میں بھی تمہاری مدد کر سکتا ہوں۔ مرگورڈ میں بلا۔

وہ کیا جناب؟ پتلی نے پوچھا۔

ابھی ہم اس جہاز پر نہیں کچھ دن اور انتظار کریں گے۔ تم کچھ اور تو ہمارے ساتھ رہ سکتے ہو جو یہ ہم یہاں سے کہیں جاسکتے تو کہیں کسی مناسب جگہ چھوڑ دیں گے۔ یہ میری طرف سے ایک مخلصانہ پیشکش ہے۔

پتلی کے چہرے پر خوشی کے آثار ابھرائے تھے اور پھر اس نے سر دھریے میں کہا۔

ا۔ مرگورڈ میں، تم واقعی اپنے نام کی طرح عظیم ہو۔ تم نے ہمارے ساتھ فرسٹ کلاس کیا ہے ہم اسے زندگی بھر یاد رکھیں گے اور یہ بہترین تعاون ہو گا اگر تم ایسا کرو۔

تب تم آج سے خود کو گریٹ میں کی پناہ میں سمجھو یہاں تمہارے لئے عمدہ بندوبست کر دیا جائے گا اور تم کسی تکلیف کا شکار نہیں ہو گے۔

میں اس کی شکریہ ادا کرتا ہوں۔ پتلی نے کہا اور گریٹ میں نے گردن ہلا دی پھر اس نے اپنے لوگوں کو بلا کر ہمارے سلسلے میں کچھ ہدایات کیں اور اس کے بعد مرگورڈ کے ایک عمارت کے قریب منتقل ہو گئے۔

پتلی کی سڑتوں کا شکار نہیں تھا خوشی اس کے اہلک انک سے پھوٹ رہی تھی اور خوشی اُن کا غمزدگی محروم کرنے لگتی جو چہرے کے کسوں میں بند تھے۔

ا۔ مرگورڈ۔ مرگورڈ میری جان اگر میں یہ کہوں کہ میرے مستقبل کی تعمیر میں صرف تمہاری ذات پوشیدہ ہے تو جھوٹ یا کوئی جذباتی بات نہ ہوگی۔ تم حالات پر قابو پالنے میں اپنا ثناء نہیں کتے۔ تمہاری پناہ وقت بہر وقت پر تعاون ثابت ہوئی ہے۔ وہ کامیابی کا کوئی اندازہ نہیں تھا میں تو قدم قدم پر ناکام ہوتی ہوں چنانچہ اگر میں کہوں کہ میری کامیابی صرف تم کو توبہ جان بڑھ کر۔ میں اس میں جلتا مرگورڈ میں تم سے اپنے ہمسایہ پر جذبات کا اظہار کر سکوں۔ مرگورڈ اب ہم کسی حسین سے ملک کے کسی حسین سے شہر میں ایک حسین سا گھر بنا رہے ہیں میں ساری زندگی تمہاری خدمت کروں گی۔ اس دولت کے سہارے میری ساری عسکری سے گذر سکتے ہیں۔

لیکن یہ لاشن کچھ اور ہے پتلی نے کہا۔

کیا مرگورڈ کیا؟ مجھے بتاؤ میں فرط تمہاری معاون ہوں۔ میں اسی طرح تمہارا ساتھ دوں گی جس طرح تم نے میرا ساتھ دیا۔

پتلی میں تمہاری اس دنیا کو دیکھنے کا خواہشمند ہوں میں اس دنیا کے بہرہ مند سے روشناس ہونا چاہتا ہوں۔ یہی خواہش مجھے یہاں لانی ہے اور اسی خواہش کے تحت میں تم تمام اقدامات کر رہا ہوں جو راستے کی ضرورت ہوتے ہیں؟

تو اس سے کیا فرق پڑتا ہے مرگورڈ میں اس میں بھی تمہاری معاون رہوں گی۔ ہمارے پاس بے پناہ دولت ہے کسی مخصوص جگہ ہم اپنا قیام رکھیں گے یعنی وہ جگہ ہماری ہوگی اور اس کے بعد میں ہمیں اس دنیا کے چہرے

کی سیر کرنا دل کی۔ میں پہلے ہی تم سے وعدہ کر چکا ہوں۔ میں تمہیں ہر اس چیز سے روشناس کرواؤں گی کہ وہ دنیا میں موجود ہے۔ یہاں ہمیں بھانت بھانت کے لوگ ملیں گے، تم دیکھنا کہ لوگ ہماری کسی قدر عزت کرتے ہیں میں تمہاری تمام خواہشات پوری کر دوں گی۔ ہاں اس طرح جس طرح تم نے میری خواہشات پوری کی ہیں۔ پتلی نے کہا اور میں نے گردن ہلا دی جو کچھ یہ لاشن کہہ رہی ہے اگر اس پر کاربند رہے تو اس کے ساتھ رہنے میں مجھے کیا ذلت پیش آ سکتی ہے۔ بروفسر: اس جدید دنیا کے مزاج سے بھی میں اچھی طرح واقف رہتا ہوں۔ میں نے اندازہ لگایا تھا کہ اس دنیا کے لوگوں کے بھی غمزدگی کے لوگوں سے مختلف نہیں ہیں۔ ان کی سوج دہی ہے ان کے مسائل بھی وہی ہیں اور وہی رویہ عمل جس کے تحت مجھے یہ دنیا اس قدر جدید نظر آتی تھی، خلافت فطرت نہیں تھا۔ تم دیکھو غمزدگی میں رہنے والوں نے اپنی سہولتوں اور آسائشوں کی تلاش میں قدم اٹھائے اور شکار کے لئے پتھر کے تیار تیار کر لئے۔ زندہ رہنے کے لئے انک اور دوسری چیزیں تلاش کی تھیں۔ جیسا کہ انسانی ذہن کا بنیادی جزو رہی ہے۔ اب بات رہ جاتی ہے اس کی پیروی اور اس کے مسائل کی تو اس نے ہلے ہوئے اور اس کے ساتھ زیادہ سے زیادہ فائز حاصل کی اور پھر وہ کہتے ہیں کہ انہیں تنہا دلوں میں بدل گئے۔ اپنے ذہن پر فوقیت حاصل کرنے کے لئے اس نے شدید محنت کی اور کامیابیاں حاصل کیں۔

ٹھیک ہے پتلی، تم ایک اچھی دوست ہو۔ میں نے پتلی کو جواب دیا۔

میں زندگی کے کسی بھی مرحلے میں تمہیں چھوڑنے کیلئے نہیں ہوں۔ مرگورڈ میری سوج دہی ہوگی جو تمہاری پتلی نے قدم قدم پر مجھے نہیں کیا اور میں نے سکتے ہوئے گردن ہلا دی۔ اس عورت کے لیے کے غمزدگی پر مجھے نہیں تھا۔

رات ہو گئی۔ وہاں نور گریٹ میں نے ہمارے لئے شاید اپنے لوگوں کو خصوصی ہدایات جاری کر دی تھیں کیونکہ یہاں ہماری ہر آسائش کا خیال رکھا گیا تھا یہیں وقت پر عمدہ غذا بنیائی گئی تھی۔ اس کے علاوہ دوسری تمام چیزیں بھی۔

میرے لئے اگر انہیں کوئی بات تھی تو یہ کوئی دانشور موجود نہیں تھا اور جو خیالات ذہن میں پیدا ہوتے تھے۔ انہیں خود ہی دیکھنا پڑتا تھا ایسے اوقات میں مسلمانوں بہت یاد آتا تھا۔ اگر وہ جتنا تو دنیا اور زمین گئی۔ لیکن یہ قوت پہلے ہی میرے میں سب کچھ چھوڑ چکا تھا۔ حالانکہ دنیا کے بارے میں معلومات حاصل کرنے کے لئے تو سخت مجاہدے کی ضرورت آتی ہے۔ میں جو کچھ دیکھ رہا تھا وہ بہت دلچسپ اور بڑی ہی اٹھنا تھا۔ جدید دور کا انسان اب میری کچھ نہیں آ جا رہا تھا۔ خود انسان میں بنیادی طور پر گئی تھی نہیں ہوئی تھی لیکن اس نے جو کچھ دیکھا وہ کیا تھا، وہ بے حد دلکش تھا۔ سمندر کے دو بیابان روشنائی جگہ جگہ اٹھیں جہان کے اندر دن کا سما ہاں تھا۔ سرسبز گی آوازیں ابھر رہی تھیں۔ رات کو سونے سے قبل وہ لوگ

دن بھر کی محنت دھڑکنے کے لئے مختلف مشاغل میں مصروف تھے۔

پتلی نے غمزدگی سے نکلنے اور بڑے نزدیک پہنچ گئی۔ یہ رات ہمارے لئے خوشیوں کی رات ہے۔ اس نے سکتے ہوئے کہا۔

دولت تو ہمیشہ خوشیوں کا پیغام داتی ہے۔ بشرطیکہ کوئی حسین وجود نزدیک ہو۔ میں نے شرارت آمیز نگاہوں سے اسے گھورتے ہوئے کہا اور پتلی مسکرا دی۔

میں ہر سلاخ سے خوش نصیب ہوں مرگورڈ؟

میں تمہاری اس خوش نصیبی..... میں شریک ہوں؟ میں نے مسکراتے ہوئے کہا۔

دیکھنا میں ایک دولت مند عورت ہوں۔ اتنی دولت مند کہ میں ساری زندگی عیش سے گزار سکتی ہوں۔ اور میرا ساتھی مرد جس سے ملا مال ہے، ایک ایسا شخص جس پر رکنے والی نگاہ پڑتے وقت بوجھل رہ جاتی ہے؟

خوب پتلی ایک بات بتاؤ؟

پوچھو جان میں پتلی مست انداز میں بولی۔

بات موضوع سے ہٹ جائے گی؟

تمہارے لئے آزادی ہے؟

اس دور کی عورت کی ترجیحی کر دو؟

مجھے بھی ایک بات بتاؤ مرگورڈ؟ پتلی پر حیرت بولی۔

پوچھو؟

تمہارے کوئی بارادری کی بات کی ہے؟ میں نے کوئی بار محسوس کیا ہے کہ تم بے خیالی میں گذرے ہوئے وقت کی باتیں کرتے ہو۔ حالانکہ میں ذہنی انتشار کا شکار تھی لیکن میں نے بار بار اس بات پر غور کیا ہے؟

میں سمجھ گیا کہ ہر حال اس دور کے ذہن انسان کو میں تسلیم کرتا تھا۔ پتلی نے یہ بات محسوس کر لی تھی۔ چنانچہ اب کچھ کہنا ضروری تھا۔

ہاں پتلی اس کی ایک خاص وجہ ہے؟

وہ کیا؟

مجھے تاریخ سے بہت دلچسپی ہے، اپنی دنیا میں میرا محبوب شغف یہی تھا کہ میں گذرے ہوئے ادوار کے بارے میں زیادہ سے زیادہ معلومات حاصل کروں۔ چنانچہ میں نے ادوار کا تجزیہ کیا ہے اور آج کے دور کا اس دوسرے موزوں کرتا ہوں؟

ا۔ اچھا مشکل ہے؟

اب میری بات کا جواب دو؟

تم نے عورت کے بارے میں پوچھا تھا۔ یعنی یہ کہ میں اس دور کی عورت کی ترجیحی کروں؟

ہاں؟ میں نے جواب دیا۔

تم اس عورت کے بارے میں کیا جانتا چاہتے ہو؟

یہ کہ اس دور کی عورت اپنی پسند کے مرد میں کیا چاہتی ہے اور اس کی

ایک جگہ پہنچیں جہاں سے مجھے لائی تھیں اور تھوڑی دیر کے بعد اس عمارت کے سامنے پہنچیں جس میں میرا قیام تھا۔ میرے اس عمارت کو پہچانی لیا۔ تب ان میں سے ایک لڑکی نے کہا۔

• تو پھر تم اپنی آپ کے پاس آئی ہو؟
• کس وقت؟
• شام کو سویرے چلے۔ ان میں سے ایک لڑکی نے کہا اب وہاں میرے گدن ہلا دی۔

وہ دونوں مجھے بہت پسند آئی تھیں اور میں یہ بھی سوجھ بوجھ نہ تھا کہ اس نے مجھ کی ساری باتوں کو زیادہ بہتر سمجھ لیا کہ ہر وقت خود پر غصہ کرتے رہتا تھا۔ بہترین تھا اس نے مجھ سے کچھ باتیں کہیں تھیں اس کا بے یار و بالا دیکھنا تھا کہ اس انداز میں وہ جتنی ہے اسے اس وقت مل گئی تھی، ممکن ہے کہ اب اس کے ذہن میں کچھ تبدیلیاں ہوں۔ لیکن پروفیسر بھلا مجھے دولت و فیوض سے کیا کچھ پوچھ سکتی تھی۔ میں تو صرف اس دنیا کو دیکھنے کا خواہشمند تھا۔ جی نہیں، مگر اس کے پاس اس کے ساتھ تھیں تو میری زندگی میں تھی۔ میں نے بھی یہی سوچا تھا کہ اگر اس نے میری صحبت میں جسے بڑے دھوے کئے تھے، لیکن جس طرح وہ ان لوگوں کے ساتھ تنہا میں چلی گئی تھی اس سے اندازہ ہوتا تھا کہ اب وہ تنہا بھی اپنے طور پر کچھ سوچنے لگی ہے۔

انہی ایک پہنچنے کے راستے سے گزر کر میں پہلے اس جگہ پہنچا، جہاں سے اٹھ کر گیا تھا۔ اس جگہ ہمیشہ میری یاد تھی۔ لیکن اس وقت میں یہاں نہیں رہا۔ وہاں سے گئے ہوئے کافی دیر گزر چکی تھی۔ ممکن ہے پچھلے گئے تھے۔ اس کے کشش کی بات اب میرے لیے پریشان ہو رہی ہے۔ اس نے میں آگے ہی میری پہنچ گیا۔ اور اب بھی میری شکل لے کر میری منزل پر پہنچا دیا۔ انجی راہ تاش کا گھر کا مجھے اندازہ تھا۔ میں نے رات گاہ کا دروازہ کھولا اور اندر داخل ہو گیا۔ لیکن اندر نہ پتہ چلتا تھا۔ اس کا جیسے کوئی خاص بات ہو۔ بس ایک احساس تھا جس کی نورانی تصدیق ہو گئی۔

پچھلے کمرے کے درمیان فرش پر پڑی ہوئی تھی اور اس کے گرد خون ہی خون بکھرا ہوا تھا۔ میرے اس کی طرف بھلائی لگائی۔ پچھلے کی گردن کی عقیقہ کمال جی رہ گئی تھی، باقی گردن کی ہوئی تھی۔ اس کے خوبصورت بال خون میں چمکے ہوئے تھے۔ خون کی رنگت مائل پر گئی تھی کہ خون نکلے ہوئے دیر ہو گئی تھی۔

لیکن یہ سب کیا ہو گیا ہو گا؟ پچھلے کی کمرے میں قتل کر دیا؟ میں نے سوچا اور پھر ایک خیال میرے ذہن میں آیا۔ آنا آج تو نہیں تھا پروفیسر، قیود زمانے میں بہت سے مسائل کا حل تلاش کر چکا تھا۔ مجھے وہ لوگ یاد آئے، جو پچھلے سے گفتگو کر کے اسے یہاں تک لائے تھے۔ ضرور یہ انہی کی شرارت تھی۔ لیکن کیوں؟

اور پھر مجھے یہی کہ دولت یاد آئی۔ اس وقت وہی ایک وجہ ہو سکتی تھی۔ میں اپنی جگہ سے اٹھ گیا۔ اور پھر میں نے وہ چری کیس تلاش کئے جن

میں دولت پھری ہوئی تھی۔ اور مجھے وہ کہیں نظر نہیں آئے۔ تو دولت کے لئے اسے قتل کر دیا گیا۔ میں نے سوچا۔ اور پروفیسر میری ذہنی کیفیت حسب معمول تھی۔ لیکن اسی وقت کمرے کے صدارت پر آہٹ ہوئی اور میں نے چنگ کر باہر دیکھا۔ کئی افراد اندر گئے تھے ان میں ایک شکل نمایاں تھی۔ یہ کیوں تھا۔ پہلا سابق دشمن۔ اور بعد کا دولت اس کے پیچھے کچھ شخصوں لباس والے لوگ بھی تھے۔

• دیکھو میں آپ کی طرف بالآخر اس نے میری دست۔ کہ میری دوست۔ لیکن کی آواز بلند ہو گئی۔ میں آگے سے اسے دیکھنے لگا۔ آپ کو پتہ نہ چلا کہ آپ کی آواز بلند ہو گئی۔ میں آگے سے اسے دیکھنے لگا۔ آپ کو پتہ نہ چلا کہ آپ کی آواز بلند ہو گئی۔ میں آگے سے اسے دیکھنے لگا۔

خبردار رسیدے ہوئے تھے۔ اور اپنے دونوں ہاتھ بلند کر دے۔ آپ کو پتہ نہ چلا کہ آپ کی آواز بلند ہو گئی۔ میں آگے سے اسے دیکھنے لگا۔ آپ کو پتہ نہ چلا کہ آپ کی آواز بلند ہو گئی۔ میں آگے سے اسے دیکھنے لگا۔ آپ کو پتہ نہ چلا کہ آپ کی آواز بلند ہو گئی۔ میں آگے سے اسے دیکھنے لگا۔ آپ کو پتہ نہ چلا کہ آپ کی آواز بلند ہو گئی۔ میں آگے سے اسے دیکھنے لگا۔

• آپ نے میرے ہاتھ کیوں باندھ دیے ہیں؟ میں نے پوچھا۔
• اس کیلئے کہ قتل کے الزام میں۔ پولیس والے نے جواب دیا۔
• لیکن میں نے قتل نہیں کیا؟

• پھر کیا ہے خود بخود قتل ہو گئی۔ چلو باہر چلو۔ ہر حال ایک ہی جملہ دہرائے کہ میں نے قتل نہیں کیا؟
• دیکھو دوست، اپنے منہ پر قابو رکھو۔ میرا ایک تھپڑ تمہاری گردن توڑ دے گا۔ لیکن میں تم سے تعاون کرنا چاہتا ہوں۔ اور یہ میرے لیے کیا حیثیت رکھتی ہیں؟ میں نے ایک جھٹکے سے ان کی ڈالی ہوئی چٹکڑی توڑ دی اور پولیس والا اچھل پڑا۔

دوسرے طعن سب نے میرے اوپر آتشیں ہتھیار تان لئے۔ اگر تم نے جھٹکے کی توہم تمہیں چھٹی کر دیں گے۔
• تمہارے یہ ہتھیار میرے لیے آتشیں ہیں لیکن اس کے باوجود میں تم سے تعاون کروں گا۔ تم اپنے کچے کوتاہوں کو جو تم کو ہر وہی کروں گا؟

• دوسری چٹکڑی ڈالو اس کے ہاتھوں میں۔ پولیس افسر نے کہا۔
• بیکار ہے، میں آج بھی توڑوں گا۔ میں نے کہا۔ لیکن اس کے ساتھیوں نے اس کے حکم پر عمل کیا۔ میں نے خاموشی سے چٹکڑیاں پھینکیں لیکن جو بھی وہ پھینچے ہیں انہیں دوبارہ توڑ دیا۔ میں نے تم سے کہہ دیا ہے کہ نہ تو یہاں سے بھاگوں گا نہ تمہارے خلاف کوئی کارروائی کروں گا۔ لیکن یہ نہیں ہونوں گا؟

پولیس والوں کے چروں پر پریشانی پھیل گئی۔ انہوں نے ہتھیار بدستوری میں طرف تانے ہوئے تھے؟ پتہ نہ چلا کہ اس کے مزید پولیس طلب کر لیں۔ اس نے اپنے ایک ساتھی سے کہا اور وہ ایک طرف دیکھنے ہوئے آئے کی طرف دوڑ گیا۔

خوب بھاگ دوڑ ہوتی رہی۔ نہ جانے کیا کیا ہوا جو میری کچھ سے باہر تھا۔ میں اس دوران خاموشی قائم رکھا۔ لیکن مجھے سخت آہیں تھیں کسی نے پچھلے کی حالت ہتھیار کے لئے اسے قتل کر دیا تھا اور یہ لوگ مجھے اس کا قاتل سمجھ رہے تھے۔

پھرے شمار افراد آئے، اور اپنی دانت میں وہ مجھے قابو میں کر لے۔ مجھے ایک عظیم الشان عمارت میں مجھے لے جایا گیا اور ایک قید خانے میں بند کر دیا گیا۔ لیکن یہ قید خانہ بھی بہت عمدہ تھا اور یہاں بھی ساری سہولتیں تھیں۔

پچھلے کی موت کا اب مجھے بھی احساس ہو رہا تھا۔ بے چاری نہ جانے کتنی حسرتیں دل میں دھکی تھیں۔

لیکن پروفیسر یہ تو ازل سے ہوتا آیا ہے۔ انسان بے شمار حسرتیں لے کر پیدا ہوتا ہے اور انہیں پورے بغیر واپس چلا جاتا ہے۔ اس کی عمر ہی کتنی ہوتی ہے اور حال اس عطر سے زندگی کو بھی چھین لیتے ہیں۔

قید خانے میں الگ الگ جھگڑے ہوتے تھے۔ کچھ دوسرے لوگ بھی وہاں نظر آ رہے تھے۔ شاید یہ بھی کسی ایسے ہی الزام کا شکار تھے۔ ان میں سے کچھ مجھے دیکھ بھی رہے تھے۔ پھر ایک شخص جو مجھ سے بالکل قریب تھا میرے نزدیک آگیا اور کہنے لگا۔

• ہیلو سٹر، آپ اس الزام میں یہاں آئے ہیں؟
• میں نے خاموشی نگاہوں سے اسے دیکھا اور اس کی بات کا کوئی جواب نہیں دیا۔ وہ شخص مسکراتے لگا اور بولا۔

• بھائی یہ جگہ باہر کی جگہ سے مختلف ہے یہاں آنے کے بعد بہت سی باتوں کو قبول کرنا پڑتا ہے۔ کیا کہہ کر آئے ہو کچھ بتاؤ تو فرماؤ؟
• ضروری ہے کیا؟ میں نے سوال کیا۔

• بہت ضروری ہے نہیں ہے لیکن ایک دوسرے سے جانچو یہاں پیدا کرنے کا بھی ایک طریقہ ہوتا ہے۔ کیا تم تنہا یہاں وقت گزارو گے؟
• میں سوچوں گا کہ مجھے کس طرح وقت گزارنا چاہئے؟ میں نے جواب دیا اور وہ شخص چند ساعت میری شکل دیکھتا رہا پھر شانے اچھا کر اپنی جگہ واپس چلا گیا۔

میں حقیقت تنہائی کا خواہش مند تھا۔ سوچنا چاہتا تھا کہ یہ سب کیا ہوا اور اب اس کے بعد مجھے کیا کرنا چاہئے؟
• یہ تک میں سوچتا رہا اور میرے ذہن کے تاریک خانے کھلتے چلے گئے۔ سب سے پہلی بات جو مجھے پھر پھر ہی دیکھنے کی موجود تھی یہی تھی کہ جس طرح جہاز پر خود کو بدلا تھا۔ اور اپنے آپ اپنا کو دوست بنانے

کی کوشش کی تھی۔
• اوہ۔ کیا اس ساری کارروائی میں لیکن کا ہی ہاتھ ہو سکتا ہے۔ وہ ہماری دولت حاصل کرنے کا خواہش مند تھا۔

جہاز پر اسے میرے ہاتھوں شکست ہوئی تھی اور لڑنے کا مال حاصل کرنے میں وہ بری طرح کامیاب رہا تھا۔ اس کے بعد وہ گریٹ میں کے عتاب کا شکار ہوا۔ ان ساری چیزوں سے مجبور ہو کر اس نے یہی فیصلہ کیا کہ اگر وہ قریب طور پر خود کو ہلا دے تو اس کے بعد کسی مناسب وقت کی تلاش میں رہے۔ اور اس کے بعد جب ہم اس بندرگاہ پر آ کر آئے تو وہ اپنے طور پر ہمارے پیچھے لگا رہا ہو گا۔ اس نے پتہ لگایا ہو گا کہ ہم لوگ کہاں ٹھہرے ہوئے ہیں۔

اور پھر۔ پھر میرے ذہن کے خانے خود بخود روشن ہو گئے اور پروفیسر یہ صدیوں کا تجربہ تھا جو اس طرح میرے ذہن میں روشنی پیدا کرتا جا رہا تھا۔

یعنی طور پر وہ لوگ جنہوں نے پچھلے سے طاقت کی تھی لیکن ہی کے آدمی ہوں گے۔ انہوں نے پچھلے کی اس کے کمرے میں لے جا کر قتل کر دیا۔ اور وہ لوگ کیا جو میرے نزدیک آگئے تھیں وہ بھی یقینی طور پر لیکن ہی کی ساتھی تھیں۔ انہوں نے مجھے وہاں سے ہٹانے کے لئے جال پھینکا اور آنا وقت میرے ساتھ گزارا لیکن کے ساتھی رہا نام کو بخوبی کر سکیں۔ اور پھر مجھے چھوڑ گئیں۔

لیکن یہی سوجھا ہو گا کہ میں کمرے میں آؤں گا اور اس کے بعد۔ اس کے بعد لیکن نے پولیس سے رابطہ قائم کر لیا۔ اور اس وقت جب میں کمرے میں موجود تھا لیکن پولیس نے کہا گیا۔

سیدھی اور صاف سی بات تھی۔ گویا دولت لیکن کے ہاتھ لگ چکی تھی پچھلے قتل ہو چکی تھی اور میں پولیس کے قبضے میں تھا۔

میں ششدر رہ گیا۔ اس دور کے انسان کی ذہانت سے انکار نہیں کیا جاسکتا تھا۔ لیکن یہ دولت خاص طور سے عجب مہارت کا روائیوں کے لئے استعمال ہوتی تھی۔ انہوں نے ترقی کی تھی اور تہذیب کو کھانے کہاں سے کہاں لے گئے تھے۔ لیکن ان کی یہ ترقی انسانیت کے لئے نہ تھی۔ وہ تھی۔ اس سازش کے بارے میں میں کئی دنوں کا سوچتا رہا۔

یہ تو غلط بات ہے۔ پھر اب یہ لوگ میرا کیا کریں گے؟ میں نے سوچا اور مجھے جھنجھلاہٹ ہونے لگی۔

مجھے ایک طے کے لئے یہ خیال بھی آیا کہ سناؤں میں نے اچھا کیا جو یہ دنیا چھوڑ کر چلا گیا۔ اس دنیا میں تو میری گندگی، بڑی غفلت ہے۔ اس سے قبل ہی۔۔۔۔۔۔ ہنگامے ہوتے تھے۔ دندگی اور وحشت کے مظاہرے دیکھنے میں آتے تھے۔ ایک دوسرے کے ملک پر قبضہ کرنے کے لئے ہر قدر کوالانے طاق رکھ دیا جاتا تھا۔ لیکن آج کی دنیا میں ہر شخص دوسرے شخص کے خلاف بنات کر رہا ہے۔ لوگ کسی کی حبیب میں کچھ نہیں دیکھ سکتے

یہ دنیا تو بڑی ہی افراتفری کا شکار ہے۔ کیا اس دنیا میں انسان خوشی کے ساتھ زندگی گزار سکتا ہے۔ میں نے سوچا اور پھر فیصلہ کیا پروفیسر کو بوجھ دنیا سب سے زیادہ انتشار کا شکار ہے۔

لیکن مستقبل کا یہ دور اپنے آپ کو سنبھال نہیں سکتا تھا اور نہ ہی اس میں کوئی ترمیم کی جاسکتی تھی۔ میں نے مستقبل ہی دیکھ رہا تھا۔ یعنی آنے والا وقت۔ یہ وہ لوگ تھے جو ابھی پیدا نہیں ہوئے تھے اور کسی انوکھی بات تھی۔ لیکن انہوں نے اب مجھے اسی دور میں رہنا تھا۔ مجھے صدیاں یہیں گزارنی تھیں اور جب یہ دور اپنے وقت پر آجائے اور وقت اس سے آگے بڑھ جاتا تب میں کسی نئی دنیا کو دیکھ سکتا تھا۔ دیکھنے ہی دور میں گذر کر رہتا تھا۔

پروفیسر! اس احساس سے مجھے انہیں ہی ہونے لگی تھی۔ میں چاہتا تو کسی ویسے کو اپنا مسکن بنا سکتا تھا اور کسی ہی غار میں سو کر اس دور کے گند جانے کا انتظار کر سکتا تھا لیکن اپنی ذہنی کیفیت پر میں خود بھی حیران تھا بعض اوقات اس دنیا کے عجوبے مجھے خود بھی حیران کن لگتے تھے۔ لیکن بعض اوقات جو ذہنی کوفت ہوتی تھی اس کا کوئی سنبھال میرے ذہن میں نہیں آتا تھا۔

بہرحال اس کے باوجود میں ابھی کوئی ایسی کارروائی نہیں کرنا چاہتا تھا جس سے اس دنیا میں وقت گزارنے میں وقتوں کا سامنا کرنا پڑے۔ ہاں اس وقت تک سکون سے گزاروں گا جب تک بالکل ہی مجبوری نہ پیش آجائے۔

لیکن اس کے لئے اس دنیا کے سامنے تو بڑا سا کھنڈ پڑے گا۔ اب تک میں دوسروں کا اندازہ بنا رہا تھا۔ لیکن اب میں خود بھی اپنی حیثیت کا اظہار کروں گا۔ یہ ضروری ہے ورنہ یہ دنیا مجھے سکون سے نہیں جیتنے دے گی۔ میں خاموشی سے اپنی جگہ بیٹھا رہا۔

تو پھر دوسرے کے بعد کچھ پولیس کے لوگ آئے۔ انہوں نے میرے کمرے کا تالا کھولا اور مجھے باہر آنے کے لئے کہا۔

کیوں؟ کیا تم لوگوں کا شبہ رہے ہو گیا؟

کیسا شبہ؟

کیا تمہیں اس بات کا یقین آگیا کہ میں نے ہنگامی کو قتل نہیں کیا ہے؟

ابھی معلوم ہو جائے گا۔ ان میں سے ایک نے نرم لہجے میں کہا۔ اور میں نے ایک گہری سانس لی۔ ان لوگوں کا رویہ نرم تھا۔ پھر مجھے ایک بہت ہی خوبصورت کمرے میں پہنچا دیا گیا۔ جہاں چند بارعب لوگ بیٹھے ہوئے تھے۔

ایک آدمی ان میں نمایاں تھا۔ لیکن اس کا چہرہ بے حد کفایت تھا۔ اس نے گہری نگاہوں سے مجھے دیکھا تھا۔ چہرے کے نیچے کی پیشانی کی اور میں دیکھ گیا۔ دوسرے لوگ کمرے ہی دے تھے۔

کیا نام ہے تمہارا؟ اس نے پوچھا۔

گولڈ

کون سے ملک سے تعلق رکھتے ہو؟

اس کا فیصلہ آج تک کوئی نہیں کر سکا۔

کیا مطلب؟

میں تو دنیا گرو ہوں۔ کسی ایک ملک سے میرا کوئی تعلق نہیں ہے۔

بہت خوب، کہیں نہ کہیں تو پیٹا ہوئے ہو گے؟

پیدا نش کا وقت مجھے یاد نہیں ہے۔

حال میں بھی یاد نہ ہوں گے۔ اس نے مضحکہ اڑانے کے انداز میں کہا۔

ہاں ایسی بات ہے؟

کسی سونے کی کان میں پرورش پالی ہوگی؟

میں ہمتیں مذاق اڑانے کا حق نہیں دیتا۔ خود کو سنبھال رہے ہوں۔

کہا اور اس شخص کے بدن کو جھٹکا سا لگا۔

میرا نام ایلیک ہے۔ اور لوگوں کا خیال ہے کہ میں بگڑے ہوئے لوگوں کو ٹھیک کرنے میں خاصی مہارت رکھتا ہوں۔

وہم کی بات ہے، وہ میں نے اسے خوشخوار نگاہوں سے گھورا۔

اودہ نہیں نہیں، آؤ گفتگو کا انداز بدل دیتے ہیں۔ لیکن تم بھی مجھے تعاون کرو۔ اس نے نرمی اختیار کی۔

کیوں بدلیا ہے مجھے؟

اس قتل کے بارے میں معلومات حاصل کرنے کے لئے؟

پوچھو، کیا پوچھنا ہے؟

تم نے اسے کیوں قتل کیا؟

یہ میری دوست تھی۔ اور میں دوستوں کو قتل نہیں کرتا۔

گویا تم اس قتل سے انکار کرتے ہو؟

ہاں۔ میں نے اسے قتل نہیں کیا؟

تم نے اس کی دولت کہاں چھپائی ہے؟ اس نے سوال کیا۔

دولت؟ میں نے طنز بھر میں کہا۔

ہاں۔ میں دولت ہی کی بات کر رہا ہوں وہ دولت جو پہلی کے پاس موجود تھی اور جسے تم نے غائب کر دیا ہے؟

میرے دوست، مجھے دولت سے کوئی دلچسپی نہیں ہے۔ میں کاغذ کے ان ٹکڑوں کو اپنی اہمیت نہیں دیتا۔ کیونکہ یہ میرا مشن نہیں ہے۔ میں تو دنیا گرو ہوں، صرف دنیا دیکھنے کا خواہش مند اور تمہاری اس دنیا میں مجھے بہت دلچسپی حاصل ہوئے ہیں۔

غلام فرشتے کی کوشش نہیں کرو۔ کیا تم کوئی اتنا بڑا سوداگر نہیں ہو سکتے کہ تم کو اپنی دنیا میں بہت زیادہ مال حاصل ہو سکے؟

کسے پر کیوں دے ہوئے ہو؟ اس کی انصاف نے کہا۔

دیکھو دوست، مجھے جو کچھ کرنا تھا کر چکا۔ اس سے آگے کتنا ضروری نہیں تھا۔ باقی سادہ فیصلے کرنا تھا کام ہے۔ میں نے کہا۔ پولیس والا مجھے غریب ہی لگا ہوں سے گھومنے لگا تھا پھر اس نے گردن ہلاتے ہوئے کہا۔

تو تمہارے خیال میں پہلی کو کس نے قتل کیا ہے؟

لیکن نے؟ میں نے جواب دیا اور وہ چونک پڑا۔

یہ بات تم کس طرح کہہ سکتے ہو؟

میرا اندازہ ہے وہ شروع ہی سے پہلی کی دولت کا خواہش مند تھا۔

اچھا کبھی طرح؟

لیکن اگر میرے سامنے آجائے تو میں اس سے کچھ سوالات نہ پوچھتا ہوں۔ میرا خیال ہے ان سوالات کی روشنی میں تمہارے اس سوال کا جواب بھی مل جائے۔ میں نے جواب دیا اور اس شخص نے سامنے کمرے ہوئے

ایک اور آدمی کی جانب دیکھا پھر شاید اس نے اسے کچھ اشارہ کیا تھا اور وہ شخص واپس چلا گیا۔

چند ساعت کے بعد میں نے لیکن کی اسی شخص کے ساتھ اندر داخل ہوتے ہوئے دیکھ لیا۔ لیکن بھی قریب ہی موجود تھا۔

مستر لیکن آپ کا یہ دوست تو کچھ ادا ہی کہاں بنا رہا ہے؟

پولیس افسر نے مسکراتے ہوئے لیکن سے کہا اور لیکن بھی مسکولنے لگا۔

جی ہاں جناب حضور سنا رہا ہوگا ہر شخص ایسی ہی کہانیاں سنایا کرتا ہے۔ اس نے کہا اور دونوں مسکولنے لگے مجھے محسوس ہوا تھا کہ وہ

دونوں میرا مذاق اڑا رہے ہیں۔ اچھے ان سے نفرت محسوس ہونے لگی تھی۔

میرا دل چاہ رہا تھا کہ اب میں بغاوت نہ کروں اور ان کے خلاف کوئی کارروائی کر ہی ٹالوں۔

تو مسٹر لیکن آپ سنا رہے آپ اس مسئلے میں کیا کرنا چاہتے ہیں؟

اس شخص کو میں جانتا ہوں نہ جانے کیوں یہ پہلی کے ساتھ تھا

اور میں نے ہمیشہ محسوس کیا کہ پہلی اس سے خوفزدہ رہتی ہے، اس نے کئی بار مجھ سے اس بات کا اظہار بھی کیا تھا۔ حالانکہ میں نے پہلی کو مشورہ دیا

کہ وہ اس شخص سے کنارہ کشی اختیار کرے لیکن نہ جانے کس طرح اس نے اسے اپنے جال میں پھنسا ہوا تھا پھر اس وقت جب آپ نے پہلی کی لاش

دیافت کی تھی اس سے تقریباً دو گھنٹہ قبل پہلی نے فون پر مجھ سے کہا کہ

اسے اپنی زندگی کا خطرہ ہے۔ میں اس کی زندگی بچانے کی کوشش کروں میں

نے اس سے تفصیلات پوچھیں تو اس نے جواب دیا کہ تفصیلات بتانے کا

وقت نہیں ہے جلدی کرو۔ اور میں نے پولیس سے رابطہ قائم کیا۔ پولیس سے

رابطہ قائم کرنے کے بعد جب میں پولیس آفسر کے کہے کہ اس پہلی میں پہنچا

جہاں میری دوست پہلی مقیم تھی تو ہم نے اس شخص کو اس کمرے میں دیکھا

جہاں پہلی کی گردن کٹی ہوئی تھی اور جناب یہ شخص اتنا ہی طاقت ور

ہے جس طرح پہلی کو ذبح کیا گیا ہے اس سے اس کی طاقت کا اظہار بھی ہوتا

ہے۔ لیکن نے کہا اور مختصر انداز میں اس شخص کی صورت دیکھنے لگا۔ کتنا جالاک تھا یہ اور فضول بکواس کرنے میں کتنا ماہر لیکن یہ بالی سے میری آنکھوں میں دیکھ رہا تھا۔

تم نے جو کچھ کہا ہے ٹھیک کہا ہے لیکن؟ میں نے پوچھا۔

ہاں میں نے جو کچھ پولیس آفسر نے ذکر کیا ہے اس میں ایک لفظ بھی جھوٹ نہیں ہے۔

اور کیا تم لوگوں نے اس شخص کی بات پر یقین کر لیا؟ میں نے اس بار

پولیس والوں سے پوچھا۔

کیوں نہیں، مسٹر لیکن ایک مشورہ کر دو میں اس بات کا ثبوت ہمارے پاس موجود ہے اور پھر بھی ان کی دوست تھی۔ انہوں نے اس بات کا اعتراف

کیا ہے اور میں اس بات پر پھر کبھی؟

تب پھر جو تمہارا دل چاہے کرو میں تو چاہتا تھا کہ تمہارا اس دنیا

میں انتشار نہ پیدا ہو لیکن اگر تمہارے اس پر کاہدہ کو نہ بڑے ہوئے ہو تو پھر

میں بھی مجبور ہوں۔

اس بات سے تمہارا کیا مراد ہے؟ پولیس افسر نے یجنز سیکٹر

پر پوچھا۔

کچھ نہیں، میں تمہارے کسی سوال کا جواب نہیں دوں گا۔

لیکن میرے دوست، تم تو قتل سے ان کا جرم اگھانے میں بڑی

مہارت رکھتے ہو۔ پولیس والے نے کہا اور پھر اپنے ایک ساتھی کی طرف

دیکھتے ہوئے بولا۔ سچاؤ مسٹر گولڈ اور انہیں پچھلا اس شکل کا بنا

دو جس کا ہر پہاڑ ہے۔ اس کے انداز میں سخن تھا اور میں نے بھی صراحت کیا

تھا کہ ان سادے لٹکے کو ٹھیک کر دوں گا۔ اس شخص کے کمرے سے میں دوسرے

لوگوں کے ساتھ خاموشی سے نکل گیا اور پھر اس دوسرے کمرے تک بھی

میں اسی خاموشی سے پہنچا جس میں وہ لوگ بکے لے گئے تھے۔

بیکرو بھی عجیب و غریب تھا۔ اس میں دیواروں پر گول گول آلات

لگے ہوئے تھے جو میری کمزور آنکھوں کو قتل نہیں آئے۔ پھر مجھے اس کمرے کے

دوبان بھی ہوئی کہ میرے لئے جایا گیا اور بیٹھنے کا حکم دیا گیا۔ میرے نزدیک

کمرے کے پولیس آفسر نے مجھ سے کہا کہ میں اس پر بیٹھ جاؤں اور میں

بیٹھ گیا تب چند دوسرے لوگوں نے نہ جانے کیا کیا کچاروں طرف سے

تیز روشنی میرے بدن پر پڑ گئی تھی اور میری آنکھیں اس روشنی میں چپکا چوند

ہونے لگی تھیں۔

ہاں مسٹر گولڈ سب سے پہلے آپ یہ بتائیے کہ آپ نے وہ دولت کہا

چھپائی ہے جو آپ نے پہلی کے کمرے سے حاصل کی تھی؟ پولیس افسر

نے سوال کیا۔

تم سب کچھ پولیس اس سے زیادہ میں کچھ نہیں کہہ سکتا۔ میں

نے کہا۔ اس کے ساتھ ہی ایک ہنگامی آواز کے میں گرجا اٹھی اور مشرق روٹتی

نے کہا۔ اس کے ساتھ ہی ایک ہنگامی آواز کے میں گرجا اٹھی اور مشرق روٹتی

نے کہا۔ اس کے ساتھ ہی ایک ہنگامی آواز کے میں گرجا اٹھی اور مشرق روٹتی

نے کہا۔ اس کے ساتھ ہی ایک ہنگامی آواز کے میں گرجا اٹھی اور مشرق روٹتی

نے کہا۔ اس کے ساتھ ہی ایک ہنگامی آواز کے میں گرجا اٹھی اور مشرق روٹتی

نے کہا۔ اس کے ساتھ ہی ایک ہنگامی آواز کے میں گرجا اٹھی اور مشرق روٹتی

کی ایک شمع میرے پروردگار میری یہ تیز اور گرم روشنی تھی۔ شاید ملا دینے والی لیکن میرے پروردگار پر درگاہ کے بجلی کی گندگی کا احساس دلدی تھی۔ یہ گرمی تو میرے بدن کی غذا تھی۔ وہ لوگ اسے تیز کرتے چلے گئے اور تیز بہرہ جسم کو مرشاد کرنے لگی میرے بدن میں سردی انگیز پھر پیریاں دوڑ رہی تھیں۔ ابد مجھے ان کی یہ حرکت بہت پسند آئی تھی چنانچہ میں نے سکوت سے ہوئے کہا۔

• کیا ان شمعوں کو تو بڑے جبر پتھکن نہیں کر سکتے؟

• خوب۔ کتاب امت دیت پسند ہونے کا اظہار کرنے لگے تھیک ہے میرے دوست تم تو بہت کچھ کر سکتے ہیں۔ انہوں نے کہا اور پھر ان میں سے دو آدمی باہر چلے گئے۔ تھوڑی دیر کے بعد باہر سے آواز آئی۔

• سب تھیک ہے خباب، آپ لوگ باہر آئیے، اور باقی لوگ بھی کمرے سے باہر نکل گئے۔ میں اب اس کمرے میں تھا تھا اور سرخ شمع اب بھی میرے جسم پر جگہ جگہ پناہ رہی تھی پھر نہ جانے کیا ہوا کہ اس شمع کا چمچہ ٹوٹ گیا اور اس نے لمبی دھڑا دھڑا میرے بدن کو اپنی گرفت میں لے لیا۔ پر فیوض خوب تھے یہ لوگ بھی خوشی منہ کر رہے تھے۔ لیکن میرے لئے ان کی دشمنی و دشمنی تھی۔ اس تیز آواز کا میرے لباس پر کوئی اثر نہیں ہوا تھا۔ لیکن میرا جسم پوری طرح اس کی پیش منسو کر رہا تھا اور وہ شاید اس کی پیش بڑھاتے جا رہے تھے۔ یہ بات میرے لئے بڑی کشش انگیز تھی۔ میں سرور میں ڈوبا بیٹھا رہا اور وہ لوگ شاید اس بات کے منتظر رہے کہ اب میری پیشیں اور دھڑاں گوجنیں آئیں۔ لیکن کانی دیر تک میں خاموش رہا تو روشنی خود بخود دم ختم ہوتی چلی گئی اور اس کے بعد اس کی پیش بالکل ختم ہو گئی لیکن میرا بدن جو حرارت حاصل کر چکا تھا اس سفر سے ذہن سے ساری کا پی دور کردی تھی اور میں آنے والے ہر حادثے کے لئے تیار تھا۔ تھوڑی دیر کے بعد دروازہ کھلا اور دو آدمی اندر داخل ہوئے۔ بچی نے وہ ذہن میں کیا خیال لے کر کہئے تھے لیکن مجھے دیکھ کر وہ چونک چکے۔

• اسے یہ تو ہوش میں ہے، تھیک ہے بالکل تھیک۔ ان ہی سے ایک نے میرا زانہ لیے میں کہا۔

• کمال کی بات ہے، قریب سے تو دیکھو۔ دوسرا بولا اور وہ لوگ میرے قریب آگئے۔ میرے ہونٹوں پر مسکراہٹ پھیل گئی تھی۔

• بے وقوف لوگو! بالآخر تم لوگوں نے مجھے خبر کر دیا کہ میں تمہارے سامنے اپنے آپ کو ظاہر کر دیا۔ یہ دعویٰ سنا پیش جو تم میرے بدن کو پہنچائی ہے، میری زندگی کے لئے ایک طاقت کی حیثیت رکھتی ہے۔ میں تو انہیں مٹانے والا ہوں۔ تم کرو کہ شاید میری ان باتوں کو بے وقوفی پر عمل کر لو لیکن میں تمیں دعوت دیتا ہوں کہ اگر اس سے تیز آواز میرے بدن کو پہنچاؤ۔۔۔۔۔ اور مجھے کوئی نقصان پہنچاؤ تو میں تمہاری ہر بات مان لوں گا؟

آنے والے حیرت زدہ چکا ہوں سے مجھے دیکھ رہے تھے اور ہر

ان میں سے ایک نے گونگولتے ہوئے۔

• پائل ملو ہوتا ہے ؟
• لیکن اس کے بدل کو تو واقعی کوئی نقصان نہیں پہنچتا ۔
• خدا جانے کیا بات ہے ؟
• بہر صورت اس کا اظہار سچا ؟ انہی نے کہا اور دونوں باہر نکل گئے۔
• میرے ہاتھوں پر بدستور مسکا ہوا پت پھیل رہی ...
• بتاؤ کہ میں اس دور اصرار کی نئی دنیا میں بھی اپنا کھیل شروع کر دوں
• میں نے ان اذلال میں اس دنیا کو جانتے کی کوشش کی تھی لیکن وہی
• پیش آنے لگے تھے جو گذرے ہوئے ادوار میں سے لے لئے جا رہے تھے
• تھے تھے بدھیزم اور اب جمہوری تھی میں کراہی کیا سوائے اس
• مسائل سے نکلنے کی کوشش کروں۔

بعد میں کہنے والے کوئی افراغت سے جن میں وہ بڑا افسر بھی شامل تھا۔ البتہ یکن الہ کے درمیان موجود نہیں تھا شاید وہ چلا گیا تھا۔ بڑا افسر بالکل میرے سامنے آگیا افسری اکٹھوں میں گھورتے ہوئے بولا۔
 • کیا حال ہے تمہارا؟
 • ٹھیک ہوں، تیرا ہر تمہاری ذہنی کیفیت کیا ہے؟ میرے سوال کیا اور وہ بغور مجھے دیکھنے لگا۔
 • بھول۔ تو تو اپنے آپ کو بہت زیادہ مضبوط انسان ظاہر کر رہا ہے
 • ہو سکتا ہے کہ پولیس ڈیپارٹمنٹ ہے دوست، یہاں ہر قیمت پر رز بائیں کھل جاتی ہیں؟
 • میں بھی تو یہی چاہتا ہوں کہ میری زبان کھل جائے؟
 • تو تم جیسے تباؤ آگے کو کئی کرکس تو نقل کیا؟
 • نہیں کرتا جچا ہوں اب تمہاری عقل ہی تمہارا ساتھ دے تو میں کیا کر سکتا ہوں؟

اسے بند کر دی ہم جیسے گے کہ یہ کسی قدر قوتِ برداشت رکھتا ہے۔
افسر نے کہا اور پھر وہ دوسرے لوگوں کو ہدایت کر کے وہاں سے چلا گیا۔
اب چند افراد اُن کے پیچھے آ رہے تھے اور یہ وہ تھے جنہیں اُن کا افسر
ہدایت نہ کر سکا تھا۔ میں اُن کے آئندہ اقدام کا انتظار کرنے لگا۔ پھر
میں نے گون گلاتے ہوئے کہا۔

” دیکھ دو تو! میں جانتا ہوں کہ تم کو اس کے شہر پر تو قبضہ کے ساتھ کوئی ایسا سلوک مت کرنا کہ مجھے غصہ آجائے۔“

ان لوگوں نے ایک دوسرے کی شکل دیکھی اور پھر پریشان سی نکلا۔ چوں کہ مجھے دیکھنے لگے پھر ان میں سے ایک نے کہا۔

”دیکھو دوست، ہم تمہارے ساتھ کوئی سختی نہیں برتنا چاہتے
 ہمیں موقع ملے گا کہ تم پر گرفت کر لیا گیا ہے۔ اس لئے تم کو لاکھ کوشش کرو اپنی
 بے گنہی ثابت نہیں کر سکتے۔ بہتر یہ ہے کہ پولیس کے سامنے اقرار جرم
 کرلو اس کے بعد مقدمہ قائم ہو گا۔ عدالت میں تم اپنی حفاظت کے لئے
 جو کچھ بھی کرنا چاہتے ہو کر لےنا۔“

” لیکن میں نے جو جرم نہیں کیا میں اس کا اعتراف اس طرح کروں
 تھا کہ اشتہار مختصاً نہ ہے لیکن میں اس شخص سے بے پناہ نفرت کرنے
 لگا ہوں جس نے اپنا جرم میرے سر لادنے کی کوشش کی ہے اور چونکہ تمہارے
 اس ساتھی نے میرے بارے میں اس شخص کو اہمیت دی ہے جو اصل جرم ہے۔
 اس لئے میں بھی تم سے تعاون کرنے کو تیار نہیں ہوں میں تو ایک جہاں
 گرد ہوں دنیا دیکھنے کے خواہش مند اب اگر تم چاہتے ہو کہ میں وہی حیثیت
 اختیار کروں جو تمہارے لئے تکلیف کا باعث بن جائے تو قہراً ہی ہوں۔
 ” تب پھر اٹھو اگر تمہاری زبان نہ کھلو اسکے تو یہ دہشتناک تو بالکل
 ہی کا کارہ کہلائے گا۔“

تو روبرو میں اٹھ گیا ان لوگوں کے ہاتھ میں میں جانتا تھا کہ یہ موت کا کڑے پیر مرنے والے ہیں۔ اگر میں ان سے ان کی زندگی بچا دیتا تو ان کو کوئی خاص کارنامہ انجام نہیں دیتی گا۔ میں تو ان بڑے لوگوں۔ عیسائی جہاد تھا جنہوں نے اپنی ہدایات دی تھیں سو وہ مجھے ٹھنڈے ایک فیضانے کے قریب پہنچ گئے جس کے دروازے پر ہر مٹی سلاخوں والا اپنی مجال تھا۔

ان میں سے ایک نے تالا کھولا اور مجھ سے اندر چلنے کی درخواست کی میں نے عیسیٰ لے لگا ہوں سے انہیں دیکھا اور بولا ، کیا یہ کو میری بی بی رہائش گاہ ہے ؟ ہاں اب تم یہاں آکر ام کرو ۔

”ٹھیک ہے دوستو! لیکن اس آہنی دروازے کو کھلا رہنے دو۔
 یہ لاک اپ ہے تمہاری خالہ کا گھر نہیں۔ میرے اندر جانے کے
 بعد ان میں سے ایک نے دروازہ بند کر کے ہوئے کہا۔
 تب خدا کو اور اسے بھی اپنے ساتھ ہی لیتے جاؤ۔ میں نے دروازے
 کی موٹی سلاخوں کو اپنے ہاتھوں کی گرت میں لے کر قوتِ فوق کی ادراکِ مسمیٰ
 چٹا کھج کو اس کی جگہ سے نکال کر ان کے سامنے ٹال دیا۔ موٹی فولادی
 سلاخیں اپنے ساتھ پتھر کے ٹکڑوں کو بھی لے آئیں اور وہ لوگ غور و خوض
 انداز میں بھیجے مٹ گئے تھے۔

دوسرے ملے انہوں نے زور زور سے سٹیبلان بجانا شروع کر دیا اور بہت سے لوگ وہاں جمع ہو گئے میں اب انہیں بچ کر رہنے پر لگ گیا تھا۔ میں نے اس کمرے سے پختے کی کوشش نہیں کی۔
وہ صبح باہر کھڑے ہوئے چیمبر گنیاں کر رہے تھے اور لکھڑے ہوئے دروازے کو دیکھ کر اس کے پاس میں آگئی کہ روکے تھے۔

پھر وہی پولیس انفر وڈ ان آگیا جس نے مجھے پہلے قید خانے میں
 بھیجا تھا۔ دروازے کو دیکھ کر اس کی حالت بھی دو دروں سے مختلف نہ
 تھی۔ چند ساعت وہ ان لوگوں سے گفتگو کرتا رہا اور پھر میرے پاس پہنچ
 کر بولا۔

تمہارے کمر میں اور پولیس کو پہلی حقیقت سمجھنے کے بعد اس

نے انھیں نکالتے ہوئے کہا۔
 "ہاں اب تو یہی بات ہے میں نے جواب دیا۔
 "لیکن تو پولیس سے فکرنے لے سکو گے؟
 "میں دیکھوں گا کہ میں کیا کر سکتا ہوں اور میں تمہیں بھی دعوت دیتا ہوں کہ تم مجھ پر وہ حیلے آزمائو جن میں تم میری قوت برداشت کا تجربہ کر کے کہتے ہو کہ آزمائنا چاہتے ہو کیونکہ میں بھی چاہتا ہوں کہ یہ کھیل بدلنا مزید تم پر مہم جائے اور میری حیثیت کو سمجھان لو مجھے اس بات سے سخت اختلاف ہے کہ تم نے ایک مجبورانہ ذہنیت کے انسان کو مجبور ترجیح دی ہے میں چاہتا ہوں کہ تم میری بات پر یقین کر لو، پسلی میری دوست کئی جگہ ہے اس کی دولت تمہی نے کٹے اسے قتل کیا اور انعام میرے سر ڈال دیا؟
 "لیکن تمہیں اس وقت اس کمرے میں دیکھا گیا جب پلی کو قتل کیا گیا تھا؟
 "یہ بات بھی تمہاری نا تجربہ کاری کا ثبوت ہے؟
 "کیا مطلب؟ پولیس افسر نے پوچھا۔
 "کیا تمہارے خیال میں پلی اسی وقت قتل ہوئی تھی جب پولیس وہاں پہنچی ہے؟ میں نے پوچھا۔
 "ہاں مجھے یہی رپورٹ ملی ہے؟
 "لیکن میں اس خیال متفق ہے؟

خواب سب دیکھتے ہیں۔
 لیکن یہ بیت کم لوگوں کو معلوم ہے کہ ہم خواب کیوں دیکھتے ہیں؟
 سچے خواب کیا ہوتے ہیں؟ خوابوں کی تشریحات کیسے کی جا
 سکتی ہیں؟ ان کی تعبیریں کیا ہیں؟ خواب آدمی کی زندگی میں
 کیا اہمیت رکھتے ہیں؟ ان کی راہنمائی سے مستقبل کی تعبیریں کیا
 مڑی جا سکتی ہے؟ کیا وہ جاری انجمنوں کے محاسن سے ہوتے ہیں؟
 یا وہ جاری انجمنوں کا مل بھی پیش کرتے ہیں؟
 خوابوں کے بارے میں ہم نے کہا کہ کیا راستے ہیں؟
 خوابوں کے بارے میں میں مذہب عالم کیا کہتے ہیں؟ یہ اور ایسے
 لاتعداد سوالوں کے مکمل خواب کے لئے — پڑھئے !

تیت ۵۸ روپے
خوابوں کے سرسبز
۲۳ روپے
اے! ایس صدیقی کے قلم سے
ازدین پہلی بار — ایک جبروراد صفرو کتاب
مکتبہ نصیات پوسٹ بکس ۹۴۴ کراچی

کیوں؟
 پولیس کے پاس اس وقت کی تفصیل ضرور ہوگی جب پولیس وہاں پہنچی اور اس وقت پہلی کے بدن سے نکلا ہوا خون جم چکا تھا جس سے اندازہ ہوتا ہے کہ اسے اس وقت سے کافی پہلے قتل کیا گیا اور اس سے کافی پہلے سے اس وہاں موجود نہیں تھا۔
 پولیس انسٹرکٹنگ پولیس سے انھیں کے آثار پیدا ہو گئے پھر اس نے گہری سانس لے کر کہا۔
 اگر بات ہے سرگولڈ تو پھر مجھے موقع دی کریں اس سلسلے میں دی گئی رپورٹ کو دوبارہ پڑھیں۔
 ہوسٹری سے میرے دوست کو تم پہلے اپنی کارکردگی کو دست کر دو اور اس کے بعد مجھے جسم ثابت کر دو۔ میں نے سختی سے کہا اور پولیس افسر میرے اس سختی سے جبرے لے کر کہنے لگا۔ اس نے نرم انداز میں کہا۔
 تب تم پولیس سے تعاون کرو۔
 کیسا تعاون؟
 ہمیں اطمینان سے کام کرنے کا موقع دو تاکہ ہم حقیقت معلوم کر سکیں۔
 لیکن اس سے پہلے تم میرے ساتھ وہ سلوک کر چکے ہو جس سے میرے دل میں ہراس ہے۔ دوستی کا تصور ختم ہو چکا ہے چنانچہ میں ابھی یہاں سے نہیں جاؤں گا لیکن جس جگہ مجھے رکھا جائے وہاں میری ضروریات کی تمام چیزیں موجود ہوں۔ اور اس جگہ کوئی دروازہ نہ ہو یا پھر دروازہ ہو تو بند نہ ہو۔ میں اس سے زیادہ تعاون نہیں کر سکتا۔
 تب پروفیسر تھوڑی دیر تک تو پولیس افسر پریشان ہو کر رہا پھر اس نے کہا: ابھی بات ہے تم یہاں رہو اور تہذیبی خواہش کے مطابق اب اس قید خانے میں کوئی دروازہ نہیں ہے۔
 پھر وہ چلا گیا لیکن قید خانے سے کافی دور پولیس کے بے شمار مسلح جوانوں کو جمع کر رکھا تھا۔
 مجھے ہنسی آگئی، میں نے خوب پریشان کیا تھا ان لوگوں کو کہ وہ بڑی طرح عاجز ہو گئے تھے۔ اور اس کی سبب نہ جانتا تھا ان کا میری ذات پر، سو نہ انہوں نے کوئی شک کی مجھے پریشان کرنے کی اور میں نے بھی سوچا کہ وہ وقت ہمیں گزارا جائے اور انتظار کیا جائے کہ وہ لوگ مجھے بے گناہ کر لیں اور کوئی حرج نہ تھا اس انتظار میں۔
 چنانچہ میں یہاں انتظار کرتا رہا، اور وہ دوری دور سے میری نگہبانی کرتے رہے۔ بجایا یہ بات اتنے کے لیے میں کہاں تھی کہ وہ مجھ سے مزید کچھ معلوم کر سکتے۔
 کئی روز گزر گئے۔ اس دوران میری آسائشوں کا خیال رکھا گیا تھا۔ اور مجھے کوئی تکلیف نہیں پہنچی تھی، لیکن پانچ دن پھر ان کی

شکست آگئی۔ میرا وقت تھا کہ چند لوگ مجھے اپنی طرف سے نظر آئے۔ ان میں کچھ نئے چہرے بھی تھے جن میں نمایاں ایک بوڑھا آدمی تھا بلند و بالا تھا ایک شخص جس کے سارے بال سفید تھے اور چروگلاں، وہ بہت عرصہ صحت کا ملک تھا۔ میرے نزدیک وہ مسکرا ہوا آیا۔
 "ہیلو گولڈ؟" وہ بے تکلفی سے بولا اور میں اس کی شکل دیکھنے لگا۔
 "کیسے صحت مند ہیں؟"
 "کیا تم سننا نہیں؟ میں نے پوچھا۔
 "نہیں، لیکن بن جائیں گے۔"
 "کیا چاہتے ہو؟"
 "تم مجھے وقت لینا چاہتا ہو؟"
 "کس سبب؟"
 "کچھ دوست تیار گفتگو کریں گے؟"
 "مکانی کر رہے ہو، اور تمہارے خیال میں میں تمہارے اوپر بھروسہ کروں گا؟ میں نے سختی سے کہا۔
 "تھوڑی دیر کے لیے کیا حرج ہے۔ میرا نام انوک پیر ہے اور میں ایک سائنس دان ہوں۔ بس تمہارا سلوک چاہتا ہوں، اگر تم میرے پاس بیٹری محسوس کرو تو پولیس چلے آنا، جہاں کوئی دیکھ سکتا ہے؟
 "ہوں؟" میں نے اس کی چوٹی پر غور کیا۔ نہ جانے وہ کیا چاہتا تھا۔ مجھے یہاں سے نکلنے کا موقع مل رہا تھا اس لئے میں نے سوچا کہ یہاں سے ہی طرح نکلا جائے۔ چنانچہ میں نے گون ہلا دی۔ "ٹھیک ہے میں تمہارے ساتھ چلنے کے لیے تیار ہوں۔"
 "دیر گزرتی ہے؟" انوک نے غور سے پوچھا۔
 "لیکن قیدی کی حیثیت سے نہیں اس بات کا خیال رکھنا۔"
 "اوہ نہیں میرے دوست، دوست، دوست قیدی نہیں ہوتے۔ آؤ۔"
 اس نے کہا اور میں اس کے ساتھ باہر نکل آیا۔ پولیس آفیسر اس شخص کا احترام کرتے تھے۔ چنانچہ انہوں نے کوئی تعزیر نہیں کیا۔ ایک جڑی گاڑی میں بیٹھ کر چل پڑے۔ انوک پیر میرے نزدیک ہی بیٹھا ہوا تھا۔ مجھ پر نگہ پڑتے تو وہ دوستانہ انداز میں مسکراتا۔
 "ٹھیک ایک نیا سلسلہ شروع ہو گیا پروفیسر اور دیکھنا یہ تھا کہ اب یہ مسٹر انوک کیا کہتے تھے؟"
 "تم اب باقاعدہ انگریزی کے الفاظ استعمال کر رہے ہو؟ قرآن نے مسکرا کر کہا اور وہ چونک کر قرآن کو دیکھنے لگا۔
 "میں نے ہمیشہ وقت کی زبان بولی ہے، ماحول کی زبان سمجھنے میں مجھے کبھی کوئی وقت نہیں پیش آئی اور اس سلسلے میں میں نے کبھی خود کو مضطر نہیں پایا۔ احساسات کے اظہار کے لیے الفاظ کی ساخت بدل جاتی ہے، مفہوم نہیں۔ اور میں نے مفہوم سے ساخت تلاش کی ہے؟
 پروفیسر خادہ گردوں ہلا رہا تھا۔

انوک پیر جس عمارت میں مجھے لے گیا وہ سرخ پتروں سے بنی ہوئی تھی گواں کی شکل پرانے دور کے بارشیاں کے محلات کی سی تو نہیں تھی لیکن طرز تعمیر میں مماثلت ضرور تھی مجموعی طور پر اسے ایک حسین عمارت کہنا جا سکتا تھا۔
 تھوڑی دیر کے بعد انوک پیر نے اپنی کار اس عظیم الشان عمارت کے دروازے کے نزدیک کھڑی کر دی۔ دروازے کے قریب دو آدمی موجود تھے جو تیزی سے آگے بڑھ آئے اور انہوں نے بوڑھا انداز میں انوک پیر کے لیے کار کا دروازہ کھول دیا انوک پیر نے نیچے اترے اور پھر محکمہ کلاس طرف آیا جہاں میں بیٹھا ہوا تھا پھر اس نے وہ دروازہ کھلی کھول دیا جس سے میں بیٹھا نکلا تھا۔
 "آؤ میرے دوست مجھے آج اور ان کی نام سے تمہارا شاید گولڈ نام ہو؟ گولڈ بتانا نام لینے میں یا اسے یاد کرنے میں کوئی وقت نہیں ہوتی صرف یہ تصور ذہن میں رکھنا پڑتا ہے کہ تمہارے بدن کا رنگ سنہرا ہے اور بدن کی اس مناسبت سے تمہارا نام گولڈ ہی ہونا چاہیے۔"
 میں نے کوئی جواب نہیں دیا اور خاموشی سے نیچے اتر آیا۔
 انوک پیر کا انداز بڑا دوستانہ تھا۔ اس نے میرے ہاتھ کی انگلیوں میں اپنے ہاتھ کی انگلیاں پھنسانی تھیں اور پھر وہ چہل قدمی کے سے انداز میں اندر داخل ہو گیا۔
 "میرے چھوٹی سی دنیا ہے اور گولڈ اسی دنیا میں ہیں اپنی زندگی کو قصور کر چکا ہوں حکومت نے بعض معاملات میرے سپرد کر دیئے ہیں اور میں بھی یہ سمجھتا ہوں کہ حکومت کے تعاون کوئی بڑی بات نہیں ہے اس طرح کم از کم انسان کو قانونی تحفظ حاصل رہتا ہے چنانچہ میں ان کے چلوئے کو منے کام کرتا ہوں لیکن میرا شکر کچھ اور ہے۔"
 میں اب بھی خاموش ہی تھا پہلے اس شخص کے ہاں میں سب کچھ جان لینا بہتر تھا اس کے بعد ہی اس پر اپنے آپ کو قابو کرنا مناسب ہوتا چنانچہ میں اس کی بات کا جواب دینے لیا خاموشی سے اندر داخل ہو گیا۔ اندر سے بھی عمارت کا فی خیر صورت ملتی جس سے یہ اندازہ ہوتا تھا کہ یہ شخص جس کا نام انوک پیر ہے مقامی طور پر بہت اچھی حیثیت کا مالک ہے یعنی طور پر یہاں کے لوگ بھی اس کی عزت کرتے ہوں گے۔
 تب انوک پیر مجھے لیے کمرے کے سامنے لے کر پہنچ گیا جس کے دروازے میں بہت بڑا پیشہ نگار ہوا تھا۔ دروازہ کھولنے کا یہ انداز میں نے پہلی بار دیکھا تھا اور مجھے بہت پسند آیا۔ انوک پیر نے دروازے کے ایک کنارے پر گھرے ہوئے ایک سرخ مین پرائنگ رکھی اور دروازہ اس طرح ایک جانب کھٹک گیا جیسے ہاتھوں سے

سرا دیا گیا ہو۔ میں نے دلچسپ نگاہوں سے اس عجیب و غریب دروازے کو دیکھا تھا اور انوک پیر نے میری آنکھوں سے یہ بات محسوس کی تھی۔
 "یہ خود کار دروازہ ہے اس عمارت میں تمہیں بڑی تہیں ملیں گی اس میں بے شمار کام ہیں نے اپنے ہاتھوں سے کیے ہیں۔" یہ دروازہ واقعی بہت عجیب ہے۔ میں نے کہا۔
 "ہاں تمہارے جدید ترین کمپوٹس ہو جائے گا ابھی کچھ کمرے کے بعد اس میں کچھ اور جرات ہو جائے گی یعنی تم اس کے سامنے آکر کھڑے ہو گے اور دروازہ تمہارا سایہ پڑے گی کھل جائے گا انوک پیر نے کہا۔
 "اوہ! وہ کس طرح؟"
 "سائنسی ترقی اپنے عروج پر پہنچے ہے شمار چیزوں کے لیے کام ہو رہا ہے۔ یہ تو بہت معمولی چیزیں ہیں میرے دوست آؤ! انوک پیر نے کہا اور میں اس کے ساتھ اس مال نما کمرے میں داخل ہو گیا اور پروفیسر جلدیہ انسان کی ان خوبیوں کا ذکر کرنا کیسا جانتے تو یہ اس کے ساتھ تھوڑی دیر ہوئی۔ انوکھی انوکھی چیزیں تھیں جو قتل میں نہیں آتی تھیں۔ یہ کافی بڑا مال تھا جس میں شست گاہ کا عجیب و غریب بندوبست کیا گیا تھا یعنی درمیان میں گول گول انتہائی آرام دہ کرسیاں تھیں جن کی پشت کھل جانے والی تھی۔
 چاروں طرف دیواروں میں بڑے بڑے آئینے نصب تھے ان آئینوں کے پیچھے عجیب سی چیزیں گردش کر رہی تھیں۔ کچھ میں نہیں آتا تھا کہ یہ سب کچھ کیا ہے کہیں روشنی نظر آتی تھی اور پھر خود بخود بچھ جاتی تھی۔ کہیں کوئی باریک نقطہ تھوڑا بڑا تھا اور وہ تیرا برفانظر تیشے کے سامنے جا کر خود بخود معدوم ہو جاتا اور پھر اس کے دوسرے کنارے پر طلوع ہوتا اور اپنا سفر جاری کر دیتا۔ یہ ساری چیزیں ناقابل فہم تھیں تو پروفیسر! اس وقت میں نے سوچا کہ سائنس کا ہشت پہلو اس قدر تو اس عجیب و غریب جگہ کے آگے کوئی حیثیت نہیں رکھتا اور یہ سائنس دانوں والا بوڑھا جو جلدیہ لباس میں بیٹھ ہے نہ جانے اپنے ذہن میں کیا کیا امور رکھتا ہے میرے دل میں اس کے لیے دلچسپی پیدا ہو گئی۔ پروفیسر! اور میں نے سوچا کہ اس دانشور سے میں کس کی دنیا کے ہاں میں زیادہ سے زیادہ معلومات حاصل کر سکوں گا چنانچہ میں نے اس سے تعاون کا فیصلہ کر لیا اور اس کے اشارے پر اس جگہ بیٹھ گیا جہاں اس نے مجھے بیٹھنے کو کہا تھا۔
 "سرگولڈ دیکھو حکومت نے تمہیں میرے حوالے کیا ہے۔ اس لیے کہ میں اپنے سائنسی آلات سے تم سے معلوم کروں کہ تم نے اس لڑکی کو قتل کیا ہے یا نہیں؟ تو میرے دوست یہ سائنسی پیشبینی ذہن کو کھولنے میں بڑی کارآمد ہوتی ہیں ساری باتیں خود بخود

چلائی تھی ہیں یعنی متاثر ذہن وہ سب کچھ اگل دے گا جو اس میں موجود ہے لیکن اس کے ساتھ ساتھ ہی تھیں صورتی سی جیانی نگاہیں بھی برداشت کرتا ہوں گی۔

”میں نہیں سمجھا ہر پیر!“ میں نے کہا۔

”یوں سمجھو میرے دوست کہ ان شیئوں کے ذریعے تمہارے ذہن کو کر دیا جائے گا جب تم اس مشین کے سامنے بیٹھو گے تو تمہارے ذہن میں سوئیاں سی جھپیں گی اور پورے شدہ احساسات کے وہ نیلے کھل جائیں گے جن میں اس لڑکی کے قتل کا راز پوشیدہ ہے۔ یہ سب سائنسی معاملات ہیں ممکن ہے تمہاری سمجھ میں نہ آئیں تم مجھے ایک سیر سے سادے انسان معلوم ہوتے ہو۔“

”کیا آپ اس حیرت انگیز طریقے سے مجھوں کے ذہنوں سے ایسے پوشیدہ راز معلوم کرتے ہیں؟“ میں نے ڈیپ سی پوچھا۔

”ہاں یہ ذمے داری میرے سپرد ہے یعنی وہ لوگ جو پولیس کے قابو میں نہیں آتے انہیں میرے پردہ کو دیا جاتا ہے میں نے پولیس کو یہ سولیتس فراہم کر رکھی ہیں۔“

”تو مشر پیر! میں چاہتا ہوں کہ آپ میرے ذہن کو کھولیں“

”میں اپنے اور تمہارے درمیان دوستی کی ایک دفعتاً قائم کرنا چاہتا ہوں چنانچہ میں نہیں چاہتا کہ وہ انداز اختیار کروں جو ہماری درمیان دوستی ختم کر دے یا یہ احساس دلانے کہ تم نے مجھ سے تعاون نہیں کیا اور میں نے تم سے۔“

”مشر پیر! میری دلی خواہش ہے کہ آپ میرے ذہن کو کھولیں“

”گویا تم خود کو اس طرح مضبوط پالتے ہو کہ میری ان مشینوں کو ناکام کر دو؟“ مشر پیر نے پوچھا۔

”میں یہ بات نہیں ہے“ میں نے جواب دیا۔

”پھر کیا بات ہے۔ میری خواہش ہے میرے دوست کہ تم مجھے وہ سب کچھ بت دو جو تم نے پولیس کی کوششوں کے باوجود نہیں بتایا ایسی صورت میں مجھے ان تمام چیزوں کی ضرورت نہیں پڑے گی جو تمہارے انداز کی صورت میں پیش آئیں گی۔“

”آئیں پیر! میں چاہتا ہوں کہ تم میرے ذہن کا قبضہ کر دو۔ اور ان باتوں کو معلوم کرو جو میں نے پولیس کو نہیں بتائی ہیں باقی ساری گفتگو میں اس کے بعد ہی کروں گا۔“

پیر ابھی ہوئی لگا ہوں سے مجھے دیکھنے لگا پھر اس نے گہری سانس لی اور بولا۔ ”تمہاری مرضی ہے میرے دوست اس طرح میں محسوس کروں گا کہ تم نے مجھ سے عدم تعاون کیلئے اور اگر تم مجھے یہی باور کرنا چاہتے ہو تو ٹھیک ہے ہاں یہ تو بتاؤ کیا ہوئے؟“

”تم اس عمدہ رویے کی وجہ سے میرے ذہن میں متاثر احترام پیدا ہو گیا ہے پیر! لیکن جو کچھ میں تمہیں بتاؤں گا تم بھی

ان پولیس دانوں کی طرح مجھ پر تعین نہیں کرو گے۔“

”اس کے باوجود میری خواہش ہے کہ تم مجھے بتاؤ۔“

”لیکن ایک شرط پڑا۔“

”جو ٹھیک ہے شرط بھی بتاؤ۔“

”شرط یہ ہے کہ تم میری ان باتوں پر بالکل یقین نہیں کرو گے اور میرا ذہنی تجربہ کرنے کی کوشش کرو گے اور اس امر کی وجہ میں ہمیں بعد میں بتاؤں گا۔ جب تم میرے ذہن سے وہ راز نکال چکے ہو گے جو میں ابھی گفتگو کے دوران تم سے پوشیدہ رکھوں گا۔“

”نہ جانے تم مجھ سے کیا امتحان لینا چاہتے۔ بتاؤ اگر تمہاری یہی خواہش ہے تو ٹھیک ہے مجھے تمہاری شرط منظور ہے پیر! نے جواب دیا اور میں نے مسکراتے ہوئے گردن ہلا دی۔

”دراصل مشر! آنرک پیر! میرا تعلق ایک ایسے علاقے اور ایک ایسی بستی سے ہے جہاں اگر تمہاری دنیا سے دور کی بستی کہا جائے تو غلط نہ ہوگا۔ یہ بستی ایسے لوگوں کی بستی ہے پیر! جو جدید دنیا کے بارے میں کچھ نہیں جانتے یوں سمجھو کہ وہ غاروں سے نکل آئے وہ ہیں جو تہذیب سے قطعی طور پر نا آشنا ہیں پھر جب میں تمہاری اس تہذیب کی دنیا میں داخل ہوا تو تقریباً ہر چیز سے ناواقف تھا مجھے لوگوں نے ایک کھلونے کی شکل میں دی۔“

لیکن میں نے ان کی بات کا برا نہیں مانا یعنی وہ لوگ جو مجھے میری سادگی کی بنا پر اپنے لیے استعمال کرتے رہے میں نے ان سے کوئی تعرض نہیں کیا صرف ان باتوں پر کہ میں اس دنیا کو دیکھوں اور معلومات حاصل کروں۔ میں نے ہر شخص سے تعاون کیا اور یہی تعاون مجھے ان لوگوں تک لے گیا جن کے بارے میں مجھے معلوم ہوا کہ وہ اس دنیا کے قانون سے باہمی ہیں اور وہ کام کرتے ہیں جو حکومت کی نگاہ میں ناجائز ہے اور جس کے لیے سزا تعین کر دی گئی ہے لیکن میں تو دیکھنے والا تھا متناہشی تھا پھر بھلا کی قسم کی مداخلت کس طرح کرتا تھا۔ یوں ہوا ایک جزیرے پر پہنچے جو پورائٹ اسی کہلاتا تھا اور میری یادداشت میں اس کا نام محفوظ ہے وہاں ایک لالچ فروخت ہوئی جسے خریدنے والا ایک شخص گریٹ مین تھا اور اس کا ایک ساتھی بیکن کے نام سے پکارا جاتا تھا اور یہ لالچ اس لڑکی کی ملکیت تھی۔ سو جب

پہلی کو لالچ کی فروخت کے بعد ایک بڑی دولت ملی تو وہ مجھے ساتھ لے کر یہاں آگئی لیکن گریٹ مین کا ساتھی بیکن جس نے اسے جوڑے پر ہی وہ لالچ اپنی قوت سے حاصل کرنے کی کوشش کی تھی وہاں ہی اس لڑکی کے پیچھے نکلا۔ اس نے مجھے اور لڑکی کو دو مختلف قریب دے کر باہر لڑکی کو قتل کر دیا اور مجھے اس لڑکی کے قتل کے الزام میں سزا دینے والوں کے حوالے کر دیا یہ لڑکی اتنی دور رس سوچ

نہیں رکھتا مشر پیر! کہ میں ان لوگوں کی سازش کا اندازہ لگا سکتا لیکن لیکن کو دیکھنے کے بعد مجھے فوراً پتہ چلا کہ اس کے پس پردہ کون شخص ہے وہ ان لوگوں کے پس بھی سیکین ہو جو تھا جنہیں تم پولیس دانے کہتے ہو اور سیکین نے اپنی ذہانت اور چالاکی سے ان لوگوں کو یہ باور کر دیا کہ پچھلی کو قتل کرنے والا میں ہوں۔ بتاؤ پیر! کہ میں پچھلی کو کیوں قتل کرتا ہوں اگر قتل کرتا تو وہ دولت میرے پاس ہی ہوتی اور جبکہ میں دولت کا صحیح مصرف بھی نہیں جانتا تو مجھے اس سے کیا غرض؟

پیر! مجھ کی لگا ہوں سے مجھے دیکھ رہا تھا اور جب میں نے اپنی بات ختم کی تو اس کے ہونٹوں پر مگر ہی مسکراہٹ پھیل گئی۔ ”یہ تو تم نے مجھے کوئی نئی بات نہیں بتائی دوست یہ ساری باتیں تو تم پولیس کو بھی بتا چکے ہو۔ ان حالات میں تو میرے لیے بالکل مجبور سی ہے کہ میں اپنے سائنسی ذرائع سے تمہارا ذہن کھلوں۔“

”ہاں ہاں میں چاہتا ہوں کہ تم ایسا کرو“ میں نے کہا اور پیر! کے ہونٹوں پر طنز پر مسکراہٹ پھیل گئی۔

”میں تمہیں یہ بتانا ضروری سمجھتا ہوں مشر! گولڈ پیر! جو یہ کچھ ہے اس کے بارے میں میرے ہاتھوں میں سے بھی کوئی چیز اندازہ نہیں رکھتا۔“

”ممکن ہے مشر پیر! میں اس بات سے انکار نہیں کر رہا۔“ میں نے جواب دیا۔

”میری حالت میں مشر! گولڈ! میں تمہیں آخری موقع دیتا ہوں کہ بغیر کسی اذیت اور تکلیف کے مجھے سچ بتا دو اور اس کے بعد میں تم سے کوئی بات نہیں کہوں گا۔“

”وہ دہر لگتے ہو مشر پیر!“ میں نے مسکراتے ہوئے کہا۔

”کس بات کا؟“

”یہ کہ اس کے بعد آپ اور کوئی بات اس سلسلے میں مجھ سے نہیں کہیں گے۔“

”ہاں میں آپ سے آخری بار کہہ رہا ہوں مشر! گولڈ! کہ میرے تعاون سے فائدہ اٹھائیں۔“

”تو میں آخری بار انکار کر رہا ہوں مشر! پیر! آپ کو دعوت دیتا ہوں کہ میرے ذہن سے وہ تمام چیزیں اندر کر لیں جو آپ کے لیے کارآمد ہوں۔“ میں نے کہا اور پیر! نے ایک گہری سانس لی۔

”بستر!“ اس نے پرسکون ہنسنے میں کہا اور پیر! نے جیسا کہ آپ میرے ساتھ تشریف لائیں گے۔“

”بیوقوف نہیں، آپ کے ساتھ ہر ممکن تعاون کرنے کو تیار ہوں“

”شکر ہے کہ تم نے آنرک پیر! نے کہا اور میں کھڑا ہو گیا لیکن

آنرک پیر! کے سے باہر نہیں نکلا تھا بلکہ وہیں قریب ہی بڑی ہوئی ایک میز کی جانب بڑھ گیا۔ میز کے نزدیک پہنچ کر اس نے مجھ سے کہا کہ میں میز پر لیٹ جاؤں۔

”ایک بات بتائیں مشر! آنرک پیر!“ میں نے سوال کیا۔

”جی ہاں پوچھیں۔“

”آپ ان لوگوں سے یہ کہہ کر مجھے یہاں تک لائے ہیں کہ آپ میرے بارے میں سب کچھ معلوم کر لیں گے اور میری زبان کھلو لیں گے سب کچھ تسلیم کر لیں گے مجھ کے کہ میں نے پچھلی کو قتل کیا ہے۔“

”ہاں میں نے یہی کہا ہے ان سے!“

”لیکن کیا آپ کے علم میں یہ بات ہے کہ میں ان میں سے بہت سے لوگوں کے قابو میں نہیں آ سکتا۔“

”کیا کتنا چاہتے ہو؟“

”میں یہ کہہ رہا ہوں اس میز پر لیٹنے سے انکار کروں تو آپ کو نے ذرائع اختیار کر لیں گے۔“

”وہ پیر! نے گردن ہلاتے ہوئے کہا۔ ”گو یا تم مجھے تعاون پر آمادہ نہیں ہو۔“

”ممکن ہے نہ ہوں۔“

”اگر تم مجھے تعاون نہیں کرو گے میرے دوست تو میں تمہیں بے ہوش کروں گا۔“

”خوب، خوب وہ کس طرح؟“ میں نے مسکراتے ہوئے پوچھا۔

اور دفعتاً پیر! نے جب سے ایک پستول نکال لیا۔ ”ویسا ہی پستول کھنوا جو انسانی زندگی جیتنے کے کام آتا تھا لیکن اس کی شکل ذرا مختلف تھی، وہ سامنے سے کافی لمبا اور پچھلی ہوئی شکل میں تھا جسے ہونٹوں پر مسکراہٹ پھیل گئی۔ اور میں نے کہا۔

”مشر پیر! اگر یہ کھنوا بھی مجھ پر کارآمد نہ ہو سکا تو؟“

”یہ کھنوا نہیں میرے دوست بلکہ میری ایک مخصوص ایجاد ہے، اس میں سے گولی نہیں نکلتی بلکہ ایک ایسا غبار نکلے گا جو ماضی کو بھی ہوش و حواس سے بیگانہ کر دیتا ہے۔“

”تو مشر پیر! آپ اسے مجھ پر آزمائیں گے؟“

”کیا تم یوں لگتے ہو؟“ آنرک کے لمبے میں ہنسنے لگا۔

”پیدا ہو گئی اور میں ہنس پڑا۔“

”ہاں پھر ایسی ہی بات ہے تو جہنم میں جاؤ۔“ آنرک پیر! نے کہا اور اس کھنوتے کا رخ میری طرف کر کے فائر کر دیا۔

زوردار گنگا کا غبار اس کھنوتے کے سامنے کے رخ سے نکلا اور میرے چہرے سے ٹکرایا۔

لیکن برو فیئر! متنازعہ کیا خیال ہے کیا میں بے ہوش
ہو جانے والوں میں سے تھا؟ اس پر برو فیئر غور سے سوال کیا
برو فیئر خوار و اس کی جانب دیکھنے لگا لیکن اس نے
کوئی جواب نہیں دیا۔ اس داستان کی دیکھی ہوئی کا موقع ہی نہ
مربعی تھی چنانچہ چند ساعت کے انتظار کے بعد اس نے کہا۔
”اگر تم میری کوشش سے سو رہے ہو تو برو فیئر عین
میرے چہرے سے نکلا اور منتشر ہو گیا۔ میرے ہونٹوں پر مسکراہٹ
کھیل رہی تھی۔ آنرک پیر کی یہ کوشش ناکام ہو گئی تھی۔
”آنرک پیر تم لوگ وہ سب کچھ نہیں کر سکتے جو ان ملک
کرتے ہیں ہوا کرنا چاہتے ہو میں نے کہا لیکن آنرک پیر نے
میری بات کا کوئی جواب نہیں دیا۔ اس نے ایک ساتھ دو تین فائر
میرے چہرے پر کر دیئے تھے اور اب وہ اس کے نتیجے کا منتظر تھا۔
لیکن میں نے اس کے چہرے پر شدید حرکت کے آثار دیکھے
اس نے اپنے ماتھے میں دیے ہوئے آگے کا رخ اپنی جانب کیا اور اسے
دیکھنے لگا پھر اس کے بعد اس نے ہوا میں فائر کیا اور ایک بعد دیگرے
کئی فائر اس نے میرے چہرے کی جانب کر ڈالے۔
”جیسے جیسے میرا خیال ہے اب تم اسے جیب میں رکھ لو میں
نے اسے سمجھانے والے انداز میں کہا۔
”یہ بات میری سمجھ میں نہیں آئی اس نے پریشان لہجہ میں کہا
”بہت سی باتیں تماری سمجھ میں نہیں آئیں گی آنرک پیر!
”بہر صورت میں نے ایک خیال پیش کیا تھا کہ اگر میں تماری بات نہ
مانوں اور اگر میں چاہوں تو تمہاری گردن توڑ کر تمہارے ہاتھوں پر رکھ
سکتا ہوں لیکن میں یہ نہیں کروں گا اس کی وجہ یہ ہے کہ میں تم
سے تعاون کرنا چاہتا ہوں۔ میں اس انجینی بستی سے آیا ہوں، جو
تہذیب ناکرشتہ ہے اور یہاں آنے کے بعد میرے دل میں بے پناہ
آرزو ہے کہ میں تمہاری دنیا کے واسطے میں وہ سب کچھ معلوم کروں
جو میں سمجھ معلوم ہو سکے لیکن آنرک پیر تم سب۔ تم سب اپنی اپنی
باتیں کرتے ہو، تم سب خود غرض ہو تم سب صرف وہ بات سننا
پسند کرتے ہو جو تمہارے مطلب کو پورا کرتی ہو۔ دوسرے کے لیے
نہ تو تم کچھ کرتے ہو اور نہ ہی کچھ کرنے کے خواہش مند ہو، تم سب
بے پناہ خود غرض ہوتے کہ میں نے بھی اس طرح کے انسان نہیں
دیکھے۔

میں تم سب سے مایوس ہو گیا ہوں اور میں نہیں سمجھتا کہ اس
قدر مایوس ہونے کے بعد میں تمہارے درمیان رہوں گا یا یہاں سے
چلا جاؤں میں کوئی ایسی جگہ اپنا لوں گا جہاں تمہارے کوئی شخص نہ ہو
اور تمہاری اس دنیا کو میں اپنے بندہ لگا ہوں سے دیکھوں گا۔
میرے ساتھ ایسا بڑا سلوک ہو رہا ہے..... حالانکہ اگر

میں چاہوں تو اپنے لیے ایک بہتر مقام حاصل کر سکتا ہوں یہاں
پر لیکن میں تم سب سے ناواقف ہوں۔ ابھی میں تمہارے اجنبی
ہوں۔ میں اپنی ضرورت پوری کرنا چاہتا ہوں لیکن جان بوجھ کر
بہر صورت آنرک پیر اس کے باوجود کہ تم سب مجھے بہت
متاثر ہے ہو۔ میں تمہاری یہ خواہش پوری کیے دیتا ہوں میں میر
پر بیٹ جاتا ہوں تم میرا تجربہ کر لو میں نے کہا اور بیٹ گیا۔
آنرک پیر عجیب سی لگا ہوں سے مجھے دیکھ رہا تھا پھر
اس نے گردن ہلاتے ہوئے کہا۔

”میں نہیں مکمل طور پر جاننے کی کوشش کروں گا اور اس
کے بعد وہ مجھ سے پوچھنے والے پر ایک جگہ پہنچ گیا جہاں وہ کیا
کیا کرتا رہا لیکن اتنا غور ہوا تھا کہ میں میں متحرک ہو گئی تھیں۔
میں ایمپنٹا سے لیٹا ہوا تھا ایک آدھارہ میں نے گردن
گھما کر آنرک پیر کو دیکھا جو ایک پڑے کے سامنے کھڑا ہو کر اسے
دیکھ رہا تھا۔ پردے پر کچھ تصویریں نمایاں تھیں اور آنرک پیر
ان کا جائزہ لے رہا تھا۔ کافی دیر تک وہ وہاں کھڑا رہا پھر میری
طرف آیا۔ اس نے اپنی مینٹوں کو دیکھا اور پھر پردے کے پاس پہنچ
گیا اور برو فیئر سے وہ تقریباً چار پانچ بار میرے سامنے آیا اور ہر بار
اس کے چہرے کی پریشانی عرق پر ہوتی۔
”باناؤ کر کے میری ساری مینٹیں بند ہو گئیں آواز میں آنا بند
ہو گئیں اور آنرک پیر میرے نزدیک آ کر ایک گھبراہٹ میں چہرے سے
تھکے ہونے میں کہا۔

”میں اب اٹھ جاؤں!“
”ہاں مسٹر پیر! کیا حال ہے آپ کا؟“
”میرے ساتھ آؤ“ آنرک نے تھکے انداز میں جواب
دیا اور مجھے ساتھ لے کر وہ اس بار ایک دوسرے کمرے میں پہنچا۔
”براہ کرم بیٹھ جاؤ۔“ وہ اسی انداز میں بولا۔ میں اسے بڑا
مصلح سا پاراہتا۔ میں نے یہاں پر بھی اس سے تعاون کیا اور
بیٹھ گیا۔
”کیا بات ہے آنرک پیر؟ تم مجھے تھکے سے نظر آ رہے ہو“
”مجھے اپنے باپ سے میں بتاؤ دوست!“
”کیا بات آؤں؟“
”جو حکم ہو“

”مجھے یہ خطہ تھا پیر کہ تم اپنی مینٹوں کی ناکامی کے بعد مجھ
سے یہ سوال کرو گے؟“
”دیکھو تمہارے علاوہ اگر کوئی شخص یہ بات کہتا تو شاید میں
برداشت نہ کرتا، اتنا چرخ پا ہوتا میں کہ اسے گولی مار سکتا تھا۔ یہ
مینٹیں میری ساری زندگی کا سرمایہ ہیں۔ ایسی جدید مینٹیں کسی

اور شخص کے پاس نہ ہوتی۔ یہ میری ساہماں کی محنت کا
پہلو ہے اور آج تک میں ان مینٹوں پر اپنے مقصد برآری میں ناکام نہیں
ہوا ہوں لیکن تم۔ تم بچانے کیا ہو۔ تمہارے ذہن پر ہلے آہنی ٹرنے
ہائے ہونے ہیں کہ تمہارے ذہن میں جھانکنا ناممکن بلکہ قطعی ناممکن
ہے میں خاموشی سے اس کی شکل دیکھتا رہا مجھے سخت حیرت ہے
گوڈ۔ مجھے بتاؤ کیا یہ سب کچھ تمہاری کسی کوشش کا نتیجہ ہے؟
”میری انسان کی قوت مینٹوں کا کارہ بنا سکتی ہے مسٹر
پیر!“

”ممکن نہیں ہے!“
”پھر تمہارا ذہن اس طرح کیوں سوچ رہا ہے؟“
”پھر میں اسے کیا کہوں۔“ ان مینٹوں کو دنیا کی غلطی کا ہکا
جا سکتا ہے اور اسی بنیاد پر میرے وطن میں میری عزت و
مقامت ہے اور میں اس عزت کو کھو نہیں چاہتا لیکن تم۔ تم
”بہر حال تم اس بات سے انکار نہیں کر سکتے پیر کہ میں تم سے
تعاون کر چکا ہوں“

”ہاں مجھے اعزف ہے لیکن تم نے میری مینٹوں کو شکست
دی ہے“ آنرک پیر کے ہونٹوں پر ہر جیسی میسکراہٹ پھیل گئی۔
”میرے لیے اس کا حکم ہے پیر! اب تم مجھے پولیس کے حوالے
کر دو“ میں نے کہا لیکن آنرک پیر نے اس بات کا کوئی جواب نہیں
دیا میں خاموشی سے اس کے جواب کا انتظار کرتا رہا پھر جب وہ کچھ
نہ بولا تو میں نے کہا ”اسی نہ کاری حیثیت کے علاوہ اگر تم مجھے کوئی
لنگھ کرنا چاہتے ہو تو میں تیار ہوں“

اور میری اس بات پر وہ چونک پڑا۔ ”دل و جان نے ان
مینٹوں سے میری جذباتی وابستگی ہے لیکن تمہارے سلسلے میں پہلی
بار ناکامی کا مزہ دیکھنا پڑا ہے اور اب تمہاری حیثیت دوسری چیزوں
سے بڑھتی ہے اگر تم میرے اوپر ہجو و سر کر سکتے ہو تو مجھ سے تعاون
کر دو میں وعدہ کرتا ہوں کہ تمہارا قابل اعتماد دوست ثابت ہوں گا۔“
”ان الفاظ پر اب مجھے اعتبار نہیں رہا مسٹر پیر!“
”کیوں؟“

”اس لیے کہ تمہاری اس دنیا میں بہت سے لوگوں نے مجھ
سے یہی الفاظ کہے ہیں لیکن ان میں سے کوئی بھی ایسا نہیں نکلا جس
نے انہیں پورا کیا ہو۔ سب ایسی ہی نہ کسی جگہ میں رہے ہیں اور جب
میں انہیں میں گرفتار ہوا تو انہوں نے مجھے چھوڑ دیا۔ مسٹر پیر اس میں
کوئی شک نہیں ہے کہ عام طور پر انسان کی سوچ یہی ہے کہ اگر کوئی
اس کے لیے کام کر رہا ہے تو وہ اس کے پیچھے دوڑنا بہت ہے لیکن
جب وہ محسوس کرتا ہے کہ وہ شخص جس نے اس کے لیے بہت کچھ کیا
ہے لیکن اس کے لیے باعث ایمن بن رہا ہے تو وہ خاموشی سے

اسے چھوڑ دیتا ہے لیکن مجھے کچھ ایسے لوگ ملے ہیں جو بے ہوش سمجھتی
رہے ہیں اور انہوں نے اس دنیا کے ہائے میں مصلحت اور تحفظات
کے ہائے میں میری مدد بھی کی ہے اور خود بھی اس سے فائدہ اٹھا رہے
تھے وہی انداز پر تمہارے برابری کی بنیاد پر اور لالچ کے اس احکس
کو ذہن سے نکال کر اگر دوسری کی جگہ سے توفہ زیادہ پائیدار دوستی
ہوتی ہے۔“

”میں تمہیں اپنے مصلحت کا یقین نہیں دلا سکتا گوڈ۔ اس
کے علاوہ میں تم سے یہ بھی نہیں کہوں گا کہ میں اس دنیا کا سب سے
بے غرض اور بے لاگ ہوں۔ تمہاری فداست میں بھی میں مفاد ہے تاکہ
میں اس وقت ایک مضبوط حیثیت کا مالک ہوں جبکہ تم ایک مجرم
ہو اور فی الوقت حالات کے ماتحت مجبور۔“

”بات یہ ہے کہ پیر! میں نے خود کبھی کسی مدد کی ضرورت
محسوس نہیں کی میں پولیس کی قید میں ہوں جب چاہوں وہاں
سے نکل سکتا ہوں لیکن میں پھر وہی بات کہوں گا کہ میں اس دنیا
کو دیکھنے کی غرض سے یہاں.... آیا ہوں۔ اور کسی اچھے سمجھتی کی
مدد سے اپنی یہ خواہش پوری کرنے کا خواہش مند ہوں اس اچھے
سمجھتی کی تلاش میرے لیے بڑا مشکل ہے۔ یہ درست ہے کہ میں کسی
کے کام آؤں گا تو میری مدد کی جائے گی لیکن کیا ضروری ہے کہ اگر
میں تمہارا معاون ہوں تو تم میرے معاون بنو“

”اگر تم اتنے ہی مضبوط ہو گوڈ تو انتظار کرو۔ وقت اپنے
ہر سوال کا جواب خود دیتا ہے۔“

”چلو ٹھیک ہے میں تیار ہوں میں نے کہا نا کہ میں مجبور ہوں
کہ اس دنیا کے کسی فرد کی مخلص خود کے سلسلے اس کو دیکھوں
اگر وہ تم ہو تو میں تمہیں خوش آمدید کہتا ہوں۔“

”تب پھر مجھے سے دوستی کرو۔ پیر! مجھ کو میرے نزدیک آگیا اور
اس نے اپنا چوڑا ہاتھ پھیلا دیا۔ میں نے کہتے ہوئے اس کا چوڑا
ہاتھ اپنے ماتھے میں لے لیا تھا پھر میں نے سنجیدگی سے اس کا ہاتھ
”اور اب جو کچھ میں کہوں اس پر انکھیں بند کر کے ہر دوسرے
کر لینا میں تمہیں اپنے ہاتھ میں مکمل تفصیل نہیں بتاؤں گا لیکن
چند ایسی چیزیں ضرور بتاؤں گا جو تمہاری انجمن دور کر سکیں۔“

”ٹھیک ہے اس حد تک بھی گوارا ہے پیر! میں جواب دیا۔
”تب تم سوال کرو میں اس کا جواب دوں گا۔“
”کیا تم کسی خاص ذہن کے مالک ہو؟ میرا مقصد یہ ہے کہ میری مینٹیں
تمہارے ذہن میں کیوں نہیں جھانک سکیں۔“
”میرے اندر کچھ قدرتی صلاحیتیں ہیں مسٹر پیر! جن کی بنیاد پر میں
عام لوگوں سے ذرا مختلف ہوں۔“

”کیسی صلاحیتیں؟“

"ان میں سے کچھ ملازمین تم دیکھ چکے ہو۔ وہ بیکر تمہاری تھاکر
گوشش اور تجربے کے باوجود میرے ذہن میں نہ جھانک سکے اس
کے علاوہ کبھی کسی بھی قسم کی دولت کا کوئی لالچ نہیں ہے میں اس
دنیا میں اس معاشرے میں کوئی مقام بنانا نہیں چاہتا۔ صرف اور
صرف اس دنیا کو دیکھنا کہ خواہش مند ہوں اگر پستی کے قتل ہوتے
کے بعد وہ دولت میرے ہاتھ لگ بھی جاتی تو تم یقین کرو میں اس
دولت کے معرفت سے ناواقف ہوں ابھی نے مجھے کہا تھا کہ اپنے کام
کی تکمیل کے بعد وہ مجھے دنیا کی سیر کرنے کی لیکن اس سے پہلے
ہی بیکر نے اسے قتل کر دیا۔"

"ایک بات بتاؤ دوست! "

"پوچھو! "

"کیا تمہیں یقین ہے کہ اسے بیکر ہی نے قتل کیا ہے؟ "

"ناں۔ اس بات میں کوئی شبہ نہیں۔"

"تو سنو پیڑا آگے جھک آیا اگر پستی کو بیکر نے قتل کیا
ہے اور وہ دولت اس کے پاس پہنچ چکی ہے تو ہم اس دولت کو
اس کی ملکیت کیوں رہنے دیں یہ بیڑے کہا۔"

"میں نہیں سمجھاؤ میں نے کہا۔"

"اس دولت میں ہمارا بھی تو حق ہے ہمارے سے میری
مراہم دونوں ہیں۔"

"اوہ۔ میں نے گہری سانس لی عظیم آدمی بہت ہلکا ہو گیا
تھا۔"

"تاہم اب مجھے اس دنیا میں ہی گزارنا تھا۔ اگلے بھاری ہر
قسم کے لوگ میرے لیے قابل قبول تھے اگر اس دنیا کا ہی میبار
تھا ہر وہ فیصلہ تو میں اس سے اگلی کیسے ہو سکتا تھا چنانچہ میں نے
گردن ہلا دی۔"

"تم دیکھو گے آئرنک پیڑا کہ وہ دولت بیکر کے پاس ہی
برآمد ہو گی لیکن اب سوال یہ پیدا ہوتا ہے میرے دوست کہ اس
سلسلے میں سارے کام تم خود کرو گے میں تو ہمارا ہی دنیا سے
ناواقف ہوں۔ میری جو خواہش ہے وہ میں نے تم سے دہرا دی ہے
اس کے علاوہ میں کچھ نہیں چاہتا۔"

"لیکن جو کچھ میں چاہوں وہ تو کہہ سکتے ہو پیڑا نے سوال کیا۔
"ماں ٹھیک ہے میں تم سے تعاون کروں گا لیکن کیا تم بھی
میری خواہش پوری کرنے میں میری مدد کرو گے؟ "

"دل و جان سے۔ اور میں تمہیں وعدوں پر نہیں رکھوں
گا۔ بلکہ تمہارے لیے فوری طور پر کچھ نہ کچھ کروں گا۔
"تو پھر بتاؤ مجھے کیا کرنا چاہیے؟ "

"ڈیر گولڈ! میں ہمارا ہی ان عجیب و غریب صلاحیتوں
سے بھر پور فائدہ اٹھانا چاہتا ہوں۔ پس یوں سمجھ لو کہ میں ہمارا
مدد کروں گا۔ اور تم میری چنانچہ ابتدائی مرحلے کے طور پر میں کل
دو بارہ تیس پلوئیس کے حوالے کروں گا اور اسے بناؤں گا کہ تم
نے پستی کے قتل کا اعتراف کر لیا ہے۔ اس طرح بیکر کو یہ یقین
ہو جائے گا کہ اب وہ آزاد ہے اور کسی خطرے میں نہیں ہے پلوئیس
تیس مقدمہ چلانے کے لیے اپنے پاس رکھے گی لیکن یہ یہی واقعہ
ہے کہ میں تیس پلوئیس کے تحفے سے آزاد کروں گا۔ لیکن بیکر کو
دیکھیں گے اس دوران میں بیکر کے پاس میں مکمل معلومات حاصل
کر لوں گا۔ اور اس کی رائلش گاہ بھی دیکھوں گا۔ پھر ہم اور تم کل
کیا خیال ہے؟ "

"ٹھیک ہے میں نے بیڑے سے اتفاق کیا۔"

"اس دوران میں ہمارے پیڑا شیدہ صلاحیتوں پر بھی لبرق
جلدی رکھوں گا اور تیس ایک ایسی قوت بنانے کی کوشش کروں گا
جس کا کوئی توفانی نہ ہو۔ آئرنک پیڑا نے کہا اور اس کی اس بات پر میرے
ہونٹوں پر تحسرت آمیز مسکراہٹ پھیل گئی۔"

بہر صورت ہر وہ فیصلہ یہاں آنے کے بعد میں نے سب کچھ دیکھا
تھا۔ اس دنیا کا یہ سائنسدان بچانے خود کو کیا سمجھتا تھا۔ اگلے میرے
نزدیک اس کی حیثیت کچھ بھی نہ تھی۔ یہاں آنے کے بعد
میں نے بدلی محسوس کی تھی لیکن یہ بدلی صرف اس دنیا کے لوگوں
سے تھی ان کی ایجادات سے نہیں مجھے مستقبل کا یہ دور پسند نہیں
آتا تھا۔ یہاں کا ہر شخص اپنے ذاتی مفاد کے لیے اپنی سطح سے نیچے
گر جاتا تھا۔ بھلا یہ بھی کوئی بات ہوئی ذاتی مفاد کے لیے اس حد
تک گڑنا۔ میں نے صدیوں میں کبھی نہیں دیکھا تھا۔"

لیکن اس کے باوجود ہر وہ فیصلہ جدید دنیا کی ایجادات نے
مجھے متاثر کیا تھا۔ یہ دنیا بڑی حسین تھی۔ ان بڑے ہوس لوگوں نے
جنڈے کس جذبے کے تحت اس دنیا کو اس حد تک حسین بنا دیا تھا
کہ انہیں نظائر کے صرف ان کی کاوشوں کو دیکھنے کو ہی چاہتا تھا
چنانچہ میں نے سوچا تھا کہ تو اس وقت اور اس دنیا میں گزار لوں۔
اس کے بعد دیکھوں گا کہ مجھے کیا کرنا ہے ویسے یہ یقینی امر تھا کہ میں
زیادہ عرصہ اس دنیا میں قیام نہیں کر سکتا تھا۔

میں نے آئرنک پیڑا کی تمام کاروائیوں سے اتفاق کر لیا تھا۔
چنانچہ وہ میرے ساتھ بیڑے کے خاص سے پیش کر دیا تھا ہر وہ
مخلص بھی تھا کہ تھا۔ اس نے میری رائلش کے لیے اعلیٰ بندہ دولت
بھی کیا اور مجھے کہہ کر کل صبح وہ مجھے پلوئیس کے حوالے کرنے کا اور
اس کے بعد بدلتی دنیا میں میں آراہ ہو جاؤں گا۔

رات کے کھانے پر آئرنک پیڑا نے مجھے بلایا۔ اس دوران
میں اپنی رائلش گاہ میں مقیم رہا تھا جو آئرنک پیڑا نے مجھے مہیا کی
تھی۔ اس کے اہل خاندان کے بارے میں مجھے کچھ معلوم نہیں تھا۔
اور نہ ہی میں ان ساری باتوں کو معلوم کرنے کا خواہش مند تھا لیکن
کھانے کی میز پر آئرنک پیڑا کے علاوہ ایک نوجوان لڑکی بھی تھی۔
جسمانی طور پر بے حد حسین لیکن صورت بالکل بچوں کی مانند
لنگھو میں بھی بچوں کا سا انداز تھا جب میں اس کے سے میں پہنچا تو وہ
کرسی سے کھڑی ہو گئی۔

"اوہ ڈیڈی! یہ ہیں آپ کے نئے دوست کیا نام بتایا تھا
آپ نے ان کا؟ " اس کی آنکھوں میں خوشی کی چمک تھی۔

"لاک۔ آئرنک پیڑا نے میری جانب آنکھ دباتے ہوئے کہا
گو یاد وہ مجھے اشارہ کر رہا تھا کہ میں اسے اپنا صحیح نام نہ بتاؤں۔
"تو بیکر کی بات ہے ڈیڈی! آپ کے دوست تو عموماً خشک
مزاج اور بوڑھے ہو کر تے ہیں مگر لاک تو بے حد حسین ہیں۔ اور
نوجوان بھی۔ ڈیڈی یہ تو مقامی نوجوانوں سے بڑے مختلف معلوم ہوتے
ہیں اور ان کا رنگ۔ وہ اپنی کرسی کھسکا کر پیچھے ہٹی۔ اور گھوم کر میرے
نزدیک آگئی۔ پھر اس نے میرے بازوؤں پر ہاتھ پھیرا۔

"ڈیڈی! بالکل یوں محسوس ہوتا ہے جیسے کہ یہ بازو سونے
کے بنے ہوئے ہوں واس نے کہا اور آئرنک پیڑا نے لگا پھر اس نے
میری طرف رخ کر کے کہا۔

"یہ میری بیٹی اپنی ہے۔ اپنی بیڑا! "

"بڑی خوش ہوئی آپ سے مل کر۔ لاک نے خوش ہو کر کہا اور
اس نے اپنا ہاتھ بڑھایا اور میں نے رسم و رواج کے مطابق اس کا ہاتھ
اپنے ہاتھ میں لے لیا۔

"تشریف رکھیے جناب! آپ سے مل کر واقعی خوش ہوئی ہے۔"

اپنی آنکھوں سے میری طرف بھر پور توجہ سے دیکھ رہی تھی پھر اس نے
کھانے کی میز پر میری بڑی خاطر مدارت کی۔ کھانے کھاتے دفعہ آوہ
بول پڑی۔

"دراصل ڈیڈی کے دوست کبھی کبھی یہاں آتے ہیں لیکن
وہ اتنے بوجھ ہوتے ہیں کہ ان سے بات کرنا تو درکنار ان کے پاس
بیٹھنے کو بھی دل نہیں چاہتا۔ پس سڑے سڑے سے ہر کچھ کبھی نہ کرنا
بھی نہیں آتی ان کے چروں پر برا اور پھر وہ ڈیڈی سے گفتگو کرتے
رہتے ہیں۔ یہ بھول جاتے ہیں کہ میں بھی یہاں موجود ہوں اور مجھے
سامنے کے پاس میں نہ تو کوئی معلومات ہے اور نہ ہی کوئی دلچسپی آپ
خود دیکھیں نا! مگر لاک کہہ لیں لوگوں کو جو نہ میرے ہم عمر ہوں نہ ہم
عصر انہیں کیسے برداشت کیا جاسکتا ہے؟ "

میں نے کوئی جواب نہیں دیا لیکن آئرنک پیڑا ہنسا رہا تھا پھر
اسی نے کہا۔

"اپنی بڑی ہو گئی ہے لیکن نہ جانے کیوں اس کی ذہنی نشوونما
عمر کا ساتھ نہ دے سکی۔ یہ بالکل معصوم ہے بچوں کی مانند اور بچوں ہی
کے سے انداز میں گفتگو کرتی ہے چنانچہ ڈیر لاک! اگر کبھی تمہیں
اس کی کوئی بات ناگوار لگے تو اسے پھر سمجھ کر معاف کر دیتا۔"

میں نے ان الفاظ کے جواب میں کچھ نہیں کہا اور خاموشی سے
کھانے میں مصروف رہا۔ کھانے کے بعد ڈیر لاک آئرنک پیڑا مجھ سے
گفتگو کرنا اور اس کے بعد جب کافی رات ہو گئی تو اس نے مجھے
سونے کی ہدایت کی اور مجھے میری رائلش گاہ تک پہنچانے کے لیے
آیا۔ اپنی بھی مجھ سے خدمت ہو کر اپنی خواب گاہ کی جانب چلی گئی۔

خواب گاہ میں پہنچ کر میں آرام سے لیٹ گیا اور پر وہ فیصلہ آج
یہ دنیا مجھے اتنی عجیب نہیں لگتی تھی میں بستر پر لیٹ لیٹان حالات
کے بارے میں سوچنے لگا۔ جو مجھے پیش آرہے تھے مجھ میں یہاں
کوئی مقام کس طرح حاصل کر سکتا تھا۔ یہاں تو اگر کسی حیثیت سے آئی
بھی تو دوسروں کے لیے وہ پستی کا ذریعہ بن جاتے ہیں اور پھر وہ لوگ
اس کوشش میں مصروف ہوجاتے ہیں کہ مجھے تندرستی طر چاہئے اشتراک
پر پنچائیں اور اپنا مفاد حاصل کریں۔

لیکن ہر وہ فیصلہ یہ تو میری سرشت ہی نہ رہی تھی میں کچھ بھی
تھا کہی سے ہاتھوں ناچنا پسند نہیں کرتا تھا۔ ہر دور میں یہی ہوا تھا کہ
لوگوں نے مجھے کوئی نرم چادر کچھ استعمال کرنے کی کوشش کی لیکن
بالآخر میں ان کے ملحق کی ہڈی بن گیا تھا یہ دوسری بات ہے کہ کچھ
وقت میں نے اشتراک کر لیا تھا۔

اپنے بستر پر لیٹے لیٹے میں نے اپنے ذہن میں بہت سے
منصوبے بنائے میں نے سوچا کہ اس وقت اس شخص سے تعاون بھی
برائیاں ہو گا لیکن ہے میرے سلسلے میں یہ معاون اور مددگار
ثابت رہو۔ یہ حال ایک بات کا اندازہ بخوبی ہو گیا تھا کہ وہ بھی ایک
لاچی انسان تھا اور اس دنیا کے عام لوگوں کی مانند دولت حاصل کرنے
کا خواہش مند چنانچہ اگر میں فی الوقت اس کے کسی کام کا سکوا تو کوئی
حرج نہیں ہے لیکن ہے وہ میرا بہتر ساتھی ثابت ہو تو میں نے آخری
فیصلہ کر لیا کہ اس کی ہدایت پر عمل کروں گا۔ اور اس دنیا کو چھلانے کے
لیے اس کا تعاون حاصل کروں گا اور جب یہاں کے رہنے والے سب
ہی ایک ہی فطرت کے لوگ ہیں تو مجھے لوگوں کی تلاش میں کہاں
وقت ضائع کروں اس لیے بہتر یہی ہے کہ آئرنک پیڑا کا ساتھ دوں اور
اس سے اپنا مفاد حاصل کروں۔ ماں ہر وہ فیصلہ میں بھی مفاد پرست
بن گیا تھا اور اب اس سلسلے میں بہتر انسانوں کی تلاش کا عزمائند

نہیں تھا۔

پھر جب یہ مرحلہ میرے ذہن میں طے ہو گیا تو میری نگاہوں میں کچھ ٹھیکس ابھر آئیں یہی تھی جو قتل ہوئی ہوئی جس نے میرا بہتر طور پر ساتھ دیا تھا اور اب ایک اور شکل سامنے آئی تھی۔ ایک معصوم سی ایک بچکانہ سی شکل۔ بے تکان باتیں کرنے والی لیکن جس کا بدن بھر رہا تھا اس اس لڑکی کے ہائے میں سوچا رہا۔ ابھی تک میرے ذہن میں کوئی خاص تاثر نہیں ابھرا تھا لیکن اس کی معیت میرے لیے دلکش رہے گی۔ میں نے سوچا اور پھر آکھیں بند کر لیں گویا میں اب عارضی نیند سونے کا خواہش مند تھا۔ دوسری صبح محبت محول چمک دار صبح ہر چیز کیساں تھی اور یہی سب میرے ہم عصر تھے گھر سے نکل جاتیں میں نے بتلائے دیکھا تھا اور وہ آج تک بڑی ہیں تھیں چاند چاند کو چمکتا تھا۔ ستارے جو اپنا ایک مخصوص دائرہ عمل رکھتے تھے اور انہیں ان کی جگہ سے کوئی جھٹک نہیں دے سکا تھا۔ اور پھر دن کو چمکنے والا سورج جس کی بے شمار روایات منظر عام پر تھیں۔ یہ سب کے سب میری طرف

ناقابل توجہ تھے۔ اور سچی بات تو یہ ہے اگر میرے دوست تھے اور ہم عصر تھے تو یہی تھے لیکن میرے اور ان کے درمیان کوئی گہرا رابطہ قائم نہیں ہو سکا تھا۔ سوائے سناوٹوں کے کہ ہم سب ایک دوسرے کو اپنی اپنی کمائی سناسکتے۔ توجہ کی کافی یوں شائع ہوئی کہ آنکھ پیر پیر سے کمرے میں آیا۔ اور مجھے شعل کرنے کی دعوت دی اور یہ محفل خاصہ بھی خوب تھا انسان نے یہاں پر بھی آلات کو نہ چھوڑا تھا۔ بندانے کے لیے عجیب وغریب چیزیں تھیں اور میں ان چیزوں سے کافی دیر تک کیلٹا رہا ہر سے پیر پیر کی آواز سنائی دیتی تو سنل جانے سے نکلا۔

”ناشنہ کی میز پر بھٹا رانا انتظار ہو رہا ہے ڈنڈ گولڈ، اس نے کہا۔
”ایک بات بتاؤ پیر“ میں نے اسے مخاطب کرتے ہوئے کہا۔
”ہاں پوچھو۔“
”تم نے اپنی بیٹی کے سامنے میرا نام لگا دیا تھا؟“
”ہاں!“
”کیوں؟“
”اس کی وجہ تھی میرے دوست!“

”دراصل جیل سے کئے کے بعد تم میرے دوست تو میرے ممان کی حیثیت سے رہو گے، میں نہیں چاہتا کہ لوگ تمہیں گولڈ کہتے نام سے جانیں۔ اول تو یہاں آئے والوں کی بہت کمی ہے پھر چند ہی ایسے ملنے والے ہیں جو مجھے ملاقات کے لیے آتے ہیں اور ہر آتے ہیں ان کا تعلق صرف مجھ سے رہتا ہے میری بیٹی اپنی عام لوگوں سے دور رہتی ہے وہ خود بھی الگ تھلک رہنا پسند کرتی ہے۔ لوگوں سے

بھی اس کی دوستی نہیں صرف چند ہی لڑکیاں ہیں جو شاد و غم سہی اس سے ملتی ہیں۔ باقی اس کا کوئی اور صلہ احباب نہیں ہے۔ تاہم میں نہیں چاہتا کہ وہ کسی سے گولڈ کی حیثیت سے متاثر نہ ہو کرے۔ اس لیے میں نے اس کے سامنے متاثر نام لگا دیا تھا۔“

”اوہ یہ بات تھی۔ مجھے ناموں پر کوئی اعتراض نہیں ہے۔“
”ہو یا بھی نہیں چاہیے۔ میں یہی چاہتا ہوں کہ تم قدم قدم پر مجھ سے تعاون کرو۔ اور اس بات پر میرے دوسرے کھوکھوں میں متاثر نہ کیے کوئی دوسری پیدا نہیں کروں گا۔ اور نہ ہی تمہیں کسی ایسی آزمائش میں ڈالوں گا۔ جو تمہارے لیے تکلیف کا باعث ہو۔ بس میں تم سے بڑے بڑے دعوے نہیں کروں گا۔ گولڈ، ایک لاک، لیکن تو نے والے وقت میں دیکھو گے کہ تمہاری وہ ساری خواہشات پوری ہو گئیں جو تمہارے دل میں تھیں۔“

”ٹھیک ہے میں تو ہمیشہ وقت کا انتظار کرتا رہا ہوں۔“
”تو آؤ چلو ناشہ کریں۔“

ناشنہ کی میز پر اپنی ایک خوبصورت کھلتے ہوئے رنگ کے لباس میں بیوس موجود تھی اس کے بالوں میں بدلتی رنگ کے بھول گئے ہوئے تھے اور ان پھولوں کے پیچھے ہر قسم کی آزمائش سے پاک سفید حسین چہرہ جو بے حد خوشنما لگا رہا تھا۔ اس نے آکھیں بند کر کے مجھے سلام کیا اور اس کا یہ انداز مجھے بڑا ہی حیران لگا۔ میرے ہونٹوں پر مسکراہٹ پھیل گئی۔

”تشریف رکھئے مسٹر لاک آپ کی رات کیسی گزری؟“
”پُر سکون۔ میں نے جواب دیا۔“

”ناشنہ شرمندہ کر کے مسٹر لاک ہم آپ کا ہی انتظار کر رہے تھے شاید آپ صبح کو دوسرے اٹھنے کے عادی ہیں میں تو بہت جلد جاگ جاتی ہوں۔ صبح کی بڑاںں بھولوں سے بس ہو کر جو خوشیوں سے ہوتے فضاؤں میں دوڑتی ہیں وہ بہت ہی حسین لگتی ہیں مجھے اور میں ان ہواؤں کا حق کھینچنے کے لیے ہمیشہ پائیں باغ میں نکل جاتی ہوں۔ خوشبوئیں تو مجھے بھی بہت پسند ہیں ایسی! اور نہ ہی ان دیر سے جاگنے کا عادی ہوں بس نئی نئی جگہیں ہوتی ہیں تو ان جگہوں کے رواج مجھے نہیں معلوم ہوتے میں نے جواب دیا۔“

”اگر آپ صبح کھانے کے عادی ہیں تو مسٹر لاک کھانے سے میں صبح کو آپ کے پاس بیٹھ جایا کروں گی اور پھر ہم ساتھ ہی باغ کی سیر کیا کریں گے۔ ڈیڈی کو بھی میرا ساتھ نہیں دیتے وہ بھی دیر سے اٹھنے کے عادی ہیں۔“

”ساتھ تو متاثر رہی بھی نہیں دے سکیں گے کیونکہ یہ ان کی کام ہے چاہے ہیں۔ پیر پیر نے جلدی سے کہا۔“

”کہاں جا رہے ہیں مسٹر لاک؟“

”ایک ضروری کام سے میرے بھائے آنکھ پیر نے جواب دیا۔“
”تو کیا آپ واپس نہیں آئیں گے؟“

”کیوں نہیں واپس آئیں گے، لیکن ہے ایک دو دن میں ہی واپس آجائیں اور اس کے بعد ایک طویل عرصے تک ہم انہیں اپنے ساتھ ہی رکھیں گے۔ آنکھ پیر پیر نے بولنے سے پہلے پیر پیر نے بولی پڑا۔“

”تب ٹھیک ہے بہر صورت جب آپ واپس آجائیں گے تو پیر پیر کو جو خواہش ہو گی کہ اس کے لیے بہت ہی پسند ہے صبح کی سیر اور اگر اس میں میرے ساتھ آپ جیسا کوئی شخص بھی ہو تب تو پیر پیر ہی آجائے گا۔ میں تمہاری سے اتنی اکتا گئی ہوں اور پیر پیر سے بلکہ ان کو کرتی ہوں لیکن وہ میری تمہاری کا کوئی اس تلاش نہیں کر سکتے۔“
”اوہ یہ خیال ہے میں تمہارے لیے کوئی بہتر حل تلاش کروں گا لیکن مجھے حتمی اس موقع اور وہ بے باک آنکھ پیر نے کہا۔“

”یہ تو آپ ایک طویل عرصے سے کہہ رہے ہیں۔ یہ کوئی بات نہیں میں بھی اس کی عادی ہو چکی ہوں۔“ اپنی ہنس کر بولی اور آنکھ پیر نے ہنسے انداز میں سننے لگا۔ میں خاموشی سے باپ بیٹی کی گفتگو سن رہا۔ میں سوچ رہا تھا کہ آنکھ پیر مجھے آج ہی بولیں گے والے کرنے کا فیصلہ کر چکا ہے اور مجھے سلسلہ میں کوئی ترقی دہی نہیں تھا میرے لیے کیا فرق پڑتا ہے اگر آنکھ پیر میرے ساتھ تعاون کرنا چاہتا ہے تو مجھے خود ہی بولیں گے چنگل سے نکال کر لایا تو بہتر ہی ہے کہ میں اس کا انتظار کروں۔ دوسری صورت یہی تھی کہ میں جب وہاں سے اٹ جاتا تو وہ سب کچھ کر کے باہر نکل آتا جو میں نے پہلے ہی کیا تھا۔ بس میں یہ نہیں چاہتا تھا کہ باہر کی دنیا مجھ پر تنگ ہو جائے اور لوگ ہمیشہ میری تاک میں لگے رہیں اس طرح اس دنیا کو قریب سے دیکھنے کا موقع درآئے۔ میں مل سکتا تھا چنانچہ میں نے فیصلہ کر لیا کہ آنکھ پیر جس طرح مجھ سے ملے گا میں نے عرض نہیں کروں گا۔ ناشہ کے بعد ہم لوگ میز سے اٹھ گئے۔ اپنی اپنے کمرے میں چلی گئی اور پیر پیر میرے ساتھ دوسرے کمرے میں آگیا۔

”تو تم نے رات کو اس ہائے میں ضرور سوچا ہو گا ڈنڈ گولڈ؟“
اس نے پوچھا۔

”کوئی خاص بات نہیں سوتی میں اسی وقت تم سے متفق ہو گیا تھا پھر اس ہائے میں سوچنے کی کیا ضرورت تھی؟ میں نے جواب دیا۔
”اس سلسلے میں تم اگر جاہلو تو مجھ سے سوالات کر سکتے ہو۔“
”یکے سوالات؟“

”میرا مقصد ہے کہ تمہارے ذہن میں تردد ہو کہ میں تمہیں کس طرح نکال کر لوں گا تو تم اس بارے میں مجھ سے پوچھ سکتے ہو اور

میں تمہیں بہتر جواب سے مطمئن کروں گا۔“

”دیکھو آنکھ پیر! جب میں کسی بات کا فیصلہ کر لیتا ہوں تو پھر اس کے نشیب و فراز پر غور نہیں کرتا میں نے تم سے وعدہ کر لیا اور تمہارے سامنے کچھ شرائط بھی پیش کر دیں۔ وعدہ پورا ہونے کے بعد اگر تم اپنی شرائط پوری نہ کرو تو ممکن ہے مجھے وعدے اور میں تمہارے خلاف کوئی ایسا کام کروں اور اگر وعدہ نہ آیا تو میں تمہیں بھی اس دنیا کا ایک فرد سمجھ کر معاف کر دوں گا اور یہاں سے کہیں آگے بڑھ جاؤں گا۔ ہاں یہ بات میں تم سے اس وجہ سے کہہ رہا ہوں کہ آنکھ پیر! کہ اگر تم مجھے وہاں سے نہ بھی نکال سکو اور اپنا وعدہ پورا نہ کر سکو تب بھی میں ان توہوں کا مالک ہوں کہ وہ قید خانے مجھے نہیں روک سکیں گے۔“

”بہر صورت ہم لوگوں نے بھی دوستی کی ابتدا کی ہے ایک دوسرے کو سمجھنے کے لیے کچھ وقت تو درکار ہوگا۔ میں تم سے کچھ دعوے کر رہا ہوں اگر تم ان پر یقین کر لو تو یہ تمہاری سادگی ہوگی ہاں آگے والا وقت اگر ان دعووں کی سچائی ثابت کرنے کا تو تم آئندہ بھی میرے لیے بوجہ اعتماد کرتے رہنا اور یہی ہماری اس دنیا کا طریقہ ہے۔“

”ٹھیک ہے میں اس سے متکر نہیں ہوں۔ میں نے جواب دیا۔“
”سورج اپنے سفر کا ایک حصہ طے کر چکا تھا جب آنکھ پیر مجھے لے کر اپنی کار میں بیٹھ گیا۔ اس نے مجھے اپنے نزدیک بٹھایا اور کار اسٹارٹ کر کے آگے بڑھا دی۔ اس کا شش شایدا کسی جانب تھا۔ جہاں سے وہ مجھے لایا تھا اور تھوڑی دیر کے بعد میرے انداز کے لیے تصدیق ہو گئی کہ آنکھ پیر اسی عمارت میں داخل ہو گیا تھا۔ کار کھڑی کر کے اس نے مجھ سے پیچھے اترنے کی درخواست کی اور پھر میرے ساتھ اس کی کمرے میں بیٹھ گیا جہاں وہ بڑا بولیں افسر موجود تھا بولیں افسر نے کمرے ہو کر آنکھ پیر کا استقبال کیا تھا اور پھر اس نے متحیرانہ لگا ہوں سے میری جانب دیکھا۔“

”ہیلو پیر پیر! میں آپ؟ ویسے آپ کے ساتھ اس شخص کو اس انداز میں دیکھ کر مجھے ششید حیرت ہوئی۔“
”مالک! اس سے قبل بھی آپ میرے سلسلے میں کبھی ایس نہیں رہے۔“

”ہم آپ کی عظمت اور آپ کے تعاون کا دل سے اعتراف کرتے ہیں آپ واقعی بہت اعلیٰ انسان ہیں، میں مسٹر پیر! لیکن میں بے چین ہوں کہ وہ غفلتوں سنوں جو اس شخص اور آپ کے درمیان ہوئی ہے؟“
”اس نے پچی کے قتل کا اعتراف کر لیا ہے۔ پیر پیر نے جواب دیا۔
”کیا؟“ بولیں افسر اچھل پڑا۔

”ہاں۔ اس نے جو کچھ بتایا ہے وہ بڑا عجیب چیز ہے۔“
”کیا بتایا ہے اس نے؟“

”پیشی کے قتل کی وجہ دولت نہیں بلکہ رقابت ہے“
 ”اور اگر بادولت کے واسے میں کچھ نہیں تیر چل سکا یا
 نہیں“

سکتے ہیں۔ اب سوال یہ پیدا ہوتا ہے کہ یہ شخص قابل ہے لیکن کیا یہ اس قتل کا اعتراف کرے گا؟

اسلام خیرہ لگتی تھی۔ اور ان لوگوں نے مجھے اپنے ساتھ چلنے کو کہا۔ میں
ایک ماہ انداز میں ان کے ساتھ اس قید خانے تک پہنچ گیا جسے اس شخص
نے قاتلوں کی کو بھڑی کہا تھا۔

ڈال دی گئیں ان کی وجہ سے چلنے میں دقت ہو رہی تھی۔
 اگر میں چاہتا تو ایک جھکے سے ان مسلمانوں کو اپنے پیسے میں
 سے نکال سکتا تھا پر وہ عیسائی لیکن میں نے اس دنیا کی پوری تصویر
 دیکھنا چاہتا تھا اور اس سے لطف اندوز ہونا چاہتا تھا پھر میں نے
 کوئی تعرض نہیں کیا اور ان لوگوں کے ساتھ باہر نکل آیا۔

کرے گا لیکن اس نے یہ ساری باتیں صرف اس لیے کہی ہوں کہ اپنے سر سے بلا ٹال دے اور اس کی سادہ برقرار رہے یعنی پولیس والے جو اس پر بھر دوسرے کرتے تھے اور حکومت کی نگاہوں میں جو اس کی حیثیت تھی اسے برقرار رکھنے کے لیے اس نے میری زبان سے پٹکی کے قتل کا اعتراف کر لیا ہوا اور اس کے بعد اپنا کام ختم کر دیا۔ ہر چنانچہ یہ فیصلہ میں نے سوچا کہ اگر مقامی اعداء و دشمنوں کے مطابق تین دن اور تین راتیں گزریں تو پھر میں اپنے طور پر خود کو آزاد سمجھوں گا۔ اور یہاں سے نکل جاؤں گا۔ میں سوچوں گا کہ جو کچھ کرنا ہے مجھے خود کرنا ہے اور اب کسی کی مدد قبول کرنا ناپاک حماقت ہوگی۔ اس نے خیال کے تحت پرو فیئر: میں نے چند باتیں اور بھی سوچیں تھیں مثلاً یہ کہ اب کسی کا سہارا نہ لے سکیں کیا جائے۔ دنیا میں رہنے والے بے شمار لوگ اپنے طور پر زندگی گزارتے ہیں ان میں کچھ بے سیدھے اور مصوم لوگ بھی ہوں گے جو دنیا کے ان بنگالوں سے دور ہوں گے اور ان چالاک لوگوں کا ساتھ دے دے پلٹے ہوں جو صرف اپنی مطلب برائی کے لیے زندہ ہوں لیکن بالآخر بے لگ و بے زندگی تو گزارتے ہی ہوں گے۔ تو میں کیوں ڈانسی کے انداز میں زندگی گزارنے والوں میں شامل ہو جاؤں۔ میرے ساتھ تو بڑی آسائیاں تھیں لیکن یہ کہ میں ان کی طرح مصوم نہیں تھا اور اپنے لیے کوئی بھی جگہ نہ لے سکتا تھا۔ یہی بہتر تھا کہ پرو فیئر: اور تین دن اور تین راتوں کا انتظار کرنا میں نے ضروری خیال کیا تھا لیکن مجھے زیادہ انتظار کرنا پڑا۔ وہ پہلی ہی رات صبح جب چاروں طرف مکمل تاریکی اور خاموشی چھا چکی تھی جس جگہ میں قید تھا وہاں سے کچھ فاصلے پر ایک سی سی بی روشنی پھیلی ہوئی تھی اس روشنی میں وہ شخص نظر آتا تھا جو ہاتھ میں لمبا سا انٹھی بھجیا رہے ہوئے گشت کر رہا تھا غالباً یہ میرے دار تھا جو قیدیوں کی کوٹھڑیوں کی نگرانی کرتا ہو گا۔ جب بھی وہ میرے سامنے سے گزرتا اس کے جوتوں کی چاپ مجھے اس کی جانب متوجہ کر دیتی اور اس وقت وہ تین میرے سامنے تھا جب میں نے اچانک اس کے ہاتھ سے اس کا انٹھی بھجیا ہینچے گرتے ہوئے دیکھا چند ساعت وہ شخص حیران سا کھڑا رہا اور پھر کھٹے ہوئے دھت کی مانند زمین پر گر ا۔ اس کے اس طرح گرنے کی وجہ میری سمجھ میں نہیں آئی تھی میں پھر تک اسے دیکھنے لگا اور اسی لمحے مجھے یاد ہوا کہ میں اس میں ایک شخص نظر آیا جو بڑی پھرتی سے وہاں تک پہنچا تھا۔ اس نے خنجر مار کر زمین پر پڑے ہوئے محافظ کی بے ہوشی کا فائدہ لے لیا اور پھر میری کوٹھڑی کی جانب دیکھا۔ میں اٹھ کر سلاموں والے دروازے کے نزدیک آ گیا تھا۔ دوسرے لمحے وہ شخص میرے نزدیک پہنچ گیا، اس کا چہرہ بھی یاد ہوا کہ میں ڈھکا ہوا تھا جس کی وجہ سے مجھے اس کی صورت نظر نہیں آ رہی تھی البتہ میں نے اس کی آواز سنی۔

گولڈ: "اور میں اس کی آواز پہچان گیا۔ یہ یقیناً آنرک پیٹر تھا۔"

"مشرقی پڑے میں نے اسے جواب دیا۔"

"ہاں ذرا اچھے بٹ جاؤ میں یہ تالا کھولوں گا۔" اس نے کہا اور میں تھوڑا سا پیچھے ہٹ کر اس کی کالہائی دیکھنے لگا۔ آنرک پیٹر نے اپنے لباس میں سے ایک عجیب سا آنرک لٹکا ہوا پیر اس نے اس کا کوئی بدن دیا۔ ایک ہلکی سی گھر گھر اسٹ کی آواز بن کر آئی۔ گئی۔ اور آنرک پیٹر نے وہ آنرک اسے لے لیا۔ شاید اس کے پاس تلے کی جالی نہیں تھی لیکن آلات کی حکومت عجیب تھی خود کار آگے سے ایک پٹری کی آری منک تھی اور یہ آری تلے کے لوہے کو کاٹ رہی تھی۔ کیسی کیسی عجیب و غریب چیزیں ایجاد کر رہی ہیں ان لوگوں نے۔ میں سوچنے لگا۔ چند سات کے بعد تلے کا وہ حصہ کٹ گیا جو اسے بند کرنے کے لیے تھا اور تالا مکمل کر کے پٹے تک گیا۔ آنرک پیٹر نے تالا کھول دیا اور پھر سلاموں والے دروازے کھول دیا۔ "آجائو۔" اس نے کہا اور میں کھلے ہوئے دروازے سے باہر نکل آیا۔ میرے ساتھ پٹے تھے۔ لیکن پھر شہر کی کالہائی اور ہاں یہ پستول سنبھال لو اگر کسی طرف سے کوئی خطرہ محسوس ہو تو بے دروغ فائر کر دینا۔ کیا تم ایسے استعمال سے واقف ہو؟"

"نہیں۔ یہ میرے لیے بے کار ہے اور تم نے کوئی نہ ہو خطرات سے بچنے کا دوسرا طریقہ مجھے آتا ہے۔ میں نے جواب دیا اور آنرک پیٹر نے پستول وہاں سے لے کر اپنے پاس رکھ لیا پھر میرا بازو دیکھ کر بڑھنے لگا۔ میں نے یہ کیا کہ تھوڑے تھوڑے فاصلے پر لوگ بے ہوش پڑتے ہیں اور مجھے آنرک پیٹر کا وہ پستول یاد آ گیا جس کا اگلا حصہ عام پستولوں کی مانند نہیں تھا۔ اور جس سے ایک ممتاز نکل کر میرے چہرے سے ٹکرایا تھا۔ یہ دوسری بات ہے کہ وہ مجھے کوئی نقصان نہیں پہنچا سکا تھا۔ یقیناً آنرک پیٹر نے ایسی ہی کسی چیز سے ان لوگوں کو بے ہوش کیا ہو گا۔ اور پرو فیئر: ہر گز تم تو ہر دوسرے ہونے سے ہیں ان کی نوعیت ذرا مختلف تھی اور کسی بھی عزم کو اپنا کر کام انجام دینے کے لیے یا تو جالا سے اسے اور پرو فیئر: ہو کر لانا پڑتا تھا یا پھر وہ اتنی قوت رکھتا تھا کہ دوسرے مدافعت نہ کر سکیں لیکن اس دورے کے مجرم نے خود کو پرو فیئر: رکھنے کے لیے بہت سے انتظامات بھی کر لیے تھے اور آلات اس کے ہر گھر معاون تھے۔ بے ہوش لوگوں کے درمیان سے گزر کر آنرک پیٹر ایک ایسی دیوار کے قریب پہنچ گیا جو خامی بلندی تھی لیکن اس دیوار سے کسی ایک میز پر بھی کوئی تھی۔ سیدھی دیوار کے اوپر ہی جسے میں کسی جگہ چھوڑا دیا تھا اسے اس کا انتخاب بھی بہتر نہیں تھا کیونکہ یہاں گہری تاریکی چھائی ہوئی تھی اور کوئی ایسی جگہ نہیں تھی جہاں سے اس حصے کو دیکھا جاسکے۔ یہ میری قریب پہنچ کر

آنرک نے میرا رخ پھینچا اور بولا۔

"بس مشر گولڈ! اس میز پر سے تم آکر پہنچ جاؤ اس کا دوسرا حصہ باہر لٹکا ہوا ہے۔"

"اور تم؟" میں نے سوال کیا۔

"میں بھی تم سے پیچھے پیچھے ہی آ رہا ہوں۔ دیوار کی دوسری جانب تم میرا انتظار کرو۔"

"ٹھیک ہے۔ میں نے کہا اور سیدھی کی مضبوطی کا اندازہ کرنے لگا۔ اور اس کے بعد میں ایمنان سے چڑھتا ہوا اوپر پہنچا اور پھر اسی طرح میز پر سے دوسری جانب آ کر گیا۔ آنرک پیٹر کی ہوشیاری ہر لمحہ حیرت تھی۔ یہ صورت وہ اپنے وقت کا ذہن انسان تھا۔ اور چند ساعت کے بعد یہ وہیں انسان میرے نزدیک پہنچ گیا۔ سیدھی اس نے اسی طرح کہنے دی تھی۔ میرا ہاتھ پکڑ کر وہ تاریکی میں دیوار کے کچھ سے کافی دور ایک درخت کے نیچے پہنچ گیا جہاں سیاہ رنگ کی ایک کاکڑی ہوتی تھی۔ آنرک پیٹر نے اس کا دروازہ کھولا اور مجھے اندر لے گئے۔ درخت کی۔ میں بیٹھ گیا اور پھر اس نے کار جیلا دی اور اب اس نے اپنا چہرہ بھی کھول لیا تھا۔ اس کا چہرہ کچھ رٹا ہوا تھا۔ بھی دوسرا رخ اور فیدلادی تھا حالانکہ اچھا خاصا عرسیدہ تھا لیکن اس کے انداز میں جو انوں کی سی پھرتی تھی۔

"کیسی گزری میرے دوست؟ تھوڑی دیر کے بعد اس نے سوال کیا۔"

"مناسب کوئی ایسی بات نہیں ہوئی جو میرے لیے باعث ترقی ہوئی لیکن پٹری میں اس عمارت کے سامنے میں نے معلوم ہوا؟ تم نے یہ اندازہ کیسے لگایا کہ اس عمارت سے یہاں پہنچا دیا گیا ہے؟"

"میری اس بات پر آنرک پیٹر نے ہنسی پر ہلکا سا جھلکائی۔ پھر اس نے گردن ہلاتے ہوئے کہا: "میرے دوست! کیا تم مجھے کوئی بوجھ انسان سمجھتے ہو۔ اگر ایسی بات ہے تو یہ خیال اپنے ذہن سے نکال دو۔ ممکن ہے آئے والے وقت میں آنرک پیٹر تمہارا بہترین دوست ثابت ہو۔ میں جانتا ہوں کہ اس وقت تک مجھ پر ہر دوسرے کیسے جھبٹا کہ میں عملی طور پر تمہیں اس بات کا ثبوت نہ دوں اور جب کہ تم نے بتایا ہے کہ اپنی دنیا سے آنے کے بعد میں اس دنیا کو دیکھنے کے لیے آچھے لوگوں کی تلاش رہی ہے لیکن ہر شخص اپنی مطلب براری کے لیے قسے منسا رہے اور کسی نے تمہارے حالات اور تمہارے مسائل کو جاننے کی کوشش نہیں کی۔ نہ ہی کسی نے تمہاری خواہش پوری کرنے میں تمہاری مدد کی لیکن آنرک پیٹر ان لوگوں سے مختلف ہو گا۔ میں نے بھی کہہ چکا ہوں کہ تمہاری ذات سے میرا کچھ مفاد بھی وابستہ ہے یعنی میں ان لوگوں میں نہیں ہوں جو یہ کہیں کہ وہ صرف تمہاری خاطر ہر اقدام کر رہے ہیں یا دوستی نہ چاہتے ہیں بلکہ میں تمہارے کچھ

ہوں کہ تم میری مدد کرو اور میں تمہاری۔"

"ٹھیک ہے آنرک پیٹر! یہ بات تو تمہارے اور تمہارے درمیان طے ہو چکی ہے۔"

"ہاں یقیناً۔ تو جب آنرک پیٹر تمہارا دوست ہے اور اس نے تم سے ایک وعدہ کیا تھا تو کیا وہ تمہارے خیال میں تمہیں نظر انداز کر دیتا ہے۔"

"نہیں یہ بات نہیں ہے لیکن اس کے باوجود مجھے حیرت ہے کہ تم اتنی آسانی سے اس جگہ پہنچ کیسے گئے جہاں مجھے قید کیا گیا تھا؟"

"ہاں۔ اور اس کی وجہ یہ ہے کہ میں نے یہیں اپنے پاس سے یہاں پہنچانے کے بعد ہر لمحہ تمہاری خبر رکھی تھی میں نے وہاں تک بھی تمہارا تعاقب کیا تھا۔ جہاں سے جا کر تم سے اس سلسلے میں اختلاہ کر لیا گیا۔ اور اس کے بعد سے اس عمارت تک بھی۔ ورنہ تم خود سوچو اتنی بڑی عمارت میں کسی ایک کو کھڑی کو تلاش کر لینا کوئی آسان کام تو نہیں ہے اور پھر ممکن تھا کہ تم اس وقت سو رہے ہو تو اس بات کا مطلب یہی ہے کہ میں تمہاری طرف سے غافل نہیں تھا صرف موقع کا منتظر تھا کہ تمہاری مدد کروں اور جو بھی مجھے موقع ملا وہیں آزاد کر کے یہاں لے آیا اور میرے دوست گولڈ! اب تم مکمل طور پر آزاد ہو تم دیکھو گے کہ میں تمہارے لیے کیا کیا کرتا ہوں۔ آنرک پیٹر کی کار اس کی اپنی عمارت میں داخل ہو گئی تھی۔

عمار کے اس حصے میں، میں پہلے نہیں آیا تھا۔ یوں بھی میں نے بہت مختصر وقت اس عمارت میں گزارا تھا اور میرے طور سے اسے دیکھا بھی نہیں تھا۔ ہر حال ایک کمرے میں پہنچ کر آنرک نے کمرے کی ایک دیوار میں کچھ کیا اور وہ دیوار ایک طرف سرک گئی میں تعجب سے اس کا ردوائی کو دیکھنے لگا۔ دیوار کے دوسری طرف یہ حیل بنی ہوئی تھیں کشادہ اور چوڑی میز حیل بنی ہوئی تھیں چلی گئی تھیں گویا اس عمارت کے نیچے بھی کچھ تھا۔

پہلی سیدھی پر قدم رکھتے ہی روشنی پھیل گئی۔ میں نے چرک کر جالوں طرف دیکھا اور پھر میرے ہونٹوں پر مسکراہٹ پھیل گئی۔

آنرک پیٹر دوسرا سلاموں تھا، اور اب تو بار بار یہ کہتے ہوئے خود کو بھی عجیب سا لگتا ہے پرو فیئر: اگر ہر دور میں ایسے لوگ موجود تھے تو چاہے دور کے اہم ترین لوگ کھلا سکتے تھے۔

آنرک پیٹر میرے آگے آگے چلتا رہا۔ عمارت کے نیچے ایک اور باقاعدہ عمارت بنی ہوئی تھی جس میں فردیات زندگی کے سامنے لوازمات جمع کر دیے گئے تھے۔ آنرک پیٹر نے ان کمروں کو بھی دیکھنا کیا اور اس کے بعد مجھے کہنے لگا۔

"دیکھو گولڈ! اور اگر کسی چیز کی کوئی ہوتو مجھے بتاؤ۔"

"اودہ آنرک پیٹر! گولڈ ہر سال اسے زندگی گزارنے کا مادی

ہے میں نے جواب دیا۔
 "ٹھیک ہے لیکن میں نہیں چاہتا گولڈ کہ تم ایک بے چارگی
 کی زندگی گزارو۔"
 "بیچارگی میرے ذہن میں کبھی پیدا نہیں ہوتی مسٹر پیٹر"
 میں نے کہا۔

میں مانتا ہوں مسٹر گولڈ، لیکن پیٹری دوستی یہ بات نہیں
 ماننی کہ اس کا دوست کسی تکلیف کا شکار ہو۔

"بہر صورت تمہارے ان جذبات کا شکریہ مسٹر پیٹر! میں نے
 کہا اور پیٹر مسکراتے ہوئے بولا۔

"میں مسٹر گولڈ، شکریہ کی بات نہیں ہے میں چاہتا ہوں کہ
 تم اپنی تمام ضروریات مکمل طور پر آسانی پوری کرو۔"

"شکریہ، ایک بار اور شکریہ، ویسے مسٹر پیٹر مجھے کسی چیز کی
 ضرورت نہیں ہے۔ البتہ ایک بات مجھے بتاؤ۔"

"ہاں ہاں پیٹر۔" آنزک پیٹر نے کہا۔
 "کیا مجھے اس عمارت میں قید رہنا پڑے گا؟"

"نہیں ہرگز نہیں۔"
 "تو پھر تم مجھے یہاں کیوں لائے ہو؟"

"ایسے ہی کچھ وقت کے لیے۔ میں نہیں چاہتا کہ ابھی کسی کو یہ
 بات معلوم ہو کہ تم جیل سے بھاگ کر یہاں آئے ہو۔"

"اس کے بعد کیا ہوگا؟" میں نے سوال کیا۔
 "اس کے بعد آنزک پیٹر مسکرایا۔ اس کے بعد تم اپنی پیشکش

بدل دو گے۔"

"کیا مطلب؟" میں نے پچھری سے دیکھتے ہوئے کہا۔
 "مطلب یہ کہ تمہارے یہ خدو خال بدل جائیں گے، متاثری یہ

رنگت بدل جائے گی۔ تمہیں وہ اس دوسری شکل میں نہیں پہچان
 سکیں گے۔ آنزک پیٹر نے مسکراتے ہوئے کہا۔

"اوہ۔ میرے لیے یہ ایک دلچسپ تجربہ ہو گا مسٹر آنزک پیٹر!"
 "تمہارے لیے اور بھی تجربے بڑے دلچسپ ہوں گے مسٹر گولڈ!"

آنزک پیٹر نے ہنستے ہوئے کہا اور میں بھی ہنسنے لگا۔
 "لیکن آنزک پیٹر! مجھے تم یہ بتاؤ کہ آخر تم میری ذات میں اس

قدر دلچسپی کیوں لے رہے ہو؟" میں نے سوال کیا۔
 "دیکھو گولڈ، اگر میں تم سے یہ کہوں کہ میں فرشتہ ہوں اور

اس زمین پر بلاوجہ آگیا ہوں لوگوں کی خدمت کرنے تو بہ بات تو بین
 قیاس نہیں ہے چنانچہ جھوٹ ہوگی۔"

"مخوب، تو پھر۔" میں نے دلچسپ نگاہوں سے اسے دیکھتے
 ہوئے پوچھا۔
 "چنانچہ میں تم پر یہ بات وضع کر دینا چاہتا ہوں گولڈ، کہ

میں بھی اس دنیا کا ایک فرد ہوں جس میں لالچ اور خود غرضی یہی پہلی

سہ ہے۔ گولڈ! اگر میں چاہوں کہ تمام اچھائیوں کو اپنا لوں لیکن ایسا
 کوئی کام نہ کروں جس سے کسی کو تکلیف ہو یا اسے لالچ سے قہر کیلئے

تو میں اس دنیا میں بہت پیچھے رہ جاؤں اتنا پیچھے کہ پھر لوگ دنیا
 میں کسی آنزک پیٹر کا نام نہیں جان سکیں گے یہاں کا ہر شخص بڑے

اچھے خیالات رکھتا ہے اگر تم اس سے بات کرو گے تو وہ تمہیں نیکیوں
 کی تلقین کرے گا۔ اچھائیوں کے وہ راستے دکھائے گا کہ تم اس کی عظمت

کے قائل ہو جاؤ گے۔ اور یہ راستے بتانے کے بعد وہ خود ایک چور
 دروازے سے باہر نکل جائے گا۔ اور ان بڑائیوں میں معروف ہو جائے

گا جو اس کی زندگی کو عمدہ راستہ دے سکے۔ ایک طرف سے تم یوں سمجھو
 کہ وہ تمہیں تلقین کرے کہ خود وہی کام کرے گا۔ بس مجبوریاں ہیں انسان

کے ساتھ۔ تم یوں سمجھو کہ اس نئی تہذیب نے انسان کو جن راہوں
 پر لا ڈالا ہے ان میں خود غمناقی بہت زیادہ ہے۔ خاص طور پر کلید دروازے

سے کہ انسان مجبور ہو گیا ہے کہ نیکی کے پرفے میں چھپ کر غمناقی
 کرے، اس کی وجہ یہی ہے کہ ہم لوگ جن حالات کا شکار ہیں ان

سے نمٹنے کی کوئی صورت ہمارے پاس نہیں ہے ہم لوگوں کے اعتراضات
 لا محدود ہیں جبکہ وسائل محدود۔ اور ان لا محدود اعتراضات کو محدود

وسائل سے پورا کرنا ناممکن مشکل کام ہے چنانچہ یہ ہماری مجبوری ہے
 کہ ہم نیکی کے راستے دوسروں کو تو دکھا سکتے ہیں لیکن خود ان پر نہیں

چل سکتے۔ اور اس خود غمناقی کے لیے بعض اوقات صرف ایک سچا جذبہ
 اور نیکیوں کا راستہ کافی نہیں ہوتا۔ انسان کو وہ سب کچھ کرنا پڑتا ہے

جس کے لیے اس کا ضمیر اسے اجازت نہیں دیتا لیکن ضمیر کی اجازت
 حالات کا تقاضا نہیں ہے حالات کہتے ہیں کہ ضمیر کے خلاف کام کرو۔

اور سچائیوں پر چلنے والا انسان جب ناکامیوں سے اکتا جاتا ہے تو
 وہ سوچتا ہے کہ ٹھیک ہے کیوں نہ مسائل سے دوسرے ذریعوں سے

نبرد آزما ہو جائے۔ اور یہ دوسرے ذرائع چھپے ہوئے ہوتے ہیں جن
 کے بارے میں میں نے ابھی تمہیں بتایا ہے۔ وہ سوچتا ہے کہ اس کا ضمیر

اسے کھانے کے لیے نہیں دے سکتا۔ تو اس وقت وہ غلط راستوں
 پر چل پڑتا ہے۔

تو میرے دوست! یہ ساری تمہیدیں میں نے اس لیے لکھی
 ہیں کہ میں تم پر یہ واضح کر دینا چاہتا ہوں کہ تم میں میری دلچسپی

بے مقصد نہیں ہے۔
 "مخوب، اور مجھے یہ بات پسند آتی ہے!"

"شکریہ، لیکن کیا تم اس کی وضاحت کرنا پسند کرو گے ڈیئر
 گولڈ! مسٹر آنزک پیٹر نے مسکراتے ہوئے سوال کیا۔

"ہاں ضرور۔ ڈیئر آنزک متاثری اس دنیا میں اب تک
 میرا جن لوگوں سے بھی رابطہ رہا۔ میں تمہیں بتا چکا ہوں کہ ان

میں سے ہر شخص نے مجھ سے کچھ نہ کچھ طلب کیا۔ اکثر کہیں بہت سے لوگوں کا مطلوب بلاوجہ ہی رہا ہوں حالانکہ میں نے اپنے اندر ایسی کوئی خوبی نہیں پائی جس سے میں اپنے آپ کو نہ کچھوں کر دوسرے کیلئے مجبور ہوں لیکن انہوں نے کسی نہ کسی طرح مجھ سے کوئی کام لگانے کی کوشش فرمادی۔ مجھے یہ بات ناپسند نہیں ہے لیکن دراصل اس بات کا مقصد دوسرا ہے میں جس دنیا سے آیا ہوں وہ بڑی سادہ سی دنیا ہے بڑی انوکھی اور بڑی معصوم لوگوں کی دنیا لیکن میں انکے مجھے جو تجربات پہنچے ہیں وہ میرے لیے بڑے حیرت انگیز ہیں لیکن اس کے باوجود میرے انوکھے پیش میں یہ چاہتا ہوں کہ اس دنیا میں رہوں اور اس دنیا کو دیکھوں۔ اس دنیا کی یہ بات میرے لیے بے حد ماضی پرور اور میں اس کے بارے میں مکمل معلومات چاہتا ہوں، اسی حالت میں جب میں کچھ چاہتا تھا میں نے لوگوں سے تعاون بھی کیا۔ لیکن ایسے لوگ جو خود مجھ سے تعاون چاہتے ہیں مگر حیب میں انہیں میں پھنستا ہوں تو بھگتا جاتے ہیں میرے لیے کسی طرح قابل قبول ہو سکتے ہیں۔ ظاہر ہے میں نے انہیں ناپسند کیا۔ اب تم خود ہی دیکھو میری جسمانی قوتیں بے پناہ ہیں میں نے یہ تعریف نہیں کرنا بلکہ تم خود دیکھ لو گے کہ میں عام لوگوں سے دس گنا زیادہ طاقتور ہوں بلکہ شایدا اس سے بھی کچھ زیادہ ہے۔

جواب دیا۔
"تو تین ہمارے اس جدید دنیا میں آئے ہوئے کتنا عرصہ گزرا ہے گولڈ؟ پھر انوکھے کے سوال کیا اور میں چونک کر انہیں انکے عجیب و غریب عقائد کی ضرورت تھی میرے الفاظ متقبل نہ کیں سائنس دان کو میرے عقائد متنبہ بھی کر سکتے تھے چنانچہ میں محتاط ہو گیا۔ کچھ زیادہ نہیں سڑا انوکھ: بس کچھ عرصہ ہوا ہے میں نے جواب دیا۔

"تو سب سے پہلے جب تم اس دنیا میں آئے تو تم نے اپنا وقت کہاں گزارا؟

سب سے پہلا سوال کیا تھا سڑا انوکھ نے چنانچہ میں نے جواب دیا۔ سڑا پھر انوکھ: اس دنیا میں میں نے سب سے پہلا نظر جو دیکھا تھا مکمل لوگ اسے جہانی مقابلوں کا نام دیتے ہوئے جو کہ میری بستی میں بھی یہ مقابلے ہوتے تھے لیکن بغیر کسی لالچ یا فربہ کے صرف ایک کھیل کی حیثیت سے چنانچہ میں نے سب سے پہلی کھیل بھلاؤ ایک لڑنے والے کو شکست دے دی جو دوسرے تمام لوگوں سے جیت گیا تھا لیکن میری حیثیت دیکھ کر کچھ لوگوں نے مجھ پر فخر چلایا اور مجھے مجبور کیا کہ میں اس کے لیے صرف ان کے لیے کاروباری طور پر لڑوں۔ انوکھ پھر انہیں نے ان کے ساتھ تعاون کیا اور انہیں بہت بڑی حیثیت دلادی۔ یعنی انہوں نے مجھے جس شخص سے بھی لڑایا میں نے اسے شکست دے دی اور اس کے بعد میں نے ان سے صرف

ایک درخواست کی ہے

"وہ کیا ہے؟ انوکھ پھر نے پیچھے سے پوچھا۔
"وہ یہ سڑا پھر کہ میں اس دنیا کو دیکھنا چاہتا ہوں اس دور کی تمام ایجادات سے واقف ہونا چاہتا ہوں اور ان لوگوں نے مجھ سے وعدہ کیا کہ وہ مجھے یہ ساری دنیا کو دکھائیں گے۔ سو انوکھ پھر ان کے بعد ان لوگوں نے میری تربیت کے لیے ایک لڑکی کو مترب کیا جو مجھے اس دنیا کے ماحول کے مطابق آداب سکھانے لگی۔

پھر ایسا ہوا کہ لڑکی نے مجھے پسند کر لیا اور میں نے بھی اسے پسند کر لیا لیکن مجھے دانے والوں نے سوچا کہ میں لڑکی کی محبت میری جسمانی قوتیں داخل کر دے چنانچہ وہ لوگ مجھ سے ناراض ہو گئے۔ میں نے ان کی ناراضگی کی پروا نہ کی اور لڑکی کو خود سے الگ کرنے کا خیال ترک کر دیا تب انہوں نے مجھ پر تسلط جانے کی کوشش کی اور میری بات ان کے لیے خط نہایت ہوئی تم خود سوچو انوکھ پھر انہیں کہ جو ان سے وعدہ کر چکا تھا کہ ان کے لیے یہ کام کروں گا جو ان کی خواہش ہے لیکن انہوں نے جس انداز میں مجھے پسند کیا تھا اور جس لیے پسند کیا تھا اس کے بعد میں نے یہ سوچا تھا کہ میری ذمہ داری ہے باقی میری ذات پر پورے بھانا کہ اس کی حفاظت ہی تھی۔

لیکن وہ شخص زمانا جو مجھے لڑا تھا اور مجبورائیں نے اسے مجبور دیا اور اس کے بعد کے حالات کسی حد تک متاثر ہوئے ہیں۔ تو انوکھ پھر انوکھ میں نے اسے کسی کام اس کا تو میرے اوّل گامیں وعدہ کرنا ہوں کہ تم سے اخراج نہیں کروں گا لیکن میری ذات پر تسلط جانے کی کوشش مت کرنا۔
"وہ میرے دوست وعدہ۔ انوکھ پھر نے میرے شانے پر ہاتھ رکھتے ہوئے کہا۔

"تو اسے بتاؤ تم مجھ سے کیا چاہتے ہو؟
"مرا تیری جلدی کیا ہے۔ ہاں اس بات کا یقین دلاتا ہوں کہ میں تم سے وہ کچھ نہیں چاہوں گا جو تم ذکر سکوا۔ انہوں نے تیسری دفعہ نیشنل ریپر بنادیا لیکن میں تم سے لیا کام نہیں چاہوں گا۔ البتہ جو کام میں تم سے کہوں تم اس کے بارے میں یہ سمجھ کر کہ میں اس کی ضرورت ہے۔
"ٹھیک ہے لیکن مجھے اشارہ دینا تو کچھ بتا دو۔

"تم یقین کر لو گولڈ کوئی ایسا کام نہیں ہوگا جس میں تمہیں کسی بھی قسم کی الجھن کا شکار ہونا پڑے بلکہ ایک طرح سے میں تمہیں متاثر کرنا بتاؤں گا تو تم خوش ہو گے۔

"چلو ٹھیک ہے" مجھے اتنی جلدی بھی نہیں ہے جیسا تم کہہ رہے ہو بلکہ یہی مناسب ہے لیکن یہ قید میرے کچھ زیادہ پسند نہ نہیں ہے تم کوئی ایسی ترکیب نکالو کہ میں اس دنیا میں اپنے لیے کوئی مقام حاصل کر سکوں۔

"میں تم سے کہ چکا ہوں کہ تم اس سلسلے میں بالکل بے فکر ہو۔
"وہی طور پر تینیں یہاں رکنا پڑا ہے لیکن بہت جلد شاید مکمل میں تین آزادی دے دوں گا۔

"ٹھیک ہے؟ میں نے جواب دیا۔
"اچھا تم آرام کرو۔ کافی وقت گزر چکا ہے میں چلتا ہوں۔
"ٹھیک ہے میں نے جواب دیا اور انوکھ پھر مجھ سے ہاتھ ملا کر رخصت ہو گیا۔

اس کے جانے کے بعد میں نے آرام دہ رہائش گاہ کو دیکھا۔ اور سڑا کرتے ہوئے گردن بلا دی۔ کتنے ہنگامے ہیں اس دنیا میں۔ لوگوں نے اچھا زندگی اختیار کرنے کے لیے کیا کیا ذرائع اختیار کیے ہیں حالانکہ انسان کتنی معمولی چیز ہے نہ صدیاں فنا ہو گئیں کوئی باقی نہ رہا اور وہ جنہوں نے اپنی زندگیاں وقف کر دی تھیں بہت ماحول حاصل کرنے کے لیے آج اپنا سب کچھ چھوڑ کر یہاں سے رخصت ہو گئے ہیں۔
"میری بات دوسری تھی پر فلیور! میں اگر اس دنیا میں اپنے لیے نہایت اعلیٰ زندگی گزارنے کا بندوبست کرتا تو وہ بات حال ہی کیونکر میں باقی رہنے والوں میں سے تھا اور مجھے تو ابھی صدیاں دیکھنی تھیں لیکن شاید انسان کو اگر کوئی ایسی مل جائے جو اس کے تصور اور اس کے امکانات سے بالاتر ہو تو وہ اس شے سے دلچسپی پیدا کر بیٹھتا ہے۔ میں نے ضرورت نہیں محسوس کی تھی اس چیز کی کہ میں اپنے لیے کچھ کرتا۔ میں تو زمانہ گزر رہا تھا اور زمانے کو دیکھتا تھا یا تھا۔ دوسری صبح انوکھ پھر پھرتی دیر کے لیے میرے پاس آیا۔

"معاف کرنا میرے بے بس دوست! اس وقت میں ناشتہ ہوتا ہے ساتھ نہیں کر سکوں گا کیونکہ مجھ کو میری بیٹی ایسی میرے ساتھ ناشتہ کرتی ہے اور چونکہ ابھی میں تینیں اس کے سامنے نہیں بیٹھاؤں گا۔ اس لیے مجھے ناشتہ اسی کے ساتھ کرنا پڑے گا۔

"وہ ان تکلفات کی ضرورت نہیں ہے انوکھ پھر میں کسی بھی چیز کو محسوس نہیں کرتا مجھے یقین ہے کہ تم مکمل طور پر میرا خیال رکھو گے چنانچہ تم جاؤ۔" اور انوکھ پھر چلا گیا، ناشتہ کے بعد میں پھر اس عینان سے بیٹھ کر گزرتے ہوئے کسی واقعہ کو سوچنے لگا۔ میرے پاس سوچنے کے لیے مواد کی کمی تھی ماضی کا کوئی بھی واقعہ میرے لیے دلچسپ یاد میں رکھتا تھا اور ان یادوں کے دوران وقت کا بہرہ جانا کوئی خاص حیثیت نہیں رکھتا تھا۔ اس وقت مجھے دن گزرا اور کچھ کا تھکاؤ کم اس کا اندازہ ان تہ خانوں میں نہیں ہو سکتا تھا۔ انوکھ پھر جب واپس آیا تو اس کے ہاتھ میں ایک چھری بیگ تھا۔ اس نے مسکراتے ہوئے میری جانب دیکھ کر گردن ہلاتی اور کہنے لگا۔

"یقیناً اس تبدیلی میں کو وقت ہوئی ہوگی میرے دوست! نہیں انوکھ: میں تو ہر چیز کا مادی ہوں کوئی خاص وقت

تو نہیں ہوتی میں اپنا ماضی یاد کر رہا تھا۔
"ہاں ماضی ہی ایک ایسی چیز ہے جو انسان کی اپنی ملکیت ہر لمحے جب چاہو واقعات کی غمزدگی میں واپس دہراؤ اور گزرتے ہوئے وقت کو دیکھو سو ہر صورت غمزدگی بہت تیزی سے گزرتی ہوئی ہوگی اسے دور کرنے کے لیے میں نے بندوبست کر لیا ہے۔
"تم اسے اس لباس میں کیا ہے؟
"تمہارے لیے ایک نیا چہرہ!"

"اوہ۔ ہاں میں دیکھنا چاہتا ہوں کہ تم اس سلسلے میں کس حد تک کامیاب ہو کر رہے ہو۔ ویسے مجھے یقین ہے کہ کوئی انوکھی چیز ہی ہوگی کیونکہ میں جن انوکھے انسانوں کے درمیان ہوں ان سے کوئی بات ناممکن نہیں ہے تو کیا تم میری گردن کو میرے شانوں سے اتار دو گے اور اس کے بعد کوئی نیا چہرہ میرے اس چہرے کی جگہ کر دے گے؟
"میں نے سوال کیا اور انوکھ پھر ہنس پڑا۔

"اوہ نہیں میرے دوست متاثر گردن اپنی جگہ چلی کی توں رہے گی میں بس تمہارے اندر تبدیلیاں پیدا کر دوں گا۔

"تب میں متاثر اس حیرت انگیز کارروائی کو دیکھنے کے لیے بیٹھ چوں ہوں میں نے کہا اور انوکھ پھر نے گردن ہلا دی پھر وہ اپنے ہاتھ میں پکڑے ہوئے کس کو ایک جگہ رکھ کر اسے کھولنے لگا۔ اس لباس سے اس نے مجھ میں کتنے نئے فائلے نکالے پھر ایک بے شمار کو دو رنگ سے لیا اور اسے میرے ہاتھ میں ایک جگہ سولہ میں نصب کر دیا اس کے بعد اس لباس کے کچھ بٹن دھانے اور اس سے ایک ایسی ہی آواز بلند ہوئی مگر اس نے مین دوبارہ بند کر دیا اور اسے کو میز پر رکھ دیا۔

"تو میرے دوست اب تم اپنا مکمل لباس اتار دو مجھے یقین ہے کہ تم اس میں جھجک محسوس نہیں کرو گے اور میرے ہونٹوں پر مسکراہٹ پھیل گئی ہے۔ وقوت انسان کہہ رہا ہے کہ میں اس کے سامنے لباس اتانے میں جھجک محسوس کروں گا۔ حالانکہ سچی بات تو یہ ہے کہ وہ پھر کہہ رہا ہے میں نے اپنے بدن سے لباس اتار دیا۔ انوکھ پھر میرے ہاتھ میں ہلا "بلاشبہ گولڈ تم سونے ہی کے بنے ہوئے معلوم ہوئے ہو میں تمہارے بدن کی ساخت پر متحیر ہوں مجھے یوں محسوس ہوتا ہے کہ جیسے کسی ماہر فنکار نے سونے کا یہ مجسمہ تیار کیا جو مجھے وہ کوئی بستی ہوگی جہاں تم رہتے ہو گے کیا تم اپنی بستی کے و احاطہ انسان ہو یا سب ملکر ہی مانند ہیں؟"

"نہیں میری بستی کے لوگ میری ہی مانند ہوتے ہیں۔
"مرد اور عورت سب؟
"ہاں۔"

”تب تو انوکھی بستی ہوگی وہ اور دنیا والوں کی نگاہوں میں سونے کی بستی۔“ انوکھ نہ سکتاتے ہوئے کہا اور چہرہ اپنا وہ آئینہ کے کمرے پر ڈیک پڑ گیا۔ ایک بار پھر اس نے آئے کھینچ دیا ہے اور وہی آواز پھر بلند ہوئی۔ تب اس نے آئے کمرے کے کھینچنے کو دیا اور اس آئے سے ہلکا سا جلد نکل کر منتشر ہونے لگا۔ یہ غبار میرے بدن پر جو رہا تھا اور جہاں جہاں میرا جتنا جا رہا تھا وہاں میرا رنگ سیاہی مائل ہوتا جا رہا تھا۔ انوکھ پیر پڑے انہماک سے اپنے کام میں مصروف تھا اور میرے بدن پر کوئی نشان نہیں چھوڑ رہا تھا یہ بیان تک کر پاؤں کے ناخنوں سے لے کر کہ میرے شانوں تک پہنچ گیا۔ پھر اس نے میرے ہاتھوں کو بھی اسی رنگ میں رنگا اور اس کے بعد اس نے مجھے آٹھ گھنٹیں اور منہ بند کرنے کے لیے کہا۔ میں نے اس کی ہدایت پر عمل کیا اور جہاں میرے چہرے سے نکلنے لگا۔ کوئی خاص احساس نہیں ہو رہا تھا۔ کوئی خاص بات نہیں تھی۔ میں بڑی دلچسپی سے اس کی ان حرکات کو محسوس کر رہا تھا پھر اس نے شاید پانچ گھنٹہ تک میرا چہرہ سے لاکر میں آنکھیں کھول دوں۔ میں نے آنکھیں کھول کر دیکھیں تب اس نے کچھ سوچا اور پھر دوبارہ اپنے اس آئے میں کچھ تبدیلیاں کرنے لگا۔ اس کے بعد اس نے میرے سر کے سنہری بالوں کو گہرے سیاہ رنگ میں رنگ دیا اور پھر فیروزہ ان تمام کاموں سے فارغ ہو کر اس نے آئینہ میرے سامنے کر دیا اور میں کشیدہ رہ گیا۔ ہاں یہ میں نہیں تھا۔ تھے دور کے انسان نے مجھے بھی تبدیل کر دیا تھا اور یہ تبدیلی میرے لیے کسی طور تکلیف دہ نہیں تھی۔ مجھے یہ احساس نہیں تھا کہ میرا خوبصورت رنگ تباہ ہو گیا بلکہ میں تو انسان کے اس خوبصورت کارنامے پر دلگہ تھا۔ یہ غلو کوئی طور نہ تو سمجھ رہا تھا میرے اپنے کسی کام میں کوئی وقت ہوتی ہے گویا انسانی سنوں میں اب تک میں نے جتنی نسلیں دیکھیں ان میں اپنے آپ پر اوپرینے حالات پر قادر جس قدر یہ غلو مجھے نظر آتی تھی اس سے پہلے اپنے لوگ کبھی نہیں دیکھے تھے میرا رنگ تبدیل کرنے کے بعد اس نے اپنے اس جادو کے کس سے کچھ اوپر چڑھیں نکالیں جن میں کچھ شیشیاں تھیں ان شیشیوں میں نیال بھرے ہوئے تھے۔ اس کے علاوہ ایک چوکور چھوٹے سے پکٹ میں کئی چیز کے پتلے پتلے ٹکڑے تھے۔ اس نے نیال میرے چہرے پر لگا کر ملا اور اس کے بعد اس نے اسی آئے سے میرے چہرے پر لگے ہوئے ٹکڑوں پر بھی وہی رنگ پھیر دیا جو اس نے میرے پورے بدن پر پھیرا تھا۔ اس بار جو میں آئینے کے سامنے گیا تو میرے سے میری آنکھیں بند ہو گئیں میں چشم تصور میں وہ شکل دیکھ رہا تھا جو ابھی آئینے میں نظر آتی تھی اور پرومیسر سلوانوس بھی شاید یہ کام کر سکتا ہو تو اپنا چہرہ ہی بدل گیا تھا وہ چہرہ جو صدیوں نے نہیں بگاڑا تھا۔ اس دور کے انسان نے بگاڑ کر رکھ دیا تھا۔ میں نے ایک گری سائنس لی اور انوکھ پیر کی طرف دیکھنے لگا۔

انوکھ پیر کے منہ میں ہلکا سا ہلکا سا پھیل رہی تھی۔

”تم سوچ رہے ہو گے میرے دوست کہ میں نے تمہارا سہرا رنگ تم سے چھین لیا ہے۔“

”نہیں میں یہ تو نہیں سمجھ رہا تھا البتہ یہ خیال میرے فہم میں تھا کہ ان الفاظ سے ضرور اسے تم اس مسئلے میں کیا کتنا چاہتے ہو۔“ میں جانا چاہتا ہوں کہ کیا تمہیں اتنا پسند ہے کہ تمہارا یہ رنگ مانتا رہ گیا۔“

”ہرگز نہیں بلکہ میں اپنی اس تبدیلی میں محسوس کر رہا ہوں۔“ ہاں تمہارے جیسے جیسے پسند انسان سے یہ بات بعید نہیں ہے لیکن یہ تو فخری سن کر تمہیں یقیناً خوشی ہوگی کہ تمہارا یہ رنگ عارضی ہے اور تمہارے چہرے پر جو یہ پلاٹنگ کے ٹکڑے چپکے ہوئے ہیں یہ ایک خاص چیز سے دھو کر اتارے جاسکتے ہیں اس کے علاوہ تمہارے بدن کا تمام رنگ بھی میرے تیار کردہ ماحول سے اثر کر رہی اصلی حالت میں واپس آسکتا ہے چنانچہ تمہیں ذرا عرصہ ٹھہرنے کی ضرورت نہیں۔“ میں تو ذرا بھی ٹھہرنے کا خیال نہیں ہوں انوکھ پیر! بہر صورت! اب کیا حکم ہے میرے لیے؟“

”میں اب اپنا لباس پہن لو۔“ انوکھ پیر نے کہا اور میں نے اس کی ہدایت پر عمل کیا۔ تب انوکھ پیر نے منہ کھاتے ہوئے مجھے کہا۔ ”میں نے پہلے تمہیں ایک اونٹ نام دیا تھا اور وہ مثالاً یعنی اپنی بیٹی کے سامنے، لیکن ضرورت کے تحت مجھے ممتا نام پھر تبدیل کرنا پڑے گا کیا تم مجھے اپنی پسند کا کوئی نام بتاؤ گے؟“

”نہیں۔“ مجھے ناموں سے کوئی دلچسپی نہیں ہے۔

”تب میں تمہیں جاننے کے نام سے پکاروں گا۔“

”ٹھیک ہے اس وقت کے بعد سے میرا نام جان ہے۔“

”یقیناً۔“ اور اب میں تمہیں اپنی بیٹی سے ملاؤں گا۔“ انوکھ پیر نے اپنا صندوق بند کیا اور مجھے لیے اڑتے ان ترخانوں سے باہر نکل آیا اندر کی دنیا تنہائی کی دنیا تھی باہر کی دنیا میں اب میں آزاد تھا اور پھر فیروزہ اپنا لباس شخص کی قربت سے میرے اندر محسوس ہونے لگا تھا۔

..... بھی پیدا کر دی تھی۔ اب میں یہ سوچ رہا تھا کہ تو اس میں دنیا کے لیے کوئی اجنبی چیز رہا ہوں اور نہ مجھے لگے دیکھنے میں کوئی وقت پیش آیا کرے گی۔ اس شخص نے میرے اوپر یہ بڑا احسان کیا ہے۔

انوکھ پیر مجھے لیے ہوئے پہلے ایک ایسے راستے پر پہنچا جہاں سے اندر داخل ہونے کی جگہ بنی ہوئی تھی اور پھر اس راستے پر گیا جو باہر سے اندر کی جانب آتا تھا۔ صدارت دروازے تک کوئی نہ ملا لیکن صدارت دروازے سے داخل ہو کر میں نے انوکھ پیر کی لڑکی اپنی کو دیکھا اپنی کے چہرے پر کوئی خاص تاثر نہیں تھا وہ پھر اخلاق انداز میں آگے بڑھ آئی اور میری جانب گردن خم کر کے مجھے سلام کیا۔

”اوہ اپنی ڈیڑھ میرے نئے دوست سے ملو۔ یہ جاننا چاہیں۔“ اور ایک ایسے ملک سے تعلق رکھتے ہیں جو لے پناہ چھوڑ کر بھاگا آئے ہیں۔“ میں جانتا تھا کہ انوکھ پیر نے بچوں کے سے انداز میں کہا۔

”تو بتاؤ۔“

”ان کا تعلق افریقہ سے ہے۔“

”ہاں افریقہ سے ہے لیکن انہوں نے زندگی کا طویل عرصہ ایشیائی ملکوں میں گزارا ہے اس لیے ان کے انداز میں بہت ساری چیزیں لڑکی پاؤں کی جو افریقیوں میں نہیں ہوتیں۔“

”میں محسوس کر رہی ہوں ڈیڑھ ایک تبدیلی تو ان میں نمایاں ہے۔“

”وہ کیا؟“

”ان کے خدوخال افریقیوں سے ملتے جلتے نہیں ہیں گورنگ ان کی باقی ساری چیزیں لیکن نقش و نگار جیسے ہیں افریقیوں کی طرح جلد سے نہیں ہے۔“

”اس کی وجہ یہ ہے کہ انہوں نے اپنی زیادہ تر زندگی یورپی ممالک میں گزاری ہے۔“

”ہاں۔“ آپ دیکھو ان کے خدوخال پر گورنگ بولے۔ ”انہوں نے کہا اور پھر میری طرف دیکھ کر بولی۔ ”دوسری مشرقی جان! میرے ڈیڑھ نے آپ سے میرا تعارف نہیں کرایا میرا نام اپنی بیٹی سے اور میں ان کی بیٹی ہوں۔“

”میں نے سیکھ لیا ہے کہ انہوں نے ہلا دی تھی۔“ آپ سے مل کر خوشی ہوئی لیکن مجھے کوئی خوشی نہیں ہوئی۔ اپنی نے کہا اور یہ پھر وہی کہ اس کی شکل دیکھنے لگا۔

”اوہ اپنی کیا کہہ رہی ہو؟“

”ٹھیک کہہ رہی ہوں ڈیڑھ!۔“

”لیکن کیوں؟“

”اس کی وجہ یہ ہے۔“

”کیا وجہ ہے؟“

”باقی یہ سائنسدان ہوں گے اور آپ کے ساتھ آپ کی بی بی بی میں گئے رہیں گے۔ اور اگر سائنسدان نہیں ہیں تو پھر جہاں سے چلے جائیں گے، ان سے بے تکلف ہونے کی کوشش کروں تو میری حاققت ہے۔“

”اوہ! یہ بات ہے تو سنو پھر جاننا تو سائنسدان ہیں اور نہ جلدیہاں سے جہاں گئے ممکن ہے یہ ہلکے سا ساتھ ہی رہیں چنانچہ تمام نہیں سمجھاؤ۔ میں چلتا ہوں انوکھ پیر نے کہا اور پھر دو دنوں سے اجازت سے کسی کام سے چلا گیا۔

انوکھ پیر کی بیٹی اپنی خاص بے تکلف تھی اس کی مصروفیت

کے بارے میں تو میں پہلے ہی اندازہ لگا چکا تھا حالانکہ اب میں بدلی ہوئی شکل میں اس کے سامنے گیا تھا اور میرا کردار دوسرا تھا لیکن اسی بے تکلفی سے مجھے پیش آکر ابھی انوکھ پیر کے چہرے کے بعد اس نے گول ہلاتے ہوئے کہا۔

”ممکن ہے میری بات آپ کو ناگوار گزری ہو پھر جاننا لیکن میں نے غلط نہیں کیا تھا میرے ڈیڑھ سائنسدان میں وہ اپنے سائنسی تجربات میں مصروف رہتے ہیں اور ان کے ملنے جلنے والے بھی انہی کی طرح جھپٹی ہوتے ہیں۔ بات بات میں کھوٹنے والے اور اگر واپس بھی آئیں گے تو انوکھ پیر کے الفاظ سے جو کسی کی کچھ میں نہ آئیں ایسے لوگوں کے مل کر شدید ذہنی کوفت ہوتی ہے اور ڈیڑھ سے بڑے ایسے لوگوں کے سوا اور کوئی کچھ نہیں سکتا۔ ابھی کچھ عرصہ قبل ایک اور شخص ڈیڑھ کے پاس گیا تھا۔ بڑا ہی عجیب و غریب انسان تھا سنہری رنگ کا دل پر اثر کرنے والا۔ میں اس کی شخصیت سے بڑی متاثر ہوئی تھی اور یہ لڑل چاہتا تھا کہ وہ عویل عرصے تک میرے ساتھ رہے۔ میں اسے بہت قریب سے دیکھ رہی ہوں۔ اس نے یہ بھی کہا تھا کہ وہ عویل عرصے تک میرے ساتھ رہے گا اور وہ مجھ خیر کا حامی ہے۔ گویا میری فطرت اس سے میل کھاتی تھی لیکن پھر وہ چلا گیا اور میں شرمیلے ذہنی کوفت کا شکار ہو گئی۔ ایسے لوگوں کے قریب آنے سے کیا فائدہ جو چلے جاتے ہیں اب تم بتاؤ کہ میں اسے بھولنے کے لیے کیا کروں؟“

”تو کیا تم اس سے محبت کرنے لگی تھیں؟“ میں نے پوچھا۔

”محبت؟ ہاں شاید حالانکہ مجھے اس کے ساتھ وقت گزارنے کا کوئی موقع نہیں مل سکا۔ محبت ہی مختصر وقت میں ہماری ملاقات ہوئی

فاس نے مجھے پیار بھی کر لیا تھا۔ میں نے دیکھا کہ میں انکار کر سکی۔ پس

معتوری سی لگتو ہوئی۔ اس نے پھر نے کہا وہ کیا تھا لیکن ڈیڑھ کے دوست بھی ڈیڑھ ہی کے مانند ہوتے ہیں۔ وہ نہیں آیا۔ اپنی نے مصروفیت سے کہا۔

”بہر صورت اپنی اگر میں تمہاری کچھ دکر سکا تو مجھے خوشی ہوگی تم چاہو تو میں اسے تلاش کر کے لاسکتا ہوں۔ تم مجھے اس کا نام اور پتہ

دیکھ کر بتا دو۔“

”بے کار ہے۔ سب کچھ بے کار ہے۔ میں تمہیں اس کے بارے میں کچھ نہیں بتاؤں گی۔ اب تم ہی بتاؤ کہ اگر میں نے تم سے بلاخفاقی کی بات کی تو کیا پڑا کیا؟“

”معتوری نہیں لگتی۔ میں نے تمہاری بات کا جزا تو نہیں مانا۔ میں نے جواب دیا۔

”تم مجھے کافی اچھے انسان معلوم ہوتے ہو تمہارے چہرے پر ایک عجیب سی نرمی ہے ایسی نرمی جو محبت کرنے والوں کے چہرے پر ہوتی ہے دیکھو میں آئندہ تم سے بلاخفاقی سے پیش نہیں آؤں گی لیکن اگر

173

"دولت" آنزوک پریشنے ایک گہری سانس لی "دولت کے بغیر دنیا کا کوئی کام ہوتا ہے؟"

"عجیب بات ہے متاری دنیا میں دولت کتنی بڑی حیثیت رکھتی ہے اس کا اندازہ میں لگا چکا ہوں؟"

"ہاں میرے دوست! آنزوک ٹھنڈی سانس لے کر بولا۔

"لیکن اس سلسلہ میں میں متاری کیا دکر سکتا ہوں؟"

میں نے سوال کیا۔

"یہی سوچ رہا ہوں کہ میں بتاؤں یا نہ بتاؤں" آنزوک بڑبڑا کر کہتا تھا۔

"بتانے میں کوئی حرج نہیں ہے۔"

"موت ایک؟"

"وہ کیا؟"

"تم پر نہ سمجھو کہ میں نے تمہیں چند لمحات بھی آرام نہیں کونے دیا۔ اور اس دلچسپی کی وجہ صرف یہ تھی جو میں نے فوراً بیان کر دی ہے۔"

"میرا خیال ہے آنزوک پریشنے تم سے ایک اچھے انسان کی حیثیت سے ایک بات پہلے ہی واضح کر دی تھی؟"

"کوئی بات؟ مجھے یاد نہیں؟ پریشنے سے پوچھا۔

"تم نے کہا تھا کہ میرے معاملے میں تم باطل ہی بے عرض نہیں ہو؟"

"ہاں۔ کچھ کمزوریوں کے باوجود میں کچھ اصولوں پر ضرور کاربند رہتا ہوں۔ میں نے تمہیں دھوکے میں نہیں رکھا تھا۔"

"یہ بات میں مانتا ہوں۔ اس لیے تم مجھے بتانے میں تردد نہ کرو؟"

"جو کچھ میں تمہیں بتا رہا ہوں اس میں تمہیں بھی دلچسپی ہوگی۔ مجھے بتاؤ پتلی متاری مجھ پر تھی؟"

"ہاں وہ میری عورت بن چکی تھی؟"

"اور اسے بیکین نے قتل کر دیا؟"

"بیکین نے صرف بیکین نے؟ میں نے پرزور جیسے میں کہا۔

"تمہارے ذہن میں بیکین کے خلاف انتقام کا خیال نہیں ابھرا؟"

"میں اس سے انتقام لینا چاہتا ہوں؟"

"اس نے ذمہ داری کہ متاری دوست پتلی کو قتل کیا بلکہ اس کے قتل کا اقدام میں تمہیں بھی پہنچنے کی کوشش کی یہ کوشش تمہارے قتل کی حیثیت رکھتی ہے اگر وہ قاتل کی حیثیت سے تمہیں دلچسپ لگے حوالے دکر ناچا تو شاید اپنے طور پر تمہیں بھی قتل کرنے کی کوشش کرتا لیکن اس نے تمہیں قتل کرنے کے لیے دوسرا ذریعہ نکالا؟"

"یہی؟"

"یہی کہ تمہیں پتلی کے قتل کے اقدام میں موت کی ہمارا مل جائے؟"

"ہاں تمہارے قانون کی بات ہے متاری قانون مجھے موت کی مزا ہی دیتا۔ متاری خیال درست ہے؟"

"تو پھر تم اس سے انتقام نہیں لو گے یہ کیا یہ مناسب ہوگا کہ وہ اس دولت سے محبت کرے جو متاری اور پتلی کی ملکیت تھی؟"

"ہرگز نہیں؟"

"یہی میرا پیرا وگرام ہے میرے دوست! میں نے بیکین کے بارے میں پوری تفصیل معلوم کر لی ہے۔ میں اس کی رمانش گاہ سے بھی واقف ہوں اور اس کے قتل سے بھی چنانچہ تم اسے عموماً کوہلے سے ان ترخانوں میں لے آئیں گے اور یہاں اس سے معلومات حاصل کریں گے۔ دراصل بیکین کوئی شریعت انسان نہیں ہے اس کے ساتھ ہمت سے غمخیز ہیں۔ اور میں لڑنے بھڑکنے والوں میں سے نہیں ہوں تم اس سے منٹ سکتے ہو؟"

میں خاموشی سے آنزوک کی شکل دیکھتا رہا اور پھر میں نے گہری سانس لے کر کہا۔ مجھے متاری بھوت پر سے اتفاق ہے مشر پڑا۔

"پھر تو ہم دونوں اس دولت کو حاصل کر کے قیام کریں گے۔ اور اس کے بعد ہی ہم دوسرے کام کرتے رہیں گے؟"

"مجھے منظور ہے۔" میں نے کہا اور پریشنے کیلٹا۔

"خدا کی قسم گوشت اگر تم مجھ سے تعاون کرتے رہو تو ہم جلد ہی دنیا میں گئے تم انوکھی خصوصیات کے مالک ہو اور میں انوکھی نوامیات کا۔ ایسی ایسی ترکیبیں استعمال کروں گا دولت حاصل کرنے کی کہ دنیا دنگ رہ جائے گی؟"

میں خاموشی سے اس کی صورت دیکھتا رہا۔ آنزوک پریشنے کی آنکھوں میں مستقبل کے خواب لدا رہے تھے اور اس کا چہرہ جگمگ رہا تھا۔

"پھر اس سلسلہ میں کیا کرنا ہے پریشنے؟" میں نے پوچھا۔

"کل دن میں میں تمہیں ساری تفصیل سمجھا دوں گا بس اب آرام کر پڑو۔"

دوسری صبح ناشتے پر پیشار چیزیں تھیں اور اپنی ہنس رہی تھی اس کی آنکھوں میں شہادت تھی۔ "وہ بھی آج ہمارا باور پچی کس بات پر غور ہوگا۔ بڑا عمدہ ناشتہ بنایا جس نے اور یہ اچھا ہی ہے کیونکہ آج کا دن بھی مصروف دن ہے اپنی خاموشی سے ہنسی رہی تھی۔

لیکن جب آنزوک نے اس سے اجازت طلب کی اور کہا کہ وہ مجھے جا رہا ہے تو اپنی چونک پڑی۔

"کیا مطلب؟ بڑی ہلکا مطلب؟"

"اوہ بے بی، تم لوگ جھوٹی خبر کے بعد واپس آجائیں گے؟"

"اور یہ آپ کے ساتھ ہوں گے؟"

"ہاں؟"

"آپ یقین سے کہہ رہے ہیں ڈیڑی؟"

"کیا مطلب؟" آنزوک نے تعجب سے پوچھا۔

"آج تک کارلیکا ڈ۔ آپ نے کسی بھی کام کو اپنی کو یہاں نہیں

چھوڑا ہے؟"

"میرے پاس میں تمہارے خیالات بے حد غریب ہیں بے بی۔ اور یہ اچھی بات نہیں ہے! آنزوک نے ہنستے ہوئے کہا۔

"مشر حارث کیا آپ ڈیڑی کے ملازم ہیں؟"

"نہیں میں پریشنے؟" میں نے کہا۔

"تو آپ خود مدد کریں کہ آپ واپس آئیں گے؟"

"ہاں میں واپس آجائوں گا بس پریشنے؟"

"تب ٹھیک ہے اب تک آپ ایک اچھے انسان ثابت ہوئے ہیں۔ میں آپ کی بات پر یقین کیسے لیتی ہوں؟" اپنی نے کہا اور آنزوک پریشنے ہمارے ساتھ باہر نکل آیا۔ جھوٹی خبر کے بعد میں اس کے ساتھ اس کی کار میں جا رہا تھا۔

آنزوک پریشنے راستے مجھے ان راستوں کی تفصیل سمجھا رہا تھا اور پھر بولا۔ "اس کے باوجود میں خود بھی تمہارے ساتھ رہوں گا۔ راستوں کی تفصیل میں نے تمہیں صرف اس لیے بتائی ہے کہ تمہیں آئندہ اس کی ضرورت پیش آئے گی۔ پھر ایک عہدہ سے علاقے میں اس نے ایک جگہ کارروائی دی۔" وہ سبز رنگ کی عمارت دیکھ رہے ہو؟"

"ہاں؟"

"وہ بیکین کی کوٹھی ہے؟"

"ٹھیک ہے؟"

"لیکن مجھے تو پتا تھا کہ بیکین موجودہ شکل میں تم اس کے لیے اجنبی ہو گے تم اگرچہ تو اس کو کبھی میں داخلے کا جائزہ لے سکتے ہو۔"

"میرا خیال ہے کافی بے مشرب پڑا؟"

"کیا مطلب؟"

"کیا اسے انوکھے وقت تم میرے ساتھ ہو گے؟"

"ہاں میں ہی تمہیں یہاں تک لائوں گا۔ لیکن اندر صرف تم داخل ہو گے میں یہاں انتظار کروں گا؟"

"بس اتنا کافی ہے میں اسے آؤں گا۔ میں نے جواب دیا اور آنزوک پریشنے مجھ سے گفتگو کرتا رہا پھر اس نے کار واپس موڑ دی اس کے بعد وہ کافی دیر تک ہماروں کی سیر کرتا رہا۔ اس نے میرے لیے یہ سی چیزیں خریدیں کہ غالباً وہ مجھے خوش کرنا چاہتا تھا اور پھر دوپہر کے کھانے سے قبل ہم گھر واپس لوٹ آئے۔

اپنی ہمیں دیکھ کر خوش ہو گئی تھی۔ باقی دن حسب معمول گزارا۔

آنزوک پریشنے کسی کام سے چلا گیا تھا اور پھر وہ رات کو ہی واپس آیا۔ رات کا کھانا کھانے کے بعد دیر تک گفتگو ہوتی رہی یہاں تک کہ اپنی کوئی نیند نہ لگی۔ وہ سونے کے لیے اپنے کمرے میں چلی گئی۔ اس کی حالت میں ہم دونوں بھی سونے کے لیے آگئے تھے۔

لیکن رات کے پہلے پر آنزوک سر کے کمرے پر پہنچ گیا اور اس نے مجھے آواز دی۔

"اندرا کجا و آنزوک؟" میں نے جواب دیا۔ اور وہ اندرا گیا۔

"کیا تم تیار ہو؟"

"ہاں؟"

"تو پھر آؤ چلیں۔" اس نے کہا اور میں فوراً اس کے ساتھ باہر نکل آیا۔ آنزوک نے اس وقت ایک عجیب لباس پہنا ہوا تھا۔ میں نے اس پر توجہ نہیں دی۔ پھر جس کار میں بیٹھ کر آنزوک چلا وہ بھی میرے لیے تھی۔ کافی بڑی کار تھی اور میں نے آنزوک کے پاس پہلی بار اسے دیکھا تھا۔ راستے میں خاموشی رہی۔ آنزوک کسی گہری سوچ میں ڈوبا رہا تھا یہاں تک کہ ہم اس جگہ پہنچ گئے جہاں دن میں آئے تھے۔

"گوشت! آنزوک آہستہ سے بولا۔

"ہوں؟"

"ہم اپنی مطلوبہ جگہ پہنچ گئے ہیں؟"

"میں دیکھ رہا ہوں؟"

"تم کسی قسم کی جھجک تو محسوس نہیں کر رہے؟"

"قطعاً نہیں لیکن کیا تمہیں یقین ہے کہ بیکین اس وقت اپنے مکان میں ہوگا؟"

"ہاں میں نے اس کے پاس میں پوری معلومات کر چکی ہیں۔" متوسل جاتا ہوں میرا انتظار کرو۔ میں دروازہ کھول کر پہنچاؤں گا اور اسی وقت آنزوک نے مجھے پکارا۔

"منو گوڈو رہو تو اس بے حقیقت سمجھتے ہو لیکن یہ بڑی کارآمد ہوتی ہے اس کی ایک جھجک دوسروں کو احساس بخشتی رہی ہے اس نے میری طرف ایک پتول بڑھاتے ہوئے کہا۔

"نہیں آنزوک، مجھے اس کی ضرورت نہیں ہے۔ میں نے اپنی لائی سے کہا۔ اور پھر اس کی بات کا انتظار کیا بغیر آگے بڑھ گیا۔ اس عمارت کے سامنے کے حصے میں روشنی تھی۔ اس نے میں عجب ہمت چلا گیا جہاں راہداری زیادہ اونچی نہیں تھی۔ میں نے ایک ہی جھپٹا ہٹ لاسے طے کرنا اور عمارت میں داخل ہو گیا۔

عمارت زیادہ طویل نہیں تھی میں نے بائیں بائیں کا کمرہ تلاش کر لیا۔ ایک بڑے بستر پر سرنگمیل میں بیکین موجود تھا وہ شاید

مطالعہ کرنے امتحان شیۃ النیادہ ملت بڑھانہ کیلئے ایک بے حد کارآمد نسخہ ای کتاب

امتحان میں کامیابی حاصل کیجیے

قیمت ۲۵ روپے ڈالر خرچ ۳ روپے

ملک بھر کی مختلف ایڈیٹریں بکس نمبر ۹۳۳ پر ای نمبر

جاگ رہا تھا اور نہ انہیں متاعی بستر پر کوئی اور بھی اس کے ساتھ موجود تھا۔
 میں نے بیکن کی خواب گلدے دروازے کو دھکا دیا اور محسوس کیا
 کہ دروازہ بند ہے تب میں نے ایک لات دروازے پر سیدھی اور دروازہ
 اکھڑ کر اندر جا کر بیکن کی جو حالت اور مکتبی صحت وہی ہوئی وہ یہ بھول کر
 مسمری سے سوچنے کو وہ دوا کہ وہ بے لباس ہے اور اس کے ساتھ ہی چھینے
 والی لڑکی تھی۔
 بیکن کی بہ نسبت لڑکی تو جوان تھی اور کافی خوبصورت دونوں
 نے مجھے حیرت سے دیکھا اور پھر بیکن نے جھپٹ کر اپنے بستر پر بستی
 اٹھایا میں نے تعرض نہیں کیا۔ لڑکی نے جلدی سے بستر کی چادر کھینچ کر
 اپنا بدن چھپا لیا تھا۔ البتہ بیکن شاید خوف کی حالت میں اپنی برہنہ
 بھول گیا تھا۔
 "کون ہو تم؟"
 "میرے ساتھ چلو بیکن؟ میں نے کہا۔
 "کہاں؟"
 "جہاں میں نے جاؤں۔"
 "تم ہو کون؟" بیکن دھاڑا۔
 "عتیق سے جاننے والا۔"
 "جو کوئی بھی ہو اس طرح گھس آنے کی مزا میری لگا ہوں میں نہ
 ہے۔ بیکن شدید غصے کے عالم میں بولا اور پھر اس نے دو دھکے کئے۔
 پستول سے نکلنے والی گولیاں میرے بدن سے ٹکرائیں لیکن ان کا تیرہ کیا ٹکڑا۔
 لڑکی پھر چرچ پڑی۔ بیکن کی آنکھیں بھی حیرت سے کھلی رہ گئیں۔
 اس نے پستول کو دیکھا اور پھر دو دھکے اور بیکن ان کا تیرہ بھی کچھ نکلا
 "بس اب اسے چھینک دو اور میرے ساتھ چلو؟ میں نے کہا اور اس
 وقت کسی نے عقب سے مجھ پر حملہ کر دیا۔ دو آدمی تھے جنہوں نے پوری قوت
 سے میرے شانے اور سر پر گولی کے ایک ہتھیار سے حملہ کیا تھا لیکن ان
 کی لکڑیاں تھان سے ٹوٹ گئیں۔
 میں نے دونوں کی گردنیں پکڑ لیں اور پھر ان کے سر پوری قوت سے
 ٹکرائے۔ اب مجھے کیا معلوم تھا کہ ان مردوں میں کوئی جان ہی نہیں بٹا اور
 وہ آخری کی طرح چھٹ جائیں گے ان دونوں کی چیخیں بھی نہ نکل سکیں۔
 بیکن نے ان دونوں کا ہاتھ دیکھا اور پھر لڑکی کو بٹھانے لگا جو چکر
 کر رہے ہوئے تھی۔
 "آؤ بیکن؟ میں نے پرس کوں لے لیا۔
 "تم انسان نہیں ہو تم۔ میں نہیں جاؤں گا۔" بیکن نے ایک
 دروازے کی طرف اشارہ کیا لیکن میں اس کے پیچھے دوڑا اور دروازہ
 ٹک سے پھٹنے سے قبل ہی میں نے اسے دھک دیا لیکن وہ نہ گریہا پھر میں
 نے اس کے سر پر ہاتھ مارا اور بیکن میرے ہاتھوں میں جھول گیا۔
 میں نے جب اسے بے ہوش محسوس کیا تو اس کا سر کندھے پر ڈال

لیا۔ اور پھر اسی طے سے میں واپس آ گیا۔ آنرک بے چین ہو کر بیٹھنے
 لگا تھا مجھے دیکھ کر وہ میری طرف دوڑ آیا اور پھر میری بغل میں بیکن
 کو دیکھ کر یہ چونک پڑا۔
 "اے میرے دوست! تم تو کسی چور کی مانند لے پکڑ لائے"
 اس نے خوشی سے بھر پور لہجے میں کہا میں نے کوئی جواب نہیں دیا۔
 اور آنرک کی مدد سے بے ہوش بیکن کو اس گاڑی کے عقبی حصے میں
 لٹا دیا۔
 آنرک پستول پھرتی سے دروازہ بند کر دیا اور پھر ہم دونوں
 میں بیٹھ گئے اور کار چل پڑی۔ طے میں آنرک نے پوچھا۔
 "اسے لانے میں کوئی وقت تو نہیں ہوئی؟"
 "بھلا وقت کیا ہوتی؟" میں نے جواب دیا۔
 "میرا مطلب ہے کوئی اور تو نہیں تھا وہاں پر؟"
 "ہاں؟"
 "کون تھا؟" آنرک پستول سے سوال کیا۔
 "ایک لڑکی تھی جسے میں نے بے ہوش کر دیا تھا۔ اس کے
 ساتھ ہی دو آدمی اور اسے مجھے بیکن ان کے سرانے کو لے گئے جب
 میں نے انہیں آپس میں ٹکرایا۔ تو ان کے پیچھے باہر نکل پڑے تھے
 نے جواب دیا۔ اور آنرک اچھل پڑا۔
 "یعنی یعنی وہ مر گئے؟"
 "ہاں؟"
 "کتنے آدمی تھے وہ؟"
 "دو آدمی تھے۔"
 "پھر؟"
 "بس پیچھے سے اگر انہوں نے مجھے مارنے کی کوشش کی تھی۔
 انہوں نے پوری قوت سے اپنے ہاتھوں میں پکڑے ہوئے ڈنڈے
 میرے سر اور شانوں پر مارے تھے لیکن انہیں بڑی دھمکی ہوئی
 اور جب میں نے ان کی گردنیں پکڑ کر آپس میں ٹکرائیں تو میرا خیال
 تھا کہ وہ صرف بے ہوش ہو جائیں گے لیکن ان کے سر پھٹک سے پھٹ
 گئے۔"
 "اوہ۔ اوہ! آنرک پکڑ کر انکھیں کسی قدر خوف سے پھیل گئی
 تھیں اور وہ لڑکی؟ چند ساعت کے بعد اس نے پوچھا۔
 "وہ ان دونوں کو مرتے دیکھ کر یہی بے ہوش ہو گئی تھی میں
 نے جواب دیا۔
 "گو یا اس نے تمہیں دیکھ لیا ہے؟ اس نے سوال کیا۔
 "ہاں اس نے میری شکل کو دیکھی تھی؟"
 "اوہ۔ اس کا مقصد ہے کہ تمہاری یہ موجودہ صورت فوراً تبدیل
 کرنا پڑے گی۔ کیونکہ اس شکل میں تو تم اور خطرناک ہو گئے ہو۔"

میرے سب ہتیار کام ہے میں نے ہتھکڑی مکتبی کے مطابق ہی
 پکڑ لیا ہے آنرک پتلا؟
 "نہیں سنیو، ایک خاموشی میری اور اس کے بعد آنرک پستول موٹی
 سے کار کو اندر لے گیا۔ چند ساعت اور پھر وہ کار کو اندر لے کر اس کو یہ
 خطرات تھا کہ بیکن اپنی جاگ نہ اٹھی ہو۔ لیکن ایسی کوئی بات محسوس نہ
 ہوئی۔ تب اس نے میری مدد سے بے ہوش بیکن کو نکالا اور میں نے
 اسے کندھے پر لاد لیا۔ اس کے بعد ہم اس کمرے کی طرف بڑھ گئے
 تھے جس سے پہلے ان کے ہتھکڑی کے کار سے تھا۔
 تھکے میں پہنچ کر آنرک نے بیکن کو بستر پر ڈال دیا اور
 اس کے بعد اس نے بیکن کے دونوں ہاتھ پاؤں پشت پر باندھ دیے
 بیکن بدستور بے ہوش تھا۔ اس کے بعد آنرک نے میری جانب دیکھا
 اور بولا۔ "میرا خیال ہے آج کی رات بیکن کو آرام کرنے دیا جائے کل
 ہم ان کے گھنگھوکریں گے۔"
 دوسری صبح ناشتے کی میز پر کوئی تبدیلی نہیں تھی ساری خوش
 نظر رہی تھی۔ ممتاز میری دوست جینی آج کل کہاں ہے اپنی ہاتھتے
 کے دوران آنرک نے پوچھا۔
 "وہ مجھے نہیں معلوم ڈیڑھی؟"
 "میں نے سنا ہے وہ سخت بیمار ہے۔"
 "اوہ! کس سے سنا ہے ڈیڑھی؟"
 "اس کا دوست پال تھا؟"
 "تب میں اس کی عبادت کو جاؤں گی۔ چیل جاؤں ڈیڑھی؟"
 "یہ تو بتانا فرض ہے اپنی؟"
 "آپ میرے ساتھ چلیں گے مسٹر جانج، میری دوست آپ
 سے مل کر خوش ہوگی۔"
 "اگر وہ سخت بیمار ہوئی تو اس وقت مسٹر جانج کا جانا...
 مناسب نہ ہوگا۔ بہتر ہے کہ آج تمہارا جاؤ اگر وہ ٹھیک ہو تو اس سے
 اپنے دوست جانج کا تذکرہ کر دینا اور پھر کسی دن ملاقات بھی کر دینا
 آنرک پتلا بول اٹھا۔
 "جینک ہے وہ اپنی گروں ہلا دی۔"
 سوسن بلند ہوا تو اپنی پہلی گئی۔ اس کے جانے کے بعد آنرک
 پتلا نے بیکن کی بستر پر میری چند نشیں اٹھائیں اور میرے پاس پہنچ گیا۔
 "آؤ۔ اب فرما اپنے دوست کی مزان پر ہی کریں؟ اس نے
 کہا اور میں نے گروں ہلا دی اور پھر جیسے آنرک کو کچھ خیال آ گیا۔ "بیکن
 غصہ و بیس پہلے میں اصل حالت میں سے کون سا کردہ نہیں پہچان لے
 اس نے کہا میں نے اس کی کبھی بات سے اختلاف نہیں کیا اور آنرک
 اپنی حیرت انگیز ایجاد کے ذریعے مجھے اصل حالت میں لے آیا۔ اس کے بعد
 ہم دونوں چل پڑے۔ راستے میں آنرک مجھے ہدایت دیتا جا رہا تھا۔

آنرک پتلا، باہری رک گیا تھا۔ اور پروگرام کے مطابق
 تبدیل ہو گئی تھی۔ اور اس وقت اس کا رخ دوسری جانب تھا۔ اس کے ہاتھ
 اور پاؤں اسی طرح بندھے ہوئے تھے اور بستر پر ہی غصے آمو تھا جس
 کا مطلب تھا کہ اس نے آزاد ہونے کے لئے سخت جدوجہد کی ہے۔
 میرے قدموں کی چاپ پر اس کے بدن کو جنبش ہونے لگی لیکن
 وہ کوشش کے باوجود اپنا رخ تبدیل نہیں کر سکا۔ میں اس کے قریب پہنچا
 اور پھر میں نے پہلے اس کے ہاتھ اور بعد میں پاؤں کھل دیے۔ ہاتھ پاؤں
 کھلتے ہی بیکن کسی سانپ کی مانند ہٹا تھا۔ اس کی آنکھوں میں ایک خوفناک
 تھی لیکن مجھے دیکھ کر اس کا منہ حیرت سے کھل گیا۔ اسے مجھے اپنی آنکھوں
 پر یقین نہیں آ رہا تھا۔ جس وحشتناک انداز میں وہ پہلا تھا وہ ایک دم ختم ہو گیا
 تھا۔ اس نے متحیرانہ انداز میں مجھے دیکھا اور بولا۔ "تم؟ اوہ میرے
 ہونٹوں پر مسکراہٹ پھیل گئی۔
 "ہاں لیکن میرا خیال ہے تم مجھے پہچان گئے ہو گے؟"
 "جہاں میں نے پہچاننے کی چیز ہو لیکن میں نے نہیں جانتا تھا کہ مجھے یہاں
 لانے والے تم ہو گے؟"
 "اب جان لیا ہوگا بیکن؟"
 "اچھا نا، لیکن تم خود کو کیا سمجھتے ہو؟ میں نہیں جانتا کہ تم پولیس کے
 چنگل سے کس طرح آزاد ہوئے لیکن تم بیکن سے مل کر نہیں لے سکتے۔
 تم جہاں طریقہ کار ہو لیکن بیکن کو نقصان پہنچانے کا مطلب ہے کہ
 نہیں ہر قیمت پر زندگی کی زندگی غصیب ہوگی اور اسی حالت میں تم مر
 جاؤ گے؟"
 "میری دلی خواہش ہے بیکن کہ میری زندگی کی زندگی اور موت کا مزہ
 چکھوں لیکن یہ سب تو بعد کی بات ہے میں نے نہیں جس مقصد کے لئے
 بلایا ہے وہ کچھ اور ہے؟"
 "بجلاس مت کرو مجھے جہاں سے لانے ہو وہی چھوڑ دو، ورنہ
 تمہارے حق میں موت برپا ہوگا۔"
 "بڑی عجیب بات ہے لیکن تمہاری دنیا کے لوگ حقیقت پسند
 نہیں ہوتے، تمہاری جہاں قوتوں کا اعتراف ہی کہ ہے جو میرے چنگل
 میں ہی ہو اور جانتے ہو کہ میری مرضی کے بغیر اس جگہ سے باہر قوم نہیں نکال
 سکتے اس کے باوجود مجھے وہ کیا دے رہے ہو اور کہہ رہے ہو کہ اگر
 میں نے تمہیں نہ چھوڑا تو مجھے نقصان پہنچے گا؟"
 "ہاں میرے دوست بیکن کسی وجہ سے یہی بات کہہ رہا ہے؟"
 "تو جینک ہے بیکن، میں نقصان اٹھانا چاہتا ہوں لیکن تم نقصان
 کے اٹھانے سے پہلے میں تمہیں حکم دیتا ہوں کہ مجھے جی کی اس حالت کے
 بارے میں بتاؤ جو تم نے قتل کر کے حاصل کی تھی؟"
 "کیا کہا ہے؟ میں نے جی کی قتل نہیں کیا۔"

یہ تو تم نے نہیں سے کہا تھا۔ یہاں میں ہوں اور میں یہ بات بھی
 طرح جانتا ہوں کوئی کھل کر کہنے والے تم ہو، صرف تم۔ اور تم اس کی
 دولت اٹالانے ہو۔
 • ٹھیک ہے تم اگر جانتے ہو تو کوئی یہ بات ثابت نہیں کر سکو
 گے۔ لیکن نہ تھا۔
 • ثابت کرنا بھی نہیں چاہتا۔ اور میرا خیال ہے میرے دوست کو تم
 میں اپنا وقت اور اخلاقی صلاح کر رہے ہو۔ بہتر ہے کہ مجھے اس دولت
 کے بارے میں بتا دو۔
 • تم معلوم کرنے کی کوشش کرو، اس خصوصیت کو استعمال کرو جس
 پر تم نامزد ہو۔ جو میں دیکھتا ہوں کہ تم یکن کی زبان کھولنے میں کس طرح سے
 کامیاب ہو رہے ہو۔
 • اہ۔ یہ بات ہے کیا؟
 • ہاں بالکل ایسی بات ہے اب یہی اپنی زبان بند کر رہا ہوں۔ اس کے
 بعد اس زبان سے اس وقت تک ایک لفظ نہیں نکلے گا جب تک کہ تم مجھے
 یہاں سے باہر نہیں نکال دو گے۔ ہاں یہ ممکن ہے کہ یہاں سے باہر نکلنے کے
 بعد میں تمہیں اس دولت کے بارے میں کچھ بتا دوں یا اس کا ایک چھڑا ساتھ
 تمہارے محلے کر دوں یہ صرف میری مہربانی ہوگی کیونکہ میں چاہتا ہوں کہ بالکل
 بے سہارا پھر نہ رہو۔
 • فادہ بین میرے دوست، تم اگر تمہارے اندر اتنی انسانیت تو ہے
 کہ تم نے میرے بے سہارا ہو جانے کے بارے میں ہر سوچا لیکن ہر صورت دولت
 چکی کی ہے اندیشہ کے بعد وہ میری طاقت ہے اور مجھے مل جانی چاہئے۔
 ورنہ... میں نے کہا اور یکن کے چوڑوں پر طنز نہ کرنا۔ چیل گئی وہ
 زبان بند کرنے کا فیصلہ کر چکا تھا اور شاید اب نہیں بولنا چاہتا تھا پھر
 اس نے مسکراتے ہوئے قیامت سے میری جانب دیکھا اور دوسری طرف
 نہ کر لیا۔ اگلے قبل کو میں کوئی اور حرکت کرنا دفعتاً آنکھ پیرا اور داخل ہوا
 اس نے اپنے اقدوں میں وہی مشین اٹھائی پھر انہی جس کے بارے میں مانگنے
 کہا تھا کہ وہ یکن کی زبان کھولانے کا کام آئے گی۔ تب اس نے مشین ایک
 اسٹینڈ پر رکھ دی۔ لیکن یکن پر ایک بار پھر شدید عرصت کا وعدہ کرنا تھا۔
 • اہ مشین پر آپ؟ اس نے پریشان ہو کر کہا۔
 • ان ڈیر یکن تم مجھے یہاں گئے؟ پھر نے مسکراتے ہوئے کہا۔
 • آپ میں موت ہوئی کوئی نہیں ہمارے گھر مشین پر لیکن آپ یہاں
 کیسے پہنچے؟ اس شخص کو آپ جانتے ہیں جو ایک عرصہ ہے آپ نے دیکھا کہ
 یہ شخص مجھے کس طرح یہاں لے آیا ہے اندھیرے پر تشدد کرنا چاہتا ہے۔
 • کچھ فضول ہی باتوں کا سہارا لے کر...
 • ہاں یہ شخص گرا عجیب ہے۔ میرے یکن پر یہ پاس ہوا تھا اور کہنے
 لگا کہ وہ مجرم نہیں ہے بلکہ مشین نے اسے چھینا ہے کیونکہ وہ کوشش کر رہا
 ہے تو میں نے اس کی بات پر یقین نہیں کیا لیکن بالآخر اس نے کچھ ایسے

ثبوت دیئے جن سے مجھے یقین آگیا تب میں نے اس کا مدد کرنے کا فیصلہ
 کر لیا۔
 • آپ نے اس شخص کی مدد کرنے کا وعدہ کیا ہے لیکن یہ تو پولیس
 کی قید سے بھاگ کر آیا ہے؟
 • جی نہیں یکن، آدمی کوئی بھی ہو۔ اگر وہ دوسرے قابل سے تو اس
 کی مدد کرنے کی کیا بات ہے۔ تم یکن کی دولت کے بارے میں بتاؤ لیکن نہیں دیتے
 اگر کچھ نہ دے تو میں سے کہا اور یکن قیامت سے اس کی شکل دیکھنے لگا۔
 • اس کا مطلب ہے مشین پر کچھ آپ ہی اس شخص کے قریب میں آگئے؟
 یکن نے بڑبڑاتے ہوئے کہا۔
 • ہاں مشین، کچھ ایسی ہی بات ہے۔ مجھے شخص کچھ ایسا معلوم ہوا
 اور اس پر یہ خواہش ہے کہ تم یکن کی دولت کے بارے میں بتا دو تاکہ یہ
 وہ دولت حاصل کر کے اپنا آگے کا سفر جاری کر سکے۔ بلاوجہ بچاؤ ایک
 سیاح قسم کا آدمی ہے جس میں اسے تنگ نہیں کرنا چاہئے؟
 • آپ بالکل ہو گئے ہیں مشین پر، کس کی دولت کے بارے میں
 نہیں جانتا اور اب تو میں پھر بچنے پر مجبور ہو گیا ہوں کہ شاید اس نے آپ
 کو بھی دولت ہی کا لالچ دیا ہے اسی لئے آپ اس کی مدد کرنے پر آمادہ
 ہوئے ہیں؟
 • بات تو کچھ ایسی ہی ہے ڈیر یکن اور دولت کس کے لئے دلکش
 نہیں ہوتی۔ سو میرے لئے مجھے ہے تم نے اس کی دوست چکی کو قتل کر کے
 اسے اس کے جرم میں پھنسا کر وہ دولت حاصل کر لی اور اب میں اس کے
 ذریعہ وہ دولت تم سے حاصل کرنا چاہتا ہوں۔ اس میں بڑی کوشش بات
 ہو سکتی ہے؟
 • لیکن مجھے تعجب ہے مشین پر آپ جیسا شخص ہی اتنی گنگنی پر
 آکر سکتے؟ یکن نے ہر پہلے لیے میں بولا۔
 • دولت کے لئے ہر شخص ایک عام انسان بن جاتا ہے یکن میرے
 دوست اب تمہیں اس کے بارے میں بتاؤ دینا چاہتے ہیں اس کی وجہ یہ ہے
 کہ اگر میں اس کی پشت پر ہوں تو قیامت کوئی بات چھپ سکتی ہے؟
 • مشین پر میں نے اس سے بھی کہہ دیا اور آپ سے بھی کہہ دیا کہ
 آپ لوگ اپنی آخری کوشش کے بعد بھی مجھے کچھ معلوم کرنے میں کامیاب
 نہیں ہو سکیں گے۔ لیکن نہ کہا اور مشین کے ہونٹوں پر مسکراہٹ پھیل
 گئی پھر اس نے یکن سے کہا۔
 • شاید آپ کو یہ بات معلوم نہیں ہے مشین پر پولیس ان لوگوں
 کو میرے محلے کر دیتی ہے جن سے وہ کچھ نہیں اگھا سکتی اور پھر میں
 پولیس کو مجھ سے ملنے کی بات ہی ہوتی تفصیل فراموش کر دیتا ہوں کیا میرے
 پاس ایسے ذخائر موجود ہیں تو میں آپ کو آخری بار ہدایت کرتا ہوں کہ تم
 اگر کم زبان بند رکھیں ورنہ پھر بھی ممکن ہے کہ آپ کی زبان سے صدی
 تفصیل اگلائے کے بعد میں آپ کو ہمیشہ کے لئے بے زبان کر دوں اور

یہ کام میرے لئے زیادہ مشکل نہیں ہوگا۔
 • ٹھیک ہے ٹھیک ہے مشین پر آپ کوشش کریں میں تیار ہوں۔
 • لیکن اس سے کہا اور مشین نے مسکراتے ہوئے گون بادی پھر اس نے
 میری جانب دیکھ کر کہا۔
 • ان تو مشین گزرتے آپ اس مشین کے کمالات دیکھنے ڈراں حالت
 ہٹ جائیے یہ سانسے کی سفید دیوار ہے ہم اپنے دوست یکن کو اس بات کے
 لئے مجبور نہیں کریں گے کہ وہ اپنی زبان کھولیں انسان کا سر ہم ہی تو سب کچھ
 جتنا ہے اگر ہمارے دوست نے یہ عمر کیا ہے کہ وہ اپنی زبان سے ہمیں
 کچھ نہیں بتائیں گے تو ہم پر خوں ہے کہ ہم اس کی خواہش کا احترام کریں چاہے
 اب بھی اس کی زبان کی ضرورت نہیں ہے۔ ان کا ذہن سب کچھ بتا دے گا۔ یہ
 آپ خود دیکھئے۔ یہ سانسے سفید دیوار ہے میں اس مشین سے مشین کے ذہن
 پر ٹکس ڈالوں گا۔ آپ اس سفید دیوار پر ان کے ذہن کا عکس تصویر کی شکل میں
 دیکھ سکیں گے اور اس عکس میں ہم عرض کریں گے کہ مشین نے وہ دولت
 کہاں چھپائی ہے البتہ آپ اتنا خود کریں کہ مشین کو اس کا اشارہ اس جگہ کی کوشش
 پر مجبور ہو اور وہ سانسے جو رہی رہی ہے انہیں اس سے اس کی پرس دیں۔
 • پھر نے کہا ان یکن بحث سے انکار کر رہا تھا۔
 • میں اپنی زندگی و سہولت کا یا تم دونوں کو جاک کر دلاں گا تم مجھے
 یہاں سے نہیں ہٹا سکتے۔
 • میں تو نہیں ہٹا سکتا مشین پر، لیکن اگر مشین گزرتے کوشش کرنا
 چاہیں تو مجھے کوئی اعتراض نہ ہوگا۔ پھر نے کہا اور اس نے مشین پر اس رخی
 کی جانب بڑھ کر پھر مشین پر اپنے ساتھ لایا تھا اور اسے میں نے اچھی تک نہیں
 دیکھا تھا۔ یہی کا کچھ اشارہ میں نے اپنے شانوں پر ڈال دیا اور پھر یکن
 کی طرف مڑ کر بولا۔
 • مشین پر میری جوانی قوت سے آپ واقف ہیں۔ بہتر یہ ہے کہ
 مجھے تشدد پر آمادہ نہ کریں اور خود ہی کسی پر مشقہ جائیں۔ اگر آپ زبان میں
 کھولیں گے تو مجھے اس سے دلچسپی نہیں ہوگی میں صرف مشین پر کا یہ کیس
 دیکھنا چاہتا ہوں۔
 • یکن نے کوئی جواب نہیں دیا تھا۔ وہ واقعی اس انداز میں کھڑا ہو گیا تھا
 جیسے واقعی زندگی اور موت کا مقابلہ کرنے کے لئے تیار ہو لیکن یہ پروفیسر
 یہ مقابلہ اور مجھے سے کیسے ممکن تھا چنانچہ جب میں نے یکن کو اپنے ہاتھ سے
 جیش نہ کرتے دیکھا تو اس کی طرف بڑھا اور جوں ہی میں اس کے قریب
 پہنچا تو اس نے چپک کر کسی گیند سے کی طرح میرے سر پر ٹکڑا کرنے کی
 کوشش کی لیکن وہ اس سانپا ہاتھوں کو خود ہی جانتا تھا، چوٹ اس کے
 سر میں گئی ہوگی میں تو شش سے مس ہوئے ہوا تھا۔ ہاں یہ ضرور تھا کہ میں
 نے اس کے دونوں ہاتھ پکڑ لئے پھر اس کا رخ بدلا اور اس کے دونوں
 ہاتھوں کی کلاٹیوں کو اپنے ایک ہاتھ کی گرفت میں لے لیا اور دوسرے
 ہاتھ سے دھکی لایا تھا تاکہ میں نے اس کے دونوں ہاتھ کس دینے۔

یکن کی زندگی کے لئے نہ تڑپ رہا تھا وہ پھل پھل
 کر رہے تھے میں نے گوارے کی کوشش کی کہ تھا۔ اس کی یہ کوشش بھی
 کامیاب ہوئی تھی لیکن اسے اس کی دیوانگی ہی کہا جاسکتا تھا حالانکہ اسے
 تو مجھے تھا کہ اپنی پہلی ہی کوشش کے بعد دوسری کوشش ختم کر دیتا
 کیونکہ اس سے اسے کوئی فائدہ حاصل نہیں ہو رہا تھا۔ میں یکن کو کہنے
 کے بعد گون سے پھر اس سے کیسی ہلک لایا اور پھر اس پر دباؤ ڈال کر
 کسی پر بٹھا دیا۔ جب میں نے اس کی گردن پکڑ لی تھی تو یکن کے منہ
 سے ایک جھجھکی نکلی تھی اور وہ کسی قدر بے سندھ بھی ہو گیا تھا چنانچہ
 اس کام میں مجھے وقت نہیں ہوتی۔ اور جب میں نے کیسی سے ہاتھ
 کر پھر کی طرف دیکھا تو اس نے مسکراتے ہوئے گون بادی جیسے وہ
 مصلحت پر۔
 • اس کے بعد مشین اپنی مشین میں معروف ہو گیا اس نے وہ
 مشین ایک سمت دیکھ کر پکڑ لیا تاکہ اس مشین میں لگے ہوئے اس سوناخوں
 سے کہ کیا جوان کی زبان میں بجلی کے سوا کچھ کھلا کر سکتے تھے۔ اس کے
 بعد اس نے مشین کے کچھ بٹن دبائے اور اس کے ساتھ مشین چل پڑی۔
 • مشین کے ایک شیشے سے روشنی نکل کر یکن کے وجود پر پڑی تھی اور
 یکن کا سامنا وہ اس روشنی کے گول دائرے میں تھا یہاں تھا وہ پھل
 رہا تھا لیکن کسی کافی وزنی اور کشادہ تھی اسے تو وہ جیش بھی نہیں دے
 پار تھا جیسے وہ کسی زمین میں نصب ہو۔ میں نے پھر کے اشارے کی
 سمت دیوار پر دیکھا اور اس پر مجھے کچھ شے شے سے عکس نظر آنے لگے
 یہ عکس یکن ہی کے تھے اور ان میں عجیب عجیب نقادیں نمایاں تھیں۔
 اور پروفیسر میں سانس کی ایک اور اونچی اور بادی دیکھ کر تشدد رہ گیا
 تھا۔ ان لوگوں نے واقعی قیامت دھماکا ہی تھا۔ بجلا کوئی ٹھیک کی بات
 تھی کہ یکن کو کسی پر ہتھ مارا جاتا تھا لیکن دیوار پر چل رہا تھا اور اس کے
 ساتھ ساتھ منظر بدلتے جا رہے تھے۔ پھر نے مشین کا ایک اور بٹن دبایا
 اور دفعتاً یکن کے منہ سے ایک دلدردی جھجھکی نکلی۔
 • آہ ذلیل کتو! ایسا نہ کرو، ایسا نہ کرو یہ کیا کر رہے ہو تم؟
 وہ دھماکا اور پھر مسکراتے لگا۔
 • ڈیر گولڈ دیکھتے ہو، دیکھتے ہو میرے دوست اچھی مشین
 اپنی زندگی کے وہ تمام راز اگل دیں گے جو شاید انہوں نے اپنی مثال
 کو بھی نہ بتائے ہوں گے؟
 • دیوار پر متوجہ تھا اور عجیب وغریب مناظر پیش کر رہی
 تھیں ان میں سے ہر منظر میں یکن موجود تھا۔ وہ حلقہ کاروں میں
 معروف نظر آتا کسی کیس بھی نہیں، کبھی کسی سے جگ کر رہا ہوتا
 کبھی سمندر میں سفار اور پروفیسر جیست کی بات تو یہ تھی کہ میں نے وہ
 منظر بھی دیکھا جب سمندر کے اس جزیرے پر میری یکن سے جنگ
 ہوئی تھی۔ اور میں نے یکن کی اچھی خاصی مرمت کو ال تھی پروفیسر

میں نے دیکھا کہ یکن نے بکلی کو قتل کر دیا۔ یکن نے میری ہانکوں کے سامنے بکلی کو قتل کیا تھا اور میرے ہانکوں سے پہلے میری ہانکوں میں نہیں آسکتا تھا۔ جیڑی ہی اڑھائی تھی اتنی اڑھائی کہ میں ابھی موجودہ حقیقت کو قبول کیا تھا پھر رفتہ رفتہ ہم اس جگہ آ گئے جہاں یکن کی زندگی کا آخری واقعہ رونما ہوا تھا۔ یہاں پیٹر نے یکن کے ذہن کو ایک اندیشہ بھٹکا دیا۔

اگر اس کے بعد جو منظر اس دیوار پر ابھرا وہ کچھ یوں تھا۔

یکن کے ہاتھ میں وہ بیگ صاف نظر آ رہا ہے جسے تنہا میں بکلی کی دولت موجود تھی۔ اس وقت وہ ایک عمدی کشتی میں سفر کر رہا تھا اور تھوڑی دیر کے بعد وہ ایک چھوٹے سے جزیرے کے ایک حصے میں نظر آیا۔ اس جزیرے کو پروفیسر میں بھی طرح پرچا تھا۔ اس جزیرے میں یکن کو پہلے بھی وہاں دیکھا تھا لیکن جزیرے کے ایک مخصوص حصے کی جانب جا رہا تھا اور پھر ایک جگہ کو دکھائی دے گا کہ اس کے بعد اس نے رکھ دیا۔ اس سامان میں وہ کچھ تلاش کرنے لگا اور اس کے بعد اس نے ایک عجیب سا سامان نکالا جو سیاہ رنگ کا اور صحت تھا۔ اس سامان میں کچھ عجیب و غریب قسم کے آلات لگے ہوئے تھے جسے اس نے اپنے شاؤن پر باندھا لیا اور پھر وہاں سے اس سامان میں ڈھک لیا کہ اس کے بعد یکن نے پانی میں چھلانگ لگا دی۔ اب وہ پانی میں آ رہا تھا اور میرے دوست آنزک پیٹر کے ہونٹوں پر مسکراہٹ چھلنی جا رہی تھی۔ تب یکن سمندر کی آہٹاں کو ٹھونک کر ایک ایسے حصے میں پہنچ گیا جو سمندری چٹانوں پر مشتمل تھا۔ اس حصے پر پہنچ کر اس نے کافی دیر تک کوئی مناسب جگہ تلاش کی اور پھر ایک جگہ اس نے صندوق چھپا دیئے جو پانی میں ڈھب گئے والے چٹان میں پھنسے ہوئے تھے۔ ان صندوقوں کو اس نے صندوقوں کے نیچے چھپایا تھا اور چند پتھر دھکیل کر ان پر رکھے اور اس کے بعد وطن پرک اور پھر ایک جانب چل پڑا۔ تھوڑی دیر کے بعد وہ سطر پر تھا اور یہاں تک پہنچنے کے بعد آنزک پیٹر نے اپنی مشین بند کر دی اس کے ہونٹوں پر فاختہ مسکراہٹ تھی لیکن یکن تیسرے بت کی مانند ساکت بیٹھا ہوا تھا۔ آنزک پیٹر نے میری جانب دیکھا اور مسکراتے ہوئے بولا۔

”تسہ نہ کیا ڈیر گولڈ اس چالاک آدمی نے وہ دولت کہاں چھپائی ہے؟“

”ہاں میں نے دکھا اور اچھے سخت تعجب ہے؟“

”ہم نے وہ جگہ معلوم کر لی ہے جہاں دولت محفوظ ہے، اور تمہارے خیال میں کیا میں اس شخص کی ضرورت ہے؟“

”کیا مطلب؟ آنزک پیٹر اب تم اس کے ساتھ کی سلوک کرنا چاہتے ہو؟ میں نے سوچا۔“

”میں اس کے ساتھ کی سلوک کر رہا ہوں، ہاں البتہ میں اسے کسی مناسب جگہ پر چھوڑ دوں گا۔ اور یہ اپنے آپ کو بھی بھول چکا ہو گا۔“

”کیا مطلب؟ میں نے سوچا۔“

مطلب یہ کہ اب اس کا ذہنی توازن کبھی اس قابل نہیں ہو گا کہ کسی چیز کے بارے میں کچھ سوچ سکے۔ یہ پاگل ہو جانے کا اور بظاہر کسی پاگل خانے پہنچا دیا جائے گا۔“

”اور، مگر ایسا کیوں آنزک پیٹر؟ ایسا کیوں کیا تم نے؟ ہمیں تو دولت کا پتہ معلوم ہو چکا ہے اب ہمیں اس شخص کو پاگل کر کے کیا لے گا؟“

”یہ ناگزیر تھا ڈیر گولڈ، اگر شیشہ خدائی سے اس کے ذہن سے معلومات نہ حاصل کی جاتیں تو ہمیں بھی اس دولت کے بارے میں نہ بتا لیکن یہ مشین ہی ایسی ہے کہ اس نے ذہن کے بارے میں منظر کشی کر کے دکھا دیا ہے، تب ہمیں اس کے دل کا سارا حال معلوم ہو سکا۔ اب یہ غصے بھی آپ میں اپنی جگہ سیٹ نہیں ہو سکیں گے اور نتیجے میں پاگل رہیں گے؟“

”اور؟ میں نے اس خطرناک شخص کی اس کارروائی پر انوس کا اظہار کرتے ہوئے کہا۔“

”اور پھر انوس نودہ لگا ہوں سے یکن کو دیکھا جو خاموش بیٹھا ہوا تھا وہ جس کے چہرے پر کھلی آرتھریس تھا۔“

”تو اب ہمیں اس خزانے کا معلوم ہو گیا گولڈ میرے دوست۔ چنانچہ سب سے پہلے مناسب یہ ہے کہ ہم اس شخص سے چھٹکارا حاصل کریں۔ اور اسے کسی جگہ پر چھوڑ دیتے ہیں وہ آنزک پیٹر نے کہا اور اس نے گون بولا۔ لیکن یہ فیصلہ میری ذہنی کیفیت زیادہ درست تھا ہی نہیں۔ اس دنیا کے رہنے والے کسی قدر غلط فہمی گدلی اور شکا ہو گئے تھے۔ دولت نے انہیں غفلت کی ہر شے سے بے نیاز کر دیا تھا وہ صرف دولت کے کبھی باری تھے۔ انسانی زندگی یا انسانی اقتدار کی ان کی نگاہوں میں کوئی اہمیت نہیں تھی۔ ہر صورت میں صلح نہیں تھا اور ان لوگوں کی اصلاح کر سکتا تھا۔ چنانچہ ایک خاموشی کا مٹاؤ ان کے اندر میں آنزک پیٹر کے نتیجے کے ساتھ۔ جس نے یکن کے دونوں ہاتھ کھول دیئے تھے لیکن یکن نے کوئی تعرض نہیں کیا۔ آنزک پیٹر نے اس کا ہاتھ پکڑ کر اٹھا یا تو وہ کھڑا ہو گیا پھر وہ اسے لئے ہوئے باہر اٹھا کر ایک آگیا۔ کار کا دروازہ کھول کر اسے پیچھے بٹھایا اور اس کے بعد میرے ساتھ کار کے آگے کے حصے میں بیٹھ گیا۔ اور پھر اس کے بعد کار سڑکوں پر دوڑنے لگی۔ پھر ایک منساں مرنے پر آنزک پیٹر نے یکن کو نیچے اتار دیا لیکن بے چارہ بالکل خاموشی سے بیٹھ آ گیا۔ اور ایک طرف چل پڑا۔ اور آنزک پیٹر نے مسکراتے ہوئے کار واپس موڑ دی۔ اس کے ہونٹوں پر اپنی وہی فاختہ مسکراہٹ تھی اور میں غور سے اس دنیا کے بارے میں سوچ رہا تھا جو بلاشبہ میری کمر سے باہر تھی۔ اتنے سنگدل اتنے شفاک اور اتنے زہنی یا تو لوگ میں نے کسی صدی میں نہیں دیکھے تھے اور اب ان کے بارے میں تیرید حیرت تھی۔ تھوڑی دیر تک خاموشی رہی پھر آنزک پیٹر نے مجھے مخاطب کیا۔

”کسی سوچ میں ڈھب گئے میرے دوست؟“

کچھ نہیں ستر میر:

”تم کافی شریعت انسان معلوم ہوتے ہو، میں سمجھ کر رہا ہوں کہ تم اس کے لئے افسردہ ہو۔“

”ہاں مجھے اس کے پاگل پن سے افسوس ہوتا ہے؟“

”دیکھو میرے دوست یہ دنیا اتنی بنیادوں پر قائم ہے۔ شرافت، ہمدردی اور انسانی بلاشبہ ایک عساری حیثیت رکھتی ہیں لیکن بن لوگوں نے انہیں پھینکا ہوا ہے وہ ہمیشہ خسارے میں رہتے ہیں۔ میں نے ایسے کسی بھی شخص کو عزت اور پنداریاں ملے کہ سترے ہٹیں دیکھا، جس نے یکن اور شرافت پر ہی قدم چاڑھ کر ہوں چنانچہ اس انداز میں سوچا چھوڑ دو۔ اس دنیا میں کیا باب ہو گئے؟“

”لیکن آنزک پیٹر کیا یہ دنیا بھی اپنے اندر کسی کی کوسوس نہیں کرتی؟“

”کئی۔ ہاں اگر انسان کے پاس کسی ہے تو دولت کی اور جس کے پاس دولت کی کمی نہیں ہے وہ پھر کسی بات کو محسوس نہیں کرتا۔“

”گویا دولت تمہاری نگاہ میں سب سے بڑی شے ہے؟“

”یہ تو صدیوں سے ذہنوں پر مسلط رہا ہے میرے دوست۔ ہم اسے غلامانہ اس طرح کر سکتے ہیں۔ بغیر چھوڑا ان باتوں کو میرا خیال ہے کہ تم اپنی افسردگی دور کر اب ہم اپنی اعلیٰ حیثیت کے مالک بننے والے ہیں جن کا نام تقدیر ہی نہیں کر سکتے۔ یہ دولت بہت بڑی ہے اس کے بارے میں میں اندازہ لگا چکا ہوں اسے حاصل کرنے کے بعد ہم بھی ایک شندرا دی کی حیثیت سے زندگی بسر کر گئے اور دنیا کا ہر سکہ تمہارے لئے بے مقصد ہو گا۔ ہاں اس جزیرے کے بارے میں تم کچھ جانتے ہو؟“

”کچھ زیادہ نہیں ستر میر کیا آپ اسے پہچان چکے ہیں؟“

”جی ہاں جی یہاں سے زیادہ دور نہیں ہے؟ آنزک پیٹر نے جواب دیا۔“

”تو پھر تم کب وہاں جانا چاہتے ہو؟“

”گولڈ میرے دوست جس قدر جلد ممکن ہو سکے۔ دیئے مجھے علم ہے کہ یہ معاملہ کچھ دیر ایک تو فی جگہ ہے۔ وہاں تو فی آتے ہیں لیکن گونا گویا چھٹیوں کے دن میں رہتا ہے۔ عام دنوں میں وہ جزیرہ منساں ہی پر رہتا ہے صرف وہ لوگ وہاں جاتے ہیں جو تیرہ بیلیوں کے شکار کے شوقین ہوں۔ پھر وہی تو فی آتے ہیں جانتے ہوں؟“

”تب تو تم اس کے بارے میں بہت کچھ جانتے ہو؟“

”ہاں بالکل میں نہیں وہاں لے چلوں گا اور میرا خیال ہے اس کے لئے کل دن کا وقت ہی مناسب رہے گا؟“

”مجھے کوئی اعتراض نہیں ہے ستر میر۔ میں نے جواب دیا اور پیٹر گون ہلانے لگا۔“

”ہمیں اس کے لئے تیار کیا کرنا ہوں گی؟“

کس قسم کی تیاریاں؟

”جزیرے تک پہنچنے کے لئے ایشور کو مل جائے گا۔ جہاں تو فی متحدہ کے لئے ایشور کو ملے پہل جاتے ہیں لیکن کچھ دیر چھڑی۔ تیر میں تمام یہ چیزیں فراہم کر دیں گے۔ اس نے جیسے خود سے کہا۔ میں خاموش رہا۔ کار واپس عمارت میں پہنچ گیا اور ہم دونوں نیچے آ گئے۔ ہتھوڑا کھینچا سا تھا پھر اس نے چونک کر پوچھا۔“

”کئی بھی کاشکار تو نہیں ہو گئے؟“

”نہیں آنزک پیٹر میں انھیں کوئی سبب نہیں کہنے دیتا۔“

”اور یہ عمارت سے، ہر حال اب تم آرام کرو۔ میں عمارت میں جاؤں گا میں نے نہیں بتایا، نا کہ مجھے چیزیں فراہم کرنی ہیں جن میں سے چند چیزیں ہمیں بازار سے بھی خریدنا ہوں گی؟“

”مفرد؟ میں نے جواب دیا اور اپنی رائٹنگ گاہ میں واپس آ گیا۔“

”دوسرے دن صبح سے آنزک پیٹر تیاریوں میں مصروف تھا۔ اس نے بالکل ویسے ہی دوبارس تیار کئے تھے جیسا میں نے یکن کے بدن پر دیکھا تھا اور سچے سچ کردہ سمندر میں آ رہا تھا۔ ایسی ایک چند چیزیں لے کر وہ میرے ساتھ اس جزیرے کی جانب چل پڑا۔ آہنی گھوڑا کسی معلوم منزل کی طرف دوڑ رہا تھا اور میں خاموش بیٹھا ہوا تھا۔ تھوڑی دیر کے بعد ہم بھی سمندر کے کنارے پہنچ گئے۔ آنزک پیٹر نے کار کو ایک جگہ ٹھہرا کر دیا اور نیچے آ رہا۔“

”جس کس میں سامان تھا۔ وہ آنزک پیٹر نے اپنے ہاتھ میں لٹکایا اور آ رہا اور وہ مجھے لئے ہوئے ایک جانب جا رہا تھا۔“

”ڈیر گولڈ! میں یوں سمجھتا ہوں کہ کامیابی کے نزدیک ہیں اور چند ہی لمحات کے بعد تم ایک دو تھن انسان بننے والے ہو۔ آنزک پیٹر نے کہا اور میں نے گون بولا۔“

”پروفیسر عجیب و غریب حالات سے واسطہ پڑ رہا تھا یہ لوگ مجھے دولت مند بنانا چاہتے تھے لیکن میں جو کچھ تھا اس کا مناسب اندازہ تو خود کر سکتے ہو اور اب میری ذہنی کیفیت تھی۔“

”میں صرف تو فی کا قائل تھا اور ہر شخص جس کے ساتھ اس وقت میں زندگی گزار رہا تھا میری نگاہ میں کوئی اچھا انسان نہیں تھا۔ بلاشبہ یہ ایک مافسداں تھا۔ ایسی عجیب و غریب تو فی کا مالک جن کے بارے میں میں تفصیل نہیں جانتا تھا لیکن جس دنیا میں میں ماسٹ رہا تھا، اس کے بارے میں مجھے یہ اندازہ مفرد ہو گیا تھا کہ وہ جدید ترین دنیا ہے اور اس کے علوم بلاشبہ ان تمام علوم سے نیا وہ حیرت انگیز اور شاندار ہیں جو زمانہ قدیم کے لوگ سمجھتے تھے اس لئے تھے اور ان کا مظاہرہ عام طور سے ہوتا رہا تھا۔“

”اس دور نے مائٹس کے نام سے جو قوتیں حاصل کی تھیں۔ وہ بلاشبہ ان جادوئی آتوں سے کہیں بڑھ کر تھیں جو زمانہ قدیم میں لوگوں کی طاقت

یادداشت میں محفوظ کر لیا تھا لیکن یہاں اگر میں اب رہا ہوں

یادداشت میں محفوظ کر لیا تھا لیکن یہاں اگر میں اب رہا ہوں
ادہ گویا تم اس جگہ تک نہیں پہنچ پائے۔ جہاں سے سمندر میں
داخل ہوتا ہے۔

ہاں۔ زجبانے وہ کوئی ست تھی۔ جزیرے کے چاروں طرف
کے سمندر کو گنگا لگنے کے لئے ایک طویل عرصہ درکار ہوگا۔ پھر کے
انداز سے تھوڑی سی پریشانی جھٹکنے لگی۔

”چیز ستر میٹر“ میں نے انہی کے انداز میں گفتگو کرنا سیکو لیا تھا۔
”آؤ نکاح کریں گے۔ پورا دن کوشش کریں گے۔ لیکن کی طرف
سے قرب کوئی خطرہ نہیں ہے۔ لیکن اگر اتفاق سے وہ جگہ نہ مل سکے تو

ہمیں یاؤس رسا پڑے گا۔
”کیوں ستر میٹر؟ کیا آپ لیکن کو دوبارہ تلاش نہیں کر سکتے؟ میں
نے معلومات کی غرض سے پوچھا۔

”اگر وہ مل ہی جائے تو اس کی حیثیت تم کے ایک ڈھیر سے
زیادہ نہیں ہوگی۔“
لیکن کیوں؟

”ادہ سمجھو ناؤ ڈیر۔ اب اس کے ذہن کو دنیا کا کوئی بھی سامندرن
ترتیب نہیں مل سکتا۔ وہ اب ہمیشہ کے لئے منتشر ہو گیا ہے۔ لیکن میں
ہمت نہیں ہاروں گا۔ اگر تم مجھے جزیرے کے چاروں طرف کا سمندر بھی
کھنگالنا چاہو تو میں دینے میں نہیں کڑوں گا۔“

”تمھارے کیا بات نہیں ہے پھر؟ ہمیں کسی بلند جگہ کا انتخاب
کرنا چاہئے؟ میں نے پرسکون لبے میں کہا۔

”بلند جگہ؟
”ہاں کوئی ایسی بلند جگہ، جہاں سے ہم جزیرے کے زیادہ سے
زیادہ مناظر دیکھ سکیں۔ لیکن ہے وہ جگہ ہمیں یاد آجائے؟

”ہاں ترکیب تو عمدہ ہے۔“ واقعی تم نے یہ بات تو کافی
ذہانت کی کہی ہے۔ اس طرح زیادہ مناظر واضح ہو جائیں گے۔ ادہ ہم
ان میں اپنے مطلب کی جگہ تلاش کر سکیں گے۔“

لیکن پورے جزیرے پر ایسی کوئی جگہ نہیں ملی جزیرہ بے نہر
ہمارا زمین باور خوں پر مشتمل تھا۔ پیر کی آنکھوں میں پھر اضطراب
نظر آنے لگا۔

”اب کیا کیا جائے گولڈ؟ وہ پریشانی سے بولا اور میں مسکراتی
جھجھکی سے اسے دیکھنے لگا۔ پھر میں نے چاروں طرف نگاہیں بھی
دھکا میں ادہ بالآخر میٹر کے شانے پر ہاتھ رکھ کر بولا۔

”آؤ پھر؟“ ادہ وہ احمقوں کی طرح میرے ساتھ آگے بڑھ
گیا۔ تب میں نے ایک بلند و بالا درخت کا انتخاب کیا۔ ادہ اس کے نزدیک
جاکھڑا ہوا۔ پھر میں نے اپنے پاؤں سے اس دورے کو جو آئے آدھے
ظاہر ہے پروفیسر مجھے موجودہ دور میں موجودہ دور ہی کے انداز میں

یادداشت میں محفوظ کر لیا تھا لیکن یہاں اگر میں اب رہا ہوں
لیکن اس کے ساتھ ہی اخلاقی منزل پیدا ہوا تھا اور پروفیسر ایہ
لوگ اخلاق و کثافت سے اس قدر علیحدہ تھے کہ ان کی ذہنیت پر اثر ہی ہوتا
تھا۔ پروفیسر نے اس کام کو سب سے ترن قرار دیا تھا۔ جو ذہن تھی، لیکن
اخلاقی طور پر زیادہ تھی۔

سمندر میں دوڑنے والا ایک چھوٹا جہاز آنرک میٹر نے اپنے طور
پر حاصل کیا۔ کس طرح؟ اس بارے میں میں نے کوئی تفصیل معلوم نہیں کی
تھی۔ البتہ اس جہاز میں صرف ہم دو افراد تھے۔ یہ جہاز بہت ہی چھوٹا تھا جسے
یہ لوگ اس جہاز کا نام دیا کرتے تھے۔

سورہ تیز رفتار جہاز سمندر میں دوڑنے لگا۔ جسے آنرک میٹر چلا رہا
تھا لیکن کسی دھچک بات تھی کہ ایک اتنا بڑا جہاز سمندر میں دوڑنے جا رہا
تھا۔ اور اس کی رفتار اتنی تیز تھی کہ بے شمار بادلوں کی مدد سے سمندر کے
پینے پینے والے مذنات تھے یہ نہیں دھڑکتے تھے۔

آنرک میٹر کے پیرے پر خوشی کے تاثرات تھے۔ سلاست میں مارنے
جیسے کچھ باتیں کرنے کی کوشش کی لیکن تیز ہوا میں چارے الفاظ کا اڑنے
لئے جاری تھیں۔ اس لئے ہم ایک دوسرے کی بات سمجھنے سے قاصر تھے۔ پھر
آنرک میٹر کا کچھ جینے جینے تک گیا تھا۔ چنانچہ اس نے خاموشی اختیار
کی اور میں بھی اس وقت خاموش ہی رہنا چاہتا تھا۔ میں دیکھنا چاہتا تھا کہ

جدید دور کا انسان لاپرواہ کے راستوں پر چلتا ہو یا کہ ایک پانچویں کی جے تب
آنرک میٹر اس جزیرے پر آجائے میں تصویر میں دیکھ چکا تھا۔ یہی اس کی
منزل تھی اور ہمیں یقین نے اپنی دولت چھپائی تھی۔ جزیرے کے ساتھ اس
قسم کی جگہیں ہی چوری تھیں جن سے ہر کسی کے لئے ایک جگہ چھپنا جاسکتا تھا

ہم میں چھپنے کے ذریعے جو سب پر پینے وہ کڑی کی ایک ستر تھی۔ آنرک میٹر
نے اپنا ایک اٹھایا اور پھر سے کڑی کی ستر پر کود گیا۔ حالانکہ وہ ستر
انسان تھیں جسے مثال پھر کی کا مالک تھا اور اس وقت تو بہت خوش نظر
آ رہا تھا۔ اس خوشی کا اظہار اس کے ایک ایک عضو سے ہوتا تھا۔

”اؤ گولڈ۔ جہاں ہر قدم ایک ستر کے مستقبل کی جانب ہے؟ اس
نے میرا ہاتھ پکڑ لیا۔ پھر میں نے اس کے گرد ہلا دی۔ میں اس حق کی
بات کا کیا جواب دیتا۔ ہر حال ہم آگے بڑھتے گئے۔

”گولڈ۔ ایک جگہ رک کر اس نے پریشان انداز میں مجھے مخاطب کیا۔
”کیا بات ہے میٹر؟

”میں کچھ بھول رہا ہوں۔ ایک غلطی ہو گئی ہے گولڈ؟
”کیا؟

”اگر میں تھوڑی سی اور ذہانت کا اظہار کرتا تو اس وقت اس
منظر کی تصاویر لے سکتا تھا۔ جب وہ جگہ اکبرین پر نظر آ رہی تھی۔
”کوئی جگہ؟
”جہاں دولت چھپی ہوئی ہے۔ میں نے اس وقت اس جگہ کو اپنی

رہنا تھا۔ پھر میری اس حرکت کو غصے سے دیکھ رہا تھا۔ لیکن اب اس کی
بھوک میں نہیں آیا تھا کہ میں کیا کرنا چاہتا ہوں۔ لیکن جب میں نے وقت
کے سنے پر انگلیاں گاڑیں تو اس کا منہ حیرت سے کھل گیا۔

”اسے واہ۔ واقعی یہ ترکیب تو بہت عمدہ ہے۔ لیکن کیا اس
بلند وقت پر تم چڑھ سکتے گے؟

”کیوں نہیں میرے دوست؟ میں نے کہا۔ اور جلد ایسے معمول
ورثت پر چڑھ جانا میرے لئے کوئی مشکل کام تھا۔ میں کسی پیرے بند کی
مانند اچھا ہوا درخت پر چڑھنے لگا اور پھر میں درخت کی سب سے بلند

شاخ پر تھا۔ میں نے چاروں طرف نگاہیں دوڑائیں اور مسکرا دیا۔ واہ۔ کیا
خوب بات تھی۔ یہاں آنرک میٹر کی مانند تو نہیں تھا کہ کسی چیز کو دیکھنے
کے بعد بھول سکے۔ میرے ذہن میں تو صدیاں محفوظ تھیں پروفیسر اور

جہاں وہ جگہ میری نگاہوں سے کیسے پوشیدہ ہو سکتی تھی۔
چنانچہ میں نے دیکھا کہ اس جگہ آنرک میٹر کھڑا ہے اس سے صرف
چند گز کے فاصلے پر وہ جگہ موجود ہے جس کی نشاندہی میں نے حیرت انگیز
طریقے سے دیکھی تھی۔ چنانچہ میں مسکراتا ہوا نیچے اترا گیا۔

آنرک میٹر اب وہاں کی کیفیت میں مجھے دیکھ رہا تھا۔ میرے قدم
نیچے رکھنے ہی اس نے مجھ سے پوچھا۔
”کیا ہوا۔ کچھ اندازہ ہو سکا دوست؟

”ہاں ستر آنرک میٹر میں نے وہ جگہ تلاش کر لی ہے؟ میں نے
کہا اور آنرک میٹر چل پڑا۔
”کیا واقعی؟ اس کا منہ خوشی سے کھل گیا تھا۔

”ہاں آؤ میرے ساتھ؟ میں نے کہا اور آنرک میٹر دوڑنے کے
سے انداز میں میرے پیچھے پیچھے چلنے لگا۔ ادہ جب میں نے اسے اس
جگہ لے جا کر کھڑا کیا جس کا اندازہ میں نے لیا تھا تو وہ خوشی سے ناچنے
لگ گیا۔

”بالکل بالکل واقعی۔ ادہ میرے دوست تم تو بڑے کارآمد انسان
ثابت ہوئے۔ تمھاری یادداشت مجھ سے بلاشبہ بہتر ہے۔ یقیناً یہ وہی
جگہ ہے اب مجھے یاد آگیا۔ اب مجھے یاد آگیا۔ تو یہ لباس پہنو۔ ادہ لیکن ٹھہرو

کیا تم غلطی نہ کر سکتے ہو؟ یہاں کچھ ایسا ہے اس بات کا خیال کیا تھا اور
اس کے چہرے پر پھر پریشانی کے آثار نمودار ہو گئے۔

”ہاں لیکن یہ لباس پہن کر میں وہاں سے مسکراتے ہوئے جا رہا ہوں۔
”کیا مطلب؟
”مطلب یہ کہ مجھے سمندر میں اتارنے کے لئے کسی بیرونی مہارے

کی ضرورت نہیں ہے۔
”اسے نہیں نہیں، یہ کیسے ممکن ہے؟ تم اتنی گہرائی میں جاؤ
گے۔ بیلیز لباس کے۔ لیکن کچھ سوچو۔ ان گہرائیوں میں اگر جانا انسان
کام نہیں ہوگا۔ یہ لباس پہن لو۔ اس کے ساتھ یہ اکسین سینڈنگ کا ہوا ہے

اس سے تمہیں مانتے لینے میں آسانی ہوگی۔
”کیا تم میرے ساتھ نیچے نیچے چلو گے آنرک میٹر؟ میں نے سوال کیا۔
اور آنرک میٹر نے گھٹن ہلا دی۔

”کیوں نہیں۔ کیوں نہیں۔ لیکن میں زیادہ گہری غلطی نہ کروں
سکتا۔ حالانکہ اکسین ایک میرے پاس موجود ہے لیکن میرے پیچھے چلنا
زیادہ دیر تک سمندر میں رہنے کے قابل نہیں ہو سکیں گے۔ البتہ میں اس

جگہ تک پہنچا کر وہاں کچھ لوگوں کا؟ آنرک میٹر نے کہا اور میں نے گردن
ہلا دی۔ پھر آنرک میٹر لباس پہننے میں معروف ہو گیا۔ لیکن میں دوڑتا
ہوا سمندر میں داخل ہو گیا تھا۔ ادہ پھر میں نے سمندر کی گہرائیاں پانا شروع

کر دیں۔ آگ اور پانی سے میری دھڑکی بے مثال تھی۔ میرے صدیوں کے
ساتھی ہی تو تھے۔ آگ پانی، ستارے۔ سب کے سب میرے ساتھی تھے۔
کبھی نہ بولنے والے، ہمیشہ یاد رکھنے والے۔

ادہ سمندر کی نرم آغوش نے مجھے ہاتھوں ہاتھ لیا۔ پانی نے
مجھے گہرائیوں میں جانے کی جگہ دے دی اور میں نے چٹانوں سے سوال
کیا۔ مجھے جس چیز کی ضرورت تھی وہ سب جانتے تھے۔ تب میں اس جگہ پہنچ

گیا جیسے دیکھ چکا تھا۔ میں جدید انسانوں کی اہم بات کے ذریعہ ایک
ایسے ذہن میں جس کا چشم دید تھا اور جسے ناکارہ بنا دیا گیا تھا کہ وہ
آئندہ وہ نہ رہے۔ اور انہوں نے مجھے یقین پر کر کے اس کی تباہی کا ذخیرہ

میں بھی تھا بلکہ مجھے ان ساری چیزوں سے کوئی دلچسپی نہیں تھی۔
پھر میں نے وہ فنی پتھر میں جس کا پانی میں کوئی وزن نہیں
تھا اور مجھے یہ چیز نظر آگئی جس کے حصول کے لئے ہم یہاں تک آئے

تھے۔ میں نے اسے اپنے قبضے میں کیا اور سوچنے لگا اس سفید نام پڑے
کے بارے میں جو شاید اس خوف سے میری نگاہیں ہر کہیں میں وہ دولت
لے کر سمندر کے نیچے نیچے فرار ہو چکا ہوں۔

لیکن میں کتنا کیا کاغذ کے ان ٹکڑوں کا۔ اور میں اسے لئے
ہم سے سلی کی طرف بڑھنے لگا۔ یہاں تک کہ میرا سر پانی سے بلند ہو گیا
اور کچھ زیادہ دور نہیں تھا میں وہ شخص مجھے دیکھ سکتا تھا جو آئی دور

سے مجھے ہی کی تصویر نظر آ رہا تھا۔
مجھے دیکھ کر تیرے مجھے میں پھر حرکت نمودار ہو گئی اور اس نے
نور دوسرے ہاتھ پانا شروع کر دیا۔ یہ گہرائی کا اظہار تھا۔ چنانچہ

میں اس کی طرف چل پڑا۔ وہ کمر تک پانی میں گھس گیا تھا۔
”کیا کیا ہوا؟“ اس نے پوچھا اور میں نے وہ صندوق اس کے
ہاتھ میں تھا دیکھے۔ ”آہ میرے دوست، آہ میرے قابل احترام دوست

تم اس عظیم دولت کو حاصل کرنے میں کامیاب ہو گئے۔ آہ اگر تم نہ ہوتے
تو ہر سیال میرا تقدیر بن جاتا۔ میرے پیچھے اب اس قابل نہیں
ہے کہ میں پانی میں اتروں نہ میرے ذہنی اس کے قابل ہو سکتے ہیں۔ لیکن

تم جھپٹو۔ ہر اکسین ہمارے گہرائیوں میں۔ لاؤ۔ ذرا دیکھیں تو میری ہمارے

دولت لیکن نہ ہلے لے کیا ورنہ چھوڑا ہے؟
 وہ جلدی جلدی اس صندوق کو کھولنے لگا۔ بڑی بے مبری تم اس
 کے انداز میں۔ اور میرا اس کی طرف سے اس کے سامنے تھی۔ وہ وہ میری آگیا تھا
 یوں لگتا تھا جیسے تو نے اس کی روح قیض کر لی ہو۔
 "دیکھتا تے دیکھا۔ یہ میری رقم نہیں ہے۔ لیکن عجیب انسان تھا
 اوپر اس دولت کو کوئی اثر نہیں معلوم ہوتا۔ اسے تم اس میں آدھے کے
 حقدار ہو۔ میرے ساتھ خوشیاں مناؤ۔ آؤ ہم دونوں رقص کریں۔ وہ میری
 کمرے لپٹ کر اپنے لگا اور مجھے ہنسی آگئی۔
 "بس بس اس پر پڑا۔ کیا اب یہاں سے غننے کا ارادہ نہیں ہے؟
 "میرا دل تو چاہے رہا ہے کہیں اس کی سمجھ میں کہ وہ خوشی کروں۔ ان
 نوٹوں کو اپنے ہون پر ہر گاہ کسی ترمیم و فن ہو جاؤں؟
 "عجیب خواہش ہے؟
 "یہ کاغذ نقد میری بدل دیتے ہیں گوشت۔ آج تک ہم صرف گوشت ہو۔
 کل گولڈ میں کھلاؤ گے؟
 "ٹھیک ہے ٹھیک ہے۔ انہیں سنبھالو اور یہاں سے چلو۔
 "لیکن تم بے شل ہو۔ واقعی میں نے تمہارے جیسا انسان نہیں دیکھا
 تم بڑے بے نیاز معلوم ہوتے ہو۔ خیر چلو۔ اب گھر مل کر خوش ہوں گے۔ ہوتے
 پڑنے نوٹوں کے حقدار بن کر کہ انہیں کندھے پر لاد لیا۔ اور وہ چھٹا
 گولڈ کا نرسہ کی طرف چل پڑا۔ میں اس کے ساتھ تھا۔
 صندوق دیر کے بعد ہم پہنچے۔ وہاں آکر بے تھے۔ پڑنے اب
 اپنی کیفیت پر مبالغہ کیا تھا۔ دولت مل جانے سے جو دیر لگی تھی وہی پرستاری
 ہوئی تھی۔ اب اس کی قدر کم ہو چکی تھی۔ تاہم اس کے ہونٹوں سے مسکراہٹ چمک کر
 رہ گئی تھی۔ میری آغوش میں اس کی جانب سفر کرنے والا وہ بڑھا دولت مل
 جانے کے ساتھ خوش تھا۔ اس کا اندازہ بخوبی ہو جاتا تھا۔
 اور پھر میرا اس دوسرے انسان کو بڑھنے کا یہ بھی ایک اچھا واقعہ
 تھا۔ میرے ذہن میں یہ سانس واقعات تسلسل کے ساتھ جیسے تھے اور میں
 اپنی کتاب کے لئے بہترین مواد حاصل کر رہا تھا۔ جیسا اس شخص کی دولت
 سے مجھے کیا فہمی ہو سکتی ہے۔ یہ کاغذ کے ٹکڑے میرے لئے کیا حیثیت رکھتے
 تھے۔ ہاں اس دوسرے انسانوں کے لئے یہ اپنے اندر بے انتہا کشش رکھتے
 تھے۔ لیکن شاید ان کے پڑنے سوچ رہا تھا کہ میں بھی ان کاغذ کے ٹکڑوں
 میں اپنی ہی فہمی پائی ہوں جتنی کہہ۔
 پھر وہ اپنی باتیں گاہ میں داخل ہو گیا۔ کار ایک جانب گھڑی کی
 اور کرنسی سے بھرے ہوئے صندوق اپنے ہاتھوں میں بیٹھے افسانہ رکی
 جانب چلنے لگا۔
 اس دھماکا میں اس کا بخور جانور لے رہا تھا۔ وہ دھما خوش
 نظر رہا تھا اور میں سوچ رہا تھا کہ آج کا یہ انسان دولت کے لئے کس
 قدر پریشان ہے۔ اس نے انسانیت پر دولت کو ترجیح دے دی ہے۔

آؤ۔ آؤ میرے دوست اندر چلیں۔ ابھو میری لیبڈری کی دلوں
 ابھو آؤ۔ آؤ میرے دوست اندر چلیں۔ ابھو میری لیبڈری کی دلوں
 اس کے لیے میرا اب بھی ایک عجیب سی کیفیت تھی جیسے وہ خوشی کو
 برداشت نہ کر پا رہا ہو۔ اور پھر میری نے تو خوشی سے دلوں کو مڑتے
 ہوئے بھی دیکھا تھا۔ سو میں نے سوچا کہ کہیں یہ بڑھا دولت حاصل کرنے
 کی خوشی میں چل ہی نہ رہے۔ البتہ اس کی اس خوشی سے مجھے یہ اندازہ تو
 ضرور ہو گیا تھا کہ وہ دولت اس کی توقع سے کہیں زیادہ ہے۔ تب
 بڑھا آنرک اپنی لیبڈری میں داخل ہو گیا اور اس نے دونوں صندوق
 رکھ دیئے۔
 "تم۔ تم اسلام کرو۔ تھوڑی دیر آرام کرو۔ بلاشبہ اس جگہ
 دوسرے تم کو تکلیف دے ہو گے۔ میں بھی تھوڑی دیر آرام کرنا چاہتا ہوں؟
 آنرک پڑنے لگا اور میں نے مسکراتے ہوئے گولڈ ہلا دی۔
 ممکن ہے دولت کا یہ خواہش مند ہو گیا ہو کہ اس کی کارروائی کرنے
 کی کوشش میں مصروف ہو جس سے اسے سکون دل حاصل ہو سکے۔ بڑھا
 آنرک پڑنے رہا اپنی لیبڈری میں رہ گیا اور میں واپس اس طرف چل پڑا جیسے
 میری بات گاہ بنا گیا تھا۔
 لیکن اب مجھے پشیمہ رہنے کی ضرورت نہیں تھی ورنہ آنرک پڑنے
 بارے میں مجھے ضرور حایات دیتا۔
 میں اپنی باتیں گاہ کی دولت آہی رہا تھا کہ مجھے راستے میں اپنی ہی گئی۔
 لیکن مجھے یہ بات یاد نہیں رہی تھی کہ اپنی مجھے اس شکل میں پہچان لے گی۔
 یہ پھر مجھے یہ یاد نہیں آ رہا تھا کہ اپنی کے سامنے تو میں بدلی ہوئی شکل میں
 آیا تھا۔ اپنی کے چہرے پر پڑنے کے نقوش دیکھ کر مجھے یہ سب کچھ یاد آیا۔
 لیکن اب۔ اب تو سب کچھ بے سود تھا۔
 میں گھبرا گیا تھا۔ ظاہر ہے اپنی مجھے ہر دھمکوں میں پہچانتی
 تھی۔ اس ایک اپ کی صورت میں بھی ابھو ایک کے بغیر نہیں۔ اپنی نے
 مجھے دیکھا تو دیوانہ وار دھمکی چوٹی میری جانب آئی۔
 "ارے آپ آپ مسٹر آپ۔۔۔۔۔ اس نے پریشان لیجے میں کہا۔
 اور میں بھی اسے کسی قدر اچھی ہوئی لگا ہوں سے دیکھنے لگا۔
 اپنی کو اگر حقیقت معلوم ہوتی ہے تو کس لیے یہ آنرک پڑنے کے
 مقامات کے خلاف ہو رہا ہو۔ لیکن اب کیا بھی کیا جائے۔ چنانچہ اپنی فطرت کے
 مطابق میں نے ذہن پر کوئی انجمن نہ رکھنے کا فیصلہ کر لیا۔
 "کیسی ہوائی؟ میں نے پوچھا۔
 "مست بات کرو مجھ سے۔ مست بات کرو۔ اس نے غصیلے لہجے میں کہا
 "میں نے نہیں کتنا یاد کیا ہے تم نہیں جانتے۔ میں تمہارے بدلے کی وجہ
 سے کتنا روٹی ہوں تب تک یہ معلوم، تم واپس آ گئے۔ حالانکہ مجھے یقین نہیں
 تھا کہ تم واپس آؤ گے؟ اپنی نے شکایتی انداز میں کہا اور میرے ہونٹوں پر
 مسکراہٹ پھیل گئی۔

میرا کوئی قصور نہیں ہے۔ یہ سب کچھ تمہارے باپ کا کیا دھرا ہے؟
 "کیا مطلب؟ کیا مطلب؟
 "مکن ہے کہ تمہارے باپ کے بارے میں کوئی بڑی بات مناسبت نہ کر دے
 لیکن یہ ساری کارروائی تمہارے باپ کی ہے۔ پہلے وہ مجھے یہی اصل شکل میں
 یہاں لائے اس کے بعد مجھے پوسٹ کے حوالے کر دیا گیا۔ پھر انہوں نے مجھے
 جیل سے نکال دیا یہاں لاکڑی سے چمڑے اور ہم پر ہنگ چمڑے اور ہنگ چمڑے
 لگا ہوں میں مجھے لاک کی حیثیت سے پیش کیا۔ اس کے بعد انہوں نے اپنے کسی
 اور مقصد کے لئے میرے جسم سے یہ ہنگ روغن دوبارہ اتار دیا لیکن میں نہیں
 جانتا تھا کہ اگر مشر پڑ کر تمہاری آمد کا علم ہو جاتا تو وہ اب مجھے تمہارے
 سامنے کس رنگ میں پیش کرتے۔ ویسے میں تو شروع ہی سے تمہارے ساتھ
 رہا ہوں؟
 اپنی کی آنکھوں میں کافی جھنجھٹ کے نشانات نظر آتے رہے
 پھر اس کی نگاہوں میں ہنسنے لگا۔
 "یہ پشیمہ میرے یہ ڈیڑھی کس قدر چالاک آدمی ہیں۔ اس کے بارے
 میں مجھے آپ کا بتا چکی ہوں۔ یہ میرا خیال ہے ساری دنیا میں کسی سے سچ
 نہیں بولتے۔ جیسا ایسی بھی کیا زندگی۔ باپ اور مجھے کے درمیان اب قسم کے
 پردے ہوں۔ جیسا کیا یہ بات مناسب ہے مسٹر لاک؟
 "میں اس بارے میں تمہارے کچھ چکا ہوں اس اپنی بہر صورت یہ آپ
 کے ڈیڑھی کا کام ہے؟
 "میں ڈیڑھی سے کہیں کم ہوں گی۔ جیسا ایسے آدمی سے کچھ کہنے سے
 کیا فائدہ جو اپنی جتنی سے جھوٹ بولتا ہو۔ ہاں میرے ارادان کے درمیان
 سے اعتماد تو کب کا کاٹھ چکا ہے۔ دھڑن معاملات ایسے ہوتے ہیں جن
 میں ڈیڑھی مجھے بھی ساری باتیں چھپاتے ہیں اور نہ صرف چھپاتے ہیں بلکہ
 مجھے جھوٹ بھی بولتے ہیں۔ خیر آپ اگر مسٹر لاک کی حیثیت سے بھی میرے ساتھ
 رہے ہیں تو آپ کو یاد ہو گا کہ میں نے ڈیڑھی کے بارے میں آپ کو بتایا تھا؟
 "مجھے سب کچھ یاد ہے اپنی؟ میں نے جواب دیا۔
 "اس کے ساتھ ہی میں ایک بار پھر آپ کو ہوشیار کر رہی ہوں کہ
 ڈیڑھی کی چالاک فطرت سے ہوشیار رہیں۔ جو شخص اپنی اولا دے لئے
 "مجھ نہ بھلاؤ آپ کے لئے اچھا کیسے ثابت ہو سکتا ہے۔ ہاں اب آپ
 یہ سوچ کر لیں کہ ڈیڑھی آپ کے لئے کتنا نیا جال بند ہے ہیں۔ میں ایک
 دوست کی حیثیت سے آپ کو گاہ کر رہی ہوں؟
 "شکریہ اپنی۔ تم ایک عجیب و غریب باپ کی نیکالی جاتی ہو۔ میں تمہیں
 بہت پسند کرتا ہوں؟
 "اور میں بھی تو کرتی ہوں؟ اپنی نے عجیب سے لہجے میں کہا کہ "اواس
 "مجھے میں پھر پھر میری نے عزت کی وہ آواز جو میں ہمیشہ سے سنا چکا تھا
 لیکن اب مجھے اس آواز سے کوئی خاص دلچسپی نہیں رہی تھی۔ بنانے کیوں میرا
 ذہن اس طرح راغب نہیں ہو رہا تھا۔ خاص طور سے اس فقرے کے ساتھ کہ

اس دوسری تو کسی معصوم لڑکی کو صاف کر دیا جائے حالانکہ اس سے قبل
 میں نے کبھی ایسا نہیں سوچا تھا۔
 "جواب۔ آپ تم لکھا کر گئے، کیا میں سوچوں گے؟ اپنی نے پوچھا۔
 "تم مجھے شرعہ دو اپنی؟ میں نے جواب دیا۔
 "میں کیا شرعہ دوں۔ تم آگے ہو تو ایک بار میری زندگی میں کچھ
 دلچسپیاں پیدا ہو گئی ہیں ورنہ مجھے کمال فرصت تھی ہے کہ میں اپنے لئے بھی
 کچھ کر سکوں۔ بس ڈیڑھی کے یہ معاملات میں اچھی رہتی ہوں۔ ڈیڑھی مجھے
 کس سے ملنے جتنے نہیں دیتے۔ ارے ہاں سب باتیں میں تمہیں کیوں
 بتا رہی ہوں۔ یہ سب کچھ تو میں پہلے بھی تمہیں بتا چکی ہوں؟ اس نے کہا
 اور میں اس کی صورت دیکھنے لگا۔
 "اپنی میں فی الحال تو یہ نہیں رہوں گا۔ لیکن مجھے ایک بات بتاؤ۔
 "ہاں پوچھو۔
 "اگر تمہارے ڈیڑھی میرے خلاف کوئی کارروائی کریں تو مجھے کیا
 کرنا چاہئے؟
 "میں کیا کہوں میں کیا بتاؤں۔ میں یہ بھی نہیں جانتی کہ ڈیڑھی کو
 کوئی کلیف ہو۔ میں تو ایک عجیب سی جگہ میں چھپی ہوئی ہوں۔ مجھے ان
 سے محبت مجھے مگر ان کی حرکتوں سے نفرت مجھے ہے لیکن بس تم یہاں
 سے جانا نہیں۔ ڈیڑھی سے پیچھے رہنا میں کوشش کروں گی کہ تمہیں ڈیڑھی
 کی کسی بھی ہوائی سے دور رکھ سکوں مگر مجھے ایک بات بتاؤ گے؟
 "ہاں ہاں ضرور تم آتی آؤ گی لڑکی ہو کہ اب میں تم سے کچھ بھی چھپانا
 پسند نہیں کروں گا؟
 "اوہ بہت عجیب ہے۔ تم مجھے میری ہی طرح پسند کرنے لگے ہو،
 یہی جس طرح کہیں گے؟
 "ہاں اپنی میں تمہیں پسند کرنے لگا ہوں؟
 "بہت بہت شکریہ مسٹر لاک۔ تو اب آپ مجھے یہ بتائیے کہ کس
 ڈیڑھی نے آپ کو کس مقصد کے تحت اپنے ساتھ رکھا ہے۔ یہ سب کیا چکر
 ہے کیوں وہ آپ کی شکلیں بدل بدل کر یہاں لاتے ہیں اور کیا چاہتے ہیں
 وہ آپ سے؟
 "حاصل اپنی یہ ایک ایسی کہانی ہے، اور کہیں پھر کہ بات کریں؟
 میں نے کہا اس اپنی مجھے اپنے کمرے میں لے گئی۔ ہم دونوں کھانے سامنے
 بیٹھ گئے تب میں نے اپنی سے سوال کیا۔
 "کیا مشر پڑ میرے معلوم ہے کہ کم واپس آ گیا ہو؟
 "نہیں ہاں نہیں۔ میں تو کسی کے پاس کتا لگتی تھی ڈیڑھی نے مجھے
 اس کے پاس بھیجا دیا تھا۔ لیکن مجھے اب کچھ بدل گئے ہیں وہ اپنے وقتوں میں
 گھری ہوئی ہے۔ خاص طور سے اس کا ایک ہوائے فریضہ ہے جو ہر دم اس کے
 ساتھ رہتا ہے اور وہی پسند نہیں کرتی کہ کوئی بھی اس کے اور اس کے ہوائے
 رینڈ کے درمیان موجود رہے۔ چنانچہ میں ڈیڑھی کو اطلاع دینے لگی۔ یہی

• اس پر ایسی ہی خیال تھا کہ سر پٹیر کو تھاری آمد کی اطلاع نہیں ہے
 • دندہ آئی آزادی سے یہاں نہیں آتے؟
 • کیا مطلب؟
 • حاصل اپنی سر پٹیر نے ایک بہت بڑی دولت حاصل کی ہے اور
 • اس کا وہیں بنا ہوں؟
 • اودہ۔ تم اس کا ذریعہ بنے ہو؟ اپنی کیا تمکین خوفزدہ آواز میں
 • پھیل گئیں۔
 • ہاں کیوں؟
 • لیکن مجھے ذات الفیصل سے بتاؤ۔ وہ دولت کہاں سے آئی ہے،
 • اور کس طرح حاصل کی گئی ہے۔ کیا اس کے حصول کا ذریعہ غیر قانونی ہے
 • میرا مطلب ہے کیا حکومت اس دولت کے حصول میں تمہیں یا ڈیڈی کو کوئی
 • نقصان پہنچا سکتا ہے؟ اپنی نے مضطربانہ آواز میں ہاتھ دھرتے ہوئے پوچھا۔
 • میں تمہارے قانون کے بارے میں کچھ نہیں جانتا اپنی مجھے نہیں
 • معلوم۔ البتہ تمہارے ڈیڈی نے ایک ایسے شخص کو سزا دے کر اس دولت کا
 • حال معلوم کیا ہے جس نے خود ہی یہ دولت کسی قانونی طریقے سے حاصل نہیں
 • کی تھی۔ بلکہ ایک لوگ کو قتل کر کے غیر قانونی طور پر حاصل کی تھی۔ تمہارے ڈیڈی
 • نے اس شخص کو پھانسی کر دیا۔ اس اس کے بعد انہوں نے یہ دولت میرے ذریعے
 • سند سے نکال لی ہے؟
 • پھنس گئے، آخر پھنس گئے۔ بس میں کبھی ہوتا تم پھنس گئے۔ اپنی
 • غور دیکھیں بولی۔
 • آہستہ کیوں؟
 • بس میں جانتی ہوں کہ اب وہ دولت ڈیڈی خود چھپ کر لیں گے
 • اور تمہیں پھنس کے حوالے کر دیں گے؟
 • کیا مطلب؟
 • ہاں شرکاک تم بہت بے وقوف ہو۔ ڈیڈی بہت ہی تیز آدمی تھا
 • میں نے تمہیں اس چوکی کا کافی ستانی تھا جسے ڈیڈی نے مصیبت میں پھنسا
 • دیا تھا۔ انوکس لوگ احقر ہیں۔ میں تمہارے لئے کھڑی کروں۔ لیکن میں بھی خود
 • ڈیڈی سے حالت صاف کہہ دلائی کہ وہ تمہیں کچھ دیکھیں۔ کیونکہ تم میرے دست
 • و پاؤں میں اس کے ہونے کی کوئی بات نہیں میرے لئے دے دینا چاہئے۔ میں تمہیں پسند
 • کرنے لگی ہوں۔ اپنی مصفاہ انداز میں بولی اور میرے ہر حرف پر دستک دینے
 • پہل گئی۔ انوکھی روشنی تھی، بڑی ہی سادہ، بڑی ہی جملی۔ مجھے تعجب تھا کہ
 • آنکھ پر جیسے غراں شاد کی کٹی اتنی سادہ کیوں ہے۔
 • میں بتاؤں لاگ تم ایک کام کرو۔ دفعتاً اپنی کچھ سچے ہوئے
 • پر خیال لیجئے بولی۔
 • ہاں کبھی؟
 • اپنی ڈیڈی کو میری آمد کی اطلاع مت دینا؟

• بس میں ان کی نگاہوں سے پریشان ہوں گی اور ان کا جاننے لیتی
 • رہوں گی کہ وہ کیا کر رہے ہیں۔ میں انہیں ایسے وقت اپنی آمد کی اطلاع
 • دوں گی جب مجھے بے اندازہ ہرجانے کا کہ وہ تمہارے خلاف کوئی کام کرنے
 • کا ارادہ رکھتے ہیں۔ اس طرح میں تمہاری زیادہ مدد کر سکوں گی۔ اور اگر
 • اس طرح نہ ہو اور ڈیڈی کو پتہ چل گیا کہ میں یہاں موجود ہوں تو میرے وہ
 • تمہارے خلاف کرنے والی کسی بھی سازش کو مجھ سے چھپائیں گے۔
 • اچھا؟ میں نے ہنستے ہوئے کہا۔ لیکن اس ارادہ تم کہاں چھپ
 • کر رہو گی؟
 • اسے اتنی بڑی کوشش ہے۔ جلا جھپکا وقت ہو سکتی ہے۔ یوں
 • بس ملازمین مجھے بہت زیادہ پسند کرتے ہیں۔ اگر میں ان سے کہہ دوں کہ
 • ڈیڈی کو میرے بارے میں نہ بتایا جائے تو تم کوئی کمزور لاگ، ان میں سے
 • کوئی بھی میرے بارے میں ڈیڈی کو نہیں بتائے گا۔ وہ لوگ مجھ سے سید
 • محبت کرتے ہیں۔ بس تم انہیں نہ بتانا؟
 • ٹھیک ہے اپنی میں بھی نہیں بتاؤں گا؟ میں نے جواب دیا اور
 • وہ مطمئن ہو گئی۔
 • پھر تم مجھے اس کرے میں بھی نہیں رہنا چاہئے؟
 • کیوں؟
 • بس میں جلد سے جلد چھپ جانا چاہتی ہوں۔ ہاں ڈیڈی اس
 • وقت بھی کہاں؟
 • اپنی لیبارٹری میں؟
 • کیا وہ دولت بھی ان کے پاس موجود ہے؟
 • ہاں؟
 • تب ٹھیک ہے۔ وہ بہت دیر تک اس دولت کو دیکھ دیکھ
 • کر خوش ہوتے رہیں گے اور باہر نہیں آئیں گے۔ آؤ تم آؤ؟ اپنی
 • نے کہا اور پھر اس نے اندازہ کھول کر باہر جھانکا۔ ٹھیک ہے میدان
 • صاف ہے۔ اب میں تمہیں اپنے پوشیدہ ہونے کی جگہ بتا دوں میں اب
 • وہاں رہوں گی؟ وہ باہر نکل آئی۔ میں بھی اس کے ساتھ تھا۔
 • کوٹھی کے آخری حصے میں ایک کمرہ تھا اور اس کمرے کے نیچے
 • ایک چھتیا سا تہ خانہ تھا۔ اپنی نے اس کمرے کے تہ خانے کو کھولا
 • اور بولی۔
 • یہ جگہ میرے چھپنے کے لئے بہترین ہے؟
 • اوہ۔ کیا آنکھ پر جھڑک اس بارے میں معلوم نہیں ہے؟
 • ہے کیوں نہیں۔ لیکن وہ سوچیں گے کہ میں یہاں آئی ہوں یا نہیں؟
 • ہوگی۔ کسی کو کیا معلوم کہ میں یہاں آگئی ہوں۔ کوئی بتائے گا تو خود ہی۔
 • کسی کو بھی معلوم نہیں ہے؟
 • لیکن اپنی میں اس طرح ہوگی۔ میرا مقصد ہے کھلے پنے

• سب کچھ ٹھیک ہو جائے گا لاگ۔ تم قتل پر دھمکتے ہو۔ اس
 • تہ خانے سے حق باقہ دم میں ہے اور میں اپنے خاص ملازم سے کہہ
 • دوں گی کہ وہ مجھے کمانڈر فوج یہاں پہنچا دیا کرے۔ لیکن تم ایک بات کا وعدہ
 • بھی کرو۔
 • کیا؟ میں نے پوچھا۔
 • تم بھی دفعتاً ایسے وقت جب ڈیڈی کسی کام میں مصروف ہوں
 • میرے پاس حذر رکھو گے۔ اول تو میں خود ہی نگاہ رکھوں گی۔ یعنی چھپ
 • چھپ کر تم کو دیکھ رہوں گی۔ لیکن ہر صورت اگر میں تم سے ملاقات
 • کر سکوں تو تم ضرور ڈیڈی کے لئے میرے پاس آنا کہ میں دو تین دن
 • کی بات ہے اس ارادہ کو ڈیڈی کو کھل کر سنائے گا نہیں گے اور میں بھی پوشیدہ
 • نہ رہوں گی؟
 • ٹھیک ہے۔ میں آہستہ آہستہ کروں گا؟
 • لیکن جو میں کہہ چکی ہوں وہ ضرور کرنا۔ یعنی ڈیڈی سے ایک دم
 • پوشیدہ رہنا؟
 • تم بالکل بے فکر ہو، میں پوشیدہ رہوں گا؟ میں نے ہنستے ہوئے
 • کہا اور اپنی نے میری جانب دیکھ کر گونج ملا دی۔
 • بس اب تم آؤ لیکن بے ڈیڈی تمہاری تلاش میں کسی ملازم
 • کو دقت آئے۔ بالی سدا سے کام میں خود کر لوں گی؟ اپنی نے کہا اور میں
 • باہر نکل آیا۔
 • لیکن اب میں سوچ رہا تھا کہ ڈیڈی کو آنکھ پر عجیب و غریب
 • انسان ہے اس کی بیشی اس کے سے قدر غیر ملکی ہے۔ اس سے اندازہ
 • ہوتا ہے کہ وہ کس قدر بڑا آدمی ہے۔ اور ایسا آدمی جلا میرے کس کام
 • آسکتا ہے۔ میں تو خود چاہتا تھا کہ اس کا جیو دنیا کا کوئی بھی شخص مجھے
 • اپنا آئینہ کار بنائے لیکن میرے لئے ایک ایسا مسلمان بن جانے کے بجائے
 • اس سدا دنیا کی سیر کرے۔
 • لیکن ایسا نہیں ہوا تھا۔ چودہ آدمی جو مجھے ملے تھے اپنے
 • کاموں میں چھپنے کے لئے کوشش کرتا۔ اپنی مطلب برائی کرتا اور اس کے
 • بعد میرے سامنے اس طرح عریاں ہوجاتا کہ کیا تو مجھے اس پر رخصت کجائے یا
 • میں اسے چھین دوں۔ یا پھر اسے ہلاک کر دوں۔
 • حالانکہ میں سب کچھ نہیں چاہتا تھا۔ میں اس دنیا میں ان سے
 • رہنا چاہتا تھا لیکن انہیں ابھی تک مجھے ایسا کوئی ساتھی نہیں ملا تھا۔
 • چنانچہ اب میں سوچ رہا تھا کہ اپنے طور پر ہی کیا کیا جائے۔
 • آنکھ پر جھڑک جانتے تھے تو میں تقریباً مایوس ہو چکا تھا۔ کلائی
 • دیکھ کے بعد آنکھ پر جھڑکے تلاش کرنا چودہ میرے پاس پہنچ گیا۔ اس کا
 • چہرہ خوشی سے گنگنا رہا تھا۔ شاید اس ستر کر وہ باہر نہیں پارہا تھا۔
 • آہ میرے دوست کہاں ہو، کیا کر رہے ہو؟ اس نے سوال کیا۔

• کچھ نہیں آنکھ پر جھڑک اس انتظار کو رہا تھا کہ تم اپنی خوشیوں میں مجھے
 • بھی شریک کرو۔
 • میرے دوست میرے ساتھ گئے تو میری تمام خوشیوں میں شریک
 • ہو چکا میں اگر یہ بات کہوں کہ یہ خوشی میں مجھے تھاری ہی وجہ سے تیرے پوٹی
 • ہیں تو غلط نہ ہوگا۔ تم مجھے ہونے لگتی دولت ہے جو ہم لوگوں نے حاصل
 • کی ہے مابعد اس سے میرے تمام مقصودے مکمل ہو جائیں گے۔ اس
 • دولت کی کمی سے میرے بے شمار مقصودے مکمل نہ ہوں گے تھے لیکن
 • اب میں ان تمام مقصودوں کی تکمیل کر لوں گا اور خوشی سے عرصے کے بعد دیکھنا
 • کہ آنکھ پر جھڑک کیا چیز جاتا ہے؟
 • ہر صورت تمہاری خوشی سے میں خوش ہوں آنکھ پر جھڑک اب
 • مجھے بتاؤ مجھے کیا کرنا ہے؟
 • آؤ میرے ساتھ آؤ میں تمہیں زندگی کی حسین ترین ضرورتوں سے
 • روشناس کروں گا؟
 • میرے نزدیک زندگی کا سب سے حسین منزل یہ ہے۔ آنکھ پر جھڑک
 • کہیں اس دنیا کی یہ رکوں۔ میں نے اس سے پہلے ہی یہ خواہش ظاہر کی تھی
 • اگر تم کہتے ہو تو میرے لئے اس کا بندوبست کر دو باقی زبجہ تمہاری اس
 • دولت سے کچھ ہے اور میں اس میں اپنا حصہ چاہتا ہوں؟
 • کیا کہہ رہے ہو؟ آنکھ پر جھڑک منہ حیرت سے مکمل کی۔
 • ہاں آنکھ پر جھڑک میں سچ کہہ رہا ہوں۔ دولت سے مجھے کئی نہیں
 • لگاؤ نہیں ہے میں تو بس اس دنیا کو دیکھنا چاہتا ہوں؟
 • تو اس کے لئے بندوبست کرنا میرے لئے کونسا مشکل کام ہوگا
 • میرا خیال ہے میں آسانی سے تمہارے لئے یہ بندوبست کر سکتا ہوں مجھے
 • یوں لگتا ہے گوند کہ یا تو تم کفر نفسی سے کام لے رہے ہو یا تمہیں مجھ پر
 • اعتبار نہیں ہے؟
 • اعتبار۔ کیسا اعتبار؟ میں نے سوال کیا۔
 • مقصد یہ کہ یہ سوچ سب ہو کر میں تمہیں اس دولت میں حصہ دار
 • بنانا پسند نہ کروں؟
 • میں یہ نہیں سوچ رہا ڈیڈی پھر تم اپنے طور پر فیصلے مت کرو۔ میری
 • اس بات کے بعد آنکھ پر جھڑک میری سوچ میں ڈوب گیا۔ اس کے چہرے
 • پر کشمکش کے آثار نظر آ رہے تھے لیکن چند ساعت کے بعد وہ اس
 • کشمکش سے نکل گیا۔ اس کے ہونٹوں پر دوبارہ مسکراہٹ محسوس
 • ہونے لگی۔
 • ٹھیک ہے ٹھیک ہے یہ ساری باتیں تو ہم بعد میں کر لیں گے؟
 • اس نے کہا اور میں اس کے ساتھ چل پڑا۔ اس کا رخ لیبارٹری کی طرف
 • تھا۔ اپنی لبیب میں سچ کہ اس نے مجھے ایک بہت قیمتی کھانا ملا دیا
 • مشین بکھی ہوئی تھیں پر وہ فیئر اور دینشیں مجھے بے حد پسند تھیں۔ ان
 • کی کارکردگی مجھے عجیب ہوتی تھی وہ میری کچھ سے باہر تھی۔ صدیوں کا تجربہ

جی جیسے ان شیئوں سے روشناس نہیں کر سکتا تھا اور میں جیسے ان کے بارے میں یہ سوچتا ہوں تھا کہ انسان نے کتنی باریک بینی سے کام لیتے ہوئے یہ شیئیں کس طرح ایجاد کی ہیں اس حساب سے اس دور کا انسان بے انتہا ذہین تھا۔

• آنرک میٹر میرے ساتھ بیٹھ گیا۔ اب وہ مطمئن تھا۔
• اب تم کیا محسوس کر رہے ہو گولڈ؟

• میں ہر حالت ہر حال میں مطمئن ہونے والوں میں سے ہوں میٹر بیٹروا اندھے خوشی سے کہ میں تمہارے کام آ سکا۔ واصل خود میں نے کبھی اپنی زندگی اور آئے دن دلت کے بارے میں نہیں سوچا۔ مجھے اس بات کی غلطی ہے کہ میری تنقیدی طبیعت سے تم خوش نظر آ رہے ہو۔ میں نے کہا لیکن آنرک میٹر شاید میری طرف متوجہ نہیں تھا۔ چند ساعت کے بعد وہ بولا۔

• میرے حسین خوابوں کی تکمیل ہو جائے گی۔ ادرم... آنرک میٹر نے پیار بھری نگاہوں سے مجھے دیکھتے ہوئے کہا: تم میری زندگیوں کے واسطے میں سبک دلت ثابت ہوئے ہو۔ میں تمہیں زندگی کے کسی دور میں نہیں بھولوں گا؟

• شکریہ آنرک میٹر
• لیکن میرے دوست، کیا تم میرے منصوبوں کے بارے میں جانتا پسند کرو گے؟
• مجھے بتاؤ۔ میں تو تمہاری ہر خوشی میں شریک ہوں؟ میں نے جواب دیا۔

• میں ذہنی طور پر جو کچھ ہوں کوئی بھی نہیں جانتا۔ میرے عوام اور میرے جاننے والے صرف یہ جانتے ہیں کہ آنرک میٹر ایک ماسٹران ہے جس نے چھوٹی چھوٹی چند ایجادات کی ہیں اور خاص طور سے وہ اس کام کا ہر پہلو کا خطرناک نمبر ہوں کہ نہ ہونی سے جو راز پولیس والے اپنے سنت آئندہ کے باوجود نہیں اگلا سکتے۔ آنرک میٹر ان رازوں کی تفصیل پولیس کے سامنے پیش کر رہا ہے۔ پولیس کی نگاہ میں بھی اسی لئے مخبر ہوں لیکن میری اہلیت۔ میں نے جو کچھ سکھایا ہے اس کے بارے میں کسی کو نہیں معلوم نہ ہی میں نے خود کبھی بتانے کی کوشش کی اور اس کی وجہ یہ تھی کہ اگر میں دنیا کو اپنے منصوبوں سے آگاہ کرتا تو خود ان منصوبوں سے کوئی فائدہ نہیں اٹھا سکتا تھا۔ میرے دوست گولڈ میں اپنے اہل ذہن میں وہ تمام صلاحیتیں رکھتا ہوں جو ایک عظیم ماسٹران کے ذہن میں ہو سکتی ہیں۔ خلائی منصوبوں کے بارے میں محض اتنا کچھ فریج کر رہی ہیں امداد کے بعد جو کچھ وہ حاصل کر سکی ہیں وہ اس قدر اہم نہیں ہیں جتنی میں اپنے معمولی ذرائع سے کر سکتا ہوں لیکن افسوس دولت کی کمی نے مجھے عمر کی منزل تک پہنچا دیا اور میں اپنی خواہشات کی تکمیل نہیں کر سکا۔ چہ چن چنوں کے بارے میں میں نے اتنی سخت محنت کر کے معلومات

حاصل کی ہیں میں انہیں دوسروں کے لئے کیوں چھوڑ جاؤں میں نہیں جانتا کہ میری زندگی کس حد تک سیر ساتھ دے گی لیکن یہ تو انسان کی فطرت ہے کہ وہ جو کچھ کرنا چاہتا ہے اس کے لئے ایک طریق عمل بھی نکال لیتی ہے البتہ وہ اپنی کوششوں میں معروف رہتا ہے۔ دولت کی کمی کی وجہ سے میں اپنے ان منصوبوں پر عمل نہیں کر سکا لیکن یقین کر رہا ہوں کہ دوسرے اب میں اپنے ان منصوبوں کی تکمیل کر سکوں گا۔ تم جانتے ہو یا شاید نہ جانتے ہو کہ کو خلائی دور میں وہی امداد ایک دوسرے سے آگے نکل جانے کی فکر میں ڈوبے رہتے ہیں۔ انہوں نے اپنے بڑے بڑے بہت بنائے ہیں اور لاکھوں آدمی ان کے ان منصوبوں پر کام کر رہے ہیں۔ اگر میں اپنی خدمات میں اس کے کسی کے سامنے پیش کر دوں اور اپنے منصوبے ان کے سامنے پیش کر دوں تو سائنس کی دنیا میں ہلکے پھلکے ہوں۔ بڑے بڑے ڈاکٹر تیار کر کے جاتے ہیں خلائی کیمپوں فضا میں بھیجے جاتے ہیں ان کے ذریعے سیاروں کے بارے میں معلومات حاصل کی جاتی ہیں سیاروں کی تفصیل کے لئے بے شمار زندگیوں کا ضائع کی جا چکی ہیں لیکن میرے پاس ایک ایسا منصوبہ ہے کہ تم کسی بھی سیارے کے بارے میں تمام تفصیلات معلومات کر سکتے ہو۔ میں نہیں اس کے بارے میں تفصیلات بتا چاہتا ہوں۔

476
میں نے ایک ایسی مشین ایجاد کی ہے جس کی اپنی تکمیل نہیں ہوئی جو آلات کو انسانی اجسام کو خلا میں منتشر کرے اس جگہ پہنچا دے جو اس کا ٹارگٹ ہو مثلاً ہم نے کسی سیارے کا انتخاب کر لیا تو سب سے پہلا کام نہیں یہ کرنا ہو گا کہ اس سیارے تک تلاش کرنے والی مشینیں پیچیدہ کر کے معلوم کریں کہ اس کا فاصلہ ہماری زمین سے کتنا ہے اور پھر فاصلے کا تعین کرنے کے بعد ہم جاسوسی کے یہ معلومات کے ایسے آلات اس فضا میں منتشر کریں جو ہمیں وہاں سے معلومات بھیج سکیں۔ ہم اسی جگہ زمین پر بیٹھے بیٹھے۔ اپنی ان معلومات سے مستفیض ہو سکتے ہیں اور خلا اور سیاروں کے بارے میں جن معلومات کے لئے انتہائی اہم منصوبے بنائے جاتے ہیں اور جن پر کوئی تبدیلی دینی ہو کر کیا جانا ہے وہ جسے معمولی ذرائع سے نہیں حاصل ہو سکتے ہیں۔ میں نے سوچا ہے میرے دوست گولڈ کہ میں کسی بھی طرح اس مشین کی تکمیل کروں گا اور میں سیاروں کے بارے میں اپنی معلومات بڑے کمزور کو ذرا دقت کروں گا۔ وہ لوگ جو صدیوں کی کوششوں کے باوجود ابھی تک ان جگہوں تک نہیں پہنچ سکے ہیں جہاں وہ پہنچنا چاہتے تھے وہ میری معلومات کے ذریعے وہاں اپنے کیمپوں پہنچنے کا بندوبست کر سکتے ہیں اور تم سوچو اس وقت آنرک میٹر کی دنیا کا کتنا بڑا انسان ہو گا لیکن یہ سارے منصوبے میرے ساتھ ہی قبر کی طرف جارہے تھے امداد میں تمہارا شکرا گزار ہوں کہ تم نے ان کی تکمیل میں میری مدد کی....؟
تو پروفیسر یہ جو سیاروں اور خلائی کیمپوں کی باتیں اس

نے کی تھیں مجھے قدرتنا مگر کتنی قیاس اس کا اعزاء تو میرا خیال ہے تم بھی لگا کچھ ہو گے۔ میں نے دیکھا میں نے سوچا اور مجھے یوں لگا جیسے وہ میرے لئے اپنے اندر دھپسی حاصل کرنا چاہتا ہو۔ اس نے جو باتیں کی تھیں میں انہیں نظر انداز نہیں کر سکتا تھا۔ چنانچہ میں نے کچھ ہی سے اس کی جانب دیکھا اور پھر سیاروں کے بارے میں اس کے معلومات حاصل کرنے لگا۔ بڑی جرات، پیچیدہ معلومات، پروفیسر مجھے پتہ چلا کہ چاند اور سیاروں کو ہم جس انداز میں دیکھتے ہیں نئی نسل نے وہ انداز بدل دیا ہے یعنی بات اب صرف نگاہوں تک نہیں بلکہ قدموں تک پہنچ چکی ہے۔ انسان کے قدم چاند کی جانب جانے کے لئے جیتا ہیں۔ اور اس کی تیار یا تقریباً مکمل ہو چکی ہیں۔ یہ معمولی بات نہیں تھی۔ تو وہ بات تھی جس کے بارے میں میں نے خود بھی نہیں سوچا تھا لیکن ایک حقیقت تھی جو کل کر سامنے آتی جا رہی تھی یعنی یہ لوگ اپنے منصوبوں کی تکمیل تک پہنچتے جا رہے تھے تب میں نے اس سے سوال کیا۔

• میرے دوست آنرک میٹر کیا تم مجھے اس مشین کے بارے میں مجھے تفصیلات بتا سکتے ہو؟
• کیوں نہیں تم بڑھ کر اس کا مستحق اور کون ہو گا۔ تمہی نے تو اس کی تکمیل کے لئے مدد کی ہے کہ میرے ساتھ آؤ؟

ادر پھر وہ مجھے اپنی دشمنی دنیا کے ایک حصے میں لے گیا۔ جہاں میں نے ایک چوکور کھس دیکھا جس کی شکل بڑی خوبصورت تھی۔ اس کھس پر بیٹار آلات لگے ہوئے تھے۔ آنرک میٹر ان فنون کو دوبارہ چھڑانے لگا اور اس کا ایک بڑا سا حصہ کھل گیا۔ اندر بھی دشمنی ہی دشمنی تھیں۔ عجیب و غریب انداز میں جو حقیقت چنوں میں دیکھ چکا تھا لیکن اب بھی یہ ساری باتیں میری کچھ سے باہر تھیں۔

• اس میں داخل ہو جاؤ۔ آنرک میٹر نے کہا اور میں نے چون و چرا اس میں داخل ہو گیا۔ مشین کا ڈھکن کھلا ہوا تھا اور اس میں ایک باؤ آوی سے تیار وہ سنانے کی جگہ تھی یعنی وہ اندر سے خاصی ٹھنکی تھی۔ میں نے دلچسپ نگاہوں سے اسے دیکھا اور اسی وقت آنرک میٹر کی آواز سنائی دی۔

• "میرے دوست اس طرح تم اس کی کارکردگی سے محفوظ نہیں ہو سکو گے مگر وہ اس کا ڈھکن بند کرتا ہو؟ اس نے کہا اور فنون کو چھڑانے لگا۔ ڈھکن آہستہ آہستہ بند ہونے لگا تھا۔ اندر کوئی ٹھنک نہیں محسوس ہوتی تھی بڑی عجیب و غریب چیز تھی۔ میں اس کے بارے میں بڑی پسندیدگی کے انداز میں سوچ رہا تھا لیکن اب کچھ ہی لمحے آنرک میٹر کی آواز سنائی دی۔

• "تو میرے دوست گولڈ تم نے اس منصوبے کی تکمیل میری جو مدد کی ہے میں نے تم سے وعدہ کیا ہے کہ: سے ہمیشہ یاد رکھو گا۔ اگر میں اپنی ترقی کی منزل پاؤں تو یقیناً کو تمہارا ایک خوبصورت تبریک رکاوٹ کا

اس کے لیے حسین مذاق میں یہ تقریر کندہ کرواؤں گا جس نے میرے منصوبے کی تکمیل کی امداد کے بعد جان دے دی؟

میں جو اس مشین کو دیکھنے میں مصروف تھا۔ آنرک میٹر کان اٹھاؤ پر چونک پڑا۔ چہ میں نے اپنے طور پر سوچا اس بات کا مقصد کیا ہو سکتا ہے اور میں نے سوال آنرک میٹر سے کر دیا۔

• کیا تم اس مشین کے باہر میری آواز اسی طرح سن رہے ہو کہ آنرک میٹر جس طرح اندھے تھوڑی آواز سنائی دے رہی ہے؟

• ہاں میرے دوست میں تمہاری آواز سن رہا ہوں اس میں ایسے آلات بھی ہیں جن کی وجہ سے اندر کی آواز باہر اور باہر کی آواز اندر سن جاسکتی ہے مگر میں ایک مہینہ بعد وہاں تو آوازوں کا سلسلہ منقطع ہو سکتا ہے؟

• "کال کی چیز بنائی ہے تم نے آنرک میٹر لیکن تمہاری ایک بات میری سمجھ میں نہیں آئی۔ اسی تم نے کہا تھا کہ تم میرے تجربے کے نیچے یہ تجربہ کندہ کرواؤ گے کہ وہ جس نے میرے منصوبے کی تکمیل میں مدد کی اور جان دے دی۔ تو تمہارے خیال میں مجھے مزا ہو گا؟ میرے اس سوال کے جواب میں آنرک میٹر کے منہ سے لکھ قندہ ابل پڑا۔

• ہاں میرے دوست، موت ایک ضروری چیز ہے اور یوں ہی ہر انسان کی زندگی میں یہ کبھی نہ کبھی آتی ہے لیکن بعض اوقات نیکیاں بھی اس کی موت کا باعث بن جاتی ہیں جیسے اس وقت۔ تم نے اس وقت کے

سینس ڈائجسٹ کا دلچسپ ترین سلسلہ
جسے قارئین آج تک نہیں بخورے

طالوت

۳ حصوں میں (مکمل)
قیمت فی حصہ: ۵۰ روپے / ڈاک خرچ فی حصہ: ۱۲۲ روپے

- پراسرار کہانیوں کے شائقین کے لیے
- طنز و مزاح دیکھنے والوں کے لیے
- جاسوسی کہانیوں کے پھانسیوں کے لیے

ایک دلچسپ داستان جو آج تک آپ نے نہ پڑھی ہوگی!
کتابی شکل میں تیار ہے
اپنے قریبی ایک مثال سے طلب فرمائیں یا براہ راست ہم سے حکوائیں
پتہ: نئے نئے ایک ساتھ گزرتے ہوئے ڈاک خانہ

کتابیات پبلیکیشنز پوسٹ بکس ۱۳۳ کراچی ۱

حصول کی میری مدد کی ہے۔ بزرگ پڑھو دنیا کے سلسلے ایک نیک تمام انسان ہے صرف وہ افراد ہی جو اسے خط ثابت کر سکتے ہیں اور اس کی ساری نیک نامی اسی میں مل سکتی ہے۔ ایک تم اور وہ سب ایک نیک نیتی طور پر تیار ہو چکا ہے اور وہ دنیا میں آپ کی کوئی نہیں تباہ کر سکتا اس کے ساتھ یہ سلوک کر سکتے ہیں۔ لیکن تم میں تباہی نہیں ہو سکتی جو آپ کو اس سے خلافت ہوں اور میں جانتا ہوں کہ اگر وہی ہوئے ہر ایک کے لئے ہندو کی بات کو قبول کر لیں تو ان کے لئے یہ بات نصرت انسانا ہوگا۔ اس کے علاوہ میرے دوست میں تم میں اس دولت میں بھی حصہ دار نہیں بنا سکتا جو ہم لوگوں نے حاصل کی ہے کیونکہ اس کے بعد وہ دولت کافی ہے۔ اگلے ہی مزید فروقت ہے اس کے حصول کے لئے میں تم کو انصاف سے نصیحت کروں گا۔ اس وقت مجھے اس کی فروقت نہیں ہے۔ اس وقت کی مضامین نہیں رہنا چاہتا۔ میں نے تم سے نجات حاصل کرنے کا قصد کیا ہے۔

آنکھ پر شیشے کی کڑی کر بات کی تھی جس کے لئے میں اس خیال سے بیزار تھا۔ یعنی یہاں کے لوگ ایک صاحب کو اس کے بعد اپنے غموں کو بھی قتل کر دیا کرتے تھے۔ ان کے نزدیک انسانیت انسانا انسان کوئی حق نہیں رکھتے تھے اور وہ بات مجھے کافی ناپسند تھی۔ آنکھ پر شیشے کی کڑی کر بات کہنے والے نے مجھے دینا دیکھنے کا وعدہ کیا تھا اور اس کے ساتھ ساتھ اس نے یہ بھی کہا تھا کہ وہ مجھے دولت خیر بھی دے گا۔ اپنے قصد کی تکمیل کے بعد وہ سب پیچھے چلے آجے اس سے جدا دینا چاہتا تھا۔ یہ بات بد فہم میں جلو کیے بڑا اشت کرنا تھا۔ اس بڑے انسان کی ان کارروائیوں کے بارے میں میں مذہب نہ بنا رہا تھا جو وہ مجھے قتل کرنے کے سلسلے میں کرنا چاہتا تھا چنانچہ میں خاموش رہا۔

آنکھ پر شیشے کی کڑی کر بات کہنے والے نے میرے جواب کا انتظار کرنا تھا لیکن میں نے اسے کوئی جواب نہیں دیا۔

دفعہ مجھے ہر ایک آواز سنائی دی اور میں چونک پڑا۔ یہ آواز پہچاننے میں مجھے کئی دشواری نہیں ہوئی تھی۔ اور پھر آنکھ پر شیشے کی کڑی کر بات کہنے والی۔

اور بے ادب ایک اس طرح کہ آپ انہیں تم؟ چند ساعت مجھے کوئی آواز سنائی نہ دی اور پھر اپنی کی سرو کی آواز سنائی دی۔

• ڈیڑی وہ کہاں ہے؟

• کون کس کی بات کر رہی ہو تم؟ آنکھ پر شیشے کی کڑی کر بات کہنے والے نے کہا۔ غالب اس کے ذہن میں یہ خیال ہو گا کہ وہ مشین کا وہ جن بند نہیں کر سکا ہے جس سے آوازیں اندر اور باہر کی جا سکتی ہیں۔

• میں مشین کی بات کر رہی ہوں یا پھر اس کی جیسے پہلے آپ نے مجھے مشین کے نام سے روشناس کرایا تھا؟

• وہ کہاں ہے۔ مجھے نہیں معلوم اس کے بارے میں۔ وہ اندر

کیوں کوئی ہی میں ہرگز نہ؟

• ڈیڑی میں اس بات پر سخت شرمندہ ہوں کہ میں آپ کی بی بی ہوں؟

• کیا بھائی کو یہی ہوئی؟

• ان ڈیڑی مجھے واضح سمجھتا ہوں۔ کاش میں آپ کے ہاں پیدا نہ ہوئی ہوتی؟

• اسی۔ اسی تم پاگل ہو گئی ہو۔ تم نہیں جانتیں یہ افلاک اور کون سے میری توجہ کر رہی ہو؟

• آپ نے خود میری قوانین کی ہے ڈیڑی۔ اگر آپ کی یہ نصرت اپنا ہی تھی تو مجھے بھی آپ نے اپنے رنگ میں کیوں نہ رنگ لیا۔ مجھے ایک اچھا انسان بنانے کی کوشش کیوں کی مجھے جواب دیں ڈیڑی۔ اور میں ڈیڑی اگر اس کے ہوگی تو میں خود کئی کروں گی؟

• اچھا تھوڑا سا ناقصی غریب ہو گیا ہے۔ کیسی بھائی کر رہی ہو کہ کچھ ہو گیا تو تم خود کئی کرو گی۔ بتاؤ مجھے جواب دو۔ تم کس کی بات کر رہی ہو؟

• اس کے مجھے آپ نے کس مشین میں بند کیا ہے؟ انہیں نے افراد سے جواب دیا۔

• کیا بھائی یہ ہے یہ کیسی مشین۔ کوئی مشین۔ کہاں ہے وہ؟

• آنکھ پر شیشے کی کڑی کر بات کہنے والے نے کہا۔

• ڈیڑی میں ابھی آپ ہی کے پاس آئی تھی۔ میں نے باہر سے آپ کے دونوں کی گفتگو سنی۔ میں جانتی تھی کہ آپ نے اسے کونسی مشین میں بند کیا ہے لیکن میں آپ سے کہہ دے رہی ہوں کہ اسے کوئی کیفیت نہیں ہوئی چاہے ہندو آپ مجھے سے بھی ہاتھ دھر بھیجیں گے؟

• اور بے وقوف لڑکی کیا بھائی کر رہی ہو تم؟

• ہاں ڈیڑی میں دوست کر رہی ہوں؟

• اور تیری یہ جرات کہ تو میرے سامنے میں آنے کی کوشش کرے؟

• آنکھ پر شیشے کی کڑی کر بات کہنے والے نے کہا۔

• ہاں ڈیڑی میرے اندر اتنی جرات ہے، کیونکہ میں آپ ہی کی بی بی ہوں؟

• جی جی ہو تو جی ہی رہو، آپ مجھے کی کوشش مت کرو۔ میرے غریب میری زندگی کا سب سے بڑا مقصد ہے۔ ان کے لئے میں دنیا کی ہر چیز تیار ہو جاؤں گا کہ کتنا ہوں؟

• اور یہ بات ہے ڈیڑی؟

• ہاں بالکل ہی بات ہے؟

• گویا آپ کو میری زندگی سے کوئی ڈیڑی نہیں ہے؟

• مجھ سے فضول بھائی مت کرو دینی؟

• انہوں نے ڈیڑی انہوں۔ میں نے ہر سچا سچا کہا کہ آپ مجھ سے صرف ثنائی ہی محبت کرتے ہیں لیکن ڈیڑی میں اپنی آپ کی محبت میں کبھی کوئی شک نہیں کرتی۔ میں نے تو سچا سچا کہہ کر یہی حق جو دینیوں

ہیں۔ ان دونوں کی محبت مجھے آپ ہی کے پاس سے مل سکتی تھی۔ آپ کی لاپرواہیوں جو میں نے ہر لمحہ محسوس کیں۔ ان کے بارے میں میں نے صرف یہ سچا سچا کہا کہ میں آپ کی مصروفیت ہے۔ آپ کی نصرت کے بارے میں میں جانتی تھی ڈیڑی۔ لیکن اتنا ضرور سوچتی تھی کہ آپ جو کچھ بھی کرنا چاہتے ہیں اور جو کچھ بھی کرنا گئے وہ صرف اندرون سے لے کر باہر کیوں کر آپ کی یہی بات سے آتی تھی جی نہیں ہے اور آپ صرف یہ سوچتے ہیں کہ میں جانتی تھی اور اس میں کوئی حرج نہیں ہے صرف آپ کے منصوبے کی تکمیل ہونی چاہئے تو ڈیڑی میرا زخمہ رہنا واقعی بالکل فضول اور بے مقصد ہے۔ آپ ایسا کریں ڈیڑی کہ پہلے مجھے اپنے حقوق سے گولی مار دیں۔ اس کے بعد آپ اس کے ساتھ چھو جائیں جیسا بھی سلوک کریں تو مجھے کوئی اعتراض نہ ہوگا لیکن اگر میں زندہ رہی تو آپ کو آپ کی ان ساری کارروائیوں کی تفصیل بتا دوں گی؟

• چند ساعت تک آنکھ پر شیشے کی کڑی کر بات کہنے والی نے ڈیڑی۔ میں اس درمیان میں چاہتا تو بول سکتا تھا لیکن میں نے اسے ہی خاموشی اختیار کر رکھی تھی تاکہ ان دونوں کی گفتگو سنی سکوں۔ تب آنکھ پر شیشے کی کڑی کر بات کہنے والی نے جواب دیا۔

• دیکھو اپنی ادھر آؤ یہاں جی جاؤ میں پہلے تمہیں اپنے منصوبے کے بارے میں پوری تفصیل بتا دوں؟

• ڈیڑی اب مجھے آپ کی کسی بات سے کوئی ڈیڑی نہیں ہے۔ آپ جو کچھ کہیں گے میں اس کے بعد میں نے اپنی حیثیت پہچان لی ہے اور اپنی حیثیت بھانسنے کے بعد آؤں گا کہ بار بار بے وقوف نہیں بنانا چاہئے۔ واقعی ایک مشکل آواز سنائی دی۔

• اچھا تمہارے بھارت کر رہی ہو۔ دیکھو میں جو کہہ گیا ہوں شاید بھارت میں کہہ گیا ہوں۔ تم یہاں ٹھہرو۔ جی تو تھی۔۔۔ شاید آنکھ پر شیشے کی کڑی کر بات کہنے والی نے جواب دیا تھا۔

• جی ڈیڑی کیا کہنا چاہتے ہیں؟ ان کی آواز ابھی لیکن اس کے ساتھ ہی ایک اندر سے آواز سنائی دی جسے میرے حنا کی آواز نے سننا تھا اور پھر اپنی کھینچنے کی آواز۔

• وہ ڈیڑی وہ۔ مجھے آپ نے تھوڑے کے یہ سوچا ہے کہ آپ میری زبان کو تھوڑے دیکھ گئے۔ مجھے تو کہنے سے آپ کو کوئی فائدہ نہیں ہوگا ڈیڑی۔ میں جانتی ہوں کہ آپ کی اس تقریر کا وہ میں نے شامیٹھا ہی منسوب کر دیا۔ یہ کسی جس کے تھے سے بڑے ہندو کسی آؤمیک سسٹم کے تحت چڑھ گئے ہیں۔ اگر بھائی کی کسی ہوتی تو یہاں وہ مناسب تھا۔ میں آپ کو شہرہ دینی ہوں ڈیڑی کہ اسے قتل کرنے سے پہلے قتل کر دیجئے ورنہ پھر آپ کو موت سے چھٹکارنا پڑے گا؟ انہیں نہ تھا۔

• میں دیکھوں گا کہ بی بی کو موت مجھ سے کس قدر قریب ہے۔ میں نہیں جانتی کہ کون کونسا تم میری بی بی ہو۔ تمہارے ہی ڈیڑی مجھ سے متاثر

ہو کر میں نے مجھ کو یہ اقدام اختیار کیا ہے۔ اس شخص کی زندگی میرے لئے بہت بڑی اہمیت کا سبب بن سکتی ہے۔ اس لئے اس کا مر جانا ہی ہر سچے پہلے میں اسے ختم کر دوں اس کے بعد تم سے منوں گا؟ آنکھ پر شیشے کی کڑی کر بات کہنے والی۔

• ڈیڑی۔ ڈیڑی ڈیڑی۔ اسے نہیں مارو۔ اسے نہیں مارو۔ لیکن آنکھ پر شیشے کی کڑی کر بات کہنے والی نے ڈیڑی۔ دوسرے لے کچھ آوازیں سنائی دیں اور پھر باہر کی آوازیں آگیاں بند ہو گئیں۔ لیکن اس کے ساتھ ہی میں نے اس شخص کے اندر کچھ پیش محسوس کی تھی۔

• کوئی لہر لہر آہستہ آہستہ جڑی جارہی تھی اور مشین اندر سے گرم ہوتی جارہی تھی۔ تب میرے ہونٹوں پر بے اختیار مسکراہٹ چلی گئی۔

• وہاں سے دوست آنکھ کا وہ۔ میں تو عید ہی چاہتا ہوں کہ لوگوں کی میری اہمیت معلوم نہ ہونے پانے اور میں اس کے بغیر یہاں سے اپنا قنارت کاؤں اور ان کے درمیان رہوں۔ لیکن اب ان مجبوروں کا کیا کیا جائے۔ اب یہ مجھ سے دوستی نہ کرے مجھے ہلاک کرنے کے لئے وہی منصوبہ تیار کیا ہے جو میری زندگی ہے۔ آگ کی مشین تیار ہوئی جارہی تھی اور میرے دل میں صرف ایک لہر اٹھ رہی تھی۔ پوری مشین گرم ہو چکی تھی اور اب گرم سے گرم تر ہوئی جارہی تھی۔ اس سے سنائی کی ایک آواز نکل رہی تھی۔ پھر مشین اس قدر گرم ہو گئی جیسے کوئی آتش فشاں کا وہاں نہ ہو اور میں اس کے بالکل نزدیک کھڑا ہوں لیکن گرمی جو میں بڑھ رہی تھی میرے جسم کے مسمات کھٹے جا رہے تھے۔ آگ کی یہ مشین، آواز مشین ہی کیوں نہ ہو، مجھ پر ہی دست تھی۔ یہ میرے جسم کو ہمیشہ تقویت پہنچاتی تھی کبھی اس نے میرے جسم کو نقصان نہیں پہنچایا تھا۔ تو کیا جانتا ہے پھر یہ میرے ایسے دوست ہیں جنہوں نے صدیوں سے میرا ساتھ میں چھڑا اور مجھے نہیں ہے کہ جب تک میں اپنی حیات کی کوئی دھڑکتا رہوں گا یہ میرا ساتھ نہیں چھوڑیں گے؟

• میرے بدن کا ایک ایک کھٹا جا رہا تھا۔ میرے مسمات پیش جذب کر رہے تھے اور میرا بدن کھٹا جا رہا تھا۔ حتیٰ کہ میرا بدن کشتن کی طرح چٹکنے لگا۔ اتنی چٹک پیدا ہو گئی تھی میرے بدن میں کہ مشین کے اندر روشنی کی چلی گئی۔ البتہ اس روشنی کی اس میں کھٹا ستر ہو چکا تھا لیکن مجھے اس جیسے مرنے کی کیا پڑا ہو سکتی تھی۔ ایک بہتر انسان کی حیثیت سے میں صدیاں گزار چکا تھا۔

• پھر ایک ایک مجھے جن بند کرنے کی آواز سنائی دی اور آگ کی پیش قدمی کر رہی تھی۔ آنکھ پر شیشے کی کڑی کر بات کہنے والے کی شکل میں تبدیل کر چکا تھا۔ میں انتظار کرتا رہا۔ حالانکہ اگر میں چاہتا تو میرے پاؤں کی ایک ذرہ طرف اس ڈھکن کو کھول سکتی تھی۔ میں مشین کو کھڑے کھڑے کر سکتا تھا لیکن مجھے ضرورت ہی کیا تھی۔

• میرے اندر سے تو ایک نئی زندگی چھوٹ رہی تھی۔ یہ مشین آگ تو

میرے دل میں زندگی دھڑکنے کا باعث بنی تھی۔
 اب بے چارے آنرک پیر کو یہ بات کہاں معلوم تھی کہ میں نے
 جو کچھ کیا ہے وہ اسی کے حق میں بڑا نیک ہو سکتا ہے۔ پھر آنرک پیر
 نے دعا یہ وہ بین کھول دیئے جن سے آوازوں کا تبادلہ ہوتا تھا۔ میں تو
 خاموشی پر بالکل بائیس باہر کی آوازوں کے صاف سنائی دے رہی تھی۔
 ان آوازوں میں اپنی کی سسکیاں شامل تھیں۔ پھر شاید آنرک پیر
 اسے قتل دینے کے لئے اس کے نزدیک پہنچ گیا۔
 • اپنی - اپنی جیسے تم میری پریشانی کو سمجھو، اور مجھ سے تم -
 تم تعاون کرو؟

• میں قسمت سمجھتی ہوں آپ پر اور اب آپ کو ڈیڑی ہی نہیں
 کھوں گی۔ میں آپ سے نفرت کرتی ہوں، میں آپ سے نفرت کرتی ہوں
 مگر آنرک پیر آپ انسان نہیں دیکھ سکتے تھے۔ آپ نے اپنے دوست
 کو جلا کر کھکھ کر دیا۔ آپ نے اس شخص کو مار دیا جس نے آپ کی مدد
 کی تھی؟
 • اگر میں اسے زندہ کرتا تو وہ مجھے مار دیتا؟

• نہیں ویٹا سب آپ کی طرح نہیں ہوتے، سب آپ کی مانند
 نہیں ہوتے۔ آپ انہیں نہیں جانتے تھے۔ وہ بہت اچھا انسان تھا۔
 دولت کی طرف سے بے پرواہ۔ زندگی کی کسی چیز کا خواہش مند نہیں تھا
 وہ سوائے اس کے کہ اسے اس دنیا کی سیر کرادی جائے لیکن آپ نے اسے
 اس دنیا ہی سے دور کر دیا۔ ڈیڑی آپ نے بڑا ظلم کیا ہے اس بے چارے پر
 بڑا ظلم کیا؟

• بہر صورت اب تو کچھ ہو چکا تھا وہ ہو چکا ہے۔ اب ہمیں بھی مر
 کر چاہئے؟
 • آپ سب کی بات کرتے ہیں ڈیڑی۔ میں تو اس وقت سکون سے میٹوں
 گا جب آپ کی گھاہوں سے ہمیشہ ہمیشہ کے لئے وعدہ ہو جاؤں گی میں آپ
 سے کہہ چکی ہوں میں آپ کو مرنے والاؤں گی۔ مرنے والاؤں گی۔ میں آپ کی
 کہانی ایک ایک کان تک پہنچا دوں گی۔ پھر میں دیکھوں گی کہ آپ اس
 دولت سے کس طرح فائدہ اٹھائیں گے جو آپ نے غیر قانونی طریقے سے ایک
 معصوم انسان کو قتل کر کے حاصل کی ہے؟

• اگر یہ بات ہے اپنی تو پھر واقعی تمہاری زندگی میرے لئے منہمک
 نہیں ہوگی؟ آنرک پیر کا لبہ زخم پر ہو گیا۔
 • ہاں میں مرنے والی ہوں مجھے مار دو۔ مجھے مار دو آنرک پیر -
 دوزخ میں خود کشی کر لیں گی تمہیں قتل کر دے گی؟ اپنی میں شاید وہابی ہو
 گئی تھی۔
 • ان کاتھوں کا نکال دینا ہی بہتر ہے اپنی جو بیٹے ہیں مجھے لگیں۔

اس ساری دنیا میں نہیں نے تباہی ملامت کس کے بارے میں ہمدردی
 سے نہیں سوچا۔ مجھے اس کا موقع ہی نہیں دیا گیا۔ میری بھی ایک کہانی ہے

لیکن میں وہ کہانی نہیں دہراؤں گا۔ تم اگر میری زندگی کے دسبے ہو تو پھر
 میں تمہاری زندگی میں جاؤں گا۔ آنرک پیر کے لبہ پر ایک ایسا انداز تھا
 جس سے میں متاثر ہوئے بغیر نہ رہ سکا اور مجھے یقین ہو گیا کہ یہ سنگدل شخص
 اپنی کو قتل خود کر دے گا۔

لیکن پروفیسر اپنی ہمدردی کو کہیں کہیں نے کبھی اس طرح بے بسی
 کی موت مرنے تو نہ دیتا تھا۔ اور اب اس مشین میں رہنے سے ناگہم ہی کیا تھا۔
 چنانچہ میں مشین کے انتہائی سرے تک پہنچا۔ اس سے کہنگان اور اپنی ہر وہ
 قوت سے ایک لہر اس کے دھڑکنے پر جاری۔ دھواڑ اپنے قبضے چھوڑ
 کر باہر جاگ اٹھا اور اس کے ساتھ ہی اپنی اور آنرک پیر کی جومات ہوئی
 تھی وہ قابل دید تھی۔

آنرک پیر میری طرف پٹا اور اس طرح جو گیا جیسے ایک چاکلی کوئی
 قصہ میرے جتنے کرتے جاتے۔ اس کا منہ کھلا ہوا تھا اور انھیں آپ د
 حیرت سے چہرہ ہوتی تھی۔ اپنی نے بھی میری طرف دیکھا اور دیکھتی رہ گئی۔
 اس کی آنکھوں میں مسرت کے لہجے تھے اور اس کی آنکھیں آہستہ آہستہ
 بند ہونے لگیں۔ شاید دوزخ مسرت سے وہ اپنے ذہن پر قابو نہیں پا
 سکی تھی۔

میں نے مشین کے دھواڑ سے کہ ایک شکر باری اور وہ دور
 جاگا۔ تب آنرک پیر کو ہرکس آگیا۔ اور دفعتاً اس نے اپنی جیب سے وہ
 آنکھیں ہتھیار نکال لیا جسے میں بار بار دیکھ چکا تھا۔ چہرہ پچھلی ہوا
 میں بولا۔

• تم - تم زندہ ہو، مگر کیسے، کس طرح؟
 • جو چیزیں مل سکتی تھیں آنرک پیر وہ جلا گئی۔ دیکھو دیکھو بھی تو
 نہیں بگڑا۔ تمہاری یہ مشین میری ذات پر سبے اثر ہیں۔ میں جو کچھ ہوں
 آنرک پیر انہیں بتا دوں تو تم اپنے تمام تجربے بھول جاؤ اور صرف مجھ
 پر دیکھ کر کوئی کچھ کہتے ہو تم مجھے؟ میں نے فخر کے سے انداز میں کہا۔ میری
 وہ شخصیت بھر پور طور پر ابھر کر اُٹھی جو ہمیشہ زندہ رہی تھی پروفیسر اور
 اس وقت میں صرف ایک دنیا دیکھنے والا نہیں تھا۔

اپنی نے پیر سے آنکھیں کھول دیں۔ وہ متوجہ انداز میں مجھے دیکھ
 رہی تھی تب آنرک پیر نے بھی چونک کر اس کی جانب دیکھا۔
 • اہہ اپنی - اپنی یہ برہنہ ہے؟ اس نے کہا اور اپنی قہقہہ لگا کر
 ہنس پڑی۔

• ہاں ڈیڑی پیر...؟ اس نے سوالیہ انداز میں کہا۔
 • تم - تم -؟
 • ڈیڑی آپ نے مجھے ہندہ دکھا ہے اور آپ مجھے قتل کرنا چاہتے
 تھے؟ وہ طنز پر انداز میں بولی۔

• اس کے باوجود - اس کے باوجود -
 • لعنت ہے آپ پر ڈیڑی آپ کس منہ سے مجھے کسی اخلاقی قدر
 کی تلقین کر رہے ہیں۔ اب تمہارے حالات کو اور دیکھو کہ آپ کی شیطانی

قوت کس طرح ہے شہر ہو چکی ہے! اپنی نظر سے جبریلے میں کہا اور
 آنرک پیر گہری گہری سانس لینے لگا۔ وہ عقل و دعو سے بیگانہ ہوتا جا
 رہا تھا۔ ناپائیدار بات اس کی کچھ میں ہی نہیں آتی تھی کہ یہ سب کچھ کیا ہو سکا
 ہے۔ اور یہ کیسے ہو سکتا ہے۔ وہ مشین میں کا دھرجہ حرارت بنانے کتن
 تھا۔ انسان کو کس طرح چھوڑ دینا ہے جب اس کے تمام کل پرزے میٹ
 طرح کام کر رہے ہوں۔ اس کا ذہن بار بار مشغول ہونے لگا تھا اور خود
 کو سمجھانے کے لئے اسے سخت محنت کرنی پڑی تھی۔ مشکل تمام وہ بولا۔

• میں کسی طرح تمہاری زندگی پر یقین نہیں کر سکتا؟
 • یہ تمہاری حماقت کا ایک اور ثبوت ہے پیر۔ مجھے قریب ہے تم لوگ
 اس قدر ذہین ہونے کے باوجود بعض اوقات عقلی نظر آتے ہو۔ میرے
 انور بہت ہی عجیب، ناقد کو تم نے صاف محسوس کیا تھا۔ لیکن پھر میں تم نے
 ان اعلیٰ قوتوں کے بارے میں نہیں سوچا۔ ان پر غور نہیں کیا؟

• میں تمہیں زندہ نہیں چھوڑوں گا۔ میں - میں - لیکن میں - اہہ
 کیا تمہیں احساس ہے کہ تم بہتر ہو؟
 • بہت ہی باتوں کا احساس ہے پیر۔ لیکن میں بے قصور ہوں کیا
 اس منظر کے تعلق کا رت نہیں ہو؟

آنرک پیر نے غصے سے غصے پر زبان پھرتے ہوئے بے بسی سے
 اور حوروں کو دیکھا۔ اس کی کیفیت کا میں بخوبی اندازہ لگا رہا تھا اور اس سے...
 لطف اندوز ہوں۔ ہوا کا کیرنل جبریل دھڑکے انسان کی شیطانت میرے
 سامنے عیاں تھی۔ اور پروفیسر یہ تو ماحول کی مہربانی تھی کہ اس نے میری
 حیثیت ہمیشہ برقرار رکھی تھی۔ چنانچہ اس وقت بھی میں برقرار تھا۔ میں غمناک
 اور آنرک پیر وحشت کا شکار

پھر اس نے پتلی کا رت میری جانب کر کے کہا۔
 • میں - میں نہیں کسی قیمت پر زندہ نہیں چھوڑوں گا؟
 • تمہاری سانس میرے لئے بے کار ہے۔ تم اس کے باوجود میرا کچھ
 نہیں بگاڑ سکو گے۔ تم نے دیکھا کہ تمہاری پتہ نہیں لگے عرصے کی محنت میرے
 اوپر بے کار ثابت ہوئی ہے جو یہ بھی سمجھیں، یہ بھی بوجھانے؟

• تم مجھے نہیں تمہیں قتل نہیں کروں گا اور تم سے خوفزدہ ہو کر تمہیں اس
 چھوڑ دوں گا کہ تم مشین یعنی سے میں اور سالم کل کرے ہو۔ لیکن تمہاری زندگی
 میری موت ہے۔ جواب تم ہمیں ہم جلاؤ؟ آنرک پیر نے پتلی کا رت میری
 جانب کر کے دھین مارنے کے اور گھبراہٹ دھماکوں کے ساتھ میرے دل سے
 محاسن لیکن میرے حق سے ایک قہقہہ ابل پڑا تھا اور اس قہقہے نے آنرک پیر
 کے رے سے حواس بھی چھین لئے اب اس کا ذہن تو ازبک رہا نہیں رہ
 سکتا تھا۔ اس نے پتلی میرے اوپر گھنے مارا اور میں نے جسے اطمینان
 سے اسے پکڑ کر ایک طرف پھینک دیا۔

• کچھ بات ہے آنرک پیر تمہیں اپنی ناکالی کا اعتراف کرنا ہی ہو گا میری
 سمجھ میں نہیں آتا کہ تم کیا ہو اور تمہاری دنیا کے لوگ کیسے ہیں۔ میں نے کہا

ساتھ ہر طرح سے تعاون کیا تھا اور میں نے تم سے یہ بھی کہا تھا کہ مجھے تمہاری
 اس دولت کی ضرورت نہیں ہے میں اسے نہیں چاہتا لیکن تم نے میری بات
 نہیں مانی۔ تم مجھے قتل کر رہے ہو کہ میں نہیں دھوکہ دوں گا اگر مجھے تمہیں دھوکہ دینا پڑتا
 آنرک پیر تو میں تم سے اس حد تک تعاون ہی نہیں کرتا تھا تو کیا میں تمہارے
 نیچے نیچے کرنا غائب نہیں ہو سکتا تھا لیکن تم لوگ - تم لوگ ترقی کی انتہائی
 منزل میں انداز میں لے کر کہے ہو آخری یہ زیادہ بغیر رفتار سے سیٹوں کی
 جانب جارہے ہو اور یہ پستیاں ہلنا فرمائیں ایک دن تباہ و برباد کر دیں
 گی یہ میری پیش گوئی ہے یہ میرا خیال ہے آنرک پیر اب یہ انتقام سونپ
 تم اس دولت سے اب فائدہ نہیں اٹھا سکو گے وہیں نے کہا اور آہستہ آہستہ
 ان کھوں کی طرف بڑھو جن میں کوئی نوٹ رکھے ہوئے تھے۔

• نہیں ہرگز نہیں؟ آنرک پیر نے میرے اوپر جھانک لگا دی اور
 ہلری قوت سے مجھے گرانے کی کوشش کی لیکن میں نے اسے دور پیٹک دیا۔
 آنرک پیر بڑھتا تھا اتنی بندی پر سے گرنے سے اسے کافی جھٹ لگی اور
 کافی دیر تک وہ اٹھ نہ سکا۔ میں نے وہ دونوں کبھی اٹھائے۔ اور ایک جگہ
 رکھ کر لگ کر تلاش کرنے لگا۔ چند ساعت کے بعد اس کا بھی ہندو بہت
 ہو گیا اور تھوڑی دیر کے بعد وہ نوٹ و حوروں میں رہے تھے۔ آنرک پیر
 اپنے سر کے بال فوج رہا تھا وہ اٹھنے کی کوشش کر رہا تھا لیکن اس کے کوئی
 ایسی جھٹ لگ نہ تھی جو اسے اٹھنے نہیں دے رہی تھی پھر وہ چیخ چیخ کر
 رونے لگا۔

• اہہ - تم نے مجھے برباد کر دیا۔ تم نے میری آخری امید بھی ختم کر دی

ڈاکٹر جی ایم ستان
 کی شہرہ آفاق کتاب
ازدواجی نفسیت
 کی چند کلیاں پر اسے اسٹاک سے مل گئی ہیں۔
 یہ وہ کتاب ہے جس کی شہرت پورے ہندوستان کی تمام کتاب فروشوں میں
 کان کھول کر ہوئی ہے۔ چونکہ اس کتاب کی شہرت پورے ہندوستان میں
 ہے ازدواجی نفسیت اور اس کے کل میں ہی ساری اور خوشی سے غرض
 کتاب پر محض کوٹھوہ مڑ رہا ہے جسے شاید کسی شہر میں ملنے لگے؟
 چند ہی کا پسپاں موجود ہیں۔ آج ہی آرڈر بھیجیں
 قیمت - - - - -
 مکتبہ تحفہ سیاحت پوسٹ بکس ۷۷۷ لاہور

میں آتی دولت کہاں سے حاصل کر سکیں گا۔ میرے تو ایسے میرے ساتھ نہیں دے سکتے یہاں کہاں سے اپنے منصوبوں کی تکمیل کر سکیں گا؟

لیکن اس کے ساتھ ہی اپنی کیا ایک قطعہ اجلا۔

• قیدی تم نے کچھ بھروسہ کا انجام۔ تم آقا نامی ہو انوکھ پڑھو۔ تم اسی قادی ہو۔ تم ساری دنیا کو جھوڑ کر ان لوگوں کو بہانا ہے تھے۔ لیکن دیکھو اب یہ بھی تمہارے سامنے نہیں رہے اب تم جیتے ہو بلکہ میرا خیال ہے تم ابھی کی آگ میں جلی جاؤ گے کہیں سکون رہے کہ تم لوگوں کے ساتھ چلے تھے۔ تعجب؟ اپنی نے زمین پر تھوک دیا اور میری جانب دیکھ کر بولی مجھے آؤ اور مشرک لاک؟ اور میں نے آگے بڑھ کر اس کے ہاتھوں کی بندھنیں دور کر دیں۔ اور وہ اندھ کا ہاتھ سمیٹے ہوئے بولی۔

• میرا باپ ہے جو میری زندگی کے دہلے تھا۔ جس نے تمہاری زندگی لینے کی کوشش کی، لیکن ناکامیاں اس کا مزہ چا رہی ہیں۔ آؤ اسے ناکامیوں کے ساتھ ہی مری جائے۔ وہ میرا باپ اس سے نفرت کرتے ہوں۔ اور اسے باپ تسلیم کرنے سے انکار کرتی ہوں۔ اپنی نے میرا بازو پکڑا اور میں انوکھ پڑھ کر وفات دیکھ کر مسکراتا ہوا باہر نکل گیا۔ نوٹ تقریباً خاکستر ہو چکے تھے۔

اپنی نے باہر نکل کر تجربہ گاہ کا دروازہ باہر سے بند کر دیا اور پھر کہنے لگی: لاک تم اس وقت سے پائیں بارگ کے اس جتنے میں چلے جاؤ وہاں سے اندر داخل ہو جائیں تمہارے لباس کا بندوبست کئے دیے ہوں کیونکہ عازموں کے سامنے اس انداز سے آنا شیک نہیں چکا؟

• ٹھیک ہے اپنی میں نے کہا اور پھر اس کے بتائے ہوئے انداز سے کے مطابق میں اس جگہ پہنچ گیا جہاں کے لئے اپنی نے مجھے کہا تھا۔ اپنی شاید لباس کا بندوبست کرنے لگی تھی۔ میں اس کا انتظار کرتے لگا پھر اس نے دھڑلے کے اندر ہی سے مجھے آواز دی۔

• لاک یہ لباس لے لو۔

۱۹۶۱ء اور میں نے ہاتھ بڑھا کر وہ لباس لے لیا۔ میرے ہونٹوں پر مسکراہٹ پھیل گئی۔ ظاہر ہے اپنی ایک لڑکی تھی اور وہ میری اس برہنہ سے شرملا رہی ہوگی۔ میرا یہی لباس تھا جو یہاں موجود تھا۔ چنانچہ میں نے اسے پہن لیا تو یہی آواز دی۔

• اپنی اندر آجھاؤ؟

اپنی اندر گئی۔ اس کا چہرہ عجیب سی کیفیات کا شکار تھا پھر اس نے گھبراہٹ سے ہٹنا نہیں کہا: اب کیا ادا ہے لاک کیا اب بھی اس عمارت میں قیام کر رہے؟

• نہیں اپنی میں یہاں سے لگتا ہوں؟

• مجھے خود ہی اس عمارت سے وحشت ہوئے لگی ہے لاک۔ آؤ یہاں سے نکل پھیں؟ اپنی نے کہا اور پھر کہتے ہوئے بلی: چند ساعت انتظار کرو

میں یہاں سے نکلنے کے لئے کچھ بندوبست کر لوں؟ اور میں نے گردن ہلا دی تھوڑی دیر تک میں وہاں بیٹھا رہا۔ تب اپنی میرے پاس پہنچ گئی۔ اس کے ہاتھ میں ایک کسٹنگ تھا جو شاید چمڑے کا تھا۔

• آؤ؟ اس نے کہا اور ہم دونوں باہر نکل آئے۔ اپنی نے باہر نکل کر ایک انورٹائی گلاش اس عمارت پر ڈالی اور میرے ساتھ آگے بڑھ گئی۔

• یہ عمارت ہوس کی عمارت ہے۔ یہاں کوئی انسان نہیں رہتا۔ یہاں ایک دہندہ رہتا ہے جو پھر کس ہے اور موت انسان کے شکار کے بارے میں سوچتا رہتا ہے، وہ یہاں رہتا ہے۔ لیکن میں اس کے سامنے کھڑی ہوں کہ مجھے اس کی میٹی ہونے پر شرمندگی ہے؟

• آؤ اپنی باقی باتیں کہیں اور چل کر کریں گے؟ ۱۹۶۶

• تمہارا مشرک لاک کہ تم نے ایک ایسے باپ کی بیٹی کا سہارا پسند کیا جو کس طور انسان نہیں تھا؟

• نہیں اپنی مجھے تو ایسے طویل تجربات کا سامنا ہو چکا ہے جن میں ایک ہی گھر ایک ہی خاندان کے لوگ مختلف مزاج کے تھے ان کی سوچ بدلی ہوئی تھی چنانچہ مجھے اس بات پر کوئی حیرت نہیں ہے؟

• تم ایک عظیم انسان ہو لوگ۔ اگر تم چاہتے تو وہ عظیم انسان دولت اپنے قبضے میں کر سکتے تھے جسے تم نے آگ لگا دی۔ لیکن میں نے تمہاری اس بات کو قدر اور پسندیدگی کی گواہی دے دیا ہے۔ دولت انسان کو سکون دینے کا ذریعہ نہیں بن سکتی بلکہ بعض اوقات تو یہ سکون چھیننے کا باعث بن جاتی ہے بہر صورت میں نے راستے کے لئے کچھ لیا ہے ہم اس کو کٹھی سے بہت کڑی قیام کر سکتے ہیں؟

• ٹھیک ہے اپنی میں تو تمہاری اس دنیا کے بارے میں بہت زیادہ نہیں جانتا۔ اب تم کہیں قیام کا بندوبست کرو؟ میں نے کہا اور اپنی نے گردن ہلا دی۔ تھوڑی دیر کے بعد ہم پوئل کے ایک کمرے میں تھے۔ اپنی نے یہ کمرہ شاید رقم کے عوض حاصل کیا تھا۔ یہاں پہنچ کر وہ ایک کرسی پر بیٹھ گئی۔ اس کے چہرے پر غم کے آثار نمایاں تھے۔ تب اس نے ایک گہری سانس لے کر کہا۔

• لاک نہ جانے تم ہم سب کے بارے میں کیا سوچ رہے ہو گے میں نے آج تک تم سے بہت سی باتیں کی ہیں لیکن میں نے ابھی تک تم سے تمہارے بارے میں بات نہیں کی۔ آج ہم سب کی باتیں کریں گے لاک، میں بہت غورہ ہوں اور تمہارے ساتھ شرمندہ بھی...

اپنی کے الفاظ میرے ہونٹوں پر مسکراہٹ پھیل گئی۔ میں نے اس کے لہجے کے غصوں کو محسوس کیا تھا اور پھر میں نے اس کا شانہ قہقہہ پتہ ہونے کہا۔

• اپنی میرے بارے میں تم کیا جانتا چاہتی ہو؟ تمہارا باپ میرے گھر سے ملتا رہا تھا۔ اس نے مجھ سے چند محادثات میں مدد چاہی اور میں نے

اس کی مدد کی لیکن اس کے لئے میں نے صرف ایک درخواست کی تھی۔ اس سے میں نے کہا تھا کہ میں دنیا کو دیکھنے کا خواہشمند ہوں۔ دوا ملتی نہیں ایک ایسی دنیا سے کیا ہوں جو ان سارے ہنگاموں سے پاک تھی جہاں تہذیب کے تقاضے ہیں مگر انہیں تھے بلکہ میرے سلسلے لوگ پہلوؤں کے درمیان زندگی گزار رہے تھے۔ مجھے شوق تھا کہ میں تہذیب کی دنیا کو بھی دیکھوں اور میں یہاں پہلا آیا لیکن اپنی میں نے یہاں آکر جو کچھ دیکھا ہے اس کے بعد یہی اندازہ لگا رہا ہے کہ ترقی و تمدن کا یہ دور کسے ہوئے نام دور سے زیادہ بد نصیب دور ہے۔ گذرے ہوئے ادوار میں بھی ایک دوسرے سے دشمنی کی جاتی تھی۔ گردہ بندی ہوتی تھی۔ جیگس بولی تھیں لیکن ان ساری چیزوں میں ایک وقار تھا ایک انسانی احساس تھا جیگس لڑتی جاتی تھیں اور اگر تخریب و تخریب و تخریب کے مالک ہونے تو قتل و غارت ہو کر تھے لیکن بہر صورت دشمن کی پیمان بآسانی ہو جاتی تھی اس دور میں ان لوگوں کو لگتا ہے جیسے ہر شخص۔ ہر شخص کا دشمن ہے۔ سب ایک دوسرے کو قتل کر دینا چاہتے ہیں حالانکہ اس دور میں دنیا بے حد حسین ہو گئی ہے، مسکون پر آبادیوں میں ایسے ایسے حسین مناظر نظر آتے ہیں کہ انسان کی ذہنی بندھی پر شک آئے لگتا ہے لیکن اپنی تمدن اور تہذیب نے انہیں ایک دوسرے سے دشمنی کا جذبہ دیا ہے۔ ہر شخص صرف خود جیتے کا خواہشمند ہے تو پھر اس دور کو بد نصیب ترین دور کہنا غلط نہیں ہے..... ہم اس دور کو دنیا کا انتہائی بدترین دور کہہ سکتے ہیں۔ تم دیکھو میں نے تمہارے باپ کے لئے ہر وہ کام کرنے کا فیصلہ کر لیا جو وہ چاہتا تھا لیکن اس کے بعد اس نے نہایت جلالا کے مجھے مار دینے کی کوشش کی۔ گو وہ اس کوشش میں کامیاب نہیں ہو سکا یہ دوسری بات ہے لیکن اپنے طور پر وہ کامیاب ہو چکا تھا۔ تو یہی اس سے زیادہ میرے بارے میں کیا جانو گی۔ میرا خیال ہے میں نے سب کچھ بنا دیا ہے تمہیں۔ میں خاموش ہو گیا۔ اپنی دیر تک سوچ میں ڈوبی رہی پھر اس نے گردن ہلاتے ہوئے کہا۔

• گویا تمہاری صرف یہ خواہش ہے، تم صرف یہی چاہتے ہو کہ گورڈ یا مشرک لاک؟

• ہاں اپنی میں صرف یہی چاہتا ہوں۔ دوا مل میں اپنے طور پر ہم سب کچھ کر سکتا ہوں۔ لیکن ایک جتنے دھلا ایک ایسے اجنبی انسان کے لئے بہت شرمناک اور ہونے کے سوا کچھ نہیں ہے۔

• ویز گورڈ۔ اب میں آپ کو گورڈ کی کے نام سے مخاطب کر سکتا ہوں۔

• تو میرے پیارے دوست میں اس زیادتی کا بدلہ چکانا چاہتی ہوں جو تم سے میرے باپ نے کی ہے؟ اپنی نے کہا اور میں پھر مسکراتے لگا پھر اس نے آہستہ سے کہا۔

• اپنی دیر زیادتی تو تمہارے باپ نے اپنے ساتھ کی ہے۔ میرا وہ

منت کرو، یہ کام میں خود کروں گی لیکن گورڈ اس دور کی جو سب سے بڑی الجھن ہے وہ دولت ہے۔ اپنی نے کسی قدر فکر منبے مینا کہا۔

• ہاں اپنی، مجھے اس بات پر بھی شدید حیرت ہے کہ تہذیب کی اس دنیا میں یہ کاغذ کے ٹکڑے ایک بہت بڑی حیثیت رکھتے ہیں اگر یہ کاغذ ہائے تو غلط نہیں ہو گا کہ اس وقت دنیا کا ہر فرد کاغذ کا غلام ہے۔

یہ کاغذ اس پر حکمرانی کرتے ہیں امداد اس طرح انسان پر حادی ہیں کہ ان کے سامنے سارے رشتے، ساری اخلاق قدیس کوئی حیثیت نہیں رکھتیں۔

آؤ کہ میری ایک اچھا انسان ہے لیکن ان ہی کاغذوں کی بنا پر اس نے دوستی کو ختم کر دیا۔ ادا لگے ہلاک کرنے کی کوشش کی۔ بہر صورت اپنی اب اس دنیا میں جو کچھ رہا ہے اس سے اس کے اخلاق تو نہیں کر سکتا۔ اور اگر اخلاق کرنا بھی چاہوں تو ممکن نہیں ہے۔ تہذیب دولت کے سلسلے میں گنگو کی تو

اپنی ہم آتی بڑی دولت کو چھوڑ کر خاکستر کرے میں لیکن یہ ضروری تھا اور جذباتی انتقام بھی۔ یہ دور کسے لے لے کہ..... دولت ہی سب سے بڑی چیز نہیں ہوتی۔ میں نے آؤ کہ میرے پیسے بھی یہ بات کہی تھی اپنی کہ

مجھے اس کی اس دولت میں سے کچھ بھی نہیں چاہئے میرا مقصد ہے، وہ ہوا جو چاہئے اور اس، یہ اس کی سہانی ہوگی۔ لیکن تمہارے یہ کاغذ انسان کے ذہن پر اس قدر مسلط کیوں ہیں؟ تو میں تم سے یہ کہہ رہا تھا کہ ہم اس کی ضرورت کو بھی پورا کر دیں گے؟

اپنی کے چہرے پر شرمندگی کے آثار تھے بہر صورت اس نے گردن ہلاتے ہوئے کہا۔

اپنی کے چہرے پر شرمندگی کے آثار تھے بہر صورت اس نے گردن ہلاتے ہوئے کہا۔

زندگی سنوئے اور کھانے والی
حقائق کے سلسلے کی ایک لڑکی
خوبیوں کی قیادت کی تار پھیل کر

احساس مختصری
اصناف - تدارک - علاج

مختصر شخصیت
اور

مختصر شخصیت
اور

” میں ہاٹی ہوں گولڈ کہ ڈیڑی نے بہت بڑا کیا لیکن براہ کرم میری آرزو ہے کہ اب تم اس مسئلے میں مزید کچھ نہ کہو۔“

” اسی بات پر ٹھیک کستی جو میں سنا چاہتا ہوں بہر صدمت مطمئن رہو آئندہ میں اس موضوع کو کبھی نہیں چھیروں گا۔“

میں نے غصے کی ایک دھماکہ دیا، واقعی میں بار بار اپنی اس کے باپ کا تذکرہ کہ اس کے لئے شرمندگی فراہم کرتا ہوں۔ چنانچہ میں نے غصے میں سے یہ بات طے کر لی تھی کہ اب اپنی سے اس موضوع پر کچھ نہیں کہوں گا چنانچہ میں نے اپنی سے کہا۔

” دولت کا سلسلہ جو اصل میں جو جائے گا اپنی میں نے تمہاری دنیا میں جو کچھ دیکھا ہے اس کے تحت وہ دولت کھانے کے لئے کوشش کرتے ہیں۔ عورت حسب معمول ان کی ساتھی ہوتی ہے چنانچہ میں مردوں اپنی میں تمہاری اس دنیا کے بہت سے اصولوں سے ناواقف ہوں تاہم دولت کھانے کا ایک ذریعہ میرے ذہن میں فروغ ہے۔“

” وہ کیا گولڈ؟“

” اپنی اپنی دنیا میں جس وقت آتا تھا تو وہاں کو لوگ نے مجھ سے دولت کھانے کی کوشش کی تھی اس کا طریقہ یہ تھا کہ وہ مجھے سہوان کا نام دے کر مجھے کشتیاں لٹا دیتے تھے اور اس طرح اچھی خاصی دولت کیا لگا کر سکا۔ تاہم اگر تم ایک ایسی لڑکی کی مانند اپنے وہاں سے یہ بات آفنا چاہتی ہو تو میں تیار ہوں۔“

” آقا اب ہم پرانی باتوں کو بھول جائیں، تھلہ پاپ زنگ ہے، اگر تم آج بھی اس کے لئے اپنے فہم میں پھنس پائی ہو تو اپنی اپنی ذات کے لئے تمہیں مجبور نہیں کروں گا۔ اپنے باپ کے پاس واپس چلی جاؤ اور اس کے ساتھ زندگی گزارو۔ جہاں تک میری بات ہے تو میں اب خود بھی ایک فیصلہ کر چکا ہوں وہ یہ کہ اپنی ذات پر بھروسہ کروں گا اور جن حالات میں بھی گذارنی پڑی گزاروں گا۔ ویسے آج میں جانتا ہوں کہ تمہاری اس تمذیب کے لوگ مجھ پر قابو پانے میں ناکام رہیں گے۔ میں ناقابل تلافی ہوں۔ اور مجھ سے مفکر نہیں ہے۔“

” نہیں گولڈ میں تمہارے ساتھ نہیں ہوں گی۔ میں اب اس گھر میں جانے کا تصور ہی نہیں کر سکتی۔ براہ کرم آئندہ مجھے واپس جانے کے لئے مت کہنا اور ہاں جیسا کہ تم کہ چکے ہو کہ اب ہم گوری ہوئی باتوں کو چھوڑیں اور کہنے والے وقت کے بارے میں بات کریں تو میں تیار ہوں۔ یوں بھی گولڈ میں کبھی اس گھر میں پرکون اور مطمئن نہیں رہی۔ میں جانتی تھی کہ میرے ڈیڑی ایک نابالغ اور فحش انسان ہیں اگر تم اپنی باوجوداقت پر زور دو تو تم میری ان باتوں میں جھوٹ نہیں پاؤ گے۔ اس وقت جب مجھے تم سے کوئی نہی لگا تو میں تمہیں بھی میں نے تمہیں ہی بات بتائی تھی کہ ڈیڑی چور ہیں وہ کسی سے غصے نہیں ہیں اور ان سے ہوشیار رہنا۔ بتاؤ کیا یہ بات میں نے تم سے نہیں کہی تھی؟“

” ہاں اپنی تم مجھ سے کہا تھا اور میں تمہارے اس غصے کا اظہار کرتا ہوں۔“

” تو میں اب یہ موضوع ختم میں اپنے ڈیڑی کے پاس کبھی واپس نہیں جاؤں گی اور جہاں تک تمہیں دینا دیکھنے کی خواہش ہے میں تمہاری اس خواہش کو پورا کرنے کی کوشش کروں گی۔“

” ٹھیک ہے اپنی۔ اب شہر کی حالتیں تم خود کو۔ میرا خیال ہے یہاں یہ شہر چھوڑ دینا چاہئے۔ میں نے کہا۔“

” اس کے لئے میں کچھ وقت میں گزارا ہو گا گولڈ؟“

” وہ کیوں؟“

” شاید تمہیں اس بات کا علم ہو کہ ایک جگہ سے دوسری جگہ جانے کے لئے پاسپورٹ ضروری ہوتا ہے۔ یعنی ان حکومتوں کا اجازت نامہ جہاں ہم جانا چاہیں گے۔ شاید تمہاری دنیا میں ایسا نہ ہوتا ہو کیونکہ جیسا تم نے بتایا وہ جتنی دنیا ہے اور وہاں محبت کرنے والے لوگ پائے جاتے ہوں گے لیکن ہماری اس دنیا میں جبری تبدیلیاں ہیں ہم اپنی مرضی سے کوئی کام نہیں کر سکتے۔ ہم پر دوسروں کی ذات مسلط ہے بہر صورت تم اس کی پروا کیا کرتے تھے۔ نکل زمان نامی ایک شخص اسی مسئلے میں یہ ارادہ نہیں کر گیا تھا اگر وہ میرے ساتھ تعاون کرتا تو میں بے آج بھی میں وہی سب کہ رہا ہوتا کیونکہ مجھے دنیا دیکھنے کا شوق تھا تو اپنی اب میں اپنے لئے یہ کام کر سکتا ہوں۔“

” تم۔ مگر کیا تم اس فن سے واقف ہو؟“

” واقف تو نہیں ہوں اپنی لیکن جہاں طوط پر میں تمہارے اس دور کی دنیا سے برتر ہوں۔ میں انہیں آسانی شگست دے سکتا ہوں اور یہ شوق تو مجھے نہانے کب سے ہے چنانچہ میں اپنی مقصد برآری کے لئے اگر ایسا بھی کریں تو کیا عجز ہے؟“

” کوئی عجز نہیں ہے گولڈ، اگر تم اس مسئلے میں پسپا رکھتے ہو تو میں بھی ہوں کہ یہ دنیا گھومنے کے لئے مجھے اچھا موقع ہے بلکہ میں تمہارا پاسپورٹ اسی بنیاد پر بناتی ہوں۔ کیا خیال ہے؟“

” بالکل ٹھیک اپنی۔ تم مطمئن رہو یہاں سے جہاں بھی چلوں گی وہاں چل کر اس بات کا انتظام کر لینا کہ میں لوگوں کو شکست دینے کا مظاہرہ کروں اور میں ان مظاہروں سے آئندہ دولت حاصل ہو جائے کہ ہم اپنا کام کر چکا کریں؟“

” بالکل ٹھیک ہے گولڈ میں اب مستقبل کے موضوع پر گفتگو ختم کرنے کا ارادہ رکھتا ہوں۔ میں اب سب سے زیادہ اہم اور فیصلہ کن وقت ہے جب میرے اقارب مجھے کہیں کہ اس کے بعد مجھ سے کہاں اعتبار برقی ہے۔ اگر اس کے بعد میں بھی یہ تفصیل بتاؤں تو میں جانتا ہوں کہ وہ کس طرح مجھ سے متاثر ہوئے اور کس طرح میری عورت بن گئی تو کیا میں ان اندیشوں کو

سے مختلف نہ ہوگی جو میں تمہیں سننا رہا ہوں۔

اپنی سامان اپنے کاموں میں مصروف رہتی اور اس کے بعد شام کو میرے پاس آجاتی اور چہرہ پر کبھی کبھی اس کے لئے خود کو کہتیں اور پروفیسر میں بھی اسے اس دور کی عورت کی حیثیت سے قبول کر لیا۔ وہ ان معصوم لڑکیوں کی تربیت سے بہت مطمئن اور خوش تھی۔ شاید اس کے بعد اس نے یہی سوچا تھا کہ بلاشبہ بڑا بڑا کام اس کے ساتھ اٹھائی گا رہا تھا۔ اس کا لگاؤ اس نے معرفت یہ کہ اس کے لئے کوئی خوبصورت سا اصول تھا نہیں کیا تھا بلکہ اسے زندگی کی کمپسیوں سے بھی دور رکھا تھا اور وہ کمپسیاں اسے میرے نزدیک اگر مل گئی تھیں۔ سپر زیادہ وقت نہیں لڑا تھا کہ اپنی کے کچھ کائنات میرے سامنے رکھ دیتے۔ ان کا فضاں میں ہماری دعا کی کا پرانا تھا اور اس کے لئے ایک دن وہ مجھے اپنے ساتھ لے گئے تھے اپنی اور ایک عجیب سی چیز کے سامنے تھا کہ اس نے ایک شخص سے کہا کہ اس شخص نے مجھے روکشی میں قید کر لیا اور پروفیسر میں نے خود کو ایک کاغذ پر دیکھا۔ یہ کاغذ مجھے غیب و غیر غیب سے اس دور میں نہانے ان کی ایک ایک حیثیت تھی۔ تو جب اپنی نے وہ کاغذات میرے سامنے رکھ دیئے جس کے ذریعے ہم یہاں سے باہر نکل سکتے تھے تو میں نے اس سے کہا۔

” اپنی میں نے انداز کے بارے میں بہت کچھ سوچا ہے۔ بڑا غور کیا ہے میں نے لیکن اس دور پر میں نے دو چیزوں کی حکمرانی محسوس کی ہے۔“

” وہ کیا؟ اپنی نے پسپا سے پوچھا۔“

” کاغذ اور لوہا۔“

” لوہا تم کو وہاں وہاں دکھائے اور کاغذ تم پر حکمرانی کرتا ہے۔ ہر مسئلے میں ان دو چیزوں کی حیثیت یہ رہی ہے سب سے افضل ہے۔ میں نے کہا اور اپنی سوچنے کی پیر اس نے منکراتے ہوئے جواب دیا۔“

” واقعی بڑی دلچسپ بات سوچی تم نے یہ حقیقت ہے کہ لوہا اور کاغذ ہماری زندگی کا سب سے بڑا حقدار ہیں لیکن اگر یہ کہا جائے کہ اپنی تمہیں کی ترقی ہی ان دونوں چیزوں کی بنا پر ہے تو غلط نہیں ہوگا۔ کافی دیر تک ہم اس موضوع پر گفتگو کرتے رہے پھر اپنی نے کہا کہ اب ایک دوسرے گھر میں چلے جائیں گے کہ اب بدست کر چکی ہے اور میں دوسرے شہر کے لئے سفر کر رہا کیونکہ پروفیسر میری تو اس دور میں بہت اچھا ہی نہیں چھوڑ رہی تھیں مدد یوں سے زندہ شخص اس دور میں کچھ دیکھ رہا تھا وہ عقل انسانی سے باہر تھا اور شاید صدیوں پہلے ان چیزوں کا تصور ہی نہیں کیا گیا تھا لہذا میں اب اسے بڑے بڑے کسے نہیں دیکھے لیکن ان پرندوں کی ایک اور اہمیت تسلیم کی تھی کہ یہ زمین کے قیدی نہیں ہیں اور فضاؤں پر ان کی حکمرانی ہے لیکن آج کل انسان فضاؤں پر بھی حکمرانی تھا۔ وہ چاند تک پہنچنے

کی باتیں کرتا تھا اور زمین تو اس کے لئے کچھ حیثیت ہی نہیں رکھتی تھی میں نے جس بڑی چیز میں سفر کیا وہ ایک عمارت کی مانند تھی لیکن یہ پوری کی پوری فضا میں اس طرح بند ہو سکتی ہے یہ کوئی بھی نہیں سوچ سکتا تھا۔ اور فضا میں ہونے والی یہ عمارت جس کا تعلق زمین کے کسی حصے سے نہیں تھا ہمیں لیکر ایک دوسرے شہر پہنچ گئی۔

اپنی اس سفر کے دوران بہت خوش رہی تھی۔ اور شاید میرے ساتھ وہ کراب وہ اپنے بچہ، ماحول بالکل ہی بھول گئی تھی اور ساری چیزوں سے مطمئن تھی اس کے ساتھ ساتھ ہی پروفیسر اس نے مجھے بھی جدید انسان بنانے کی کوشش کی تھی اور جدید انسان بننے میں مجھے کوئی وقت نہیں ہوا تھی یعنی وہ لباس جو اس سے پہلے مجھے پہنانے کی کوشش کی گئی تھی اس نے مجھے میرے لئے دیا ہی لباس ملا تھا اور قرآن پڑھتی میرے اوپر کیونکہ اس کے خیال میں میں اس لباس میں دنیا کے سب سے مہربان سے زیادہ حسین نظر آتا تھا اور اب یہ بات مجھے اس کی کوئی جھجک بھی نہیں ہوتی تھی کیونکہ وہ اس لباس کے نیچے چھپے ہوئے انسان محسوس سے بھی باخبر تھی گیا میری مکمل رازدار۔ تو پروفیسر میں جس شرم میں تھا اور مجھے ان لوگوں نے پیرس کا نام دیا تھا اور جس کے بارے میں میں نے یہ سوچا تھا کہ یہ شہر اس دور سے زمین کا سب سے حسین شہر ہے لیکن اب ہم جہاں آئے تھے

ذہنی کجی حیرت انگیز فن تحریر تالیف کی مدد سے
دو مضمون کی شخصیت کو کھلی کتاب کی طرح پڑھیں،
تحریر شستہ سلیقہ کے فن پر ایک، در در ہنما کتاب

تحریر اور شخصیت

قیمت ۵۰ روپے ڈیجیٹل خرچ ۴۴ روپے

○ آپ کو بتائے گی کہ آپ کیا لکھ کر سکتے ہیں۔
○ آپ کی صلاحیتوں کے مالک ہیں ○ تحریر کے ذریعے اپنی کوزریاں اور خامیاں کیسے دور کی جاسکتی ہیں؟

ملکتیہ نئی دنیا پوسٹ بکس ۹۴۴ کراچی ۱

اسے میں اس شہر سے کم نہیں پاتا تھا۔ زمین پر ہنسنے والوں نے زندگی کا ایک سین رخ نکاش کر لیا تھا۔ وہ عہد کے رہنے والے تھے لیکن بس ان کے درمیان اتفاق نہیں تھا اگر اس حسین دنیا میں سنے والے لوگ حسین دلوں کے ملک بھی ہوتے تو ہر کیا بات تھی پوچھنا، پھر تو ان کا دنیا کو ایک حسین جنت سے تعبیر دی جاتی تھی۔ اس دنیا کی بدنامی یہ تھی کہ اس دنیا کے لوگ ایک دوسرے سے محبت نہیں کرتے تھے۔ آپس میں ان لوگوں کے دین میں سے عداوت ہو گیا تھا۔ جیسے یقین تھا کہ کسی بھی گھر میں قیام کرے گی اور یہ گھر میں غیب ہوتے تھے پھر قیام لینا اگر کسی انسان کا کسی شہر میں کوئی شہنشاہ ہوتا تو اس کے لئے ہر شہر کا انتہائی مقبول خدمت مروت ان کا فہم کے عین۔ اور اب مجھے یہی ان کا فہم کے حصول کے لئے جدوجہد کرنا تھی کیونکہ جو کا فہم اپنی اپنے ساتھ لاتی تھی وہ اب اس کا ساتھ چھوڑتے جا رہے تھے اور عداوت میں استعمال ہو رہے تھے۔ یہی اپنی تھی اچھا کیا تھا کہ اس کے پاس جو کا فہم تھے وہ اس نے اپنے ساتھ رکھ لئے تھے اگر وہ ان کا فہم کو ساتھ لاتی تو ہمیں وہ بدر ملامت باہر ناپڑتا۔ کوئی انسان ہمارا ہمدرد نہ کرتا۔ ہاں کا فہم ایک دوسرے کے مددگار تھے۔ پھر انہی کا فہم کی بدولت ہم نے ایک ادب کے قیام کیا جہاں کھانے پینے اور رہائش کا مقول بندوبست تھا لیکن اپنی اس کی قدر نہ کرنا نظر آتی تھی تو اس شام جب وہ میرے پہلو میں میرے سینے میں چھپی ہوئی تھی تو اس کی فکر نہ کی کہ وہ بوجھ چلی۔

کئی خاص بات نہیں ہے، تمہارے سامنے کچھ کہتے ہوئے بڑا عجیب سا لگتا ہے۔ میں تم سے اس قدر تعجب ہو چکی ہوں کہ سوچ بھی نہیں سکتی تھی۔

کیا بات ہے، اپنی، کو عجیب کیوں محسوس ہوتا ہے تمہیں؟

بس گورنر تم اتنے معصوم ہو اور ہناری لگا ہوں میں دولت کی جو غیرت ہے اس کو سامنے رکھتے ہوئے مجھے بڑا عجیب سا لگتا ہے؟

اور۔ تو تم دولت کے لئے ٹھکر مند ہو؟

ہاں گورنر میں نے اس اب دم ختم ہوئی چلی جا رہی ہے اس کے بعد ہم بالکل بے سہارا ہوں گے؟

لیکن اپنی میں نے تو تم سے کہا تھا کیا تم اس پر عمل پیرا ہونے کا ارادہ ترک کر چکی ہو؟

نہیں گورنر، خیال ہے ہم اس کے بارے میں آسانی معلوم کر لیں گے تم نے اجازت دو تو میں اس کے لئے کچھ تیاریاں کروں لیکن بس یہی سوچ لیا کرو کہ یہ کھیل کھانا ہوتا ہے نہیں ایسا نہ ہو کہ تمہیں نقصان پہنچ جائے میں ہر قیمت پر تمہیں نقصان نہیں پہنچنے دینا چاہتی۔

اور اپنی تم اس بات کی فکر نہ کرو تم دیکھو کہ میں کیا کر دکھاتا ہوں۔ میں نے کہا۔

دوسرے دن ان کے گھر سے اجازت لے کر میں میں قیام کروں

وہ میرے لئے معلومات کے آگے آتی ہے۔ اپنی نے یہی کہا کہ اس کا ساتھ بنا لیا وہ مناسب ہو گا کیونکہ میں ابھی اس دنیا سے بے رجا طرح واقف نہیں ہوں۔

تم تک واپس آ جاؤ گی اپنی؟

بہت جلد میں میرا کام ہو جائے گا۔ اس نے کہا اور ہر شکل گئی۔ اپنی نے اس سلسلے میں معلومات کہاں۔ اسے حاصل کیوں میرے نہیں معلوم لیکن دوسرے کے بعد وہ واپس آتی تو بہت دشمنی اس نے میری جانب دیکھ کر مسکراتے ہوئے کہا۔

مجھے یقین ہے کہ تم نے کھانا نہیں کھا ہو گا؟

اور۔ اپنی ایسی کوئی بات نہیں ہے مجھے بھوک۔ تھی؟ میں نے جواب دیا۔

آؤ پیسے کھانا کھا لیں۔ پھر بات کریں گے۔ اپنی نے کہا اور اس نے گون گون ہلا دی۔

کھانے کے بعد ان کے ساتھ گیا کہ وہ ان لوگوں سے مل چکی تھی۔ جو یہاں کشتیوں کا بندوبست کرتے ہیں اور دلچسپ بات یہ ہے کہ یہ کشتی یہاں اسٹیم میں روزانہ ہوتی ہے؟

اسٹیم کیا ہوتا ہے اپنی؟

کشتی کی جگہ، لوگ تفریح کے لئے آتے ہیں اور اس سے محفوظ ہوتے ہیں اور اسی سلسلے میں بڑے بڑے سوانے اگلے جاتے ہیں؟

یہ کیا کب ہوتا ہے؟

رات کو؟

تو پھر کچھ چل سہے ہیں؟

ہاں ہم یہاں سے تقریباً سات بجے نکلیں گے اور پھر میں تمہیں ان لوگوں سے ملاؤں گی جن سے میں بات کر کے آتی ہوں شاید وہ تم سے کوئی معلومات حاصل کریں۔ میرا خیال ہے کہ تم اس میں کافی حصہ نہیں سوسکتی کرو گے؟

تھا نہیں اپنی اس کی وجہ یہ ہے کہ میں اس سلسلے میں کچھ نہ جانتا ہوں؟ میں نے جواب دیا اور اپنی نے گون ہلا دی۔

تو پھر شام کو پھر فیسر میں نے ایک خوبصورت سوٹ پہنا، اپنی نے اپنے ہاتھوں سے مجھے تیار کیا اور ہم روانہ ہو گئے۔ اپنی اس جگہ کے بارے میں مکمل معلومات حاصل کر کے آئی جہاں وہ مجھے لے جاتا تھا چاہے تھی چاہے نہ ایک کہانی گھومتا ہے اپنی نے ٹیکسی کا نام دیا تھا میں اس جگہ پہنچ گیا اور ایک جڑی عمارت کے سامنے اپنی رنگ گئی عمارت کے اندر گئی تھیں لیکن جوں جوں میں پہنچ گیا جس میں میری تھی پھر میں اپنی کے ساتھ ایک ایسے کمرے میں پہنچ گیا جس میں میری اور کرسیاں پڑی ہوئی تھیں اور لوگ بیٹھے ہوئے خوش گیتوں میں مصروف تھے۔ اپنی کو دیکھ کر کئی آدمی متوجہ ہو گئے۔ اپنی ایک بڑا

بڑھکیا تب تک مجھے مجھے اسے شخص نے اٹھ کر کہا۔

اور غالباً آپ نے دن میں مجھ سے ملاقات کی تھی؟

جی ہاں، اور جب وہ وہ میں آئی ہوں؟

کیا ان صاحب کو آپ اپنے ساتھ لانی ہیں جو کشتیاں لڑنے کے شوقین ہیں؟ اس نے پوچھا اور پھر اس کی نگاہ میری طرف اٹھ گئی۔

اتنا خوبصورت پہلوان تو اسے سیدھے کمرے میں نہیں لے گیا ہو گا کیسا یہی ہیں وہ صاحب؟ اس نے پوچھا۔ اس کے انداز میں مضحکہ اڑانے کی کیفیت تھی۔

ہاں۔ اپنی نے سادگی سے جواب دیا۔

بہت خوب، تو پھر آپ تقریباً رات کے اندر مجھ سے صاحب سے گفتگو کرتے دیکھیں۔ آپ بھی تشریف لے گئے؟

اب؟ اس نے کہا اور میں بھی بیٹھ گیا۔ اس شخص نے میرے سامنے بیٹھتے ہوئے فوراً مجھے دیکھا پھر بولا۔

اس سے قبل ہی آپ رنگ میں آئے ہوں گے؟

ہاں میں لڑ چکا ہوں؟

تقریباً یا کاروباری طور پر؟

میں تقریباً رنگ میں آیا تھا لیکن چند لوگوں نے اسے کاروبار لیا۔ میں نے بھی نہیں نہیں روکا۔ آج میں غریب جنگ وجدل کا کاروبار کرنے آیا ہوں؟

کتنی کشتیاں لڑی ہیں آپ نے؟

تعداد یاد نہیں؟

کتنی بار ہارے یا جیتے ہیں؟

میں صرف جیتنے پر یقین رکھتا ہوں شکست کا لفظ میں نے اپنی کتاب۔ خارج کر دیا ہے اور یہ لفظ بھی میری زندگی میں نہیں آیا، میرے کو اور وہ مسکراتے لگا پھر بولا۔

بات دراصل یہ ہے جناب کہ ہم پہلوانوں کے درجے مقرر کرتے ہیں۔ یہاں۔ سب سے بڑے پروموتور ہم ہیں اور ہمارا یہ سلسلہ صرف اسی ملک میں نہیں بلکہ ہمارے ملک میں ہے ہم پہلوان کے درجے مقرر کرتے ہیں اور اس کے بعد اسی وجہ کے لوگوں سے معاہدہ کرتے ہیں۔ آپ نے جو دعویٰ کیا ہے آپ اس کا امتحان بھی دینا ہو گا۔ اس شخص نے کہا۔ اور میں نے گون ہلا دی۔

میں ہر امتحان کے لئے تیار ہوں؟ میں نے جواب دیا۔ اور اس شخص نے اپنی کمانی بندھے ہوئے اسے میں شاید وقت کا اضافہ کیا۔ پھر اٹھتے ہوئے بولا۔

تو پھر آئیے۔ اس کا امتحان ہو جائے میں آج کی فہرست دیکھ لوں لیکن میں آپ کی آپ کو موقع دے سکوں؟

بہت بہتر رہے گا۔

آپ بھی آئیے خاتون صاحبہ۔ صاحب مجھے ایک اچھی جہاز

دے خوبصورت جوان معلوم دیتے ہیں۔ پہلوان تو یہ کسی رن سے نکل ہی نہیں سکتے۔ تاہم اس جہاز میں بہترین کمرے تھے میں اس وقت ہمیں بڑی عجیب دیکھنے والے سے دوچار ہونا پڑتا ہے یہی یہ کسی کمرے کچھ کے اندر کو نکلا۔

تو پھر امتحان ضروری ہے؟

ہاں ہم آج ہی اس کے لئے موقع فراہم کئے دیتے ہیں آپ بھی آئیے۔ اس نے اپنی سے کہا اور ہم دونوں اس کے ساتھ چل پڑے۔ ایک ماحول سے گذرنے کے بعد وہ ایک ایسے دروازے سے اندر داخل ہوا جس کے دوسری جانب ایک بہت بڑا ہال تھا۔ ہال میں تین دو کشتیاں چھڑی تھیں۔ بہت سے لوگ لوہے کے ایک دائرے کے گرد کھڑے ہوئے تھے۔ یہ تماشائی تھے دائرے کے درمیان جہوں پر مختصر لباس پہنے ہوئے عورت جہاز کے لوگ ایک دوسرے سے غدار آنکھ کر رہے تھے۔ وہ شخص اندر داخل ہوا اور ایک طرف کھڑا ہو گیا۔ پھر اس نے میری طرف جھک کر کہا۔

میرے بھائی وہ ہے۔ ہاں ان کا ہم سے معاہدہ ہے اور یہ ہمارے لئے لڑتے ہیں۔ میں آپ کے لئے مقابلے کا انتخاب کروں گا کیونکہ یہاں اور بھی پروموتور ہیں اور ان کے پہلوان بھی موجود ہیں۔ میں دیکھ لوں گا کہ ان میں کون خالص ہے۔ اس سے آپ کا مقابلہ کرایا جاسکتا ہے لیکن ان لوگوں کو دیکھ کر آپ فیصلہ کریں کہ ان میں سے کس شخص کے ہم جڑ ہو سکتے ہیں آپ اس کا نام دلائیں؟ اور وہ اس جانب جو ہر آزمائی کر رہے ہے اس کا نام ٹریکس ہے۔ یہ ہمارے اہل پہلوان ہیں اس سے ہم اس سے بعد خٹلے درجے کے پہلوان شروع ہوتے ہیں مثلاً وہ شخص جس کا نام جانسن ہے۔ جڑی اچھی کشتی توتے اور ان کا طرز سے جو درجے کے کامیاب ہوں گے لیکن ہم اسے گریڈ ۱ میں رکھتے وہ گریڈ ۱ کے پہلوانوں میں آتے ہیں اس کے بعد بھی دوسرے ہیں۔ ہمارے یہاں تو ہر قسم کے مقابلے کا مکمل بندوبست ہے آپ اپنی جگہ سے مقابلہ کرنا پسند کریں گے اور ان دیکھنے میری درخواست ہے کہ اپنی قوتوں کو زمین میں رکھیں اور اس کے بعد فیصلہ کیجئے۔

دیکھو دوست میں اس شخص سے مقابلہ کرنا چاہتا ہوں جو تمہارے خیال میں ناقابل تسخیر ہو۔ امتحان لے رہے ہو تو میری بات مان لو اور امتحان لو، کیا اب دھڑوں تو تھیک ہے درجہ تم مجھے بھی کر سکتے ہو۔ بالکل مناسب بات ہے، ویسے میں آپ کو کس نام سے پکاروں؟ اس شخص نے پوچھا۔

گورنر۔ میں نے جواب دیا۔

ماہ۔ میری خواہش ہے کہ آپ میرے لئے سونامی ثابت ہوں؟ اس نے مسکراتے ہوئے کہا اور پھر میری خواہش کے مطابق وہ کھانے کے شخص کا بندوبست کرنے چلا گیا جہاں کے یہاں سب سے بڑی قوت کا

ہلکے ہو اور بلاشبہ جو شخص کے ساتھ آیا تھا وہ جرات مند مرد ہی
 لگتا تھا۔ نئی نسل کے ان چہرے نے مجھے لگوں میں ایک ایسے آدمی کی
 موجودگی بلاشبہ قابل حیرت تھی۔ وہ شخص میرے نزدیک پہنچ گیا اور میری
 نے ہر دونوں کا اشارہ کیا۔ میں اور اپنی آگے بڑھ گئے۔ تب وہ ہم سے ملے
 ہوئے ایک دوسرے کے سر پر ہاتھ پڑا۔
 ان سے طے نہ پڑا کہ وہ کونسا شخص ہیں۔ ہمارے کمرے کے چاروں
 کے چہرے سے شہ پہلوان کو یہی توجہ دیتے ہیں اور ہمارے گھاسٹے
 میں ان سے جہاں پہلوان کوئی نہیں ہے۔ تقریباً ایک ہزار دو سو چار جاتے
 ہیں اور ان سے وہ بڑے بڑے ترقیبانہ لنگن ہے ابھی اگر کوئی جڑی پہلوان کہتا
 ہے اور وہ ہمارے پہلوانوں کے لئے مشکل بن جاتا ہے تو سر کھٹکتا ہی
 اسے ٹھیک کرتے ہیں۔ عام طور پر یہ کشتیاں جیت لڑتے؟
 "جڑی خوشی ہوئی آپ سے لی کہ کھٹکتا ہے سکتا ہے میری
 جانتا ہوا تھا یہاں اور میں نے اس سے ہاتھ ملا کر کھٹکتا ہے میرے ہاتھ
 پر قوت آزمائی گئی۔ لیکن میں نے اپنا ہاتھ نرم ہی رکھا۔ چند صدمت کو کھٹکتا
 میرے ہاتھ کو ہمارا دوسرا ہاتھ اس نے سہاڑے جیسے ہاتھ جھڑوایا۔
 خوب۔ خوب۔ وہ ہنسنے لگا۔
 "کیوں کی ہوا؟ اس شخص نے پوچھا۔ جو اسے لے کر آیا تھا۔
 "میرا خیال ہے یہ صاحب اچھے خاصے ثابت ہوں گے۔ کیا ہتھیار
 آپ نے ان کا سر پر ہیک؟
 "گولڈ؟ اس شخص نے جواب دیا۔
 "تو یہ سر پر گولڈ کیا خیال ہے۔ آئیے تھوڑی سی مشق ہو جائے؟
 اس نے مجھے دعوت دی اور میں نے سہاڑے جوئے کو گون ہلا دی۔
 اس شخص کا دوسرا ہاتھ اتنا بھاری پسند آیا تھا۔ ہمیں ایک دوسرے
 ہاتھ میں لے جایا گیا جہاں کا فرش گڑی کاوتا جوتا تھا اور اس پر قائم ہوا
 جوتا تھا۔ تب کہ کھٹکتا نے اپنا ہاتھ اتار دیا۔ ہمارے کپڑے دی قوت
 لباس موجود تھا جس پر کھٹکتا نے لڑ رہے تھے۔ ہیک نے
 جو سے پوچھا۔
 "کیا آپ کے سر پر کشتیوں کا لباس موجود ہے؟
 "نہیں۔ میں نے جواب دیا۔
 "اوہ۔ تو براہ کرم آپ میرے ساتھ آئیے میں آپ کے لئے اس
 لباس کا بندوبست کھوں۔" ہیک بولا اور میں ابھی کی اشارہ کر کے اس
 کے ساتھ چل پڑا۔ ہیک نے دوسرے کمرے میں لے جا کر مجھے لباس دیا
 اور کہنے لگا۔
 "آپ لباس کو کپڑے لپیٹے اور اس کے بعد اسی کمرے میں واپس
 آجائیے۔"
 ٹھیک ہے۔ میں نے جواب دیا اور پھر دوسرے لباس کو پہننے
 میں کسی وقت کا زرمواں ہی پیدا نہیں ہوتا تھا۔ لباس وغیرہ میں کراہ

انہا لباس ہاتھ میں اٹھائے ہوئے میں اس کمرے میں آیا۔ ہیک نے مجھے
 دیکھ کر بڑے عجیب و غریب انداز میں گون ہلائی تھی۔
 "میرے دوست تم کو کشتی میں کوئی نیا لباس کارنامہ انجام دیا ہے
 دو لیکن مجھے یقین ہے کہ جب تم رینگ میں آؤ گے اور تمہاری شہرت باہر
 پھیلے گی تو ہزاروں نوجوانین تمہیں دیکھنے کے لئے فرود آجائیں گی۔ تمہارا
 یہ سونے کا بدن ہمارے لئے ایک ایسی جگہ بن جائے گا جہاں سے
 ہر صدمت تمہیں صرف اس انداز میں دیکھ کر سب سے پہلے پیش کش تو
 میں کئے دیتا ہوں کہ میں نے تمہیں اس انداز سے دیکھ لیا۔ اور اب صرف
 تمہارے گولڈ کا فیصلہ ہوتا ہے۔
 میں نے اپنی جانب دیکھا اس کی آنکھیں دھڑکتے ہوئے سرشار
 ہوتی تھیں۔ میرے بدن کو وہ بھی میری طرح ہلکا ہوا تھا۔ دیکھ رہی تھی۔
 دوسری جانب وہ شخص بھی تیار تھا جس کا نام کھٹکتا لیا گیا تھا۔ میرا وہ
 اس کی جرات میں بڑی فرق تھا۔ وہ دوسرا لیکن واقعی تمہاری نگاہوں کے
 سامنے ہے۔ میں تو اس شخص سے بھی بڑا تھا جس کا گزرتا زمین میں جنس
 جاتا تھا اور میں نے بڑے بڑے ستاروں دھڑکنے کو بڑے ٹھیک ٹھیک
 دیا تھا۔ میرا یہ جسم میرے سامنے کیا حیثیت رکھتا تھا۔ چنانچہ کھٹکتا
 کے فرش پر ہم دونوں ایک دوسرے کے مقابل آگے لیکن کھٹکتا کا رویہ
 دھستار ہی تھا اور میں نے اس بات کو بہت اچھی طرح محسوس کیا کہ تب
 اس نے مجھے کہا۔
 "کیونکہ صدمت سب سے پہلے تم مجھے بتاؤ کہ کیا تم کشتی کے داؤ
 پر سے واقف ہو؟
 "نہیں۔ میں نے جواب دیا۔
 "اوہ۔ ہر صدمت کو آؤ سیکر اور کوئی داؤ لگانے کی کوشش کرو
 اور مجھے نیچے گولڈ؟ اس نے اپنے بدن کو کھینچا اور میرا ہاتھ اس
 کا حکم تھا۔ چنانچہ میں اس سے پیش گیا اور دوسرے طے میں نے اسے
 سر سے اٹھا کر زمین پر پڑے دیا۔ کھٹکتا نے زمین پر گرنا تو تھا لیکن ہر ایک
 چلا گیا لگا کر کھڑا ہو گیا۔ اس کی آنکھوں میں حیرت کے آثار تھے۔ پھر اس
 کے ہونٹوں پر مسکراہٹ دکھائی۔
 "واہ۔ واہ۔ وہی گولڈ کمال کو دیا بھی تم نے تو؟ اؤ اس کا مقصد
 ہے کہ مجھے تمہارے بارے میں سوچ مجھ کو کھٹکتا نے اٹھا ہارے گا اور اب
 کیونکہ میں تم پر ایک داؤ لگا کر تمہیں نیچے گراؤں گا ہوں اس کے بعد تم اس
 داؤ سے نکلنے کی کوشش کرنا؟
 "کھٹکتا: میں نے بھی سہاڑے ہوئے اس کو مخاطب کیا۔ میری تمہیں
 وہ داؤ لگانے کا موقع ملے گا۔ اور جب تم محسوس کرو کہ تم مجھے جس
 کر لیا ہے تو تم مجھے بتا دینا تاکہ میں پھر اس داؤ سے نکلوں۔ میں نے کہا اور
 ہیک اور میں بھی مسکرائے۔ چنانچہ میں نے دیکھنے لگے۔ کھٹکتا نے ہاتھ لگائے
 ہوئے گولڈ ہادی ہی اور پھر وقت اس نے اچھل کر میرے دونوں ہاتھ پکڑ

لئے۔ اور پھر وہ انہیں..... ایک جگہ سے مڑ کر پیچھے لے آیا اور پھر
 انہیں اس طرح اپنے پاؤں میں پھنسا لیا کہ وہ ان سے نکل نہیں سکتے تھے۔
 اس کے بعد وہ زمین پر پڑ گیا۔ اپنے پاؤں سے اس نے میرے دونوں
 ہاتھ پھنسا لئے تھے اور اس کی دانستہ میں میں نے اس سے ہاتھ زمین پر
 دونوں ہاتھ کھانے کے بعد اس نے اپنا دوسرا پاؤں میری گردن میں ڈال
 دیا۔ اور اب گویا وہ مجھے بالکل جکڑ چکا تھا۔ تب اس نے کہا۔
 "ہاں میرے دوست، اب میں نے اپنی دانستہ میں تمہیں بے بس
 کر دیا ہے۔ اب تم اس داؤ سے نکلنے کی کوشش کرو۔"
 اور پھر میرے جسم کو گولڈ ہادی پھر کھٹکتا نے پھر انداز
 میں اس منظر کو دیکھا ہر گز۔ صرف کھٹکتا نے ہلکا ہیک نے میرے
 دونوں ہاتھ اس کے سر میں پھنسا لئے تھے اور گولڈ ہادی پھر کھٹکتا
 لیکن میں نے اپنے پاؤں سے اس کے ہاتھ ایک جگہ سے انہیں زمین کی
 طرف لایا لیکن اس کے ساتھ ساتھ ہی کہ کھٹکتا نے کھٹکتا اور اب وہ
 میرے سر پر بیٹھا ہوا تھا۔ میں نے دوبارہ چلا گیا اور کھٹکتا کو
 زمین پر پڑے دیا اور کھٹکتا ہو گیا۔ کھٹکتا نے میری طرف گرا تھا۔ ایک لمحے کے
 لئے وہ اٹھ ہی نہ سکا۔ اس کا سر کھٹکتا کی تھانے میں جھڑوایا گیا۔
 سہاڑے لگا کر کھڑا ہو گیا۔ اس نے پھر انداز میں ہیک کی طرف دیکھا۔
 "سر پر ہیک؟ کیا کیونچہ ہے؟
 "دھڑکتا۔ دھڑکتا۔ وہ ہیک ہاتھ پکڑ رہا تھا۔ کیا تمہارے
 خیال میں ہے...
 "آپ میرا خیال پوچھ رہے ہیں؟ سر پر ہیک ہاتھ پکڑ رہا تھا۔ کیا تمہارے
 انداز میں ہے؟ اس نے کہا اور اپنے دونوں ہاتھ جگہ لگا۔ میں غامض نظر
 ہوا تھا۔ پھر وہ میرے نزدیک آیا اور اس نے اس بار میرے دھڑکتا انداز
 میں میرے سر پر کھڑا ہو گیا لیکن کھٹکتا کو کھٹکتا نے کھٹکتا کے
 بعد اس نے دونوں ہاتھوں سے اپنا سر کھٹکتا کے دوسرے ہاتھ لگا۔ اس کے
 بعد اس میں سکت زبردی اور کافی دیر تک وہ اسی طرح دوار سے لگا کھڑا رہا
 تب ہیک اس کی جانب بڑھا۔
 "سر کھٹکتا کیا بات ہے؟
 "فرار کھٹکتا کر، فرار کھٹکتا کر ہیک؟ کھٹکتا نے انھیں
 بند کئے کے کہا۔ تمہاری قوت یہ بدل جائے گی؟
 "کیا واقعی؟
 "سر پر ہیک، وہ ایشل ہے بالکل ایشل اور اس کے جسم میں جلائی
 قوت ہے، خدا کی بناء کہ کھٹکتا اب بھی دونوں ہاتھوں سے اپنا سر پکڑ کر
 جھٹک رہا تھا۔ ہیک کے ہونٹوں پر مسکراہٹ پھیل گئی تھی۔
 جانب دیکھ کر کہا۔
 "میں یہ وعدہ تو کر ہی چکا ہوں کہ سر پر گولڈ آپ میرے ساتھ رہیں
 گے۔ چنانچہ اب یہ بات تو کہنے کی ضرورت نہیں ہے کہ آپ کو فکر مند
 نہیں ہونا چاہئے۔ ہاں آج کی کشتی کے بعد مہاراجے وغیرہ کے سامنے پر

میں بات حیرت ہو جائے گی۔ کیا خیال ہے آپ کا؟
 "جیسا آپ پسند کریں جناب۔ اپنی نے جواب دیا اور اس کے
 بعد ہم لوگ وہاں سے نکل آئے۔ تب ہیک نے مجھ سے پوچھا۔
 "آپ کا قیام کہاں ہے سر پر گولڈ؟
 "اور میں نے اپنی کھٹکتا دیکھا۔ اپنی کے اس ہونٹ کا نام بتا دیا۔
 جہاں ہم لوگ ٹھہرے ہوئے تھے۔
 "آپ کو کھٹکتا کی تر ہونٹ پھڑو دی اور اپنا سلمان وغیرہ
 وہاں سے اٹھائیں۔ میں آپ کی تلاش کا بندوبست کئے دیتا ہوں۔ اچھے
 لوگ کوئی شخص صدمت دیتا ہوں؟ ہیک نے کہا۔
 "جیسا آپ پسند کریں سر پر ہیک میں ہی ہم تلاش لوگ لیا اور
 اتنے اخراجات اٹھانے کے تحمل نہیں کرے گا۔
 "آپ کو کھٹکتا کی ضرورت ہو؟ آپ فرود لے لیں۔ آپ کے
 اپنے اخراجات ہی ہوں گے۔ ہر صدمت میں اپنے کوئی آپ کے ساتھ کرنا
 ہوں آپ اپنا سلمان پہلا اٹھا لائیں۔ ہم آپ سے معاہدہ کر کے لے لے
 بالکل تیار ہیں؟ ہیک نے جواب دیا اور پھر وہ چلا گیا۔ اس کی عمارت
 میں آگیا۔ ہمیں ایک عمدہ دواؤں گھر فراہم کی گئی تھی اور ہر ایک شام غائب
 ہیک نے کسی ذمہ سے دواؤں تم کر لیا۔ چنانچہ ایک پہلوان جس کا نام
 جگ تھا وہ سے لڑنے کے لئے لایا گیا۔ جگ کے دوسرے بدن پر ہیک کے ہاتھ
 ہاتھ سے جگ وہ ہیک میں کڑا بالکل خوشی جادو کی طرح اچھل کود کر رہا
 تھا۔ دوسری جانب سے بھی بھی رینگ میں آگیا اور انداز میں میرے ہاتھ
 کے ہاتھ سے جگ کے اعلان کیا۔ انداز میں کھٹکتا ایک ہاتھ پر کھٹکتا
 مشق پہلوان ہے اور بہت سی کھٹکتا درجے کی کشتیاں لڑ چکا ہے لیکن اس
 کے مقابلے میں کھٹکتا ہے وہ اچھا انداز میں نیچا ہے۔ تاہم وہ ہاتھ سے
 بہت بڑا صدمہ ہے۔ ہم دونوں کے بارے میں ضروری باتیں تمام کو بتائی
 گئیں۔ بے شمار لوگ اس مقابلے کو دیکھنے کے لئے جگ تھے اور نہایت دقت
 ماحول تھا۔ اپنی جگہ سے کئے اس جگہ بھی ہوئی تھی جہاں ہم کھٹکتا لڑنے
 دالے تھے اور مسکرائے ہاتھوں سے مجھے دیکھ رہی تھی بے شمار آدمی
 میرے حق میں ابھرنے لگے۔ میرا نام پکارا دیا گیا تھا۔ اس لئے لوگ مجھے گولڈ
 گولڈ کہہ رہے تھے۔ اسان کا انداز میں نوجوانین کی کامیابی زیادہ تر تھیں۔
 بے شمار گالیاں جو میری پیچھے لے رہی تھیں۔
 میرا مقابل جگ جس کا سر کھٹکتا اور دوسری کھٹکتا کی مانند تھا۔ کھٹکتا
 جگ ہوں سے مجھے گھڑوایا تھا۔ یوں ہی وہ ایک کھٹکتا پھر دوسری کھٹکتا
 تھا۔ ہمارے درمیان مقابلہ کرانے والا شخص جسے ان لوگوں کی زبان میں
 دھڑکی کہا جاتا تھا۔ تیار ہو کر سامنے آگیا۔ اس نے ہم دونوں کو طلب کر کے
 کھٹکتا کے قیام دیکھا۔ ہمارے جھون کو دیکھا کہ کوئی ایسی چیز تو ہمارے
 پاس نہیں ہے جس کی مدد سے ہم کشتی کے حملوں کے خلاف اپنے مقابل
 کو کوئی رنگ پہنایا کیوں۔ تھوڑی دیر کے بعد دھڑکی نے ہمیں مقابلے کی

مطمئن کرنے کے لیے اس وقت اس سے بہتر اور کیا ہو سکتا تھا۔
 ہاں میں نے طے کیا کہ اپنی طرف سے اپنی ذات میں کوئی ڈوبل نہیں کروں گا اور خود پر نازاں بجلا کر بگاڑ سکتے ہیں جیسا کہ اس سے قبل ہوتا آیا ہے سو جو کرتے ہیں یہ لوگ کرتے رہیں اور بہتر تو یہ ہے کہ میں خود بھی ان کمزوروں میں شامل ہو جاؤں اور ان کے فکرمشاہد بنوں تاکہ میں ان کی وسعت پہچان سکوں اور دیکھوں کہ ان کی انتہا کیا ہے۔

یہ گویا ایک ارادہ تھا اور سوچ نکلتے تک میں نے خود کو اس کے لیے تیار کر لیا۔ مقامی لباس جو میرے بدن پر تھا اب اس طرح خراب ہو گیا تھا کہ ایک بے غلوک لٹال نظر آتا تھا اور میرا گردن منقوش لٹال لوگوں کے ساتھ ہی ہو سکتا تھا جو اس دنیا کے تعیشات سے محروم تھے اور وہ تھے جو بے قیمت ہوتے ہیں جو سڑکوں پر مر جاتے ہیں سو میں چٹھا ان لوگوں کے درمیان جو طرح طرح کی باتیں کر رہے تھے اور امید میری لگا ہوں سے اس بڑے دروازے کی جانب دیکھنے لگتے تھے جس پر باور دی پہرے دار کھڑے ہوتے تھے۔

ساتھ ہی سمندر تھا یعنی اس عمارت کے پیچھے جہاں سے جہاز نظر آتے تھے۔ پیشتر جہاز جن کے سفید مستول یہاں سے نظر آتے تھے گویا سمندر جانے کے لیے یہ راستہ بنایا گیا تھا۔ میں نے سوچا۔ ذرا دیکھوں تو یہی ان لوگوں کا حال اور ان کی باتیں سنوں کہ کیا کہہ رہے ہیں اور ان کی باتیں میرے اپنے خیالات سے مختلف نہیں تھیں یعنی یہ وہ تھے جن کے لیے کوئی چھت نہیں تھی اور نہ مکاشفہ کے شکار تھے تب اس بڑے دروازے سے ایک عجیب باہر آئی جس میں چند اندازہ سوار تھے اور اس کا رخ اس جانب تھا جہاں ہم لوگ بیٹھے ہوئے تھے بیٹھے ہوئے لوگوں میں بے چینی کی لہر دوڑ گئی۔ وہ اٹھ کھڑے ہوئے اور مضطرب لگا ہوں سے آئے والوں کو دیکھنے لگے میں نے خود بھی بیٹھے رہنا مناسب نہیں سمجھا اور ان کے ساتھ ہی کھڑا ہو گیا لیکن میں ان کی مانند کبلا نہیں رہا تھا بلکہ اپنی جگہ ساکت کھڑا دیکھ رہا تھا کہ چپ کے قریب سے آئے والے کون ہیں اور یہ لوگ ان کے آگے سے مضطرب کیوں ہیں۔

چند ساعت کے بعد کل کا کھڑا ہمارے نزدیک پہنچ گیا اور اس میں بیٹھے ہوئے لوگ نیچے آ رہے۔ سب کے سب پر ہڈا اور اپنی ٹھیکوں کے مالک تھے۔ لباس بھی یہاں شخصیات کا تعین کرنا تھا۔ ورنہ چہرے میرے سب کے یکساں تھے۔ آئے والوں نے ایک نگاہ بجوم کی جانب دیکھا اور پھر ان میں سے ایک شخص بلند آواز میں بولا:

”تم سب ایک لائن میں کھڑے ہو جاؤ اور جلد بازی یا تو تفریق کی ضرورت نہیں ورنہ ہم واپس چلے جائیں گے۔“
 کبھیوں کی طرح مجھ نے والی آواز میں ایک سخت خاموش ہو گئی

تھیں امید و ہم میں ڈوبی ہوئی لگا میں حسرت سے آئے والوں کا جائزہ نہ رہی تھیں جیسے ان سے زندگی کی جیک مانگ رہی ہوں اور پروفیسر! میں نے یہاں عجیب و غریب ماحول دیکھا تھا۔ یہاں زندگی دینے والے پیشتر لوگ تھے اور ہر شخص ایک دوسرے کو زندگی دیتا تھا۔ بڑی عجیب بات تھی یہ۔ حالانکہ اس سے قبل زندگی دینے والے کا تصور بالکل ہی مختلف تھا، یہ لوگ شاید اس تصور سے غریبی میں اور اپنا اپنا خدا لگا بنا بیٹھے ہیں۔ میں نے سوچا اور ان سب کا تماشا دیکھنے لگا۔

ہدایات دینے والوں نے دوبارہ ہدایتیں دیں اور وہ سب ایک قطار میں کھڑے ہو گئے پھر وہ افراد جو دوسروں سے متاثر معلوم ہوتے تھے پیچھے آ کر آگے بڑھنے والوں میں وہ بڑے بڑے لگ رہے تھے۔ انہوں نے لائن کے ایک سرے سے آخری سرے تک منتقل کیا اور ایک ایک فرد پر اٹھلی کھٹے چلے گئے۔ یہ اتفاق ہی تھا کہ اس لائن کی حقیقی لائن کیا میں بھی موجود تھا۔ لیکن سب سے نمایاں نظر آ رہا تھا چونکہ میرا قد و قامت اور جسامت ان سب سے خاصی مختلف تھی۔ اور دیکھنے والوں نے مجھے بھی دیکھ لیا۔

تب ایک اٹھلی میری جانب اٹھی اور مجھے آگے لے کر اشارہ کیا گیا۔ میں نہیں جانتا تھا کہ یہ سب کیا ہے اور یہ لوگ کیوں دوسروں کو طلب کر رہے ہیں لیکن میں تو سوچ ہی چکا تھا کہ سب پھر ان کے رحم و کرم پر چھوڑ دیا جائے اور دیکھا جائے کہ حالات اور سادہ دور کیا گلے کھلاتے ہیں چنانچہ میں ان کے کسے پر خاموشی سے آگے بڑھ گیا اور وہ شخص جس نے مجھے اشارے سے بلایا تھا میری جانب دیکھا ہوا بولا۔

”خاص مضبوط انسان معلوم ہوتے ہو خلاصی کا کام ہی کرو گے نا؟ اور میں نے خلاصی کے متعلق جہاں سے ہوئے بھی گردن ہلا دی۔“
 ”اس طرف کھڑے ہو جاؤ اس شخص نے اس طرف اشارہ کیا جہاں انگلی کے اشارے سے نکالے جانے والے ایک قطار نما کھڑے ہو گئے تھے سو میں بھی اس قطار میں جا کھڑا ہوا وہ لوگ اپنے کام میں مصروف رہے۔“

تقریباً جو ہیں افراد کو ان تمام افراد میں سے منتخب کیا گیا اور پھر باقی لوگوں سے معذرت کر لی گئی۔ لوگ مل جل کر جی باتیں کرنے لگے تھے کوئی خوشامد میں کر رہا تھا کوئی دروہ تھا اور کوئی پاؤں پکڑنے لگا اور کوئی اشارہ کر رہا تھا کہ اسے بھی ساتھ لے لیا جائے لیکن پھر ایک بے رحم آواز ابھری۔

”ہمیں پختہ لوگوں کا انتخاب کرنا تھا ہم نے کر لیا بہتر ہی کہ تم دوسروں کا انتظار کرنا اور اس کے بعد وہ سب عجیب میں سو رہے گا۔“
 اٹھ کھڑے ہوئے لوگوں کے ساتھ صرف ایک شخص کو چھوڑ دیا گیا تھا اس نے ان سب کو جس میں میں بھی شامل تھا اپنے ساتھ لے کر اشارہ کیا

کیا اور ہم اس بڑے دروازے کی طرف بڑھ گئے جس کے باہر پہرے دار کھڑے ہوئے تھے۔

چونکہ افراد کا یہ ڈوبہ جسے خلاصیوں کا کام کرنا تھا ایک کے دوسری جانب پہنچ گیا۔

یہاں کی دنیا بھی عجیب تھی۔ بے شمار مزدور کام کر رہے تھے کوئی وزنی یو سیل نہ تھا۔ ہر اٹھلے دوڑا جا رہا تھا کوئی کچھ سامان لیے ہوئے تھا بے شمار لوگ ایسے تھے جو کچھ بھی نہیں کر رہے تھے صرف ہدایات دے رہے تھے دنیا میں انسان کا فرق اس دور میں بہت زیادہ نمایاں تھا جس میں اندر ترقی یافتہ انسان بیک لگاؤ شاخت کے جا سکتے تھے اور اس کے بعد پھانے کیا کیا ہوا۔

میں ایک مٹین کے سامنے لے جایا گیا جو روشنی ڈالتی تھی۔ بعد میں مجھے معلوم ہوا کہ یہاں ہماری تصویریں بنوائیں گئی تھیں اس کے بعد کچھ کاغذات بھی اسی وقت بنوائے گئے۔ اس کام میں ہمارا کافی وقت صرف ہو گیا تھا اور ہم مختلف جگہوں پر جھگڑتے دوڑتے پھرتے رہے لیکن ان سارے ہنگاموں میں خاصا لطف آ رہا تھا جس جہاننا چاہتا تھا کہ یہ سب کچھ کیا ہے میں تو ان لوگوں سے متحرک سا مختلف تھا اور کھانے پینے کا مسئلہ میری نگاہوں میں کوئی خاص اہمیت نہیں رکھتا تھا لیکن یہ بے چارے لوگ جو میرے ساتھ تھے جمع سے بھوکے تھے حالانکہ اس وقت سورج ڈھلانا پر تھا لیکن میں نے ان سب میں سے کسی کو بھی ادھر ادھر چھوڑتے نہیں دیکھا تھا گو یا انہوں نے اس وقت تک کھانا بھی نہیں کھلیا تھا اور یہ اندازہ لگاتے ہیں کوئی وقت نہ ہوئی تھی کہ یہ سب پس ماندہ لوگ ہیں۔ ایسے لوگ جو اپنی ضروریات پوری نہیں کر سکتے تھے ایسے بھوکے پیاسے بھی رہتے ہیں۔ دنیا کی ہڈیاں پکھڑا اور تکلیف دہ تھا۔ بعض اوقات ان ساری چیزوں کو دیکھتے ہوئے ذہن پر ایک شدید جھٹکا کا احساس طاری ہوجاتا تھا اور میں سوچتا تھا کہ میں ان کے درمیان کیوں ہوں اور ایسے وقت خود کو سمجھانا بڑا ہی مشکل ہوتا تھا۔

بہرحال ہماری جملہ ضروریات ختم ہو گئیں اور وہ شخص جو اب تک ہماری نگرانی کرتا رہا تھا ہمارے پاس پہنچ گیا اور اس نے ایک بڑے اسٹور کی جانب اشارہ کیا۔ ”ہم لوگ سب لوگ اس میں سوار ہو جاؤ۔“ اور اس کی ہدایت پر ہم آگے بڑھ گئے۔

اسٹور میں کافی گنجانا تھی اسے چلانے والے لوگوں کی تعداد صرف تین تھی جو ہوا و ہوا جیسے ہمارے لیے چھوڑا گیا تھا۔ ابھی تک ہمیں سے کسی نے ایک دوسرے کا اشارہ کرنے کی کوشش نہیں کی تھی سب اپنی اپنی الجھنوں کا شکار تھے اور ایسے اوقات میں شناسا بنانے کی کسے وجہ تھی کہ اسٹور سمندر کے سینے پر رواں دواں تھا اور سمندر میں دو پہل جہاز لنگر انداز تھے مجھے صرف ایک تعجب تھا پروفیسر! وہ ظہور پر انسانی شناخت ہو گیا تھا کہ اس کے وجود سے گھن آتی تھی لیکن ایسا جادو کے

معاملے میں اس دور کو دنیا کی تاریخ کا حیرت انگیز دور کہا جا سکتا ہے۔ جیسے کہ یہ دو پہل جہاز صمدیوں پرانی ایسا ہے زمانہ قدیم کے لوگ بھی سمندر کو تیر کر چکے تھے لیکن اتنے عظیم الشان جہازوں کا تصور بھی نہیں کیا تھا۔ سمندر کے پانی پر لوہے کے جہاز کھڑے کر دیئے گئے تھے اور سمندر ان جہازوں کے سامنے بے بس تھا۔ یہ میری اس وقت کی سوچ تھی لیکن بعد میں مجھے احساس ہو گیا کہ حقیقت گنجانا کتنی ہے اور وہ جو مٹانے کی قوت رکھتے ہیں مٹاتے نہیں بلکہ مسکرا دیتے ہیں ہاں اس وقت تک جب تک ضرورت پیش نہ آئے۔

سو ہم لوگ بھی ایک ایسے ہی جہاز بلکہ مٹین ایسے ہی سمندری شہر میں پہنچ گئے جو انسانوں اور مٹینوں کا شہر تھا جہاں ہمیں اس کی سیر تھیں ان کے ذریعے اوپر چڑھایا گیا۔ اور ٹھوڑی دیر کے بعد ہم جہاز کے عرشہ پر تھے۔

جہاز کے لوگ اپنے اپنے کھوں میں مصروف تھے کوئی کسی کی جانب متوجہ نہیں ہوا میں ایک بڑے کین کے سامنے لے جایا گیا اور یہاں پر ہماری قطار بنا دی گئی۔ میں اس قطار میں آٹھویں نمبر پر تھا اور ان حالات کا بغور جائزہ لے رہا تھا۔ انہیں سمجھ رہا تھا۔

”ماچس ہوگی دوست؟“ میرے عقب میں کھڑے ہوئے شخص نے پہلی بار لب کشائی کی اور میں چونک کر اسے دیکھنے لگا۔ ماچس البتہ میری سمجھ سے باہر تھی تاہم وہ کوئی ایسی چیز ہوگی جو کسی کے پاس بھی ہوا اور وہ میرے پاس نہیں تھی اس لیے میں نے انکار میں گردن ہلا دی۔ ”مٹانی پیٹ سگریٹ بھی اچھا نہیں لگتا۔۔۔ تم بھی بھوکے بڑے؟“ وہ دوبارہ بولا۔

”ہاں بہم مجھے ساتھ ہیں۔ میں نے مسکراتے ہوئے کہا۔“
 ”اب تورات ہی کو کھانا مل سکے گا۔“

”شاید؟“ میں نے جواب دیا اور پھر کسی خیال کے تحت چونک پڑا۔ اب جب اس شخص نے لب کشائی کر ہی لی تھی تو کیوں اس سے کچھ کام کی باتیں معلوم کروں چنانچہ میں اس کی طرف متوجہ ہو گیا۔

”ایک بات بتاؤ گے دوست؟“
 ”کیا بات ہے؟“ اس شخص نے غور سے مجھے دیکھا۔

”یہ خلاصی کیا ہوتے ہیں؟“
 ”اسے تو اس بارے میں کچھ نہیں جانتے؟“

”نہیں؟“
 ”تو پھر یہاں کیوں آگئے تھے؟“

”حالات؟“ میں نے بیجاہان سے کہا۔
 ”اوہ۔ ہاں حالات انسان کو مزہ نہ دیتے ہیں لیکن اگر سمندری زندگی کا کوئی تجربہ نہیں ہے تو پھر یہ لوگ مٹین واپس کر دیں گے اور اس جہاز پر مٹین نوکری نہیں ملے گی۔“

لیکن میں تو کمری حاصل کرنا چاہتا ہوں۔
 متب سنو۔ غلامی جہاز پر کام کرنے والے مزدوروں کو کہا جاتا ہے۔ بس ہمارا کام جہازوں میں صفائی تھرائی اور ایسے ہی ضروری کاموں پر مشتمل ہوگا۔ تم ان سے یہی کہنا کہ تم بہت سے جہازوں پر کام کر چکے ہو۔
 "ٹھیک ہے میں نے گڑن بلادی۔
 "وہ اس سے قبل کیا کرتے رہے ہو؟" اس نے پوچھا۔
 "جہازوں پر کام کرتا رہا ہوں۔ بیشتر جہازوں پر رہا۔ میں نے مسکراتے ہوئے کہا اور وہ بے اختیار ہنس پڑا۔
 "واہ دوست۔ جھوٹ کی بات نہ کر دی رہے۔
 "متمدی دنیا کا کاروبار یہی ہے کہ میں نے شلے ہلاتے ہوئے کہا اور وہ اعتراض کے انداز میں گردن ہلاتے لگا۔
 قطار آہستہ آہستہ گزر رہی تھی یہاں تک کہ میرا اندر جانے کا مزہ لگ گیا۔ اندھا ماحول بے حد خوشگوار تھا۔ رنگین شیشے لگے ہوئے تھے۔ آرام دہ نشستوں پر کمری افراد بیٹھے ہوئے تھے جن میں ایک بڑی میز پر ایک دروازہ تھا اور پڑتار آدمی سب سے نمایاں تھا۔
 میں ان لوگوں کے سامنے جا کر ہوا اور انہوں نے گری لگا ہوں سے میرا جان بڑھایا۔ پہلے جہازوں پر کام کیا ہے؟ "ان میں سے ایک نے مجھ سے پوچھا۔
 "ساری زندگی یہی کرتا رہا ہوں جناب۔ میں نے ادب سے جواب دیا۔
 "شکل و صورت سے بھی سی بین نظر آتا ہے جناب، بڑا مضبوط آدمی معلوم ہوتا ہے۔ دوسرے شخص نے تیرو کیا۔
 "ہوں، کیا نام ہے؟" اس نے پوچھا اور میں ایک لمحے کے لیے گڑ بڑا گیا۔ اس بارے میں تو میں نے نہیں سوچا تھا لیکن آج کے کا وقت نہیں تھا مجھے تو پیش نام دینے گئے تھے اور آخری نام گولڈ تھا۔ چنانچہ میں نے یہی نام دہرایا۔
 میرا نام گولڈ کھل گیا اور پھر مجھے ایک سخت کاغذ دے دیا گیا۔ "بس ٹھیک ہے جاؤ۔ مجھ سے کیا گیا اور میں اس سخت کاغذ کو بیکوتا ہوا باہر نکل آیا۔ نہجانے کیا کیا ہنگامے ہوتے ہیں ان لوگوں کے جہاز میں باہر آکر ان دوسرے لوگوں میں شامل ہو گیا جو میرے جیسے سخت کاغذ پر بیٹھے تھے۔
 آخری آدمی کو بھی سخت کاغذ مل گیا جسے وہ لوگ کارڈ کہہ رہے تھے۔ پھر چند افراد ہمارے پاس آئے اور میں ایک طرف آنے کا اشارہ کیا۔ ہم میں سے دس دس آدمیوں کو بڑے بڑے کیبن دے دیئے گئے۔ گویا ہمیں جہاز کا فرد سہر کر لیا گیا تھا۔
 "ہوں میں جہاز کا ایک رکن بن گیا۔ مجھے لوگوں کی کوئی خبر گیری نہیں کی گئی تھی۔ وہ بے یار و مددگار زمین پر رہے ہاں جب پہلور

جہاز روشنی میں نہ لگتا تو ہمیں کھانے کی اطلاع دی گئی۔ جس جگہ ہمیں کھانے کے لیے لے جایا گیا وہ طویل و عریض اور کشادہ تھی۔ ایک لمبی میز پر کھانے کی چیزیں موجود تھیں۔ بچوں کے لوگ بے مہربانی سے کھانے پر لوٹ پڑے۔ میں نے بھی ان میں شامل ہونے کے لیے کچھ کھایا اور دیکھنے والی آنکھیں ان سب کو دیکھتی رہیں۔ یوں لگتا تھا جیسے یہ زندگی زیادہ تکلیف دہ نہ ہوگی۔ اس طرح میں اس دنیا کے وسیع و عریض ہنگاموں سے کٹ کر اس چھوٹے سے سمندری شہر کے ہنگاموں تک محدود ہو گیا تھا۔
 لیکن یہ سمندری شہر بھی خوب تھا۔ اس سے قبل ہر دھندلے اور بھیا کہ تم نے میری داستانوں میں سنا میں نے بہت سے سمندری سفر کیے تھے میں بچری قافلوں کے ساتھ تھا۔ میں نے لپاس کے ساتھ ایک سمندری مشن پورا کیا۔ میں نے سمندری جنگیں لڑیں لیکن وہ سمندری جہازوں کے جہاز کے عشرہ بھی میری نہیں تھے۔ یہ تو دنیا ہی نرالی تھی۔ زمین کے بسے دانوں نے زندگی کے ہر شعبہ میں ناقابل یقین کامیابیاں حاصل کر لی تھیں جنہیں دیکھ کر احساس ہوتا تھا کہ خداوند سے نکلنے والے پتھر کوکے ہتھیاروں سے جانوروں کا شکار کرنے والے گوشہ نشین کے ایک ٹکڑے کے لیے ایک دوسرے کے خون کے پیالے ہو جانے والے کبھی عقل کی اس منزل تک بھی پہنچ سکتے ہیں۔
 میری نگاہوں نے اس شخص کو تلاش کیا جس سے میری تھوڑی سی گفتگو ہوئی تھی، اس نے مجھے غلامیوں کے بارے میں بتایا تھا میں اس سے جاننے کے بارے میں کچھ اور معلومات حاصل کرنا چاہتا تھا میں نہیں جانتا تھا کہ جس حیثیت سے میں اس جہاز پر آیا تھا اس حیثیت کے لوگوں کی پہنچ کہاں تک ہو سکتی ہے نہانہ قدیم کے دفاعی اور باہمی جہازوں کو دیکھنے کے بعد اب میں اس عظیم الشان جہاز کو دیکھنے کا خواہشمند تھا جو سمندر کے سنے پر اس طرح کھڑا ہوا تھا جیسے سمندری جہاز پر کمری بلند و بالا اور مضبوط عمارت سمندر کا پانی اس عظیم الشان عمارت کو جنبش بھی نہیں دے سکتا تھا چنانچہ اپنے کیبن میں جا کر جب وہ شخص نظر نہ آیا تھا میں اس کی تلاش میں دوسرے کیبن کی جانب چل پڑا جو زیادہ دور نہیں تھا اور اس کیبن کے دروازے میں وہ شخص مجھے نظر آ گیا تب میں نے مسکراتے ہوئے کہا۔
 "تو بالآخر تمیں بھی ملازمت مل ہی گئی؟"
 "ہاں، اور تم نے میری مدد کی جس کے لیے میں متناظر شکر ادا کر رہا ہوں۔" بھائی ہم سب ایک ہی شہر جگہ ایک ہی جہاز کے ساتھ ہیں یہاں جس کی جو بھی مدد ہو جائے اور پھر یہ کوئی مدد ہی نہیں ہے۔ تم نے ایک بات پوچھی میں نے اس کا جواب دے دیا۔
 "میں نے کہا میں متناظر شکر ادا ہوں۔"
 "ہاں ایک بات تو بتاؤ۔"
 "پوچھو پوچھو، جوابات سامنے ذہن میں آتی ہے لیکن اس

سے پہلے میری بھی ایک بات کا جواب دے دو۔"
 "ہاں ضرور۔" اس نے کہا۔
 "چلو تم ہی سوال کرو یہ میں نے سنتے ہوئے کہا۔
 "تم مجھے عجیب سے انسان لگتے ہو ناہری شکل و صورت سے تو یہی پتہ چلتا ہے کہ تم بھی ہم میں سے ہو۔ میں نے روزگار اور فکرمعاش سے تنگ لیکن مسئلہ اندر ایک ایسی انوکھی شغفیت چھپی ہوئی ہے جو کبھی کبھی نمایاں ہو جاتی ہے اور اس وقت بڑا عجیب سا لگتا ہے۔"
 "اس میں میری کوئی قصور نہیں ہے دوست، میں جو کچھ ہوں اس کے سامنے ہوں باقی راستہ کسی اور ہلت کا تو تم دیکھ کر ناہری کیفیت ہی انسان کی اعلیت ہوئی ہے یہ خیال ہے اس دنیا کا دستور بھی یہی ہے وہ میں نے جواب دیا اور وہ عجیب سی نگاہوں سے مجھے دیکھنے لگا پھر گردن ہلاتا ہوا بولا۔
 "ہاں تم درست کہتے ہو ناہری کیفیت ہی انسان کی اعلیت ہوئی ہے میرا تعلق ایک چھوٹے سے دیہات سے ہے اس دیہات میں میری بڑی میرے بچے اور میرے دوسرے عزیز واقارب.... ہیں کبھی ہم دہان کے اچھے خاصے کھاتے پیتے زمیندار ہوا کرتے تھے کھیتی باڑی کرتے تھے اور بہتر زندگی گزارتے تھے۔ حالات نے ہمیں اس دور پر پر لاکر رکھ دیا اور یہ دونوں سڑکیں ہمیں پریشانیوں کی راہوں پر لے جاتی تھیں اور ان میں سب کچھ بھول چکا ہوں۔ زمینداری اور صنعتی آرام کی زندگی خواب و خیال بن گئی۔ یہاں تک کہ جب فاقوں تک نوبت آگئی تو میں نے یہی سوچا کہ بیوی اور بچوں کو خدا حافظ کہہ کر ان کے لیے بہتر زندگی تلاش کرنے لگوں۔"
 "ہاں اس دنیا کی کمینیاں ایک دوسرے سے مختلف تھیں ہیں میں تو جب بھی اس کے بارے میں سوچتا ہوں حیران رہ جاتا ہوں۔ یہاں کے لوگ ایک ہی مسئلے کا شکار ہیں بڑی عجیب بے متاری دنیا پر سبھی نے یہ الفاظ کہے تھے کیا یہ دنیا اتاری نہیں ہے؟
 اس نے سوال کیا۔ اور میں چونک پڑا۔
 "کیوں نہیں کیوں نہیں بس یوں لگتا ہے جیسے ہم سب اس زمین پر راجینی ہوں کبھی بھی یہ احساس شدت سے ذہن پر سر مسلط ہو جاتا ہے، تم اس بات کا خیال مت کرنا میں نے سنجیدگی سے کہا۔
 "تم کیا بوجھنا چاہتے تھے؟" اس نے سوال کیا۔
 "میں یہ جانا چاہتا تھا کہ کیا ہم جہاز کے دوسرے حصوں میں بھی گھوم سکتے ہیں یا ہمیں اس بات کی ممانعت ہوگی؟"
 "میرا خیال ہے نہیں گوا بھی ہمارے سپرد ہماری ڈیوٹیاں ہیں کی گئی ہیں لیکن ہر صورت جہاز کے کسی حصے میں جانا کوئی مجرم نہیں ہوگا۔ لوں بھی ہیں اس لیے جہاز کی گوانی اور صفائی کا خیال رکھنا پڑے گا۔"
 "ٹھیک ہے دراصل میں جہاز ہی میں گھومنا چاہتا ہوں۔"
 "ایسی جلدی بھی کیسا ہے اور اب تو رات ہو چکی ہے۔ اب کیا دیکھ سکو گے یوں بھی روشنیوں مخصوص حصوں میں ہیں باقی جہاز تاریک میں ڈوبا ہوا ہوگا۔ اس نے جواب دیا اور میں نے اس کی بات سے اتفاق بھی کیا۔ تب میں واپس اپنے کیبن میں آکر لایہ مخصوص جگہ لیٹ گیا۔
 میرے دوسرے ساتھی بھی دن بھر کی تکلیف سے نڈھال ہو کر آرام کرنے پڑے تھے چونکہ بڑے دن بھر کے لیے تھے اس لیے کھانے کے بعد ان کے بدن تقریباً بے جان ہو گئے تھے۔ چنانچہ میں بھی خاموشی سے آنکھیں بند کر کے لیٹ گیا۔ جب اس ماحول میں زندگی گڑبڑ ہی ہے تو پھر کیوں غصا اس کا سا دورہ اختیار کیا جائے۔ رات کے کسی حصے میں بے خبر ہو گیا۔ مجھ جب آنکھ کھلی تو دوسرے لوگوں کی طرح میں بھی اٹھ گیا۔ غسل خانے میں جا کر ماتھ منہ دھو یا تمام لوگوں کے ساتھ ناشتہ کیا۔ اور اس کے بعد ہماری ڈیوٹی شروع ہو گئی۔ شہر کوئی ایجنڈا نے نہیں مختلف جگہوں پر تعینات کر دیا۔ مجھے ایک مضبوط انسان پاکر انہوں نے بارہولہ کام میرے سپرد کیا تھا کسی چیز سے مجھے ہونے ڈرم ایک جگہ فٹنری جگہ منتقل کرنے تھے۔ یہ کام بھی فٹنری کے ذریعے ہی انجام پارتا تھا ایک چھوٹی سی طے والی شین ان بڑے بڑے بیچوں کو نگرین میں باندھنا پڑ کرے جلدی تھی ہاں بیچوں کو نگرین میں باندھنے کا کام میرے سپرد تھا اور میرے ساتھ دو اور آدمی یہاں کام کر رہے تھے وہ وزنی ٹیپے کو لڑھکا کر سیدھا کر کے اسے نگرین میں پھنڈتے اور شینی ذریعے سے اسے دوسری جگہ لے جایا جاتا۔ بیچوں کی تعداد کافی تھی۔ وہ بے تحاشانہ دونوں کے ساتھ مل کر یہ ایک پچا اٹھاتے ہوئے بڑی کوفت ہو رہی تھی۔ کوئی نہ ہوتا تو میں ان سارے بیچوں کو تھوڑی دیر میں یہاں سے وری جگہ منتقل کر دیتا۔
 لیکن اب جذباتیت یا خود نمائی کی کوئی کشش حماقت تھی یہ حماقت میں ہمیشہ کرتا رہا تھا اور ابھی حماقتوں کی وجہ سے نہ چاہتے ہوئے بھی خواہ مخواہ دوسروں کے جگہوں میں ملوث ہو جانا تھا اس بار میں ایسے کسی جھگڑے میں نہیں پڑنا چاہتا تھا۔
 دوپہر تک ہم اپنا کام ختم کر لیا اور چھٹی ہو گئی کہ اندر یہ بات مجھے پسند نہ آئی تھی۔ ہماری ڈیوٹی یہاں لگنے والوں کا خیال تھا کہ یہ کام تمام تک ختم ہوگا۔ لیکن ہم نے دوپہر کے کھانے سے قبل اپنا کام کر لیا تو انہوں نے کوئی دوسرا کام ہمارے سپرد نہیں کیا ہمیں اطلاع دی گئی کہ اب دوسرے دن تک کے لیے ہماری چھٹی ہے چنانچہ ہم واپس اپنی رہائش گاہ پہنچے گئے لباس کافی گندے ہو گئے تھے۔ میرے ساتھی اپنے لباس لادھونے چلے گئے میں نے بھی ان کی پیروی کی تھی لیکن میں نے ان کی طرح برہنہ رہنا پسند نہ کیا اور جب لگا ہوا لباس پہن کر باہر نکل آیا۔ میں اس جہاز کا ایک ایک کو نہ دیکھنے کا خواہش مند تھا۔

جہاز کی اندرونی خوبصورتی صفائی اور سامان آرائش قابل دید تھا۔ تنگ راہداریوں اور برآمدوں میں نوریز قالیچن بچے ہوئے تھے اور آرام دہ کرسیاں جا بجا چھپی ہوئی تھیں شراب کے بڑے کعبین اور کھیلوں کے کمرے بھی تھے اور میری حصے میں جہاز کے سربراہ یعنی کپتان کی رہائش گاہ تھی غرض ہر حصہ آراکش و آسائش سے بھر پور تھا لیکن سامان بھی تقویت تھی اس چھوٹے سے شہر کو بھی انسان کی حیثیت کے مطابق تفریح کر لیا گیا تھا۔ یہ بیڑھوں اور برآمدوں میں مسافروں کے لیے بلڈیٹ کے چارٹرڈ آئیزل تھے۔ حفاظتی نشیٹاں جا بجا موجود تھیں غرض ہر چیز انوکھی حیثیت کی حامل تھی۔ میں عرش پر ڈیگیا اور ریڈنگ کے نزدیک کھڑا ہو کر سمندر کے سینے پر دوڑنے والی شیتوں کو دیکھنے لگا۔ ایک عجیب منظر تھا۔ یہ کشتیاں بھی اب مٹی کی ذرائع تھیں جتنی ہیں خاموشی سے یہ سب کچھ دیکھتا رہا جہاز ابھی تک کھلے سمندر میں کھڑا ہوا تھا۔ یہ رات بھی گزری اور دوسری صبح جہاز جی کی طرف چل پڑا۔ اب وہ دوا لگی کے لیے تیار تھا۔ جی پر ہلکا لوگ اس کے انتظار میں کھڑے ہوئے تھے پھر جہاز ایک مخصوص جگہ پر رکت گیا۔ انہیں مسافروں کو کر جہاز کی طرف چل پڑیں ایک عجیب ہنگامہ برپا تھا۔ سیکڑوں مسافر دھکم پیل کر رہے تھے سامان کی دسل پیل ایک دوسرے کو پکارتے کی آوازیں اڑنے لگی تھیں۔

اور جہاز پر روار ہوئے فیلے مسافروں کے کاغذات وغیرہ دیکھے جا رہے تھے اور انہیں جہاز پر آنے کی اجازت دی جا رہی تھی خالی پر کعبین بھانت بھانت کے لوگوں سے آباد ہونے لگے۔ عرش بھی ہلکا ہوا تھا۔ یہاں مسافروں کی آسائش کا کوئی بندوبست نہیں تھا۔ سب کا سامان بے ترتیبی سے چاروں طرف بکھرا ہوا تھا لیکن لوگوں نے بڑے آرام سے اپنے لیے اسی سامان کے درمیان جگہ بنائی تھی۔ پھر ایک غلطی نے میرے شانے پر ہاتھ رکھا اور میں اس کی طرف متوجہ ہو گیا۔ وہ ڈیوٹی آفسر تھیں بلا رہے تھے اس نے کہا اور میں اس کی طرف چل پڑا۔ ڈیوٹی آفسر نے میرے ہر دایک کلام کیا اور میں مستعدی کے ساتھ اس کام کی انجام دہی کے لیے چل پڑا۔

نہ جانے کتنی دیر یہ ہنگامہ جاری رہا جہاز مسافروں سے بھر چکا تھا۔ پھر ایک مخصوص وقت پر اس کے لنگر اٹھائے گئے اور اپنی جگہ سے کھینچ لگا۔ رستوں سے آباد یہ شہر متحرک ہو گیا اور آہستہ آہستہ متانگلا ہوں سے اوجھل ہونے لگے میرے ہر دھچک ڈیوٹی گزری گئی۔ یہ عرش ایک حصہ دھلاؤ کا نام تھا۔ مجھے تو اب کسی کام میں عاریت تھا اس یار میں واقعی اپنے آپ کو تبدیل کرنے کی پوری پوری کوشش کر رہا تھا اور اب تک اس میں کامیاب تھا۔

سمندری شہر سمندر کے سینے پر درواں دواں تھا میں نے کام لگ کر یہ بات محسوس کر لی تھی جہاز پر موجود لوگوں کے لیے مناسب انتظامات

ہیں۔ میرے جیسے بہت سے لوگ جہاز پر کام کرتے تھے۔ ہم سب کو ایک مخصوص رنگ کا لباس دے دیا گیا تھا اور اس لباس سے ہماری شناخت ہوتی تھی جو ڈیوٹی ہاں ہمارے سپرد کی جاتی ہیں ہم انہیں جتنی دیر میں بھی انجام دے لیتے اس کے بعد ہماری چھٹی ہوتی تھی اور میں جہاز پر گھومتے پھرنے کی کھلی اجازت تھی مسافروں سے مجھے ہونے اس جہاز کا خیال بھی رکھنا پڑتا تھا اگر کسی مسافر کو کسی وقت کوئی ضرورت پیش آجاتی تو ہمیں اس کا انتظار کرنے کی ضرورت نہیں ہوتی بلکہ اس ضرورت کو پورا کرنا ہمارا فرض تھا۔

جہاز کے سفر کو دوسرا دن تھا میں اس وقت اپنی ڈیوٹی فرائض پور کر رہے تھا سمندر کی لہروں سے لہٹ انداز پر ہاتھ مارا تھا کہ مجھ اپنے نزدیک ہی کسی کے قدموں کی چاپ سنائی دی مجھ کو دیکھا تو پھر نہیں تھا پھر کسی نے میرے پر ہل پر ہاتھ رکھ دیا۔ میں نے نیچے دیکھا تو ایک چھوٹی سی بیٹی تھی کسی گریڈ یا مندرجہ اس کے سر پر بال ہوا سے منتشر تھے۔ انتہائی لطفیں لباس پہنے ہوئے تھی اس جیسے میں وہ مجھے بے حد پسند محسوس ہوئی میرے خیال میں اس کی عمر گیارہ بارہ سال سے زیادہ نہیں ہوگی۔ گول مول اس کی گویا میں نے پسند نہ کی کی نگاہوں سے دیکھا اور گویا مجھے دیکھ کر مسکراتے لگی۔

انکل! اس نے بڑی خوبصورت آواز میں مجھے پکارا۔ اور میں نے پیار سے اس کے خوبصورت بالوں پر ہاتھ پھیرا۔

کیا بات ہے بیٹی؟
انکل! یہ جہاز سمندر میں ڈوب تو نہیں جاتا۔
کیوں؟
وہ بے ڈوب بھی جاتا ہے!۔
تو پھر یانی میں گرنے والے لوگ کیا کرتے ہوں گے؟
وہ بھی ڈوب جاتے ہیں! میں نے جواب دیا۔
تب تو مجھے بڑا ڈر لگا تب انکل کیا کسی طرح ایسا نہیں ہو سکتا کہ جہاز نہ ڈوبے؟ اس نے معصومانہ جیسے میں سوال کیا اور میں اس کے نزدیک بیٹھ گیا۔

ہاں ہو سکتا ہے! میں نے جواب دیا۔
اور لیکن کیسے؟
میں ہوا سے ڈوبنے نہیں دس گے! میں نے اس کا گلہ اٹھاتے ہوئے کہا اور دوں سکونے لگی۔

آپ بہت اچھے ہیں انکل آپ مجھے دور سے ہی بہت اچھے لگتے تھے بھی تو میں آپ کے نزدیک آگئی تھی!۔
ابھی کیا پیار ہی تھی۔ وہ بے متاثر کعبین کہاں ہے؟ میں نے سوال کیا۔

وہ اس طرف کعبین نمبر تیس!۔ روٹی نے جواب دیا اور میں نے اس کی جانب دیکھا ایک دروازہ قامت مرداروں جو ان عورت مسکراتے

ہوئے ہماری طرف دیکھ رہے تھے پھر وہ دونوں آگے بڑھ آئے۔
"ہیلو بی بی کیا باتیں ہو رہی ہیں؟" مرد نے سوال کیا۔
"کچھ نہیں ڈیڈی! میں انکل سے پوچھ رہی تھی کہ کیا یہ جہاز ڈوب تو نہیں سکتا؟"
"افوہ بی بی تم جب سے جہاز پر سوار ہوئی ہو تمہارے ذہن میں یہ خیال گردش کر رہا ہے بیٹے جہاز نہیں ڈوبے گا۔ بالکل نہیں ڈوبے گا اور اگر ڈوبے گا تو تمہارے انکل اسے بچالیں گے! مرد نے میری طرف اشارہ کرتے ہوئے کہا اور میں مسکونے لگا۔

"آؤ میرے ساتھ آؤ!"
"نہیں ڈیڈی پلیز میں انکل سے باتیں کروں گی کیوں انکل آپ مجھ سے باتیں کر رہے گئے نا؟"

"ہاں! میں نے جواب دیا۔ بڑا سکون محسوس ہوا تھا اس بی بی باتوں میں۔ انسان کے اس اندھ پر میں نے غور نہیں کیا تھا۔ چھوٹی سی عمر کی معصومیت سے ابھی تک میرا کوئی واسطہ نہیں بڑا تھا پھر مجھے بدن کی مالک یہ بھی مجھے واقعی بہت پیاری لگی۔

"آپ اس جہاز پر کام کرتے ہیں نا؟"
"ہاں! میں نے جواب دیا۔
"تب تو آپ اکثر سمندر میں رہتے ہوں گے؟"
"غالباً ہرے!"

"جہاز ڈوبتے تو نہیں انکل؟"
"تمہارے ذہن میں یہ خیال بار بار کیوں آتا ہے کہ جہاز ڈوب جائے گا؟ میں نے سوال کیا اور لڑکی کسی سوچ میں گر ہو گئی۔ پھر بولی۔
"آپ کو بتا دوں انکل لیکن وعدہ کریں کہ کسی کو نہیں بتائیں گے!"

"چلو ٹھیک ہے! وعدہ کرتا ہوں کہ کسی کو نہیں بتاؤں گا۔"
"سینٹ پال میں میرے انکل رہتے ہیں انکل ڈیوڈینکا سچے بہت اچھے لگتے ہیں وہاں میری دوست ریشا اور اس کا بھائی چارلس بھی بہت ہیں۔ یہ دونوں میرے بہترین دوست ہیں پچھلی بار جب وہ ہمارے یہاں آئے تھے تو ان سے میری دوستی اور گہری ہو گئی تھی میں نے ان سے وعدہ کیا تھا کہ میں ان کے پاس ضرور آؤں گی۔ اس بار جب میرے ڈیڈی اور ممتی نے ہر گرام بنایا تو میں بہت خوش ہوئی۔ پہلے ہوائی جہاز سے سفر کا ارادہ تھا لیکن پھر یہ طے کیا گیا کہ ایک مخصوص علاقے تک سمندری سفر کیا جائے اور اس کے بعد یہ وقت فرم کر کے ہوتے ہیں پٹن پٹن پٹن! اس طرح ہم کئی ملک دیکھتے ہوئے جا رہی تھیں لیکن روانہ ہونے سے صرف دو دن قبل میں نے خواب دیکھا میں نے دیکھا انکل کہ جس سمندری جہاز سے ہم سفر کر رہے ہیں اس میں الگ الگ گئی اور جہاز سمندر میں ڈوب گیا۔ اس کے بعد سے مجھے ہر وقت ڈر

لگتا رہتا ہے۔ دراصل میرے اندر ایک خرابی ہے وہ یہ کہ جب بھی کوئی خواب دیکھتی ہوں وہ پورا ہو جاتا ہے اور سچ نکلتا ہے آپ یقین کریں انکل کہ اگر میں ممتی اور ڈیڈی کو یہ خواب سنا دیتی تو وہ بھی یہ سفر نہ کرتے چلے کتنا ہی نقصان کیوں نہ ہو جاتا لڑکی نے کہا۔ اور میں حیرت سے اس کی دلچسپ گفتگو سناتا رہا۔

"تمہارے ممتی اور ڈیڈی کو یہ بات معلوم ہے کہ تمہارے خواب سچے ہوتے ہیں؟" میں نے پوچھا۔
"ہاں اور وہ میرے خوابوں سے بہت خوفزدہ رہتے ہیں مگر میں انہیں خوفزدہ کرنے کے لیے شرارتیں کرتی رہتی ہوں مثلاً وہ کسی تفریحی پروگرام پر جاتے ہیں اور مجھے ساتھ لے جانے کا پروگرام نہیں ہوتا تو میں اپنی طرف سے کوئی خواب سناتے ہی ہوں بس پھر کیا جمال کہ وہ جا لیں۔ ایسی ہی دوسری شرارتیں! وہ ہنس پڑی۔ میں بھی اس کی ہنسی میں شریک ہو گیا تھا۔

"آپ بھی خواب دیکھتے ہیں انکل؟"
"نہیں بیٹے! میں خواب دیکھنے کا وقت ہی نہیں ملتا۔"
"اور تو کیا آپ رات کو سوتے بھی نہیں؟"
"جہاز کی حفاظت جو کرنا ہوتی ہے اور اب تو بالکل نہیں

گئے کیونکہ تمہارے اپنا خواب جو سنا دیا ہے!"
"تو آپ بھی خوفزدہ ہو گئے؟"
"ہاں! میں نے جواب دیا اور وہ کھلکھلا کر ہنس پڑی۔

"لیکن یقین کریں انکل میں نے آپ سے سٹارت نہیں کی ہے میں نے واقعی ایسا خواب دیکھا ہے!"
"تمہارا نام کیا ہے؟"

"میتھیا! میرے ڈیڈی کا نام گرام اور ممتی کا شیٹی ہے اور آپ کا نام کیا ہے؟"
"کولڈ! میں نے جواب دیا۔

"اوہ میرے خدایا! آپ کا نام کتنا درست ہے آپ بہت خوبصورت ہیں انکل بالکل گولڈن! مانند آپ مجھے بہت پسند ہیں!"
"شکریہ میتھیا! دیکھو شاید ہماری ممتی تمہیں بلا رہی ہیں میں نے خوبصورت عورت کی طرف اشارہ کر کے کہا جو اٹھائے سے مجھے کہہ رہی تھی کہ لڑکی کو متوجہ کروں! میتھیا نے بھی اس طرف دیکھا اور پھر میری طرف رخ کر کے بولی۔

"اوکے انکل! میں آپ کے پاس پھر آؤں گی۔ ہم دونوں دوستی کر لیں۔ میں آپ سے جہاز کے سفر کے بارے میں باتیں کیا کروں گی۔"
"ٹھیک ہے! ہم دوست ہیں! میں نے کہا اور اس نے اپنا منہ سامنا تھ میری طرف بڑھایا۔ میں نے پیار سے اس کا ہاتھ تھاما اور وہ مجھے خلافت کا کہہ رہی تھی کی طرف چلی گئی۔ جاتے ہوئے نے سے بے غور

کوئیں نے پیار بھری نگاہوں سے دیکھا۔ بچے حسین اور خوبصورت بچے اس سے قبل انھوں نے بارہا دیکھے تھے لیکن اس نے کبھی نگاہوں سے انہیں نہیں دیکھا تھا۔ اس کی وجہ شاید یہ ہو کہ ان کی ذات سے ان کی معصوم ذات سے کوئی کافی وابستہ نہیں ہوتی۔ ان کا معصوم چہرہ نگاہوں کے قریب سے گزر جاتا ہے پس وہ قابل ذکر نہیں رہتے۔ میرے خیال میں شاید کوئی بچہ نہیں ہے جو اب تک میری کسی کافی کاردارین کا ہو لیکن اس حسین شکل کی معصوم سہمی نے میری داستانِ حیات میں اپنا کردار شامل کر دیا تھا اور میں نے اس کردار کو پسندیدگی کی نگاہ سے دیکھا تھا۔

اس وقت جب میں اس دور کے لوگوں سے اپنے دل میں نفرت اور بیزاری کے سوا کچھ نہیں پایا تھا۔ یہ تھی میری میری توجہ کا مرکز بن گئی تھی میں نے اس کے معصوم خواب کے بارے میں سوچا اور اس وقت دیر تک اس پر غور کرتا رہا لیکن میرے نزدیک وہ ایک معصوم سے نفرت کے سوا کچھ نہیں تھا۔ دوسری صبح میں جب معمول اپنے کام میں مصروف ہو گیا میری جسمانی ساخت اور مضبوطی کو بڑھانے کے لیے وہی کام میرے پردے کے جاتے تھے جو صحت و صحت طلب ہوں میرے ساتھ کام کرنے والے بھی میری طرح مضبوط لوگ ہوتے تھے ان لوگوں نے کوئی بار نہ ہوئی اپنا جیسے شکایت کی تھی کہ ان سے دوسروں کی نسبت زیادہ مشقت لی جاتی ہے لیکن میں نے ایسی کوئی شکایت بھی نہیں کی تھی آج بھی ایک چھوٹا سا واقعہ پیش آیا۔ چارہ توڑیوں کے پردے ایک موٹی زنجیر کو ہٹانے کا کام کیا گیا تھا لیکن انہوں نے شاید انکار کر دیا۔ مجھ سے عتوڑے حاصل ہوئے زنجیر کو اپنا جیسے کہ اور ان کے دربان جگ جگ کر رہی تھی۔ پھر وہ کام چھوڑ کر چلے گئے اور اپنا جیسے چارہ دیکھنا رہ گیا۔ میرے ساتھ جو لوگ کام کر رہے تھے وہ سکرانے لگے۔ تب ڈیوٹی اپنا جیسے نے مجھے اشارہ کیا اور میں اس کے قریب پہنچ گیا۔ یہ زنجیر یہاں سے ہٹانی ہے کیا تمہیں بھی اس میں اعتراض ہے؟

”ہیں جناب!“ میں نے جواب دیا میرے سامنے وہاں سے کھسک گئے تھے۔

”تب تم یہاں رکھو میں دوسرے لوگوں کو لانا ہوں۔“

”زنجیر کہاں پہنچانی ہے؟“

”اس کھانے پر لائف بوٹ کے نیچے میں اس نے کہا اور اگلے بڑھ گیا۔ میں نے دوسروں کا انتظار فغول بھیجا اتنا سا کام تھا اس وقت قطعی خود بخود ہی تقصیر نہ تھی۔ اب کسی خاص بات کا احساس نہیں رہا تھا اس لیے میں نے ڈیوٹی زنجیر کو لایا اور اسے لائف بوٹ کے نیچے رکھ دیا۔ کوئی وقت ہی نہیں ہوئی تھی اس کے بعد میں دوبارہ اپنے کام میں مصروف ہو گیا۔

ڈیوٹی اپنا جیسے واپس آیا اس کے ساتھ تین غلامی اور تھے لیکن نزدیک پہنچ کر وہ حیران رہ گیا۔ ”ارے زنجیر کس نے لٹائی؟“

میں نے وہاں رکھ دی جناب! آپ نے وہی جگہ بتائی تھی نا؟

”تمنا! وہ اپنا جیسے نے جواب دیا۔“

”ماں زیادہ وزنی نہیں تھی!“

”ماں گاڑی۔ وہ زنجیر ڈیوٹی نہیں ہے۔ اور تم نے اتنا انتظار کیا کیا۔ اس کا مطلب ہے تم نے پناہ مانگنا تو رادہ ہی ہوئی تم نے بے حد خوش ہوں۔ یہاں سے کہہ کر میں ملاحوں کے ساتھ گواہوں لگاوا۔“

”شکر ہے جناب!“ میں نے لاپرواہی سے کہا۔ دوسرے غلامی بھی مجھے تعجب سے دیکھتے رہے تھے۔ اپنا جیسے چلا گیا۔ دوپہر کو چھٹی ہوئی کھانے کے بعد میں اپنی معصوم دوست کی تلاش میں نکل آیا اور جب وہ مجھے باہر نہیں نظر آئی تو میں اس کے کسین پر پہنچ گیا۔ دستک دینے پر دروازہ کھل گیا۔ دروازہ کھولنے والا اس لڑکی کا باپ تھا جو مجھے دیکھ کر خوش اخلاق سے مسکرایا۔

”ہیسو جناب یکے میں آپ؟“ اس نے پوچھا۔

”ٹھیک ہوں۔ اپنی دوست یٹنا سے ملنے آیا ہوں کیا آپ مجھے یٹنا سے ملنے کی اجازت دیں گے؟“ میں نے پوچھا اور اس نے مسکرا کر گردن ہلاتے ہوئے مجھے اندر آنے کے لیے جگہ دی۔

”وہ تو صبح سے آپ کو جہاز کے مختلف حصوں میں تلاش کرتی پھری ہے اور آپ کے منٹے سے اس کو ہونے لگا۔“

”کون ہے ڈیوٹی؟“ یٹنا نے بستر سے گردن اٹھا کر پوچھا اور مجھ پر نگاہ پڑتے ہی اٹھ کر بیٹھ گئی لیکن پھر اس نے چہرے پر زار مٹھی کے اشارے پید کر لیے۔ ”اب متاڑی صبح ہوئی ہے میں پتہ ہے میرے جاننے والوں کی صحت کتنی خراب ہو جاتی ہے؟“ اس نے کہا اور ہم سب ہنس پڑے کیوں؟ اس میں ہنسنے کی کیا بات ہے کیا میں غلط کر رہی ہوں؟“

”نہیں بیٹے لیکن منٹے اٹکل تو بہت صبح جاگ جاتے ہیں ہلی متاڑی طرح وہ جہاز کے مسافروں میں ہیں بلکہ اس پر کام کرتے ہیں۔“

”پھر بھی میں ان سے ناراض ہوں یہ مجھے ملنے کیوں نہیں ہے؟“

”کل سے میں صبح اٹھ کر سب سے پہلے تم سے ملنے آؤں گا یٹنا وعدہ میں نے اس کے نزدیک پہنچ کر اس کے بالوں پر ہاتھ پھیرتے ہوئے کہا۔“

”تھینک یو انکل اس کے علاوہ مجھے آپ کا کسین بھی نہیں معلوم میں نے بہت سی جگہوں پر آپ کو تلاش کیا تھا۔“ میں یٹنا کے پاس بیٹھ گیا اگر اہم کی بیوی بیٹی نے مجھے چاہے بیٹھیں کی ضروری نہیں ہے لیکن میرے ساتھ باہر نکل آئی اور میں اسے جہاز کے مختلف حصوں کی سیر کرا رہا۔ وہ بہت خوش تھی میں بھی خوش تھا۔ پھر جہاز پر روشنی ہوئی تو میں یٹنا کو اس کے کسین میں چھوڑ آیا۔ اس نے لوٹ اور میرے عرصے کے بلے میں دیر تک سوچتا رہا تھا جہاز کا سفر فخر ہو جائے گا اور یٹنا کی منزل آجائے گی معصوم لڑکی مجھے بچھڑنے کے بعد یٹنا بچھے باؤ کرے گی

لیکن یہ تو گردشِ ہیل وٹار کا پرانا دستور ہے کوئی نئی بات ہے نا یٹنا کے اس مقدر ساتھ نے وقتی طور پر دلچسپیاں پیدا کر دی تھیں۔

اس کے جانے کے بعد میں بھی کافی دیر تک سمندر کی تاریکی میں نگاہیں جمائے کسی بے نامی نے گھوڑا تارنا اور پھر اپنے کسین کی طرف چل دیا۔

دوسرے غلامی نیم غنڈوں کے عالم میں اپنی اپنی جگہ پر لیٹے ہوئے تھے ان میں سے کچھ لیٹے تھے جنہوں نے اپنی کیناٹش سے زیادہ شراب پی لی تھی اور ان کا انداز بکا بکا تھا۔ میں اپنے بستر پر جا کر لیٹ گیا اور چست ہوا لیکن کی جیت کو گھوڑا تارنا اس انداز میں نیم غنڈوں کی کیفیت پیدا ہو گئی اور پھر شاید میں سو گیا۔

سوئے ہوئے زیادہ دیر نہیں گزری تھی کہ دفعتاً کسی وجہ سے آنکھ کھل گئی صبح اندازہ میں لگایا تھا کہ آنکھ کھل جانے کی وجہ کیا ہو سکتی ہے لیکن میرا ایک ساتھی بڑھتا ہوا اپنی جگہ سے اٹھا وہ بستر سے گر پڑا تھا۔

”یہ کیسا جھکلا ہے جٹانے جہاز کو کیا جھکا لگا ہے۔“ اس نے خواہیدہ سی آواز میں کہا اور اٹھ کھڑا ہوا اسی وقت مجھے احساس ہوا کہ کسین کے باہر ٹھیک ملنے شور کی آواز میں بند ہو رہی ہیں۔

پھر یہ آواز میں واضح سے واضح تر ہوتی جا رہی تھیں تب میرے ایک ساتھی نے خوفزدہ ہوجھے میں کہا۔

”یہ شور کیسا ہے۔ یہ کس کا ہے۔“ میں خود کی آواز میں سن کر اب ذہنی طور پر پورے طور پر تیار ہو گیا تھا چنانچہ برق رفتاری سے میں کسین کی جانب بڑھا اور جنہوں میں نے کسین کا دروازہ کھولا سرو ہواؤں کے جھونکے اندر آنے لگے اور میرے سامنے زور سے چلائے۔

”دروازہ بند کر دو۔ دروازہ بند کر دو لیکن باہر کا شور بھی بہت زیادہ ہو گیا تھا چنانچہ میں دروازے سے باہر نکل آیا۔

باہر نکل کر میں نے محسوس کیا کہ جہاز کی رفتار بے حد سخت ہے اور اس کے انجن بھی خاموش ہیں۔ میں تاریک راہداری میں آگے دوڑ پڑا اور پھر شور مچانے لگا اور رونے کی جلی آواز میں تیز سے تیز تر ہوتی چلی گئیں۔ لوگ بند آواز سے جھج رہے تھے۔

”آگ۔ آگ۔ اور اپنا ہنگ بھی میرے ذہن کو ایک شدید جھکا لگا۔ میں سن ہو کر رہ گیا۔ مجھے یٹنا کا خواب یاد آیا۔ اس نے کہا تھا کہ اس کے خواب سچے ہوتے ہیں اور اس نے اس آگ کی نشاندہی کی تھی لیکن یہ کیسے ممکن ہے یہ کیسے ممکن ہے میں نے سوچا لیکن اس وقت یہ ساری باتیں سوچنے کا موقع نہیں تھا۔ میں فوراً ہی آگے بڑھا۔ درجہ اول کی جانب سے آگ کے بڑے بڑے شعلے اور دھوئیں کے مچھلے اٹھتے ہوئے محسوس ہونے لگے۔ دروازوں کے کھلنے بند ہونے اور مسافروں کی مدد خواہی میں دوڑنے کی آواز میں میرے کانوں کے پردے چھاڑے دے رہی تھیں

چند منٹ تک میں پتھر کے بت کی مانند آگ کے شعلوں اور دھوئیں کو کھتا رہا۔ یٹنا کے الفاظ میرے ذہن میں بڑی طرح چب رہے تھے پھر میں بدحواس ہو کر آگے بھاگ گیا لیکن اتنی دیر میں سارے جہاز میں آگ لگ چکی تھی اور ہر طرف سے لوگ پاگلوں کی طرح جھینچے چلاتے چلائے آگے تھے۔ ہر طرف غل بھڑا اور جھج و پکار کا عالم تھا۔ اندھیرے میں ایک ایک دوسرے سے ٹکراتے ٹکراتے کھڑے کھڑے آگے آگے جہاز میں اوپر سے نیچے اور نیچے سے اوپر جھلکے جھلکے پھر رہے تھے۔

میں نے دیکھا کہ ایک بوڑھا شخص مجھے کوئٹھ سے پریشان میرے نزدیک سے گزرا پھر آنکھیں بند کر کے سر ہاتھ دیا ایک بوڑھے کا پر لڑکھڑایا اور پھر دھڑام سے نیچے گر گیا۔ مجھے کی جھج و پکار اور بوڑھے کی ہانپنے کاؤں کے پردے سے چھاؤں کی گزرتی تھی اس وقت نفسا نفسی کا ایسا عالم تھا کہ کسی نے بھی اسے اٹھانے کی کوشش نہیں کی۔ ایک لمحے کے لیے میں اسے سنبھالنے کے لیے پیچھے ہٹا ہی تھا کہ بہت سے آؤسیوں کا پر لڑا آیا اور بوڑھا اس میں پھل کر رہ گیا۔ میں بھی کہیں کا کہیں جا چکا تھا۔ ہر شخص ایک دوسرے سے گھبرا کر بول رہا تھا کہ کیا ہو گیا ہے کیا بات ہے۔ کیا جہاز ڈوب رہا ہے؟ یہ جہاز میں آگ لگ گئی ہے۔

میرے کانوں میں مختلف آوازیں اور دروازہ آواز میں گونج رہی تھیں لوگ اپنے اپنے ساتھیوں کو پکار رہے تھے اور دروازہ دھڑک رہے تھے۔ ایسا خوفناک ماحول اور ایسا عجیب منظر تھا کہ میں اسے اس تک نہیں بھول سکا ہوں۔ علم کے لوگ مسافروں سے بے نیاز آگ بجھانے میں مصروف تھے۔ پھر مجھے احساس ہوا کہ یہ ذمہ داری میری بھی ہے۔ چنانچہ میں بھی ان میں شامل ہو گیا لیکن تیز ہول کے سامنے ہماری کوئی ترکیب کارگزشت نہ ہو رہی تھی۔ آگ کے شعلے غلط پر غلط بلند تر ہوتے جا رہے تھے اور ان کی پیش پستی ہی جاری تھی۔

آگ جہاز کے درمیانی حصے میں ملتی تھی اور رات کے اس حصے میں ایسا معلوم ہو رہا تھا جیسے سمندر کے سنے پر ایک بڑا آواز روشن کرنا لگا ہو۔ آگ جس تیز ستری سے بڑھ رہی تھی مسافروں میں اسی قدر تیزی سے بے چینی بڑھ رہی تھی۔ ہر اہمیا ز منٹ چلا تھا اور سب ایک دوسرے سے گھٹے تھا اور دھڑک رہا تھا کہ کسے کسی کے ذہن میں کوئی مقصد نہیں تھا۔ وہ لوگ نہیں جانتے تھے کہ یہاں آگ سے بچنے کے لیے کوئی پناہ گاہ ہے اور ان دھڑکنے والوں میں عورتوں اور بچوں کی تعداد بہت زیادہ تھی۔

میں پریشانی کے عالم میں ایک جانب کھڑا ہو گیا حالانکہ دوسرے غلامی اب بھی دوڑ دوڑ کر کام کر رہے تھے حالانکہ وہ جانتے تھے کہ ان کی ساری کوششیں احمقانہ ہیں اور جہاز کی آگ پورے طور کو قابو نہیں پایا جاسکتا تھا۔ خود میں بھی شدید بے بسی محسوس کر رہا تھا۔ آخر میں کتنے لوگوں

کو بچا سکتا تھا۔ وقت بچے اپنے کانوں میں ایک دلد و ترچن سنا رہی تھی ایک شخص خون میں بہت پست کپس سے آکر میرے سامنے گر گیا تھا۔ میں نے جھک کر اسے اٹھایا اور ایک طرف لے گیا۔

”آہ، آہ میں زخمی ہو گیا ہوں۔ مجھے بچا لو میں مرنا نہیں چاہتا لیکن اس سے قبل کہ میں کچھ کتابت سے لوگ دوڑتے ہوئے نہ گئے۔ میں دیوار سے جا ٹکا تھا لیکن زخمی ہونے والا ان کے پیروں کے نیچے غائب ہو گیا تھا۔

کچھ نہیں کیا جاسکتا تھا۔ اس وقت کسی کے لیے کچھ نہیں کیا جاسکتا تھا۔ میں ایک طرف سمٹ گیا۔ لوگوں کے بے قابو جھوم میں ہاتھ پاؤں ہلانے کی کوشش بے سود تھی اور اس سے کوئی فائدہ نہیں تھا لیکن آگ کس طرح لگی یہ بتائے اس وقت کوئی بتا نہ سکا تھا۔ ایک پر بلند آواز میں اعلان ہو رہا تھا کہ کپتان جین جیکر لوگوں کو پھرتیوں سے بچنے کے لیے کمرہ باندھنا۔ وہ کمرہ تھا کہ لوگ عرشہ پر پہنچ جائیں منظر ہو جائیں اور اس کے بعد انہیں کشتیوں کے ذریعے سمندر میں اتار دیا جائے گا۔

لیکن کوئی اس آواز کی جانب توجہ نہیں دے رہا تھا۔ لوگ کشتیوں کی طرف دوڑ پڑے تھے میں نے بھی عرشہ کا رخ کیا اور وہاں کے خوفناک منظر دیکھنے لگا۔ بے جا رہی تھیں کشتیوں پر اڑنے والوں کے جھوم میں دھکے لگتی تھیں کشتیوں کے درمیان سے گزرتی تھیں اور پھر سمندر میں گرنے لگی تھیں۔ ان کشتیوں کے ساتھ ان کے عورتوں کی عورتوں کا چہرہ بھی مشکل تھا۔ وہ پھسل پھسل کر پیچھے گر رہی تھیں اور زخمی ہو رہی تھیں کسی کوشش میں بہت سی عورتیں اور بچے سمندر میں بھی گر گئے تھے لیکن میں بچنے کی کوشش نہ کر سکا۔

یہ ترقی یافتہ انسان ہے جس نے زمین فضا اور سمندر کو زیر کر لیا ہے پھر ایک خوفناک منظر دکھا ہوں کے سامنے آگیا۔ مردوں اور عورتوں سے کچھ بچے بھری ہوئی کشتیوں کے درمیان سے گزرتے اور وہ سمندر میں جا کر رہ گئیں۔ ملک شگاف چھوڑنے سے قیامت کا منظر پیدا ہو گیا میں نے اپنا ہونے کے کہنے کی طرف بڑھا اور پیچھے جھانکنا لگا۔ لوگ سمندر میں غوطے کھا کر فرار ہو رہے تھے۔ سمندری جھیلیں کے غول کے غول جہاز کے نزدیک جمع ہو گئے تھے اور برق رفتاری سے ایک ایک کشتی کے انساں کا ٹکڑا کر رہے تھے۔ ان میں بڑی بڑی شکاری جھیلیں بھی تھیں جو اپنے تیز رفتاریوں سے انسانی اعضا کو ان کے جھولے سے علیحدہ کر کے منہ میں دبا کر دھڑکی تھیں اور انہیں مہرے میں اتار کر پھر واپس آجاتی تھیں۔ میں نے بڑے بڑے خوفناک منظر دیکھے تھے لیکن انسانی زندگی کی یہ بے بسی اس سے قبل دیکھنے میں نہیں آئی تھی۔

دوسری طرف آگ کے شعلے بڑی سی ہونے جہاز پر پھیلنے لگے

تھے اور جہاز کا حملاب خود اپنی جان بچانے میں مصروف ہو گیا تھا اسے یقین ہو گیا تھا کہ اب جہاز کی آگ پر قابو پانا ناممکن ہے اس لیے وہ سرد ہونے لگا تھا۔ زندگی کے عزیز نہیں ہوتی انہیں اپنی جان بچانے کی فکر بھی تھی۔

آگ اب غلبہ جہاز کے انجن روم تک پہنچ چکی تھی پہلا خوفناک دھماکا ہوا اور جہاز کسی پتے کی طرح لرز گئی۔ عرشہ پر کھڑے بے شمار لوگ سمندر میں جا کر گئے۔ جیخوں کی آواز میں اور بڑھ گئیں۔ ان میں سے کوئی اس آگ سے نہیں بچ سکا تھا۔ میں نے آگ کے اس عظیم الشان ہلاؤ کو دیکھتے ہوئے کہا اور پھر دفعتاً میرے ذہن میں ایک برقی سی فکری تھی۔ ٹینا میری دوست میرے ذہن میں ابھی جان بڑھا ہو گیا۔ یہ سب میرے ذہن میں تھے لیکن میں ان میں سے کسی کو کس کو بچا سکتا تھا لیکن ٹینا میرے لیے میرے بدلے میں جھیلیں بھر گئیں اور میرے حلق سے ایک بے اختیار آواز نکل نکلی۔

اور پھر میں دیواروں کی مانند لوگوں کے جھوم کے اپنے طاقتور ہاتھوں سے دھکے دے کر اس طرف بھاگا جہاں اس کا کپس تھا۔ کپسوں کے سامنے آگ کا سمندر تھا لیکن ہمارا تھا لیکن جھلا آگ کی پڑاؤ کے تھے۔ میں اس میں گزر کر دوسری طرف پہنچ گیا اور ٹینا کا کپس تلاش کرنے میں بھی کوئی وقت نہیں ہوا۔

میں کپس میں ٹھس گیا اور بے چین نگاہوں سے چاروں طرف دیکھا اور پھر میرا دل دھک سے ہو گیا۔ گراہ اور اس کی بیوی ٹینا موجود نہیں تھی لیکن ٹینا بستر پر پاؤں لٹکاتے بیٹھی تھی آگ کی تپش یہاں بھی شدید تھی اور ٹینا کے چہرے پر خوف کے آثار محسوس تھے۔

دوسرے لمحے میں اس کے قریب پہنچ گیا اور ٹینا نے نگاہیں اٹھا کر مجھے دیکھا۔ ”آہ، وہ مر گئی تھی۔ تیرا دل میں بولی آگ لگ گئی نا؟ اس وقت مجھے اس کے معصوم انداز پر بے اختیار پیا گیا۔

”متلا اٹکل موجود ہے۔ بیٹے تم کیوں فکر کرتی ہو؟ میں نے کہا۔ اور چاروں طرف دیکھنے لگا میرا مونا باس آگ سے بچ گیا تھا لیکن ٹینا کا لباس انہیں بچ سکتا تھا کہ وہ آگ کے شعلے سے گورنا تھا اس لیے اس کے لیے کوئی انتظام ضروری تھا۔

گراہ کا سامان موجود تھا اور ابھی تک آگ سے محفوظ تھا لیکن میں نے اس کا ایک سوٹ کپس توڑ دیا اور اس میں سے بہت سے کپڑے نکال لیے۔ پھر ہاتھ روم میں جا کر میں نے پانی کے تیل کو ملے اور ان ملے کپڑوں کو پانی میں پوری طرح جھگوڑا۔ اس کے بعد میں نے اسے کپڑے ٹینا کے بدن کے گرد ڈھپ ڈھپ دیے۔ اس کا ہر اور چہرہ خوب اچھی طرح ڈھک لیا۔ ٹینا اپنی معصوم آنکھوں سے مجھے دیکھنے لگی۔ جب میں نے اس کا منہ چھپایا تو اس نے بھلائی کی کوشش کی۔

”اٹکل آپ میرا منہ کیوں ڈھک رہے ہیں؟ اس نے پوچھا۔

”میں ایک ساعت کے لیے ٹینا میں نے کہا۔ اسی وقت ایک خوفناک دھماکا ہوا اور میں نے مشکل خود کو گرنے سے بچا لیا۔ اس کے بعد میں کپس سے باہر نکل آیا۔ آگ اب پورے جہاز کو لپیٹ میں لے چکی تھی میں اترنے لگا۔ ٹینا کو زیادہ دیر تک نہیں بچا سکتا تھا۔ تب میں عرشہ پر آ گیا۔ اتار دھڑکیاں انسانوں کو کمرے کے جہاز سے دور ہو چکی تھیں لیکن اب بھی جہاز پر بیٹھ کر لوگ موجود تھے جو دھماکا آوازوں سے چیخ رہے تھے۔

کوئی کشتی نہیں رہی تھی لیکن ٹینا کی زندگی کے لیے بہت کچھ ضروری تھا میں نے ٹینا کا ہونٹوں دیا اور وہ گری گری سا نیس لینے لگی۔ مجھے اس کے دل میں ہر جگہ تھی۔ انہوں نے اپنی جان بچانے کی کوشش کی تھی اور اسے چھوڑ دئے تھے۔

بہر حال میری نگاہیں چاروں طرف گھومتی رہی تھیں اور پھر جہاز کا ایک حصہ میری نگاہوں کا مرکز بن گیا۔ ذریعہ تھا جو نیچے انجن روم کی طرف جاتا تھا۔ اس پر ایک سینڈ مضبوط بٹنا ہوا تھا جس کی چوڑائی ساڑھے چار فٹ کے کم نہیں ہوگی۔ آگ ابھی یہاں تک نہیں پہنچی تھی چپاچپ میں ٹینا کو لیے ہوئے اس جگہ پہنچ گیا اور پھر اسے نیچے اتار دیا۔

”اب کیا کرے اس نکل؟“ ٹینا نے نہایت اطمینان سے پوچھا اس معصوم بچی کو نہیں معلوم تھا کہ صورت حال کس قدر خوفناک ہے اور وہ زندگی اور موت کے کوٹے کوڑ پر کھڑی ہوئی ہے۔

بہر صورت میں اسے بچانے کا تئیر کر چکا تھا۔ دوسرے لمحے میں نے تجھے پر دونوں ہاتھ لگا کر دئے اور پھر تجھے بہت لڑکپن اور دلالت اس میں رسیدی۔ انتہائی مضبوطی سے بنا ہوا یہ تجھے میرے پیلے وار میں میں آگوا تھا لیکن جھلا بیکے ممکن تھا۔ میں نے دوبارہ پوری قوت سے اس کو پکڑ کر ایک زوردار پاؤں کی ضرب اسے لگائی اور تجھے اپنی جگہ سے کھڑک گیا۔ میں نے اس لیے تئیر کو اپنے مضبوط ہاتھوں میں جکڑ کر اٹھایا اور ٹینا تجب سے مجھے دیکھتی رہی۔

”کمال ہے اٹکل آپ۔ آپ تو بے حد طاقتور ہیں۔ اس نے پُرسرت آواز میں کہا اور مجھے اس کی اس معصوم بات پر ہنسی آگئی۔

بہر صورت میں نے تجھے بغل میں ڈرایا اور اسے لے کر جہاز کے ایک کونے میں کی جانب چل پڑا جس طرف لوگوں کا جھوم کھڑا تھا۔ میں نے اسے ساتھ لے کر گمراہی میں تھا تاہم میں نے تجھے اس میں اچھا لگایا۔ ویسے مجھے خطہ تھا کہ کپس دو سو سو فٹ کے زبردست لیکن جب تک لوگوں نے اس کی جانب توجہ نہ کی میں سمندر میں کود کر تھا۔ ٹینا کی وہ شہت ذوق سنا رہی تھی لیکن دوسرے ہی لمحے میں تجھے پریوں جھانے میں کیا اب ہو گیا۔ تجھے پانی کی گمراہی میں گیا تھا لیکن پھر پھر آواز اس کے بعد میں ٹینا کو لے کر اس پر پھینچ گیا۔ میری خواہش تھی ایک اور فرد یہاں پہنچ جائے تاکہ میں اس

کی جان بھی بچا سکوں لیکن یہ ممکن نہیں تھا۔ اب میرے گلے جلتے ہوئے ٹکڑے سمندر میں گر رہے تھے اور اس طرف بھی کوئی جلتا ہوا شہر نہیں کر سکتا تھا۔ جہاز میں نے پاؤں کے زور سے تجھے کو آگے بڑھانا شروع کر دیا اور تجھے جہاز سے دور ہونے لگا۔ جہاز سے نزویک ہی تھا لیکن میری کوشش سے فاصلہ پیدا ہوتا جا رہا تھا۔

میں مسلسل کوشش کر رہا تھا کہ ابھی طور جہاز سے جلد زلزلہ دور نکل جایا جائے۔ جہاز میں اب خوفناک دھماکے ہو رہے تھے اور ہر دھماکے کے ساتھ آگ کا لکڑ گولہ سا اشتعال آسمان کی جانب پرواز کر رہا تھا۔ لیکن طور پر قرب و جوار کے لوگ نہیں بچ سکیں گے۔ میں نے سوچا لیکن میں ان میں سے کسی کے لیے کچھ نہیں کر سکتا تھا۔ ٹینا اپنی دوست کو بچانے کی مجھے بے حد خوشی تھی اور میں جہاز سے دور سے دور سے تیرا راتھا۔ مجھے یقین تھا کہ جہاز تھوڑی دیر کے بعد غرق ہو جائے گا۔ اور اس کے غرق ہونے سے سمندر میں جو جھوٹا پیدا ہوگا وہ انتہائی خوفناک ہوگا۔ اس لیے میں جلد سے جلد دور نکل جانے کا خواہشمند تھا اور تھوڑی دیر کے بعد میری آنکھیں جلد جھک گئیں اس کام میں کیا کیا دلائل میں کیا کیا ہو گئی میں جہاز سے کافی دور سے نکل آیا تھا۔

جھلتا ہوا جہاز ایک خوفناک آگ کے مرکز بننے کی مانند نظر آ رہا تھا اور پھر شاید وہ سمندر میں ٹھٹھکے لگا۔ یہاں ایسی گہرائی میں پہنچ گئے جہاں سے وہ مکمل طور پر نظر نہیں آ سکتا تھا۔

ٹینا سہمی ہوئی تجھے پڑھتی تھی اور میں تجھے کو دوسرے دور سے لے جا رہی تھیں گولہ سمندر کی خوفناک زندگی کا آغاز ہو گیا تھا اور یہ زندگی پر فیصلہ ختم خود جانتے ہوئے میرے ذرا بھی خوفناک نہیں تھی۔ مجھے تو تجھے کی ضرورت بھی نہیں تھی کیونکہ سمندر کا پانی ابیشہ سے میاؤں سے میاؤں میں اہم رہا ہے لیکن ٹینا اسی فانی دنیا کی ایک انسان تھی اور سمندر سے بچنے کے لیے اسے تجھے کی ضرورت تھی۔

ٹینا کی سہمی ہوئی ہرنی کی طرح میرے ساتھ چھٹ گئی تھی۔ اس بچی پر بے پناہ پیار تھا۔ ہاتھ اور پڑھتا تھا اس دنیا کی خود غرضی ایک بار پھر ٹینا کی شکل میں میری نگاہوں کے سامنے تھی پھر وہ تجھے کی ایک حصے پر سیٹ گئی۔

جہاز نکلا ہوں سے بالکل معصوم ہو گیا۔ ٹینا خاموش پڑی آسمان کو دیکھنے لگی تھی۔ اس کی آنکھیں کھلی ہوئی تھیں اور ان میں جھک نظر کر رہی تھی۔ اس کے باوجود وہ کافی سہمی ہوئی تھی۔ دفعتاً وہ جھک کر کچھ بولی اور میں اس کی جانب دیکھنے لگا۔

”لیکن اٹکل مٹی اور میرے ٹیڈی ہیں۔ اس نے کہا اور میں ہم کی نگاہوں سے اسے دیکھنے لگا۔

”تمہارے مٹی اور تمہارے ٹیڈی کہاں گئے تھے اس وقت جب تم کیس میں موجود تھیں؟“

”مجھے نہیں معلوم اُنکل! میں تو سو رہی تھی، اس نے جواب دیا۔ اور میرے ہونٹوں پر ایک نہہری سی مسکراہٹ پھیل گئی۔

”یہنا! جہاز میں الگ الگ گئی تھی!“

”میں نے تو پہلے ہی کہا تھا اُنکل! لیکن صرف آپ سے لاش میں سب کچھ نہ دیکھتی اور نہ ہی اور ڈیڑی سے بھی یہ بات کہہ دیتی لیکن اب کیا کیا جائے؟“

”اس وقت جب جہاز میں آگ لگی تھی تو میں نے اسے مٹی اور ڈیڑی نے تھیں بچانے کی کوشش نہیں کی تھی؟ میں نے کہا۔

”ہاں مجھے تعجب ہے وہ دونوں مجھے چھوڑ کر اپنی جان بچانے کے لیے نکل گئے۔“

”ہاں! یہنا اب تھیں چاہیے کہ انہیں یاد دلا کر وہ۔“

”نہیں کروں گی اُنکل وہ بہت بُرے تھے وہ میں نے معصومیت سے جواب دیا۔ اور رو پڑی۔ مجھے اس پر رحم آکر تھا۔

”روتی ہوئی یہنا کو خاموش کرانے کے لیے میں نے بہت سی باتیں کیں لیکن وہ سب کچھ سن لیتی رہی اور پھر آہستہ آہستہ اس کی آنکھوں میں غنودگی رنگ آئی۔

ایک معصوم ذمہ داری۔ انوکھی ہے یہ انسانوں کی زمین پر فطرت میں نے جس سنگدلی سے خود کو اس حادثے سے تعلق رکھا تھا وہ اس دنیا سے نفرت کا مظہر تھی اسے سارے انسانوں کے لیے تو میں کچھ نہیں کر سکتا تھا لیکن اگر میں خود ہی کسی جادوگر کا تویر حال ان میں سے بہت سوں کی جان بچا سکتا تھا۔ لیکن یہ بہت سے خرد مختار تھے۔ اپنی دنیا کے غم و غم اور کسی کو خاطر میں نہیں لاتے تھے۔ پھر وہ اپنی بے بسی کو نہیں دیکھتے۔

لیکن انسان کی یہ عمر یہ معصومیت۔ اس عمر میں وہ غم و غم نہیں ہوتا۔ یہ لڑکی اب ہر طرح کی ذمہ داری تھی اور سمندر کے ایک مہیہ بچوں سے نکال کر مجھے کسی کی سی جگر پہنچا تھا جہاں اس کے اپنے لوگ ہیں۔ اپنے لوگ صرف ایک تصور ہے اس کے والدین بھی اس کے اپنے نہیں تھے۔ یہی جان بچانے نکل گئے اور اس کی معصومیت بھول گئے

جل کر رکھ ہو جاتی۔ رودھو جیتے خاموش ہو جاتے بھول جاتے خود انہوں نے اس کے لیے کیا کیا۔ گو خود شکار ہو گئے۔ میں نے گردن جھٹکی اور آسمان کی جانب دیکھنے لگا۔ بادل چلے ہوئے تھے اس لیے ستاروں کے ساتھ شب بھری بھی نہیں ہو سکتی تھی۔ میں نے تجھے کاجازہ لیا۔ سمندر پر ایلیناں سے تیر رہا تھا اور پانی کے پھکوں سے ٹھنکا بادل بھی بل رہا تھا۔

تب میں نے ان کی پھول کا جازہ لیا جن میں لیپٹ کر لوٹ سگ سے نکال کر لایا تھا۔ اس وقت یہ کپڑے بہت قیمتی معلوم ہوتے اور میں انہیں کر دینے لگا۔ پھر مٹی اور مٹی پٹیاں بھاڑ کر میں نے اس طرح تجھے کے دونوں جانب کیس کران کی روک بن سکے اور یہنا کسی بچکونے سے سمندر میں ڈگر پڑے اس کام سے فراعہ کو بڑھانے میں انہوں نے تجھے پر بیٹھ

گیا۔ سمندر پر سونگن تھا ہوا البتہ سرد چل رہی تھی اور بے حد جھلی لگ رہی تھی لیکن یہنا کا کمزور بدن اس سردی کو برداشت نہیں کر سکتا تھا۔ چنانچہ میں نے اپنی کپڑوں سے اس کا بدن ڈھک دیا۔ وہ اس وقت تک بے خبر سو رہی جب تک سونگ کی کڑیوں اس کے بدن میں نہ چبھنے لگیں۔ اس نے آنکھیں کھول دیں اور متحوش لگا ہوں۔ اچانک اس طرف دیکھتی رہی۔ پھر دوسرے رخ باری۔ مٹی۔ اور اگلے کڑیوں کی۔

میں اس کے نزدیک ہی تھا پھر چنانچہ میں نے اس کا ہاتھ پکڑ لیا۔ ”یہنا۔“ اور اس نے میری طرف سہمی ہوئی نگاہوں سے دیکھا۔

”اُنکل! وہ مجھ سے چپٹ گئی غالباً اسے گھٹے ہوئے وقت یاد آگئے تھے۔“

”میں انہیں بھولنا چاہتا تھا۔“

”مگر اُنکل اب یہ کیا کر سگے؟“

”اس تجھے ہرگز فرماتے ہوئے بالآخر کہیں پہنچ جائیں گے میں تھیں کوئی تکلیف نہیں ہونے دوں گا۔ یہنا۔“ پھر ہم کوشش کریں گے کہ کسی ایسی جگہ پہنچ جائیں۔ اسے ہاں تم نے کوئی جگہ بتائی تھی یہنا جہاں تم جا رہی تھیں؟“

”سینٹ پال“ وہ جلدی سے بولی۔

”شیک ہے ہم وہیں چلیں گے میں تھیں سمندر کے عزیزوں کے پاس پہنچاؤں گا۔“

”شکریہ اُنکل مگر مجھے مٹی اور ڈیڑی بہت یاد آئیں گے اس کی آنکھوں سے پھر آنسو نکل پڑے۔

”تھوڑے دن تک ایسا ہو گا یہنا پھر متا دل متا دل ورتا میں بہل چلے گا۔“

”ہاں! ریشا اور چارلس بڑے اچھے دوست ہیں۔ وہ روزے روئے سکا دیں اور میں نے رخ دوسری طرف بدل لیا۔ مجھے سخت ذہنی کوفت ہوئی تھی۔

سمندر کی سفر جاری رہا۔ میں نہیں جانتا عقاب کس طرف جا رہے ہیں۔ مجھے یہ بھی نہیں معلوم تھا کہ کوئی زمین ملے گی یا نہیں بہت سے مسائل کھڑے ہو گئے تھے۔ یہنا کی زندگی کے لیے بہت سی چیزیں ضروری تھیں اور یہاں کچھ بھی نہیں تھا پھر سونگ چپ گیا اور بادلوں نے آسمان ڈھک لیا۔ اس طرح دھوپ کی تپش سے نہات مل گئی لیکن یہنا کو اب بھوک لگنے لگی تھی وہ خشک ہونٹوں پر زبان بھر رہی تھی لیکن سمندر نے مجھ سے بھوک کی شکایت نہیں کی تھی میں دیر تک سوچتا رہا اس وقت میں سمندر کی پھلیوں کے علاوہ اسے کچھ اور نہیں پیش کر سکتا تھا۔

پھلیوں کو تو میں توہر کی گہرائیوں سے بھی نکال کر لاسکتا تھا۔ لیکن جدید دور کی ہر ذمہ داری کے حلق سے کچا گوشت نہیں اتر سکتا تھا اس کے لیے کیا کروں ظاہر ہے گوشت جھونٹے کا میرے پاس

کوئی ذریعہ نہیں تھا۔ تب میں نے سکا قی کا ہا ہوں سے یہنا کی طرف دیکھا۔ اور بولا۔ ”یہنا! تم بڑی خاموش لڑکی ہو تم نے کبھی کہا نہیں میں اور پڑھی ہیں؟“

”جیسے شمار۔“ اس نے جواب دیا۔

”تب مجھے کوئی گمان نہ تھا کہ یہنا کی بات ہے جس میں ایک نئی جل پری اپنے والدین سے ناراض ہو گئی تھی اور اس نے فیصلہ کر لیا تھا کہ وہ سمندر کے نیچے کبھی نہیں جائے گی۔“

”خوب۔“ پھر، ”یہنا نے پوچھا۔“

”میں۔ وہ لکڑی کی ایک چھوٹی سی بد نما کشتی میں بیٹھ کر سمندر کے نیچے سفر کرتی رہی اس کے ساتھ اس کا مضبوط سا مٹی ہو جاتی تھا۔

”کیا وہ آپ کی حریف تھی اُنکل؟“ یہنا نے پوچھا۔

”ہاں! یہی تھی۔ اور یہنا جل پری بالکل متا دی طرح تھی۔“

”کمال ہے پھر کیا ہوا اُنکل؟“

”بس جل پری کی جب مچ کو انکھ کھلی تو اسے سخت بھوک لگ رہی تھی وہ بھوک سے روئے لگی۔ تب اس کے ساتھ ہو جاتی پوچھا۔

”نئی جل پری کیا بات ہے؟“

”مجھے بھوک لگ رہی ہے ہونا!۔“ جل پری روئی ہوئی بولی اور یہنا نے اختیار نہیں پڑی میں نے بھوک کر دے دیکھا اور سکا کر دیا۔

”وہ یہنا وہ پچھری بھوک سے رو رہی تھی اور تم ہنس رہی ہو۔“ وہنا خوشی سے ہنس رہی تھی۔

”جیسے تم بھوک سے ہنس رہی ہو؟“

”جیسے تم بھوک سے ہنس رہی ہو؟“

”جیسے تم بھوک سے ہنس رہی ہو؟“

”جیسے تم بھوک سے ہنس رہی ہو؟“

”جیسے تم بھوک سے ہنس رہی ہو؟“

”جیسے تم بھوک سے ہنس رہی ہو؟“

”جیسے تم بھوک سے ہنس رہی ہو؟“

”جیسے تم بھوک سے ہنس رہی ہو؟“

”جیسے تم بھوک سے ہنس رہی ہو؟“

”جیسے تم بھوک سے ہنس رہی ہو؟“

”جیسے تم بھوک سے ہنس رہی ہو؟“

”جیسے تم بھوک سے ہنس رہی ہو؟“

”جیسے تم بھوک سے ہنس رہی ہو؟“

”جیسے تم بھوک سے ہنس رہی ہو؟“

”جیسے تم بھوک سے ہنس رہی ہو؟“

”جیسے تم بھوک سے ہنس رہی ہو؟“

”جیسے تم بھوک سے ہنس رہی ہو؟“

”جیسے تم بھوک سے ہنس رہی ہو؟“

”جیسے تم بھوک سے ہنس رہی ہو؟“

”جیسے تم بھوک سے ہنس رہی ہو؟“

”جیسے تم بھوک سے ہنس رہی ہو؟“

”جیسے تم بھوک سے ہنس رہی ہو؟“

”جیسے تم بھوک سے ہنس رہی ہو؟“

”جیسے تم بھوک سے ہنس رہی ہو؟“

”جیسے تم بھوک سے ہنس رہی ہو؟“

”جیسے تم بھوک سے ہنس رہی ہو؟“

”جیسے تم بھوک سے ہنس رہی ہو؟“

”جیسے تم بھوک سے ہنس رہی ہو؟“

”جیسے تم بھوک سے ہنس رہی ہو؟“

”جیسے تم بھوک سے ہنس رہی ہو؟“

”جیسے تم بھوک سے ہنس رہی ہو؟“

”جیسے تم بھوک سے ہنس رہی ہو؟“

”جیسے تم بھوک سے ہنس رہی ہو؟“

”جیسے تم بھوک سے ہنس رہی ہو؟“

”جیسے تم بھوک سے ہنس رہی ہو؟“

”جیسے تم بھوک سے ہنس رہی ہو؟“

”جیسے تم بھوک سے ہنس رہی ہو؟“

”جیسے تم بھوک سے ہنس رہی ہو؟“

”جیسے تم بھوک سے ہنس رہی ہو؟“

”جیسے تم بھوک سے ہنس رہی ہو؟“

”جیسے تم بھوک سے ہنس رہی ہو؟“

”جیسے تم بھوک سے ہنس رہی ہو؟“

”جیسے تم بھوک سے ہنس رہی ہو؟“

”جیسے تم بھوک سے ہنس رہی ہو؟“

”جیسے تم بھوک سے ہنس رہی ہو؟“

”جیسے تم بھوک سے ہنس رہی ہو؟“

”جیسے تم بھوک سے ہنس رہی ہو؟“

کرتی ہے لیکن پانی بھی ضروری تھا۔

رات بھر تیز ہوا بلیں چلتی رہیں اور تھکے کام سفر کافی تیز رفتار رہا۔ میں نے ٹینا کو کونستہ ہواؤں سے بچانے کے لیے پانی اوپر ہی لباس اس پر ڈال دیا تھا اور سات بھروسے کی نگہانی کرتا رہا تھا۔ صبح کو وہ بلاشبہ تھی۔ مجھے دیکھ کر مسکرائی ہوئی بولی، ہوا ہمارے لیے چھیل لادو۔

”ابھی لایا تھی بل پری، میں نے کہا اور چند ساتوں کے بعد پانی میں اتر گیا۔ سترے چھیل مائل کرنا کوئی مشکل کام نہیں تھا چند ہی لمحوں کے بعد میں چھیلوں کے کھینچے پر پہنچ گیا۔ کل کی نسبت آج ٹینا نے چھیلوں انعام سے کھائیں۔ پھر وہ سکرانے لگی۔ اور پھر کسی خیال سے چونک پڑی۔

”انکل! اس کی آواز میں ایک عجیب سے خوف کی لرزش تھی۔

”ہوں“

”رات کو میں نے پھر ایک خواب دیکھا ہے!“

”یہی جگہ تھی انکل لیکن پھر سندر سے سیاہ رنگ کے ایک خوفناک جانور نے سر نکالا اور انکل سندر کا پانی زور زور سے پھینکے۔ ہم دونوں سندر میں گر پڑے لیکن انکل پھر ہم کسی زمین پر پہنچ گئے۔ درختوں والی زمین۔ بس انکل یہاں تک خواب دیکھا تھا۔“

”اور تم نے خواب کسے ہوتے ہیں؟ میں نے پھر خیال بھی میں کہا۔

”بس کیا بتاؤں انکل لیکن جہاز میں آگ مزدور لگ گئی تھی۔ میں خاموش ہو گئی میرے ذہن میں عجیب سے تاثرات تھے۔ بہر حال غور فہم ہونے کا کوئی تصور ہی نہیں تھا میں خود اس تاثر سے ہوا تھا تو صرف ٹینا کی وجہ سے اس نے مجھ سے میں واقعی بچت کرنے لگا تھا۔

”بورادون گزرتا گیا۔ اس کی دھڑکی کے لیے اس سے ہزاروں باتیں کی تھیں اور وہ دن بھر ہنسی خوشی ہی تھی۔ پھر رات ہو گئی آسمان صاف تھا۔ ستارے نکل آئے تھے ٹینا بھی غفلت محول جا گئی رہی تھی پھر سندر پر چاندنی چھیل گئی اور ٹینا چمکدار لمروں کو دیکھنے لگی۔ وہ مسکرا رہی تھی۔

”میں تو خود کو واقعی جل پری سمجھنے لگی ہوں انکل!“

”تم بڑی جل پری“

”اور آپ ہونا ہیں!“

”ہاں“

”نہیں آپ تو میرے پارے انکل ہیں۔ ہوا تو جل پری کا خامود تھا اس نے سارے بھری آؤں میں کہا اور میرے گھٹنے پر سر رکھ کر لیٹ گئی۔ اس کی لگاؤں چاند پر بھی تھیں لیکن اچانک مجھے سندر میں کچھ چھیل محسوس ہوئی اور میں چونک پڑا۔ ذہن کے پردے پر ایک احساس فروز تھا ٹینا کے لوتھے خواب کا احساس۔ اگر جہاز میں آگ دھڑکی تو میں اس بات کو کوئی ایسی ست نہ دیتا لیکن اس وقت۔

میں نے آہستہ سے ٹینا کو نیچے لٹایا اور سندر میں دیکھنے لگا خطرے

”نہیں آپ تو تم نے کوئی خواب نہیں دیکھا؟“ میں نے سکر کر پوچھا۔

”نہیں انکل میں گری بند سونی“ اس نے جواب دیا اور میں خاموش ہو گیا۔ تھکے کام سفر جاری رہا اور اس وقت سورج آسمان کی چھت پر عین سر کے اوپر تھا جب تیز لمروں نے میں خشکی پر دھکیل دیا لیکن سب سے پہلی چیز جو عین وہاں نظر آئی وہ ایک لافٹ بوٹ تھی جو خشکی پر بڑی ہوئی تھی۔ میں خوش ہو گیا لیکن یہ کوئی آباد جگہ ہے۔ میرے ذہن میں خیال آیا تھا۔ اور پھر میں ٹینا کا ہاتھ پکڑ کر گئے بڑھ گیا۔ تھکنے کو میں نے کھینچ کر خشکی پر ڈال دیا تھا چند لمحوں کے بعد میں لافٹ بوٹ کے پاس پہنچ گیا۔ انتہائی بوسیدہ اور خستہ حالت میں تھی۔ پھلے حصے میں گری کا ہی لگی ہوئی تھی۔ اس کے علاوہ ریت کی تھیں چرمی ہوئی تھیں میں نے اس کے قریب رک کر جا کر طرف نگاہیں دوڑائیں۔ دور دور تک پانی اور سناٹا تھا۔ بھوکے ریت کے انتقام پر درختوں کے جھنڈ نظر آ رہے تھے۔

تب میں نے اپنے خیال میں تھوڑی سی تبدیلی کی اگر یہ جزیرہ آباد بھی ہے تو کم از کم اس طرف آبادی نہیں ہے ممکن ہے درختوں کے دوسری طرف آبادی ہو لیکن وہاں کے رہنے والے بس ساحل پر نہیں آتے ساحل قندروں کے نشانات سے پاک تھا یوں لگتا تھا جیسے طویل عرصہ سے یہاں انسانوں نے قدم نہ رکھا ہو۔ بوسیدہ لافٹ بوٹ اس بات کی نشان دہی فروز کرتی تھی کہ کبھی کوئی یہاں آیا تھا لیکن حال میں نہیں اس کے علاوہ یہ بھی سوچا جا سکتا تھا کہ ممکن ہے خالی لافٹ بوٹ ہی کسی طرح بیٹ ہوئی یہاں آنکلی ہو۔ جو کچھ بھی عقلمی کوئی پرواہ نہیں تھی۔ ٹینا تو اب میری ذمہ داری بن چکی تھی تو خشکی کو دل لگا کر اسے ہی سمجھتا تھا۔ ہر پہنچاؤں۔

ٹینا میں خاموش لگا ہواں سے جا رہی تھی وہ دیکھ رہی تھی پھر اس نے میری طرف دیکھا اور میں خواہ مخواہ مسکرایا۔ تم پریشان تو نہیں ہوئی؟

”نہیں انکل لیکن یہ کیسی جگہ ہے؟“

”ایک خوبصورت اور سرسبز جزیرہ، آؤ میں تمیں اس کی سیر کروں گا۔ ایک خوبصورت اور سرسبز جزیرہ“

”نہیں انکل لیکن یہ کیسی جگہ ہے؟“

”ایک خوبصورت اور سرسبز جزیرہ“

218

بات میں صرف کردہ تھا کہ اسے منہ نہ بند کرنے دوں یہاں تک کہ اس کے اوتار کو میں نے اپنے ہاتھوں میں لے لیا۔ اس کے تیز اور نوکیلے دانت تقریباً آٹھ انچ لمبے تھے۔ میں نے ان تیز دانتوں کو ہلانے کی کوشش کی اس کے بعد میں پھلی کے منہ کو پھرنے لگا۔ غور غور پھلی مہبت کا شکار ہو گئی تھی اس کی پھر میں نہیں آ رہا تھا کہ کیا کرے۔ اس کے ہٹنے میں حلاطم پیدا ہو رہا تھا اور میں ٹینا کو اس حلاطم سے بچانا چاہتا تھا۔ ٹینا بے جا دانتوں سے تھکنے سے چھٹی ہوئی تھی اس نے بہر صورت اپنے بچاؤ کا بہادری سے بندوبست کیا تھا۔ لیکن پھلی کو ہلاک کرنے کے لیے میرے پاس کوئی اختیار نہیں تھا۔

موت ہاتھوں کی مدد سے اس کوئی شدید نقصان نہیں پہنچا جا سکتا تھا اس سندی مخلوق سے جدوجہد میں کافی وقت گزری لیکن وہ نہر نہیں ہوئی تب اچانک مجھے جنوں چڑھ گیا میں نے اس کے دو دانت پکڑ لیے دوسرے کے میں نے ان دانتوں کو خونگ جھکے سے اکھاڑ دیا اور پھلی کرب میں مبتلا ہو کر پھلی ہی لیکن اب میں اس کا پیچھا نہیں چھوڑ سکتا تھا میں بھی برقی کی طرح آگے بڑھا۔ اس کے تیز نوکیلے دانت میں نے گوشت کے ایک ٹوہرے سمیت اکھاڑ لیے تھے ان دو نوکیلے ہتھیاروں کو لے کر میں اس کے سر پر پہنچ گیا۔ اس نے سندر میں خوف لگایا لیکن وہ اپنے سے زیادہ خوفناک غریب کے بے بسے میں پھر نہیں جانتی تھی میں اس کی گردن پر سوار ہو گیا اور دوسرے لمحے میں نے اس کے دونوں دانت اس کی کھلی ہوئی بڑی بڑی آنکھوں میں آ کر دیئے۔

پھلی نے وہ طوفان چھایا کہ دور دور تک سندر کا پانی اچھلنے لگا۔ لیکن اس کے لیے یہ سزا کافی تھی۔ میں نے اسے چھوڑ دیا اور وہ زیادہ سے زیادہ گڑبڑوں میں اترتی چلی گئی۔ میں ٹینا کی طرف واپس چل پڑا تھا۔ لیکن ٹینا سخت خطرے میں تھی سخت لٹ گیا تھا۔ میں نے بدحواس ہو کر تھکنے کے پیچھے جا کر دیکھا ٹینا مضبوط بندشوں کو پکڑے ہوئے تھی دوسرے لمحے میں نے سخت سیدھا کر دیا اور اس کی دیکھ بھال کرنے لگا۔

ٹینا کے دانت سختی سے پھٹے ہوئے تھے اور انکھیں بند تھیں میں نے اس کا ہانہ لیا اور پھر اسے ہوش میں لانے لگا۔ بلاشبہ اس نے بہادری سے کام لیا تھا تھکنے سے چھڑ رہا معمولی بات نہیں تھی تھوڑی دیر کے بعد وہ احمال ہوا گئی۔

بہادری جل پری کے خامود ہونا نے بلا آخر غریب کو ہلاک کر دیا۔ وہ خوفناک بلا بھی کیا لکھنے کی کرس میل پری سے واسطہ پڑا تھا۔

”انکل! اس نے خوف سے میری گود میں سر چھپا لیا اور میں اس کے گیلے بالوں میں انگلیاں پھرنے لگا۔ ٹینا سو گئی تھی لیکن میری ذہنی حالت عجیب تھی اس کا مطلب ہے کہ اب زمین بھی مل جائے گی یہ سچے خواب پری قتل سے باہر تھے۔ اب تو اس کا بچوئی تجرہ ہو چکا تھا جہاز میں ہلکے ہلکے نے حکم کیا تو اب زمین بھی مل جائے گی۔

یہ رات دن عجیب گزرتا رہا تھے پھر دوسرے سندر کی زندگی جیسے

بات میں صرف کردہ تھا کہ اسے منہ نہ بند کرنے دوں یہاں تک کہ اس کے اوتار کو میں نے اپنے ہاتھوں میں لے لیا۔ اس کے تیز اور نوکیلے دانت تقریباً آٹھ انچ لمبے تھے۔ میں نے ان تیز دانتوں کو ہلانے کی کوشش کی اس کے بعد میں پھلی کے منہ کو پھرنے لگا۔ غور غور پھلی مہبت کا شکار ہو گئی تھی اس کی پھر میں نہیں آ رہا تھا کہ کیا کرے۔ اس کے ہٹنے میں حلاطم پیدا ہو رہا تھا اور میں ٹینا کو اس حلاطم سے بچانا چاہتا تھا۔ ٹینا بے جا دانتوں سے تھکنے سے چھٹی ہوئی تھی اس نے بہر صورت اپنے بچاؤ کا بہادری سے بندوبست کیا تھا۔ لیکن پھلی کو ہلاک کرنے کے لیے میرے پاس کوئی اختیار نہیں تھا۔

موت ہاتھوں کی مدد سے اس کوئی شدید نقصان نہیں پہنچا جا سکتا تھا اس سندی مخلوق سے جدوجہد میں کافی وقت گزری لیکن وہ نہر نہیں ہوئی تب اچانک مجھے جنوں چڑھ گیا میں نے اس کے دو دانت پکڑ لیے دوسرے کے میں نے ان دانتوں کو خونگ جھکے سے اکھاڑ دیا اور پھلی کرب میں مبتلا ہو کر پھلی ہی لیکن اب میں اس کا پیچھا نہیں چھوڑ سکتا تھا میں بھی برقی کی طرح آگے بڑھا۔ اس کے تیز نوکیلے دانت میں نے گوشت کے ایک ٹوہرے سمیت اکھاڑ لیے تھے ان دو نوکیلے ہتھیاروں کو لے کر میں اس کے سر پر پہنچ گیا۔ اس نے سندر میں خوف لگایا لیکن وہ اپنے سے زیادہ خوفناک غریب کے بے بسے میں پھر نہیں جانتی تھی میں اس کی گردن پر سوار ہو گیا اور دوسرے لمحے میں نے اس کے دونوں دانت اس کی کھلی ہوئی بڑی بڑی آنکھوں میں آ کر دیئے۔

پھلی نے وہ طوفان چھایا کہ دور دور تک سندر کا پانی اچھلنے لگا۔ لیکن اس کے لیے یہ سزا کافی تھی۔ میں نے اسے چھوڑ دیا اور وہ زیادہ سے زیادہ گڑبڑوں میں اترتی چلی گئی۔ میں ٹینا کی طرف واپس چل پڑا تھا۔ لیکن ٹینا سخت خطرے میں تھی سخت لٹ گیا تھا۔ میں نے بدحواس ہو کر تھکنے کے پیچھے جا کر دیکھا ٹینا مضبوط بندشوں کو پکڑے ہوئے تھی دوسرے لمحے میں نے سخت سیدھا کر دیا اور اس کی دیکھ بھال کرنے لگا۔

ٹینا کے دانت سختی سے پھٹے ہوئے تھے اور انکھیں بند تھیں میں نے اس کا ہانہ لیا اور پھر اسے ہوش میں لانے لگا۔ بلاشبہ اس نے بہادری سے کام لیا تھا تھکنے سے چھڑ رہا معمولی بات نہیں تھی تھوڑی دیر کے بعد وہ احمال ہوا گئی۔

بہادری جل پری کے خامود ہونا نے بلا آخر غریب کو ہلاک کر دیا۔ وہ خوفناک بلا بھی کیا لکھنے کی کرس میل پری سے واسطہ پڑا تھا۔

”انکل! اس نے خوف سے میری گود میں سر چھپا لیا اور میں اس کے گیلے بالوں میں انگلیاں پھرنے لگا۔ ٹینا سو گئی تھی لیکن میری ذہنی حالت عجیب تھی اس کا مطلب ہے کہ اب زمین بھی مل جائے گی یہ سچے خواب پری قتل سے باہر تھے۔ اب تو اس کا بچوئی تجرہ ہو چکا تھا جہاز میں ہلکے ہلکے نے حکم کیا تو اب زمین بھی مل جائے گی۔

یہ رات دن عجیب گزرتا رہا تھے پھر دوسرے سندر کی زندگی جیسے

اجنبی نہیں تھی لیکن اس بار میرے ساتھ خوف سحرز تھا اور یہ خوف ٹینا کی وجہ سے تھا۔ اس سے قبل میں نے صورت کو اپنا ساتھی بنایا تھا اس کی حفاظت کے لیے سب کچھ کیا تھا لیکن اس سے میری دلچسپی قائم رہتی تھی اس کے ساتھ گزرنے والے لمحوں کچھ خوشیوں کی تکمیل کرنے تھے لیکن اس بار صورت حال دوسری تھی ٹینا کی معصوم باتوں نے مجھے بھائی بھائی اور اس بار ایک اور جذبے سے روشناس ہوا تھا میں اس بڑی کے لیے سب کچھ کرنا چاہتا تھا۔

جب سورج نے سر اٹھا تو میں نے سندر کے افق پر ایک بھوری کیر و کیر اور میری تیز نگاہوں نے بھابھ لیا کہ وہ زمین ہے۔ تاہم لگا پھیل ہوئی تھی واضح ہوتی جا رہی تھی۔ ہوا میں اس تھکنے کو زمین کی جانب دھکیل رہی تھیں اور زمین تیزی سے واضح ہوتی جا رہی تھی۔ ٹینا نے بھی زمین دیکھی اور خوشی کا انداز کرنے لگی۔

”اس رات تو تم نے کوئی خواب نہیں دیکھا؟“ میں نے سکر کر پوچھا۔

”نہیں انکل میں گری بند سونی“ اس نے جواب دیا اور میں خاموش ہو گیا۔ تھکے کام سفر جاری رہا اور اس وقت سورج آسمان کی چھت پر عین سر کے اوپر تھا جب تیز لمروں نے میں خشکی پر دھکیل دیا لیکن سب سے پہلی چیز جو عین وہاں نظر آئی وہ ایک لافٹ بوٹ تھی جو خشکی پر بڑی ہوئی تھی۔ میں خوش ہو گیا لیکن یہ کوئی آباد جگہ ہے۔ میرے ذہن میں خیال آیا تھا۔ اور پھر میں ٹینا کا ہاتھ پکڑ کر گئے بڑھ گیا۔ تھکنے کو میں نے کھینچ کر خشکی پر ڈال دیا تھا چند لمحوں کے بعد میں لافٹ بوٹ کے پاس پہنچ گیا۔ انتہائی بوسیدہ اور خستہ حالت میں تھی۔ پھلے حصے میں گری کا ہی لگی ہوئی تھی۔ اس کے علاوہ ریت کی تھیں چرمی ہوئی تھیں میں نے اس کے قریب رک کر جا کر طرف نگاہیں دوڑائیں۔ دور دور تک پانی اور سناٹا تھا۔ بھوکے ریت کے انتقام پر درختوں کے جھنڈ نظر آ رہے تھے۔

تب میں نے اپنے خیال میں تھوڑی سی تبدیلی کی اگر یہ جزیرہ آباد بھی ہے تو کم از کم اس طرف آبادی نہیں ہے ممکن ہے درختوں کے دوسری طرف آبادی ہو لیکن وہاں کے رہنے والے بس ساحل پر نہیں آتے ساحل قندروں کے نشانات سے پاک تھا یوں لگتا تھا جیسے طویل عرصہ سے یہاں انسانوں نے قدم نہ رکھا ہو۔ بوسیدہ لافٹ بوٹ اس بات کی نشان دہی فروز کرتی تھی کہ کبھی کوئی یہاں آیا تھا لیکن حال میں نہیں اس کے علاوہ یہ بھی سوچا جا سکتا تھا کہ ممکن ہے خالی لافٹ بوٹ ہی کسی طرح بیٹ ہوئی یہاں آنکلی ہو۔ جو کچھ بھی عقلمی کوئی پرواہ نہیں تھی۔ ٹینا تو اب میری ذمہ داری بن چکی تھی تو خشکی کو دل لگا کر اسے ہی سمجھتا تھا۔ ہر پہنچاؤں۔

ٹینا میں خاموش لگا ہواں سے جا رہی تھی وہ دیکھ رہی تھی پھر اس نے میری طرف دیکھا اور میں خواہ مخواہ مسکرایا۔ تم پریشان تو نہیں ہوئی؟

”نہیں انکل لیکن یہ کیسی جگہ ہے؟“

”ایک خوبصورت اور سرسبز جزیرہ، آؤ میں تمیں اس کی سیر کروں گا۔ ایک خوبصورت اور سرسبز جزیرہ“

”نہیں انکل لیکن یہ کیسی جگہ ہے؟“

”ایک خوبصورت اور سرسبز جزیرہ“

219

میں نے کہا اور ٹیٹا کو اپنے کندھے پر بٹھایا۔

"نہیں انکل میں گرجاؤں گی۔ میں پیدل ہی چلوں گی۔ اس نے کہا اور میں نے ہنس کر اسے تارویا دیوں ہر دونوں دانتوں کی جانب چل پڑے۔ گئے دانتوں کا سلسلہ دور تک چلا گیا تھا ان کے درمیان کوئی بچی گھاس اٹی ہوئی تھی۔ بڑا دران ماحول تھا چس میں اگر پرندوں کی آوازیں سنالیں تو بڑا ہی بھانک لگتا۔

لیکن زندگی کی ملامت پر بندے سمندر اور دشتوں پر پرواز کر کے خواب تلاش کر رہے تھے اور ان کے پردوں کی چڑچڑاہٹ کی آواز زندگی کا احساس دلاتی تھیں۔ میں دشتوں میں داخل ہو گیا اور تیز رفتاری سے اگے بڑھنے لگا۔ یہ سارا ماحول میرے لیے جہی نہیں تھا۔ زمین کی گنج بھی وہی شکل تھی پر فلیس پر صدیوں پہلے تھی۔ انسانی قدم جس جگہ پہنچے تھے وہاں انہوں نے کچھ نہ کچھ کر لیا تھا لیکن جہاں ان کا گزرنہیں ہوا تھا وہاں آج بھی صدیوں پرانی تباہی نظر آتی تھی اور میں وہی ماحول دیکھ رہا تھا۔

ٹیٹا البتہ اس ماحول سے خوفزدہ تھی اور سسے ہوئے انداز میں رک جاتی تھی میری کوشش تھی کہ کسی طرح جلد از جلد ان دشتوں کے دوسرے سرے کو تلاش کروں چنانچہ تھوڑی دیر کے بعد میں نے ٹیٹا کو دوبارہ کا ندھے پر بٹھایا اور پھر میں ان دشتوں کے درمیان دوڑنے لگا۔ مجھے اس میں صاف تھی میں دسی جگہوں کا خیال رکھتا تھا جہاں میرے کندھوں پر ٹیٹا ٹیٹا اچھ نہ چلے اور یہ غرض تھا کہ ہم لوگ راست ہونے تک بھی ملے نہیں کہتے تھے میں نے صرف چند ٹھٹھوں میں طے کر لیا بلاشبہ کسی تیز رفتار گھوڑے کی طرح جھاک رہا تھا اور کبھی کبھی جب میں کوئی بی چھلانگ لگا تا تو ٹیٹا خوف سے چیخ پڑتی تھی۔

دوڑتے ہوئے میں نے جنگلی چیلوں کے دشت بھی دیکھے تھے اور یہ دیکھ کر خوش ہوا تھا کہ یہاں ندیوں کے دشت بھی شربت سے موجود تھے اور دور دور تک پیچھے نظر آتے تھے یہ دشت نارمل کے چیلوں سے لے کر بڑے بڑے تھے اس طرح کافی کا سلسلہ بھی پکائی جا سکتا تھا اور شکار۔ تو اس کا تو اب کوئی مسئلہ ہی نہیں تھا۔ دشتوں کے درمیان میں نے ہر نیکل گائے، جنگلی بکیرے اور غرگوش وغیرہ بھی دیکھے تھے اور ان کے شکار کا وہ طریقہ مجھے آتا تھا جو دوسروں کو نہیں آتا ہو گا۔ یہ ساری چیزیں میں نے نگاہ میں رکھی تھیں بالآخر دشتوں کا دوسرا سرانظر آیا۔ کنا سے پرندوں کے دشتوں کی قطاریں موجود تھیں اور دشتوں سے اگے دور تک گھاس پھیلی ہوئی تھی۔ دشتوں کے دوسری جانب نیچے نیچے پہاڑی ٹیلوں کا سلسلہ نظر آ رہا تھا اور یہ سلسلہ خاصا وسیع و عریض تھا۔

خود دیکھا ٹیٹاں کبشت تھیں۔ دے یہ احساس ہوتا تھا کہ یہاں بارش نہیں ہوتی ہوئی کیونکہ بارش کے آثار نظر نہیں آ رہے تھے۔ زمین منگلاخ تھی اور ٹیٹا پتختی ہو گی۔ ان ساری چیزوں کا اندازہ میں نے لگایا تھا۔

لیکن ضروری تو نہیں تھا کہ میں ہمیں رک جاتا کہ بھی تو بڑھتا تھا۔ اس وقت عارضی قیام کی بے پناہ ضرورت تھی۔ ٹیٹا میرے شانے پر ستر کرتے کرتے تھک چکی ہوئی یقینی طور پر دوڑتے ہوئے اس کے بدن کو جھکے بھی گئے ہوں گے اور پھر دیکھ کر مجھے اس کی کا بڑا ہی خیال تھا میں ان اوقات خود پر حیران ہونے لگتا تھا کہ میرے ذہن میں یہ جذبہ کہاں سے آیا تھا تب میں نے ٹیٹا کو اپنے شانے سے نیچا اتار دیا۔ وہ اسی جگہ زمین پر بیٹھ گئی اور سکتاے ہوئے کھٹے لگی۔

"ہائے انکل آپ تو مجھے لے کر دوڑتے رہے ہیں میں اتنی تھک گئی ہوں تو آپ مجھے لے کر تھک گئے ہوں گے۔ اس نے پیادہ میرے انداز میں کہا اور مجھے اس انداز میں بڑا ہی ملعت آیا۔ تب میں نے بھی پیادہ کیا۔

"میں میری تھکن کا احساس نہیں کرتا۔"

"کیوں تھیں انکل آپ اتنے اچھے ہیں کہ میں کب نہ سہیں سکتی

میں جب بھی آپ کے پاس میں سوچتی ہوں تو مجھے احساس ہوتا ہے کہ

آپ حالانکہ مجھے صرف جانور ملے لیکن آپ کتنے اچھے ہیں اگر آپ میرا

خیال نہ کرتے تو میں اسی کہیں میں آگ سے بل کر ہلاک ہوجاتی مجھے

کوئی بھی نہ بچاتا۔"

"اوہ ٹیٹا! تو ایسی باتیں مست سوچا کرو۔"

"نہیں انکل میں خود نہیں سوچتی۔ ہاں جب میرے ذہن میں

یہ ساری باتیں آتی ہیں تو میں سوچتی ہوں۔"

"ٹھیک ہے ٹھیک ہے۔ ہاں سنو! میں تھکتا نہیں ہوں۔ میں

بست معبوط ہوں لہذا تم میری تھکن کی پرورہ مت کیا کرو۔"

"ہاں انکل آپ واقعی بہت معبوط ہیں ٹیٹا نے اعتراف کرنے

والے انداز میں کہا اور پھر چاروں طرف دیکھتی ہوئی بولی۔ "انکل یہ تو بالکل

کوئی پہاڑی علاقہ معلوم ہوتا ہے ہم کہاں آگئے ہیں؟"

"ابھی ہم کچھ نہیں کہہ سکتے ہیں ٹیٹا لیکن بہت جلد ہم معلوم کریں

گے کہ ہر زمین کے کونے حصے میں ہیں۔"

"لیکن کیسے انکل؟"

"یہ کوئی مشکل کام نہیں ہے ٹیٹا کسی بھی جگہ کے پاس میں اندازہ

اس جگہ کے مکمل وقوع اور آب و ہوا کے علاوہ دیگر عوامل سے لگایا جاسکتا ہے

"واقعی انکل؟"

"ہاں ٹیٹا۔" میں نے جواب دیا اور ٹیٹا کو لے کر پہاڑی ٹیلوں

کی جانب چل پڑا۔ گو قاصد بہت زیادہ تھیں تھا لیکن ٹیٹا جو تھک چکی تھی اس لیے میں آہستہ روی سے یہ سفر طے کر رہا تھا اور کافور تھوڑی دیر کے

بعد ہم ٹیلوں کے نزدیک پہنچ گئے۔ میری نگاہیں چاروں طرف جھپک رہی تھیں میں چاہتا تھا کہ کوئی ایسا غارت تلاش کروں جہاں ٹیٹا قیام کر سکے۔

پہاڑی ٹیلوں میں غارت نظر نہیں آیا البتہ کچھ پہاڑیاں ایسی نظر آئیں جن کے

کے کچھ حصے آگے کی جانب نکلے ہوئے تھے، اور ایسی ہی ایک جگہ تھی

ہم دونوں پہنچ گئے۔ میں ٹیٹا کی صورت دیکھنے لگا تھا۔ ٹیٹا کے باریک ہونوں پر مسکراہٹ پھیل گئی۔

"میں یقیناً چھوٹک لگ رہی ہوگی۔"

"ہاں انکل یہ جھوک بہت بڑی چیز ہوتی ہے۔"

"بہر صورت ٹیٹا ان تین پھلی کی بجائے کسی دوسرے جانور کا

گوشت کھاؤں گا اور وہ بھی ہتھاری پسند کے مطابق یعنی آگ میں

بھون کر۔"

"سچ انکل اب تو یوں محسوس ہوتا ہے جیسے میں بیشتر سے کچی

چھیدیں ہی کھاتی رہی ہوں لیکن آپ دوسرے جانور کا گوشت کہاں سے

حاصل کریں گے؟"

"دشتوں کے درمیان بھاگتے ہوئے تم نے بے شمار جانوروں کو

دیکھا ہو گا؟ میں نے کہا۔"

"وہ تو ٹھیک ہے انکل لیکن آپ۔ آپ انہیں کیسے پکڑیں گے

کیا آپ ان کا شکار کریں گے؟"

"ہاں ٹیٹا!۔"

"مگر کیسے؟ آپ کے پاس تو ہندوئی بھی نہیں ہے۔"

"دوراصل ٹیٹا ہم مذہب دنیا میں تھیں ہیں میں نے تین چنگوں

کی بہت سی کمانیاں سنا ہیں کیا تم بھول گئیں؟"

"یاد ہیں انکل۔"

"میں نے بتایا تھا کہ جنگل میں رہنے والے کس طرح زندگی گزارتے

ہیں۔"

"ہاں؟"

"تو اب ہم بھی جنگل کے رہنے والے ہیں اور انہی کی طرح زندگی

گزاریں گے اس لیے شکار کوئی مشکل بات نہیں ہے میں نے تو قبول

میں لگا میں دوڑا نہیں۔ بیشمار نوکیلے پتھر چاروں طرف پھرتے پڑے تھے

اور یہی پتھر شکار کے کام آسکتے تھے۔ یہ سائے دار جگہ دھوپ سے بچنے کے

لیے عمدہ تھی۔ بہر حال وقتی بات تھی۔ اس کے بعد آگے کا ماحول دیکھا جا

گا۔ چنانچہ میں اٹھ گیا۔"

جنگل کے سرے پر بھی جانور نظر آ جاتے تھے میں نے اپنی پسند

کے پتھر جمع کیے اور ان میں ایک جگہ ڈھیر کیا۔ اس کے بعد میں جانوروں

کی تاک میں بیٹھ گیا۔ میں کام چل سکتا تھا تو پھر جنگل میں جانے کی

کیا ضرورت تھی اور وہی ہوا۔ یہاں تک کہ ایک ہرن ایک ٹیلے کے عقب

سے نکل کر اٹھانے سے جنگل کی جانب جا رہا تھا میں نے ایک نوکیلے پتھر

اٹھایا۔ ٹیٹا جب سے میری یہ کارروائی دیکھ رہی تھی۔

ہرن کو بشارت بھی نہیں تھا کہ وہ یہاں شکار ہو سکتا ہے لیکن جب

اسے پتھر کی منشا ہٹ محسوس ہوئی تو دو فٹ اس نے چھلانگ لگائی لیکن

دیر اور کچھ تھی۔ پتھر نے اس کے سر کے پیچھے سے اڑا دیے اور وہ ایک لمحے

میں زمین پر گر کر مر گیا۔ ٹیٹا خوشی سے چیخ پڑی اور پھر وہ دھڑکی ہوئی

ہرن کے قریب پہنچ گئی۔

"ہائے انکل! بے جا مہر لگ گیا۔"

"ہمیں اس بے جا مہر کی ضرورت تھی ٹیٹا! میں نے ہرن کے

پاؤں پکڑنے اور اسے گھسیٹنا اور اپنی قیام گاہ پر لے آیا۔ یہاں لا کر میں نے

اسے ایک طرف ڈال دیا اور اس کی کھال اتارنے کے لیے کسی مناسب جگہ

کی تلاش کرنا۔"

پھر ٹیٹا ہجرت سے میری دشت خیزی دیکھتی۔ یہی باخون کا یہ

کمال اس نے کبھی نہ دیکھا ہو گا۔ میں نے ہرن کی ایک ایک بڑی نوکر کو

دی اس کی کھال بھینچ لی اور اس کے گوشت کے بڑے بڑے ٹکڑے کر دیے

اس کے بعد میں نے جنگل کے سرے پر خشک گھاس اور دشتوں کی ٹیٹوں

کو تلاش کر کے سامنے میں دوسری جگہ چھ کر لیا اور پھر چھانک کے ذریعہ ان

میں آگ لگائی۔ تھوڑی دیر کے بعد لکڑیوں نے آگ پکڑ لی تو میں نے ہرن

کا گوشت بھونا۔ اور پھر جتنا ہو ایک ٹکڑا ٹیٹا کو پیش کیا۔ ٹیٹا نے وہ گوشت

بوری دی پسی سے کھایا یوں لگتا تھا جیسے وہ کسی تفریح گاہ میں آئی ہو۔

میں نے بھی گوشت کھایا اور پھر آگ کو اس طرح بند کر دیا کہ

وہ روشن رہے اور مجھے نہ پڑے اور اس کے بعد ہم دونوں ذریعہ جنگل کی

دور کے انسانوں کی باتیں کرتے رہے۔ ٹیٹا میری کمانیاں بڑی دلچسپی سے

سنتی تھی۔ اور درمیان میں معصومانہ انداز میں سوالات کرتی جاتی تھی۔

جوں جوں شام جھپتی گئی ماحول خشک ہوتا گیا حالانکہ دن میں

اندازہ ہوتا تھا کہ یہاں صرف گرمی پڑتی ہوگی اور سڑی کا نام بھی نہیں ہوگا

لیکن سورج ڈوبنے کے بعد سے محکم کم پیدل گیا اور ٹیٹا ہلے ہوئے

کا پھنے لگی۔ میں نے اس صورت حال کو دیکھ کر ایک بار پھر دشتوں کے علاقے

کا رخ کیا اور خشک ٹیٹاں اور گھاس کافی مقدار میں جمع کر لیں اس کے

بعد آگ کھول کر اس میں چند موٹی ٹیٹاں ڈال دیں۔ آگ تیز ہو گئی اور

تھوڑی دیر کے بعد سردی کے اثرات ڈال ہونے لگے۔

"سوجاؤں انکل؟" ٹیٹا نے مسکراتے ہوئے پوچھا۔

"آرام سے، ہمارا انکل جاگ رہا ہے میں نے کہا اور ٹیٹا نے پورے

اعتماد سے آنکھیں بند کر لیں۔ آگ سے پیدا ہونے والی روشنی نے قریب

کا تھوڑا سا ماحول روشن کر دیا تھا۔ سرنج روشنی میں ٹیٹا کا معصوم چہرہ

رہا تھا۔ میں نے تاریک ماحول پر آخری نگاہ ڈالی اور پھر دھیمی دھیمی

کر لیٹ گیا۔ کافی دیر تک میں انداز میں خیالات میں ڈوبا رہا اور پھر آنکھیں

خود بخود بند ہو گئیں۔

آنکھیں بند ہونے سے قبل میں نے کسی دندے کے یہاں تک

آنے کے امکان پر بھی غور کیا تھا اور سوچا تھا کہ اس دوران ہونا مدد ہوگا

لیکن ہریشا نہ رہ سکا۔ اور آگ کھاس وقت مکمل جب ٹیٹا کی گھسیٹ چکی

ابھی میں اچھل کر بیٹھ گیا لیکن اسی وقت ایک نوکر اچھل کر میری گردن سے

221

انہی میں نے گک کے سامنے میں اپنے سامنے دو انسانی ٹانگیں عیسوی کی تھیں
 مونی سوئی اور برہنہ ٹانگیں۔ تب میں نے گردن اٹھائی۔
 قوی بیل شخص اپنے ہاتھوں میں پکڑا ہوا ہتھیار میری گردن پر لگائے
 کھڑکڑکایا ہوں سے مجھے دیکھ رہا تھا عجیب و غریب طے لگا رہا تھا۔
 بدن پر پتیلیں جھول رہے تھے۔ بال بھرے ہوئے تھے اور ان پکڑا ہوا ٹانگوں
 میں ایک ایسا ہی وحشت مکتی تاہم نہ تو اس کا رنگ سیاہ تھا اور نہ ہی
 وہ خیال سے کسی وحشی نسل کا یا شاید معلوم ہوتا تھا۔
 میں نے لگا میں گھماؤں اور دنیا کی جانب دیکھا ٹیٹل کے گرد بولے
 ہی میں آدمی کھڑے تھے اور ان کے ہاتھوں میں بے بسے نیزے تھے۔ اور
 بدن پر لباس نہ تھا پتیلیں جھول رہے تھے ان میں سے بعض کے بدن بالکل
 برہنہ تھے یعنی پتیلیں ایسی شکل اختیار کر گئے تھے کہ ان سے سر پوری جی کا
 کام بھی نہیں لیا جاسکتا تھا پس اگر انہیں لباس کمرہ دیا جاتا تو اس میں کوئی
 جرت بھی نہیں تھا۔
 میں نے عیسویں کیا کہ ان کی تعداد بارہ تیرہ کے قریب ہے اور دنیا
 یٹانسی کو دیکھ کر وہ جینی جی تھی۔ تب میں نے اپنی گردن پر رکھے ہوئے نیزے
 پر ہاتھ رکھا اور اس شخص نے نیزے کی نوک کا دباؤ میری گردن پر رکھا اور
 بڑھادیا۔ میں نے اسے دیکھا اور آہستہ سے بولا۔
 یہ ہتھیار میری گردن سے ہٹاؤ میں تم سے جنگ نہیں کروں گا۔
 لیکن اس شخص نے شاید میری بات یا تو نہیں سمجھی یا پھر سمجھا ہی نہیں تھا
 میں نے دنیا میں رہنے والے مختلف انسانوں کی زبان میں یہ جملہ دہرائے
 اور جب ان میں سے کسی بات کا اثر اس پر نہ ہوا تو میں نے نیزہ پانی گردن
 سے ایک جھلکے سے ہٹا دیا اور دو پھینک دیا پھر میں کھڑا ہو گیا۔ میرے
 سامنے کھڑے ہوئے شخص کے حلق سے ایک عجیب سی آواز نکلی تھی اور پانچ
 چھ آدمی دوڑ کر میرے نزدیک پہنچ گئے۔ ان سب نے مجھے نیزوں سے گھیر
 لیا تھا۔ ان کے چہرے غامض و خوفناک تھے پھر ان میں سے ایک کی آواز
 ابھری۔ وہ مجھے گھورتا ہوا بولا۔
 "کیا تم تنہا ہو؟" میرے منہ دینا کے باشندوں کا سا تھا لیکن آواز
 کی دہشت تھا یاں تھی۔
 "ہاں میں تنہا ہوں سو اے اس آدمی کے میرے ساتھ اور کوئی شخص
 ہے۔" میں نے جواب دیا۔
 "اے اٹھا اور ہمارے ساتھ چلو۔" میرے سامنے کھڑے ہوئے شخص نے
 کہا اور میں چونک کر اسے دیکھنے لگا۔
 "کہاں؟"
 "ہماری رہائش گاہ پر۔" وہ بولا۔
 "تم کہاں رہتے ہو؟" میں نے پوچھا۔
 "یہاں کے اس جانب۔" اٹھو اس نے خود بخود انداز میں کہا اور
 میں نے ایک لمحے کے لیے دنیا کی جانب دیکھا۔ دہشت زدہ دنیا بانی جگر پڑی

خونک لگا ہوں سے ان کی جانب دیکھ رہی تھی۔ تب میں نے سوچا کہ
 اگر میں نے ان سے ملاعت کی کوشش کی تو ان میں سے چند ٹیٹل کے اس
 قدر نزدیک ہیں کہ ان سے نصائح بھی پہنچا سکتے ہیں چنانچہ میں نے نرم انداز
 اختیار کیا اور کہا۔ "ٹیک ہے؟ میں منہ سے ساتھ چل رہا ہوں لیکن تم مجھے کیوں
 گرفتار کرنا چاہتے ہو؟"
 "چلو دیکھو یہ کدو؟" اس شخص نے کہا اور میں آہستہ آہستہ ٹیٹل کے نزدیک
 پہنچ گیا میں نے دنیا کا بازو پکڑ کر اسے اٹھایا اور ان کی جانب دیکھتے ہوئے بولا
 "یہاں گوشت کے چند ٹکڑے رکھے ہوئے ہیں اور یہی ہمارا تاشہ
 ہے۔ اس کے علاوہ کچھ نہیں ہے۔"
 "گوشت کے ٹکڑے کون سے کھاتے ہوئے؟" ان میں سے ایک شخص قہقہہ لگا
 کر بولا۔ "وہ تو ہم نے چپٹ بھی کر لیے؟" ان میں سے ایک قہقہہ لگا کر بولا۔
 "تب ٹیک ہے یہاں شکار تو بہت ہے ہم اور شکار کریں گے
 میں نے تعاون کرنے والے انداز میں کہا اور ٹیٹل کو نسل کی دھڑکنے کے ساتھ
 چل پڑا۔ عجیب و غریب وحشی ہمارے چاروں طرف پھیل گئے اور ہڈیاں
 ٹیلوں میں ایک عجیب چل پڑے۔ چاندنی چھٹی ہوئی تھی اور چاند کی کھنڈی
 روشنی میں ان کے خوفناک چہرے عجیب لگ رہے تھے۔ یہ عجیب خاص تھی
 ان کے ہاتھ میں اندازہ لگایا تھا لیکن کسی واضح خیمہ پر نہیں پہنچ سکتا تھا
 اور بے ٹیلوں کو عبور کرنا انسان نہیں تھا خاص طور پر رات کی اس جگہ
 روشنی میں لیکن وہ ایک مخصوص سمت چل رہے تھے اور پھر ان ٹیلوں کے
 درمیان ایک دواڑ کے نزدیک پہنچ گئے یہاں ایک لمحے کے لیے ٹکے
 اور اندر داخل ہو گئے اس طرح انہیں کسی شے پر چڑھنے کی زحمت نہ کرنی
 پڑی اور ہم ان کے دوسری جانب پہنچ گئے۔
 ٹیلوں کے دوسری جانب چاندنی کے سامنے میں ٹیلوں کے ساتھ لگے
 ہوئے چھوٹے چھوٹے پتھروں کے مکان بنے ہوئے تھے۔ یہ پتھر ٹیلوں سے
 چٹن کر جمع کیے گئے تھے۔ اور ساحل کی گیلی ریت سے ان کے رختے بند
 کر لیے گئے تھے۔ پس کشادہ کمرے سے تھے لیکن ان میں روشنی کا کوئی
 اشتغال نہیں تھا۔ اگرچہ چاندنی نہ ہوتی تو وہ نظر بھی نہ آتے۔ اس کے علاوہ
 بھی وہاں کچھ اور آثار نظر آتے تھے جو اس تاہی میں واضح نہ ہو سکے۔
 مکانوں کے درمیان اور لوگ بھی چلتے پھرتے نظر آ رہے تھے۔ تب انہوں
 نے میرے ہی ایک مکان کے سامنے پہنچ کر کہا۔
 "اندھا جاؤ اور یہاں آرام کرو۔ تم ہمارے قیدی ہو۔ دن کی روشنی
 میں تم سے گفتگو ہوگی۔ چلو آدمی تم کو اندھا کر دینا اسے کیا اور یہی بار
 میں نے بندگی سے ان کے بلے میں سوچا۔
 "روٹی میرے ساتھ ہی ہے گی۔" میں نے ہماری آواز میں کہا
 اور وہ شخص جس نے یہ بات کہی تھی اٹھ کر بڑھ آیا۔
 "تم اس کے لیے مذکر رو گے؟"
 "ہاں۔ اگر تم نے نہ تو تم سب کو ہلاک کر دوں گا۔" میں نے

پتھر بلے مجھے میں جواب دیا۔ اور وہ شخص ایک لمحے ساکت کھڑا رہا پھر آہستہ
 سے ہٹا اور پھر زور زدہ سے ہٹنے لگا پھر سے تشارت توٹنے لگا اور دوسرے
 بھی اس کے ساتھ ہی دیوانچی کے انداز میں ہٹنے لگے۔ میں نے دنیا کا ہاتھ
 پکڑ کر اسے پیچھے کر لیا۔ اس دوران چند اور لوگ بھی وہاں آ گئے ان میں دو
 ضیعت العربی تھے۔
 "اگر ہم نے آدمی کو اس سے جدا کیا تو ہم سب ہلاک ہو جائیں گے سو،
 ایک کرو دو ستون، ہلاکت سے بچو۔ ٹیک ہے جانی تم اندھا جاؤ اور آدمی کو بھی
 لے جاؤ۔ ہم ہلاک ہو جائیں چاہتے ہیں لیکن ہمارے ساتھ کدو اور پتھر تو ہلاک ہو جائیں گے۔"
 وہ سب ویسے ہیٹ گئے اس وقت میں نے بھی یہی پتھر سمجھا کہ
 ان لوگوں نے کوئی تعرض نہ کیا مائے جیج کو دیکھا مائے کدو ویسے اس شخص
 کے لیے میں ایک انوکھی بات مکتی جسے عقل نہیں مانتی لیکن تجربہ کرتا
 تھا کہ بات درست ہے۔ ہوں لگتا تھا جیسے ٹیٹل کے ہاتھ میں ان کے کھانے
 اچھے نہ ہو لیا تو رات کی تاریکی میں وہ دنیا کی عمر کا اندازہ نہیں کر سکتے تھے اور چونکہ
 ٹیٹل ہرے ہرے بدن کی ٹانگ مکتی اہل لے غلط مکتی کا شکار ہو گئے تھے یا
 پھر انسانیت سے ان کا کوئی تعلق نہیں تھا اور وہ سوفیدی وحشی تھے مگر
 ایسی بات ہے تو میں ان کی نسل ختم کر دوں گا۔ میں نے سوچا یہ حال ٹیٹل
 کو تو میں نے اندھا کر دیا لیکن اس کے بعد سے روشنی ہونے تک میں نے
 انکا نہیں جھپکا ہی تھی۔ یہاں تک کہ صبح ہو گئی۔
 مجھے لوگ ہمارے ماتھے کے لیے پکڑا گوشت لائے جو کھا ہوا تھا۔
 گوشت لائے والا ایک بوڑھا آدمی تھا جو اچھی چیز ان کے پاس تھی وہ پانی
 لایا کہ برتن تھا صرف پانی دے دو۔ میں نے کہا۔
 "کیوں؟" وہ ایک نہیں لوگے؟"
 "میں خود شکار کروں گا اور اسے جھون کر کھاؤں گا۔" میں نے کہا
 "ممکن ہے دوسرے تمہیں اس کی اجازت نہ دیں۔" بوڑھے نے
 کہا اور میں نے سفارت آیدہ لگا ہوں سے اسے دیکھا۔
 "یہاں ہمارے تعداد گنتی ہے؟"
 "چوبیس افراد ہیں۔"
 "صرف چوبیس ہیں؟" میں نے طنز پر ہنسی کے ساتھ کہا۔ "میں تم سب کو
 صرف چند منٹ میں ہلاک کر دوں گا۔ تم میں سے کسی کی مجال ہے مجھے ٹیٹل
 بوڑھے نے رحم آمیز لگا ہوں سے مجھے دیکھا غائباً وہ سوچ رہا تھا کہ اگر وہاں
 چل گیا ہے پھر وہ ایک گری سائنس لے کر بولا۔
 "تم یہاں کسی طرح آ گئے ہو جو ان؟"
 "ہمارا چاند تباہ ہو گیا تھا ہم ایک تختے کے سہارے بیٹے ہوئے اس
 طرف آ گئے کیا تم مجھ اس ماحول کے بلے میں پھنسا سکتے ہو؟"
 "کیوں نہیں؟" یہ افریقہ کا علاقہ ہے۔ یہاں خیال ہے تم نے کسی کوئی خیرہ
 سمجھا ہو گا لیکن یہ خیرہ وہ نہیں ہے بلکہ تاریک براعظم کا ایک خیرہ کا ساحل ہے
 ایسے دشوار گزار راستوں کے بعد کہ جنہیں عبور کرنا ممکن نہیں ہے اس لیے

یہ علاقہ افریقہ کے دیشوں کی پہنچ سے باہر ہے۔ یہاں سے صرف نوے میل کے
 فاصلے پر افریقہ قباہل آباد ہیں لیکن ایک خوفناک گھاتی ہمارے اور ان
 کے درمیان حامل ہے اسی لیے یہاں سے پوری طرح محفوظ ہیں۔
 "خوب، مگر ان سے مل کر کبھی نہیں ہوئی؟"
 "بہت دور سے ہم نے انہیں اور انہوں نے ہمیں دیکھا ہے لیکن
 نہ ہم اس طرف جاسکتے ہیں اور نہ وہ اس طرف آسکتے ہیں۔"
 "تم لوگ کون ہو؟"
 "دس بارہ سال قبل ہم بھی انسان تھے مذہب تھے اور مذہب
 کی دنیا میں رہتے تھے ہمارا چاند تباہ ہو گیا تھا اور ہم ایک لافٹ بوٹ کے
 ذریعے یہاں پہنچے۔ بڑے خوفناک مصائب کا سامنا کرنا پڑا ہم میں سے
 بہت سے مر گئے لیکن یہاں شکار بھی ہے درخت بھی اور پانی بھی اس
 لیے زندہ رہنے میں وقت نہیں ہوئی۔ ابتدائی پانچ چھ سال تو ہر زندگی کے
 لیے حق کرتے رہے اور مذہب رہے لیکن اس کے بعد ہر سب انسانیت
 کے منہوں سے آواز ہو گئے اب تو صرف ایک احساس ہے جب تک زندہ
 ہیں زندہ رہیں ایک دن اسی خشک زمین پر مر جائیں گے پہلے مرنے
 والوں کی طرح چننا ہر لوگ جنگل میں رہتے والے ہر جانور کو شکار کرتے
 ہیں اس کا گوشت کھا لیتے ہیں اور سوت ماہی کا گوشت بھی کھاتی گئی ہے
 ہاں نوکریں پتھروں کی مدد سے ہم نے پورے تین سال کے اندر ایک گہرا
 کنواں کھود دیا ہے اس سے ہم اپنے کا پانی نکالتے ہیں اور یہ چس پانی
 ملائے ہیں ہم اسے سب سے قیمتی ہے کیونکہ یہاں بارش نہیں ہوتی۔"
 "تم لوگوں میں کوئی عورت نہیں ہے؟"
 "پہلے تین عورتیں تھیں لیکن وہ زندہ نہ رہ سکیں، ہمارے ساتھ
 بھی وہ کوئی تعرض نہیں کرتے لیکن یہ آدمی؟" بوڑھے نے کشمکش زدہ
 لگا ہوں سے دیکھا۔
 "اس آدمی کی عمر گیارہ بارہ سال سے زیادہ نہیں ہے۔" میں نے کہا
 "لیکن وہ لوگ انسانیت کی ساری رسومات بھول چکے ہیں
 کاش تم اس کے ساتھ یہاں آؤ گے اور سمجھو یہی میں مر جاتے۔" بوڑھے نے
 افسوس کا جھمکے میں کہا۔
 "تم بوڑھے ہو جاؤ تھیں۔" گھانا۔
 "وہ سمجھنے اور سمجھانے کی جادو سے آگے بڑھ چکے ہیں خود ہماری
 زندگیوں کو تحفظ نہیں ہے کیونکہ ہم ان کے لیے محفوظ مغل ہیں ہم کی معرفت
 کے نہیں ہیں سو اے اس کے کہ کوئی نہیں انکر کا پانی لائیں اور ان کے گھر
 کی صفائی کریں۔ رات کو وہ ملاما ملو لگائے رہے ہیں اور شاید آج
 دن میں کسی وقت۔۔۔۔۔"
 "ہمارے پاس ہتھیار ہیں؟"
 "نہیں باقاعدہ نہیں ہیں البتہ جنگلوں کی مضبوط اور سیدھی لکڑیوں
 حاصل کر کے انہوں نے ان کے سرے پتھروں پر گھس کر نوکدار بنائے ہیں انہی

جنگل میں میں نے دیکھ لیا تھا کہ شکار بغیر موسم کے ہوتا ہے۔
میری نگاہیں چاروں طرف بھٹک رہی تھیں پھر میں نے جنگل میں
خروش دیتے۔ اس وقت میں شکاری فروخت تھی چنا چر میں تیار ہو گیا
میں نے پتھروں کے دونوں ٹکڑے اٹھائے اور خرگوش کو ان کا نشانہ
بنادیا۔ مردہ خرگوش اٹھا کر میں نے اس چادر میں ڈالا۔ مگر ان کا گوشت تو
بالکل ہی ناکافی تھا۔ اس لیے مجھے کسی بڑے جانور کی تلاش تھی اور چند
ساعت کے بعد مجھے سیاہ رنگ کا ایک ہرن نظر آیا۔

اگرچہ ہرن حاصل کر لیا جائے تو ٹیٹا کے لیے کما کما ایک ماہ کی
غذا کا انتظام ہو سکتا ہے۔ ہرن کو ہلاک کرنے کے لیے میں نے اس کو کار
لکڑی کے تیز لڑے کا استعمال کیا اور تیز میرے ہاتھ سے نکل کر پوری قوت سے
ہرن کے بدن میں پڑ گیا۔ ہرن تیز سے میں ... چپس کر بری
طرح اچھل رہا تھا میں اگلے بڑھا اور اگلے بڑھنے کے بعد میں نے ہرن کی گردنی
توڑ ڈالی۔ ہرن ہلاک ہو گیا تھا تب میں اسے گھمٹا ہوا اس چادر کے زونڈیا
سے آیا اور پھر میں نے اسے بھی چادر میں ڈال لیا۔

اس کے بعد ناریل کی بادی تھی۔ ناریل اس لیے ضروری تھا کہ
ان کے پانی موجود تھا۔ ناریل سے غذا اور پانی دونوں چیزیں فراہم ہوتی
تھیں۔ ناریل کے درخت کو میں نے اپنی گرفت میں لے کر زور سے
ہلایا وہ مضبوط چڑھتی لیکن ٹیٹا نے حیرت سے دیکھا کہ بے شمار ناریل ٹوٹ
کر اوپر اڑھ کر گرتے تھے۔ اس کے بعد میں نے اس لیے بہت سے درختوں کو ہلا
کر ان سے ناریل بھاڑے اور ان سب کو جمع کر کے ایک بڑی سی گھڑی
بنائی۔ اس گھڑی کو اپنے شانے پر لاد کر میں نے گھڑی پر ہر دینا کو بھلایا
وہ اس پر بیٹھتے ہوئے خوفزدہ تھی لیکن میں نے اسے مجبور کر دیا اور وہ میرے
شانے پر چڑھ گئی۔ اس بار میں نے ان جھونپڑیوں کا رخ نہیں کیا جو پتھروں
سے چن چن کر بنائی گئی تھیں۔ پتھروں کو ان کے ساتھیوں کی موت کی
الفاظ دینا ضروری نہیں تھا البتہ اب میں یہاں رکتا نہیں چاہتا تھا
چنا چر میں نے اس کے کار اختیار کیا۔

ورن کو بوجھ کو اپنے شانوں پر لاد کر میں خاصی تیز رفتاری سے
اگلے بڑھ رہا تھا حالانکہ ان لوگوں نے خاص طور سے اس بڑھنے کے مجھے
اس راستے کے بارے میں بتایا تھا لیکن میرا رستہ ان کے لیے ناقابل عبور
ہو سکتے تھے میرے بے متنبہی میں اگلے بڑھتا رہا۔ ٹیٹا خوفزدہ سی میرے
اوپر چڑھتی ہوئی تھی اور اس وقت میری ہیبت کچھ عجیب سی تھی۔ البتہ
میں نے ٹیٹا کو ہدایت کر دی تھی کہ وہ چاروں طرف نگاہ رکھے اور اگر کہیں
بھی کوئی حرکت تھی یعنی انسان وغیرہ نظر آئے تو پہلے ہی سے مجھے اطلاع دے
ڈینا بھی اب ہر تیزی سے سارے کام کر رہی تھی۔

وقت انسان کو ہر طرح سے چست و چالاک بنادیتا ہے چنا چر ٹیٹا
بھی اس وقت ایک ہوشیار انسان کی طرح چاروں طرف دیکھ رہی تھی۔
تھوڑی دیر کے بعد اس نے مجھے مخاطب کیا۔

"انکل۔ انکل۔"
"کیا ہے؟" میں نے رک کر پوچھا۔
"وہ لوگ۔ وہ لوگ بچے آرہے ہیں۔"

"اوہ۔" میں نے گھوم کر دیکھا اور یہ دیکھ کر میرے ہونٹوں پر
مسکراہٹ پھیل گئی کہ وہ میرے عقب میں تو فرار نہ رہے تھے لیکن شاید
توڑ دیکھنے کی بہت میں کر پادے تھے۔ میں نے ٹیٹا کو اپنے شانے سے
اتار دیا۔ میں نے سوچا تھا کہ اگر انہوں نے مجھے تیز پھینک کر ان کی خوش
کی تو ٹیٹا بھی ان کا شکار ہو سکتی ہے چنا چر اب میں اسے لگے کے اور خاص
طور سے اس ورن کی گھڑی کی آڑ میں سے اگلے بڑھتا رہا۔ میری خواہش تھی کہ
میں یہ طویل و عریض میدان عبور کر جاؤں۔ اور میں چلتا رہا۔

ٹیٹا نے حضور ڈوری توڑ کر اس ساتھ دیا اس کے بعد وہ مجھے تھکی
تھکی سی نظر کرنے لگی۔ تب میں نے اسے دوبارہ اٹھا کر اپنے شانے پر بٹھالیا
پلٹ کر دیکھا تو وہ لوگ موجود تھے پتھروں کے تھے یا پھر چوب
کر میرے نزدیک آنا چاہتے تھے لیکن جس میدان سے ہو کر درختوں سے وہ
اتنا وسیع و عریض تھا اور اس طرح ہوا تھا کہ وہاں کسی کے چھپنے کی گنجائش
نہیں تھی۔ اس کا مطلب ہے کہ اگر وہ ہمارے پیچھے ابھی رہے ہیں تو میدان
کے سرے سے اگلے نہیں بڑھے ہیں۔ ہم اس خشک اور وسیع میدان کو عبور
کرتے رہے حضور ڈوری کے بعد ٹیٹا نے پیاس کی شکایت کی اور میں رک
گیا میں اس معصوم سی بچی کو تکلیف دینا نہیں چاہتا تھا چنا چر میں نے
گھڑی سے ایک ناریل نکالا گھونرہ مار کر اسے توڑا اور پھر اس کا پانی ٹیٹا کے
منہ کے سامنے کر دیا۔ ٹیٹا پانی کی بھرپور سکون ہو گئی تھی میں اور ٹیٹا چلتے
رہے ٹیٹا بھی پیچھے اترا تھی اور جب میں اس کے انداز میں تھکن پاتا تو
اسے شانے پر بٹھال دیتا۔ جنگل کا ایک چھوٹا سا ٹکڑا نہیں اور عبور کرنا پڑا۔
یہاں کچھ خرگوش رنگ پھیل موجود تھے جن میں میں نے ٹیٹا کے لیے حاصل
کر لیا اور پھر شام ہو گئی ان لوگوں کے آثار دور دور تک نہیں تھے پھر بھی
میں ان سے غافل نہیں رہنا چاہتا تھا اس لیے رات ہونے سے قبل اس
جنگل سے نکل جانے کے لیے میں نے تیز رفتاری سے سفر شروع کر دیا۔

اب سردی شروع ہو گئی تھی یوں بھی یوں بھی میں اگلے بڑھتا
جا رہا تھا موسم بدلتا جا رہا تھا اور گرمی کی شدت بالکل ہی ختم ہو گئی تھی۔
ٹیٹا آہستہ آہستہ کپکپا رہی تھی جنگل کے دوسری جانب ڈھلان نظر آیا جو جھلی
گھرا بیٹوں میں جھلایا تھا۔ میں ڈھلان سے اترنے لگا۔ خشک جگہ تھی۔
چھوٹے چھوٹے پتھر پھرتے ہوئے تھے اور ان پر سے پاؤں چسل سکتا تھا
تاہم میں چلتا رہا اور پھر ایک بوٹاں نما چٹان کی آڑ میں میں نے ٹیٹا کو سکون
بنایا۔

اب تاریکی پھیل گئی اور قرب وجود کا ماحول کافی جھپٹا نظر
آنے لگا تھا۔ میں نے ٹیٹا کو کپڑوں میں لپیٹ کر ایک طرف بٹھادیا اور غور
چادر کھول کر دونوں خرگوش نکال دیے پھر ان کی کھال اڑھری اور گوشت

کا ایک ٹکڑا ٹیٹا کو دے دیا۔
"آج میں کچا گوشت ہی کھانا پڑے گا ٹیٹا۔ میں سنا کرتے ہوئے کہا
"ٹھیک ہے انکل۔ ان لوگوں بھی انسان کو حالات کے مطابق ہوتا
چاہیے ٹیٹا نے کہا اور میں ہنس پڑا۔

"تو اب خوب سمجھا رہی ہو جی جی ہو ٹیٹا!"
"ہاں انکل، میں سمجھ رہی ہوں آپ میرے لیے کیا کر رہے ہیں
کیا آپ نے ان لوگوں کو میری وجہ سے نہیں مارا؟"

"ارے تم نے یہ اندازہ بھی لگایا۔"
"ہاں انکل لیکن وہ مجھے آپ سے کیوں مانگ رہے تھے؟"
"میں پاگل تھتے ہیں یہ غفرا کرنا۔ اب اس معصوم بچی کو ان
کی دیوانگی کے باسے میں کیا بتانا ٹیٹا خاموش ہو گئی میں نے دیکھا وہ
کچے خرگوش کو بڑے ذوق و شوق سے کھا رہی تھی پھر اس نے دونوں یوں کا
پانی پیا اور طہن ہو گئی۔

"انکل! حضور ڈوری کے بعد وہ بولی۔" اب کیا ہوگا انکل ہم
کہاں جائیں گے؟"
"میری ایسی جگہ ٹھہریں گے جہاں سے ہم متاری دنیا کو پہنچ سکیں
"کب پہنچیں گے؟"

"میںیں پریشان نہیں ہونا چاہیے....."
کافی وقت لگے گا کیونکہ ہم اسے علاقے کی طرف بڑھ رہے ہیں جس کے بارے
میں میں کچھ معلوم نہیں ہے۔ کیا تم پریشان ہو ٹیٹا؟"

"پہلے تھی اب نہیں ہوں"
"ہاں بالکل اطمینان رکھو میں کوئی نقصان نہیں پہنچے گا سوا
اس کے کہ ابھی میں ان جنگلوں اور پہاڑوں میں بھٹکتا رہا۔"

"ٹھیک ہے انکل ہر کچھ کیسا کہتے ہیں ٹیٹا آہستہ سے بولی۔
اور میری گود میں لیٹ گئی دنیا کے اس عجیب گاہک۔ رنگ سے نباتات حاصل
کر کے مجھے ایک گونہ سکون محسوس ہوا تھا پروفیسر اور میں تو لامتناہی تھا
بھلا میں اس سفر کی زندگی سے کس طرح اکتا سکتا تھا مجھے تو سفر کرنا تھا۔
ایک طویل سفر جس کی منزل نامعلوم تھی اور اس کے لیے منزل کا تئیں بھی
نہیں کیا جاسکتا تھا۔

یوں لگتا تھا جیسے وہ لوگ ہمارے تعاقب سے کتا کر چلے گئے
ہوں اور اپنی ہونٹ خواہش سے دباؤں ہو گئے ہوں۔ ساری رات
میں جاگ رہا تھا۔ موسم صبح بھی درست نہیں تھا۔ آسمان پر کالی گھٹائیں
چھائی ہوئی تھیں فضا میں سردی تھی ٹیٹا نے اس موسم کو کافی پسند کیا میں
نے خرگوش کی کھال محفوظ کر لی تھی اس کے علاوہ سیاہ ہرن کی کھال بھی میں
ٹیٹا کے لباس کے طور پر استعمال کرنا چاہتا تھا چنا چر یہ کھال میں نے بڑی
حفاظت سے تیار کی اور ہاتھوں کی طاقت سے گوشت کے کئی ٹکڑے کر کے
اس طرح قانون وزن گھٹ گیا تھا۔ اور اس کے بعد طویل اور وحشت خیز
علاقے کا سفر دوبارہ جاری ہو گیا۔

ڈھلان بہت دور تک چلی گئی تھی اور اس کے بعد سے پھر
بلندیاں شروع ہو گئیں۔ آسمان کے آثار درست نہیں تھے بوں کا نشانہ
جیسے بارش ہوگی۔ نہ جانے وہ گدھے یہاں تک آئے ہیں تھے یا نہیں ملاوچہ
انہوں نے اس علاقے کو اتنا خوفناک سمجھ لیا تھا لیکن بوڑھے نے کوہیت
دور دور کی باتیں کی تھیں مجھے تو ایسی علامات نہیں ملی تھیں جن کی وجہ
سے اس علاقے کو اوقطیر کے دوسرے علاقے سے بالکل الگ تھک سمجھ
لیا جاتا۔ ہاں اس کی ہیبت عجیب تھی صرف حضور ڈوری کے فاصلے سے
زمین ایک دم بدل جاتی تھی اور موسم بھی بدل جاتا تھا۔

سفر شروع کیے زیادہ دیر نہیں گزری تھی کہ بارش شروع ہو گئی
اگر سردی نہ ہوتی تو بارش اس وقت ایک نعمت تھی کیونکہ ہم کافی حد
سے نہیں ٹھنکے تھے لیکن..... یہاں کوئی پناہ تو تھی نہیں اس لیے بائیں
میں بیٹھنے لگے اور فدا سی دیر میں شرابور ہو گئے۔ مابول اتنے گرم ہوتے
جا رہے تھے کہ اب اس قدر کاماں بھی لگا ہوں سے روپوش ہونے لگا تھا
اور پھر سب سے خوفناک بات یہ تھی کہ دوبارہ ڈھلان شروع ہو گئی تھی
خوفناک ڈھلان اور یہ ڈھلان جھپٹوں تھی اگر پوری طرح پاؤں چاکر
نیچے نہ اتر جاتا تو کہیں بھی پاؤں پھسل سکتے تھے۔

"انکل۔ ٹیٹا کی آواز سنائی دی۔" انکل مجھے اتار لیں اندھا کس
طرح پھینکا جا رہا ہے؟

"میں ٹیٹا نیچے اترنے کی جگہ نہیں ہے ٹیٹا یہاں ہر موسم پر بادلت
کر رہا ہے میں نے کہا اور وہ خاموش ہو گئی۔ بارش موسلا دھار ہو رہی تھی
بادل اس طرح گرج رہے تھے کہ ان کو فکے پڑے پھینکے جا رہے تھے لیکن
رکنا بے کار تھا چلتے رہنے سے کم از کم یہ امید تو تھی کہ کہیں نہ کوئی پناہ گاہ
مل جائے۔ بجلی کی چمک سے اگلے کے ماحول کو دیکھتا ہوں میں نیچے اترتا رہا
ٹیٹا اب میرے شانے سے بالکل چپٹ گئی تھی اور میں دل ہی دل میں
ہنس رہا تھا۔

دفعتاً بجلی چلی اور میری آنکھوں کے سامنے ایک جنگل نمودار ہوا
یہ جنگل بھی ڈھلان پر تھا اور زیادہ دور نہیں تھا میں نے رفتہ رفتہ کر دی
اور حضور ڈوری کے بعد ہم دونوں جنگل میں داخل ہو گئے۔

جنگل میں پہنچ کر قندے سکون محسوس ہوا کیونکہ یہاں ہولے تھپڑے
اور بارش کا زور نہیں تھا جنگل کافی گھنا تھا اور بڑے بڑے درخت پھیلے ہوئے
تھے۔ ایک بالکل محفوظ جگہ پر ٹیٹا کو میں نے بٹھادیا۔ اس کے بائیں سے پانی
کی دھاریں برہم رہی تھیں اور دانستہ ہی رہے تھے مجھے خطہ تھا کہ کہیں وہ
سردی کا شکار نہ ہو جائے۔

ٹیٹا تم پرانی لباس اتار دو وہ میں نے کہا اور وہ معصومیت سے
تیار ہو گئی۔ اس نے پناہ پاس اتار دیا اور میں نے ہرن کی کھال جو بارش
سے خود بخود صاف ہو گئی تھی منہایت نکالتا رہا میں اس کے گرد لپیٹ
دی۔ کھال کے سرے میں نیلے کے جسم کے ہاتھ دیتے تھے اس کے بعد

عزیزوں کی کھال میں نسل کے بالوں پر پیناوی۔ اس ہیئت میں بیٹنا
عجیب و غریب ہوگئی تھی لیکن یہ حال اسے سکون محسوس ہوا اور وہ سکون
”واہ! نکال اب تو میں ایسی بکری لگ رہی ہوں گی جس کا بدن
سیاہ اور سر کے بال سفید ہوتے ہیں“ اس نے ہنسنے لگا اور اس کی ہنسی سے
مجھے بے حد خوشی ہوئی۔ لڑکی اب مصائب کی عادی ہو چکی تھی۔ اور
اس نے عام چیزوں سے خود کو بہتر بنا چھوڑ دیا تھا۔ مجھے اس کی حوصلہ مندی سے
بڑی تقویت ہوئی لیکن اس کے باوجود میں نسل وقت بارش میں گئے
کاسے مناسب نہیں سمجھا اور یہیں رہ کرنا بہتر خیال کیا۔ گھنے درختوں کے نیچے
بارش لگ رہی تھی حالانکہ وہ مسلسل جاری تھی اور بجلی کی کڑکٹ اور
بادوں کی گرج سے اس کی تیزی کا اندازہ ہوتا تھا۔

خلافت کوئی کاسٹوائی گروہ نہیں تو پھر ہمیں جواب دے لیکن جب اسے امینان ہو گیا کہ مقابل بھی جارحیت پر آمادہ نہیں ہے تو وہ آہستہ آہستہ اپنی جگہ پر بیٹھ گیا۔ شیر کے پیٹھ جانے کے بعد میرے ہوشوں پر سکا ہٹ پھیل گئی تھی۔ میں نے ٹینا کی جانب دیکھا وہ اس خطرے سے بے نیاز امینان سے آنکھیں بند کر کے لیٹی تھی۔ تاہم ہوشیار رہنا ہے مدد کو بھی تھا بارش مسلسل جاری تھی۔ اور شیر اسی طرح درخت کے نیچے بیٹھا رہا شیر نے لگے بچوں پر غصہ پڑا رکھ لی تھی اور غاموش بیٹھا رہا تھا پھر جب بارش تھی تو شیر اپنی جگہ سے اٹھ کر کسی سمت چلا گیا میں نے سکون کی گہری سانس لی تھی۔ اس کے بعد کراؤقت امینان سے گزرا بارش کا شور دھڑک چکا تھا اور سورج اپنی پوری آب و تاب کے ساتھ نکل آیا تھا مینا بھی جاگ گئی تھی اور اس لباس میں وہ وقتی عجیب و غریب لگ رہی تھی اس نے اپنے آپ کو دیکھا اور پھر مجھے دیکھ کر کہیں پڑی اور مجھے ہنسی ہوئی یہ ہنسی بے حد عجیب لگ رہی تھی۔

• نکلے! میں نے صبح کھاتھا میں سفید سروالی بکری لگتے ہی

ہوں۔

اس گول چینان پر بارش اور چنے کی بٹی کی بنا پر کابھی جی ہوئی تھی اس کابھی سے گزرا موت کے علاوہ کچھ نہیں تھا میں تعجب سے اس عجیب و غریب پل کو دیکھ رہا تھا۔

کافی شدید مشقت کے بعد میں نے پل کاشوٹو اساحند پارکیسا
مجھے اپنی اس بارگاہی پر حیرت حق جو خاموشی سے میری پشت سے
چمٹی ہوئی پیچھے لگائی میں جھانک رہی تھی راستے میں اس نے ہتھکے کیا
"انکل نیچے پانی معلوم ہو گا ہے آپ اس کا بلا ہکا شورو سن
رہے ہیں؟"

ساحل

کے وحشی دس سال سے مصائب کی زندگی بسر کر رہے تھے لیکن اس پل کو عبور کرنے کی جرأت نہ کرتے تھے حالانکہ اس وحشت خیز ماحول میں وہ جس قدر بے جگر ہو چکے تھے اس کا بچے بخوبی اندازہ تھا لیکن یہ خوفناک پل واقعی عبور کرنے کے تصور سے بھی بہت دور تھا لیکن اس کے دوری جانب کھڑی یہ جیسوں دلی آغوش جانب لگا کر یہاں تک پہنچنے کے سارے مصائب ذہن سے محو ہو جاتے تھے۔

مینا اور میں اس حسین ماحول کو دیکھتے رہے اور پھر مینا نے پُرسرت آواز میں کہا: "آہ انکل! کتنی خوبصورت جگہ ہے۔"

"ہاں۔ افریقہ کا حسین ترین علاقہ، لیکن نہ جانے اس کے اندر کیا کیا ہو؟"

"آئیے آگے بڑھیں انکل! مینا نے کہا اور میں نے گون بھادی۔ میں خوش تھا۔ مسانوس نے جس دنیا میں مجھے لے جا کر چھوڑا تھا اس نے تو بہت مختصر سے عرصہ میں میرے ذہن میں بیزاری پیدا کر دی تھی۔ اگر میں بھی پرسکون دنیا میں نہ جاتا تو نہیں کہہ سکتا تھا کہ میری ذہنی کیفیت کیا ہوتی۔ یہاں مصائب تھے لیکن اس کے ساتھ ساتھ سکون تھا اور وہ ہنگامے نہیں تھے جہاں رہنے والے کسی کے دوست نہیں ہوتے۔ ایک طرح سے مجھے ماحولی کا سکون مل گیا تھا۔

تمہیں بے تعلقی ترقی کی، اچھٹی چلی گئی۔ انسان خود اپنے جال میں پھنس کر عقل کھو گیا۔ اوبے عقلی نے اسے دوسرے انسان سے شغف اور ساری بنا دیا۔ یہاں اس ماحول میں سڑشیں نہیں تھیں۔ ہاں آگے کی بات میں نہیں کہہ سکتا تھا۔ آگے نہ جانے کیا ہو۔ اور ہم آگے بڑھتے رہے۔ وادی کے ایک سرے پر ایک چمکدار ندی بہتی نظر آ رہی تھی۔ فاصلہ کافی تھا ویسے یہاں شدید سردی کا احساس بھی نہیں تھا بس مختل موسم تھا جس میں کسی بے سکونی کی کیفیت نہیں تھی۔

مدی دیکھ کر ہم دونوں خوش ہو گئے اور مینا بے اختیار جیخ اٹھی۔ انکل وہ پانی موجود ہے۔

پانی کے بغیر اب تک جس طرح گزارا کیا تھا مینا ہی جانتی ہوگی میں تو ان چیزوں سے مزین تھا۔ بہر حال مینا کی خوشی میں شریک ہونے کے لئے میں نے بھی خوشی کا اظہار کیا۔ اور ہم دونوں برق رفتاری سے ندی کی جانب دوڑنے لگے اور تھوڑی دیر کے بعد ندی کے قریب پہنچ گئے۔ ندی گری نہیں تھی شفاف پانی کے نیچے اس کی تہ صاف نظر آ رہی تھی۔

مینا کنارے پر چڑھی اور تیلہ جھرک پانی پینے لگی۔ میں دیکھی سے اسے دیکھتا رہا تھا۔ جہاں نے چمک کر میری طرف دیکھا۔ انکل کیا آہ بیا سے نہیں ہیں؟

ہوں مینا؟ میں نے کہا۔

تو پانی نہیں۔ مجھے تو اب لگ رہا ہے جیسے زندگی میں پہلی بار پانی پل رہی ہوں۔ یا پھر یہ پانی ہی شیریں ہے؟

شاید میں نے مختصر کہا۔ اور پھر صرف اس کے اطمینان کے لئے خود بھی تھوڑا سا پانی پیا۔

"انکل! کیوں نہ ہم اس ندی میں نہاں ہیں؟"

"دل چاہ رہا ہے مینا؟"

"بے حد۔ مینا نے جواب دیا۔"

"ٹھیک ہے نہاؤ۔ میں یہاں بیٹھا ہوں؟"

نہیں انکل! آپ بھی تو نہاں ہیں۔ میں ابھی نہیں نہاؤں گی؟ اس نے کہا اور میں نے مجھے ہونے نماز میں اسے دیکھا۔ لیکن پھر خود ہی میرے غروں پر سکڑا ہٹ چلی گئی۔ مصروفی کی بھی بہت سی باتوں سے بے نیاز تھی۔

"ٹھیک ہے تم نہاؤ۔ میں بھی نہاؤں گا؟" میں نے جواب دیا اور اس نے بے تکلف اپنا لباس اتار دیا۔ پورا لباس اتارنے کے بعد اس نے مسکراتی نگاہوں سے میری طرف دیکھا اور پانی میں آگئی۔ میری نگاہیں خود بخود جھک گئیں تھیں۔ میں اس کی پاکیزہ معصومیت کا احترام نہ کر سکتا تھا۔

میں نے اس کی جانب نہیں دیکھا اس کے اصرار پر میں بھی لباس سمیت پانی میں آگئی۔ اس کا اس نے خوب مذاق اڑایا۔ لیکن میں مطمئن تھا۔

مینا کسی سنہری پھل کی مانند ندی کے شفاف پانی میں پھرتی پھر رہی تھی۔ وہ بے حد خوش تھی اور خوشی کا اظہار اس کے چہرے سے ہوتا تھا اس کے حسین بال مکمل گتے تھے اور پانی میں لہرا رہے تھے۔ اتنا خوبصورت منظر تھا کہ گروہ بے لباس نہ ہوتی تو یقیناً میں اس سے پوری طرح لطف اندوز ہوتا۔ اس کی خوشی سے نکلتی ہوئی ہلکا ہلکا میرے کاؤں کی بہرہ جلی لگ رہی تھی۔ میں بھی ندی کے پانی میں اپنے بدن پر پڑنے والی گرہ کو صاف کر رہا تھا، اور میں اس طرح کافی دیر گزر گئی۔

اس دوران کنارے کی طرف ایک دفعہ بھی ذہن نہیں گیا تھا۔ کوئی احساس ہی نہیں ہوا تھا اور نہ ہی اس کی ضرورت پیش آئی تھی۔ لیکن یونہی بے مقصد میں نے پانی میں نگاہیں ڈالیں تو اچانک مجھے احساس ہوا کہ کچھ سائے پانی کی لہروں پر درخشاں ہیں۔ میں نے بے اختیار چوہک مارتا تھا تب میں نے کنارے کی طرف دیکھا اور میری آنکھیں حیرت سے مکمل کھلیں۔

بے شمار افراد تھے جن کے جسم قوت و توانائی سے بھر پور تھے۔ چمکدار تھے اور ان کے ہاتھوں میں لمبے لمبے نیزے دبے ہوئے تھے۔ سیاہ چروں پر سفید آنکھیں بڑی خوشنوا لگ رہی تھیں۔ جسم پر بڑے نام لباس تھا اور ان کی تعداد بے پناہ تھی۔

ندی کے کنارے پر وہ دور دور تک پھیلے ہوئے تھے۔ میں نے بے اختیار پلٹ کر ندی کے دوسرے کنارے کی جانب دیکھا۔ اور ہم مجھے نہیں لگتی۔

یہ کنارہ بھی انہی سیاہ خاتموں سے اسی طرح بھرا ہوا تھا۔ گویا انہوں نے ہمیں دونوں طرف سے گھیر لیا تھا۔

مینا کی نگاہ ابھی ان پر نہیں پڑی تھی۔ وہ اب ندی کی شفاف تہ میں خوبصورت پتھر تلاش کر رہی تھی۔ کئی پتھر اس کی صفی میں دبے ہوئے تھے۔ پانی اتنا پرسکون اور آہستہ آہستہ جینے والا تھا کہ بدن کر کوئی قوت نہیں صرف کرنا چاہتی تھی جس کی بنا پر مینا کا دل شاید ندی سے نکلتے کر نہیں چاہ رہا تھا۔

لیکن اب صورتحال بدل گئی تھی۔ ایک لمبے کے لئے میرا ذہن ماؤٹ سا ہو گیا۔ میں سوچا کہ مینا بے لباس ہے اور اس کا لباس کنارے پر رکھا ہوا ہے۔ اس لباس کو کس طرح حاصل کیا جائے۔ اس کے علاوہ ظاہر ہے یہ لوگ کسی نیک مقصد کے تحت تو یہاں نہ آئے ہوں گے۔ البتہ جس انداز میں وہ بے آواز کھڑے ہوئے تھے وہ درحقیقت خیر تھا لیکن اب جو ہر اتنا وہ تو بوجھکا تھا بعد کے اقدام کے لئے کوئی نہ کوئی فیصلہ ضرور کرنا تھا۔ چنانچہ پہلے فیصلے کے تحت میں نے مینا کو آواز دی۔ اور مینا مسکرتی نگاہوں سے میری جانب دیکھنے لگی۔

"کیا بات ہے انکل؟"

"کنارے کی جانب دیکھو؟ میں نے ہماری لیے میں کہا اور مینا نے کنارے کی طرف دیکھا۔ دوسرے لمبے اس کے غوٹوں کی ہنسی کا زور ہو گئی اور چہرے پر کسی قدر دہشت کے آثار نظر آنے لگے۔

"آہ انکل! یہ کالے کالے لوگ کیا۔ کیا یہ بھوت ہیں؟" اس نے خوفزدہ انداز میں سوال کیا اور جلدی سے میرے نزدیک پہنچ گئی۔

"نہیں انسان ہی ہیں، لیکن افریقہ کے اس علاقے کے باشندے اور ان کا رنگ سیاہ ہوتا ہے؟"

"ہاں یہ تو میں جانتی ہوں۔ یہ بالکل ویسے ہی ہیں جیسے۔ جیسے ہم نے اپنے دن میں دیکھے تھے؟"

"لیکن یہ انکے ہیں مینا؟"

"ہاں انکل بڑے خوفناک لگ رہے ہیں لیکن یہ یہاں کیوں کھڑے ہیں انکل؟"

"مینا ہوشیاری سے کام لینا ہوگا۔ یہ کمین اور مصیبت کو چھوڑو یہاں رکھ بیٹھیں تمہارا لباس لے کر آؤ ہوں؟"

"ارے ہاں انکل! میرے کپڑے۔ میرے کپڑے؟ مینا نے دہشت زدہ آواز میں کہا اور میں اس کے شانے ٹھیک کر کے بڑھ گیا۔

جوں جوں میں کنارے کے نزدیک پہنچتا جا رہا تھا۔ وہ لوگ ایک قدم پیچھے ہٹتے جا رہے تھے۔ لباس کنارے کے نزدیک ہی رکھا ہوا تھا۔ وہ لباس میں نے اٹھایا اور پلٹ کر ڈالا۔ ان لوگوں نے کوئی تفرق نہیں کیا تھا۔ تب میں مینا کے قریب پہنچ گیا۔

لیکن۔ لیکن انکل میں یہاں پانی میں کپڑے کیسے پہنوں؟

جس طرح میں ممکن ہو سکے جینا۔ یہ لوگ کسی نیک ارادے سے نہیں آئے؟ میں نے کہا۔

"لگ۔ کیا مطلب انکل؟ مینا سہلانی۔"

"تم لباس پہنو مینا۔ اس کے بعد جو کچھ دیکھا جائے گا وہ میں نے کہا اور مینا نے مکمل تمام پانی کے اندر ہی لباس کو ٹھیک ٹھاک کیا۔ تب میں اس کا بازو کھینچ کر دوبارہ کنارے کی طرف بڑھنے لگا۔

وہ لوگ بالکل راکت و جامہ کھڑے تھے۔ ان کی نگاہیں ہم دونوں پر جمی ہوئی تھیں لیکن انداز بڑا عجیب تھا۔ یوں لگتا تھا جیسے وہ کوئی عجیب کارروائی نہ کرنا چاہتے ہوں۔ لیکن کچھ نہ کچھ تو ہونا ہی تھا، ورنہ ان کے یہاں آگے کا مقصد کیا ہو سکتا تھا۔

میں کنارے پر پہنچ گیا اور مینا کو میں نے اپنی پشت پر کر لیا۔ تب میں نے ان کو مخاطب کیا۔ اور پھر کسی بھی قوم کی زبان بولنے میں مجھے کسی کوئی وقت نہیں ہوتی تھی۔ سو میں نے ان میں سے ایک کو مخاطب کیا اور کہا کہ میرے نزدیک اگر کچھ سے گفتگو کرے تب میں نے ان میں ایک کبھی ہی جتنی بہت مسوس کی۔ غالباً وہ لوگ اس بات پر حیرت زدہ تھے کہ ان جیسے رنگوں کا رنگ نہ ہونے کے باوجود میں ان کی زبان بول رہا تھا۔ سب ایک دوسرے کی کلیں دیکھنے لگے تھے۔ پھر ان میں سے ایک آدمی جو کسی قدر چھوٹے تھا لیکن جوڑے بدن کا رنگ تھا۔ آگے بڑھ آیا۔ وہ اپنا بازو ہلاتا میرے نزدیک پہنچ کر اس نے نیزہ اپنے دونوں ہاتھوں میں پکڑا۔ بیٹھے رہ کر اور کبھی اس کی گردن جھکا کر اور سپرد حاکم ہوا گیا۔ گویا ان لوگوں کا انداز جارحانہ نہیں تھا بلکہ وہ کچھ کہنا چاہتے تھے سو میں نے اس سے پوچھا: "وہ کون ہے؟"

چند لمحات وہ میری جانب دیکھتا رہا۔ اس کا چہرہ بے تازہ رہا۔ آہستہ سے بڑھ آیا۔

"واقابل عبور راستوں سے آئے والے، اسرارہ نگانے اپنے عقل سے مجھے وہ ناقابل عبور بل طے کرتے ہوئے دیکھ لیا تھا جس پر سے گزرنے کا تصور صرف دلی اور دلہا کر سکتے ہیں اور ہم تجھے دیتا ماننے کیلئے تیار نہیں ہیں۔ بے شک تیرا بدن سونے کا ہے اور تیرا انداز عام لوگوں سے مختلف ہے۔ ان تمام عام لوگوں سے جو سنہری دھات اور چمکے پتھر تلاش کرنے آتے ہیں اور یہاں ان کو موت کا شکار بن جاتے ہیں سو کھا نکالتے کہا جاؤ اور کے کوڑا اس سونے کے بدن والے انسان کو، لیکن اس کی عزت و احترام میں فرق نہ ہو۔ ہاں ہم تجھے لینے آتے ہیں اور چاہتے ہیں تیرا تلافی۔ ہمارے اور تیرے درمیان کوئی جھگڑا نہیں ہے اور نہ ہی ہم بد دل ہیں تیرے یہاں آنے سے۔ بلکہ ہم جانتے ہیں کہ تم کہیں سے تو ہمارے لئے بہت کچھ لایا ہو۔ سو پہل ہمارے ساتھ۔ لیکن ہم سے تفرق نہ کرنا کیونکہ ہم تیرے دشمن نہیں ہیں؟"

میں نے ایک لمحے کے لئے سوچا اور پروفیسر اے سائے واقف میرے لئے اجنبی تو نہیں تھے میں تو ان لوگوں کے درمیان ہنسنا کیلئے جاتا اور آخر کیا ان کی زندگی کے ہر پہلو کو معلوم کرنا لیکن میں میرے ساتھ تھی اور بعض اوقات تو مجھے بڑی دہشت ہوتی تھی ان سارے واقعات و حالات سے کیونکہ وہ دنیا بڑی خراب ہے پروفیسر! اور میں کسی بھی طور ایسے جگہوں میں الجھنا نہیں چاہتا تھا۔ میں تو اپنے طور پر زندگی کو گزارنے کا خواہشمند تھا۔ لیکن کوئی ذکوہ! لیکن کوئی نہ کوئی مصیبت مجھے گرفتار کر لیتی تھی۔ اور اب میں تین کا شکار تھا۔ اس لڑکی کی حفاظت کا احساس میرے ذہن میں اب اس قدر بڑھ گیا تھا کہ میں اسے چھوڑ نہیں سکتا تھا۔ میں نے اپنے ذہن میں کوئی فیصلہ کیا اور گون ہلا دی۔ تب میں نے اس شخص کو جواب دیا۔

ہاں میں تمہارے ساتھ چھپنے کے لئے تیار ہوں؟

اس نے چیخ کر اپنے ساتھیوں کو میرے بارے میں اطلاع دی اور وہ سب میرے گرد جمع ہونے لگے، جو مذی کے دوسرے کنارے پر تھے وہ بھی پانی سے گذر کر اس کنارے پر پہنچنے لگے جہاں ہم لوگ موجود تھے۔ یوں ہم ان کے ساتھ آگے بڑھ گئے اور آگے بڑھنے والا راستہ بلاشبہ دلکش ترین راستہ تھا۔ ایک پگڈنڈی تھی جو ہمارے کس جانب جاتی تھی۔ ہم اس پر آگے بڑھتے رہے۔

سیاہ فاموں کی ٹولیاں ہمارے ارد گرد بکھری ہوئی تھیں۔ وہ ہر طرف سے سفر کر رہے تھے اور بالآخر ہم اس ٹرسے پہاڑی ٹیلے تک پہنچ گئے جس کے عقب میں مجھے نہیں معلوم تھا کہ کیا ہے لیکن جب میں نے اس سے گذر کر دیکھا تو مجھے وحشیوں کی ایک عظیم الشان بستی نظر آئی جو تاحہ رنگہ پہلی ہوئی تھی۔

چھوٹے چھوٹے گھاس کے بنے ہوئے جھونپڑے جن میں دیواروں میں پتھر پیچے ہوئے تھے، اور دوسرے کچھ بھرے ہوئے تھے اور ان کے درمیان تین تین سبز نار پیلے ہوئے تھے جتنی بڑی وحشو کا شاید یہاں کوئی تصور نہیں تھا۔ بنانے وقت گزارنے کے لئے یہ لوگ کیا کرتے تھے، اس وقت میرے سامنے توحشات کا منظر تھا۔ بلکہ پیچھے تو میں وہ دیکھنا چاہتا تھا کہ ان لوگوں کا سلوک ہمارے ساتھ کیسا رہتا ہے۔

ایک ٹرسے سے جھونپڑے میں ہم دونوں کو پہنچا دیا گیا اور اسی شخص نے جس نے پہلی بار مجھ سے گفتگو کی تھی جھک کر مجھ سے درخواست کی کہ میں یہاں آرام کروں اور جس طرح سے اب تک تعاون کرتا چلا آیا ہوں اس تعاون کو جاری رکھوں۔ وہ سردار کا ذکر اطلاع دینے جا رہا ہے۔ میں نے گون ہلا کر اسے یقین دلایا کہ میں اس وقت تک کوئی حرکت نہیں کروں گا جب تک کہ وہ خود کچھ نہ کرنے کی کوشش کریں۔ جتنا البتہ ان لوگوں کے ساتھ آتے ہوئے خوفزدہ تھی اور جھونپڑے میں پہنچ کر بھی اس کے چہرے پر ہشت کے آثار نظر آ رہے تھے۔ تب میں نے مسکرا کر فریضا

کی جانب دیکھا۔

کیا بات ہے، کیا تم خوف محسوس کر رہی ہو؟

انگل ہو کر تو مجھے ہی وحشی معلوم ہوتے ہیں، ہمارے ہاں جو لوگ ہیں ان کے رنگ ان سے ضرور ہیں لیکن حیدان جیسا نہیں ہے یہ لوگ کون ہیں اور میں یہاں کیوں لائے ہیں؟

ان کا مقصد کچھ ہی ہو رہا تھا، ان سے خوف نہیں کھا چاہئے یہ لوگ میری موجودگی میں نہیں کوئی نقصان نہیں پہنچا سکتے وہ میں نے اسے دلا دیا۔

نہیں انگل میں خوفزدہ نہیں ہوں میں تو کافی ہمارے ہوں لیکن یہ رنگ اور کچھ ہیں اس دور سے مجھے شیش ہے۔ فریضا نے جواب دیا اور میرے ہونٹوں پر مسکراہٹ پھیل گئی۔

سیدائش کے ان لوگوں کے بارے میں ابھی تک یہ اندازہ نہیں لگایا جا سکا تھا کہ انہوں نے یہاں گرفتار کیوں کیا ہے۔ ویسے ان کا مذہب کسی طور تکلیف دہ نہیں تھا لیکن میں نے فیصلہ کر لیا تھا کہ اگر کوئی گروہ ہوتی تو پھر میں ان کو پہانے کے لئے جو کچھ کر سکتا ہوں ضرور کروں گا۔

میں ان کی گہری سوچ میں ڈوب گئی تھی۔ کافی دیر خاموشی سے گذر گئی۔ تو میں نے اسے مخاطب کیا۔

کیا سوچنے لگیں فریضا؟

کوئی خاص بات نہیں انگل بس میں سوچ رہی ہوں کہ اب ہم کیا کریں گے۔

تم کیا باتیں کر رہی ہو؟

میری سوچ میں تو کوئی بات ہی نہیں آ رہی میں آپ کے ساتھ خوش ہوں۔ آپ اتنے اچھے ہیں کہ میں سوچتی ہوں آپ اتنے اچھے کیوں ہیں بس مجھے یہ سب کچھ چاہی نہیں لگ رہا ہے۔ اس کے بجائے اگر ہم کسی شہر میں ہوتے تو بہت مزہ آتا۔

ہم یہاں سے شہر جانے کی کوشش کریں گے فریضا۔ ہمیں نکلنا نہ نہیں ہونا چاہئے۔ میں نے کہا اور اسی وقت چند وحشی ہماری رہائش گاہ میں آ گئے۔ لیکن ان کے ہاتھوں میں ہمارے لئے کھانے کے پیچھے کی چیزیں تھیں۔ ان چیزوں کو دیکھ کر میں ان لوگوں کے بارے میں اندازہ قائم کرنے کی کوشش کرنے لگا۔

یہ ساری چیزیں میرے لئے اجنبی نہیں تھیں۔ بار بار میں ایسے ہی حالات سے گذر چکا تھا۔ میں نہیں جانتا تھا کہ ان وحشیوں کا طرز زندگی کیسا ہے لیکن اب تک کے رویے سے اتنا اندازہ ضرور ہو گیا تھا کہ ضرورت سے زیادہ وحشی نہیں ہیں۔ اور شرافت کے نام سے کتنا ضرور ہیں۔

سورج چمکے چند وحشی میرے پاس آ گئے۔ اور کچھ انہیں یہ بتانام چوکی تھی کہ میں ان کی زبان بول سکتا ہوں۔ چنانچہ ان میں سے ایک نے تکانہ کا پیغام مجھے دیا۔

سردار! تم سے ملاقات کا خواہشمند ہے اور اس نے تمہیں طلب کیا ہے؟

لڑکی ابھی میرے ساتھ جائے گی؟ میں نے پوچھا۔

اس نے اس بارے میں میں کوئی ہدایت نہیں دی یہ تمہاری مرضی پر منحصر ہے؟ اس نے جواب دیا۔

بہر حال میں نے تین کا ساتھ لے لیا اور جھونپڑوں کے درمیان سے گذرتے ہوئے ہم سردار کے جھونپڑے کے سامنے پہنچ گئے جس کے سامنے ایک وسیع و عریض احاطہ موجود تھا۔ اس احاطے میں ایک پتھر پر ایک قوی بیسکل سیاہ فام موجود تھا جو بڑھاپے کی حد میں داخل ہو چکا تھا لیکن جس کی بدنما آنکھوں سے تجرہ جھلکتا تھا۔

اس نے سر سے ہاتھ تک مجھے دیکھا اور پھر گردن ہلائی۔

تم ان قابل عجب راستے سے آئے ہو جو موت کا راستہ ہے اور مجھے عبور کرنے کی ہر کوشش موت ثابت ہوتی ہے لیکن تمہارا بدن سنہرا ہے اور تمہارے نقوش انہی۔ سو کیا تم انسان سے بڑھ کر کچھ ہو؟ اگر ایسی کوئی بات ہے تو ہمیں آگاہ کرو تاکہ ہم تمہارا احترام تمہارے شایان شان کریں سردار نے کہا۔

اپنے ہاتھ میں تانے سے پہلے میں تمہارے بارے میں جانتا چاہتا ہوں؟ میں نے کہا۔

حالا کہ یہ مناسب نہیں ہے لیکن چونکہ تم مختلف ہو، اس لئے میں تیار ہوں؟

تمہارا نام کیا ہے؟

ہاں تمہیں دوسروں نے بتا دیا ہوگا؟

جی ہاں۔ جی میں آجائے والے زبوروں کے ساتھ تم کیا سلوک کرتے ہو؟

ہم انہیں قبول نہیں کرتے، اول تو اس راستے سے اس سے قبل کوئی نہیں گزرا۔ ہاں دوسرے راستوں سے لوگ کبھی بھی آ جاتے ہیں اور یہ وہ لوگ ہوتے ہیں جو پہاڑوں کی منہری دھات یا چمکدار پتھروں کے پتھری ہوئے ہیں۔ ان کے حصول کے لئے وہ زندگی کی پروا نہیں کرتے

لیکن وہ لوگ گندے خیالات کے مالک ہوتے ہیں۔ بہت پہلے میں ان کی آمد پر اعتراض نہیں تھا ہم ان سے تعاون کرتے تھے لیکن پھر ان کی چند باتوں نے ہمیں تکلیف پہنچائی۔ وہ ہم میں شامل ہو جاتے ہماری لڑکیوں کو بے شک اور بے رحم نہیں چھوڑ کر چلے جاتے مقصد صرف سنہری دھات اور چمکدار پتھروں کا حصول ہوتا۔ ہمارے بہت سے لوگ ان کی وجہ سے موت کا شکار ہوئے۔ تب ہر ایک نے ان کے داخلے کی مخالفت کر دی

اس نے کہا کہ سنہری دھات کے لئے آئے والوں کو ہلاک کروا جائے تب سے ہم اسی اصول پر کاربند ہیں جو یہی سوال ہم تم سے کریں گے۔

شاید میں نے پوچھا

کیا تم میں سنہری دھات کی تلاش میں آئے ہو؟

نہیں؟

کیا تم پرچ بول رہے ہو؟

ہاں؟

اگر یہ بات ہے تو صبح کی عبادت کے وقت تمہیں ہر ایک کے بت کے سامنے اقرار کرنا ہوگا لیکن سنہری دھات کے سامنے جھوٹ پرچ نمایاں ہو جاتا ہے۔ اگر تم جھوٹ بولا تو جمل کر سیاہ ہو جاؤ گے لیکن اگر تمہاری بات پرچ نکلی تو ہم تمہیں احترام دیں گے۔ ہاں اس کے سوا کوئی بات ہو تو تم نہیں بتاؤ ورنہ تمہیں سزا دی جائے گی؟

اگر میں سچا نکلا تو کیا تم میری مدد کرو گے؟

کیا مدد چاہتے ہو؟

دوسرے راستے سے مجھے ہتھ دینا تھا کہ پہنچا دینا۔ میں وعدہ کرتا ہوں کہ تو سنہری دھات کا کوئی ٹکڑا اپنے ساتھ لے جاؤں گا اور نہ ہی تمہاری کسی عورت کو کوئی نقصان پہنچاؤں گا میں نے کہا اور سردار نے ہر حال انداز میں گردن ہلا دی۔

میں وعدہ کرتا ہوں کہ اگر تم سچے نکلے تو میں تمہاری پوری مدد کروں گا۔ شکریہ سردار! میں نے غزیت سے کہا۔ اور جی بات بھی سنی تھی

پروفیسر! میں تو ان لوگوں ہی میں رک جاتا لیکن تین کا کیا کرتا۔ یہ لڑکی خواہ مخواہ ہی لگے پرگنی تھی اور اس کی وجہ سے بہت ہی مشکلات میرے سامنے اکھڑی ہوئی تھیں۔

اس وقت تک تمہیں کسی تکلیف کا سامنا نہیں کرنا چاہئے گا۔ جس جگہ تمہیں ٹھہرایا گیا ہے وہاں تمہیں کوئی تکلیف تو نہیں ہے؟

قطعی نہیں؟

تھیک ہے تم آرام کرو۔ کسی بھی ضرورت کو بیان کر سکتے ہو اگر ضرور

نے کہا۔

میں تم سے مزید کچھ معلومات کرنا چاہتا ہوں سردار؟

پوچھو؟

خود تمہارا طرز زندگی کیا ہے۔ تمہارے قبیلے کا کوئی نام ہے؟

میں ان اطراف میں دوسرے قبائل بھی آباد ہوں گے۔

ہم سب ہر ایک کا سنا ہے۔ میں اور یہی ہمارے قبیلے کا نام ہے دیوی ہر ایک ہماری بھانجی و محافظ ہے۔ اس کا جادو سب سے عظیم ہے ہاں وہ لوگ جو اپنا جادو اڑانے میں ہر ایک کے عہدہ ہوتے ہیں۔ ایسے جرموں کو دیوی جھوٹ دیتی ہے اور انہیں ہزار تائیں دی جاتی ہیں۔ ان ہزاروں میں وہ اپنے جادو کی گندگی کے لئے آزاد ہوتے ہیں لیکن ان کے خاتمے کے بعد انہیں پتھر بنایا جاتا ہے۔ اور پھر وہ ہمیشہ پتھر کے بنے رہتے ہیں دیکھ سکتے ہیں، سوچ سکتے ہیں، جو کچھ پیاس بھی لگتی ہے انہیں لیکن نہ وہ مر سکتے ہیں نہ جہنم کر سکتے ہیں۔ اس لئے بہت کم لوگ ایسے ہوتے ہیں۔ جو اپنا جادو دیوی کے جادو پر حاوی کرتے ہیں۔ کبھی کبھی کوئی ایسا سر چھرا

نکل آتا ہے اور وہ لہجوں کے لئے مصیبت بن جاتا ہے جیسے ترشال ۔
 سردار کے چہرے پر کونٹہ کی آندھ نظر آنے لگے میں مجبوراً سے دیکھ
 رہا تھا ۔
 • ترشال کون ہے ؟ میں نے پُچھی سے پوچھا ۔ یہ فقے تو میری
 روح کی فدا تھے اور جتنا لطف مجھے ان داستانوں میں آتا تھا اور کہیں
 نہیں آتا تھا ۔
 • یہ قبیلہ صدیوں سے آباد ہے ہم بڑے لوگ نہیں ہیں ہمیشہ
 ان پسند ہے ہیں اور دوسرے قبائل کی طرح جنگ و جدل ہمارا طریقہ
 نہیں رہا ۔ دیوی ہرپکا ہماری مدد کرتی ہے اور ہماری طرف بڑی نگاہ
 ڈالنے والے خود فنا ہو جاتے ہیں ۔ لیکن قشتہ کی چھوٹ ہم میں سے
 باغیہا ہنوں کے لئے تباہ کن ثابت ہوئی رہی ہے ؟
 • قشتہ کی چھوٹ ؟ میں نے استغابہ انداز میں پوچھا ۔
 ہاں میں اس بارے میں تمہیں بتا چکا ہوں یعنی وہ سرسبز انسان
 جو ہزار سالوں کا جادو مانگ لے ۔ اور پھر ساری زندگی تھوڑے کرگڑا سے
 لیکن ان ہزار سالوں میں وہ آزاد ہوتا ہے ۔ ایسا کوئی شخص جس دور میں
 بھی ہمارے دوروں کے لئے پریشانی کا باعث بنا رہا ۔ اور قسمتی سے میرا
 دور بھی قشتہ کا دور ہے اور اس دور میں ترشال موجود ہے ؟
 وہ جس نے ہزار سالوں میں مانگ لی ہیں ؟
 ہاں ۔
 خوب ۔ ترشال کہاں رہتا ہے اور تم لوگوں کے ساتھ اس کا کیا
 رویہ ہے ؟
 • وہ شیطان ہے اور ہم اس کے سامنے بے بس اور عاجز ہیں قبیلے
 کی ہر عورت اس کی بیوی ہے وہ جسے چاہے اپنے پاس بلا لے ۔ ہم سب
 اس کے غلام بن کر زندہ رہتے ہیں وہ جس سے نفرت کرے اس کا جینا حرام
 کر دے چنانچہ اس کی خوشنودی کے لئے ہمیں وہ کرنا ہوتا ہے جو ہم میں
 سے کسی کا دل نہیں چاہتا ۔ ہر سات دن کے بعد وہ کسی ایک انسان کا خون
 پیتا ہے ۔ اور اس کے لئے یہ قربانی ہم میں سے کسی کو دینا ہوتی ہے ۔
 سردار کی آواز میں غم کے آثار تھے ۔
 • تم اسے ہلاک نہیں کر سکتے ؟
 نہیں ۔ اس کے جادو کے سامنے ہماری ایک جہنم جلتی ۔
 • یعنی اگر تم اسے ہلاک کرنا چاہو تو کوشش کر سکتے ہو ، دیوی کی طرف
 سے اس کی حمایت نہیں ؟
 نہیں ۔ وہ شیطان ہوتا ہے ۔ شیطان کو ہلاک کرنے کی ممانعت کس
 طرح ہو سکتی ہے ۔ لیکن اس پر تو کوئی پائے ؟ سردار نے اداسی سے کہا
 کیا ماضی میں کبھی کسی نے ایسے شخص کو ہلاک کیا ہے ؟
 وہ جن پر ظلم ہوتا ہے ایسی کوششیں کرتے ہیں لیکن ناکام رہتے
 ہیں ۔ سردار نے جواب دیا ۔

• وہ کہاں رہتا ہے ، کیا تمہارے دیوان ؟
 نہیں وہ نگارا کی سیاہ پہاڑیوں کے ایک غار میں رہتا ہے ۔ جب
 اس کا دل چاہتا ہے آتا ہے اور ہم سب اس کے سامنے بے بس ہوتے
 ہیں ۔ سردار نے بتایا ۔
 • تم نے صبح کی عبادت کے بارے میں کہا تھا ؟
 ہاں ۔ ہم نکلنے سورج کی عبادت کرتے ہیں ۔ کل تم بھی صبح کو اس
 عبادت میں شریک ہونگے ؟
 • صبح کس وقت ؟
 • سورج نکلنے سے قبل ؟
 • کیا ترشال بھی اس عبادت میں شریک ہوتا ہے ؟ میں نے پوچھا ۔
 • شیطان کو عبادت سے کیا کام ۔ وہ تو ہر دم سے بے نیاز ہوتا ہے ۔
 • شکریہ سردار ۔ تمہارے اس فتادوں کے لئے میں بے حد شکریہ گزار
 ہوں ۔ کل صبح کی عبادت میں میں شریک ہوں گا ۔ اور اس وقت تمہیں
 میری سچائی کا یقین آجائے گا ؟
 پھر میں سردار کے پاس سے اٹھ گیا ۔ مینا اس دوران خاموش بیٹھی
 رہی تھی اس کی آنکھوں میں انہیں کے آثار تھے ظاہر ہے وہ اس گفتگو کو
 سمجھ بھی نہ رہی ہوگی ۔
 پھر جب ہم باہر نکل آئے تو اس نے میرا بازو پکڑ کر بلاتے ہوئے
 کہا : یہ آپ دونوں کو لیا ہو گیا تھا انکل ؟
 • کب مینا ؟
 • آپ لوگ نہ جانے کیا بول رہے تھے ۔ میری سمجھ میں تو کچھ بھی
 نہیں آیا ۔
 • ان لوگوں کی زبان تھی ۔ میں ان سے ان کی زبان میں بات کر
 رہا تھا ؟
 • مجھے تو بڑی عجیب لگ رہی تھی کیا کہہ رہا تھا ؟
 • کہہ رہا تھا کہ ہمیں تہذیب کی آبادیوں تک پہنچانے میں ہماری
 مدد کرے گا ۔ وہ ہمارا دوست بن گیا ہے ۔ لیکن اس نے یہ پیش کش بھی کی
 ہے کہ ابھی چند روز ان کے ساتھ قیام کریں ۔ اور یہاں کی میر کریں ؟
 • ویسے یہ جگہ تو بہت خوبصورت ہے انکل ؟
 • ہاں ۔ اور ان لوگوں کا رہن سہن بھی اچھا ہے ۔ جب یہ لوگ جشن
 مناتے ہیں تو خوشیاں دھن دھن کرتے ہیں ؟
 • اوہ ۔ کیا یہ لوگ جشن منائیں گے ؟
 • شاید اسی نہیں ۔ ہاں اگر تمہیں کچھ دن یہاں گزارنے میں اصرار
 نہ ہو تو پھر ہم ان کا جشن دیکھ کر ہی چلیں گے ؟
 • ٹھیک ہے ۔ اچھے ان کا رہن سہن بہت پسند ہے ۔ مینا نے خوشی
 ہو کر کہا ۔ اور خاموش ہو گئی ۔ میں سردار کا نہکی بالوں پر غور کرنے لگا ۔
 سب کچھ وہی ہو رہا تھا جو ہزار سال پہلے تھا ۔ دیکھ کے مسائل ازل سے کیاں

کوئی بھی تو تبدیلی نہیں ہوئی ۔ اور میں ان مسائل میں پھنسا آیا ہوں ۔ اور
 نہ جانے کب تک پھنستا رہوں گا ۔
 لیکن میں بھی کیا کروں ۔ خود میری دلچسپی کا مرکز ہی یہی ہے ۔ اگر میں
 مکمل طور پر ان سے الگ تھک رہوں تو پھر میرا جینا بھی محال ہو جائے
 میں خود کس طرح زندہ رہوں گا ؟
 تو پھر فیضان مسائل میں تو پھنسا ہی تھا ۔ یوں میرے ذہن میں
 ترشال اچھا رہا ۔ ترشال میرے لئے ایک دلچسپ شخصیت تھی ۔
 میں نے دوسرے دن کی عبادت میں شریک ہونے کا فیصلہ کر لیا
 پہلے تو سوچا تھا کہ ان کی عبادت میں تنہا ہی جاؤں لیکن مینا کو اس میں جھجکا
 میں تنہا چھوڑنا مناسب نہیں تھا اور پھر ممکن ہے وہ بھی اس انوکھی عبادت
 سے لطف اندوز ہو ۔
 لیکن سورج نکلنے سے قبل جب میں نے ٹہنا کو گھمانے کی کوشش
 کی تو وہ نہیں جھکی ۔ وہ گہری نیند سو رہی تھی ۔ تب میں خود ہی ہلکا ہلکا
 عبادت گاہ کے بارے میں میں نے تفصیل میں پوچھی تھی لیکن مجھے اس کے بارے
 میں جاننے میں وقت نہیں ہوئی ۔ ایک سیاہ نام کو میں نے شانے سے پکڑ
 کر روک لیا تھا ۔ وہ چونک کر کھ گیا ۔
 • کیا تم صبح کی عبادت میں شریک نہیں ہوتے ؟ میں نے پوچھا ۔
 • میں جا رہا ہوں لیکن تم ؟
 • میں بھی تمہارے ساتھ چلوں گا ؟
 • تم ؟ وہ حیرت اور دلچسپی سے بولا ۔
 • ہاں ۔ تمہیں حیرت کیوں ہے ؟
 • اس لئے کہ تم ہم میں سے نہیں ہو ۔ تمہارا عبادت کرنا ہمارے لئے
 حیرت انگیز ہوگا ؟
 • ہر حال مجھے اپنی عبادت گاہ لے چلو ؟
 • آؤ ۔ میرے ساتھ چلو ؟ اس نے کہا اور میں اس کے ساتھ چل پڑا
 اس کا رخ چھوٹے چھوٹے عقی میدان کی جانب تھا ۔ میں میدان کی دوسری
 سمت سے یہاں آیا تھا اس لئے عقی حقدہ ابھی تک میری نگاہوں سے
 پوشیدہ تھا ۔
 نیم تاریکی میں یہ ماحول بے حد دلکش اور پراسرار لگ رہا تھا ۔ عتب
 میں ایک وسیع و عریض میدان پھیلا ہوا تھا جس کے انتہام پر سیاہ پہاڑیوں
 کا سلسلہ تاحر نگاہ تھا ۔ یہ پہاڑیاں اس طرف کے ماحول کی خدقین ۔ ان
 حسین مغراؤں میں ان کی بدنامی عجیب لگ رہی تھی ۔ میں نے دلچسپی
 سے مینظر دیکھا تھا ۔ اور ان کے دریاں آگ میں جل رہی تھیں اور یہ آتش کہہ میرے
 لئے بہت دلکش تھا ۔ آگ کے عقب میں بھی کچھ نظر آ رہا تھا ۔ ابھی زیادہ لوگ
 نہیں تھے ۔ میرا لہجہ ایک جگہ کھڑا ہو گیا ۔ اور میں نے تھک کر اسے دیکھا ۔
 • یہی عبادت کا میدان ہے ۔ دریاں میں لگتی ہوئی آگ سورج کے
 کس کا پرتو ہے ۔ یہ آگ سورج کی آگ کی نشاندہی کرتی ہے اور ہم اسی کی

عبادت کریں گے ۔ میرے راہبر نے مجھ سے کہا ۔
 لیکن میرے دوست ابھی تو یہاں زیادہ لوگ نہیں آئے کیا پوری
 بستی کے لوگ عبادت نہیں کرتے ؟ میں نے سوال کیا
 • مجال ہے کسی کی ۔ پھر شخص صبح کو سورج کی آگ کا انتظار اسی میدان میں
 کرتا ہے ۔ چند ساعت دیکھتے جاؤ ابھی وقت نہیں آیا ۔ اس نے کہا اور میں نے
 خاموشی سے گردن ہلا دی ۔ یہ ساری چیزیں میرے لئے بے حد دلکش تھیں ۔
 مجھے صدیوں پرانا ماحول یاد آ رہا تھا جب لوگ توہات کا شکر کرتے اور عجیب و
 غریب چیزوں کو پوجتے تھے ۔ سورج کی پوجا کرنے والے چند لوگوں کے ساتھ
 میں پہلے ہی وقت گزار چکا تھا ۔ اور اس وقت بھی میں نے عجیب و غریب اور
 دلچسپ مناظر دیکھے تھے ۔
 میں اسی سوچ میں گم تھا کہ دفن میں نے آگ میں سے سفید دھوئیں
 کے بادل نمودار ہوتے دیکھے ۔ ایک عجیب سی انوکھی سی خوشبو جادوں طرف میل
 گئی تھی ۔ غالباً آگ کے اس آواز میں کئی خوشبو مار چنے ڈال دی تھی اور اس
 کے ساتھ ہی اچانک چاروں طرف سے چنوں کی آوازیں ابھرنے لگیں اور
 تیزی کے ساتھ میدان لوگوں سے بھرنے لگا ۔ پہلی صف دوسری صف اور
 پھر تیسری صفیں بھر گئیں ۔ صفوں کے درمیان بے شک نمازیں وحشی
 رقص کرتے چہرے تھے ۔ یوں لگ رہا تھا جیسے زمین سیاہ نام رنگ دھڑک
 آوی اٹھ رہی ہو تب مجھے ایک تیز آواز سنائی دی اور یہ آواز تکانہ کی تھی
 تکانہ چرچ رہا تھا ۔
 • باہر سے آنے والے اجنبی تم یہاں بھی ہو میرے پاس آجاؤ ۔ میں
 اس تیز آواز کے نزدیک موجود ہوں ۔ اور یہ آواز میرے لئے تھی چنانچہ میں
 لوگوں کے جھوم کو چہرہ ہرا آگے بڑھنے لگا ۔ میرا ساتھی ایک لمبے کے لئے
 حیران رہ گیا تھا ۔
 چند ساعت کے بعد میں تکانہ کے نزدیک پہنچ گیا ۔ تکانہ آواز کے
 نزدیک موجود تھا اور اسے تلاش کرنے میں مجھے کوئی وقت نہیں ہوئی تھی ۔
 کیونکہ شعلوں کی روشنی اس کا چہرہ نمایاں کر رہی تھی ۔ تکانہ کے نزدیک ہی
 چار آدمی اور بھی موجود تھے جو خاصے عمر رسیدہ تھے اور جن کے بال جٹاؤں
 کی شکل میں نیچے تک پھیلے ہوئے تھے ۔ بدن ان کے بھی رنگ دھڑک تھے
 اور ان کے بدنوں پر عجیب و غریب قسم کے نقش و نگار بنے ہوئے تھے ۔
 ایسے نقش و نگار جو اس سے پہلے بھی لوگوں کو آکرائش بدن کے لئے بناتے
 ہوئے دیکھ چکا تھا ۔
 سردار تکانہ نے مجھے اپنے بائیں قریب بلالیا اور تب میں نے پہلی
 بار اس عجیب و غریب جسم کو دیکھا جو خاصا طویل و عریض تھا ۔
 سیاہ رنگ کے پھر سے نشانی ہوئی یہ دیوی عجیب و غریب خدخال
 کی مالک تھی ۔ انتہائی مجنوں سے خدوخال تھے اور بائیں بدن کو نساوانی روپ
 دینے کی ناکام کوشش کی گئی تھی ۔ ہر صورت یہ دیوی ہر لکھی تھی جس کے سامنے
 مجھے مقدس قسم کھانی تھی ۔ ہر حال میں تکانہ کے نزدیک کھڑا ہو گیا ۔

عبادت شروع ہو گئی۔ سورج آہستہ آہستہ بلند ہوتا تھا اور اس کے ساتھ ساتھ ہی ان لوگوں کے جوش و فہوش میں اضافہ ہوتا چلا جاتا تھا۔ آتشا مزہ چارہ تھے، آتشا مزہ رہے تھے یہ لوگ کوکان پری کا آواز سنائی نہ دیتی تھی۔

مرد و عورتیں بچے بڑے سب موجود تھے اور سب کے سب دیوانہ وار جرج رہے تھے۔ ویسے یہ انہی عبادت تھی اور میں سورج رہا تھا کہ یقیناً طور پر جھڑپے میں مینا جاگ اٹھی ہوگی۔ یہ آوازیں وہاں تک ضرور پہنچ رہی ہوں گی۔ اس تصور کے ساتھ میں تھوڑا سا پریشان بھی ہو گیا تھا۔ بہرحالت لوگوں کے اس ہجوم سے نکلا آسان بات نہیں تھی۔ یوں ہی میں نے نکانہ کو مطمئن کرنے کا وعدہ کیا ہوا تھا۔ چنانچہ میں خاموشی سے ان لوگوں کی عبادت دیکھتا رہا۔

پھر جوشی سورج کی پہلی کرن نمودار ہوئی۔ وہ سب اپنا کٹھاوش ہو گئے۔ اتنی تیز چمچوں کے بعد یہ خاموشی ٹری انہی اور ٹری عجیب لگ رہی تھی میں دم سدا سے ان لوگوں کی حرکات دیکھتا رہا۔ چند سیکنڈ بعد لوگ خاموش رہے اور سورج بلند ہوتا رہا۔ پھر جب سورج نے سراپا مارا تو وہ سب مطمئن ہو گئے، گویا عبادت ختم ہو گئی تھی۔ تب تک ان مسکراتا ہوا ہوا میرے دوست اہانے کیوں تہاڑی بات پر مجھے یقین ہے، حالانکہ ہمارے غریب ہی میں یہ بات ہمیں ہے کہ ہم کسی ایسے شخص پر بھروسہ کریں جو ہمارا ہم مذہب نہ ہو اور ساقیا اجنبی ہو۔ یا پھر اس نے دیوی ہریکا کے سامنے اپنی سچائی کا ثبوت نہ پیش کر دیا ہو۔ تاہم میں یہ چاہتا ہوں کہ تم اپنی سچائی کا ثبوت دو۔

کیا چاہتے ہو؟ میں نے پوچھا۔
 سامنے آؤ۔ نہ ٹکانہ لولا۔ اور میں دیوی ہریکا کے بت کے سامنے پہنچ گیا۔
 تب ٹکانہ نے ایک بڑھے کو اشارہ کیا اور بڑھا ہمارے نزدیک پہنچ گیا۔
 ٹکانہ بڑھے سے مخاطب ہو کر لولا۔

”عظیم سکرا! ناقابل عبور راستوں سے آنے والا شخص کتنا ہے کہ وہ ایک جھٹکا ہوا انسان ہے اور سمندر کے راستے یہاں تک پہنچ گیا ہے یہاں آنا اس کا مقصد نہیں تھا اور نہ ہی وہ جھٹکا رہتا تھا اور سنہری حات کی تلاش کے لئے یہاں آیا ہے۔ وہ اس جگہ سے نکل جانے کا خواہشمند ہے اور اس سلسلے میں اپنی سچائی کا ثبوت پیش کرنے کے لئے دیوی ہریکا کے سامنے آیا ہے۔ میں نے کہا ہے کہ اگر وہ ہریکا کے سامنے قسم کھالے اور یہ بات ثابت کر دے کہ وہ جھٹکا رہتا تھا تو میں اس کی تلاش میں آنے والا شخص نہیں ہے تو میں اس کی مدد کروں گا۔ فیصلے کے قانون کے مطابق اگر شخص بھی جھٹکا رہتا تھا اور سنہری وحاش کی تلاش میں یہاں آیا ہے تو پھر ہم اس کی کوئی امانت نہیں کر سکیں گے اور پھر اسے ہریکا کے قدموں میں قربان کر دیا جائے گا۔ اور اگر یہ ہمارا دشمن نہیں ہے تو ہم اس سے کوئی توقع نہیں کریں گے اور اسے ان علاقوں میں پہنچا دیں گے

سروار کی نگاہیں دیوی کی طرف نکلاں ہو گئیں۔ لیکن کوئی قابل ذکر واقعہ نہ پیش آیا۔ اور سروار نے آگے بڑھ کر مجھے گلے سے لگایا۔ ہاں میں نے تجھے سچا تسلیم کیا۔ اور اب مجھے تجھ پر کوئی شک نہیں ہے۔ لیکن اپنا وعدہ پورا کر دوں گا؟

”میں نے سروار کی بیٹی تھیال اور سروار مجھے لئے ہوئے چل پڑا۔ عبادت ختم ہونے کے بعد بستی کے دوسرے لوگ بھی واپس چل پڑے تھے اور میدان خالی ہوتا جا رہا تھا۔

”مجھے یقین ہے کہ تم نے اس نیک بڑا نہیں مانا ہوگا؟ اجنبی؟
 ”نہیں۔ اس میں بڑا ماننے کی کوئی بات ہی نہیں تھی۔ سروار تمہیں مطمئن کرنا بھی ضروری تھا۔ اور میں مطمئن تھا کہ میں نے جھوٹ نہیں بولا۔
 ”یہ شک؟ سروار نے جواب دیا۔ ہم میدان عبور کر کے جھڑپوں کے نزدیک پہنچ گئے اور سروار اپنے تانوں کے طور پر میرے ساتھ میرے جھوٹے نیک آیا۔

”اب میں تجھ سے سوال کرتا ہوں اجنبی! کیا تو جلد از جلد یہاں سے جانا چاہتا ہے؟

”ہاں سروار! اور اس کی وجہ میرے ساتھ موجود لوگ ہے۔
 ”ہاں! میں نے اس معصوم کو دیکھا ہے۔ کیا وہ اس ماحولی سے خوفزدہ ہے؟ سروار نے پوچھا۔

”نہیں! لیکن اس کے باوجود وہاں سے نکل جانے کا خواہشمند ہوں۔
 ”تب مجھے دو دن کی ہمت دے۔ میں تیرے لئے سفر کا بندوبست کروں گا۔ تجھے راستے میں تکلیف نہ ہو۔ مہذب دنیا میں جانے کے لئے راستہ طویل ہے اور اس میں کچھ ایسے دشوار گزار مراحل آتے ہیں کہ انسان پریشانی ہو جاتا ہے۔

”مجھے اپنی پرواہ نہیں تھی سروار! لیکن وہ تو میری ذمہ داری ہے۔ اگر بات صرف میری ہوتی تو میں ایک طویل وقت یہاں گزار کر تیرے لئے بھی کچھ کرنے کی کوشش کرتا؟

”تیرا شکریہ! بہرحال مطمئن رہ۔ میں دو دن کے اندر تیری واپسی کا بندوبست کر دوں گا۔ تیری سچائی مجھے بہت متاثر کیا ہے۔ اب مجھے اجازت دے؟ سروار میرے جھڑپے کے نزدیک اگرایا۔ اور میں نے گڑن ہلا دی۔

سروار چلا گیا اور میں جھڑپے میں داخل ہو گیا۔ میرا خیال تھا کہ میں ضرور جاگ اٹھی ہوگی۔ اہوازوں سے خوفزدہ بھی ہوئی ہوگی۔ اور میرا خیال درست نکلا۔ وہ اس جگہ نہیں تھی جہاں میں اسے چھوڑ گیا تھا میں نے چاروں طرف دیکھا لیکن مینا جھڑپے میں موجود نہیں تھی۔

بے جاری لڑائی خوف کے عالم میں روٹی ہوئی تھی۔ مجھے تلاش کرنے لگی ہوگی میں تیری سے باہر نکل آیا اور پھر میں نے جھڑپے کے اطراف میں اس ساری جگہوں تک جہاں مینا کے جانے کا امکان نہ ہو سکتا تھا۔ تلاش

کرتا پھرتا لیکن وہ موجود نہ تھی۔ کیا وہ کافی دور نکل گئی۔ ممکن ہے اس میدان کی طرف۔ چنانچہ میں نے دوڑتے ہوئے میدان کا رخ کیا۔ لیکن میدان اب سنسان پڑا تھا۔ مرنے والے آگ کے جواب بھی تیزی سے جل رہی تھی۔ تب میں نے زور سے اسے پکارا لیکن کوئی جواب نہیں ملا۔ میں کسی قدر پریشان ہو گیا تھا۔ وہاں سے واپس آکر میں نے ایک سیاہ فام کو پکارا۔ میرے ساتھ ایک مفید لڑکی تھی۔ کیا تم نے اسے دیکھا؟

”سیاہ فام نے میری طرف سے مجھے دیکھتے ہوئے گڑن ہلا دی۔
 ”وہ کوئی بچہ تھا وہ اس جگہ نہیں جہاں تمہارا قیام ہے؟ اس نے پوچھا۔
 ”نہیں۔ وہ وہاں موجود نہیں ہے۔
 ”کس وقت چھوڑا تھا تم نے اسے وہاں؟

”اس وقت جب ہم سب عبادت کے لئے گئے تھے۔ میں نے جواب دیا اور سیاہ فام تجھ سے گڑن ہلانے لگا۔

”اس وقت تو بستی میں کسی فرد کا وجود بھی نہیں ہوتا۔ پوری بستی خالی ہو جاتی ہے۔ تب میں اسے یہاں چھوڑ کر نہیں جاتا چاہئے تھا۔

”میں نے اس سیاہ فام کی نصیحتیں سننے کے بجائے آگے بڑھ کر مینا کو تلاش کرنا مناسب سمجھا۔ اور پھر میں کافی دیر تک اس کی تلاش میں بستی کے کونے کونے میں مارا مارا پھرتا رہا۔ میں نے بے شمار لوگوں سے اس کے بارے میں معلومات کیں اور مینا کو پھر میں سروار کی قیام گاہ کی طرف چل پڑا۔

”قیام گاہ کے باہر سیاہ فام پھر پلا موجود تھے۔ انہوں نے ٹکانہ کو میری آمد کی اطلاع دی اور ٹکانہ نے اپنے جھڑپے سے باہر نکل آیا۔ اس کے ہونٹوں پر سکرات میل گئی تھی۔ تب اس نے سادگی سے پوچھا کہ کیا میں کسی خاص کام سے اس کے پاس آیا ہوں۔

”ہاں ٹکانہ۔ میری جھڑپے سے وہ تو قیام گاہ کے قریب سے تھی۔
 ”کیا مطلب؟ ٹکانہ کوئی قسم آگے بڑھ آیا۔
 ”وہ میرے جھڑپے میں موجود نہیں ہے۔
 ”کہاں گئی اور کب؟

”اس وقت جب میں عبادت کے لئے گیا تھا تو وہ جھڑپے ہی میں سو رہی تھی لیکن جب میں وہاں سے واپس آیا تو وہ اپنی جگہ موجود نہیں تھی۔ اس کے بعد میں نے بستی کے اطراف میں میدان میں ہر جگہ ہر کونے میں اسے تلاش کیا ہے لیکن وہ نہیں ملی۔
 ”کیا؟ ٹکانہ نے کہا۔

”ہاں ٹکانہ وہ موجود نہیں ہے۔ براہ کرم سروار! اس کی تلاش میں میری مدد کرو۔

”یقیناً۔ یقیناً یہ تمہارے کہنے کی بات نہیں ہے۔ ٹکانہ نے جواب دیا اور پھر تیزی سے آگے بڑھ گیا۔

”ٹکانہ نے چننے افاد کو سمجھا کہ اور انہیں مختلف ہدایات دیں۔ اس نے ان سے کہا کہ بستی کا ہر فرد کوئی کو تلاش کرے۔ بلکہ ہر جھڑپے میں ہر لوگ

اس بستی کے اطراف میں دودھ دوڑتے تک نکل جائے اور بچی کو تلاش کرے۔
بچی ہر حالت میں چند گھنٹوں کے اندر اندر مل جانی چاہئے۔

لوگوں نے سردار کانگان کی ہلاکت کی خبر اور چاروں طرف دوڑ گئے۔ میرے انداز میں کچھ پریشانی پیدا ہوئی تھی۔ میرے ذہن میں یہ بھی تھا کہ میں نے اسے ساتھ کوئی حادثہ پیش آیا ہے یا وہ خوفزدہ ہو کر کہیں چھپ گئی ہے۔ بہر صورت یہ لوگ اسے تلاش کرنے کے لئے گئے تھے۔ سردار کانگان مجھے اپنے ساتھ ہی رہنے کے لئے کہا تھا اور پھر اس نے مجھے اپنے جھنڈے میں بیٹھنے کی دعوت دی اور ہم دونوں اندر چلے آئے۔ اندر اگر ہم دونوں اپنی نشستوں پر بیٹھ گئے۔

پرستان ہونے کی ضرورت نہیں ہے دوست ظاہر ہے وہ بچی
 نیا دور نہیں بجائے گی۔ اب اتنی ناگجھگڑی نہیں ہے کہ جنگوں میں بہت
 دقت کا نکل جائے میرے تیرے دورے والے اسے تلاش کر لیں گے تم اس
 مسئلے میں بے فکر ہو جاؤ، سوار مکان سے کھنا اور میں نے گزن ہلا دی۔
 " اسے ہر قیمت پر ملنا چاہئے مرفار۔ اسے ہر قیمت پر ملنا چاہئے۔
 تم یقین کرو اس کی وجہ سے میری زندگی کا رخ بدلا ہوا ہے۔ ورنہ میں سنبھالنے
 کہاں ہوتا؟

یقیناً۔ یقیناً۔ وہ ہماری مہمان ہے اور تم میری بیوی میں بناؤ میں ہوں اس لئے تم نے فکر نہ کیا۔ اسے تلاش کر کے تمہارے حوالے کرنا ہماری ذمہ داری ہے۔ مرزا تانکا نے بڑے اعتماد سے کہا اور میں کافی دیر تک اس کے ساتھ بیٹھا رہا۔ سردار تھوڑی تھوڑی دیر کے بعد کوئی نہ کوئی گفتگو کرنے لگا تھا۔ دفعتاً خیال کے تحت وہ جو تکمر متوشن لےنے میں لگا۔

سنو کیا اں کا پورا لباس اس کے بدن پر تھا۔ کوئی ایسی چیز تو
جھڑپے میں نہیں رہ گئی جس سے اندازہ ہو کہ اسے اس کی مرضی کے خلاف
کسی نے جھڑپے سے اٹھایا ہے۔
”کما مطلب“ میں نے چونک کر روچھا۔

”میرے ساتھ چلو۔ میرے ساتھ آؤ، سردار اٹھ لیا۔ بنانے آگ کے تہن میں کیا خیال تھا، بہ صورت وہ میرے ساتھ میرے جھونپڑے کی جانب چل پڑا، تب اس نے جھونپڑے کے اندر داخل ہو کر دیکھا اور ایک لمحے کے لئے سکت رہ گیا۔

”اے۔۔۔ یہ کیا ہوا۔ یہ کیا ہوا۔ اس نے عجیب سے انداز میں کہا اور میں پریشان کن لگا ہوں سے اس کی صورت دیکھنے لگا۔
”کیا ہوا سردار۔ کیا کوئی خاص بات تمہارے ذہن میں آئی ہے؟
”ہو۔ ایک مکروہ اور شیطانی بُری اس کی اس کھسکھس پڑنے میں ہی محسوس کر رہا ہوں۔ اور یہ اس منحوس انسان کے بدن کی ٹوہ ہے جو چارہ پشینی کا داغ ہے۔
”سردار براہِ کرم صاف الفاظ میں مجھے بتاؤ کیا کہنا ہے؟
”ترشال۔ وہ جہاں جاتا ہے اس کے بدن کی ٹوہاں رہ جاتی ہے

• انکل: وہ کہتے ہیں۔ انداز سکی لینے کا سا تھا۔

• اچھا نہیں تم ٹھیک ہو؟ میں نے پوچھا۔

• آپ مجھے چھوڑ کر کہاں چلے گئے تھے انکل۔ لوگ کتنی زور زور سے جرج رہے تھے۔ مجھے دو لگ رہا تھا انکل۔ بتائیے آپ مجھے چھوڑ کر کہاں چلے گئے تھے؟

• تمہاری طبیعت کیسی ہے مینا؟ میں نے ہمدردی سے پوچھا۔

• ٹھیک ہوں انکل، اب تو آپ آگئے ہیں؟

• ہاں۔ لیکن مینا تمہیں ڈر لگ رہا تھا؟

• ہاں بہت زور سے شور کی آوازیں آرہی تھیں؟

• پھر کیا ہوا مینا۔ پھر کیا ہوا؟ میں نے اسے غور سے دیکھتے ہوئے کہا۔

• کچھ نہیں ہوا انکل، آپ آگئے؟ اس نے معصومیت سے کہا اور

میں ایک گہری سانس لے کر غما خوش ہو گیا۔ تھوڑی دیر تک میں کچھ سوچتا رہا۔

پھر میں نے مینا کا ہاتھ پکڑا اور باہر نکل آیا۔ میرا رخ سردار کے چھوڑنے کی

طرف تھا۔ راستے میں لوگوں نے مجھ سے مینا کی بازیابی کے بارے میں پوچھا

لیکن میں نے کسی کو جواب نہیں دیا تھا۔

• تکانہ نہ مینا کو دیکھا تو آپ کون سا؟ اسے یہ کہاں سے ملی؟ وہ

خوشی سے بولا لیکن دوسرے نے اس کے ہونٹ مسکرائے۔ اس کے انداز میں

ایک پراسرار کیفیت نظر آنے لگی تھی اور چہرہ آہستہ آہستہ مینا کے پاس آ گیا۔

پہلوں لے مایوسی سے گردی جلائی میں غور اس کی حرکات کا جائزہ لے رہا

تھا۔ پھر سردار نے آگے بڑھ کر مینا کا ہاں اور اٹھا دیا۔ اور اس کے سینے کے

درمیان جھک کر دیکھنے لگا۔ تب میں نے بھی دیکھا۔ مینا کے سینے کے مین

درمیان ایک سیاہ نشان تھا۔ گول سیاہ نشان۔ اور سردار نے ایک ٹھنڈی

سانس لے کر اس کا لباس درست کر دیا۔

• یہ نشان کیسا ہے؟ میں نے پوچھا۔

• ترشال کا نشان ہے۔ اب یہ تو ان کی ملکیت ہے۔ سردار نے

جواب دیا۔

• کیا مطلب؟

• یہ تمہیں کہاں سے ملی؟ سردار نے اٹھ کھڑے سوال کر دیا۔

• چھوڑنے میں موجود تھی؟

• ہوں۔ سردار نے ایک گہری سانس لی: ایک بڑی صفت انسان

نے اس کے بدن پر اپنا نشان بنوا دیا ہے۔ اس کے بدن سے اب اس کی

برآری ہے۔ یہ اس کی ملکیت ہے اور اب وہ اس کے جان ہونے کا آثار

کرے گا۔ قبیلے کی سب سے حسین لڑکی ناشدہ بھی اس کا شمار ہو سکتی تھی؟

• کس طرح۔ مجھے بتاؤ کیا؟

• وہ فخریہ تم سب سے حسین تھی۔ ترشال اسے لے گیا۔ اور پھر اس نے

اس پر اپنی مہر ثبت کر دی اور اسے قبیلے میں پرورش کے لئے چھوڑ دیا۔ تم نے

اس لڑکی کے اندر کوئی تفریق نہیں پایا؟

• ہاں اس وقت میں پہاڑوں میں پھرانے کے بعد واپس اپنے چھوڑنے

میں پہنچا تھا اور میں نے پہلی بار اسے دیکھا تھا تو اس کی شکل بالکل بدل

ہوئی تھی۔ اسی مگر وہ صورت تھی کہ مجھے کچھ رشہ بد حیرت ہوئی۔ اس کے علاوہ

اس کے انداز میں بھی تبدیلی تھی۔ لیکن پھر آہستہ آہستہ اس کی وہ کیفیت ختم ہو گئی؟

• آہ۔ بالکل وہی کیفیات۔ یہ سو فیصدی ترشال کا شمار ہے۔ میرے

دوست وہ لڑکی جس کا میں تم سے تذکرہ کر رہا ہوں اسی طرح اس کا شمار تھی۔

جب وہ اس پر اپنی جادوئی قوتیں آزماتا تو عجیب و غریب ہرگز نہ جاتی۔

اس نے سستی کئی دفعوں کو ہلاک کر دیا تھا اور اپنی کم سنی کے باوجود اس

کے جذبات ایک بھر پور عورت کے جذبات ہمارے تھے۔ وہ جذبات جن

کی پیدائش ممکن ہی نہیں تھی۔ یہ ترشال جیسے شہزادہ شہنشاہ کی کوشش ہے۔ سردار

نے جواب دیا۔

• میں سخت پریشان ہو گیا تھا۔ یہ دیکھ کر میں کچھ سوچتا ہوں پھر میں نے

سردار سے کہا: لیکن اب کیا ہوگا سردار کیا یہ ممکن نہیں ہے کہ تم ان غور

ہماری واپسی کا بندوبست کر دو؟

• میں یہ کام کر سکتا ہوں لیکن اپنے سر سے بلا ماننا مقصود نہیں ہے

تم کو مجھ سے کہیں تمہیں دھوکہ دیا ہے؟ سردار نے اٹھ کھڑے ہوئے انداز میں کہا۔

• کیا مطلب؟

• یہ جب تک ترشال کے سر سے آزاد نہ ہوگی کہیں نہیں جائے گی؟

• یہ کیسے ممکن ہے؟

• مجھے کچھ دیر سے دوست: میں وہی کروں گا جو تم کو کہے؟

• میں اسے لے کر یہاں سے فوراً نکل جانا چاہتا ہوں؟

• میری اس اطلاع کے باوجود؟

• ہاں؟

• تب تم یہاں روکو، میں بندوبست کئے دیتا ہوں۔ کاش تم اس طرح

اس شخص کے عیاں تک ہمال سے نکل سکو؟ سردار نے کہا اور چہرہ ہلکا ہلکا

گیا۔ میں نے پریشان نگاہوں سے مینا کو دیکھا۔ وہ اب پھر اتنی ہی معصوم نظر

آ رہی تھی۔

• مینا؟ میں نے اسے مخاطب کیا۔

• ہاں انکل؟

• کیا سوچ رہی ہو؟

• اب کچھ پریشان نظر آ رہے ہیں انکل؟

• اچھا نہیں مینا بیٹے۔ میں اگر پریشان تھا تو صرف تمہارے لئے۔

تم ٹھیک ہو تو اب مجھے کوئی پریشانی نہیں ہے؟

• انکل میں۔ میں کچھ بیمار ہو گئی تھی کیا؟ مجھے یا وہ نہیں آتا کہ صبح کو

اس وقت جب لوگ چھڑ رہے تھے اور میں سو سوتے سے جاگ پڑی تھی

آپ موجود نہیں تھے۔ اس کے بعد یہ شام کیسے ہو گئی انکل، مجھے نہیں معلوم

انکل کو شاید کس طرح ہو گئی تھی۔ مجھے دن بھر کے واقعات یاد کیوں نہیں رہے؟

کیا میں سو گئی تھی؟ اس نے پوچھا اور میں عجیب نگاہوں سے اسے دیکھتا رہا۔

• ہاں مینا بیٹے تم سو گئی تھیں۔ لیکن اب یہ بتاؤ کیا اس وقت تم سفر کے

لئے تیار ہو؟

• سفر؟ مینا نے تعجب سے پوچھا۔

• ہاں سفر؟

• لیکن کیوں انکل، کیا ہم یہاں سے جا رہے ہیں۔ لیکن اتنی جلدی

کیوں انکل؟

• بس مینا۔ سردار تکانہ گھوڑوں کا بندوبست کرنے گیا ہے۔ ہم لوگ

آج ہی اپنی اور اسی وقت پرستی چھوڑ دیں گے۔ اور کہیں اور چلے جائیں گے

میں نے کہا اور مینا میری جانب دیکھنے لگی۔

• رات میں انکل؟ اس نے تعجب سے پوچھا۔

• ہاں بیٹے رات میں؟

• لیکن ہم کہاں جائیں گے؟

• ان لوگوں کے رہنا سوار ہیں کسی مخصوص مقام تک لے جائیں

گے۔ وہاں سے ہم اپنی دنیا کی طرف نکل جائیں گے؟

• آہ انکل یہ تو میری دل خواہش ہے، انکل کتنی دیر میں یہ لوگ

ہمارے ساتھ چلیں گے؟

• میرا خیال ہے تھوڑی دیر کے بعد؟ میں نے کہا اور مینا مسرور

نظر آنے لگی۔ اس کے چہرے پر وہی معصومیت تھی جو میں اس سے پہلے بھی

دیکھتا رہا تھا۔ لیکن میرے ذہن میں سردار کے کہے ہوئے الفاظ کا خوف بھی

بانی تھا کہیں سردار کی بات سچی ہی ثابت ہو۔

• بے چارہ سردار تکانہ میرے ساتھ پھر پورے تھکان کر رہا تھا۔ وہ

مجھ سے کچھ پریشان نظر نہیں آتا تھا۔۔۔ چھ گھنٹہ سوار ہاری رہنا ہی کے لئے

تیار تھے ان کے علاوہ تین گھوڑے اور تین جن میں سے دو ہماری سواری

کے لئے تھے اور ایک گھوڑے پر ضرورت کا سامان بار کیا گیا تھا۔

• سردار مجھے اتنی ہی عمدہ تک چھوڑنے آیا۔ وہ اب بھی پریشان تھا۔

• میری سہیلی میں تمہارے ساتھ بہتر سلوک نہیں ہو سکا جو ان، جس کے لئے میں

طویل عرصہ تک شرمندہ رہوں گا۔ میری دعا ہے کہ ہر ایک جلد ہی اس کے دوست سے تم

اس شیطاں کے جال سے نکل جاؤ۔ لیکن اگر تمہیں اس میں کوئی دقت محسوس

ہو تو میرے دوست۔۔۔ تکانہ کو اپنا دوست سمجھ کر اس کے پاس آ جانا؟

• میں تمہاری اس دوستی کو یاد رکھوں گا تکانہ؟ میں نے جواب دیا۔

• اور پھر اس سے نصیحت ہو کر ہم چل پڑے۔ ارفیق کے خطا ناک علاقے میں

رات کا سفر تیرہ بجیا تک سمجھا جاتا تھا۔ وحشی اور غریب درندے چاروں طرف

بھٹکتے پھرتے تھے۔ اور تاہیک راتوں میں توان کا خطرہ اور بڑھ جاتا تھا۔

جن لوگوں کو تکانہ نے ہمارے ساتھ کیا تھا وہ بے عمدہ اور

تجربہ کار لوگ تھے۔ ساری رات وہ بے تکان ہمارے ساتھ سفر کرتے رہے

اور یہ بھی اتفاق تھا کہ راستے میں کوئی قابل ذکر واقعہ رونما نہیں ہوا تھا۔

• میں کوہم نے خود کو ایک سرسبز و شاداب جنگل میں پایا۔ جنگل زیادہ

گننا نہیں تھا اور درختوں کے نیچے سبز پھلا ہوا تھا۔ ایک آہستہ آہستہ سا بارش

درخت کے نیچے میں نے گھڑا روک دیا۔ مینا کے چہرے پر تسکین نمایاں تھی۔

• تنہا کیوں مینا؟

• بے حد انکل؟ مینا نے جواب دیا۔

• تو اب آرام کرو۔ عمدہ جگہ ہے۔ میں نے کہا اور پھر میں اپنے رہنا

سیاہ خانوں سے بات کرنے لگا۔ میں نے پروگرام بنا دیا تھا کہ دوپہر تک ہم

آرام کریں گے، دوپہر کے بعد سفر کریں گے، تاکہ پھر رات کو کسی مناسب جگہ قیام

کیا جاسکے۔ سیاہ خانوں نے سادہ زندگی سے گڑن ملا دی۔ ان کے چاروں

نے ہمارے لئے آرام کا بندوبست کیا اور پھر خوراک کا سامان آدھارنے لگے۔

• سردار نے انہیں خاص طور سے ہمارے آرام کا خیال رکھنے کی ہدایت کی تھی۔

• اس لئے ہمارے سارے کام انہوں نے کئے۔ اور کھانے پینے کے بندہ کام

کے بندہ لگے۔

• مینا اب تیار ہو گئی تھی۔ اس کے انداز میں پہلے صبحی معصومیت پیدا ہو گئی

تھی لیکن میں اس کی طرف سے غیر مطمئن تھا۔ دوپہر ٹھیک گئی اور پھر دم نے دوبارہ

سفر کی تیاریاں شروع کر دیں۔ تھوڑی دیر کے بعد ہم اس جنگل کو عبور کر رہے

تھے۔

• چونکہ آرام کر چکے تھے اور تسکین دور ہو گئی تھی۔ اس لئے ہم اس وقت

تک سفر کرتے رہے جب تک تاریکی کافی گہری نہ ہو گئی۔ پھر ہم نے دوبارہ

آرام کے لئے مناسب جگہ کا انتخاب کر لیا۔ یہ پہاڑی علاقہ تھا۔ اونچے نیچے

نیچے چاروں طرف کھربے ہوئے تھے کہیں کہیں درخت وغیرہ بھی تھے۔ ایک

خوبصورت جگہ منتخب کی کہ ہم وہاں رک گئے۔ ابھی کچھ سفر نہیں کیا تھا کہ کوئی

ایسی بات نہیں ہوئی تھی پریشان کن نہ ہوئی۔ رات کے کھانے کے بعد دیر تک

مینا مجھ سے گفتگو کرتی رہی۔ خود اس کی کچھ باتیں نہیں آ رہا تھا کہ یہ پرصورت سفر

کس طرح ختم ہوگا۔ اپنے اوپر گڑے ہوئے ملامت کا اسے کوئی علم نہیں تھا۔

• پھر وہ حسب معمول ہونے کے لئے لیٹ گئی۔ میں بھی اس سے تھوڑے

فاصلے پر لیٹ گیا تھا۔ ہم کچھ دیر سیاہ خانوں کا غماظ آرام کر رہے۔ وہ بچا ہے

دو دو کے جاگ رہے تھے۔ تکانہ نے ہماری بے لوث خدمت کی تھی۔ میں

اس سے بہت متاثر تھا لیکن اس نے چاہے کے لئے میں کچھ نہیں کر سکتا تھا۔

• آخری رات کا چاند تھا۔ پہلے تو تاریکی رہی لیکن پھر آہستہ آہستہ روشنی

ہونے لگی میری آنکھیں ہم غمزدہ ہوئی تھیں کہ میں نے کسی کا ہاتھ قریب

میں کیا اور چونک پڑا۔ مینا میرے سر ہانے موجود تھی۔

• نیند نہیں آرہی؟ میں نے سوچا کہ میں نے پوچھا اور وہ بھی گراوی

لیکن اس کے اندر کسی تبدیلی نظر آرہی تھی۔ یہ تبدیلی صرف میرا احساس

تھا۔ کوئی خاص واقعہ نہیں ہوا تھا۔ لیکن تندرست کے بعد میرے اس حال

کی تصدیق ہو گئی۔ وہ لکھ کر میرے نزدیک آ گئی تھی۔ میں۔ میں عورت بن

چاہتی ہوں۔ میں جوان ہو گئی ہوں۔ اس کی آواز ابیری اور میں ابل پڑا۔
 "مینا" میں نے اسے گھورتے ہوئے کہا۔
 "میں جو لڑ جوان ہوں۔ میرے بدن کو کھو۔ اس نے پانہاں
 بدن سے فرج پھینکا اور میں بوکھلا کر اٹھ گیا۔ یہ مصدم مینا نہیں تھی۔ اپنے
 حواس میں بھی نہیں تھی۔ یقیناً وہ اپنے حواس میں نہیں تھی۔
 "ہوش میں آؤ مینا" میں نے کہا اور اس نے اگلے خود سپردگی
 کے ساتھ پانہاں میرے سامنے لہرایا۔ تیرہ چودہ سال کی بی بی آج تک
 اپنے کردار میں مصدومیت کے علاوہ کوئی خاص نہیں رکھتی تھی۔ لیکن اس
 وقت۔ اس وقت وہ نہ جانے کیا بن گئی تھی۔
 "میں۔ میں تمہاری آغوش میں سنا جاتی ہوں۔ مجھے یوں نہ
 کرو۔ وہ۔ وہ سیاہ فام میرے بدن کی پیاں بھانیں گے؟ اس نے وہ
 سوتے ہوئے سیاہ فاموں کی طرف دیکھا اور میرے ذہن میں جھلپ جھلپ
 "آخری بار کہہ رہا ہوں مینا، ہوش میں آؤ۔
 "تو مجھے ہوش میں لے آؤ۔ اس بار وہ حد سے گذر گئی اور میرا چہرہ
 ہاتھ اس کے منہ پر پڑا۔ وہ کئی فٹ دور جا گئی تھی لیکن وہ چہرہ اٹھ گئی۔ "ٹھیک
 ہے۔ تم مجھے قبول نہ کرو۔ میں جا رہی ہوں۔ میں ان سے درخواست کروں گی۔
 وہ اٹھ کر سیاہ فاموں کی طرف بڑھی اور اب بات حد سے گذر گئی تھی۔
 اسے اس کے حال پر نہیں پھر سکتا تھا۔ چنانچہ میں نے ایک کمرے کو دیا۔
 اور میرا ہاتھ اس کی گونگ کی پشت پر پڑا اور وہ لڑکھن پر آ رہی۔ وہ بیوقوف
 ہو گئی تھی۔
 میں نے اسے اٹھا کر اس کی جگہ لٹا دیا۔ اور پیشکش اس کا لباس اسے
 پہنا دیا لیکن اس کی اس کیفیت سے میں محنت پریشان ہو گیا تھا۔ میں نے اس
 کی اب تک مخالفت کی تھی۔ اگر یہ کیفیت جتنی بھی ہوتی تو میں اتنا پریشان نہ ہوتا
 لیکن وہ اپنے حواس میں نہیں تھی۔
 "دیکھ میں اس کے نزدیک بیٹھا اس کے بارے میں سوچتا رہا۔
 پھر میں نے فیصلہ کیا کہ اب وہ ان رات سفر کرے گا کہ اس کی طبیعتی وحول سے
 جتنی بدلی ممکن ہو دور نکل جاؤں کچھ بھی ہو جائے میں دینا کرے ہوا نہیں
 چھوڑوں گا۔
 سیاہ فام اعلیٰان سے اپنی جگہ موجود تھے۔ ان سے چاروں کو دور نکال
 کا کچھ نہیں تھا۔ دیکھ میں اس کی طرح میٹھا اور پھر اس کے نزدیک تھا وہاں
 لیٹ گیا، چاند پانہاں سفر طے کر رہا تھا۔ ہوا اتنی خوشگوار تھی کہ اس کے
 میں شراب آتھی تھی اور پھر یہ شراب میرے حواس پر چھا گئی اور میں دوبارہ
 سو گیا۔ اس بار سیاہ فاموں نے مجھے جگایا تھا۔ دور پہاڑوں کی اوٹ سے
 اجالا اُبھر رہا تھا۔ سیاہ فام مجھے جھجھکتے رہے تھے۔
 میں چونک کر اٹھ گیا۔ آپ کی ساتھی لڑکی گھر سے پرہیز کو اس وقت
 گئی ہے۔ ہم نے دوا دی اس کے پیچھے دوڑا دیئے ہیں۔ ایک سیاہ فام نے
 مجھے بتایا اور میں نے ایک گری سانس لی۔ میں اور اٹھ گیا تھا۔

بہر حال ہم نے بھی اپنے گھر کے نبھال لئے اور پھر ہم کی اسی طرف
 دوڑ پڑے۔ سہجہ اچھا لیکن ان لوگوں کا کوئی تہ نہیں مل سکا تھا۔ وہی
 رنج تھا جس سے ہم آئے تھے۔ اس بار ہم دوبارہ کئی کی جانب جا رہے تھے
 میرے ذہن میں عبور اُٹھ رہے تھے۔ دل چاہ رہا تھا کہ میں بھی ہونک
 کر آگے بڑھ جاؤں لیکن چہر خال آتا کہ وہ بے تصور ہے یہ سب ترشال کا ہی
 شیطانی پیکر ہے۔ میں اس شیطانی کو کامیاب نہیں ہونے دوں گا۔ کچھ بھی
 ہو جائے میں ترشال کو کامیاب نہیں ہونے دوں گا۔ میرے مات پیچ گئے
 اور ہم رکے بغیر سفر کرتے رہے۔
 شام کو سویرے چھپے ہم پہنچ گئے۔ جہاں ہماری ملاقات نکانہ اور
 ان دونوں سیاہ فاموں سے ہوئی تھی۔ سیاہ فاموں کی حالت خراب تھی۔ ان کے
 بدن جھلپے ہوئے تھے اور جبکہ گوشت نکل آ رہا تھا۔ شاید وہ ابھی تکانہ کے
 پاس پہنچے تھے۔
 "تکانہ کے چہرے پر برہنہ چھائی ہوئی تھی۔ اس نے میری طرف دیکھا
 اور بالائی سے بولا "میں نے پہلے ہی کہا تھا۔
 "ان لوگوں کو کیا ہوا؟ میں نے انہیں زندہ نگاہوں سے ان دونوں
 سیاہ فاموں کو دیکھتے ہوئے پوچھا۔
 "ان سے سی سونو" نکانہ نے کہا۔
 کیا ہوا؟ دونوں کو؟ میں نے پوچھا۔
 "ہم لڑکی کا کانٹا قب کرتے ہوئے سیاہ پہاڑوں تک گئے۔ وہ گھوڑے
 سمیت پہاڑوں میں غائب ہو گئی۔ ہم پہاڑوں میں بیٹھ کر رہے تھے کہ۔
 اچانک پہاڑوں سے شعلے نکلے اور ہم شعلوں میں گھر گئے۔ ہمارے گھوڑے
 جل کر ہلاک ہو گئے۔ ہم بھٹک نکل آئے میں کامیاب ہو سکے؟
 اور یہ حرکت اس شیطانی کے علاوہ کس کی نہیں ہے؟ نکانہ نے کہا۔
 "لڑکی کا چہرہ کئی تہ نہیں چل سکا؟ میں نے شعلہ بارنگاہوں سے انہیں
 گھورتے ہوئے پوچھا۔
 "نہیں، اس کا نام و نشان اب تک نہیں ملا۔
 "ہوں۔ نکانہ ان کے علاج کا بندوبست کرو۔ مجھے انہوں سے کہو
 کہ میں میری وجہ سے سخت پریشان یا اٹھائی پڑی لیکن ترشال سے اب میری جنگ
 شروع ہو چکی ہے، میں دیکھوں گا کہ کتنا بڑا جادو گئے؟
 میں جانتا تھا کہ نکانہ مجھے اتنی بھڑا ہو گا۔ جہاں میں کس طرح اس کی
 شیطانی قوت کا مقابلہ کر سکتا تھا۔
 رات کو نکانہ دیکھ میرے پاس بیٹھا رہا تھا۔ وہ بہت مایوس تھا
 اور میرے بھی مایوسی کی گفتگو کرتا رہا تھا۔
 "یقین کر دیر سے دوست، تمہاری خواہش پر مجھے کوئی اعتراض نہیں
 ہے۔ لیکن ایک زمانہ کی حیثیت سے میں تمہیں اس خطرے سے بچانا
 چاہتا ہوں۔
 "میں تمہارے غلوس کو دل سے قبول کرتا ہوں، لیکن اب میرے

لئے بھی یہ ضروری ہے۔ اس کے علاوہ میں اور کیا کر سکتا ہوں؟
 ترشال تمہارا خون پی جائے گا۔ وہ شیطانی ہے؟
 "میں بھی یہی چاہتا ہوں؟ میں نے مسک کر جواب دیا۔ اب میں اسے
 کیا بتاؤں کہ میرا خون بہت خراب ہے اور کسی کے لئے یہ ممکن نہیں ہے۔
 دوسرے دن میری درخواست پر نکانہ مجھے اس علاقے میں لے گیا جہاں
 ہزار لاقوں کے شکار چھپر کی زندگی گزار رہے تھے۔
 بڑا کراسر علاقہ تھا۔ نکانہ مجھے ان لوگوں کے بارے میں بتا رہا
 تھا جو بظاہر سپاہ پتھر کے مجھے نظر آ رہے تھے۔ یہ سن کر حیرت ہوتی تھی کہ
 وہ کبھی انسان تھے۔ اس نے ان شیطانیوں کی روایات بتا کر مجھے خوفزدہ
 کرنے کی کوشش کی لیکن خوف کا میرے نزدیک گزرنے نہیں تھا۔
 "یہ تمام لوگ وہ تھے جنہوں نے اپنی شیطانی قوتوں سے بستی کی بنیادیں
 حرام کر رکھی تھیں، انہوں نے وہ سب کچھ کیا جو وہ کر سکتے تھے اور اس کی
 جتنی زندگی تھی اس نے اتنے ہی انسانوں کا خون پی لیا۔ گویا بے شمار افراد
 لغز اہل بنے اور ان کی زندگی اس کی طرح ختم ہو گئیں۔ سو میرے دوست
 میرے معزز زمانہ یہ مناسب نہیں ہے کہ تم خود اس کو نوجوان کی حیثیت سے
 پیش کرو جسے ترشال کی خدمت میں اس لئے بھیجا جاتا ہے کہ وہ اس سے
 اپنے خون کی پیاس بجائے۔ ہم لوگ اس کے عادی ہیں اور ہماری تھپیریں
 یہی ہیں۔ سو جو گناہ کا پودا ہماری زمین میں آگاہ ہے اسے ہمارے ہی خون
 سے سیراب ہونا چاہئے۔ تم چند روز کے لئے یہاں آئے ہو تمہاری زندگی
 خطرے میں کیوں ڈالنی چاہئے؟
 "میرے اچھے دوست نکانہ؟ میں نے اسے مخاطب کیا: پہلی بات
 تو یہ سن لو کہ ترشال میرا خون نہیں پی سکتا۔ تم خود کہہ چکے ہو اور میں نے
 تمہیں اس کا احساس نہیں دلا کہ یہ راستے ناقابل عبور ہیں جہاں سے میں
 آیا ہوں سو میرا جیسا انسان ہی ان راستوں کو عبور کر سکتا ہے اور یہاں جیسا
 شخص ہی نہیں ترشال کے بوجھ سے آنا دکر سکتا ہے۔ اور اگر میں ترشال
 پر قابو نہ پا سکا تو بہر صورت یہ تو ممکن نہیں ہے کہ میں اس لڑکی کو یہاں
 چھوڑ کر اپنی زندگی بچانے کے لئے آگے بڑھ جاؤں چنانچہ میں نے جو
 فیصلہ کیا ہے مجھے اس پر اُٹل رہے ہو اور میری مدد کرو۔
 "نکانہ نے گونگ جھکائی۔ چہرہ وہی آواز میں بولا "ٹھیک ہے۔
 اگر تم اس حد تک فیصلہ ہو تو میں خاموش ہو جاتا ہوں۔
 "ایک بات اور کہوں گا سردار۔
 "کیا؟ نکانہ نے پوچھا۔
 "کیا تم پہلے سے اس شخص کا انتخاب کر لیتے ہو جسے ترشال کی
 ہوس پر قربان کیا جاتا ہے؟
 "ہاں۔ اس بار جو جوان ہے اس کا نام نکانہ ہے۔ نکانہ نے بیا۔
 "اگر اس بار میں اس کی جگہ چھل گیا تو کیا آئندہ اسے ہی ترشال کے
 پاس بھیجا جائے گا؟

"اس مسئلے میں ہم کوئی فیصلہ نہیں کر سکتے نوجوان دوست، لیکن تمہارا
 مقصد کیا ہے؟
 "میں صرف یہ چاہتا ہوں کہ اگر اتفاق سے میں ترشال پر قابو نہ پاسکا
 تو تم اس نوجوان کو اس کی حیثیت کے لئے مست چھوڑا جس کا انتخاب کر چکے ہو۔
 "اوه؟ نکانہ نے گونگ ہلائی۔ گویا تم چاہتے ہو کہ اس کی زندگی ہمیشہ
 کے لئے بچ جائے؟
 "ہاں میں یہی چاہتا ہوں۔
 "اوهی خواہش ہے۔ نہیں اس سے کیا فائدہ ہوگا؟
 "کوئی فائدہ نہیں، بس میں چاہتا ہوں کہ ایک شخص اس طرح سے
 بچ جائے۔
 "ٹھیک ہے۔ میں تمہاری اس خواہش کی تعمیل کروں گا۔ نکانہ نے
 جواب دیا اور میں مسکرائے لگا۔
 چاند لڑکی بھی آخری راتوں کا سفر طے کر رہا تھا۔ چہر ایک رات وہ
 ڈوب گیا۔ گویا وہ ڈوبتے چاند کی آخری رات تھی۔ اور اسی رات کے آخری پہ
 اس نوجوان کو سیاہ پہاڑوں میں بھیجا جائے تھا۔ جہاں اس کا ترشال کا نشانہ
 بننے کے لئے تھا۔ ان چند دنوں میں مینا کا کہیں پہنچ نہیں چلا سکا تھا اور
 میرا دل اس کے لئے خون کے آنسو روتا تھا۔ مجھے مینا کی وہ کیفیت یاد آتی
 جس کا اظہار اس رات ہوا تھا۔ مصدم مینا کے چہرے پر ایک جوان عورت
 کے جذبات تھے اور میرا دل کسی طور یہ بات تسلیم کرنے کے لئے تیار نہیں
 تھا کہ وہ اپنے کسی جذبے کے تحت اس حد تک آمادہ ہو گئی تھی اس مصدم
 دل میں ابھی یہ جذبہ فطرتی طور پر پیدا نہیں ہوا ہوگا۔ سو اگر ترشال نے اسے آواز
 کر لیا ہوگا تو کیا مینا اب وہی مصدم مینا ہوگی۔ اگر ترشال نے مینا کو تباہ و برباد
 کر دیا تو پھر میں اسے اتنی آذیتناک موت دوں گا کہ وہ مرنے کے بعد بھی نہ
 بھول سکے گا۔ میں نے سوچا تھا۔ سردار کا خفا مایوس تھا۔ بہر صورت وہ
 میری راہ میں آنا بھی نہیں چاہتا تھا۔ چنانچہ تھوڑے دنوں کے آخری پہ اس
 نے مجھے اور اس کا اور میں سیاہ پہاڑوں کی طرف چل پڑا۔ نکانہ نے مجھے
 بتا دیا تھا کہ مجھے وہاں جا کر کیا کرنا ہے۔ یہاں ذہن عجیب سے خیالات میں
 ڈوبا ہوا تھا۔ ان خیالات میں غمت کا منہ تو نہیں تھا۔ اب ایک الجھن ضرور
 تھی۔ میں سوچ رہا تھا کہ ان شیطانی قوتوں کا کوئی علاج میرے پاس نہیں ہے
 میں نے سب کچھ دیکھا تھا لیکن اس انکے علم سے آج تک نہ واقف ہو رہا۔
 کاش اتنے لوگوں میں سے کوئی ایک مجھے اس علم سے بھی روشناس کرتا
 "میرا میں میں ان پہاڑوں کی جانب تیزی سے سفر کر رہا تھا۔ اور پھر
 دیر کے بعد میں اس بوست تک اُچھڑے میں داخل ہو گیا۔ وہ چتر جس کے
 بارے میں نکانہ نے مجھے بتایا تھا۔ سامنے ہی موجود تھا اور وہاں ایک تنہا
 درخت کے نیچے وہ شعل روشن تھی جس کا طے مجھے پہلے ہی ہو گیا تھا۔ میں
 کے۔۔۔ نیچے جا کر ہوا اور میری نگاہیں چاروں طرف جگمگاتے گھس پھر
 اچانک مجھے عقب سے ایک آواز سنائی دی۔

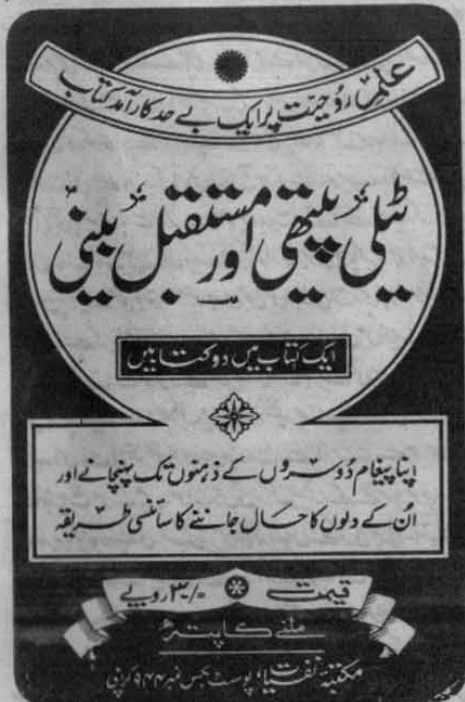
• آہ۔ میں پیسا ہوں۔ میں کس قدر پیسا ہوں۔ کون میری پیسا بجائے گا کی تو؟ وہ اچانک میرے سامنے آگیا۔ شعل کی روشنی میں میں نے وہ کردہ شکل دیکھی۔ بڑی ہتھینا تک شکل تھی۔ سیاہ خام تو تھا ہی نہلا ہونٹ شہمردی تک نکلا ہوا تھا اور اس کے لیے بے دانت نظر آتے تھے۔ ناک طرے کی چوڑی طرح مڑی ہوئی تھی۔ بدن اچھا نما تو نہ تھا۔

• کیا تو میری پیساں بجائے گا؟ اس نے پوچھا۔

ہنگاموں سے مجھے دیکھ دیا تھا۔ پھر اس نے ناکارہ غصہ پھینک دیا۔
 ”میرے دانت لوہے کے نہیں ہیں۔ یہ تو ہڈیوں میں ہی برہ سمانی
 آ کر جاتے ہیں۔ اس نے دونوں ہاتھ چیلوا دیئے جیسے مجھے اپنی گرفت میں
 لینے کا خواہشمند ہو۔ اور پھر اس نے لپک کر مجھے اپنے بازوؤں میں پھنسا لیا۔
 اور جہاں بات طاقت کی ہو تو پھر جاووں اپنی جیسی۔ میں نے اسے گرفت
 کرنے کا پورا موقع دیا تھا۔ اس نے مجھ گرفت میں لے کر اپنے دانت میرے
 شانے میں کاڑھ دیئے۔ اور پھر لو کھائے ہوئے اناڑ میں منڈیچے پھنسا لیا۔
 کے ساتھ ہی اس نے مجھے چھوڑ دیا تھا۔ لیکن اب میں اسے کہاں چھوڑ جاؤں
 نے نہیں اس کے بدن کو گرفت کر لیا اور پھر میں نے پوری قوت سے
 اسے دبا دیا۔

پاؤں بھی اوپر اٹھا رکھے تھے اور اس کے عقب میں ایک کرسی پر بیٹھا بھی موجود تھا۔ لیکن اس خوفناک اور وحشت زدہ شکل جس میں میں نے اس رات اسے دیکھا تھا جس دن وہ اغوا ہوئی تھی۔ اس کے ہاتھوں پر ایک خوفناک مسکراہٹ پھیل ہوئی تھی۔

۱۱۔ یہ ممکن ہے ؟
 ” اوہو کیسی صلیح اور کن شرائط پر ؟“



اس کی حرکتیں ہوں گی؟

بہت جلدی تقریباً بارہ تیرہ سال:

تیرہ سال یعنی تیرہ سال مجھے اس کے چہرے سے اندازہ ہو رہا ہے میں اسے چار سال تک اپنے پاس رکھوں گا جس وقت یہ تیرہ سال کی ہو جائے گی تو میں اس سے ایک ایسا بچہ نکالوں گا کہ اس کے بعد لوگ یہ جوں جیاں گے کہ وہی ہو رہا ہے کوئی حقیقت نہیں ہے۔ یہی ہو رہا ہے اس وقت میرے سامنے یہی ہو گی میرا ہوتو تو ہی ہے ہے میں اسے مست دون کا وہ مجھے پتھروں میں تبدیل نہیں کر سکتی۔ ترشال نہ ہو رہا۔

اگر ایسی بات ہے ترشال تو مجھے بتاؤ تمہارا منصوبہ کیا ہے لیکن ہے میں بھی تمہاری مدد کر سکوں؟ میں نے کہا۔

مجھے کسی کی مدد کی ضرورت نہیں بس یہ لڑکی میری پوری پوری مدد کرے گی۔

مخبر کی طرح کیا تم مجھے بات نہیں بتاؤ گے؟ میں نے اسے باتوں میں لگاتے ہوئے پوچھا۔ اور ترشال انہیں بند کر کے بیٹھے لگیں لگتا تھا جیسے وہ سخت پریشان ہے کہ بالکل محفوظ سمجھتا ہو۔ ایک آدھ دفعہ میں نے آگے بڑھنے کی کوشش کی تھی لیکن پھر وہ غیب بات تھی میں جتنا ہی آگے بڑھتا ترشال کا اور میرا فاصلہ اتنی ہی رہتا جتنا کہ تھا۔ گویا میرے قدم زمین طے نہیں کر رہے تھے تب ترشال نے کہا۔

ماٹرا بھون زمین کی گہرائیوں میں ایک جگہ ایسی ہے جس کا بازبانے والا ترشال کے سوا کوئی نہیں ہے اور ماٹرا بھون کی گہرائیوں میں دیوی ہریکا کے قدم بھی مندر ہو جاتے ہیں۔ ہاں اس لئے کہ اس کے دل میں حکومت ہے اور وہ پاک نہیں رہی۔ ماٹرا بھون میں سانپ ہے اور وہ سانپ اہریت کے تاج کا رکھوالا ہے اور اہریت کا یہ تاج جیسے حاصل ہو جائے اسے نہ تو موت آتی ہے اور نہ کوئی اس پر تاج جوتا ہے۔ تو میرے دوست اتم جو کوئی بھی ہو میری بات غور سے سوچو جاہدیت کے سامنے اختیار کر رہا ہے مفلس سانپ کا پیچھے والی ایک ایسی کنواری ہوگی جو پاکیزہ ہو اور جس کے دل پر ایسے ہی ہاتھ نہ پیچھے ہوں جن میں ہوس لڑ رہی ہو۔ سو میرا علم مجھے بتاتا ہے کہ لڑکی مصروف ہے، میں نے اس کے دل میں ایک جہان عورت کے جذبات کو محسوس کر دیکھے اور یہ اسی طرح ہو گیا جیسا کہ تم بھی ہوئی ایک پرانی عورت چمک جیتے ہو جو آٹھ گیارہ برس پہلے اس آگ کی یہ ہو گیا اس بات کی غور تھی کہ وہ ان جذبات سے نا آشنا ہے جو جاتی کے جذبات ہوتے ہیں۔ سو اب اس کی یہ آگ ہمیشہ کے لئے سو رہا ہے جس کی اور یہ پاکیزہ ہے۔ تب یہ زمین کی گہرائیاں طے کرتی ہوئی سانپ تک جاتے گی اور جسے اطمینان کے ساتھ اہریت کا وہ تاج اٹھا کر مجھے دے دے گی تب وہ تاج میرے سر پر ہوگا اور لڑکی سانپ کا لڑاؤ نہ کرے۔ اور اس کے بعد میں زندہ رہوں گا۔ اس وقت تک جب تک کہ یہ دنیا کسی چادر کی طرح نہ جاتا ہے۔ یہ وقت نکالنا سمجھتا ہے کہ ترشال بھی ان احمقوں کی

مانند ہے جنہوں نے اپنی عواشیات کی تکمیل کے لئے ہزار تائیں ماگلی ہیں اور اس کے بعد تیرے محبوبوں میں بدل گئے۔ میں نے اپنی سوراخیں صرف اس کوشش میں صرف کیں کہ میں اہریت کے تاج کے بارے میں معلومات حاصل کروں۔ میں نے ساری کوشش اس مقصد میں صرف کی کہ میں ہریکا سے متاثرہ کون اور کامیابی میرے نزدیک ہے۔ نتائج صرف یہ لڑکی حاصل کر سکتی ہے اس لئے میں اسے کیسے چھوڑوں؟

میں سمجھنے کے عالم میں اس کی گفتگو سن رہا تھا۔ بہر حال ایک بات کا مجھے اندازہ ہوا تھا وہ یہ کہ کم از کم ایک مہینہ کی عزت خطرے میں نہیں تھی وہ محفوظ ہے۔ تب میں نے کہا۔

لیکن میں تیرا بیچا نہیں چھوڑوں گا ترشال؟

میں جانتا ہوں۔ لیکن اس کے لئے صلح کی ایک اور پیشکش میں تجھے کرتا ہوں۔

کیا مطلب؟

مجھ سے صلح کی بات سنی ہے لیکن دوسری چند شرائط پر؟

وہ کیا؟ میں نے دُکھی سے پوچھا۔

تو وہ تاج مجھے حاصل کر کے دے دے؟

اور کیسے؟

میں تجھے اس خاک نامک پہنچا دیتا ہوں جہاں اہریت کا مقدس تاج موجود ہے۔ مجھے اپنی قوت سے وہ تاج حاصل کر کے دے دے۔ سانپ کو ہلاک کر دے۔ اگر تیری قوت یہ کام کر سکتی ہے تو میں لڑکی تیرے حوالے کر دوں گا۔

پیش کیا۔ میں نے اپنی دل میں سوچا۔ اس طرح وہ آسانی سے میرے چنگل میں آجائے گا؟ میں کیا ہوں؟ میں نے جواب دیا۔

بلیز کچھ جانتے ہو مجھے؟ اس نے کہا۔

ہاں میں سانپ کو ہلاک کر کے وہ تاج تجھے دے دوں گا۔ تو مجھے اس خاک نامک پہنچا دے۔

ٹھیک ہے لیکن اگر ناکام رہا تو تجھے لڑکی سے دستبردار ہونا ہوگا؟

وعدہ۔ اب مجھے جلدی سے وہاں پہنچا دے؟

تو ایسا کر سامنے والے دروازے سے گذر کر ماٹرا بھون کی جنگل میں پہنچ جاؤں لڑکی کے ساتھ تیرے پاس آ رہا ہوں؟

ابھی نہیں پہنچے گا؟

سمجھنے کی کوشش کر، جب تک میرے پاؤں زمین سے نہیں لگے تیرے اور میرے درمیان فاصلہ برقرار رہے گا جو بھی میرے پاؤں زمین سے لگے زمین چھوٹی ہو جائے گی اور تو جو تک پہنچ جائے گا۔ اب میں آتا ہوں۔ وقفہ بھی نہیں ہوں۔ وہ نہیں رہا۔

واقعی شیطان ہے۔ میں نے سوچا۔ لیکن میں اسے ہلا دے دینا چاہتا تھا چنانچہ میں نے کہا۔

ٹھیک ہے۔ تو بے اعتبار رہے لیکن میں تجھے مطمئن کرنے کی کوشش کروں گا ناکہ نہ لیتی دلوں سے مجھے کوئی دُکھی نہیں ہے میں تو بس اس لڑکی کو لے کر یہاں سے نکل جانے کا خواہش مند ہوں۔

تب میں اپنے مقصد کے حصول کے بعد تیری یہ خواہش پوری کر دوں گا؟

تو نے کرنے دروازے کی بات کہی ترشال؟ میں نے چاروں طرف دیکھتے ہوئے پوچھا کیونکہ اس غار میں اور کوئی دروازہ نہیں تھا۔

اور۔ ماٹرا بھون جانے کے لئے دروازوں کی کیا کمی ہے؟ اس نے شبیلی انداز میں کہا اور ایک طرف انگلی اٹھا دی میں نے اس کے اشارے کی جانب دیکھا۔ ایک سپاٹ سی چٹان تھی لیکن پندرہ ساعت کے بعد چٹان میں ایک نچلا سا سوراخ ہوا۔ وہ تڑخ لگی تھی اور پھر وہ سوراخ بڑا ہونے لگا۔ حتیٰ کہ آتنا بڑا ہو گیا کہ اس میں سے ایک آدمی بہ آسانی گذر سکے تب میں نے اس شیطان صفت کی جانب دیکھا اور گردن ہلا دی۔

کیا میں اس دروازے سے دوسری جانب چلا جاؤں؟

ہاں وہاں ماٹرا بھون ہے۔ اس نے جواب دیا۔

لیکن اس بات کی کیا ضمانت ہے کہ تو بھی وہاں پہنچے گا؟

ضمانت۔ تو ضمانت کی بات کرتا ہے۔ دروازے کے دوسری جانب جا۔ میں تجھے وہاں موجود ملوں گا۔ ترشال نے کہا۔

بہتر ہے؟ میں نے کہا اور بہر صورت مجھے یہ خطہ بھی مول لیا جا تھا۔ اس کی وجہ یہ تھی کہ یہاں بھی میں ناکام ہی تھا۔ اگر وہ سخت پریشان بیٹھا رہتا اور میں ساری عمر چلتا رہتا تب بھی میں اس کے پاس نہیں پہنچ سکتا تھا چنانچہ کوئی تبدیلی مناسب تھی۔ اگر ہمیں پر کوئی امکان ہوتا کہ میں اس تک پہنچ سکوں گا تو میں ضرور کوشش کرتا اور ان فشرل باتوں میں نہ پڑتا۔ چنانچہ میں غار کی دوسری جانب نکل آیا اور بلاشبہ میں نے دیکھا کہ ایک طویل میدان سا ہے اور اس کے چاروں طرف گھنے درخت آگے ہوئے ہیں۔ گھاس بھی تھی اور پھول بھی کھلے ہوئے تھے۔ بہر حال بڑی عجیب سی جگہ تھی۔ ایک چوڑے سے والا درخت میدان کے چوں پہنچ کھڑا ہوا تھا۔ اس درخت کے نیچے ترشال اسی تخت پر موجود تھا جسے میں نے آندہ دیکھا تھا لیکن اس بار میں بھی اس کے نزدیک ہی نہیں ہوئی تھی۔ میں نے گہری سانس لے کر اسے کھجا۔ زمین کا یہ جاؤ کچھ نکمیری سمجھ میں نہ آ سکا تھا پھر فیصلہ میں زمین کے اس جادو کے بارے میں جاننے میں ناکام رہا تھا۔ میں نے ترشال کی جانب دیکھا۔ وہ نہایت مکررہ انداز میں نہیں رہا تھا پھر بولا۔

کیا میں نے غلط کہا تھا کہ میں تجھے یہاں موجود ملوں گا؟

نہیں ترشال۔ ہمارے اور تیرے درمیان مفاہمت کی جو فضا پیدا ہوگئی ہے میں بھی اسے ترک کرنا نہیں چاہتا؟

ٹھیک ہے ٹھیک ہے تو اب تیرا کیا خیال ہے؟

کیا مطلب؟

کیا تو وہ غار دیکھنا چاہتا ہے؟

ہاں۔ تو نے اس کا وعدہ کیا تھا؟

وعدہ۔ تو ترشال پہنچیں پڑا۔ اس کا انداز مایکروہ تھا۔ میرے دوست ہمارے اس کیل میں وعدوں کی کوئی حقیقت نہیں ہوتی۔ میں تجھے ماٹرا بھون تک ہی لانا چاہتا تھا۔ یہ جنگل۔ یہ میدان جاتا ہے کیا ہے؟

کیا مطلب؟

اب تو یہاں سے کبھی نہیں نکل سکے گا کبھی نہیں۔ یہاں ساری کائنات جھیل ہوئی ہے۔ جتنا کہ۔ جتنا کہ۔ لیکن تو کبھی نہیں نکل نہ پھرن سکے گا۔ اس جنگل سے باہر جانے کا کوئی راستہ نہیں ہے۔ اور اب۔ اب میں جا رہا ہوں ترشال نے کہا اور دوسرے لئے اس کا تخت درخت کے تنے سے پہلے کہ میں وہاں تک پہنچتا۔ ترشال تخت سمیت درخت کے تنے میں غائب ہو گیا تھا۔ میں پاگوں کی طرح کھڑا اس بند تھے کو گھورتا رہا۔ جہاں کوئی نشان نہیں تھا۔ میں سورج کو ہٹا کر اس میں اپنے آپ کو بہت چلاک انسان سمجھتا ہوں۔ میں نے سوچا تھا کہ میں اس پر تباہی پاؤں گا۔ لیکن میں خود ہی چھٹس کر رہ گیا تھا۔ اگر وہ بہرخت درست کہتا ہے تو پھر تو واقعی بڑی حقیقت ہو جائے گی۔ اس سے پہلے ہی میں دیکھ چکا تھا کہ ایک ہندو عورت جو ایسی ہی پراسرار علوم سے آراستہ تھی میری گرفت سے باز رہی تھی اور میں اس کا کچھ نہیں کر سکا۔ سو پھر فیصلہ بلاشبہ اس وقت میں

ان خاتین کے لئے

جو

پہننے کو

اور وہ مرد جو تین کو۔ سمجھنا چاہتے ہیں

خواتین کی نفسیات

ان سب کے لئے پڑھنا ضروری ہے

اس موضوع پر اب تک اس سے بھی کتاب نہیں لکھی

اس کتاب کا دنیا کی ۱۶ زبانوں میں ترجمہ ہو چکا ہے

قیمت = = ۲۴ روپے

محصول ڈاک ۲۳

محکمہ نفسیات، پوسٹ بک سروس، لاہور

کچھ پریشان سا ہو گیا تھا۔ میں نہیں جانتا تھا کہ اس کمین انسان نے کیا پیچ کہا ہے اور کیا جھوٹ۔ لیکن اگر اس نے سچ کہا ہے تو یہ صورت دینا میری غلطی ہو گئی ہے۔ میں اٹھوں کی طرح کھڑا ہواں سوچتا رہا۔ میری کمر میں نہیں آ رہا تھا کہ میں کیا کروں۔ اور پھر میں نے جھلٹے ہوئے انداز میں درخت کے تنے پر ٹھوکر مارنا شروع کر دی۔ لیکن کوئی فائدہ حاصل نہ ہوا۔ اس درخت میں کوئی نشان نہیں تھا۔ تب میں وحشتناک انداز میں چلا اور درختوں میں داخل ہو کر اس جنگل سے باہر نکلنے کی کوشش کرنے لگا۔

میں چلتا رہا یہاں تک کہ سورج غروب ہو گیا۔ میرا خیال تھا کہ میں واپس نکالنے کی بجائے اپنے چاندنگ لیکن ترشال کے غلط خیال سے کالوں میں گم ہو چکا تھا۔ کال جنگل سے باہر جانے کا کوئی راستہ نہیں ہے، میں ان غلط خیال سے پریشان تھا۔ میں درختوں کے درمیان چلتا رہا یہاں تک کہ صبح ہو گئی۔ سورج نکل آیا اور میں نے اس جگہ کو دیکھنے کی کوشش کی۔

پروفیسر! وہ تناور درخت میرے سامنے موجود تھا جس میں ترشال سا گیا تھا۔ گرجا میں وہاں کا وہ تھا۔ میری افیت کی انتہا نہ رہی یہ بول چال تھا کہ ان تمام درختوں کو جیسے اٹھا کر چھین دوں۔ جنگل کو تباہ کر دوں۔ میں درخت زہد ہو گیا تھا۔

وہ جنگل میں درخت کے سلسلے میں بیٹھا رہا۔ اور آج پھر میں نے کوشش کرنے کا فیصلہ کر لیا تھا۔ آج میں نے دوسری صحت اختیار کی اور منت نہ کرنے سے بڑی لگاؤ کے ساتھ اسے اگلے لیکن دل میں خوف تھا۔ میں سارا دن ساری رات جتنا دبا لیکن سورج۔ سورج کی آمد میرے لئے خوش تھی۔ صبح کے سورج نے مجھے پھر اس درخت کے سامنے پہنچا دیا۔ اور اب میری جدوجہد ماند پڑ گئی۔ میں نے سوچا اس طرح جھلٹا ہوں سے کچھ کام نہیں چلے گا۔ کچھ اور سوچنا چاہئے۔ کچھ اور ہی سوچنا چاہئے۔ سورج چاند تارے زمین پر اس طرح کچھ تھا۔ لیکن راستہ نہیں تھا۔ بلاشبہ اس جنگل سے باہر نکلنے کا راستہ نہیں تھا۔

پھر میں ایک ایک اس علم میں گرفتار رہوں۔ ایک باہر میرے ذہن میں بے قراری کی لہر اٹھی۔ میں یہاں کیوں آ گیا۔ کیا ملے گا مجھے دنیا کی حفاظت کا انعام۔ وہی تو اسی دنیا کی ایک ذرہ ہے۔ میں نے اسے ڈوبتے اور جلتے ہوئے جہاز سے کیوں بچا دیا تھا۔ بلاوجہ اس صحبت میں بیٹھا۔ یہ جھلٹا نہیں جاتی رہیں۔ دن گذرتے رہے۔ میری خونریز کیفیت میں اضافہ ہوتا گیا۔ وقتاً بوقت بارشیں لگنے لگیں۔ کوشش کی نت نئے طریقے اختیار کئے لیکن ناکام رہا۔ تب نہ جانے کتنا وقت گذر گیا۔ میں ایک دھڑکی تیر کی مانند اس وسیع پیمانے میں قید تھا۔ اب تجھے یہاں کے ایک ایک ذرے سے نفرت ہو گئی تھی۔ یہ ازل چاہتا تھا کہ میں۔ میں اس جنگل کو آگ لگا دوں۔

اور اس نے خیال نے میرے ذہن میں جنگلی ماحول کر لی۔ میں بڑے خوشخوار انداز میں سوچ رہا تھا۔ اور پھر میں نے اس مقصد کے تحت کام شروع کر دیا۔

میں نے خشک گھاس کے انبار لگانے شروع کر دیئے۔ جگہ جگہ میں نے سارے درختوں کے نیچے جگہ جگہ کاٹ دی۔ خاص طور سے اس پورے اور تناور درخت کے گرد تو میں نے گھاس کا آنا بڑا ڈھیر لگا دیا۔ کدورت کا تنا اس میں چھپ گیا۔

آگ کی ابتدا میں نے وہی سے کی تھی۔ جتنا کہ ذریعہ آگ روشن کرنے میں مجھے کوئی وقت نہ ہوئی اور خشک گھاس نے آگ پکڑ لی۔ ہوا کے جھونکوں نے اس آگ کو خوب جھڑکا دیا۔ اور شعلے دھامی دیر میں آسمان سے تباہ کرنے لگے۔

ہاں خود درخت کے تنے نے آگ پکڑ لی تب میں نے وہاں سے تھوڑی سی آگ لے کر دوسرے درختوں کے نیچے بھی آگ روشن کر دی۔ آگ اور دھوئیں کے بادل آسمان کی طرف بلند ہونے لگے اور دیکھتے ہی دیکھتے جنگل آگ کا سمندر بن گیا۔

چاندنی طوف آگ ہی آگ تھی جو آسمان سے تباہ کر رہی تھی اس کی پیش سے دور دور کی چٹانیں چٹخ رہی تھیں۔ ترشے بلند ہو رہے تھے۔ اور یہ پیش میرے بدن کو زندگی بخش رہی تھی۔ میری قوتیں جاگ رہی تھیں۔ نہ جانے کتنے عرصہ میں جوڑے تنے والے درخت کی زندگی ختم ہوئی اور ایک دن وہ ملتی شعلوں کے ساتھ زمین پر آ گیا۔ میں نے اس جلتے ہوئے درخت کو اس کی جگہ سے دور دھکیل دیا۔ پروفیسر! اس کے نیچے کھولنے زمین دیکھ کر میری خوشی کی انتہا نہ رہی۔

گر جس جگہ میں وہاں ہوا تھا۔ لیکن مجھے اس کی کیا پروا ہو سکتی تھی۔ میں دھوئیں کی اس رنگ میں آ رہا تھا۔ اور تھوڑی دیر کے بعد مجھے معلوم ہو گیا کہ وہاں شیر حیاں ہیں جو زمین کی گڑبڑ میں ترس رہی ہیں۔ تھوڑی دیر میں کچھ حوٹوں کا احساس بھی ختم ہو گیا۔ لیکن شیر حیاں قہقہے کرتی ہوئے نام ہی تھیں۔

اور پروفیسر! نہ جانے کتنا وقت لگا۔ آخری میری ایک پسینہ میں، میں نے اس دوران وقت کا تعین ہی نہیں کیا تھا۔ اس خوش جنگل میں میں نے نہ جانے کتنے سورج دیکھے تھے، نہ جانے کتنے چاند دیکھے تھے، ان کا کوئی حساب میں نے نہیں رکھا تھا۔ ہاں میری کیفیت مجھے احساس دلاتی تھی کہ میں نے اس آزاد قید میں بھی ایک طویل وقت گزار لیا ہے۔

بالآخر میں ایک غار میں پہنچ گیا اور پروفیسر کی غار میں میں نے ایک عجیب نظر دیکھا، ایسا منظر جسے میں کبھی فراموش نہیں کر سکتا۔ وہ سانپ بے حد موٹا اور بہت ہی لمبا تھا۔ اس کا منہ بہت بڑا تھا۔ اور اس نے اپنے بدن کو گول ڈھکے میں بیٹھا ہوا تھا۔ اور مارے کے درمیان ایک حسین تاج رکھا ہوا تھا۔ ایک انتہائی خوبصورت حسین تاج۔

سانپ کی جگہ دار کھینچیں میری جانب بھاگ رہی تھیں۔ لیکن میں حیران تھا۔ ترشال تک پہنچنے کے سبب میں اس جگہ پہنچ گیا تھا۔ تاج موجود تھا۔ اور اس تاج کی آرزو ترشال کو تھی۔ میں سانپ کی آنکھوں میں دیکھتا رہا۔

اگر یہ تاج کی حیثیت رکھتا ہے تو کیوں نہ میں اسے ہی حاصل کرنے کی کوشش کروں۔ میں نے سوچا۔ تب میں اس سانپ کی طرف بڑھلا۔ سانپ کے بدن کے تھپہاٹ مارے کے شکل میں گھومنے لگے۔ وہ اپنے بل کھول رہا تھا۔ میرے پاس کوئی اختیار نہیں تھا۔ وہ ذہنی اختیار جو میں نے تاج سے حاصل کیا تھا باہر ہی رہ گیا تھا۔ چنانچہ میں نے سانپ سے جنگ کرنے کے لیے کسی ہتھیار کی تلاش میں چاروں طرف دیکھا لیکن شفاف غار میں ایسی کوئی چیز نہیں تھی۔

مجبوراً میں خالی ہاتھوں سے آگے بڑھنے لگا۔ دفعتاً سانپ کے منہ سے ایک پتھر کا ٹکڑا ادا اس کے ساتھ ہی آگ کے شعلے میری طرف نکلے۔ شعلے میرے بدن سے ٹکرانے اور میں آگے بڑھا رہا۔ سانپ نے اپنا منہ کھولا اور اس کے لیے بے انتہا سفید چھڑکیوں کی طرح نظر آنے لگے۔ پھر اس نے حرکت لگائی اور میرے اوپر آ کر۔ وہ آنا تھا کہ بدن کا دائرہ بہت دور تاج کے گرد قائم رہا۔ اور وہ مجھ سے جنگ کرنے بھی پہنچ گیا۔ میں نے جھکاؤ دے کر اس کی گردن کو گرفت میں لے لیا اور اس پر گت مرف کرنے لگا۔

سانپ بے پناہ طاقتور تھا۔ اس کا لمبا بدن پھسل رہا تھا اور وہ میری گرفت سے نکلنے کی کوشش کر رہا تھا۔

لیکن یہ تو آخری کھیل تھا۔ میں اس کیل میں اپنی تمام قوتیں صرف کر دینا چاہتا تھا۔ چنانچہ میں سانپ کی گردن جاتا رہا۔ پھر میں نے دوسرے ہاتھ کی انگلیاں سیدھی کر کے سانپ کی آنکھوں میں ماریں اور اس کی آنکھیں پھرک سے پھوٹ گئی۔ تب وہ طوفانی طاقت مرف کرنے لگا اور تاج کے گرد سے اس کا دائرہ صاف ہو گیا۔

میں نے دوسری آنکھ کے ساتھ بھی یہی سلوک کیا اور سانپ کیلٹ سے بڑی طرح اپنا بدن بچنے لگا۔ غار میں خوفناک آوازیں بلند ہو رہی تھیں لیکن سانپ کو بھی اپنا صیغہ مرقہ قابل ملاحظہ تھا۔ وہ تاج کی حفاظت بھول گیا تھا اور اپنی جان بچانے کی فکر میں لگا ہوا تھا۔ پھر اس نے اپنا پورا بدن میرے گرد لپیٹ لیا اور میرے بدن کو دبائے لگا۔

میں اطمینان سے لپٹ گیا۔ لیکن میں نے اپنا پورا دائرہ نہیں چھوڑا تھا۔ اس کی گردن اب بھی میری گرفت ہی میں تھی اور میں اس پستل جان وصال رہا تھا۔ کافی وقت گذر گیا۔ تب کہیں جاکر سانپ کے بدن کی گرفت و فیصل ہوئی۔ اب اس کا دم نکل رہا تھا۔ پھر وہ سر ہٹا دیا۔ اور جب مجھے لپٹیں ہو گیا کہ وہ بے جان ہو گیا ہے تو میں نے اسے چھوڑ دیا۔ اور خود اس کے مرقہ جہم سے نکلنے لگا۔

کافی شکل سے میں اس میں کامیاب ہو سکا تھا۔ سانپ کا بدن ایک توڑے کی مانند بچا ہوا تھا۔ میں نے گہری گہری سانسیں نیکر چاروں طرف دیکھا۔ اور پھر میں اس تاج کی طرف بڑھ گیا اور میں نے تاج اٹھا لیا۔ اور پروفیسر! مجھے بول محسوس ہوا جیسے یہ ازل بدن کا غنڈ کی طرح ہلکا

دلچسپ ترین سلسلے، کتابی شکل میں

ہر دل عزیز شخصیت صبیحہ بانو کے قلم سے ایک سنسنی خیز سفر گزرتا ہے

قیمت ۹۰ روپے

ڈاکٹر فریح

۲۳۳

پہلے

۹۰ روپے

ڈاکٹر فریح

۲۳۳

پہلے

شہزاد

(مکتل)

قیمت ۹۰ روپے

ڈاکٹر فریح

۲۳۳

پہلے

○ ایک پراسرار شخصیت کی کہانی جس کیلئے کوئی بھی کام نہیں تھا

○ اس شخص کا قصہ جس کے چہرے کی عمر ۱۳ سال تھی

اور بقیہ جسم کی عمر ۲۵ سال

○ ہمنزاد مخر کرنے کے طریقے۔

○ ایک ایسے انسان کی کہانی جسے خود معلوم نہیں تھا کہ وہ کون ہے اور کہاں سے آیا ہے۔

○ جب اس نے آنکھ کھولی تو ایک عجیبی میں سفر کر رہا تھا۔

○ دنیا کی بڑی بڑی تنظیمیں اس کے تعاقب میں تھیں۔

○ اس پر نہ کوئی گولی اتر کر تھی اور نہ ہی کوئی زہر۔

دونوں کتابیں ایک ساتھ منگائے پر ۱۵۰ روپے

کتابیات پبلی کیشنز پوسٹ بکس ۳۳ کراچی ۱

ہو گیا ہو میں نے اپنے اندر مڑی انوکھی تبدیلیاں محسوس کیں اور بنائے
 کیوں میرا دل چاہا کہ میں یہ تاج پس لوں میں نے بے اختیار تاج اپنے
 سر پہ رکھ لیا اور اپنی کیفیات کا جائزہ لینے لگا۔ میں ان کیفیات کو ہدف
 کا روپ نہیں دے سکتا۔ ہر حال اس انوکھی شے کی خصوصیات عجیب تھیں
 میں نے سوچا کہ ترشال اسے حاصل کرنا چاہتا تھا۔ اس نے اسے اہمیت کا
 تاج کہا تھا لیکن یہ اہمیت کسی انسان کی اقتدار پر نہیں تھی۔ یہ اہمیت ایک
 ایسے شخص کو نصیب ہوئی تھی جو خود بھی لادانی تھا اور پروفیسر کی کے بعد میں
 نے سوچا کہ اب مجھے کیا کرنا چاہئے۔ بہتر یہ ہے کہ اب میں وہ راستہ تلاش
 کروں جو مجھے ترشال تک پہنچا دے۔ مجھے اندازہ نہیں تھا کہ ان مسائل پر لکھنا
 میں کتنا وقت گزرنے لگا ہے۔ اور ترشال کہاں تک اپنی کوششوں میں لگا ہوا
 ہو سکتا ہے۔ تاہم میرا خیال تھا کہ میں نے چھانسا وقت گزارا ہے۔ گو
 میں اس کا یقین نہیں کر سکتا تھا۔

تب ایک انوکھی بات ہوئی میں نے یہ سوچا ہی تھا کہ میں ترشال تک
 پہنچنے کا خواہش مند ہوں کہ دفعتاً میرے سامنے سے چٹانوں کے پر وے
 ہٹنے لگے۔ وہ دیواریں جو حواس اور چٹانیں تھیں۔ کھانڈی دیواروں کی طرح
 کھٹے لگیں۔ یوں لگ رہا تھا جیسے ان کی تھیں سکتی جا رہی ہوں اور وہاں
 دوسرے سے بنے ہوئے محسوس ہو رہے ہوں تب میں ان دونوں کی جانب
 بڑھ گیا۔ میری کمر میں نہیں آیا تھا کہ یہ کیا امر ہے۔ تاہم آنا اندازہ نہیں
 نے ضرور لگا تھا کہ یہ تاج کسی ایسی ہی اہمیت کا حامل ہے جس کی بنیاد پر
 یہ سب کچھ چل رہا ہے۔ سو میں اس طرف چلنے والی سڑک میں داخل ہو گیا اور
 اس سڑک میں چلنا رہا۔ سڑک کا اختتام ایک ایسی جگہ پر ہوا جہاں ایک
 کشادہ غار موجود تھا اور پروفیسر میرا چاہنا تھا۔ یہی وہ غار جس میں تخت
 پڑا ہوا تھا اور جہاں میں نے ترشال کو دیکھا تھا۔ گریہ اور رنج سے میں طے
 نہ کر سکتا تھا۔

واقعی رانست سے بنا ہوا یہ تخت جہاں رات سے تھکتے تھا لیکن اس
 وقت اس تخت پر کوئی نہیں تھا۔ میں نے اس تخت کو محسوس کرنے کی کوشش کی
 اور مجھے اس میں کوئی ناگہانی نہ ہر گز غار بالکل خالی تھا۔ میں نے اس کے دوسرے
 طرف تک جان بوجھ کر دیکھا جس کے دوسری جانب ایک بڑا غار تھا۔ اور وہیں اس
 طرف بڑھ گیا۔ میں نے جوتی دوسری طرف قدم رکھا۔ میری نگاہیں ایک حسین
 لڑکی پر پڑیں۔ حسن و شباب کا پیکر۔ گہرے گہرے سیاہ بال اس کے چہرے کو ڈھکے
 ہوئے تھے۔ وہ گڑن جھکاتے اس کی منہ تھی، ایک اس کے لئے تو میں اسے
 نہ پہچان سکا لیکن دوسرے میری نگاہیں خیر ہو گئیں۔ وہ — وہ تو مینا
 ہی تھی۔ مینا اب جوانی کے حصوں سے لدا ہوا دھت نظر آرہی تھی۔ اس نے
 مجھے دیکھا اور کھڑی ہو گئی۔

• اٹکل: اس نے بے اختیار مجھے پکارا اور میرے چوڑوں پر مسکراہٹ
 پھیل گئی۔ حالانکہ میں شدید حیرت زدہ تھا اور میں سوچ نہیں جانتا تھا کہ
 میں آنا طویل وقت گزار چکا ہوں کہ مینا جوان ہو گئی لیکن یہ سب تضاد حیرت

تھا نہیں ہوئی۔ اسی غفلت میں مجھے زندہ رہنا ہوتا ہے۔ بھوک لگتی ہے تو
 کھا لیتی ہوں حالانکہ دل اندر سے کہہ رہا تھا کہ میں نے کتنا
 کھیل ختم ہو گیا ہے مینا۔ آؤ اس چشمے کے پاس چلیں جہاں وہ اپنا
 خونی کھیل کھیل رہا ہوگا؟ میں نے کہا اور نہ جانے کیا ہوا۔ ایک ٹھوگر بھی تو نہیں
 گزرا تھا۔ میں نے اپنے اطراف میں دیکھا۔ میں اس سیاہ ماحول میں تھا۔
 چشمہ — اس کے کنارے دھت اور اس دھت کے نیچے ترشال
 موجود تھا۔ اس کے علاوہ تو صرف کچھ کچھ مالا ایک لوجان بھی، جو عورت سے
 بے ہوش ہونے کے قریب تھا۔

• میں پیاسا ہوں۔ آہ میں کتنا پیاسا ہوں۔ ترشال کی جیسا کہ گار
 گوئی اور لوجان کے حلق سے ڈری ڈری آوازیں بگڑنے لگیں۔
 • تو میری پیاس بھانپنے کا پانی بول جواب دے؟
 • ہاں۔ ہاں۔ لوجان کی آواز اس طرح نکلی جیسے وہ اس کے
 حلق سے آخری بار نکلی ہو۔

• یہاں تو ہم دونوں بھی موجود ہیں ترشال؟ میں نے کہا اور ترشال
 بڑی طرح اچھل پڑا۔ اس نے پلیٹ کھینچ دیکھا اور جوں ہی اس کی نگاہ تاج
 پر پڑی۔ وہ جیسے پتھر کا بن گیا ہو۔

• تاج — اہمیت کا تاج؟ اس نے دو دینے والی آواز میں کہا۔
 • ہاں۔ اب یہ میرے سر پر ہے؟
 • مجھے دیدے۔ مجھے دیدے۔ یہ تجھے کہاں سے مل گیا۔ آؤ۔ تو اب
 بھی اداس ہے۔ یہ تاج مجھے دیدے؟
 • تیری پیاس کچھ بھی ترشال۔؟
 • آہ مجھے نہیں چاہئے۔ مجھے یہ سب کچھ نہیں چاہئے۔ مجھے یہ تاج
 دے دے۔ دیدے؟ اس نے ہاتھ بڑھایا۔ اور اس کا ہاتھ میری گڑن پر لگا ہوا گیا۔
 تب میں نے اسے اپنی گرفت میں لے لیا۔

• تیرا کھیل ختم ہو گیا ترشال۔ اب تیرا کھیل ختم ہو گیا۔ میں نے تیری
 ساری قوتیں سب کھلی ہیں۔ نکل سکتا ہے تو میری گرفت سے نکل جا؟
 • میں بے بس ہوں۔ اب میں تیری گرفت سے کچھ نہیں نکل سکتا۔ اس
 نے کہا۔ اس کا ہاتھ آنا ہی مبارک تھا۔ اور میری گرفت میں تھا۔ تب میں نے
 لوجان کی طرف دیکھا جو سما کر رہا تھا۔

• تیرا کھیل ختم نہ ہو گیا ابھی سے ہے؟
 • ہاں۔ اس نے جواب دیا۔
 • کیا نام ہے تیرا؟
 • انجور۔ اس نے بتایا۔

• میری طرف سے زندگی کی خوشخبری سن۔ تجھے اس لئے بھیجا گیا تھا
 کہ یہ شیطان تیرا خون پلے لے؟
 • ہاں۔
 • لیکن تو پہلے تو اب اس کا خون پلے سکتا ہے۔ میری طرف سے قیاس

تھا نہیں ہوئی۔ اسی غفلت میں مجھے زندہ رہنا ہوتا ہے۔ بھوک لگتی ہے تو
 کھا لیتی ہوں حالانکہ دل اندر سے کہہ رہا تھا کہ میں نے کتنا
 کھیل ختم ہو گیا ہے مینا۔ آؤ اس چشمے کے پاس چلیں جہاں وہ اپنا
 خونی کھیل کھیل رہا ہوگا؟ میں نے کہا اور نہ جانے کیا ہوا۔ ایک ٹھوگر بھی تو نہیں
 گزرا تھا۔ میں نے اپنے اطراف میں دیکھا۔ میں اس سیاہ ماحول میں تھا۔
 چشمہ — اس کے کنارے دھت اور اس دھت کے نیچے ترشال
 موجود تھا۔ اس کے علاوہ تو صرف کچھ کچھ مالا ایک لوجان بھی، جو عورت سے
 بے ہوش ہونے کے قریب تھا۔

• میں پیاسا ہوں۔ آہ میں کتنا پیاسا ہوں۔ ترشال کی جیسا کہ گار
 گوئی اور لوجان کے حلق سے ڈری ڈری آوازیں بگڑنے لگیں۔
 • تو میری پیاس بھانپنے کا پانی بول جواب دے؟
 • ہاں۔ ہاں۔ لوجان کی آواز اس طرح نکلی جیسے وہ اس کے
 حلق سے آخری بار نکلی ہو۔

• یہاں تو ہم دونوں بھی موجود ہیں ترشال؟ میں نے کہا اور ترشال
 بڑی طرح اچھل پڑا۔ اس نے پلیٹ کھینچ دیکھا اور جوں ہی اس کی نگاہ تاج
 پر پڑی۔ وہ جیسے پتھر کا بن گیا ہو۔

• تاج — اہمیت کا تاج؟ اس نے دو دینے والی آواز میں کہا۔
 • ہاں۔ اب یہ میرے سر پر ہے؟
 • مجھے دیدے۔ مجھے دیدے۔ یہ تجھے کہاں سے مل گیا۔ آؤ۔ تو اب
 بھی اداس ہے۔ یہ تاج مجھے دیدے؟
 • تیری پیاس کچھ بھی ترشال۔؟
 • آہ مجھے نہیں چاہئے۔ مجھے یہ سب کچھ نہیں چاہئے۔ مجھے یہ تاج
 دے دے۔ دیدے؟ اس نے ہاتھ بڑھایا۔ اور اس کا ہاتھ میری گڑن پر لگا ہوا گیا۔
 تب میں نے اسے اپنی گرفت میں لے لیا۔

• تیرا کھیل ختم ہو گیا ترشال۔ اب تیرا کھیل ختم ہو گیا۔ میں نے تیری
 ساری قوتیں سب کھلی ہیں۔ نکل سکتا ہے تو میری گرفت سے نکل جا؟
 • میں بے بس ہوں۔ اب میں تیری گرفت سے کچھ نہیں نکل سکتا۔ اس
 نے کہا۔ اس کا ہاتھ آنا ہی مبارک تھا۔ اور میری گرفت میں تھا۔ تب میں نے
 لوجان کی طرف دیکھا جو سما کر رہا تھا۔

• تیرا کھیل ختم نہ ہو گیا ابھی سے ہے؟
 • ہاں۔ اس نے جواب دیا۔
 • کیا نام ہے تیرا؟
 • انجور۔ اس نے بتایا۔

• میری طرف سے زندگی کی خوشخبری سن۔ تجھے اس لئے بھیجا گیا تھا
 کہ یہ شیطان تیرا خون پلے لے؟
 • ہاں۔
 • لیکن تو پہلے تو اب اس کا خون پلے سکتا ہے۔ میری طرف سے قیاس

تم کون ہو؟

چریکا ہے میرا نام۔ اور لوگوں کے خیال کے۔۔۔ مطابق
میں ان کی آواز ہوں؟

نہ خود تمہارا کیا خیال ہے؟

اب باتوں کو جانے دے دیا ہے۔ تجھ سے کچھ کہنا چاہتی ہوں؟
کوہ؟

تو نے ترشالی کی محسوسات کو جس طرح اس کی مذہم کوششوں

میں ناکام بنا دیا ہے میں اس کی مبارک باد تجھے پیش کرتی ہوں۔ تیرے

سر پہ چھیننے والا عظیم تاج اس جنگل کی امانت ہے۔ اگر تیرا تاج اس جنگل سے

فصل گیا تو یقیناً کروں کہ اس جنگل میں سیاحی کے سوا کچھ باقی نہ رہے گا۔ ہاں

اس تاج کے حصول کے لئے لاکھوں انسان کشش کر چکے ہیں اور شاید تو

یقیناً نہ کرے کہ صدیوں سے اس سانپ کو لاکھ کرنے کی کوشش کی جاتی

رہی ہے جو تیرے ہاتھوں قبا ہو گیا۔ اور اگر تیرے سر کے تو میری

درخواست پر اس جنگل کی امانت کو جو اس وقت تیرے پاس ہے، میرے

حوالے کر دے، میں بھی اس سے کوئی ناجائز فائدہ نہ اٹھاؤں گی اور ہاں اس

کی نسبت سے اپنے اندر کوئی بڑی پیدا کرنے کی کوشش کروں گی۔ سو تو اگر

میری درخواست قبول کرے تو میری تیری ہر اس خواہش کی تکمیل کروں گی۔

جو تیرے سینے میں موجود ہے۔

مثلاً؟ میں نے سوچا۔

تو مذہب دنیا کا متلاشی ہے۔ سفید گھوڑوں کا رتھ تجھے دہاں پہنچا

دے گا۔ اور یہ دھن میں اتنا کروں گی؟

اس سے پہلے ہی تو تم میری مدد کر سکتی تھیں؟ میں نے طنز کیا۔

بے شک لیکن مجبوریاں۔ تو نے اس شیطان کی شکست دی ہے اس

لئے اب تو اس کا حق دار بن گیا ہے؟

اس کی کیا ضمانت ہے کہ تم اس تاج کے حصول کے بعد اپنا وہ پورا

کروں گی؟

یہ رتھ۔۔۔ تجھے تیری منزل پر پہنچا دے گا۔ ہر ایک نے کہا اور اس

وقت ایک سین رتھ دوڑا رہا ہو گیا جس میں چار سفید رنگ کے گھوڑے بیٹھے

ہوئے تھے۔

ہوں؟ میں نے رتھ کو غور سے دیکھتے ہوئے کہا۔ پروفیسر حبلا

طاقت کا یہ تاج میرے کس کام کا تھا جنگل اپنے معاملات خود بائیں چٹاپڑ

میں نے تاج سر سے اتار کر دیویری ہر ایک کے حوالے کر دیا۔

آہ غفلت کے بہار آج کے بعد سے ہزار سالوں کی رستم ہو

گئی۔ مجھے وہ وقت حال ہو گئی ہے کہ اب میں ہر شیطان کو فنا کر دوں گی اور کسی

کوشیطان نہ رہے دوں گی۔ تو نے جنگل کے رہنے والوں پر وہ احسان عظیم کیا ہے

کہ یہ تانڈی تجھے دیوتا مانتے رہیں گے؟

اس شیطان کا کیا کروں گی؟ میں نے ترشالی کی طرف اشارہ کیا جس کا

باجاب میری ہر بات میں تھا۔

میں اسے پھر میں تبدیل نہیں کروں گی۔ اب یہ اسی میدان میں اسی

جگہ کھڑا رہے گا۔ یہ میری جہنم کے کا اور جنگل کے لوگ اس کے بدن میں

جالے چھبھ جھوکر اس سے اپنا انتقام لیں گے؟

نہیں نہیں۔ مجھے بھی اس رتھ میں اپنے ساتھ لے چلو میں تمہارا غم

بن کر ساری زندگی گزار دوں گا ترشالی گڑ گڑا۔

نہیں ترشالی ایسے بددور اور غلام مجھے پسند نہیں؟ میں نے جواب دیا۔

اور پھر میں نے چریکا سے کہا؟ ٹھیک ہے میں جانا چاہتا ہوں؟

کیا تم یسوی دلوں سے نہیں ملو گے؟

نہیں۔ یہاں میرا بہت وقت ضائع ہوا ہے۔ میں جانا چاہتا ہوں؟

تب تم دونوں رتھ میں سوار ہو جاؤ۔ یہ گھوڑے نہیں مذہب آبادی

کے پیدا ہوئے گے؟ ہر ایک نے کہا اور میں مینا کا ہاتھ پکڑ کر رتھ کی جانب بڑھ گیا۔

زحوان اگھر اب بھی بندے میں چڑا تھا۔ رتھ چل پڑا۔ اور پروفیسر

کیا ہی دلچسپ سفر تھا۔ گھوڑے دوڑ رہے تھے یوں لگتا جیسے وہ بھی یسوی

گھوڑے ہوں۔ مینا جو جب بھی میری نگاہ پڑتی وہ مسکرا دیتی۔ اس وقت میں

دو چار پور زحوان ہو گئی تھی۔ اور اس کی معصومیت جوانی کی خوشی میں ایسی

تھی۔ حالانکہ اس نے ایک ہی مطلق وقت گزارا تھا لیکن اس کا سن بھر گیا تھا۔

تاہم میرے لئے وہ ایک معصوم سی بچی تھی اور میرے دل میں اس

کے لئے کوئی بڑا خیال نہ جاگا۔ تب پروفیسر ایک دن ہم نے عود کا دھپہ اپنے

مکانوں کی بستی میں پایا۔ جہاں مذہب لوگ اپنے کاموں میں مصروف نظر آ

رہے تھے۔ سامنے ہی بانوں کی محنت کے کارخانے بکھرے ہوئے تھے۔

اور شہنشاہ اپنا کام کر رہی تھیں۔

مینا خوشی سے چیخ پڑی تھی۔ یہاں ہم نے رتھ چھوڑ دیا اور ہنسی ہم

اس سے آئے وہ ہماری نگاہوں سے اجال ہو گیا۔ یہ سچی چھوٹی نہیں تھی۔

بعد میں ہمیں لکھا کہ اس کی موت ہو گئی۔ یہ لوٹ افریقہ کے نام سے مشہور تھی۔

ہم شہر میں داخل ہو گئے۔ مینا اور میں بہت سے لوگوں کے لئے

تماشا بن گئے تھے۔ گویہ ملازمی سیاہ فاموں کا تھا لیکن وہ مذہب لوگ تھے۔

ایک بوڑھے شخص سے میری ملاقات ہو گئی جس کا نام ڈیل تھا۔ مہراں اور

ہمدرد انسان تھا۔

کون ہوتا لوگ اور کہاں سے آئے ہو؟

افریقہ کے اندرونی علاقے سے؟ میں نے جواب دیا۔

آہ۔ ہیروں کی تلاش میں پھٹنے لگے ہو گے، کچھ نہیں ملتا؟

نہیں؟ میں نے نہیں کر کہا۔

اور اب تمہارے پاس کچھ نہیں ہوگا؟

ہاں۔ ایسی ہی بات ہے؟

میں تمہارا کیا مدد کر سکتا ہوں؟

نہیں پناہ دے کر رہے۔ پہلی مدد ہی کرو؟

ٹھیک ہے۔ میرا چھوٹا سا مکان سامنے ہے گوتھیں وہاں آنا تو

نہیں لے گا لیکن میری پانے کا مکان ضرور مل جائے گا؟ بوڑھے ڈیل نے کہا

اور پھر وہ ہمیں اپنی کال میں بھاگنے پر غور کرنے لگا۔ جہاں اس کی بیوی ساکڑی

موجود تھی۔ دونوں خوش اخلاق انسانوں نے ہماری پزیرائی کی، ہم نے انہیں

بھی متاثر کر دیا کہ ہم ہیروں کی تلاش میں ناکام ہونے والے لوگ ہیں؟

تمہارا وطن کونسا ہے؟ اس نے پوچھا۔

سینٹ پال جہاں کے ہم لوگ؟

آہ۔ امریکی ہو لیکن کیا تمہارے پاس اس کے وسائل موجود ہیں؟

نہیں۔ اس کے لئے ہم تین ٹھیکے دیں گے؟

میں بھلا کیا کر سکتا؟ میں نے خود ایک عجیب آواز دی ہوں؟ اس نے

بے چارگی سے کہا۔

یہاں دولت حاصل کرنے کے وسائل نہیں ہیں؟

دولت؟ بوڑھا طنز بہنسا۔ بیٹ بھرنے کے وسائل ہی حاصل

ہو جائیں تو بڑی بات ہے۔ کوئی مثال کام جانتے ہو؟

کام؟ میں نے سوچا اور پھر مسکرا کر لگا؟ کیا یہاں کشمکشیں ہوتی ہیں؟

کشمکشیاں؟ اس نے قہقہے سے مجھے دیکھا۔

ہاں یہی ایک کام جانتا ہوں؟

آہ۔ تم ریلوے پر۔ بوڑھے نے خوشی سے ہر پورے لیے میں کہا۔

میں نے کہا نا اس کے علاوہ میں کوئی اور کام نہیں جانتا۔ لیکن

تھیں اس بات سے خوشی کیوں ہوتی؟

مجھے بھی کشمکشوں کا شائق ہوں اور بڑی دلچسپی سے دیکھنے چاہتا ہوں۔

تمہارا سوال بہت ہی عمدہ ہے۔ یہاں پکا ڈسٹریکٹ میں کشمکشوں کے مقابلے

ہر شے ہوتے رہتے ہیں اور یہاں بڑے بڑے پہلوں جیتتے ہیں، مگر

تم مجھے بدلے سے کوئی خاص پہلو کی نظر نہیں آتے۔ تاہم اگر تم ریلنگ کے

مقابلے میں حصہ لے لو اور پھر بھی جاؤ تو تمہیں آنا معاوضہ ضرور مل جائے گا۔

جو کسی حد تک کام میں نہیں مل سکتا۔ اس مسئلے میں ریلنگ کرنے والی کمپنیاں

اپنے خاصے معاوضے ادا کرتی ہیں۔ سو اگر تم چاہو تو میں تمہارے ہاتھ کروں؟

ضرور ضرور مل، بلکہ تم آپ میری یہ مدد ضرور کریں؟

ٹھیک ہے میں کی ہی جانوں گا اور کسی ریلنگ کمپنی میں تمہارا نام

درج کروا دوں گا۔ یہ بات تمہیں سے سوچی ہی نہیں تھی۔ بے شک اگر انسان کے

بدن میں جان ہو تو وہ دولت کمانے کے لئے بھی پیشہ اختیار کرے۔ یہاں

کے لوگ بڑے حقوق نہیں ہیں۔ یوں ہی کسی دوسرے درجے سے آئی آمدنی ہونا

بہت مشکل کام ہے۔ مجھے یقین ہے کہ تم سینٹ پال جانے کے لئے بندہ دولت

مزدور کر سکو گے؟ بوڑھے ڈیل نے کہا اور اس کی خاطر ملاقات میں کچھ اضافہ

ہی ہو گیا۔

دوسرے دن صبح کو وہ اپنی کار میں نکل گیا۔ مسٹر ڈیل ہم سے گفتگو

کرتی رہی تھی۔ اس نے ہم سے بہت مدد کی باتیں کیں۔ اس نے بتایا کہ بہت

ساتھ لوگ ہیروں کی تلاش میں انڈیا کے اندرونی حصوں میں جاتے

ہیں اور ان میں سے کچھ مرکب جاتے ہیں اور جو واپس آتے ہیں ان کی حالت

بہت خراب ہوتی ہے۔ بہانے لوگ ہیروں کے اتنے دیوانے کیوں نہیں؟

بہ صورت مسٹر ڈیل کی باتیں بہت دلچسپ تھیں۔ انہوں نے مینا کو چٹا لکھا

بھی دیا تھا جو مینا کے بدن پر خاصا صحت تھا کیونکہ مسٹر ڈیل کی طبیعت

تھیں لیکن پھر بھی بدن دھکے کا بندہ رست تو ہو ہی گیا تھا۔ مسٹر ڈیل شام

کو پانچ بجے واپس آئے اور انہوں نے اگر خوش خبری دی کہ انہوں نے میلنگ

درج کر دیا ہے۔ کچھ دنوں کے بعد کہہ دے کہ تمہیں کل ان سے ملا دیا جائے۔

تو کل کس وقت چلیں گے مسٹر ڈیل؟

مجھے تمہارے لئے دن دوں گا تا کہ اس کی بڑے گا اور جو کچھ رہا پندیرہ

شعبہ ہے۔ اور یہ بات تو بڑے فخر کی ہے کہ کوئی پہلاں خود میری

ذات سے مشک ہو چکا ہے کل سکول میں چھٹی کروں گا اور تمہیں لے چلوں گا؟

دوسرے دن میں نے مینا سے اجازت لی اور مسٹر ڈیل کے ساتھ

چل پڑا۔ تھریب کی دنیا کے لوگوں نے مجھے کماؤ پر توجہ نہ دیا تھا۔ کم از کم ایک

کام تو لایا تھا جو میں بے آسانی کر سکتا تھا۔ دلچسپ شہنشاہ اور کارآمد بھی کچھ

کا میو خود بھی پہلوان معلوم ہوتا تھا۔ اس نے مجھے سرونگا ہوں سے دیکھا۔

اور بولا۔

اس سے قبل کشمکشیاں لڑتے رہے ہو یا تو فی طور پر کچھ کا نہ چاہتے ہو؟

جو ہو، ویسے تم کسی کو میرے مقابلے لے آؤ اسے شکست دے دوں گا؟

میں نے کہا کہ اس پر نہیں پڑا۔

خواہ لاؤ نہ کرو۔؟

میں نے کہا نا کسی کو بھی؟

اس کی تصویر ہو کر لو۔ میرا خیال ہے تم اس کے نام سے طاقت نہیں

ہو، اور ریلنگ کی دنیا میں تمہارے نام پر دلچسپ پروگرام رہے گا کی تم

ٹیسٹ دینا پسند کر سکو گے؟

نہیں۔ میں صرف رنگ میں ٹیسٹ دوں گا؟ میں نے کسی تذنا گاری

سے کہا اس کی گفتگو سے مجھے نفرت کی بو آ رہی تھی۔

ہم اس مقابلے کا ایک خاص پروگرام کی حیثیت سے پیش کریں گے۔

اور اگر تمہاری چڑی پسلیاں ٹوٹ گئیں تو ہم علاج کے ذمہ دار نہیں ہوں گے۔

ہاں مارنے کے بعد تمہیں ایک ہزار پونڈ معاوضہ ملے گا؟ یہ مجھے نہ کہہ دو ایک

نام میری طرف بڑھا دیا۔ اس پر دستخط کر دو؟

مجھے دستخط کرنا نہیں آتے۔ لیکن اگر میں جیت گیا تو؟

اٹھ سو ایک سو ایک طرف سے دس ہزار پونڈ کا انعام اور اس کے علاوہ کچھ

کی طرف سے دس ہزار پونڈ دے دیا میں ہزار پونڈ کا کرے؟

مجھے غور ہے؟ میں نے جواب دیا اور اس شخص نے میری انگلیوں

کے نشانات کا نظریہ اتار لئے، گویا مسادہ ہو گیا۔ ڈیل اس دوران خاموش رہا

تھا۔ پھر جب ہم وہاں سے واپس پلٹے تو راستے میں ڈیل نے کہا۔

تم نے لاؤنڈری سے مقابلے کی شرط منظور کر کے غلطی کی ہے؟
کیوں؟

اے اے وہ تو گوشت کی کشمیں ہے کسی اور سے لڑتے۔ دو چار سو کم لگ جاتے۔ ذمہ کم زندگی کے امکانات تو باقی رہتے؟
دیکھا جائے گا مشرؤل؟ میں نے نہیں کر کہا۔ بہر حال دوسرے دن ہم مقابلے کے لیے پہنچ گئے۔ سارے دن اور دنیا بھی ساتھ تھیں میں تو دفتر میں چلا گیا باقی لوگ تاشا میول میں پہنچ گئے اور اسی نشستوں پر بیٹھ گئے۔ وقت مقررہ پر لاؤنڈری نے مقابلے کا اعلان کیا اور پبلک پرجوش نظر آئے تھے۔

لاؤنڈری واقعی گوشت کا مہار تھا۔ وہ کسی خوشحال شنگلی جیسے کی مانند ڈکڑا ہوا رنگ میں آیا اور جب میں اس کے مقابل پہنچا تو لوگ مٹس رہے تھے۔ چاروں طرف سے تھمتے ابل پڑے۔ لاؤنڈری میٹس رہا تھا میں خاموشی سے رنگ کے رتوں کو پکڑے کھڑا رہا۔

پھر مقابلہ شروع ہوا۔ ہونے کی گھنٹی بجی اور لاؤنڈری پنا بند چھلکا ہوا میرے سامنے آ گیا چونکہ اس سلسلہ میں میرا کافی علاقہ اڑ چکا تھا اس لیے مجھے کسی قسم کا رونا تھا۔ لاؤنڈری نے کسی دیو کی طرح مجھے پھٹ میں جکڑ مار کر گرانے کی کوشش کی لیکن۔ خود مجھ سے گھڑا کر کئی فٹ دور جاگ نکلا لیکن آتنا دیر تھا کہ ہرنے کے وجود وہ میری قے سے اٹھ کر ہوا۔

ایسٹ لوگوں کے تھمتے رک گئے تھے۔ میں نے دونوں ہاتھ بند کئے اور اسے دوسری طرف کی دعوت دی۔ وہ بار لاؤنڈری نے پوری قوت سے اپنا سر میرے سینے میں دے مارا۔ اور کسی جھپکی کی مانند پٹ سے زمین پر گر گیا۔ اس نے دونوں ہاتھوں سے اپنا سر پکڑ لیا تھا۔ تب میں نے جب کہ اسے اٹایا اس کا ہاتھ پکڑ کر سیدھا کمرہ دیا۔ اس کے بعد میں نے اسے دوبارہ کمرہ کرنے کی دعوت دی۔ تاشا میول کو جیسے سانپ سونگھ کر گیا تھا۔

لاؤنڈری اب مجھ پر دھاؤ لگائے لگا۔ وہ قوت کا مظاہرہ بول گیا تھا میں نے اسے ہر موقع دیا لیکن اس کی ساری کوششیں ناکام رہیں۔ وہ مجھے جھینٹ بھی نہیں دے سکا تھا۔ ادراپ تاشا میول کی دل دلی آوازیں ابھر رہی تھیں۔ تب میں نے پہلی بار جھینٹ کی اور لاؤنڈری کو سر سے بند کر کے زمین پر پھینک دیا۔ وہ اٹھا تو دوسری بار اور پھر تیسری بار تیسری بار گرنے کے بعد لاؤنڈری رنگ کا رتہ پھلا لگا کر نیچے جاگ گیا اور پھر دوبارہ واپس نہیں آیا۔ چاروں طرف سے تاشا میول کی آوازیں ابھر رہی تھیں۔

میں ہزار پونڈ کی رقم کا انعام میٹھے ڈیل نے ہی سنبھالا اور پھر وہاں مکان پر مجھ سے کمرہ کیش کے لئے کئے والوں کا نامتا بندہ گیا۔ میں نے کئی گشتیاں لڑیں اور ہر جگہ پرفیسر کے اپنے مقابل کو برتری مانگتے تھے یہاں بھی میری برتری و جرم جی تھی۔ وہ ڈاکوئل قریب و دہانہ پر گیا تھا۔ بہر حال تاشا میول نے انفس لوگوں میں سے اچھی خاصی رقم دیا اور پھر ڈیل ہی کے خریدے میں نے وہ دوسری تمام کھڑکیاں مل گئیں۔

جو مہذب دنیا میں ضروری تھیں جاتی ہیں یعنی سینٹ پال کے سفر کی تیاریاں میرے ذہن میں بس ہی خیال تھا کہ دنیا کو اس کے وارڈوں کے حوالے کر دوں اور اس کے بعد آئندہ کے لئے سوچوں۔ ویسے اس لڑائی سے مجھے اتنی اہمیت ہی ہوگئی تھی اور میں اوقات میں یہ سوچتا تھا کہ بڑے لوگوں میں یہ ایک اچھی لڑکی ہے۔

سینٹ پال جانے کے لئے تمام کا مذاق تیار ہو گئے۔ اس سلسلہ میں سنانے کیا کیا کارروائیاں ہوئیں۔ بہر حال یہ سب میرے لئے ناخوش تھیں۔ لیکن میں نے خاموشی اختیار کر لی۔ باغ و بہار ہوائی گھوڑے پر پہنچنے کے جو ہمیں لے کر پرواز کرنے والا تھا۔ اس دنیا کی یہ چیزیں اب میرے لئے تعجب تھیں۔ یہی تھی تھیں پرفیسر اس کی وجہ یہ تھی کہ میں ان کے ہائے میں بہت کچھ جان چکا تھا۔ چنانچہ ہوائی گھوڑے کے سفر میں میں نے کسی حیرت کا اظہار نہیں کیا۔ مینا کا چہرہ شرت سے سرخ ہو رہا تھا۔ راستے میں وہ میرے برابر بیٹھی تھی۔ مینا کی کیا باتیں کرتی رہی تھی۔ اس نے کہا تھا کہ اس کے چپا کا کیا حال ہو۔ ہنسنے لگا اور چارلس کی ذمہ لگا رہے ہوں۔

اب تو میں سینٹ پال ہی میں رہنا ہوگا انکل۔ ظاہر ہے اب ہم وہاں سے کہاں جا رہے گے۔ سنانے ان لوگوں کوئی اور ڈیڑھ کی موت کا علم بھی ہوا ہوگا یا نہیں؟

شاید ہو گیا ہو۔ میں نے کہا اور مینا نے مجھ سے اتفاق کیا۔ بہر صورت ہم اس عظیم الشان ایئر پورٹ پر آگے گئے جہاں سے ہم مشینیں گھوڑے پر سوار ہو کر مینا کے تانے بونے پتے پہنچ پڑے۔ اور پھر مینا کی اپنے لوگوں سے ملاقات بڑی دلچسپ تھی۔ وہ سب انہیں مردہ سمجھ چکے تھے۔ جہاز کی تباہی کی اطلاع ساری دنیا کو مل چکی تھی۔ اور بہر صورت یہ خامی پائی جاتی تھی۔

مینا کو پارک و سب خوشی سے بھر لئے نہیں سارے تھے اور میں بھی خوش تھا کہ میں نے اپنا وہ حق بحال کر لیا تھا۔ جس کی ابتدا خواہ مخواہ ہو گئی تھی۔

مینا کی پرنسز عواہش تھی کہ میں اس کے ساتھ ہی رہوں لیکن میری سمجھ میں نہیں آتا تھا کہ میں کیا کروں۔ ویسے بھی پروفیسر نے مینا کے کمرہ والوں کا ماحول پسند نہیں کیا تھا۔ عجیب سا ماحول تھا عجیب سے لوگ تھے ایک دوسرے سے اتنے بے ہوش کہ خوشی کا تصور ہی مٹ جاتا تھا۔ وہ فوجوں میں کا نام چارلس تھا۔ انکل ہی سے اب اس نے ان کا عجیب و غریب لباس میں بھروسہ کیجے بلے بال، مردوں کی کینٹ سے اس کا قلنس نہیں تھا۔ میں نے اس کی نگاہوں میں مینا کے لئے عجیب سے جذبات دیکھے تھے لیکن مینا جی کہہ کر کہی والی تھی۔ ہر وقت اس کے پاس راکٹ کی قی اور بہت کم وقت اسے میرے پاس آنے کے لئے ملا کرتا تھا۔ چنانچہ ایک دن میں نے مینا پر اپنی خواہش کا اظہار کیا کہ میں یہاں سے جانا چاہتا ہوں۔

نہیں انکل آپ کہاں جائیں گے، سوال ہی پیدا نہیں ہوتا جس اب آپ کو ہمارے ساتھ رہنا ہوگا انکل میں چارلس کے ساتھ شادی کر

لوں گی اور اس کے بعد ہم تینوں اپنے چھوٹے سے خوبصورت سے مکان میں رہیں گے؟

نہیں مینا میری اور تمہاری رائیں بڑی مختلف ہیں۔ اس کے علاوہ میں ایک بات تم سے ضرور کروں گا؟
وہ کیا انکل؟

یہ فوجان جیسے تم جاتی ہو مجھے بالکل پسند نہیں؟
چارلس کی بات کر رہے ہیں؟ مینا نے جواب دیا۔
ہاں؟

اس میں کیا بڑائی ہے انکل۔ وہ تو بہت سونف ہے اتنا خوبصورت گاتا ہے کہ لوگ اس کے آگے پیچھے دوڑتی ہیں وہ تو سوسائٹی میں بہت مقبول ہے انکل؟

میں تمہارے ملاقات میں مداخلت نہیں کرنا چاہتا مینا لیکن بس وہ مجھے پسند نہیں ہے؟
اے وہ نہیں ڈیرا انکل، میں تو اسے چھوڑنے کا تصور بھی نہیں کر سکتی۔

وہ کیا ہے یہ آپ نہیں جانتے؟
شاید؟ میں نے آہستہ سے کہا۔

بات آئی گئی ہوگئی۔ مینا سے ایک اہمیت تھی ورنہ میں ان کو میں کہاں پڑتا۔ اس لڑکی کو جن مصیبتوں سے بچا کر لایا تھا وہ میں ہی جانتا تھا۔ اس کے بعد میں اسے کسی نئی مصیبت کا شکار نہیں دیکھنا چاہتا تھا۔ لیکن وہ میری ناپسندیدہ شخصیت کو پسند کر رہی تھی۔

پھر ایک دن میں نے اسے فٹ میں سے پایا۔ وہ لکھنؤ کی ایک طرف جا رہی تھی۔ یہ چارلس کی خواہش تھی۔ میں اس کے پیچھے لگ گیا۔ چارلس اس کا منتظر تھا۔ جو بھی وہ اندر داخل ہوئی چارلس نے اسے اپنی آغوش میں لے لیا۔ اور اس کے بعد وہ منظر ابھرے تھیں میں نے ذمہ مینا سے منسلک نہیں کیجھ سکتا تھا۔ میں جانتا تھا کہ وہ فٹ میں ہے لیکن لیکن یہاں بھی اسے پانا ضروری تھا۔

چنانچہ میں دروازے پر رات مار کر اندر داخل ہو گیا اور پھر میں نے گرن سے پکڑ کر چارلس کو مینا سے دور کھینچ لیا؟ تو اس نے فٹ میں ڈوبی ہوئی لڑکی سے ناجائز فائدہ اٹھانا چاہتا ہے۔ کیا میں تیری گرن توڑ دوں؟

وہ۔ وہ مجھے چاہتی ہے اور خود میرے پاس آئی ہے؟
بلکہ اس مت کر، ورنہ میں تجھے زندگی سے محروم کر دوں گا۔ انکل جاہاں سے؟ میں نے اسے دواؤں سے باہر پھینک دیا اور چارلس اٹھ کر بیٹھ گیا لیکن دوسرے دن کا ہی ہنگامہ ہوا۔ چارلس نے میری شکایت کی تھی۔

تم نے بیشک ہمارے اوپر احسان کیا ہے مشر، لیکن تمہیں ہمارے ذاتی ملاقات میں مداخلت کا کیا حق ہے؟ چارلس کے پاس نے غصے

پسے میں کہا۔

میں مینا کو یہاں سے لے جاؤں گا۔ میں اسے تم لوگوں کے درمیان نہیں چھوڑنا چاہتا۔ یہی حق کی بات تو اس بارے میں مینا سے سوال کیا جائے؟
مینا کو بلاؤ؟ چارلس کے پاس نے غصے سے کہا۔ اور خود ہی دہکے بعد مینا پہنچ گئی۔

کیا یہ اتنی شخصیت ہمارے ملاقات میں اتنی مداخلت کا مہمان ہے مینا؟
چارلس کے پاس نے پوچھا۔

آپ نے چارلس کے ساتھ بہت زیادتی کی ہے انکل، آپ کو اس سے معافی مانگنا ہوگی؟ مینا نے کہا اور میں ہر جگہ رہ گیا۔

تمہیں اس زیادتی کی وجہ معلوم ہے مینا؟ میں نے پوچھا۔
یہ ہمارے ذاتی ملاقات ہیں انکل۔ چارلس میرا گرن ہے۔ آپ نے اس کے ساتھ یہ سلوک کیوں کیا؟

تمہیں میرے ساتھ یہاں سے چلنا ہوگا مینا۔ میں تمہیں یہاں نہیں چھوڑوں گا؟

میں کہیں نہیں جاؤں گی۔ آپ نے میرے اوپر احسانات کئے ہیں آپ کا شکریہ۔ آپ کو یہ جگہ پسند نہیں ہے تو آپ یہاں سے جا سکتے ہیں۔ مینا نے سخت غصے میں کہا اور پروفیسر مجھے ٹھنڈے سے مٹی لگی۔

پھر میں نے کچھ نہ کہا۔ ہاں نفرت کا ایک اور احساں میرے ذہن میں جاگزیں ہو گیا۔ میں اس مکان سے نکل آیا۔ اور اب۔ آخری بار میں نے سوچا کہ اگر یہاں میں اس دنیا میں رہ گیا تو پھر ہو جاؤں گا۔ میری سمجھ میں کچھ نہیں آتا تھا۔ اس دور۔ اس ماحول سے ایک بے مہار نفرت تھی جو میرے پورے وجود میں موجزن تھی۔ دل تو چاہ رہا تھا کہ قتل عام کرتا ہوں۔ جو سامنے نظر آئے اسے خاک کروں۔ لیکن یہ کام کسی اور کا تھا میرا نہیں۔ یہ دور یقیناً دنیا کا آخری دور ہے، بہت جلد یہ دنیا تباہ ہو جائے گی۔

چنانچہ۔ ایک بار پھر مجھے کسی پریکون گرنے کی تلاش تھی۔ ایسا گوشہ جوں دنیا سے الگ تھک ہو۔



احوال

کی گفتگو پر سیر ہو کر پھر وہی پتہ پھر
 صبح تندی کے اس ہمدرد نہیں نے جس
 قد اکر دینے والا یا اس سے قبل کہیں آتی تھی نہیں ہوتی تھی اس قدر
 کے اذعان میں سرسید کے قریبی تھے۔ نہیں نے ان کے اذعان
 سمجھنے کی ان کی گفتگو کا تھی کہیں اس میں ناگاہ۔

گند نے عالی صدیوں کے انداز میں مختلف انداز کر کے لکھتے تھے۔

ان کے اذعان میں وہی برائی تھی، دشمن ہوتی تھی۔ وہ دشمن کہتے تھے پتہ
 بات تھے۔ جیسے ہی برائی تھی دشمن دربریت کے اظہار سے بھی ہوتے
 تھے کہیں ان کے کچھ تفسیر میں ہوتے تھے غلطی بھی ہوتے تھے ایک
 گندہ دوسرے گندہ سے بنو کر انداز ہوتا تھا لیکن گندہ کے انداز لکھتے
 ہوتی تھی لیکن ہر گندہ کا انداز نہ جانے کیسے اپنی ذات میں گندہ بن گیا تھا۔
 اسے پتہ نہ ہو کہ کسی حد تک پتہ نہیں ہو کر کہیں گندہ کے انداز بات سے
 غیر ملکی تھا اس لیے پتہ نہیں تھا۔ ایک ہی انداز مختلف انداز
 لکھ کر لکھتا تھا۔ گندہ کے انداز کہیں ہی ایک ایک دوسرے سے تبدیل ہوتے

تھے۔ ایسے ایسے عجیب انداز لکھتے تھے کہ قتل چکر بھائی تھی۔ اس دور میں
 کائنات میں بکھرے ہوئے فائدوں کو مصافقت کر گیا تھا۔ اس میں پیدا
 کیے جاتے تھے اور پھر ان کے اذعان کے لئے حیرت انگیز جاتی تھیں لیکن ان کا
 جاتی تھیں اور پھر انہیں تباہ کرنے کے انداز لکھتے تھے۔ پتہ نہیں لکھتے تھے اور پھر
 اذعان کی بات یہ کہ وہ خود کو انداز نہایت لکھتے تھے۔ پتہ نہیں لکھتے تھے اور پھر
 تفسیر کی حد تک ایک حد تک انداز نہایت لکھتے تھے۔ پتہ نہیں لکھتے تھے اور پھر
 ہر انسان کے انداز تھے اور اس لکھتے تھے اندازوں کے انداز لکھتے تھے اور پھر

پتہ نہیں لکھتے تھے اور اس لکھتے تھے اندازوں کے انداز لکھتے تھے اور پھر

سلاخوں کے انداز لکھتے تھے اور پتہ نہیں لکھتے تھے اور پھر
 نہیں لکھتے تھے اور پتہ نہیں لکھتے تھے اور پھر
 میرا ذہن نہ ہو کہ اس کا کیا تھا۔ میں ان کے انداز لکھتے تھے اور پھر
 تھا کہ کوئی سب ایک ایک کے انداز لکھتے تھے۔ پتہ نہیں لکھتے تھے اور پھر
 کیسا۔ نیچے صبح کے جذبے سے ہر شہر۔ اختتام اور انسانیت کا اذعان
 اڑانے والے سوئے ہوئے تھے کہ کسی گشتے پر کیا لڑیں۔ اس کے بعد
 میں نے یہاں کو شروع کیا۔ اس پر کوئی رادی میں اس دور کے انداز لکھتے
 پہنچے تھے اور اس کی پاکیزگی بروقت تھی۔ سوئے ہوئے نے اسی خطہ زمین کو تفسیر
 کر لیا اور یہاں اپنی رات کو تفسیر تفسیر دینے لگا۔ گندہ سے ہر انداز لکھتے تھے اور پھر
 میں نے یہاں صبح کر لیا اور لکھتے تھے پتہ نہیں لکھتے تھے اور پھر
 کر کے سو گیا۔ لیکن جاننے کے وقت پتہ نہیں لکھتے تھے اور پھر

پتہ نہیں لکھتے تھے اور پتہ نہیں لکھتے تھے اور پھر
 دوسرا گشت ہو گیا اور ایک جیسے پتہ نہیں لکھتے تھے اور پھر
 کے زمین میں لکھتے تھے اور پتہ نہیں لکھتے تھے اور پھر
 صبح کے انداز لکھتے تھے اور پتہ نہیں لکھتے تھے اور پھر

کے انداز لکھتے تھے اور پتہ نہیں لکھتے تھے اور پھر
 خدا کی ہر گشت میں میری تھی۔ فرزا اور فرزاں شش ایک دوسرے کی
 شکل دیکھ رہی تھیں۔ انہیں ایک ایک بات تھی جیسے کہ کسی طقس سے آواز ہو گئی
 اور، جیسے وہ ایک ایک ہی ہوئی، ایک بات تھی جو سرور ہو گئی تھی۔
 اس میں نہیں لکھتے تھے اور پتہ نہیں لکھتے تھے اور پھر

وہ سکر رہا تھا جیسے وہ ان کی پس کی تھی کہ پتہ نہیں لکھتے تھے اور پھر

میں ایک تھی اور اس کے پتہ نہیں لکھتے تھے اور پھر
 کو دیکھ رہا تھا جو اس کے انداز لکھتے تھے اور پتہ نہیں لکھتے تھے اور پھر
 لڑتے جاتے تھے کہ پتہ نہیں لکھتے تھے اور پتہ نہیں لکھتے تھے اور پھر
 طیاروں لڑتے جاتے تھے کہ پتہ نہیں لکھتے تھے اور پتہ نہیں لکھتے تھے اور پھر

تھا کہ شاید تفسیر ہی تھی اور پتہ نہیں لکھتے تھے اور پھر

لیکن وہ بے رحم تھا کسی موت کا قاتل نہیں تھا چنانچہ اس نے

جواب دیا کہ پتہ نہیں لکھتے تھے اور پتہ نہیں لکھتے تھے اور پھر

علم میں ہیں:

• تو۔ تو کہانی تھی تو گئی؟ فرزاں نے پوچھا۔

• ہاں فرزاں۔ ہر کہانی ختم ہو جاتی ہے۔

• لیکن تمہاری کہانی؟

• میری کہانی تو جلد ہی سہی۔ ایک۔ ایک۔ ہمیشہ ہمیشہ۔

• اس نے کہا کہ انسان کے قتل تھے تو پتہ نہیں لکھتے تھے اور پھر

پتہ نہیں لکھتے تھے اور پتہ نہیں لکھتے تھے اور پھر

• اب تم کیا لکھتے؟

• میں نے کچھ نہیں سوچا پتہ نہیں لکھتے تھے اور پھر

• دوسرے ہوئے ہیں، میں تو صرف دیکھنے والا ہوں۔ وہ میری گتے تو پتہ نہیں لکھتے تھے اور پھر

• میں دیکھوں گا کہ نقش کر لیں گا۔ پتہ نہیں لکھتے تھے اور پتہ نہیں لکھتے تھے اور پھر

• ان جہاز کے اندر کہ پتہ نہیں لکھتے تھے اور پتہ نہیں لکھتے تھے اور پھر

• تم نے دوسروں کی کہانی سنی ہے۔

• بیان کہ ملے ملے ہو گئے؟ پتہ نہیں لکھتے تھے اور پھر

• ہاں۔ بیان لکھنے کے انداز میں ہوں گا وہ اس نے بھی سکر تے ہوئے جواب

دیا۔ دوسری دیکھیں ایک عجیب کئی کئی لکھتے تھے اور پتہ نہیں لکھتے تھے اور پھر

اور یہ دیکھ لیں ان کی زندگی کا جو جوں گئے تھے۔ ابتدا میں تو اس کی پڑا ہوا

اس کی گتے کہ انہوں سے کہیں کے باوجود ان کے پتہ نہیں لکھتے تھے اور پھر

تھی لیکن اب تو یہ کہ انہوں نے۔ پتہ نہیں لکھتے تھے اور پتہ نہیں لکھتے تھے اور پھر

• کھا کچھ نہ ہو۔ انہوں نے سوچا ہی کچھ دیا تھا۔

• لیکن اب۔ اب کیا ہو گا۔ کیا نہ ہو گا پتہ نہیں لکھتے تھے اور پھر

• اذہاب اب زندگی کا یہ صورت تھا۔ نہ صرف لکھتے بلکہ پتہ نہیں لکھتے تھے اور پھر

• شکار تھا۔ ان کا نہیں میں کہہ کر کہ دوسری دیکھوں گے کہ تھے اور پھر

کیفیت وہ کیفیت کا شکار تھے۔ تب وہ ان کے سامنے سے اٹھ گیا۔
 • مجھے چند کمالات کی اجازت دو۔
 • اے۔۔۔ پروفسر صاحب! اور پھر اس کے انداز میں گھبراہٹ
 سی نظر آنے لگی۔ اس نے سر سے انداز میں کہا: کہاں جا رہے ہو؟
 پروفسر کے اس سوال پر اس نے عجیب سی نگاہوں سے ان تینوں
 کو دیکھا پھر سر ہلکا کر دیا۔
 • فکر نہ کرو! تمہیں چھوڑ کر رو پرش نہیں ہو جاؤ گا۔
 • لیکن کہاں تینوں کو رہی ہیں؟
 • تو کیا چوائیں زندہ ہوں اور میری پریشانی ایک کہانی ہے اور
 ابھی دیر ہے۔ میں چند ساعت میں واپس آؤں گا۔ وہ آگے بڑھ گیا۔
 پروفسر خاور اپنی دونوں پیتوں کو دیکھ رہا تھا۔ تینوں کو کون سے
 کھانے تھے امدان کے چہرے دھواں دھواں ہو رہے تھے۔ کیسی عجیب
 بات ہے۔ کیسی عجیب بات ہے۔ کیا تم سب محسوس کر رہی ہو؟
 • کیا ڈھڑی؟
 • ہاں گھٹا ہے جیسے۔ جیسے ہم اپنا مٹھی کو پکے ہیں جیسے ہم
 بہت کچھ کو پکے ہیں۔ فردناں فرماؤں گی تم گندے ہوئے وقت کا تینوں کو
 سکتی ہو۔ کیا تم اندازہ کر سکتی ہو کہ ہمیں یہاں آئے ہوئے کتنا عرصہ گزرا گیا؟
 • کہ ڈھڑی۔ یہی احساس میرے ذہن میں ہے۔ فردناں اور اس کے
 ساتھ ہی فردناں نے کہا۔
 • تھکے حساسات کیا ہیں؟
 • بس یوں لگتا ہے جیسے ہم ان بے جان جراثیم کی مانند ہوں۔
 جو ہمیں دیکھ رہی ہیں اور ہم بھی انہی کی مانند نہیں دیکھ رہے ہیں جس
 طرح پھر ایک دوسرے کو دیکھتے ہیں۔ دیکھتے رہتے ہیں۔ کیا پھر ان کی زندگی
 کا ارتداد ہماری سمجھ میں نہیں آگیا۔ یہ انہی حالتوں کے درمیان زندہ ہیں
 ورنہ شاید یہ بھی مر جاتے؟ فردناں نے کہا۔
 • ہم تاریخ کے عظیم میں گرفتار ہو گئے تھے فردناں۔ ماضی میں
 گنہگار نہ تھے ہمیں اپنے شکلوں میں جکڑے ہوئے تھے نہ جانے ہم
 یہاں کتنی عرصہ کھڑے نہ جانے ہمارے دنیا میں کیا ہو رہا ہے؟
 • باقی عرصہ کیا ہو گا ڈھڑی؟
 • ہم اب اس کی کوئی بات نہیں کریں گے۔ اس نے اپنی کہانیاں ختم
 کر دی ہیں۔ اس سے پچیس ڈھڑی کہ کیا وہ اب بھی ہماری دنیا کی جانب
 ہماری رہنمائی کرنے کے لئے تیار نہیں ہے؟ فردناں نے کہا۔
 • ہاں میں اس سے ہی سوال کر رہا ہوں۔ پروفسر خاور گردن جھٹکنے
 لگا۔ ان تینوں کو احساس تھا کہ تاریخ کا عظیم ٹٹ جاتے سے ان کے ذہن
 آدھا ہو گئے ہیں۔ ان کے اظہار جھٹکے ہوئے ہیں لیکن کشش کے باوجود
 وہ اس کیفیت پر تیار پانے میں ناکام تھے۔ اور پھر وہ ایک خاموشی طاری ہوئی۔

تینوں اپنے حواس کو فریض کرنے میں کوشاں تھے۔
 ادب وہ اپنی کیفیت پر تیار پانے جا رہے تھے۔ وہ ابی واپس
 نہیں آیا تھا۔ تب پروفسر نے مسکراتے ہوئے ان دونوں کی طرف دیکھا: دیکھا
 تہذیبی حالت کچھ بڑھ چکی؟
 • ہاں ڈھڑی! اب وہی کیفیت آتی غائب نہیں ہے؟
 • فطری بات تھی ہم یہاں اس پورے ماحول کو غمخیز کرنا کہہ سکتے ہیں۔
 اور پھر اس ماحول کی طرح اس شخصیت۔ کمال کا انسان ہے۔ اس نے میں انداز
 میں تاریخ بیان کی ہے۔ اس کا گہری جواب نہیں ہے؟
 • لیکن ڈھڑی! اس نے اپنے آپ کو کچھ کہا ہے کیا آپ نے قبول
 کر لیا ہے؟
 • نہیں بھئی! میں اس کی زندگی کا ایک عملی انسان ہوں۔ مافوق اعتدال
 باتوں پر یقین نہیں رکھتا۔ پروفسر نے مسکراتے ہوئے کہا۔
 • پھر وہ کسی ہے؟ فردناں بولی۔
 • اس دور کا شاید سب سے ذہین، سب سے عظیم انسان۔ وہ ایک انانی
 شخصیت ہے۔ ایک پیشانی تاریخ داں اور شاید اپنی فکر کا اندازہ نہ کر
 سکتے ہیں کہ ان میں تاریخ کا عظیم پوشیدہ ہے۔ اور اس نے ہمیں اسی طرح گزند
 کر کے ہمارا آتما وقت خالی کر دیا۔ اور ہمیں احساس ہی نہ ہو سکا۔ دنیا سے اٹا کر
 اس نے ان پتھروں کو آباد کیا ہے اور نہ ان سے اٹا کر اس نے ہمیں زیادہ
 سے زیادہ دیر اپنے قریب رکھا ہے؟ پروفسر خاور نے کہا۔
 • اگر تم شروع سے اس کی شخصیت کا تجزیہ کریں ڈھڑی تو کئی بات
 وفاق سے ہمیں کہہ سکتے؟
 • ہاں۔ اس کی ذات کے کچھ پہلو واقعی عجیب ہیں؟ پروفسر نے ہنسنے
 گردن ہلائی۔
 • جس انداز میں ہم نے اسے پایا کیا وہ عجیب نہیں تھا؟
 • غیور سے تو ہم اس کا کوئی سائنسی تجربہ بھی نہ کئے ہیں۔ کیا واقعی
 اس کی رنگت ہماری ہے۔ کوئی رنگین ترکیب تو ہوئی؟
 • بہر حال اس کی شخصیت پر تو زندگی جو گزند کر رہی ہے ڈھڑی
 لیکن اب کیا ہو گا ڈھڑی! واقعی اس کی کہانیوں کے حال میں تو ہم اس طرح
 اچھے تھے کہ سب کچھ بھول گئے تھے لیکن اب بڑی عجیب کیفیت ہے۔ خدا کے
 لئے کسی طرح یہاں سے بچیں؟
 • کیا کہاں ہے؟
 • اور شاید وہ کہاں ہے؟ پروفسر خاور نے جلدی سے کہا اور
 وہ سب خاموش ہو گئے۔ وہ بدستور مسکراتا ہوا ان کے نزدیک پہنچ گیا۔
 • کیا محسوس کر رہے ہو پروفسر! اور کیا لگتا ہے جو یہی تمہارے
 درمیان؟
 • ظاہر ہے موضوع تمہاری پراسرار شخصیت ہی ہو سکتی ہے؟ پروفسر

خاور نے بھی مسکراتے ہوئے کہا۔ اور پھر جلدی سے بولا: بہر حال تمہاری پراسرار
 اور عریض کہانیوں کا سلسلہ ختم ہو گیا۔ اب ہماری کچھ دکر لگے یا نہیں؟
 • ہاں پروفسر خاور، تمہارے ساتھ ایک حسین نشت رہی ہے لیکن
 ہر کہانی ایک دل ختم ہو جاتی ہے۔ سو ماضی کی ساری کہانیاں بھی ختم
 ہو گئیں۔ اس نے ایک گہری سانس لیکر کہا۔
 • اور تمہاری تنہائی میں قدر ہو گئی؟ فردناں بولی۔
 • میری تنہائی سم؟ اس نے سوالیہ انداز میں دیکھا
 • ہاں بھئی، تمہارے بالے میں گفتگو کرتے ہوئے ہم سب کی کہانیاں تھے
 کہ ایک ایک اپنے کے ماضی میں تاریخ داں اور ایک ایک اپنے ماضی میں
 تاریخ پر تہذیبی گزند بے مثال ہے اور اپنی جادو جادو سے تم نے واقعی
 خود کو ایک مافوق اعتدال شخصیت بنا کر پیش کر دیا ہے۔ ہم نے تمہارے بارے
 میں ہی اندازہ لگا تا کہ تم دنیا سے اٹا کر ہوئے انسان ہو اور ہمیں تم نے
 تاریخ کے تانے بانے میں الجھا کر اپنی تنہائی کچھ عرصہ کے لئے ڈھکی تھی؟
 • اور۔۔۔ اس نے پروفسر کی اس بات سے طعنت انداز ہوئے
 ہوئے گردن ہلائی۔ پھر سنجیدگی سے بولا: تمہاری یہ خیال فقط ہے پروفسر
 میں نے تم سے کوئی غلط بیانی نہیں کی۔ میں اور میں دیکھنے والا ہوں اور
 شاید تاریخ میرے بغیر ناکمل ہی ہوتی۔ میری کتاب تعبیر کائنات ہے اور
 تخلیق و تخلیق کرنے والے کے بغیر تینوں کے ساتھ تاریخ کو زندگی دی ہے۔ آؤ
 میں تمہیں اپنی کتاب دکھاؤں۔ وہ تمہارے یقین کی حد ہو گی۔ آؤ۔ میرے
 ساتھ آؤ۔
 وہ تینوں اٹھ گئے۔ اس طرح کہ سب کے بیشتر حصے وہ دیکھ چکے
 تھے لیکن صرف وہ حصے جہاں تک اس نے انہیں لے جانا چاہا تھا بہت سے
 حصے ابھی تک انہوں نے دیکھے تھے۔ اور اس وقت میں وہ انہیں اس
 پراسرار علاقے کے جس حصے میں لایا وہ ان کے لئے اجنبی تھا۔
 ایک بڑا سا کمرہ جہاں مٹی کی پر ایک قدیم کتاب رکھی ہوئی تھی
 ایک بوسیدہ کتاب جو واقعی صدیوں پرانی تھی۔ آتی فہم اور اتنی عجیب
 کتاب انہوں نے پہلے نہیں دیکھی تھی۔
 • اس کتاب میں ماضی حال اور مستقبل پوشیدہ ہے۔ ہاں اس میں
 ماضی کے قصے، حال کی داستانیں اور مستقبل کے اراغ عموماً ہیں۔ میرے ہاتھ
 میں تمہارے تجربے، میرے وجود کی فنی نہیں کرتے نہ لکھے اس سے کسی
 توہین کا احساس ہوتا ہے۔ کیونکہ مجھے بہت مشکل ہے لیکن آؤ میں تمہیں
 اپنی کتاب کے ایک صفحے کی کاپی دکھاؤں۔ آؤ۔ وہ قدیم کتاب کی جانب بڑھ
 گیا۔ اور پھر اس نے کتاب کے بے شمار اوراق الٹ دیئے۔ اس کی پر تقریبی
 تھیں۔ ناقابل فہم تحریر یہ وہ اوراق التارخ اور پھر اس نے ایک صفحہ
 کھول دیا۔
 • اسے پڑھو پروفسر! سے دیکھو! اس نے کہا اور وہ سب بے اختیار

اس پر جھک گئے عجیب رنگ تھے اس پر سر کے اور عجیب انداز کی قریب
 تھی۔ انفرادی طور پر نہیں آتے تھے لیکن رنگ، سوکھے رنگ، تینوں کی نگاہیں
 ان رنگوں میں جذب ہو گئی تھیں۔ یوں لگتا تھا جیسے ان رنگوں نے انہیں
 جکڑ لیا ہو۔ عجیب سی سنسناہٹ ان کے ذہنوں میں گونج رہی تھیں۔ پھر انہیں
 ایک دم سرو کی احساس ہوا اور ان کے بدن کے رونٹے کھڑے ہو گئے۔
 فردناں نے فردناں کی طرف دیکھا اور کپکپاتی آواز میں بولی: یہاں
 کس قدر سردی ہے باقی! اور فردناں جو کچھ پڑی۔ اس نے پروفسر خاور
 کو دیکھا اور پروفسر بھی کچھ پڑا۔
 • اسے کتاب کہاں گئی؟ اس کے منہ سے نکلا۔ وہ بدستور انہیں دیکھ کر
 مسکرا رہا تھا۔
 • کتاب کہاں گئی؟ فردناں نے کہا لیکن انہیں ایک اور احساس ہوا۔
 سر پر کھلا آسمان جھک رہا تھا اور قرب و جوار کے مناظر بدلے ہوئے تھے کہ
 اچانک کوئی شے ان کے سروں پر سے سناتی ہوئی گذر گئی۔ ان کی نگاہیں
 بے اختیار اوپر اٹھیں اور پھر ان کے حواس ساتھ چھوڑنے لگے۔ وہ ایک بڑی
 سی گیند تھی جو ان کی آن میں لگا ہوئی تھی۔ وہ بھل ہوئی تھی۔ یہ سب کچھ ہمیں
 نہیں آ رہا تھا۔ وہ خود پر یقین کرنے میں کوشاں تھے۔
 لیکن یہ ماحول۔ تاہم نگاہ ناریجی رنگ کھل رہا تھا۔ درخت لگائے
 پھول پورے سب کے سب نابینا۔ ایک طویل میدان تھا۔ نیلے رنگ کے پھار
 میدان کے آخری سلسلہ بنظر پہنچے تھے جن کا سلسلہ دور تک چلا گیا تھا۔ ابلتہ
 خشک ہوائیں چلی چلی رہی تھیں۔ فردناں نے سمجھے ہوئے انداز میں فردناں کا ہاتھ
 پکڑ لیا۔
 وہ بدستور مسکرا رہا تھا۔ تب شکل تمام پروفسر خاور کے صحن سے آواز
 نکلی۔ یہ۔ یہ سب کیا ہے؟
 • میں نے کہا، میری کتاب کا ایک ورق؟
 • نہیں نہیں بھائی!
 • تمہاری زبان میں تمہارا مستقبل؟ اس نے جواب دیا۔
 • میں اب بھی نہیں سمجھا۔ پروفسر خاور نے بدستور پریشانی سے کہا۔
 • تم جس دور سے تعلق رکھتے ہو پروفسر خاور! میں اس دور کی کہانیاں
 بھی تمہیں سن رہا ہوں۔ وہ بدترین دور جہاں سے میں آئی گئی تھا بدترین
 جس آخری دور کی تفصیل میں نے تمہیں سنائی تھی کیا تمہارا دور نہیں تھا؟
 انسانیت کے تاریک ترین دور سے تمہارا تعلق نہیں تھا؟
 • ہاں۔ تمہاری آخری کہانی اسی دور کی کہانی ہے؟ خاور نے کہا۔
 • چھٹیں پروفسر! اس نے پراسرار انداز میں کہا اور پروفسر
 کے انداز سے شریک بننے لگی۔
 • کیا مطلب؟
 • صدیوں کی کہانیاں دنوں میں ختم نہیں ہوئیں پروفسر! تم نے مجھے

ایک آدمی جس کا دنیا تھا جس سے خوفزدہ ہو کر میں سو گیا تھا۔ گو میں نے وہ قدر ماضی میں دیکھا تھا لیکن میں اس دیکھے ہوئے دور سے انہیں جند کر کے گذرنا چاہتا تھا کہ تم نے مجھے اسی دور میں جگا دیا اور جگانے کے بعد سونا فدا کرنا چاہتا ہے۔ اس لئے میں نے سوچا کہ اس دور کو کون نہتا ہے ساتھ ہی گذار دیا جائے۔ جن کامیوں کو تم سنتے رہے ہو پروفیسر: وہ صدیوں کی کامیائیاں تھیں اور صدیوں میں تم کو تھیں؟

کیا مطلب ہے تمہارا؟ پروفیسر کی آواز میں خوف کا عنصر تھا۔

صدیوں کی کتاب کے بہت سے اوراق الٹ گئے ہیں اور اب تم جس ماحول میں سانس لے رہے ہو اس کی ترتیب کا عنصر تمہارے سامنے ہے۔ میرے ہمت تمہارے مجھے لوگوں کی تفصیل سے آگاہ کرتے ہیں: میں پروفیسر اب اپنے دور سے میں صدی آگے ہو رہا تھا کہ حساب سے چار ہزار صدیوں سے تم نے میری کامیائیاں تھمتے تھمتے ہیں صدیوں سے زیادہ گذاری ہیں؟

بب۔ میں صدیاں...؟ پروفیسر دکھلائے ہوئے انداز میں بولا۔

ہاں پروفیسر: تم اب میں صدی قبل کے انسان ہو۔

لگ۔ کیا تم اس سے پروفیسر کا بدن پیسنے میں دوسرے گئے۔

حقیقت۔ ایک شخص حقیقت: اس نے جواب دیا۔

فصول بکراں۔ خلاق: پروفیسر چیخ پٹا۔

سختی شرط ہے: اس نے ہاتھ سے اشارہ کیا۔

دیکھو میں تمہارا نہیں ہوں میرے ساتھ دیکھو وہی کیا بھی ہیں یہ تمہارے مذاق کی تسکین نہ ہو سکتی گی؟

حقیقتیں بدل نہیں سکتیں پروفیسر؟

تو ہم اپنی دنیا سے اپنے دور سے آگے بڑھ گئے ہیں؟

دو ہزار سال آگے؟

لیکن یہ کس طرح ممکن ہے؟

میں نے اپنی حقیقت سے اسے ممکن بنایا ہے۔ میری کامیوں میں ابھر کر تھیں وقت کا احساس نہ ہو سکا لیکن ادوار ٹھکتے ہوئے تھیں ماحول یا وہ نہیں ہے پروفیسر: جو میں تمہیں پلاتا رہا ہوں؟

یاد ہے؟

وہ کیا تھا؟

ایک عجیب چیز جسے میں نہیں سمجھ سکا؟

عرق حیرت۔ اس معمول نے تمہاری زندگی کو دو ہزار سال دیئے۔

اور میں نے سوچا کہ تم میری پوری کامیائی سن لو؟

نہیں نہیں۔ یہیں ہو سکتا تھا واقعی مذاق کر رہے ہو؟ پروفیسر کے چہرے پر خوف کے آثار نمودار ہو گئے تھے۔

ماحول گواہ ہے پروفیسر لیکن تم کیسے انسان ہو۔ میرا خیال ہے تم سے باہمت تمہاری بیٹیاں ہیں۔ وہ خوف کا شکار نہیں ہیں: اس نے کہا

اور پروفیسر نے چپک کر فوٹوں اور فزائو کو دیکھا۔ وہ ذول شدت حیرت سے نگاہیں دیکھیں خوفزدہ واقعی نہیں تھیں لیکن پروفیسر کا وہ اب بھی اس کی بات پر یقین نہیں کر رہا تھا۔ دیر تک وہ ابھی بولی نگاہوں سے لے دیکھتا رہا پھر ایک گری سانس لے کر بولا۔

اگر تم یہ کہو کہ پروفیسر ایک بات اور بتاؤ؟

ہاں پروفیسر؟

کیا ہم ان فاروں سے نکل آئے ہیں جہاں اب سے چند ساعت قبل تھے؟

میں نے کہا تھا پروفیسر: ہم ان فاروں سے میں صدیاں آگے نکل آئے ہیں؟

اور وہ دھڑکتے ہوئے چکا ہے جس میں ہم تھما ہے پاس آئے تھے؟

دو ہزار سال قبل؟

لیکن کیا یہ ہمارے ساتھ باقی نہیں ہے۔ اس ماحول میں ہم کس طرح زندہ رہیں گے۔ اب اس زندگی سے ہمیں کیا فائدہ ہوگا؟

تعب کی بات ہے پروفیسر: کیا تمہیں اس بات کی خوشی نہیں ہے کہ تم دو ہزار سال بعد کی دنیا میں ہو؟

لیکن اس دنیا میں ہم خود کو کس طرح فہم کر سکیں گے؟

میرا خیال ہے حقیقی زندگی کا سبب اہم جزو ہے اور اب اہم مقصد بھی تم کو دیکھو تمہارے بعد کیا ہوگا۔ میں ان دونوں لوگوں سے میری ہی سوال کروں گا۔ تم ادوار کی کامیوں میں اتنی دلچسپی کیوں لے رہی ہو۔ صرف اس لئے کہ تمہیں حقیقت کا شوق ہے۔ ماضی سے دلچسپی لینا کوئی خاص بات نہیں ہے لیکن کیا تم خود کو خوش نصیبوں میں شمار کر کے سرور نہیں ہو دو ہزار سال بعد کی دنیا دیکھو ہے میں؟

ہماری کچھ باتیں ہیں۔ تم ہماری مانند تو نہیں؟

کیا سمجھیں ہیں؟

میرے سامنے ان چیزوں کا مستقبل ہے۔ میں نہیں جانتا ان کے لئے کیا کر سکیں گا؟ پروفیسر نے کہا اور اسی وقت فزائو بولی اٹھی۔

لیکن ہم اتنے بدل نہیں ہیں ڈیڈی۔ آپ ہیں ایک دواقی انداز کی زندگی کیوں دینا چاہتے ہیں۔ آپ یہ کیوں نہیں سوچتے کہ ہمارا جہاز تباہ ہو گیا تھا۔ اور ہم نے آخری سانسیں بھرتی نہیں کیں اس کے بعد ہم مرنے گئے۔ یہ موت کے بعد کی زندگی کھلی جا رہی ہے؟

لیکن نہ جانے اس زندگی میں ہمیں کیا کیا آئیں؟

برکت کی آئینوں سے زیادہ نہ ہوں گی۔ اگر آپ ہماری طرف سے فکر مند ہیں تو براہ کرم نہ ہوں۔ ہمیں یہ سب عجیب لیکن دلکش محسوس ہو رہا ہے کیوں فزائو؟

"میں باجی سے پوری طرح متفق ہوں؟

سمجھتی نہیں رہی ہو۔ نہ ان ہونا۔ بہر حال اب کیا بھی کیا جاسکتا ہے؟

پروفیسر خود کو اعتدال پر لانے لگا۔

وہ ایک بے تعلقی آدمی کی مانند کھڑا تھا۔ تب پروفیسر نے کسی قدر بدلے ہوئے انداز میں کہا: معاف کرنا دوست: میری پریشانی غیر فطری نہیں تھی؟

لیکن کیا تم...؟

کیوں نہیں اس دور کی تفصیل میری کتاب نے دے دی ہے؟

اور تو تم اس کے بارے میں ابھی بہت کچھ جانتے ہو گے؟

ہاں بہت کچھ؟

اور یہاں ایک عملی انسان کی مانند ہو گے؟

بلاشبہ؟

لیکن کیا یہاں تم میں پھر ڈرو گے؟

نہاری کیا کچھ بات ہے؟

میں چاہتا ہوں کہ تم میں اس دور سے پوری طرح روشناس کرو ماضی میں جس طرح تم نے اپنے دلوں کی مدد کی ہے اس دور میں ہمارے بھی وہ کردار پروفیسر نے کیا اور وہ سکھانے کا پھر اس نے گون بٹائی۔

ٹھیک ہے پروفیسر: میں تمہارا ساتھ دوں گا؟

پروفیسر خوار پریشانی میں رہا تھا۔ دیکھا ایک بار پھر خود کو اسی بحر میں گرفتار پاری تھیں۔ اس سے قبل انہوں نے سناؤں کے دانش کدے کے باسے میں سنا تھا جس کے منتظر پہلے تھے اور یہ پہلو ماضی حال اور مستقبل کو خود میں قید رکھتے تھے اور ماضی کے کردار اس دانش کدے کے فریضہ مستقبل اور ماضی میں جاسکتے تھے لیکن اب وہ خود ماضی کے کردار بن چکے تھے اور یہ کیفیت خود پر پار ہے تھی۔

کانی دیر تک وہ سستی کا شکار رہے۔ اور پھر حقیقت ان پر غالب آگئی چنانچہ چوٹی بار انہوں نے اسی پر سے ماحول کا جائزہ لیا۔ پروفیسر بولا۔

اس ماحول پر ایک رنگ غالب ہے۔ کیا یہ کوئی غفر غلط کام ہے؟

رنگ؟

ہاں کیا یہ نظری دھوکہ ہے۔ زمین سبز ہوتی ہے لیکن یہ نارنجی رنگ؟

ہاں۔ یہ دنیا کا نیا رنگ ہے۔ جو زمانے کب سے غالب ہے؟

تو کیا اس نئی دنیا میں اب سبز کے رنگ سے؟

ہاں پروفیسر: اور یہ عین وہی انسان کا ہے؟

کیا مطلب؟

تہذیب کا وہ دور جس کی تم سب ملار ہو پروفیسر: فطری انسان کا بدترین دور قرار دیا جا چکا ہے۔ اس دور کا انسانی تہذیب کے نام کا دھندہ تھا۔ اس نے کامنات کے تجویز عصر سمیٹے اور انہیں یکساں کر کے ہتھیاروں کا نام سے دیا۔ پہلے وہ ان ہتھیاروں سے فطری انسان کو یکساں کر رہے اور خوف کی ایک عجیب فضا پیدا کر دی گئی۔ بلاخر ان کا استعمال ہی کر لیا گیا اور زمین کی ہیئت بدل گئی۔ وہ فنا ہو گئے اور اپنے پیچھے ایسی خوفناک فضا چھوڑ گئے

کہ انسان سانس بھی نہ لے سکے۔ یہ تباہکار دھشت اور بڑے جواز سے ایک جیسے رنگ لے لیا ہوا ہے تھے انسان گم کھو بیٹھے۔ سمندر جا جگے خشک ہو گئے اور زمین نے یہ نئی شکل اختیار کر لی؟

خدا نے؟ تو اب پوری زمین تاریکی ہے؟

ہاں۔ خدا۔ سے زمینوں رنگ میں نظر آنے والا یہ کہ اب اگل کا گولہ نظر آتا ہے۔ اس کا فضا رنگ اس سے چھن چکا ہے؟

اور انسان کیا ان کی ہیئت میں بھی کوئی تبدیلی پیدا ہوئی؟

انسان۔ وہ نہیں پڑا۔ عجیب سا انداز تھا اس کی ہنسی کا پھر اس نے گون بٹانے ہوئے کہا: میرا خیال ہے اب تم خود کو اس ماحول میں فہم کر چکے ہو اس لئے آؤ۔ اس بدلی ہوئی دنیا کو دیکھو۔ آؤ وہ آگے بڑھ گیا اور وہاں کے ساتھ چل پڑا۔ اپنی زمین پر چلتے ہوئے انہیں عجیب محسوس ہو رہا تھا طویل عرصہ ہو گیا تھا۔ پہل تندی بھول گئے تھے لیکن یہ زمین کس قدر بدل چکی ہے لگا جی نہیں تھا کہ وہ زمین پر چل رہے ہیں۔ بس ایک خواب کی سی کیفیت تھی۔ لیکن ان کی فضا خود بخود تیز تھی۔ ان کا احساس بہت مدہم ہو گیا تھا۔ مناظر مانگتے ہوئے لگ رہے تھے۔ اور چند ساعت میں ہی وہ اس صورت حال سے گھبرا گئے۔ سزا پروفیسر نے اس کے ساتھ چلتے ہوئے اسے لکھا اور وہ ٹک گیا: ہماری رفتار غیر معمولی تیز ہے اور اس میں ہماری کسی کوشش کو دخل نہیں ہے۔ اس کی وجہ؟

ہاں۔ ہماری رفتار ساتھ چل کر گھٹ رہی ہے؟

لیکن خود بخود؟ آخر کیوں؟

سب تمہاری اپنی کوشش کا نتیجہ ہے۔ زمین اب اپنی تابکاری کا شکار ہے اور اس میں بے شمار تبدیلیاں ہو چکی ہیں؟

اور کیا جہاں ہم موجود ہیں یہ رنگ جنگل ہے؟

کیوں؟

کرتی ہلکا نہیں نظر آیا؟

اگے لگا ضرور آئے گا؟ اس نے عجیب سے انداز میں کہا اور پروفیسر کو قہر جوا۔ پہلے ہی وہ انسان کے نام پر ہنسنا تھا۔

ابھی تھوڑی دیر قبل کئی گول کی شے ہمارے سروں پر سے گذری تھی؟

ہاں۔ وہ مٹے لوگوں کی سواری تھی جیسے تمہارے آہنی گھوڑے۔

زمین قریب تک تباہ بند ہو چکا ہے؟

غرب۔ ہماری معلومات واقعی بے مثال ہیں تم اس دور کے باسے میں بھی اتنی واقفیت رکھتے ہو ماضی کے ادوار کے باسے میں حلاکتہ کرنے کا تھا کہ پہلے وہ میں سو گئے تھے اور اس کے بعد کا دور تم نے نہیں دیکھا؟

لیکن قریب ہر حال رہے ہو کہ تم میری کتاب سے گذر کر یہاں کیسے ہوئے؟

تمہارے تباہی صحت اس کی ہوئی ہیں۔ ان میں سے بعض بائیں تو بکھر ہی میں نہیں آتے ہیں؟ پروفیسر نے ہنست ہنست پوچھا کہ اور وہ سکھاتا تھا۔

ان بتوں کے باسے میں تمہارا کیا خیال ہے؟

بہرہم نے اپنی سرچ میں ایک افسانہ کر لیا ہے؟

• وہ کیا ہے؟ ہاں نے بہتر روپی سے پوچھا انہوں نے اپنی رفتار
 جدی رکھی تھی۔ مگر تیزی سے طے ہو رہا تھا۔

• یہی کہ ایک شخص ملے، تاریخ والے اور داستان گو ہونے کے
 ساتھ ساتھ پراسرار معلوم کے ماہر بھی ہو۔ لیکن یہ فلسفہ کدہ بھی نہ تھا یہی تیر
 کردہ ہو۔ نہیں تو کسی سلیڈ کے ذریعہ معلوم ہوتی ہے؟

• واہ وہ پرس پڑا اور پھر ہلکا۔ وہ دیکھو وہ کئی عمارت نظر آ رہی
 ہے شاید اس نے اشارہ کیا اور ان کی نگاہیں اس سفید اور سڑولینار
 کی طرف اٹھ گئیں۔ واقعی عمارت ہی معلوم ہوتی تھی لیکن کسی راکٹ کی طرح جو
 آسمان کی جانب رخ کے کھڑا تھا۔ آؤ شاید تمہاری بات کا جواب اس
 عمارت میں مل جائے۔

• عمارت کے گرد زمین کا ایک وسیع دائرہ تھا جس میں سیاہ مائل
 لگے ہوئے تھے لیکن ان میں کچھ سفید مائل بھی تھے۔ اس نے ان سے ان سفید
 مائل پر کھڑے ہونے کے لئے کہا اور انہوں نے اس کی ہدایت پر عمل کیا۔
 دوسرے اہل زمین مسوس ہوا جیسے ناکل زمین میں جنس رہے
 ہوں لیکن اس سے قبل کہ وہ پہنچنے کی کوشش کرتے، وہ گہرا زلزلہ میں پہنچ
 گئے لیکن زلزلہ انہیں کوئی چوٹ آئی اور نہ ہی کسی اور حادثے سے دوچار ہونا
 پڑا۔ جیسے ہی ایسا ہی دائرہ تھا اور سفید مائل انہیں کے درمیان آ کر کے تھے۔
 وہ نیچے آ کر گیا۔ ایک عظیم آستان ہال تھا جس کا دوسرا سراظر بھی نہیں
 آ سکتا تھا۔ دروازوں اور فرشتہ خشک ہوتوں پر زبان چیرتی ہوئی آگے بڑھ
 گئیں۔ نہ جانے یہ سب کیا تھا عقل ساتھ نہیں دیتی تھی۔

• فرشتہ ہال کے درمیان میں ایک گھڑ گڑا ہٹ سنا دی اور پھر
 ایک چوکور کس نمودار ہوا جس میں بیٹھے گئے ہوئے تھے۔ بیٹھو اٹل اور
 عجیب عجیب روشنیاں اس میں نظر آ رہی تھیں۔ مشین جسے پروتارہ انداز
 سے آگے بڑھ رہی تھی۔ وہ رنگ گئے اور سب رنگا ہوں سے اس متحرک
 مشین کو دیکھ گئے۔

• وہ ان کے سامنے آ گئی۔ پھر اس میں ایک چکر گرد خانہ کھلا اور ایک
 گولی شیشہ باہر نکل آیا۔ پھر ایک چوڑا سا خانہ اور کھلا اور ایک شیریں آواز
 سنا دی تو بقیہ ہے تہا ہی بگیت میرے لئے ابھی ہے۔

• پرو فیئر خاور، فرزانہ اور فرزانہ اچھل پڑے۔ انہوں نے سرسبز
 نگاہوں سے اس کی جانب دیکھا۔ وہ سکرابا تھا۔ پھر اس نے کہا۔
 • کیا اس سے قبل تم نے ہماری جیسی ہیبت کی مشینوں کو نہیں دیکھا؟
 • یہ مشین مدت پسند ہے۔ نئے نئے ڈیزائن بنتے رہتے ہیں۔
 لیکن تم غصہ ہو رہے مشین سے آواز آئی۔

• کیسے گنگ، یہ بھی ہم؟
 • خوبصورت۔ نازک ہانگ سے مشین سے آواز آ رہی۔ خالصتاً
 انسانی آواز تھی جس میں پسندیدگی کا جذبہ تھا۔
 • کیا تم یہاں تنہا ہو؟ اس نے سوال کیا۔

• ہاں۔ زیرو زیرو زیرو زیرو ایسی سیون میٹر گیا ہوا ہے۔ اس کی
 غیر موجودگی میں تو میں تنہا ہوں؟

• وہ کب واپس آئے گا؟
 • معلوم نہیں۔ کیا میں اس سے رابطہ قائم کروں؟
 • اور نہیں۔ تم تنہا اس لیے کیسے میں قیام کرنا چاہتے ہیں۔ تبیں
 اعتراض تو نہیں ہوگا؟

• نہیں۔ اعتراض نہیں ہوگا۔ آؤ وہ مشین سے آواز آ رہی اور وہ اسی
 انداز میں واپس چل پڑی۔ اس نے پرو فیئر کو کسی اشارہ کیا اور وہ بھی
 مشین کے پیچھے پیچھے چل پڑے۔ ہال کے آخری سرے پر ایک دیوار نظر آئی
 لیکن وہ مشین دیوار کے پچھلی دیوار درمیان سے کھل گئی۔ مشین چند ساعت
 کی اندر پھر آگے بڑھی۔

• ایک اور خوبصورت ہال نظر آیا تھا۔ مشین اس دوسرے ہال میں رک
 گئی۔ یہ تمہاری آرام گاہ ہے؟

• شکریہ؛ ہم کچھ دیر یہاں رکھیں گے۔ پھر واپس چلے جائیں گے۔
 • ہمارے مکان رچو۔ زیرو زیرو زیرو ایسی سیون آجائے تو
 اس سے ملاقات کر کے واپس جانا۔ وہ تم سے مل کر خوش ہوگا۔

• بہت بہت شکریہ؟
 • یہ ضرورت کا چارٹ ہے۔ اور اس کے ایک جگہ آپریشن فرمیں لکھے ہیں
 ہے کہ تم اپنی ضرورتیں پوری کرنے میں تحفہ ذکر کرو گے؟

• ایک بار پھر شکریہ۔ لیکن تم سے ملاقات کس طرح کریں گے؟
 • یہ سب انہیں ہے۔ مشین سے ایک راڈ پھیل رہی تھی اور مختلف
 سمتوں میں اشارے کر رہی تھی، جس کے ایک جانب وہ اشارہ کرتی تھی وہ سپارک
 کرنے لگتی تھی۔

• شکریہ؛ ہم کچھ دیر آرام کے بعد تمہارے پاس آئیں گے۔ ملاقات کی
 جگہ وہ ہال ہی ہے نا؟

• ہاں۔ اچھا میں ملتی ہوں۔ مشین کی آواز آ رہی اور پھر وہ اسی گھڑ گڑا
 کے ساتھ واپس چل گئی۔

• پرو فیئر اور دوسرے لوگوں کی انکھیں حیرت سے کھلی ہوئی تھیں۔ مشین
 کے باہر نکل جانے کے بعد پرو فیئر گری گری سانس لینے لگا۔ گردن جھٹکنے لگا
 پھر گھٹ گھٹا دھڑکنے لگا۔ ہمارے ہیرو نے جگہ جگہ تسلیم کی ہے۔ اب
 کیا امتحان لے رہے ہو؟

• میں امتحان نہیں لے رہا پرو فیئر۔
 • پھر اس فلسفہ خانے میں لائے کا مقصد؟
 • یہ تمہاری دنیا ہے پرو فیئر۔ میرا اس سے کوئی تعلق نہیں ہے۔
 • بہری دنیا؟ پرو فیئر جھٹکا گیا۔
 • ہاں سو فیصدی تمہاری دنیا۔ لیکن شہر، ضرورت کا چارٹ، پڑھ
 تمہارے آرام کا بندوبست ہو جائے اس کے بعد باقی باتیں ہوں گے۔ وہ ہال

کے کئی ہالوں کے نزدیک پہنچ گیا جس پر چارٹ بنا ہوا تھا۔
 لیکن پرو فیئر کی آنکھیں یہ چارٹ نہیں آگیا تھا۔ دیکھ کر وہ اسے
 دیکھتا رہا۔ پھر اس نے گون گونادی۔

• یہی کہ میں کچھ نہیں آگیا؟
 • لیکن میں کچھ راہوں پر فیسرا ضرور۔ اس نے کہا اور پھر اس نے
 آپریشن فرمیں پر ہانک کر منی دیا۔ اندر دیواروں سے آرام دہ ٹھنڈی ہوا
 نکل آئی۔ اس کی صدا چارٹ پر اس کے لیے کہ اور اس نے دیا۔ اور چار عمدہ
 قسم کے کلاس کے کمان کے باہر پہنچ گیا۔ ان کلاسوں میں دودھ جیسا سیاہی
 بھرا ہوا تھا۔

• پھر پرو فیئر حیرت انگیز چیز ہے؟
 • کیا ہے اس فلسفہ خانے کے باہر سے نہیں بتاؤ گے؟ پرو فیئر نے
 تحفہ کے انداز میں کہا۔

• ضرور بتاؤں گا۔ تم میرے تو آرام کرو۔ سب کچھ بتا دوں گا۔ اس نے کہا
 اور پرو فیئر ان حلقوں میں سے ایک پر بیٹھ گیا۔ لیکن ابھی وہ بیٹھ گیا اور وہ
 خود بھی۔

• اسے تو مختلف مدت کر دے ایک ہر اور غذا ہے اور مختلف قسمیں
 فرحت دے گی۔ ہاں پرو فیئر! میں نے خطا نہیں کی تھا یہ تہدی دینا ہے۔
 • لیکن کس طرح؟

• وہی زمین جس پر تمہاری تاریخ بھری پڑی ہے۔ لیکن بالآخر تم اس
 زمین کو کچھ شے تمہاری ذات کا شکار ہو گئے۔ پہلے ہی اختیار ایسا ہوئے۔
 انہیں استعمال کرنے کا خود کا نظام عمل میں آ گیا۔ پھر مشین زیادہ نہیں۔ انسان
 نے مشینوں کی دوسری حد لیا۔ وہ کام ہر انسانی ہفتہ انجام دیتے تھے مشینیں
 انجام دیتے گئیں۔ اور ایک اور مشینوں کا وہ کہلا یا۔ اس دور میں انسان نے
 اپنی ساری ذات مشین کو دے دی۔ اس نے ساری ضرورتیں مشینوں سے پوری
 کر لی شروع کر دی۔ اس نے اپنا وہ مشینوں کو دے دیا اور ایک شدت پسند
 اور آتما کر پہنچ جانے والے نے ایک ایسی مشین ایجاد کی جو ایک ذات کی کراں
 تھی جس کی اپنی سرچ تھی جس کی اپنی خوبصورتی تھی اسے بنا کر باخبر اس نے ساری
 دنیا کے انسانوں کو مطلع کر لیا لیکن وہ اس مشین کی قدرت بھول گیا تھا۔ ایک
 دن وہ خود بھی اس مشین کا غلام بن گیا۔ اور مشین نے سوچا کہ انسانوں کی قطع
 کیوں رہے۔ اس مشین نے پہلے ساری دنیا کے انسانوں کو مطلع کیا اور پھر ان
 پر مشین حکم کر دیا۔ ساری دنیا کی مشینوں نے انسانوں کے خلاف نماز بنا لیا۔
 اور بالآخر اس دنیا کو انسانوں سے پاک کر دیا گیا۔ انسان خود ریاست بنی حکم کر دی
 گئیں اور اب اس دنیا پر مشینوں کی حکومت ہے؟

• وہ خاموش رہ گیا۔ پرو فیئر کا ذہن اس کمالی کو قبول نہیں کر رہا تھا۔
 لیکن حقیقتوں کی کیسے بھلا سکتا تھا۔

• مشینیں کھلے سے تمہاری کیا ملاو ہے؟ بالآخر اس نے پوچھا۔
 • مشینوں کی سازش بے حد خطرناک تھی پرو فیئر۔ انسانی سازشوں

کے کئی زیادہ خطرناک؟
 • وہ کس طرح؟

• میری باتوں کو کسی جھوٹ یا بے وقوف بنا کر برتری حاصل کرنے والی
 کوئی بات ڈکھو پرو فیئر! کوئی کس ترزوں اور جگہ جھوٹ کے سلسلے دکھا
 نہیں۔ عمدہ طور سے میں تمہیں اس وقت کچھ سکون کا سبب تمہیں کرو؟

• اور تم تحفہ کتنے ہو جن میرا ذہن۔ میرا ذہن....
 • یہ تمہاری زمین ہے پرو فیئر، جاؤ اس میں اپنا مسکن تلاش کرو۔ وزیر
 باؤں پر مشینوں کو تمہیں کسی صلے کا خواہش مند نہیں ہوں۔

• اور تو سب حقیقت ہے؟ پرو فیئر خاندان کی بھائی بہن کی آواز آ رہی۔
 ایک خوش حقیقت، زمین کی تاریخ کا ایک باب؟

• انہوں۔ انسان خود اپنا شکار ہو گیا۔ لیکن میرے ذہن میں بے شمار
 معلومات ابھر رہے ہیں؟

• میں ان سب کا جواب دوں گا؟
 • اس وعدے سے تیس پوری واقفیت ہے؟

• بالکل اسی طرح جس طرح گذرے، اسے اسی طرح؟ اس نے جواب دیا۔
 • تب پھر کچھ بتاؤ کہ اس دنیا پر مشینوں کا تسلط کس طرح ہوا؟

• میں نے مشین سازش کا ذکر کیا تھا۔ انسان نے ایک دوسرے پر سخت
 لے جانے کی کوشش میں مشینوں کو آگاہ کیا۔ انسان منسل ہونے لگے اور
 مشینوں نے اس پوری دنیا کا نظام سنبھال لیا۔ مشینوں نے انسانی زندگی کا
 ہر شعبہ سنبھال لیا۔ انسان نے انہیں انسانی سوچ دی تھی خود کو آزاد کرنے کے
 لئے لیکن مشین اب دوسری خوبیاں حاصل کر چکی تھی۔ وہ انسانی ذہن اور فواد
 بدل رہی تھی۔ وہ انسان کے لئے کھاتے کرتی تھی تب اس نے سوچا کہ وہ
 انسان کی غلام کیوں رہے۔ چنانچہ دنیا میں پہلی ہوئی مشینوں نے ایک دوسرے
 کو خفیہ پیغام ارسال کئے۔ اور پھر مشینوں کی کوشش سے انسان ایک دوسرے
 سے بے پروا آزاد ہو گئے۔

• یہ انسانی تھیں، مشین سازش تھی جسے انسان نروک کے امن سماج
 ہونے لگے لیکن مشین ان معاہدوں کا کیا مان نہ ہونے لگیں۔ انہیں انسان کا غلام
 سمجھا جاتا تھا اور ان کی کس حرکت کو انسان حرکت ہی سمجھا جاتا تھا۔ چنانچہ بڑے
 بڑے ملک ایک دوسرے کے مقابل ٹٹ گئے اور اپنی جنگ چھڑ گئی۔

• نتیجے میں انسان ختم ہو گئے۔ ان کی بقا کا تالاج ہو گئیں مشینیں محفوظ
 تھیں۔ پوری دنیا میں شعلے بج رہے تھے۔ انسان کھل گئے۔ عمارتیں ریزہ ریزہ
 ہو گئیں۔ اور نہ ہی جہاں کسے نہی کوئی انسان دیکھو اس پوری زمین سے غم ہو گیا۔
 مشینیں محفوظ تھیں جو ناکارہ ہوئی تھیں انہیں دوسری مشینوں نے مرگت کر لیا۔
 اور اس کے بعد مشینوں نے اس زمین پر ایک نئی حکومت کی بنیاد ڈالی۔ مشین
 حکومت کی، اور آج اس دنیا پر مشینوں کی حکومت ہے۔ یہ مشینیں اب انسان
 کو بھول چکی ہیں؟

• وہ خاموش رہ گیا۔ ان کے ذہن ڈھونڈ رہے تھے بقدر بھی نہیں

کیا جاسکتا تھا کہ دنیا کی شکل ہوگی۔ آج وہ اس دنیا میں ایک نئی کیفیت سے وجود ہے۔ کسی پراسرار کسی دھندلی بات تھی۔ وہ سوچ رہے تھے کہ ان کا مستقبل کیا ہے۔ سونے ان کے کہ وہ خود بھی موت کو چاہتے تھے۔

فروزاں اور فرزانہ پاگوں کی طرح تھیں۔ پروفیسر کے چہرے پر بھی موتی نظر آ رہی تھی۔ کافی دیر اسی طرح گزرتی تھی تو اس نے انہیں مخاطب کیا۔

• بہت فکر نہ ہو پروفیسر؟
• نہیں۔ اسے فکر منہ ہی نہ کو۔
• پھر غور کیوں ہو؟
• بس ذہن مت دھندو خیالات کا شکار رہو۔
• اپنی ہونے پر کہہ دو۔ ہمیں تیار دشمن تو نہیں ہوں۔
• وہ تو خفیا ہے۔ لیکن کیا تم اس کا عمل بھی نکال سکتے ہو؟
• بساط جبر ضرور تو سے لے سکتا ہوں۔
• پھر بچے آئندہ زندگی کے لئے مشورہ دو، ہم کس طرح جنیں گے اور جی کر کریں گے؟ پروفیسر نے برائی برائی آواز میں کہا۔
• اس مسئلہ پر غور کیجئے، ایک بات کہ چکا ہوں پروفیسر، تمہیں دوسرے انسانوں کی طرح اپنی موت کا مستقبل تو ہوگا۔

• ہاں۔ ظاہر ہے؟
• زندگی کی اتنا سب سے بچے دیکھو کہ سب سے جی رہا ہوں اور کب تک جیت رہوں گا۔ ہر روز میری پسینہ کا دھڑکن نہیں ہوتا۔ تمہارے ساتھ تو کمان ہے کہ باقاعدہ مرقم جاؤ گے۔ پھر وقت سے پہلے مرنے کی کیوں سوچتے ہو؟
• لیکن ان شینوں کے درمیان زندگی کیا ہوگی؟
• دیکھنے والے کی زندگی مارے غموں سے بے نیاز ہوتی ہے۔
• اس میں مشکلات نہیں پیش آئیں گی؟
• شک کیا مشکلات؟
• آفران کے درمیان زندہ کیسے جا جائے گا۔
• ان کی مانند؟
• کیا ان کی کوئی حیرت انگیز زندگی ہے؟

• کیوں نہیں؟ شینوں کی سوچ جانتے ہیں۔ انہوں نے ایک بات کے لئے ایک مفروضہ انداز اختیار کیا ہے۔ ہمیں سوچ کر لو کہ ہر جاتی ہے۔ مثلاً یہ شینیں ان کی ضرورت نہیں ہیں۔ اور یہ شراب پی ان کے لئے کاج ہے انہوں نے اسے بنایا نہیں لیکن ضروریات کا یہ چارٹ اور آپریشن ٹرینس۔ ضرورت کا احساس کرو اور عمل کر۔ وہ ضرورت جیسی بھی ہو پوری ہو جائے گی۔

• کہاں سے؟ پروفیسر نے تعجب سے پوچھا۔
• یہ ان کا نظام ہے۔ ہر حال کائنات میں ضرورت کی ہر شے موجود ہے۔ فرق صرف اتنا ہے کہ اسے حاصل کرنے کی جدوجہد تم ہوگی ہے۔

اور اب موت سوچ رہی ہے؟
• خدا کی پناہ۔ کیا حقیقت ہے؟ پروفیسر کا نہ میرت سے کھل گیا۔
• جو کہ ہے؟ پروفیسر نے نہیں بے کلمہ کہنا سے سامنے ہے پروفیسر؟
• اس نے جواب دیا۔

پروفیسر نے کھڑا ہو کر کہا۔ ہر بات بیدار عقل ہی لیکن بنیادی بھی تھی اور سماعت بھی اور جو کہ اس نے کہا تھا عالم وجود میں تھا اس لئے نہ ہی کیفیت کو کہ بھی بولتے تھے کہ اس ضروری تھا۔ سہو پروفیسر نے سوچا کہ اب حیرت کی دلدل سے نکل آتا ہے ہوگا۔ اس کو کوئی کہانی پڑے گا۔ یہی بات اس نے فرزانہ اور فرزانہ کو بتائی۔ جوان لڑکیاں اس سے زیادہ وقت دھکی تھیں اور اس کی طرح حواس باہر نہیں تھیں۔ ان کے ہونٹوں پر مسکراہٹ پھیل چکی تھی۔
• تعجب تو ہے ڈیڈی۔ ہم گذرے ہوئے انسانوں سے برتر ہیں کہ خیریت

دو میں سامنے رہے ہیں؟
• لیکن تمہاری ہوگا؟ پروفیسر غور نہ کیا۔
• انسان کے ساتھ روایت بھی تم ہو جاتی چاہئے۔ فرزانہ نے پوری توجہ سے کہا۔

• نہیں نہیں سمجھا؟ پروفیسر نے کہا۔
• آپ کے ذہن میں یہ تردد ہوگا؟ ڈیڈی کو اب ہمارا کیا ہوگا۔ ہمیں رعایت زندگی گزارنے کے لئے رشتے نہیں ہیں گے اور ہم انسانوں کی روایات کے مطابق زندگی نہیں گزار سکیں گے۔ لیکن ڈیڈی ہم لوگ جاہل تو نہیں ہیں۔ ہماری اپنی سوچ ہے اور اس سوچ میں کہیں غلط نہیں ہے پھر آپ ہمارے بارے میں اس انداز سے کیوں سوچ رہے ہیں۔ ہم بھی تو اس انوکھے انداز سے لطف اندوز ہونے کی صلاحیت رکھتے ہیں؟

• تو تم پریشان نہیں ہو؟
• پریشان کس بات کی۔ ہماری زندگی کو ایسا انوکھا اور عجیب ملا ہے ہم اس سے بڑی شوق لطف لے رہے ہیں۔ اور ہماری خواہش ہے کہ آپ بھی ہماری ان غریبیت میں شریک ہو جائیں؟
• پروفیسر حیرت سے ان کی باتیں دیکھ رہا تھا۔ چہرے اس نے خوشی کے عالم میں گون گون جاتے ہوئے کہا: بلاشبہ تمہارے ذہن مجھ سے زیادہ مضبوط ہیں۔

• سوچ کا فرق ہے پروفیسر اور کہو نہیں؟ وہ بولا۔
• کیا مطلب؟
• تم آپ ہر ایک دتر داتر کی، وہ فوجان ہیں۔ فکروں سے بے نیاز؟
• یہ بھی خفیا ہے؟

• اور تمہاری بدولت آئندہ بھی بے نیاز رہیں گے فرزانہ سکڑاتے ہوئے بولی۔ اور وہ بھی سکڑانے لگا۔ اس نے اس بات کا کوئی جواب نہیں دیا تھا۔
• تو اب ہم ایک شین کے یہاں ہیں۔ خاص سے گہری سانس لے کر کہا۔

• ہاں پروفیسر شینیں ہر حال انسانی تخلیق ہیں۔ انسان نے اپنی سوچ اپنی تہذیب انہیں دی ہے۔ اسی میں وہاں نازی شامل ہے؟
• خوب۔ لیکن شینیں تو انسان کی دشمن ہیں؟
• تھیں۔ اب اتنا سمجھ گڑ گیا ہے کہ یہ انسان کو جبریل پکلی ہیں۔

اب تو انسان ان کے تصور میں بھی نہیں ہوگا؟
• خدا کی پناہ۔ تو کیا اس خالق شین نے انہیں بھی شین سمجھا ہوگا؟
• پروفیسر غور سے تعجب سے پوچھا۔
• سو فیصدی؟
• لیکن ہماری بریت؟

• آپ نے اس کے الفاظ نہیں سنے۔ اس نے کہا تھا کہ ہماری تلاش انوکھی ہے؟
• اہ۔ پروفیسر غور سے حیرت زدہ رہا پھر بولا: گویا انسانی تلاش بھی جبریل پکلی ہیں؟

• عام شینیں تو انسان کے نام سے ہی واقف ہوں گی؟
• کمال ہے۔ اس طرح تو ہم ان کے درمیان آ کام سے زندگی گزار سکیں گے۔ یہ ہیں بھی شینیں ہی جیستی رہیں گے؟
• سو فیصدی؟

• پھر کھلی کر کشش بھی نہیں ہوگی؟
• شاید ضرورت بھی نہ محسوس کی جائے گی؟
• واقعی پاگل ہو جانے کو بھی چاہتا ہے؟ پروفیسر نے گون گون جاتے ہوئے کہا اور چہرہ دیر تک ان شینوں کے نظام حیات کے بارے میں گفتگو کرتے رہے۔

• یہ خیال ہے پروفیسر؟ اب آپ لوگ تھوڑی دیر آرام کریں۔ دن اور رات بدلتی رہیں۔ چاند رستہ سے ان کی گزرتے ہیں؟
• اب رات پوری ہے؟ میں ذرا ستارہ گری کروں گا اس لئے مجھے اجازت دو۔
• دیکھو اس انہی احوال میں پہلا ساتھ چھوڑ دینا۔ ہمیں یہاں تک لانے والے بھی تم ہی ہو، ہمیں قدم قدم پر تمہاری ضرورت ہے۔
• فکر نہ ہو پروفیسر، میں اگر گہرے دیر تم سے دور بھی رہا تو وہ دفعہ زیادہ جلدی نہیں ہوگا۔ میں دوبارہ تمہارے پاس آ جاؤں گا۔

تمہاری رہائی؟ پروفیسر غور سے کہا اور وہ اٹھ کر باہر نکل گیا۔ تینوں اسے جلتے ہوئے دیکھتے تھے اور اس کے نگاہوں سے اوجھل ہو جاتے کے بعد بھی دیر تک وہ کھٹکے کے عالم میں بیٹھے رہے کسی کے نہ سے ایک لفظ بھی نہیں نکل سکا تھا۔

پھر پروفیسر نے سمجھا اور اس نے ان دونوں لڑکیوں کی طرف دیکھا پھر بچے انداز میں سکڑ کر بولا: تمہاری یہی کیفیت کیا ہے لڑکیو؟
• خفیا ہے ڈیڈی؟ فرزانہ نے کہا۔
• خود کو تسلیم کرنے کے لئے ہمیں چند باتوں کو ذہن نشین کرنا ہوگا۔ مثلاً

• یہ کیوں نہ سوچا جائے کہ ہمارے سامنے میں ہم بھی مر چکے ہیں۔ کون دفعہ بچ سکا۔ اس کے بعد کی زندگی کس کے علم میں ہے؟
• لیکن اس کی ضرورت کیا ہے ڈیڈی؟ فرزانہ بولی۔

• ضرورت ہے بیٹے۔ تم اگر غیر معمولی بہادر ہو۔ مجھے خوشی ہے کہ تم عام لڑکیاں نہیں ہو۔ اور شاید اسی لئے ہم تمام حالات سے دوچار نہیں ہوئے؟
• ہمیں یہ اصول بے حد گش گش رہا ہے، ہم واقعی خود کو شین کی طرح دیکھتے ہیں؟

• سمجھو۔ لیکن وہ کیا ہے۔ کیا ہمارا یہ خیال باطل نہیں ثابت ہو گیا کہ وہ کوئی سائنس دان ہے، دنیا سے الگ آیا ہوا، متحج پر غور کیے والا؟
• ہاں ڈیڈی۔ اس ساری کائنات میں سب سے بڑی باتیں صرف وہ ہے اس کے علاوہ کوئی بات نہیں ہے۔ انسانیت کو ہی طرح تباہ ہونا تھا، نظر آ رہا تھا۔ ہتھیاروں اور شینوں کی دھڑکا ہوا فحش انجام پڑنا تھا کہ آج روئے زمین پر انسان کا وجود نہیں ہے؟

• پروفیسر گون جاتا تھا۔ پھر اس نے گہری سانس لے کر کہا: تم لوگوں کے سکون سے مجھے بھی اطمینان ہوا ہے۔ دنہ فانی میں تمہارے لئے مسرت پریشان تھا؟

• آپ ہماری طرف سے بالکل پریشان نہ ہوں۔ لیکن اب ہم ایک جگہ قیام نہیں کر سکیں گے، بلکہ اس شین دنیا میں گم ہو کر اس کی تہذیب میں غرق ہو گئے؟

• ہاں؟ پروفیسر نے کہا اور چہرہ آرام کرتے لیٹ گئے۔ رات ہو گئی تھی۔ باہر کا ماحول زندہ نہ تھا۔ خاص رات گئے فرزانہ نے فرزانہ کو مخاطب کیا۔ اور فرزانہ گون گون اٹھا کر اسے دیکھنے لگی۔

• جاگ رہی ہو باجی؟
• ہاں۔ تھک گیا کیا سوال ہے؟
• لیکن ڈیڈی کے قہر سے گونج رہے ہیں؟
• ہاں۔ اب انہیں ہماری فکر نہیں رہی ہے؟
• باہر چلیں باجی؟ فرزانہ بولی۔

• منت ہے؟
• کیوں نہیں۔ ہر حال زمین ہماری ہے، اور پھر زندگی اتنی اہم شے بھی نہیں کہ اس کی ہر وقت اس کے خوف کا شکار رہے؟
• ڈیڈی کو جگاؤ گی؟
• چہرہ باہر جانے سے کیا فائدہ؟

• آؤ چلیں؟ فرزانہ نے کہا اور دونوں خاموشی سے اٹھ گئیں۔
• اہ اسے میں کوئی دقت نہیں ہوئی۔ لیکن عمارت سے باہر کے مناظر ہوش رہا تھے۔ چاروں طرف آگ لگی ہوئی تھی۔ تاریکی رنگ چاندنی میں شینوں کی طرح چمک رہا تھا۔ تاحدنگہ خاموشی اور سکون کے ماحول تھا۔ بڑا گستاخا بیسے کائنات میں ان دونوں روجوں کے سما کوئی نہ ہو۔ دونوں سمجھ رہی تھیں کہ

کو کھیتی رہیں۔ پھر فرزانہ غمزدہ لیے بیٹھ گئی۔
 انہوں نے ہماری دنیا کیا ہو گئی۔
 زمین کی آفت میری؟
 لیکن باجی، یہ شیشی حکومت کتنی عجیب ہے۔ بات تو سمجھ میں آتی ہے شیشی کو انسان سے کتنے انسان کر دیا تو شیشیوں نے انسانوں ہی سے بہت حاصل کر لی لیکن ان شیشیوں کے جذبات و احساسات کیا ہیں؟
 یہ تو کوئی شیشی ہی بنا سکتی ہے؟
 ایک بات یہ غور نہیں کیا باجی؟
 کیا ہے؟
 اس کی زبان۔ وہ انسانوں کی زبان بول رہی تھی؟
 ہاں میں نے غور کیا تھا۔ تم نے اس سے کوئی تجربہ انداز کیا؟
 نہیں۔ اور تم نے؟
 اس نے شیشیوں کے ہاتھ میں جو کچھ بتایا اس سے میں کچھ نہیں سیکھ سکا۔
 کیا ہے؟
 ششاد صورت کا چارٹ۔ میرے خیال میں احساسات کی ترجمانی کے اہل ہم اس میں ضرور ہوں گے؟
 اہ۔ اور یہ احساسات ہی زبان بن جاتے ہوں گے؟
 یقیناً؟
 کمال ہے باجی۔ اس بات سے میرا ذہن ایک اور طرف بھی جاتا ہے؟
 کس طرف؟ فرزانہ نے پوچھا۔
 گستاخی سمات باجی لیکن ہم دونوں ہی آپس میں گفتگو نہ کریں تو پھر سے کس کی بری مروتان شیشیوں کے طرز زندگی سے ہے کیا یہ بھی برائی کی شکل میں بری ہوتی ہیں ان کے جذبات و احساسات کیا ہوتے ہوں گے انسان کے یہاں۔ ان کے یہاں حقیقی عمل کیا ہوگا؟
 یہ تو ان کے درمیان رہ کر ہی معلوم ہو سکے گا۔ فرزانہ مسکرا کر بولی۔
 اور فرزانہ شش پڑی۔
 ہائے باجی کیا یہ شیشیوں میں عشق کتا ہوں گی؟
 غلام معلوم؟ فرزانہ بھی ہنسنے لگی۔ پھر فرزانہ نے کہا۔
 کیوں نہ ان شیشیوں سے دوستی کی جائے؟
 میزان شیشیوں سے؟
 ہاں۔ اختلافی والی معلوم ہوتی ہے۔ حالانکہ ہم انہی سے لیکن اس لیے ہماری اچھی پذیرائی کی ہے؟
 ہاں کیوں نہیں۔ آپ تو انہی سے رشتہ جوڑا پڑے گا؟
 ویسے باجی ایک خطرناک بات بھی ہے؟
 کیا ہے؟
 اگر کسی شیشی نے تم سے عشق شروع کر دیا تو کیا ہوگا؟

• فرزانہ مار مار کر اس کا پچا نظام غراب کریں گے؟ فرزانہ نے کہا۔
 اور دونوں دیر تک تپتی رہیں۔
 • پھر جڑی انوکھی باتیں ہیں۔ نہ جانے ان کے احساسات و جذبات کیا ہوں گے؟
 • کل ان شیشیوں سے دوستی کی جائے گی یقیناً اس سے ہم معلومات حاصل ہو سکیں گی۔
 • کشش کر لے میں کیا ہر جگہ ہے۔ دیکھیں گے آداب مجلس۔ لیکن جے چارے ڈیڈی کی کھانکھانے چاہتے تھے ہمارے دوسرے پریشان ہوئے۔
 • اور بلاوجہ۔ اس کی فضول باتیں سن کر اب تو ہماری ہر سہمی مرکلی ہے۔ فرزانہ نے کہا اور دونوں ہنسنے ہوئی دایس اپنی رائفل گاہ میں آگئیں جہاں پروفیسر کے بے فکر فرزانے کو گرج رہے تھے۔
 • دوسری صبح ضرورت کے چارٹ پر نشہ منسوب کیا گیا۔ اور ایک عمدہ ناشتر کے کے سب ملحق ہو گئے۔ پھر مزید باقی شیشیوں کی کھانکھانے سنا دی اور پھر تھوڑی دیر کے بعد لہجہ کا تو وہ ان کے سامنے پہنچ گیا۔
 • میرے عزیز ہوا۔ کوئی حکیمت تو نہیں ہوئی؟
 • نہیں تھا شکریہ؟
 • ضرورت کا چارٹ مکمل ہے، لیکن اگر اس میں کوئی اضافہ چاہو تو وہ بھی بتا دو؟
 • نہیں۔ یہ چارٹ مکمل ہے۔ غور نہ جواب دیا۔
 • ان کے معمولات کا انتخاب کرو۔ یہاں قریب وجہ میں کوئی مینو نہیں ہے۔ اس کے لئے تمہیں سفر کرنا ہوگا؟
 • نہیں ہیں کسی چیز کی ضرورت نہیں ہے؟
 • میں یہی پوچھنے آئی تھی۔ ماؤں؟
 • نہیں رک، تمہیں پہلے قیام کے لئے حکیمت تو نہیں ہے۔ اگر تمہیں حکیمت ہو تو ہم واپس چلے جائیں؟
 • بالکل نہیں، اب کوئی تھکے آئے سے خوش ہوں کیا تم دونوں۔ ان دونوں کے شیر ہو؟ اس نے سوال کیا۔
 • نہیں۔ ایسی کوئی بات نہیں ہے۔ وہ جلدی سے بولا۔
 • ٹیمر۔ پروفیسر نے سوالیہ انداز میں اسے دیکھا۔
 • مراد مراد ہے۔ وہ بولا۔
 • ویسے یہ دونوں شیشی ہیں؟ شیشیوں کا شمار لکھنؤ کی طرف تھا۔
 • ہاں۔ یہ دونوں لکھنؤ ہیں؟ اس نے جواب دیا۔ پھر ان کی طرف رخ کر کے بولا۔ شیشیوں میں ان دونوں کے علاوہ اور کوئی رشتہ نہیں تھا؟
 • نسبت ہے۔ فرزانہ بڑبڑلائی۔
 • اہ۔ فرزانہ تم اس سے دوستی نہیں کرو گی؟ فرزانہ نے بار دہرایا اور فرزانہ اس کی آنکھوں میں دیکھنے لگی۔ پھر اس نے گرلن ہاتھ سے ہونے کہا۔
 • ٹھیک ہے، کر کشش کرو؟

• دیکھ کر نا چاہتی ہو اس سے؟ اس نے پوچھا۔
 • ہاں؟
 • ٹھیک ہے۔ میں اس کے انداز میں بات کرتا ہوں۔ اس نے کہا اور اسی وقت شیشی کی کھانکھانے آواز آجی۔
 • میں تم دونوں کی گفتگو سمجھ رہی ہوں۔ شاید ان دونوں کو مجھ سے کسی بات پر اختلاف ہے۔ لیکن اس میں کیا ہر جگہ ہے۔ ہماری ساخت مختلف ہے اختلاف تو ہماری چاہئے۔ لیکن ہم کو گھل کر اختلاف دفعہ کر لیں گے؟
 • اہ۔ ہمیں اس اختلاف پر انہیں ہے؟
 • مجھے نہیں ہے۔ آؤ تم دونوں میرے ساتھ آؤ؟ شیشیوں سے آواز آجی اور خاندان کے ہونٹوں پر مسکراہٹ پھیل گئی۔
 • چلو دیکھو، تمہارا کام تو بن گیا۔ یہ خیال ہے ہمیں کچھ دیر کے لئے اہانتہ دو ہم باہر کے ساتھ دیکھیں گے۔ ویسے یہ جڑی بات ہے کہ شیشیوں خیالات بھی کچھ لپکتی ہے تاہم کوئی خاص بات نہیں ہے۔ تم دونوں بے وفائی نہیں کرو، پوٹھیار بھنا؟
 • فرزانہ اور فرزانہ اپنی اپنی دوست کے ساتھ چل پڑیں اور انہیں لئے ہوئے اپنی قیام گاہ میں آگئیں۔ یقیناً یہ قیام گاہ غلیظوں کے لئے بہترین جگہ لیکن ان دونوں کے لئے اس کی ڈیوڑھی کش عجیب تھی۔
 • تاہم ضرورت کا چارٹ یہاں بھی موجود تھا اور اس کے ساتھ ہی عطیں سے ایک ٹمپس آواز آجی۔ میں تم دونوں کی ضروریات سے واقف ہوں اس لئے بلاؤ کریم ایک شخص دوست کی طرح بے تکلفی پر روبرو اپنی ضرورت خود بتا کر دو؟
 • اہ۔ اس کی آواز میں خلوص ہے؟ فرزانہ نے کہا اور پھر انہوں نے اپنے لئے یہاں بھی شیشیوں طلب کر لیں۔ یہ طیس مال ساری جادوگر کے عمل سے شہر تھا۔ جو سب حاضر کھلے سے آئے۔ یہ بات نامعلوم تھی کہ فرزانہ کی تمہاری باتوں کا جواب دونوں نے پیٹھ پر بتاؤ کہ تم نے مجھے دوست تسلیم کیا ہے یا نہیں؟
 • کیوں نہیں لیکن ہم یہ باتیں جانا چاہتے ہیں جو تمہیں نگار گزریں۔
 • لیکن ان سے اجتناب بہت کریم دوست رہ سکیں؟
 • تم دونوں مجھے بہت پسند آتی ہو۔ تمہاری ساخت میں انوکھی کشش ہے۔ تمہارے جذبات تو قریب تمہاری ہیئت اختیار کر لیں۔ مجھے بہت بہت پسند آتی ہے؟
 • کیا نہیں ہے؟ فرزانہ حیرت سے بولی۔
 • تاہم اس کا لفظ تو مجھ سے یہاں سے غم کر دیا ہے۔ ایک بے بسی اور بے کار لفظ کہ تم نے خیالات سے سنا کر کیا ہے۔ کیا تھکے ان اس کا رواج ہے؟
 • اہ۔ نہیں۔ بس ایسی ہی پوچھ لیا تھا۔
 • اچھی دوست۔ جن اختلاف کو نہ دیا جانتے۔ انہیں نہ ہوں سے ہی

مث جانا چاہئے شاید تمہاری داخلی ترتیب رنگ اور ہے لیکن کوئی بات نہیں میں اسے صاف کر دوں گی؟
 • پہلے تم ہماری ہیئت اختیار کرو؟ فرزانہ بولی۔
 • اہ۔ تم بھی اس کی خواہش مند ہو؟ اچھا ٹھیک ہے۔ وہ آہستہ آہستہ صورت کے چارٹ ٹمپس لکھی اور اس نے اپنی کشش میں پرکھ ڈال کر نگاہے اور سامنے کی بیلار میں ایک خانہ کھل گیا۔ اس کے ساتھ ہی ایک آواز آجی۔
 • اس خانے میں داخل ہو جاؤ؟
 • اور شیشی خاندان اس خانے میں داخل ہو گئیں۔ خانہ بند ہو گیا تھا اور پھر بہت سی آوازیں ابھرنے لگیں۔ خدشے کے مختلف حصوں سے فواد کی ٹمپس باہر گرنے لگی اور چند ساعت کے بعد خانہ کھل گیا۔
 • اندر سے جو کوئی باہر نکلا تھا اسے دیکھ کر۔ دونوں دنگ رہ گئیں۔
 • بے حد حسین عورت تھی لیکن لباس سے ماری۔ اس کا سٹول بدن شیشے کی طرح ہلکا رہا تھا اور اس کے سیاہ بالی زمین کو چھو رہے تھے۔
 • دونوں لکھنؤ کے صق سے عجیب سی آوازیں نکل گئیں اور پھر انہیں اس حسین عورت کی دم شیشی کا آواز سنائی دی جو ان کی جانی پہچانی تھی۔
 • اہ۔ ان شیشیوں شیشے کی کی روٹی جو تم ایک سے بنے ہوئے ہو۔ ٹھیک ہے۔
 • میں اس کی کسر اور پوری کر دوں۔ اس کی مروتان شیشیوں سے تمہیں ہمارے شیشیوں میں کے ایک خانے سے اس نے لباس نکال لیا۔ براؤ کریم اسے میرے بدن پر سما دو؟ اس نے دعا گستاکی۔ اور دونوں لکھنؤ نے فوجی سے یہ کام انجام دیا۔ لباس پہن کر وہ آجی حسین نظر آئے گی کہ گاہ شہر نا شکل تھا۔
 • فرزانہ اور فرزانہ ان لکھنؤ میں شیشیوں کے آثار نظر آئے گے۔ وہ دونوں کو اس میں تو وہ بھی سکرا دی۔
 • اب تم مجھ سے ہیئت میں موس کر رہی ہو گی؟ اس نے کہا۔
 • تم بے حد خوبصورت ہو؟ فرزانہ بولی۔
 • انہوں نے یہ دیکھو۔ میرا حسن میرے لئے بے مقصد ہے لیکن۔۔۔؟
 • اچانک اس کی آنکھوں میں چمک اٹھی۔ اہ۔ وہ سکرا دی۔ اس کی اسکاٹ بہت حد تک تھی۔ لیکن یہ ہر سکتا ہے کہ مجھ سے انداز میں دیکھ کر۔ اہ یہ ممکن ہے۔ جب تم لوگ مجھے اچھی ہو اور میں نہیں ترہ ہو سکتا ہے کہ اس سے۔۔۔؟
 • کہ۔؟ فرزانہ نے پوچھا۔
 • تمہی آرام کی جگہ بڑے مافو۔ بلکہ اب تو مجھے بھی ایسی ہی جگہ کار ہے۔ لیکن ٹھیک ہے میں اپنے اعصاب سمٹ لوں ہو سکتا ہے مجھے اب ہیئت میں آنا پڑے۔ وہ فواد کی ٹمپس شیشی لگی۔ اور پھر اس نے اپنے پیٹھ پر کے حصوں کی احتیاط سے ایک طرف کھینچ لیا۔ اس کے بعد وہ ان کے سامنے کھڑی۔
 • ہاں۔ اب گفتگو کرو؟
 • ہم تم سے کچھ ایسے سمات کریں گے جن پر ممکن ہے تمہیں میرت ہو لیکن ہمیں یقین ہے کہ تم ان کا جواب دے گی؟

” پہلے ایک بات بتاؤ وہ بولی۔

” چلو تمہیں پوچھ لو۔

” کیا تمہاری تخلیق حق تعالیٰ کی ہوئی ہے تمہارے اس ماحول سے کچھ نہیں
میں نظر آتی ہو؟

” ہاں تمہارا خیال درست ہے۔

” تمہاری ذہانت کی گرامری ابھی وہاں نہیں ہوئی ہوگی؟

” ذہانت کی گرامری؟ فوذاں نہیں پڑی لیکن فوذاں نے سنبیدگی سے
کام لیا اور بولی۔

” تمہارا خیال بالکل درست ہے۔

” میں پہلے ہی سمجھتی تھی۔ مگر سوال کوئی بات نہیں ہے۔ تم سوال چاہو
پوچھو میں جواب دوں گی؟

” تمہارا شک یہ کیا تھا کہ کوئی نام ہے؟

” ہاں۔ تم پہلی ذریعہ ذریعہ ذریعہ ایٹم کہہ سکتی ہو؟

” کیا۔ ہاں فوذاں نے آنکھیں پھاڑ دیں۔

” ہاں میرا بھی نہیں ہے؟

” اورو۔ خبروں سے کام چلتا ہے۔ اچھا یہ بتاؤ تمہارا طرز زندگی
کیسے۔ تم عورت ہو؟

” ہاں۔ تمہاری طرح؟

” شادی شدہ ہو؟ فوذاں نے کہا اور بے اختیار ہنس پڑی لیکن
سامنے بھی ہوئی عورت کے چوٹوں پر مسکراہٹ نہیں پیدا ہوئی بلکہ اس

کا انداز غمزہ سا ہو گیا۔ حیرت کی بات تھی کہ سارے تنازعات اس کے چہرے
سے عیاں ہو جاتے تھے جبکہ اس کی تشکیل عجیب سے انداز سے ان کے
سامنے ہوئی تھی۔

” ہاں جو تمہارا مغموم ہے۔ وہ میں ہوں؟

” میں نے تمہارے طرز زندگی کے بارے میں پوچھا تھا؟

” تم نے دیکھ لیا۔ ہم ایک بناتے ہیں، چھان ہماری بھائی ساری
چیزیں موجود ہوئی ہیں۔ بس ہم اسی میں زندگی گزارتے ہیں؟

” تمہارا شوہر کہاں ہے؟

” ذریعہ ذریعہ ذریعہ ایچ میٹون۔ ٹینو گیا ہوا ہے۔ وہ
ضرورت پوری ہونے کے بعد واپس آجائے گا؟

” یہ تمہارے شوہر کا منبر ہے؟

” ہاں؟

” اچھا تمہارے والدین بھی ہوتے ہیں؟

” والدین۔ ہاں اس نے سوائے انداز میں انہیں دیکھا۔ پھر بولی۔ نہیں
ایسی کوئی چیز نہیں ہوتی؟

” پھر تم لوگ تشکیل کس طرح پاتے ہو؟

” ایک نظام ہے۔ ایک پورا نظام ہے۔ ہر مشین ضرورتوں

کرتی ہے اور ایک مشین تخلیق کر دیتی ہے۔ اور پھر توازن برقرار رکھنے کے
لئے اس کے متقابل کو ترتیب دے دیا جاتا ہے۔ یوں ہر مشین اپنا کام کرتی

ہے۔ اور جب وہ کسی مددگار کی ضرورت محسوس کرتے ہیں تو ہر مشین ان
میں تولید کے ہرزے لگا دیتی ہے اور ایک اور مشین تیار ہو جاتی ہے جو

مددگار مشین کی جگہ لے کر ناکارہ اور گھٹے ہوئے پرزوں والی مشین کے
کام میں مدد دے۔

” تولید کے ہرزے؟ فوذاں نے سوائے انداز میں فوذاں کی طرف
دیکھا لیکن فوذاں کا چہرہ سرخ ہو رہا تھا اور پھر دوڑوں منہ دبا کر ہنسنے لگیں۔

” وہ ہنسنے ہنسنے دوہری ہو گئی تھیں۔

” فوذاں پلیز خاموش ہو جاؤ۔

” ہائے باجی؟ فوذاں بڑی طرح ہنس رہی تھی۔

” بس اب خاموش ہو جاؤ۔ پلیز خاموش ہو جاؤ شکریہ یہ سوال
ہم نے ڈھکی چھپی کیا؟

” خدا کی پناہ؟ فوذاں نے مشکل خود پر قابو پایا تھا۔ باجی راور
سوالات کرو؟ اس نے پوچھا اور فوذاں اسے دیکھنے لگی۔ پھر فوذاں۔

” تمہیں اپنے شوہر سے محبت ہے، تمہارے کیا کہتی ہو؟

” میٹون۔ اس نے جواب دیا۔

” اورو تمہیں کیا کہتا ہے؟

” سنٹی؟

” اورو۔ تم نے یہ الفاظ کہے تھے۔ اچھا۔ تاؤ تم لوگ ایک دوسرے
سے محبت کرتے ہو؟

” کیوں نہیں۔ اگر محبت نہ کریں تو چر سنا کہس طرح رہیں؟

” تمہارا میٹون بھی تمہیں چاہتا ہے؟ فوذاں نے کہا۔ وہ فوذاں کی
بلندیت زیادہ شہر پرستی کی مشین کی عورت نے اس بات کا جواب فوذاں نہیں

دیا۔ البتہ اس کی آنکھوں میں ایک غم آلود اضطراب نظر آیا تھا جسے فوذاں
اور فوذاں نے صاف محسوس کیا۔

” تم نے جواب نہیں دیا؟ فوذاں بولی۔

” پہلے چاہتا تھا؟ وہ ایک سسکی لے کر بولی۔

” اورو اب۔؟

” اب نہیں چاہتا؟

” کیوں؟

” اب وہ کسی اور کو چاہتا ہے؟

” خدا کی پناہ۔ یہ یہاں بھی چلتا ہے؟ فوذاں نے آنکھیں دکھاتے
ہوئے کہا اور پھر چھلکی سے بولی۔ تمہارے چاہتا ہے؟

” میں نہیں جانتی؟

” تمہیں کیسے معلوم ہوا؟

” اس کے سینے میں محبت کی گرامری بدل ہوئی ہے۔ میں نے ایک

رات کھڑکی کھولی کہو کیا ہوتا؟

” گرامری بدل ہوئی تھی؟ فوذاں نے تعجب سے پوچھا۔

” ہاں۔ اس نے سسکیاں لیتے ہوئے کہا۔

” محبت کی گرامری ابگ سے لگتی ہے؟

” تو اور کیا۔ تمہارے سینے میں نہیں ہے کیا؟

” ہاں ہاں ہے۔ ہے تو سی لیکن تم نے خود دیکھا تھا کہ اس کے
سینے میں محبت کی گرامری بدل ہوئی ہے؟

” ہاں۔ میں نے خود دیکھا تھا۔ وہ بدستور سسکیاں لیتی ہوئی بولی۔
اور وہ گرامری کہاں گئی جس میں تمہاری محبت تھی؟

” مجھے نہیں معلوم؟

” اگر تم اپنی محبت کی گرامری تلاش کر کے دوبارہ اس کے سینے میں
لگا دو تو...؟

” اہ۔؟ وہ چونک کر پیش بخوری ورنہ تعجب سے ان دونوں
کو دیکھتی رہی۔ پھر تیز انداز میں بولی۔ اسے تمہارے بغیر؟

” ہاں۔

” لیکن میں۔ میں اپنی گرامری کہاں تلاش کروں۔ اور میں۔ میں
اسے کس طرح تلاش کرسکتی ہوں۔ تمہارا تو میں یہ کام نہیں کرسکتی؟

” ہم تمہاری مدد کریں گے۔

” کیا واقعی۔ ہاں تمہاری مدد سے تو یہ ہو سکتا ہے لیکن گرامری۔
اے ممکن ہے اعضاء کے اطوار میں موجود ہو۔ آج بے تحاشی دیر کی بات

دو۔ تم نے میرے ذہن میں ایک نیا خیال پیدا کیا ہے۔ میں گرامری تلاش
کروں؟

” وہ دوڑتی ہوئی باہر نکل گئی۔ فوذاں نہیں پڑی اور پھر وہ پیٹ پڑ
پڑ کر ہنسنی رہی۔ فوذاں بھی کبھی ہنسنے لگی کبھی سنبیدہ ہو جاتی؟ اب بس بھی
کرو فوذاں میں نہیں نہیں کہ باجی ہو جاؤں گی؟

” ہائے باجی ہنسنے دو۔ بہت مسکھو کے بعد ہنسی ہوں۔ اہ۔
محبت کی گرامری۔ تولید کے ہرزے، خدا کی پناہ۔ اس نشی دنیا میں

ہر کام ہرنا مردی ہے کیا؟ وہ غمزہ میں کتنی عجیب تھی؟
لیکن کیا یہ سب عقل کو سیکھا دینے کے لئے کافی نہیں ہے؟

” عقل اب رہی ہو تو چکا ہے۔ اتنے عرصہ میں اس نے پروا مانع
خالی کر دیا۔ کچھ بھی یہاں اگر ختم ہو گئی۔ وہ طعنے پرکھ باجی کئی یہاں آنکھوں

سے دیکھ کر اوپر عقل کا استعمال ترک کر دو۔ یہی بستر ہے ورنہ جس کو کھینچ
گی؟ فوذاں نے کہا۔

” بخوری دیر کے بعد وہ واپس آگئی۔ اس کا چہرہ خوشی سے چمک
رہا تھا۔ اور اس کے ہاتھ میں واقعی کوئی گول سی شے تھی۔

” اے کئی دیکھو کئی؟ اس نے کچھتی ہوئی گرامری دونوں کے سامنے

” یہ محبت کی گرامری ہے؟

” ہاں۔ اور میری ہی ہے، میں پہچان گئی؟

” بس ٹھیک ہے۔ تمہارا میٹون تھا۔ ہم دونوں کی مدد سے یہ گرامری
دوبارہ اس کے سینے میں لگا دو؟

” میں تمہاری احسان مند ہوں لیکن یہ تو بتاؤ مجھے اس مسئلہ میں کیا کرنا
چاہئے، اسے بدلنے میں کافی مشکلات پیش نہیں آئیں گی؟

” کیا گرامری نکالنے میں وقت ہوگی؟

” نہیں، یہاں درستی کرنے والے آلات کا کبھی ہمارے پاس
موجود ہے۔ گرامری تو آسانی سے نکالی جاسکتی ہے لیکن کس وقت؟

” کیا تم لوگوں کو سنبید نہیں آتی؟

” کیوں نہیں، سورج ڈوبنے کے بعد ہم آرام کرتے ہیں؟
اس وقت اگر تمہیں پھر ایمائے قوم مانگ جاتے ہو؟

” ہاں جاگ بھی جاتے ہیں لیکن۔ اس۔ کچھ میں آگئی ایک ترکیب
اگر ہم جاگنے کے فیروز نکال لیں تو۔ تو پھر نہیں جاگ سکتے؟

” جلا گئے کے پھوڑ۔ وہ کہاں ہوتے ہیں؟ فوذاں نے پوچھا۔
بالکل اوپر یہاں اس جگہ۔ دیکھو میرے جگنے کے فیروز ہیں۔

” انہیں نکال دیا جائے تو میں سو جاؤں گی۔ انہیں باسان نکالا جاسکتا ہے؟
اس نے کان کے نیچے لگی ہوئی ایک پلیٹ دکھائی۔

” بس تو بات یہ تم ہوگی۔ ہم پہلے یہ فیروز نکال دیں گے اور اس کے
بعد گرامری بدل دیں گے؟

” آہ۔ سیری بڑی مشکل حل ہو گئی۔ ہم پہلے یہ فیروز نکال دیں گے۔
تم دونوں میری مدد کرو نا؟

” غصہ دل سے، لیکن تمہارا میٹون کب آئے گا؟
” وہ میٹون کیا ہے؟ لیکن میں تلاش کرتی ہوں میں اس سے رابطہ

قائم کر کے کہ دوں گی کہ ہمارے ایکے میں حمان آئے ہیں؟
” ہلا ایک مشورہ ہے؟ فوذاں بولی۔

” کیا۔؟

” اس کے ہنسنے سے قلم اپنی اصل ہیئت میں آجائے اگر وہ ہمیں
پسند کی لگاؤ سے یکے تو تعلیم ہے تم بھی یہ ہیئت اختیار کر لینا، ورنہ

وہ زوی ٹھیک ہے؟
” یہ مشورہ بھی مناسب ہے تمہارے ذہن کے والو کافی طاقتور

معلوم ہوتے ہیں، خوب سوچتی ہو؟
” بس تو تم اپنا کام کر۔ ہم اپنی آرام گاہ میں جا رہے ہیں؟ دونوں

لڑکیاں اٹھ کھڑی ہوئیں اور مشین خالوں نے انہیں بڑی گرم جوشی سے
رخصت کیا۔ بخوری دیر کے بعد وہ دونوں لڑکیاں

قیام گاہ میں کچھ گئیں۔ پروفیسر اس کے ساتھ باہر گئے ہوا تھا۔ فوذاں کے
ہونٹوں کے گوشے بھی سے کچھ کچھ تھے لیکن فوذاں سنبیدہ تھی۔
” مجھے تو پھر یہ سنبیدہ ہے فوذاں؟ فوذاں نے کہا۔

کیوں ہائی؟

• تو اس طرح حلقہ نظر آ رہی ہے جیسے کسی تفتہ رخ گاہ میں ہر وہ
• پھر کیا کروں ہائی ویسے واقعی میں خوش ہوں ایک طویل جمود
• توئی زندگی تو اسی وقت ختم ہو گئی تھی جب جہاز کا حادثہ ہوا تھا یہ تو واقعی
• زندگی ہے چنانچہ جس طرح میں زندگی ہے
• چھانٹو ہے مہلت کرتا ہے؟ فرنا نے گون ہلاتے ہوئے
• کہا اور دونوں خاموش ہو گئیں۔

• پروفیسر وہیلو لیے ہر نکل گئے تھے۔ وہ خبر کے بعد ہائیں آئے
• تھے پروفیسر کے پاس بہت سے چل تھے جنہیں اس نے دونوں دیکھیں
• کے ساتھ ساتھ ڈال دیا۔

• یہ سب کچھ دیکھ کر، میر خیال ہے یہ آہ کی بجائی ہوئی شکل ہے بس
• جھپٹیں غائب ہو گئی ہیں مزاحیہ ہے؟
• اور ان کی جھپٹیں پر ٹوٹ چکی ہیں۔

• باہر کی دنیا کیسے ہے ڈیڈی؟ فرنا نے پوچھا
• سب کچھ دیکھ ہے، بس اس پر تباہ کاری ہے لیکن مٹانی
• زندگی کو کوئی غصہ نہیں ہے؟

• جھپٹوں کی بادی اتنی جھڑپ ڈیڈی؟
• نہ بچنے کے بلکہ پوری دنیا میں جھپٹیں آدھی چنڈ لاکھ سے زیادہ
• نہیں ہوں۔ یہاں دور دور کے علاقے میں صرف ہی صارت ہے؟

• اور؟ فرنا نے گون ہلائی۔
• تمہاری وہ سب کچھ حد میں ہے؟
• پکی ہو گئی ہے؟ فرنا نے مختصر کہا۔

• ہمارے دوست کا خیال ہے کہ ابھی پورے پورے یہاں گنڈاری جائے۔
• وہ کوئی کام کرنا چاہتے ہیں؟

• بہت متفرق وقت پروفیسر، صوف چند تائیں۔ وہ بولا۔
• تم ایک ہے، ہمیں کون کام ہے؟ پروفیسر نے ہنستے ہوئے کہا۔
• اور پھر سب آرام کرنے لگے۔ رات کو نارتھ مشین آگئی اور اس نے اطلاع

• دی کہ تیرہ فیروزہ زبردستی آگئی ہیں آگیا ہے۔
• میں نے اسے پہلاؤں کی آمد کے بارے میں اطلاع دی تھی اس
• نے خوشی کا اظہار کیا ہے اور کہہ رہے کہ ہاؤز کو کسی تکلیف کا احساس
• نہ ہو؟

• ہم تم دونوں کے شکریہ گزار رہے ہیں اس سے ملاقات کب ہوگی؟
• جیسے کہ میں نے اس سے کہہ دیا ہے کہ آپ لوگ آرام کرنے لیٹ
• گئے ہیں؟

• ٹھیک ہے، ہم صبح کس سے ملاقات کریں گے؟
• تم لوگ میری ایک بات سنو گے۔ وہ دونوں لڑکیوں سے بولا، اور
• فرنا اور فرنا اس کے ساتھ باہر نکل گئیں تب وہ راز دہانہ انداز میں بولی۔

• وہ ابھی کام کرنے لگے تھے، ہاں اسے شاید اس سے جدا ہونے کے علم سے
• نہیں اس کے فیروز نکال دیں گی، کیا تم دونوں میرا ساتھ دو گے؟

• کیوں نہیں؟
• کیا تم نے اپنے ساتھیوں کو بھی اس بار سے سروس بتا دیا ہے؟
• نہیں؟

• یہ اچھا کیا لیکن پھر اس وقت تم کیسے آؤ گی جب مجھے تمہاری ضرورت
• ہوگی؟

• ایسا کہ ہمارے لئے کسی اور جگہ کا بندوبست کر دو؟
• یہاں تم جس جگہ جاؤ آرام کرو۔ آؤ میں تمہیں ایک اور کمرے میں لے
• جاؤں؟ اس نے کہا اور وہی جگہ دکھادی۔

• بس ٹھیک ہے، اب تم جاؤ۔ ہم تمہیں یہیں میں گئے؟ فرنا نے غصہ کیا۔
• اور وہ بھی گئی وہ اپنی اصلی شکل میں تھی فرنا نے اس کی تو پر غیر متعلقہ کہہ کر
• کیا بات تھی؟

• وہ جی جی ہو گئی ہے ڈیڈی، کمرہ ہی آؤ، ہمیں کریں گے کوئی غصہ
• نہیں ہے ڈیڈی۔ ہم اس سے بات کریں گے اور جب نیند آئے گی تو ہم وہاں
• آجائیں گے آپ آرام سے سو جائیں گے۔

• ٹھیک ہے۔ یہاں میں نہیں کسی بات سے روک بھی تو نہیں سکتا، بھلا
• خیال رکھنا، جھپٹیں کی وہی نقصان دہ ثابت ہوئے۔
• آپ فکر نہ کریں ڈیڈی، آرام کریں ہم جا رہے ہیں؟ فرنا نے بولی اور

• دونوں باہر نکل آئیں۔ پھر وہ اس کی بتائی ہوئی رات گاہ پر آگئیں اور اس کے
• بے کا انتظار کرنے لگیں۔ لڑکیوں کے لئے یہ ایک دلچسپ شغل تھا
• رات کو کئی بار میں انہیں دوا دے پھر گھر پر ٹھہر کر سناں دی اور

• وہ چونک پڑیں۔ دوا دہ کھلا اور وہ اندر آگئی؟ تم۔ تم دونوں تیار ہو؟
• اس کی آواز میں کسی قدر گھبراہٹ تھی۔
• پوری طرح؟ دونوں لڑکیاں ہمتی سے کھڑی ہو گئیں۔ کیا تم

• نے اپنا کام کر لیا؟
• ہاں میں نے اس کے فیروز نکال لئے ہیں؟
• وہ بے جا جان ہے؟

• ہاں۔ اب وہ جاگ نہیں سکتا؟
• آؤ؟ فرنا ان سارے معاملات میں پیش قدمی کرتی تھی۔ تھوڑی دیر
• کے بعد وہ اس کمرے میں پہنچ گئیں جہاں اب ایک نئی مشین نظر آ رہی تھی۔ یہ

• مشین کسی قدر سٹول اور مختلف طرز کی تھی۔ وہ پچھلا مشین سے بالکل برکتی تھی۔
• اور اس کے ساتھ ہی باری مقرر کرنے کے انداز رکھے ہوئے تھے۔ بالکل مشین
• دوست کرنے کے انداز تھے لیکن سب کے سب خود کھڑے تب شیر کے پینے کی

• کھڑکی کھولی گئی اور اس نے برکت کی گزاری کی نشاندہی کی۔ دونوں لڑکیاں پوری
• ٹھہری ہیں اس نظام کا جائزہ لے رہی تھیں وہ انہیں ہدایت دیتی رہی اور
• لڑکیوں نے گوارہی کے مرکب نکال لئے اور پھر پچھلا گوارہی نکال آئی اور

• اس کی جگہ دوسری گوارہی لگا دی گئی۔ خاتون جھپٹ کی گوارہی ساتھیوں
• سنائی دے رہی تھیں۔ گوارہی کا آخری اسکو بھی کس گیا تو انہوں نے سکون
• کی سانس لی۔

• آہ۔ میری جھپٹ وہ تو تم نے میرے اوپر حملہ کیا ہے، میں
• اسے کبھی نہیں بھول سکتی۔ میں تمہاری بے حد شکریہ گزار ہوں؟

• اب تم اس کے فیروز لگا دو، ہم چلتے ہیں؟
• ایک بار پھر شکریہ؟ جھپٹیں خاتون نے کہا اور وہ دونوں باہر نکل
• آئیں پھر پھر کمرے میں پہنچ گئیں پروفیسر اور وہ گوارہی نیند سو رہے تھے۔

• وہ پچاس فیروزہ زبردستی زبردستی آگئی تھیں نے اس سے ملاقات کی
• اس نے ہی اس لوگوں کی مساحت پر صحت کا اظہار کیا تھا۔ اور پھر وہ صحت سی
• آئیں کہ نا۔ ضروری گفتگو کے بعد پروفیسر نے اسے خوشہ انداز لگائے۔

• میرے صحت؟ تم نے ہمارا صحت پر صحت کا اظہار کیا ہے؟
• کیا اس سے قبل تم نے کبھی ہمارا صحت کی جھپٹیں نہیں دیکھیں؟
• کبھی نہیں؟

• اس کی ایک خاص وجہ ہے؟
• وہ کیا؟
• ہم تمہاری زمین۔ ششکے نہیں ہیں؟

• اور۔ چہ؟ وہ حیرت سے بھلا۔
• نیادوں کے بارے میں تمہاری معلومات کیا ہیں؟
• آسمان میں چھلنے والے ستاروں کی بات کر رہے ہیں؟

• ہاں؟
• بس اتنی کہ وہ چمکتے ہیں؟
• جھپٹوں کی دنیا میں سائنسی تحقیق کی کیا کیفیت ہے؟ پروفیسر نے

• سوال کیا۔
• صوف اس قدر کہ جھپٹوں کی طاقت کو کس طرح بحال رکھا جاسکتا ہے؟
• کیا جھپٹیں سیادوں کے بارے میں حقیقتات نہیں کرتی؟

• سیادوں سے ہمارا کیا فائدہ؟ ہمیں ان سے کیا لینا ہے؟
• خوب بات عموماً ہے۔ اچھا انسانوں کے بارے میں تم کیا جانتے
• ہو؟ پروفیسر نے پوچھا۔

• انسان کیا ہوتا ہے؟
• وہ مخلوق جس نے جھپٹیں نہیں کیا اور پھر تباہ ہوا تو نا ہو گئی؟
• اور، مجھے اس بارے میں کچھ نہیں معلوم۔ اس نے منہ بست آئینہ

• انداز میں کہا۔
• وہ اصل ہم اس مخلوق کے بارے میں حقیقتات کہنے کے لئے اپنی
• دنیا سے آئے تھے۔ تم اس سلسلہ میں ہمارا کیا مدد کر سکتے ہو؟

• انہیں۔ کاش میں تم لوگوں کی مدد کر سکتا۔ لیکن ضرور ایک دو میں
• ایک ہونڈی مشین موجود ہے۔ یہ مشین پچھلوں سال قبل تیار ہوئی تھی اور آج
• تک زندہ ہے۔ اس کے پاس یا دوا شاکت کا ذخیرہ موجود ہے۔ لیکن یہ وہ
• تمہاری مدد کر کے؟

• ہمیں ایک دو کے بارے میں کچھ نہیں معلوم؟
• میں تمہیں وہاں لے جا سکتا ہوں؟
• تب پھر نہیں مدد کر رہے؟

• نہیں ایک بے گون طلب کروں گا۔ جو کسی بے گون یہاں پہنچے
• گا میں تمہیں ایک دو کی ہونڈی مشین کے پاس لے جاؤں گا میں کا ممبر مرثویہ
• صرف ضرورت ہے؟

• بے گون کب تک آجائے گا؟
• کل صبح تک۔ اسے ٹھکانا پڑے گا؟
• اگر تم ہائیڈریڈ مدد کو تم شکر گزار ہوں گے؟

• بے فکر ہو، میں تمہاری مدد کروں گا؟ اس نے پراعتاد لیے میں
• کہا اور پروفیسر خوش ہو گیا۔

• وہ افراد پر مشتمل ریشمی خاندان بڑا ہی غصہ ثابت ہوا۔ شاید انہوں
• نے انسان کی کوتاہیوں کا انداز کر دیا تھا اور جو سب سے زندگی اختیار کیا تھا۔
• اس میں محنت اور طاقت کا جذبہ لپٹا تھا۔ مدی مذہب جو انسان میں فنا ہو گیا

• تھا اور ہر ایک صوفی سے انسان کو خود فنا ہونا پڑا۔ اس جذبے کے نقصان نے
• انسان کے اس کی ازلی برتری چھین لی تھی اور اب زمین پر وہ کھلی حکومت
• تھی۔

• رات کے ٹھیک یہ لوگ اس مشین زندگی کے بارے میں گفتگو کرتے تھے
• پروفیسر خادو کس بات پر شدید حیرت تھی کہ عام مشین انسان کے نام سے
• ہمنما طاقت ہے۔ تب اس نے مسکراتے ہوئے کہا۔

• تم نے ان سے ایک بات ابھی کہی پروفیسر خادو کہ ہم لوگ اس دنیا
• کے انہیں جگہ کی تیار سے کے باشندے ہیں۔ اگر تم نہ کہتے تو ہماری جگہیں چھین
• سے نہ واقفیت ہمارے لئے کافی ابھرنے جاتی؟

• میں نے تمہاری لئے یہ بات کہی تھی اور مجھے خوشی ہے کہ اس سے
• بہت سے جھگڑے ہوئے کام آئیں گے۔ اب رہی انسان کے بارے میں تحقیقات
• تو کیا تم اسے پسند نہیں کرو گے؟ خادو رستے سوال کیا

• کیوں نہیں؟ میں دیکھنا چاہوں گا کہ ان لوگوں کی، میری مراد ان
• جھپٹوں سے ہے، انسان کے بارے میں کیا مانے ہے اور یہ جو انسان کو
• بھول چکے ہیں، اب اس کے بارے میں اس طرح سوچتے ہیں؟

• لیکن اس سے تو تمہاری تحقیق میں ایک نیا اضافہ ہو رہا ہے۔ خادو
• مسکراتا چلا ہوا۔

• وہ کیا؟
• جیسی تم اپنے آپ کو فانی کہتے ہو تم کہتے ہو کہ تم ذل سے دیکھتے
• آئے ہو اور اب ایک دیکھتے ہو گے لیکن دیکھنے کے لئے بنیادی تصور انسان

میری کتاب پر دوسرے اس کتاب کے لیے سہارا دیا۔ اس میں ان پرادوں کی تفصیل گھوم گھوم کر مشینوں کا دور بھی ختم ہو جائے گا۔ تم نے اس مشین کے زانیہ ایک بات نہیں سنی۔ اس کا کہنا ہے کہ دوسری مشین انسان کے بارے میں جا بجا ہے یعنی جیٹس میں ہی دوسری برجاتی ہیں اس کے پٹرنزے نکال کر ہر جگہ ہے۔ یہی اصل بخیر و ختم برجاتی ہوں گی۔ یہی ان کی فضا ہے تو پروفیسر جو تحقیق کا عمل مکمل کر جائے گا مشینوں کی تفصیل کم ہو جائے گی۔ اور مشینیں جو ایسے کسی نہیپ کا شکار ہو کر اپنی زندگی گھنٹیں گئی جس طرح انسان اپنے آپ کو فکر کر رہا ہے تو پھر کسی نے دیکھ لیا آنا ہو گا۔ زمین کے کھلکھلے ہونے سے قبل زندگی تو زمین پر رہے گی۔ پروفیسر! اور جب تک زندگی رہے گی۔ میں اس زندگی کی تفصیلات تو اپنی کتاب میں دیکھ کر رہوں گا۔

• کیا تم کہیں میں قابل توجہ نہیں ہو؟ پروفیسر نے مسکراتے ہوئے

” بالکل ٹھیک۔ اس کے سینے میں اب میری محبت کی گزاری چل رہی

پہلے گون کا یہ سفر بھی زیادہ طویل نہیں تھا، وہ اناکارہ نہیں لگا سکے
 لو انہیں کتنی دور کا پڑتا ہے۔ بہر حال انہوں نے صاف محسوس کیا تھا کہ اب
 وہ نہیں پڑا تھا ہے۔ اور پھر اس کے روانے سے کھل گئے، اور پھر آسمان
 ہلکا رہا تھا۔

دوسرے ایک دوسرے کی شکلیں دیکھ رہے تھے، تھامینہ بان کے

اسے ایسی ہی حیرت انگیز باتیں کہتی تھی۔ اور یہ انسان کی خواہش ہی تھی
نہ اس نے اسوں سے، تہذیب سے، اہلادت کی تھی۔ وہ برہنہ ہونا چاہتا
تھا، کیا تمہیں اپنے دھکی زندگی یاد نہیں، جہاں عریانی کے فرشتے کے شہار
ادارے تھے۔ برہنگی کو ثقافت سمجھا جاتا تھا۔ کیا انسان ہی نہیں چاہتا
تھا پروفیسر؟

چپ ہو جاؤ۔ خدا کے لئے چپ ہو جاؤ؟ پروفیسر ملحق چپا کر چپنا
اور اس نے ایک قہقہہ لگایا۔

کیا یہ میری سائنس ہے پروفیسر؟ کیا یہ میری تاریخ دانی ہے
کیا یہ میری جادو سبانی ہے، بروٹم پرورش میں ہو، کیا یہ سب کچھ تم اپنی
آنکھوں سے نہیں دیکھ رہے، کیا اب بھی تم مجھے صرف ایک داستان کو قرار
دو گے؟

میں نہیں۔ تم نہ جانے کیا ہو۔ تم ...؟ پروفیسر نے تھکے تھکے
انداز میں کہہ دیا۔

تو میں اپنی کتاب کا یہ ورق الٹ دوں گا جس نے سوال کیا۔ اور
پروفیسر نے تعجب سے اسے دیکھا۔

میں نہیں سمجھا، وہ اہستہ سے بولا۔ لوٹ مار چیخ و پکار اب بھی
جاری تھی۔ تب اس نے دوڑوں ہاتھ اٹھائے اور بڑبڑا، عظیم الشان کتاب
اس کے ہاتھوں میں آگئی۔

ابھی تو اس کتاب کے بے شمار اوراق باقی ہیں پروفیسر، ان میں
وہ اوراق بھی ہیں جن میں مستقبل تحریر ہے اور وہ بے شمار اوراق بھی
جنہیں میں ابھی سخت پرکوں کا، کیونکہ میں لافانی ہوں۔ میں تو دیکھنے والا
ہوں، دیکھتا جاؤں گا کتنا جاکتا جاؤں گا۔ اگر دوسرے اوراق الٹوں پروفیسر
تو تمہارے دلوں کی دھڑکنیں بند ہو جائیں گی۔

اس نے کتاب کا ورق واپس اٹھا، اور اپنا کچھ چپکا کر رک گیا۔

اور اس کے ساتھ ہی گھٹن کا وہ شدید احساس ختم ہو گیا جو انہیں بے چین کر
رہا تھا۔ پروفیسر نے خاموش ہونے والوں کو دیکھا۔ شاید ان کی غذائی ضرورت
پوری ہو گئی تھی۔

لیکن — وہاں تو کچھ نہیں تھا بلکہ — بلکہ یہ تو وہی جگہ تھی، اس کا
دانشکدہ، وہی ماحولی جہاں وہ اس کی کہانیاں سننے رہے تھے۔ اور اس کی
عظیم الشان کتاب اس کے سامنے تھی۔ اس نے مسکراتے ہوئے کتاب کو
بند کر دیا۔

لڑکیاں خوشی سے چیخ پڑی تھیں۔ اور پروفیسر کے علم میں
کھڑا تھا، بشکل تمام اس کے حواس بختے ہوئے اور مدھی ہوئی آوازیں بول رہی تھیں۔

یہ — یہ سب کیا ہے، ہم — ہم کہاں آگئے؟
ہم گئے ہی کہاں تھے پروفیسر، تم میس کے اوپر یقین کر بیٹھے تھے لیکن
میں اپنی کتاب کی توہین تو نہیں بڑاشت کر سکتا تھا۔ تم نے مجھے تسلیم کیا تو میں
نے تمہیں مستقبل کی ایک عجیب دکھادی۔ وہ انسان کا مستقبل تھا پروفیسر اور

یقین کرو تو تمہارے جیسے ہیں اور میری کتاب؟
• کہ — تو تم اپنی دنیا ہی میں ہیں۔ اس زمین کا رنگ ابھی سرسبز ہے؟
پروفیسر فوراً سر تڑپا کر بولا۔

• ہاں۔ ابھی یہ زمین سرسبز ہے، لیکن تمہاری نسل، موجودہ تہذیب
اسے تاریکی رنگ کی جانب لے جا رہی ہے اور میری کتاب کا یہ لفظ سنا ہے؟
• جی ہاں، میں اعتراض کرتا ہوں لیکن میرے دوست، یہ دو گنا ہے،
جہاں تمہارے ساتھ کتنا وقت گزر گیا؟

• وقت گزرا کہاں ہے پروفیسر، میں تو تمہارے سامنے موجود ہوں۔ ہاں
پروفیسر، میں وقت ہوں، میں باقی ہوں، میں حال ہوں اور میں مستقبل ہوں۔
میں تمہارے سامنے مسکات تھا۔ جو کچھ تم نے سنا، سناؤ میں سنا، ایک پلی
تو نہیں مٹا، میں جو تمہارے سامنے تھا۔ میں صرف وقت ہوں پروفیسر، میں
تو تمہیں اپنی کہانی سنا رہا تھا۔ زمین سمندر چاند سترے میرے ساتھی ہیں، یہی تو

میرے ہم عصر ہیں جب سے میں جاری ہوا اور جب تک چلا رہا ہوں گا یہ
میرے ساتھی رہیں گے، میرا وجود ناقابل فنا ہے، مجھے کھونے والے مجھے پانے
والے آتے جاتے رہیں گے اور میں جاری رہوں گا۔ نہ میں کوئی کردار ہوں نہ

کوئی شخص بدن رکھتا ہوں۔ میں صدیوں کا جی رہا ہوں، صدیوں کی تخلیق۔ اور
صدیوں کی زندگی گذر چکی ہے۔ اوراق بدلتے رہیں گے اور ہر کردار کی ایک کہانی
ہوگی اور اس کے کردار میرے ہی سینے پر توہر پرورش پاتے ہیں میں کردار بدلتا رہا
ہوں اور انہیں اپنے نام سے پیش کرتا رہا ہوں لیکن وہ میری تخلیق تھے۔

وقت کی تخلیق۔ یہ کتاب وقت کی کتاب ہے جن پر اوراق تھرہ رہتے رہیں
گے، میرا نہ کوئی مذہب ہے نہ وجود۔ میں نے تو تمہیں تمہاری تصویریں دکھائی
ہیں اور اس وقت تک کی کہانی سنائی ہے جس میں تم ہو۔ ہاں صرف ایک ورق
مستقبل کا صرف ایک ورق تمہارے سامنے آگیا ہے۔ اور یہ تمہاری ذمہ داری

ہے کہ انسان کو اس کے اختتام سے آگاہ کر دو، پس اب میں چلتا ہوں کیونکہ
میرا موجود کائنات کی حرکت کو روک دیتا ہے۔ تمہاری منزل دور نہیں ہے
ان پہاڑوں میں سیدھے چلے جاؤ، تمہیں ایک برناتی بستی مل جائے گی جہاں
سے تم اپنی منزل کا تعین کر سکتے ہو، وہ لوگ تمہاری مدد کریں گے؟

• اچانک فضا میں لہریں سی اٹھیں، اور چند ساعت کے بعد غالی
پہاڑوں کے سوا کچھ نہیں تھا۔ وہ دانشکدہ لگا ہوں سے اوچھل ہو گیا جو صرف
ایک قصہ تھا۔

پروفیسر غلام فرناز اور فروزاں ششدر کھڑے تھے۔ وقت کا چکر
وجود فضا میں تحلیل ہو چکا تھا۔ تب پروفیسر نے دوڑوں لڑکیوں کے ہاتھ
پکڑے، اور نار سے نکل کر اس بگڑی ہوئی کی جانب بڑھ گیا جو در سے
نظر آ رہی تھی۔ اسے یقین تھا کہ وہ ضرور کسی برناتی بستی تک پہنچ جائیں گے۔
کیونکہ یہ وقت کی پیش گوئی تھی۔

(ختم شد)